

تحقیقاتِ تاوہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَمَلَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 7
مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تقریباً الحنفیہ علی حضرت مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

فہرست مضامین

باب الجماعة

- ۳۷ امام کے لئے وسط مسجد میں کھڑا ہونا سنت متواتر ہے۔
تحراب حقیقی، محراب صوری، مسجد شتوی، مسجد صیفی کا بیان۔
- ۳۸ امام کو درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
مشغول اور مصروف طلبہ کو احیاناً بشرط ترک جماعت کی اجازت ہے۔
- ۳۹ مسجد کی تنگی کی وجہ سے صف اول کے مقتدی امام سے متصل ہوں تو کراہت ہے یا نہیں۔
- ۴۰ صف میں فرقہ منوع ہے اس کے متعلق احادیث آئمہ زہریس کا رد کامردوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے جبکہ ایکے ہوا اس کو ہٹا کر اس کی جگہ پر دوسرے کا کھڑا ہونا گناہ ہے۔
- ۴۱ کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کیا جائے تو نیا آدمی شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔
- ۴۲ متبوق اپنی فوت شدہ نماز جہر سے پڑھے یا آہستہ قضاے عمری کے ادا کرنے کا ایک آخری طریقہ کار ہے۔
- ۵۱ تشہد میں سلام سے پہلے شریک ہو جانے سے بعد مل جاتا ہے۔
- ۵۲ مقتدی نے القیات پوری نہیں کی تھی کہ امام کھڑا ہو گیا یا سلام پھیر دیا تو مقتدی القیات ضرور پوری کرے۔
- ۵۳ ایک شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہے اور دوسرا آئے تو اس کے ساتھ اسے ملنا ضروری ہے یا نہیں۔
- ۵۴ کوئی بد مذہب ایک محفل پر نماز پڑھ رہا ہو تو دیکھ کر اسی صف پر فوراً نماز شروع کر سکتا ہے۔
- ۵۵ جماعت ثانیہ جائز ہے۔
- ۵۶ ایسی جماعت جو کراہت تحریم پر مشتمل ہو اس میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں۔
- ۵۷ امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو اور دوسرا آئے تو مقتدی کو پیچھے لائے خواہ نیست باندھنے کے بعد یا پہلے۔
- ۵۸ ○ رسالہ القلادۃ المصیعة فی نحو الاجوبة الاسبعة (مولوی اشرف علی کے چار فتووں کا اردو۔

- سوال اول و چہارم کا جواب
 پاؤں سے مندر شخص کا حکم جو اذان سے قبل ایک شخص
 کو ساتھ ملا کر اقامت کے ساتھ جماعت کرا لیتا ہے۔
 عذر ساقط و جب جماعت سے نہ کہ ساقط جواز۔
 کسی شی کے حقیقتاً ہونے اور محکم ہونے میں بہت
 فرق ہے۔
 حدیث متواتر ہے کہ سورۃ اخلاص کا ثواب مثل قرآن
 مجید کے برابر ہے۔
 حدیث مبارکہ کہ نماز عشاء باجماعت، نصف شب
 اور نماز فجر باجماعت کامل شب کے قیام کے مساوی
 حدیث مبارکہ ما اجد لك من خصیة "کا معنی لو
 مصنف کی تحقیق۔
 پاؤں کا عذر عذر فی المحذور ہے نہ عذر علی الضر
 بعض لوگوں نے مسجد میں اقامت کہہ کر باجماعت نماز
 پڑھ لی پھر تواتر امام اور دوسرے لوگوں نے جماعت
 کرائی تو جماعت مستحبہ دوسری ہے پہلی جماعت کرنا ہے
 جواب سوال دوم
 تہجد فوت ہو جانے کے خوف سے ترک جماعت
 جائز نہیں۔
 تہجد کے بارے میں صرف ترغیبات ہیں جبکہ ترک جماعت
 پر ہولناک وحیدیں۔
 آئندہ کسی سنت کے فوت ہو جانے کے خوف سے
 فی الحال کسی سنت کا ترک ناجائز ہے۔
 پرہیز تہجد سونے والا اگر تہجد نہ بھی پاسکے تو
 ثواب تہجد پاتا ہے اور اس کی نیند اللہ تعالیٰ کے
- ۶۹ طرف سے صدقہ ہے۔
 ۶۹ فاروقی انکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کہ مجھے
 جماعت صبح میں حاضر ہونا تمام شب کی نماز سے
 زیادہ محبوب ہے۔
 جواب سوال سوم
 ۶۹ خوف فوت تہجد کو ترک جماعت کے لئے عذر بنانا
 بیہودگی ہے۔
 ۶۹ تہجد عادت صالحین ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب
 کرنے والا، گناہ سے روکنے والا اور برائیوں کا
 کفار ہے۔
 تہجد و جماعت میں تعارض نہیں لہذا ان میں سے
 کوئی بھی دوسرے کی تقویت کا داعی نہیں۔
 ۶۹ اذان سن کر مسجد میں نہ آنا ظلم اور فساد ہے۔
 ۶۹ قیلولہ کا وقت ضوۃ کبریٰ سے نصف النہار تک ہے
 طویل اور غفلت کی نیند کا علاج یہ ہے کہ نلکے رکھنے
 کھانے کے فوراً بعد نہ سوتے، سوتے وقت دل
 کو جماعت سے خوب متعلق کرے اور کھانا تھوڑا
 کھائے۔
 ۶۹ اگر کوئی شخص توبہ کے حشا پڑھ کر سو گیا دس بجے
 اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تو تہجد ہو گیا۔
 ۶۹ سوتے وقت اللہ تعالیٰ سے توفیق جماعت کی دعا
 کرے اور اس پر سچا توکل کرے۔
 ۶۹ کسی معتد کو متعین کرے کہ وقت جماعت سے
 پہلے اس کو جگا دے۔
 ۶۹ ابن امیر راوی میں کلام ہے۔ (حاشیہ)

- ۱۱۶ حنفی کے شافعی کی اقتدار میں نماز پڑھنے کی شرائط
- ۹۱ اگر مسجد محلہ میں اہل محلہ نے اذان و اقامت پڑھ
- سنت، امام موافق المذہب، سالم العقیدہ،
- ۹۲ متقی، مسائل و ان، صحیح خواں کے ساتھ جماعت
- اولیٰ خالیہ میں اگر ابراہیم ادا کر لی پھر باقی ماندہ لوگ
- ۹۵ آئے انھیں تکرار جماعت باعادت اذان ہمارے
- ۹۹ نزدیک منوع و بدعت ہے اور بلا اعادت اذان
- ۱۰۰ جائز ہے۔
- ۱۲۵ محراب میں جماعت ثانیہ مکروہ اور محراب سے بہت
- ۱۲۸ جاکر اہت جائز ہے۔
- ۱۲۹ جماعت مجددی ہے تو الگ نماز پڑھنا گناہ ہے۔
- ۱۳۱ امام کے انتظار میں مقدمہ یوں کی میٹھا ہرنا ضروری نہیں
- ۱۳۱ جماعت کا تارک کون؟
- ۱۰۲ حلال خور جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور
- جہاں جگہ ملے کھڑا ہو سکتا ہے اسے جماعت سے
- ۱۱۰ روکنا گناہ ہے۔
- ۱۳۲ جو بلا عذر شرعی جماعت میں شریک نہ ہو سنت
- ۱۳۴ گنہگار ہے (یہ جواب فوراً دستیاب نہ ہوا)
- امام کے ساتھ ایک مقدمہ ہو اور دوسرا آئے
- ۱۳۸ تو بہتر ہے کہ مقدمہ ہی چمکے ہے۔
- امام کا معنی صفت سے طار ہے یا الگ اور الگ
- ۱۴۰ رہے تو کتنا۔
- جماعت ہونے سے پہلے کچھ لوگ نماز پڑھ لیں تو ان کا
- ۱۴۱ کیا حکم ہے۔
- ۱۴۲ جماعت معنی کثیر ہو ثواب زیادہ ہوگا۔
- جماعت اولیٰ پر تہجد کی ترجیح باطل معنی ہے کیونکہ
- مستحب واجب کے برابر نہیں ہو سکتا۔
- ہمارے ائمہ کے نزدیک تمام سنہ رواتب تہجد سے ہم
- اور آگاہ ہیں۔
- تہجد اور سنہ رواتب کی افضلیت سے متعلق وارد
- احادیث میں تطبیق (عاشیر)
- جماعت، سنہ رواتب اور تہجد میں درجات کی ترتیب
- ترک اولویت میں حکم کراہت نہیں۔
- مؤلف علیہ الرحمہ کے رسالہ حسن البراعت فی تنقید حکم
- المجاہد کا خلاصہ۔
- حکم جماعت کے بارے میں ہمارے ائمہ کرام کے یہ
- چند اقوال ہیں، فرض عین، فرض کفایہ، واجب عین
- واجب کفایہ، سنت ترکہ، مستحب۔
- حضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تارکین جماعت پر انکار
- غیظ و غضب۔
- سلیت و وجوب کیسے ثابت ہوتے ہیں۔
- مطلق منطقی اور مطلق اصولی کی تعریف اور ان میں
- فرق۔
- مسجد طریقی جس کا امام و مؤذن معین نہیں اس میں
- ہر جماعت جماعت اولیٰ ہوتی ہے لہذا جو گروہ
- آئے اپنی اذان و اقامت سے جماعت کرائے۔
- رسالہ القطوف الدانیۃ لمن احسن
- الجماعۃ الثانیۃ (جماعت ثانیہ کے ثبوت میں)
- تحرار جماعت کے جواز و افضلیت کی بارہ صورتیں۔
- جماعت ثانیہ کے جواز سے متعلق ضابطہ

- ۱۴۴ جماعت ثانیہ سے متعلق سوال
- ۱۵۰ بوقت ضرورت محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔
- ۱۵۰ غیر مقلدین صف میں ہوں تو قطع صف ہوگا۔
- ۱۹۳ امام آمین بالجہر اور رفع یدین کرے تو حنفی اس کی
- ۱۵۱ اقتدار میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔
- ۱۵۲ جماعت ثانیہ سے متعلق سوال
- ۱۵۲ وسط مسجد میں امام کا کھڑا ہونا مسنون متواتر ہے
- ۱۵۳ محراب بنانے کی حکمت
- ۱۵۳ حدیث اذا اجثت الصلوة فوجدت الناس
- ۱۵۳ فصل معهم کے متعلق ایک علی سوال
- ۱۵۴ محل اختلاف علماء میں غایت کی مراعات بالا جماع
- ۱۵۶ مستحب ہے جبکہ مکروہ کا ارتکاب نہ ہو۔
- ۱۵۶ حدیث وان كنت قد صليت ادأ بركعتك من
- ۱۵۹ تطوع خيرا فهو خير لك کی بحث۔
- ۱۵۹ فجر کی جماعت ہو رہی ہے اور کوئی آئے تو سنت
- ۱۹۱ پڑھ کر جماعت میں شریک ہو یا بغیر پڑھے۔
- ۱۹۱ جماعت کے اکثر لوگوں کو کوئی ضرورت ہو تو مستحب
- ۱۹۱ وقت سے پہلے جماعت کی جاسکتی ہے۔
- ۱۹۲ جذامی کو مسجد سے روکا جائے یا نہیں۔
- ۱۹۲ غسل کی ضرورت ہو اور غسل کرنے میں فجر کا وقت ختم
- ۱۹۲ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر لے نماز پڑھ لے پھر
- ۱۹۸ اعادہ کرے۔
- ۱۹۲ تنجیر کہہ کر رکوع میں شامل ہو جانے سے جماعت میں
- ۱۹۲ شرکت ہوگی یا نہیں۔
- ۱۹۸ لوگ تنہا تنہا فرض پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں تو
- ۱۹۳ وہ نماز کی جماعت کہلائیں گے یا نہیں۔
- ۱۵۰ نماز میں منہ سے صف اول ہی میں کیوں نہ ہوں نہیں
- ۱۹۳ پٹانا منع ہے۔
- ۱۹۳ پانچوں نمازیں جماعت سے مسجد میں پڑھنا واجب ہے
- ۱۵۱ وظیفہ یا تلاوت وغیرہ کے سبب جماعت چھوڑنا
- ۱۹۳ جائز نہیں۔
- ۱۵۲ جماعت ثانیہ کے لئے اذان کا اعادہ ناجائز ہے
- ۱۹۳ تنجیر میں عرج نہیں۔
- ۱۵۲ بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو جماعت سے الگ کرنا شدید
- ۱۹۵ ظلم ہے۔
- ۱۵۶ مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں اذان کے بعد
- ۱۵۶ انتظار کرنا فہرہ ہے کہ لوگ ضرورت سے فارغ نہ ہو کر
- ۱۹۶ آجائیں۔
- ۱۵۹ مکان چھوڑ کر آنے سے غلطی ہو تو ترک جماعت کیلئے
- ۱۹۶ یہ ضرر ہو سکتا ہے۔
- ۱۹۱ جذامی کے باعث جماعت میں انتشار ہوتا ہو تو
- ۱۹۶ اسے گھر ہی نماز پڑھنا چاہئے۔
- ۱۹۱ جو دباہیہ کے عقائد سے واقف ہو کر انہیں مسلمان بنائے
- ۱۹۶ اس کی وجہ سے صف میں قلیل ہوگا۔
- ۱۹۶ امام یا مقتدی کا دھڑ بھاتا ہے تو باہر کس طرح آئے
- ۱۹۶ دباہیہ کی جماعت ہو رہی ہو اسی وقت کسٹنی اپنی
- ۱۹۸ جماعت کر سکتے ہیں جبکہ فتنہ نہ ہو۔
- ۱۹۲ ایک مسجد میں ایک وقت میں ایک منہ میں کی
- ۱۹۲ دو جماعتیں منوع ہیں۔
- ۱۹۸ جماعت ثانیہ سے متعلق سوال

- ایک مصنف پر دو چار آدمی الگ الگ فرض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔
- ۱۹۹ جماعت کے لئے اوقات کا تعین گھڑی سے کیا جاسکتا
- ۲۰۰ کسی خاص شخص کے انتظار میں تاخیر جائز ہے جبکہ وقت میں گنجائش ہو۔
- ۲۰۰ سنت مڑکھ کی تعریف
- کسی مالدار کی محض مالدار کی سبب رعایت کرنا جائز نہیں مگر جبکہ رعایت نہ کرنے میں فتنہ ہو۔
- ۲۰۰ مقتدی ایک ہی ہو تو امام کے برابر دہی طرف کھڑا ہو اور پاؤں کا گنا امام کے گئے سے آگے نہ رکھے۔
- ۲۰۱ مسجدیں دو طرح کی ہوتی ہیں عام اور خاص، جماعت کے لحاظ سے دونوں کا الگ الگ حکم ہے۔
- چند آدمی ایک مسجد میں ایک وقت میں ایک ہی فرض فرداً فرداً پڑھیں تو کیا حکم ہے۔
- ۲۰۲ امام کے انتظار میں جماعت میں تاخیر جائز ہے یا نہیں
- ۲۰۵ ترک جماعت یا مسجد میں نہ آنے کا جو عادی ہے گناہ فاسق ہے۔
- ۲۰۶ جماعت کو واجب یا سنت مڑکھ نہ جاننا غلطی ہے
- ۲۰۷ جماعت ثانیہ کے متعلق سوال
- ایک مصنف پر چند آدمی فرداً فرداً فرض پڑھیں تو فرض ادا ہوگا یا نہیں۔
- ۲۰۷ حور تون کا امام مرد ہو سکتا ہے یا نہیں اور حور تون لغو دے سکتی ہیں یا نہیں۔
- ۲۱۰ متون شروع فتاویٰ سے حوالے دئے جاسکتے ہیں
- ۲۱۳ جماعت ثانیہ کے متعلق سوال
- امام کے لئے صلی ہو نا اور مقتدیوں کے لئے نہ ہونا اگر اس لئے ہے کہ دونوں میں امتیاز رہے تو بڑا سہ اور
- ۲۱۸ اگر امام کے اور امام کے لئے ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔
- ایک ایسی صورت کا بیان جس میں کسی شخص پر کسی جماعت کا وارو ملتا ہو۔
- ۲۱۸ صفت کے سلسلہ میں تین باتوں کا حکم دیا گیا جس کو لوگوں نے آج کل چھوڑ رکھا ہے۔
- ۲۱۹ مڑکھ کے چار مصلوں کو ناجائز بنانے والے کا حکم امام پر مقتدی حکم نہیں کر سکتا۔
- ۲۱۹ کھانا تیار ہو اور جماعت بھی تیار تو پہلے کیا کرے۔
- ۲۲۹ جماعت کا وقت ہو گیا ہے ابھی کچھ لوگوں نے وضو نہیں کیا ہے تو ان کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کی جاسکتی ہے یا نہیں۔
- ۲۲۰ امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو تو اسے پیچھے کھینچنا پاب ہے یا نہیں۔
- ۲۳۱ مسجد کا پھلا قصہ مردوں کے لئے اور چھت حور تون کے لئے مخصوص کر دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔
- ۲۳۱
- فصل المسبوق**
- ۲۳۳ جس کو مغرب کی تیسری رکعت ملی ہو وہ جب چھوٹی ہوئی نماز پڑھے تو دوسری رکعت میں قعدہ کرے یہ صحیح ہے۔
- ۲۳۳ جو رکوع میں شامل ہو وہ نیستہ کے بعد بغیر ہاتھ باندھے جماعت میں شریک ہو جائے۔
- ۲۳۵ مسبوق چھوٹی ہوئی نماز کس ترتیب سے پڑھے۔

- ۲۵۲ خلیفہ کو ہٹا کر خود امام نہیں ہو سکتا۔
- ۲۵۳ **باب مفسدات الصلوٰۃ**
- ۲۳۶ مسبوق جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ امام سجدہ سہو میں ہوا قعدہ درست ہوگی۔
- ۲۳۷ امام التحیات میں ہوا اس وقت سنتیں پڑھنا اور جماعت میں شریک نہ ہونا کیسا ہے۔
- ۲۳۸ امام کے قعدہ اخیرہ میں مسبوق تشہد کی تکرار کرے اور اگر السلام علیک سے تکرار کرے تو کوئی مانع نہیں مسبوق سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے گا سلام میں نہیں ورنہ نماز فاسد ہوگی۔
- ۲۳۹ امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم اور مقتدی ایکٹ دونوں رکعت نہ پائے تو امام کے سلام کے بعد مقتدی کس طرح نماز پوری کرے۔
- ۲۴۰ مسبوق اپنی فوت شدہ نماز میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے گا مگر مسافر امام کا مقتدی اپنی فوت شدہ نماز میں ساکت رہے گا۔
- ۲۴۱ مسبوق جس کی تین رکعتیں چھٹ گئی ہوں صرف ایک رکعت ملے ہو وہ کس طرح نماز پوری کرے۔
- ۲۴۲ اقتدائے مقیم بالمسافر پر ایک شبہ کا ازالہ
- ۲۴۳ **فصل الاستخلاف**
- ۲۴۴ امام کا وضو باتا ہے تو کیا کرے۔
- ۲۴۵ امام نے ایک فاحی کو خلیفہ بنایا اور اس نے دوسرے کو نماز درست ہوگی یا نہیں۔
- ۲۴۶ امام جو سورت پڑھ رہا تھا خلیفہ نے اس کے علاوہ کوئی دوسری سورت پڑھی نماز ہوگی یا نہیں۔
- ۲۴۷ امام وضو کرنے کے بعد خلیفہ کی اقتدا میں نماز پڑھے
- ۲۳۹ نمازی کو کوئی پٹکھاسے ہوا اگر سے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
- ۲۴۰ نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز میں خلل نہیں آتا گزرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔
- ۲۴۱ نمازی کے آگے سے گزرنے سے کتنے فاصلے تک گزرنا منع ہے
- ۲۴۲ قعدہ اولیٰ میں حادث سے زیادہ امام دیر لگاھے اور مقتدی اس خیال سے کہ امام کو سہو ہو گیا ہے تکبیر کے تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
- ۲۴۳ تنہا فرض پڑھنے والا تکبیرات انتقائے بلند آواز سے اس لئے کہتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے ساتھ شامل ہو جائیں یا کسی نمازی کے پاس کوئی اس خیال سے کھڑا ہو جائے کہ تکبیر بالجہر کرے تو وہ شریک ہو اور نمازی نے اطلاع کے لئے جہر سے تکبیر کی تو ان دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
- ۲۴۴ امام کے رکعت یا سجدے سے غارت ہونے کے بعد مقتدی کو رکعت سجدہ کرے اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
- ۲۴۵ آیت یا ایہا الذین آمنوا اصلوا علیہ امام نے پڑھی اور مقتدی کے منہ سے عادتہ فعلی اللہ علیہ وسلم نکل گیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔
- ۲۴۶ ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہوں اس پر تو دینا فرض کفایہ
- ۲۴۷ تقد دینے کے کچھ اصولی
- ۲۴۸ تقد دینا جائز ہے خواہ کوئی نماز ہو۔

باب مکروہات الصلوٰۃ

- ۲۹۱ نماز پڑھنے میں عرج نہیں۔ ۳۰۲
- ۲۹۱ تہن کے درمیان امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ۳۰۵
- ۲۹۱ امام کی جگہ مقتدیوں سے تین گز اونچی ہو تو کیا حکم ہے۔ ۳۰۵
- ۲۹۱ سجدہ کجائے ہوئے پانچوں کو گھٹنے سے اوپر چڑھالینا۔ ۳۰۵
- ۲۹۱ کہنیاں گھل رہنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ ۳۰۶
- ۲۹۱ نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھالینا افضل ہے۔ ۳۰۶
- ۲۹۱ کسی کے واسطے امام نے قرأت یا رکوع دراز کیا تو کیا حکم ہے۔ ۳۰۸
- ۲۹۱ دھوبی بدل کر دوسرے کپڑے دے جائے تو انہیں پہن کر نماز جائز نہیں۔ ۳۰۹
- ۲۹۱ جوڑا باندھ کر عورتیں نماز پڑھ سکتی ہیں۔ ۳۱۲
- ۲۹۱ چادر سر سے اوڑھ کر نماز پڑھنی چاہئے صرف کندھے سے ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔ نماز میں سر سے ڈھلک کر کندھے پر آجائے تو اشارہ سے سر پر رکھ لینا چاہئے۔ ۳۱۳
- ۲۹۱ سر پر رومال یا بلا ٹوپی کے رومال باندھ کر نماز پڑھنے سے مکروہ ہوگی۔ ۳۱۳
- ۲۹۱ جبکہ زکول ہونے سے غسل واجب نہیں تلاوت وغیرہ کر سکتا ہے۔ ۳۱۴
- ۲۹۱ پتلون پھٹا مکروہ اور نماز بھی مکروہ ہوگی، ٹوپی یا گلو بند رومال، پگڑی وغیرہ جس سے پیشانی چھپی ہو نماز مکروہ ہوگی۔ ۳۱۸
- ۲۹۱ درمیں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ۳۱۸
- ۲۹۱ جراب یا موزہ میں نماز جائز ہے۔ ۳۲۱
- ۲۹۱ مزار کے روضہ کا دروازہ بند ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنے میں عرج نہیں۔ ۳۰۲
- ۲۹۱ فرض، واجب، سنت، مؤکدہ وغیرہ کے احکام۔ ۳۰۵
- ۲۹۱ پائس میں تمباکو ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر اس میں بدبو ہو تو مکروہ ہوگی۔ ۳۰۵
- ۲۹۱ چادر وغیرہ کی گھوکی بنا کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ہوگی۔ ۳۰۶
- ۲۹۱ ریشمی کپڑے مردوں کے لئے حرام ہیں اور ان میں نماز مکروہ، اور اگر امام ہو تو سب کی مکروہ۔ ۳۰۸
- ۲۹۱ انگریزی وضع کے کپڑے حرام اور ان میں نماز مکروہ۔ ۳۰۸
- ۲۹۱ گھنی گھل رہنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ ۳۰۹
- ۲۹۱ ستاری یا دھوتی پیچھے سے بندھی ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔ ۳۱۲
- ۲۹۱ جہاں ان کا پہننے کا رواج نہ ہو وہاں ان کا پہننا بھی مکروہ۔ ۳۱۳
- ۲۹۱ گتے سے نیچے تہ بند مکروہ ہے۔ ۳۱۳
- ۲۹۱ بیٹھ کر نماز پڑھنا اکب جائز ہے۔ ۳۱۴
- ۲۹۱ جو تیاں سامنے رکھ کر نماز پڑھنا منع ہے، جو تے کہاں رکھے جائیں۔ ۳۱۴
- ۲۹۱ وردی میں نماز مکروہ ہے پوشی دھوتی میں۔ ۳۱۸
- ۲۹۱ چشمہ لگا کر نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے۔ ۳۱۸
- ۲۹۱ در کے متعلق مفصل بیان۔ ۳۱۸
- ۳۰۱ ○ دسالہ تیجان الصواب فی قیامہ الاماہ فی المحراب (محراب کے معانی اور اس میں کھڑے ہونے کی تحقیق) ۳۲۱

- تہذیب کے نیچے منکوث ہونا داری میں ثابت ہو یا
 ۳۸۴ حبیب میں روپیہ پیسہ ہونا صبح ہوگی یا نہیں۔
 ۳۸۵ گھر میں پکا ہوتا نماز صبح ہے۔
 ۳۸۶ شیروانی، انگر کے وغیرہ کے مٹن ٹھنڈی نہ لگے ہوں تو
 نماز ہوتی ہے یا نہیں اس کا مفصل بیان
 ۳۸۷ جہاں تصویریں ہوں وہاں نماز پڑھنے کا حکم
 ۳۸۸ کس تصویر سے کڑا بہت پیدا ہوتی ہے۔
 ۳۸۹ بچے سے نیچے ازار ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔
 ۳۹۰ ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم
 ۳۹۱ آید کریم محمد رسول اللہ والذین معہ کوٹھن کر
 مقتدی نے قصدا یا سہواً اصل اللہ تعالیٰ خلیہ و لم
 کیا تو نماز کا کیا حکم ہے۔
 ۳۹۲ جوتے پہن کر مسجد میں جانا غلابا دہ ہے۔ ادب
 کی بنا عرف پر ہے۔
 ۳۹۳ کسی نے پہلی رکعت میں لیکن اللہ کفر و ا
 اور دوسری میں سورہ دہر پڑھی تو اس سے دو
 کرا جتیں پیدا ہوں گی۔
 ۳۹۴ مسجد کے حجرہ میں نماز جائز ہے۔
 ۳۹۵ جو بلا مذہب شرعی مسجد میں نماز نہ پڑھتا ہو وہ غاسق
 اور مودود الشہادۃ ہے۔
 ۳۹۶ مسروقہ کپڑوں میں نماز مکروہ ہوگی۔
 ۳۹۷ امام کا مہر باندھ سے اور مقتدی کا مہر کے ہوں تو
 نماز میں کوئی خرابی نہیں۔
 ۳۹۸ نماز جنازہ پڑھانے میں جو جائے نماز ملتی ہے اس کا
 کڑا وغیرہ بنانے میں کوئی عرج نہیں اس میں نماز مکروہ۔
 ۳۹۹ تکرار بائیس کسی دفع تو ہر بائیس کیلئے آئے اگرچہ وہ کلام
 سنت بلکہ واجب ہو۔
 ۴۰۰ متافی وجوب ترک سے نفی عرج ہے نہ کفر فعل سے۔
 ۴۰۱ علاقہ مرثامی کے کلام میں متافی کا رفع۔
 ۴۰۲ خراب کے معنی اور اس میں قیام کے بارے میں
 مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق
 موجود صورت میں خراب کی تعمیر کا آغاز وید ہی بلکہ
 کے بعد غفلت میں حضرت عرب عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے فرمایا۔
 ۴۰۳ ردائے مشعل میں نماز صبح ہے۔
 ۴۰۴ قرآن مجید قصداً غلاف ترتیب پڑھنا سنت گنا ہے
 لیکن غلاف ترتیب سے نہ سجدہ سہو واجب ہوگا
 نہ نماز کا اعادہ۔
 ۴۰۵ دلائی، چادر وغیرہ غلاف معتاد اوٹھ یا پہن کر نماز
 پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔
 ۴۰۶ بقیہ ٹوپی کے گلوبند سر پر باندھ کر نماز پڑھنا
 غلاف سنت ہے۔
 ۴۰۷ مسجد کے اندر اور اس کے صحن دونوں میں جماعت
 کرنی جائز ہے۔
 ۴۰۸ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی تحقیق دیر جواب پورا
 دستیاب نہ ہو سکا
 ۴۰۹ حلقہ، بیڑی وغیرہ کی بدبو منہ میں ہو تو نماز مکروہ
 ہوگی، ایسی حالت میں مسجد میں جانا بھی حرام۔
 ۴۱۰ نماز میں کھلی معلوم ہو تو ضبط کوسے ورنہ ایک یا دو
 بار کھلائے اس سے زیادہ نہیں۔

باب الوتر والنوافل

جو فرض پڑھ چکا ہے اور اسی فرض کی جماعت قائم ہوئی تو وہ بڑھتے نفل شریک ہو جائے۔

نئے کپڑے یا نئے جوتے میں نفل جائز ہے جبکہ انگلیوں کے پیٹ زمین سے لگنے میں جوتے مانع نہ ہوں۔

رمضان شریف میں وتر باجماعت مسجد میں پڑھنا افضل ہے یا گھر میں تنہا اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

عشاء باجماعت سے پڑھی ہو تو وتر باجماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

تہجد سنت مستحبہ ہے اور تمام مستحب نازوں افضل۔ تراویح و تہجد مسجد کے علاوہ تمام نوافل خواہ رات بھر یا غیر رات بھر میں پڑھنا افضل ہے۔

نفل کی جماعت تداوی کے ساتھ مکروہ ہے، کسوف وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

رمضان شریف کے اخیر بعد میں قضا کے نئے ہر طریقہ اختراع کیا گیا ہے وہ غلط اور بدعت شنیعہ ہے۔

ایام عاشورہ میں نماز پڑھنا بہترین عبادت ہے۔ وتر کی نیت کس طرح کی جائے۔

طویل قیام کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاسے مبارک میں دم ہونا حدیثوں سے ثابت ہے۔

عشاء کی آخری نفل بیٹھ کر پڑھنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

تہجد پڑھنے والا تراویح کے بعد وتر پڑھ سکتا ہے۔ تراویح کی کچھ رکعتیں جماعت سے چھوٹ گئی ہوں تو

ان کو وتر سے پہلے یا بعد پڑھ لے۔

تہجد سے پہلے کی سنتیں چھوٹ جائیں تو جمعہ کے بعد وقت کے اندر پڑھ لے اور اس میں شمار ہوں گی قضا میں نہیں۔

تہجد کے فرض پڑھ لے اور سنتیں رہ جائیں تو سورج بلند ہونے کے بعد پڑھے اس سے پہلے نہیں۔

تہجد کی جماعت ہو رہی ہے اور سنت پڑھنے کا موقع نہ ہو تو جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے۔

نفل اور سنتیں جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے رمضان شریف کے علاوہ وتر کی جماعت ایسا نا ہو جائے تو حرج نہیں۔

تراویح، کسوف اور استسقاء کے علاوہ تمام نوافل جماعت سے جائز ہیں جبکہ تداوی کے ساتھ نہ ہو ورنہ مکروہ۔

تداوی کے معنی صلوة التسبیح پڑھنے کی ترکیب اور وقت۔ تراویح یا نوافل ایک نیت سے چار رکعت، قعدہ اولیٰ میں دو دو شریف، دعا وغیرہ اور تیسری میں شہاد پڑھنا جائز ہے۔

بالح کی نماز نا بالان کے پیچھے جائز نہیں خواہ نفل ہی ہو۔

نماز تہجدی اور نماز چاشت ایک ہی ہے۔ شرعی معنوں میں جدت اچھی نہیں۔

تہجد کم از کم دو رکعت ہے۔

تہجد پڑھنے کے بعد تہجد پڑھنا چاہئے۔

تہجد کم از کم دو رکعت ہے۔

تہجد کم از کم دو رکعت ہے۔

- نفلۃ التبیح، تراویح سنت فخر میں گن کر سہ سو سو تین پڑھ جائیں۔
- ۴۴۶ سنتیں پڑھنے کے بعد اور فرض پڑھنے سے پہلے پانچ گنے سے سنتوں کا ثواب تو کم ہو جاتا ہے مگر باطل نہیں ہیں نہ فرض میں نقصان آتا ہے ہاں سنتوں کا اعادہ بہتر ہے۔
- ۴۴۸ مسجد سے بغیر نماز پڑھے چلے جانا منع ہے۔
- ۴۵۰ تراویح کی دس رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا جائز ہے مگر مکروہ۔
- ۴۵۲ اٹھ یہ ہے کہ بالعموم کی نماز نا بالعموم کے چھ صبح نہیں۔
- ۴۵۵ تراویح مثبت مذکورہ ہے اس کو سنت عمری کہہ کر بدعت کہنا جہالت ہے۔
- ۴۵۷ تراویح میں ایک سو پورا قرآن مجید پڑھنا سنت دومہ ہے۔
- ۴۵۸ قتم قرآن کے بعد بھی تراویح پڑھتے رہنا سنت مذکورہ صرف سورۃ فاتحہ و اخلاص سے تراویح پڑھنا بھی جائز ہے مگر سورۃ بیل سے پڑھنا بہتر ہے، عیساکہ عام طور پر رائج ہے۔
- ۴۵۹ تراویح میں قتم قرآن میں ایک بار بھر سے بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔
- ۴۶۰ اتم نزکیف سے تراویح جائز ہے، ہر ترویج کے بعد دعا مانگنا بھی جائز۔
- ۴۶۱ ایک صفت، ایک مسجد میں بارہ رکعت اور دوسری میں آٹھ رکعت پڑھانے ایسا جائز ہے یا نہیں۔
- ۴۶۲ بلاعد شرعی تراویح کی جماعت چھوڑنا منع ہے۔
- ۴۶۳ ایک شخص ایک جگہ میں رکعت پڑھانے اور دوسری جگہ بھی جس رکعت پڑھانے ایسا جائز ہے یا نہیں۔
- ۴۶۴ شکیبہ کا حکم
- ۴۶۵ خشک کی نماز تنہا پڑھنے والا و ترکی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا۔
- ۴۶۷ ایک مسجد میں دو ماضی دس دس رکعتیں تراویح پڑھائیں اور پہلے نے جو پار سے پڑھے ہیں وہی دوسرا بھی پڑھے ایسا جائز ہے یا نہیں۔
- ۴۶۸ خشک کی نماز تنہا پڑھنے والا تراویح کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے لیکن و ترکی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا۔
- ۴۶۹ غم قرآن کے دن بیسویں رکعت میں اتم تمام مخلوق اور چند دوسری آیتیں مثلاً ہا کا کا محمد وغیرہ پڑھ کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔
- ۴۷۰ تراویح بدعت شرعی چھوڑنے والا حاسق ہے جبکہ اس کا عادی ہو۔
- ۴۷۱ قتم قرآن پر اجرت کی ایک صورت
- ۴۷۲ شکیبہ مذکورہ ہے
- ۴۷۳ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد دعا مانگ کر دعا مانگنے کا حکم۔
- ۴۷۴ تراویح کے متعلق ایک شبہ کا ازالہ
- ۴۷۵ تراویح میں سرسورہ پر چھ سے بسم اللہ شریف پڑھنے کا حکم۔
- ۴۷۶ تراویح پڑھنے کا ایک طریقہ
- ۴۷۷ شکیبہ کے متعلق ایک سوال
- ۴۷۸ سرورہ توبہ پر اعدو باللہ من الذی روہن شر

- انکھار لم پڑھنا بے اصل ہے بلکہ محدثات عوام سے ہے۔
- ۲۸۱ نہ مجتہد سے خاص۔ ۲۹۶
- ۲۸۲ جو شخص یہ کہے کہ تراویح میں قرآن شریف سننے سے بہتر ذکر و تلاوت شریف سننا ہے ایسے کا کیا حکم؟
- ۲۸۳ و ترکی جماعت چھوڑنے والے کا کیا حکم ہے۔
- ۲۸۴ و ترکی تیسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ کوئی بھی سورت طائی جاسکتی ہے سورۃ اخلاص ہی کا ملانا ضروری نہیں۔
- ۲۸۵ دعا کے قنوت میں سوہو پونے سے سجدہ سو کسب ہوتا ہے۔
- ۲۸۶ و ترکی مسبوقی اپنی فوت شدہ نماز میں و ترکی پڑھے یا نہیں۔
- ۲۸۷ دعا کے قنوت یاد نہ ہو اور سورۃ ۵۰ میں تین بار پڑھ لیا جائے تو نماز بزرگی یا نہیں۔
- ۲۸۸ ○ رسالہ اجتباب العباد عن فتویٰ الاحفال (قنوت نازل کے بیان میں)
- ۲۸۹ نماز فجر میں قنوت پڑھنا جائز نہیں لیکن حسب کوئی فقہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نماز فجر میں قنوت پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔
- ۲۹۰ تحقیق یہی ہے کہ سختیوں کے وقت نماز صبح میں قنوت منسوخ نہیں۔
- ۲۹۱ نازل ہر سختی زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو۔
- ۲۹۲ نگرہ تیز شرعیہ واقع ہو تو عام ہوتا ہے۔
- ۲۹۳ طاغون و بلاء اور ان کی مثل ہر بلایۃ عامہ کے لئے قنوت صبح حدیثوں کے اطلاقات سے ثابت ہے۔
- ۲۹۴ اطلاق و عموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے
- ۲۹۵ کتبہ ہستان کی نسبت ائمہ کرام اور علماء و اعلام کی طرف کرنا گستاخی اور توہین مشن ہے جس پر توبہ لازم ہے۔
- ۲۹۶ ایک جاہل و بانی مفتی مصنف ضروری سوال کی تیس جہالتوں کا بیان۔
- ۲۹۷ قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں کہ منسوخ ہے۔ ہاں محل نظر یہ ہے کہ یہاں عموم نسخ ہے یا نسخ عموم۔
- ۲۹۸ آئینہ کریم لک میں الامور شنیٰ او یتوب۔
- ۲۹۹ علیہم اذین ہم فانہم غلاموت۔
- ۳۰۰ شان نزول اور اس کا معنی۔
- ۳۰۱ ائمہ کرام اہلسنت کا کوئی مسئلہ خلافت اور فی النہائیں وہ سب حق و ہدایت اور سبیل جنت ہے۔
- ۳۰۲ قواعد عرب میں لفظ زعم بمعنی مطلق قول اور بمعنی کلام نامحقق کیا ہے۔
- ۳۰۳ حدیث ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو قنوت فجر کی نہی سے متعلق ہے اس میں تین راوی شدید ضعیف ہیں۔
- ۳۰۴ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد مسعود مسلمان نہیں تھا۔
- ۳۰۵ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سے افضل اہل حق

- برامامت سمجھتے تھے مگر غالبیہ قصاص عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ ۵۰۷
- ۵۰۸ صاحبِ اشباہ و جمہات اللہ علیہ کا وصال ہشتم رجب ۹۷۰ھ کو ہوا۔ ۵۰۸
- ۵۰۹ متصنف "ضروری سوال" کی طرف سے واقع ہونے والی تعصیف اعلاط۔ ۵۱۱
- ۵۱۲ متصنف "ضروری سوال" کی اغلاط ترجمہ ۵۱۲
- ۵۱۵ متصنف "ضروری سوال" کی اغلاط روایت ایک روایت میں آٹھ غلطیاں ہیں۔ ۵۱۶
- ۵۱۷ شہداء بتر معونہ کو قراءت کھنکے کی وجہ کیا ہے ۵۱۷
- ۵۱۸ ان شہداء کو شہید کرنے کی سازش کرنے والا عمر بن طفیل کفر پر ہوا۔ ۵۱۸
- ۵۱۹ حضرت حرام بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل اسلام لے آیا تھا۔ ۵۱۹
- ۵۲۰ متصنف "ضروری سوال" کی حوام کو فریب دی۔ ۵۲۰
- ۵۲۱ متصنف مذکور کی اپنے ہی توبہ نامہ کی متعدد وجوہ سے مخالفت۔ ۵۲۱
- ۵۲۲ متصنف مذکور کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اول نمبر کی وجہیت اور غیر مقلدی ہے، اور یہ کہ وہ اپنی قدیم وجہیت پر قائم ہے۔ ۵۲۲
- ۵۲۳ خلاصہ کلام و تقریب مرام ۵۲۳
- ۵۲۴ جابل کو معنی بننا حلال نہیں، نہ اس کے فتویٰ پر اعتماد جائز۔ ۵۲۴
- ۵۲۵ فجر کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قنوت یا دوسری دعائیں پڑھنا گھبرائے آواز ۵۲۵
- ۵۲۵ سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ ۵۲۵
- ۵۲۶ نازلہ کے علاوہ فجر میں دعائے قنوت پڑھنا مکروہ ۵۲۶
- ۵۲۷ نازلہ مثلاً طاعون و وبا و غیرہ میں دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے۔ ۵۲۷
- ۵۲۸ زمانہ نازلہ میں فجر میں دعائے قنوت پڑھی جائے باقی نمازوں میں نہیں۔ ۵۲۸
- ۵۲۹ قنوت نازلہ کے متعلق چند سوال ۵۲۹
- ۵۳۰ مسبوق و ترکس طرح پوری کرے۔ ۵۳۰
- ۵۳۱ تراویح پوری ہے اور کچھ لوگ آئے جنہوں نے عشا نہیں پڑھی ہے یہ لوگ عشا کی جماعت کر سکتے ہیں، اس حکم پر ایک مشیر اور اس کا ازالہ۔ ۵۳۱
- ۵۳۲ جس نے عشا تنہا یا جماعت سے پڑھی ہو مگر تراویح پڑھنے والے نامہ کے تحت عشا نہ پڑھی ہو وہ تراویح کے امام کی اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں۔ ۵۳۲
- ۵۳۳ وتر کی جماعت، جماعت فرض کی تابع ہے یا نہیں، اس کا مفصل بیان۔ ۵۳۳
- ۵۳۴ تراویح کی دوسری رکعت میں بیٹھنا مجہول کیا ہو ۵۳۴
- ۵۳۵ تیسری میں بیٹھا اور سجدہ سو گیا نماز پوئی یا نہیں۔ ۵۳۵
- ۵۳۶ ان رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا اس کا اعادہ ہے یا نہیں۔ ۵۳۶
- ۵۳۷ تراویح کی جماعت پوری ہے وہاں عشا کی جماعت کی جاسکتی ہے۔ ۵۳۷
- ۵۳۸ ○ مسالہ افتاد کا نوار منیم صلوٰۃ الاسرار (نمازِ غوثیہ کے ثبوت میں) ۵۳۸
- ۵۳۹ صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ مبارک، مشائخ عظام ۵۳۹

- کا معمول اور قضائے حاجات و معمولی مرادات کے لئے عمدہ طریق مقبول ہے۔ ۵۷۱
- تہذیب و تمدن کا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے جس کو اکابر علمائے اہل تصنیف میں روایت فرمایا ۵۷۱
- تہذیب و تمدن کی ادائیگی کا طریقہ ۵۷۱
- تہذیب و تمدن کی اجازت دینے اور اعانت لینے کا بیان شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی کا تصارف اور مناقب۔ ۵۷۲
- تہذیب و تمدن کی مدد و امتداد لیا، طریقہ قادریہ کے آداب میں سے ہے۔ ۵۷۳
- مقصد بہجۃ الاسرار امام ابو الحسن نور الدین علی شطنوفی کے فضائل۔ ۵۷۳
- کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شہرہ ہے ۵۷۵
- اکابر کی روایات کو بے وجہ وجہ رد کرنا جہالت یا خبث و ضلالت ہے۔ ۵۷۶
- کسی خاص عبارت کو الحاقی ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ۵۷۶
- شیخ ابن عربی کی تصنیف فتوحات مکیہ کے ایک نسخے کا تذکرہ جو شیخ علیہ الرحمۃ کے اپنے دستخط سے مزین ہے۔ ۵۷۷
- تہذیب و تمدن کو قرآن و حدیث کے خلاف بتانا محض بہتان و افتراء ہے۔ ۵۷۸
- جن باتوں کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ ہو سکے وہ ہرگز ممنوع نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی معافی میں ہیں۔ ۵۷۸
- قاعدہ نفیسہ کہ قرآن و حدیث سے جس چیز کی بحالی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بُری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثابت نہ ہو وہ معاف و جائز و مباح ہے۔ ۵۸۳
- فعلی جواز کی دلیل ہے اور عدم فعلی مانع کی دلیل نہیں۔ ۵۸۳
- تجربہ بان خدا سے تو تسلط قطعاً محمود اور ہرگز اذی و توکل کے خلاف نہیں۔ ۵۸۳
- استشفاع و توسل پر متعدد احادیث و آثار عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب سترہ میں کہیں روایت نہیں جبکہ عثمان بن عمر بن فارس عہدی عصری تھے ہیں جو بخاری و مسلم وغیرہ تمام صحاح کے رجال نہ ہیں۔ ۵۸۸
- عقبہ بن غزوہ ان رفاشی طبقہ ثالثہ سے ہیں جن کو تقریب میں مجہول الحال کہا گیا جبکہ حضرت عقبہ بن غزوہ بن جابر مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی اور بدری ہیں جو سترہ بخاری میں شہید ہوئے۔ ۵۹۰
- تہذیب و تمدن کے اخلاقی پرکلام ۵۹۳
- تجربہ بان خدا کی تعظیم اہم واجبات اور احکم قربات سے ہے۔ ۵۹۴
- تجربہ بان خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے۔ ۵۹۵
- تواضع لغیر اللہ جو کہ ممنوع ہے اس کی شکل یہ ہے کہ کسی کا فریاد دنیا و آخرت کیلئے اُس کے سبب تواضع ہو۔ ۵۹۷

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں
صحابہ کرام رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء و
علماء کا ششورہ و حضور۔

حضرت امام مالک جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا ذکر کرتے تو رنگ بدن جاتا اور جھک جاتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مقدس پر
حاضری کے آداب۔

بوقت توسل محبوبان خدا کی طرف منہ کرنا چاہئے
اگرچہ قبلہ کو پیچھو جائے۔

حضرت امام شافعی اور دیگر علماء و اہل عبادت
حاجت روائی کے لئے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر ان سے توسل کرتے
نکات خامضہ کہ محبوبان خدا سے توسل و تسخیر
طریقہ کیا ہے۔

روضہ اقدس کس پر حاضری کے وقت منہ قبلہ کی طرف
ہو یا مواجہہ شریعہ کی طرف، خلیفہ ابو جعفر منصور

کے قول پر امام مالک علیہ الرحمہ کا جواب۔
سوال حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم

مناسب ہے۔
حدیث برگزینہ سے اور بے سبب مغفرت

فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گنہگار بندہ
تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہمیشہ بخشش کریں

فما رمتقربین و متاخرین نے آیہ کریمہ دلوانہم
اد ظنموا انفسہم جاء ذلک کونانہ حیاتہ
وفاتہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام

اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس
کی مثل سمجھا۔

تجربہ بان خدا کی طرف جانا اور بعد وصال ان کی قبر
کی طرف چل یکساں ہے۔

توسل میں توجہ باطن ضروری ہے اور ظاہر غور
باطن لذائذ چلنا مقرر ہوا۔

قضائے حاجت کیلئے صلوٰۃ کن فیکون اور اس
کے بعد دعا کرنے کا طریقہ۔

نماز استسقاء میں قلب بردار کی حکمت
ظاہر مصلحت و طربو تاسہ لہذا جس امر میں جمیع

حزویت و صدق ارادت کا اہتمام درکار ہو اس
کے مناسب افعال و عوارض کیجئے جائیں۔

تبلیغ کریمہ کے دست دین اور شمسہ میں
انگشت شہادت سے اشارے کی حکمت۔

یہاں انسان سے کوئی تقصیر واقع ہوئی ہو عمل صالح
وہاں سے بہت کر کہے۔

حضور اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بابت دعا میں
تفاوتی پر بہت نظر رکھتے تھے۔

نماز کسوف میں جنت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو دربار قبلہ میں نظر آئی تو چند قدم آگے بڑھے۔

نماز کے افعال و احکام میں اسرار اور حکمتیں
شہادی نمازوں میں اختفاء قرأت اور سبلی غاروں

میں چہر کی حکمت۔
تجدد و عیدین میں نہایت کے باوجود حکم جبر
کیوں ہے؟

- ۶۲۲ دعاء صریح البحر کے فوائد۔
- ۶۲۶ آئینہ شیش کی ترکیب
- مسائل انیس و س اکتوا صفت صیب
- ۶۲۲ صلوة الاسبوار (نماز خوشیہ کے نکاحات اور طریقہ)
- ۶۲۲ تصنیف علیہ الرحمہ نے مولانا امین محمد براہیم قادری مدداری کی اسناد پر انھیں نماز خوشیہ کی اجازت فرمائی۔
- ۶۲۴ نماز خوشیہ قضا، حاجات اور دفع اشرار کے لئے مجرب ہے۔
- ۶۲۴ تصنیف علیہ الرحمہ کا سلسلہ، اجازت نماز خوشیہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک متعلقہ پہنچا۔
- ۶۲۵ نماز خوشیہ کی ترکیب، اہل بیعت کے بارے میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد۔
- ۶۲۷ نماز خوشیہ میں مشائخ قادریہ کے ہاں دو طریقے ہیں، طریقہ صغریٰ اور طریقہ کبریٰ۔
- ۶۳۸ طریقہ صغریٰ کی تفصیل اور ارشاد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح۔
- ۶۳۸ نماز خوشیہ سے قبل تارہ دھن کرنا اور حدیث کرنا مستحسن ہے۔
- ۶۳۸ نماز خوشیہ کے بعد کن کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنی چاہئے۔
- ۶۳۹ نماز خوشیہ کے بعد دو دو سلام کن الفاظ کے ساتھ پڑھا جائے۔
- ۶۴۱ حمد باری تعالیٰ اور دو دو سلام کے بعد معتدل حال
- ۶۱۵ نماز کسوف میں جماعت کثیفہ کے باوجود حکم جہر کیوں ہے۔
- ۶۱۵ رات کو ایک نیت سے آٹھ رکعت کی اجازت اور دن کو چار سے زائد کی ممانعت کیوں ہے؟
- ۶۱۵ ہر دو رکعت پر جیسے کیوں واجب ہے اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد کیوں واجب ہے؟
- ۶۱۵ فرض نماز میں کچھ رکعتوں میں قرأت کیوں مباح متفرق پر جہر کے واجب نہ ہونے کی حکمت۔
- ۶۱۵ رکوع، سجود اور قنود میں قرأت کیوں ممنوع ہے رکوع کے بعد قنود اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ کی حکمت۔
- ۶۱۶ توبہ کے لئے بلند جگر پر جانا چاہئے اور اس میں رکعت برکت حاجت عراق کی طرف پہنچنے کے لئے گیارہ قدر کی تخصیص کی وجہ۔
- ۶۱۶ باجماع نماز خوشیہ میں اصناف کوئی محذور شرعی نہیں ہے
- ۶۱۹ قضا و دیوبند پر احادیث پائے اہل ان کے رد کے لئے کن کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔
- ۶۲۰ احباب مشائخ میں تجدید و اصلاح کی ہمیشہ اجازت ہے
- ۶۲۰ اصول تہاہب و دیوبند پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مشرک و بدعتی قرار پاتے ہیں جو کہ سختی موعظہ
- ۶۲۲ تادیبی کی ترکیب اور اس دعا کے الفاظ۔
- ۶۲۲ علماء دیوبند سے علامہ قندریہ کے طور پر ایک چھٹا ہوا سوال۔
- ۶۲۲ ختم خواجگان، ختم مجدد العارف ثانی اور

- ۶۴۲ سے بغداد کی طرف گیا وہ قدم چلے۔
 مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے بریلی شہر سے
 ۶۴۱ جنت بغداد اور جنت مدینہ منورہ کا استخراج۔
 ۶۴۸ دعا ایک پرنہ ہے اور درود شریف اس کے پر۔
 ۶۴۹ جس دعا کے اول و آخر درود شریف ہو وہ رو نہیں جاتی۔
 ابو جعفر منصور کا حضرت امام مالک سے سوال کہ
 میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف۔
 ۶۴۹ تلعیفہ نفیضہ کہ نماز غوثیہ کے بعد عراق کی طرف چلنے
 کے حکم میں سرکار غوث اعظم نے گیارہ عدد قدم
 اٹھانے کی تخصیص کیوں فرمائی۔
 ۶۵۰ O رسالہ وصافہ لرحبیبہ فی بسملۃ
 التواویح (ختم تراویح میں بسم - ایک بار پھر
 سے پڑھنا چاہئے۔
 ۶۵۱ بسم اللہ شریف قرآن مجید کی ایک آیت ہے تو
 ختم میں ایک بار پڑھی جائے۔
 ۶۵۱ بسم اللہ شریف تراویح میں ایک بار پھر سے پڑھی جائے
 ورنہ صحت ختم ادا نہ ہوگی۔
 ۶۵۱ بسم اللہ شریف سادہ قرآن مجید میں صرف ایک آیت
 ہے جو سورتوں میں فصل کے لئے اتاری گئی نہ وہ فاتحہ
 کی جز نہ ہر سورت کی تو قرآن عظیم نام ہے ایک چودہ
 ۶۶۵ سورتوں اور ایک آیت کا جو کہ بسم اللہ شریف ہے
 مسئلہ مذکور کی تحقیق میں چندہ افادات
 ۶۶۲ بسم اللہ شریف جو رائدہ صحابہ و تابعین کے نزدیک
 کسی سورت کی جز نہیں۔
 ۶۶۲ کسی آیت کے چند بار نازل ہونے سے اس کا چند
 آیتیں ہونا لازم نہیں ہوتا۔
 ۶۶۲ بسم اللہ کا ہر سورت کی جز ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ و
 السلام سے متواتر ہونا تو درکنار ثابت بھی نہیں
 ۶۶۲ قول جزئیت پر ادعا ہے جماع محض اکثر ہے بلکہ
 صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قدم جزئیت
 پر اجماع تھا۔
 ۶۶۵ تمام قراء کے نزدیک بسم اللہ شریف بقوہ سے ناس
 نہ کسی سورت کی جز نہیں تاہم بسم اللہ کے حرفات
 ہونے میں قراء کا اختلاف ہے۔
 ۶۶۶ جزئیت بسم اللہ شریف ہرگز قطعی نہیں خود قارئین
 جزئیت منکر قطعیت ہیں
 ۶۶۸ ان فرقہ میں بسم اللہ شریف
 پڑھے پڑھنے کا اجماع ہے۔
 ۶۶۲ سورتہ براءۃ کے سر کسی سورت کے شروع سے ابتداء
 تلاوت جو قراتیاں بعد میں طریقت پھر سرد سورتوں
 کے درمیان اثبات و حلف میں قراء مختلف ہیں۔
 ۶۶۲ غیر مسلمین کی قراءت میں ترک بسم تو قطعاً ناجی
 جزئیت ہے اور مسلمین کی قراءت میں اثبات
 بسم ہرگز مثبت جزئیت نہیں۔
 ۶۶۶ اگر ذہب عاصم جزئیت ہو بھی تو ہم پر ان کی
 اتباع لازم نہیں کیونکہ ذہب میں ہم ان کے مقلد نہیں۔
 ۶۶۶ ایک ہی بار بسم اللہ شریف پڑھنے کی ضرورت میں
 نظم قرآن ہرگز ناقص نہیں۔
 ۶۶۶ اگر بغرض غلط روایت عاصم جزئیت ہر سورت

بوجہی تو پھر بھی ختم نہ اویسج میں ہر بسطہ میں جبرک اصق
حاجت نہیں۔

قرآن و احادیث کی اتباع و عدم اتباع کی تحقیق
اگر بغرض غلط فہمی متواتر ہو جب بھی مصابیح
شرعیہ یہاں انشاء کا حکم فرماتی ہیں۔

تالیفِ قلوب کے لئے ترکیبِ افضل جانتے ہے۔
 نمازِ تراویح میں جہرِ بسمہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے متواتر بتانا حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 پر اصرارِ بیکہ ہے بلکہ کسی نماز میں بھی جہرِ بسمہ
 متواتر نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں سخت زور ہے
 اللہ دینِ جہر کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

تختہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء راشدین
 نماز میں بسم اللہ آجستہ پڑھتے تھے
 بسم اللہ شریف نماز میں باذان پڑھنا گنواروں کی
 قراۃ ہے ۔

ہمارے ملائے صاف فرمادیا کہ بسم اللہ شریف
کے چھوٹے خفا میں امام قراءت کا اتباع بیرون
منازج نمازیں آہستہ ہی پڑھے۔

بہتر و اختصار کے بارے میں روایات قراء سب
مردن نماز کی ہیں۔

دورِ صحابہ سے اب تک تعلیم و تدریسِ قرآن کا طریقہ۔

صحابہ کرام دس دس آیتیں مع ان کے علم و عمل کے دیکھتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ سال اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ سال میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سورۃ بقرہ پڑھی۔

قصہ روایت پر مدار قدرت ہونے یا نہ ہونے
کی تحقیق۔

خلاصہ کلام و تقریب مرام
قادی حیدر الرحمن پانی پتی اور گنگوہی صاحب
کی باقی کلام کا رد۔

لنگوٹی صاحب سے پانچ سوال
قاری عبد الرحمن پانی پتی پرستیس وجہ
سے۔

قرآن مجید میں روافض کے ادعائے تحریف
بعض ائمہ مجتہدین اور علماء کے
سنہین وصال۔

فہرست ضمنی مسائل

۶۷۸	قراءة واحده کی اتباع و عدم اتباع کی تحقیق	تجوید و قراءۃ
۶۷۸	بہتر و اخفا کے بارے میں روایات قرآن و سب	تراویح میں ہر سورہ پر پھر سے بسم اللہ شریف پڑھنے کا حکم۔
۶۷۸	بیرہ نماز کی ہیں۔	وتر کی تیسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ کوئی بھی
۶۷۸	امامت	سورت ملائی جاسکتی ہے سورۃ اخلاص ہی ملانا
۱۱۹	حنفی کے شافعی کی اقداء میں نماز پڑھنے کی شرائط	ضروری نہیں۔
۱۱۹	امام آئیں بالجہر اور فی یدین کرے تو حنفی اس	بسم اللہ شریف تراویح میں ایک بار جہوت پڑھ جائے
۱۵۱	کی اقداء میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔	وہ نہ سفت ختم ادا نہ ہوگی۔
۱۵۱	امام کے لئے مصلیٰ ہونا اور مقتدیوں کے لئے نہ ہونا	تمام قراء کے نزدیک بسم اللہ شریف بقرۃ سے ناس
۱۵۱	اگر اس لئے ہے کہ دونوں میں امتیاز ہے تو بڑا	تک کسی سورۃ کی جو نہیں تاہم بسم اللہ کے جو فاتحہ
۱۵۱	ہے اور اگر امام کے اکرام کے لئے ایسا ہے تو	ہونے میں قراء کا اختلاف ہے۔
۲۱۸	ٹھیک ہے۔	ختم قرآن عظیم میں کم از کم ایک بار بسم اللہ شریف
۲۲۹	امام پر مقتدی حکم نہیں کر سکتا۔	پڑھنے پر قراء کا اجماع ہے۔
۲۲۹	امام کا وضو بنانا ہے تو کیا کرے۔	سورۃ بارة کے سوا کسی سورۃ کے شروع سے
۲۲۹	امام نے ایک آدمی کو غیلغہ کیا اور اس نے دوسرے	ابتداء تلاوت ہو تو آیتاں بے صلہ مع علیہ ہے پھر
۲۵۰	کو نماز درست ہوگی یا نہیں	ہر دو سورتوں کے درمیان اثبات و حذف میں
۲۵۰	احکام مسجد	قراء مختلف ہیں۔
۶۷۲	مسجد کا نچلا حقہ مردوں کے لئے اور چھت عورتوں	

- ۱۹۲۔ حجۃ الیوم مسجد سے روکا جائے یا نہیں۔ ۲۳۱۔ کھانے مخصوص کر دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔
 ۱۹۳۔ انھیں بٹانا منع ہے۔ ۲۹۲۔ مسجد کے اندر اور اس کے صحن و دونوں میں جماعت کرنی جائز ہے۔
 ۱۹۹۔ ایک صفت پر دو چار آدمی الگ الگ مندر صحن ۳۸۴۔ حقہ، بیٹری وغیرہ کی بدبو منہ میں ہو تو نماز مکروہ ہوگی ایسی حالت میں مسجد میں جانا بھی حرام۔
 ۲۹۷۔ نماز میں ٹوپی گر جائے تو کھٹا لینا افضل ہے۔ ۲۹۲۔ جو تہہ پس کر مسجد میں جانا خلاف ادب ہے۔ لہذا کی بناء عرفت پر ہے۔
 ۲۹۸۔ انھیں پس کر نماز جائز نہیں۔ ۳۹۳۔ مسجد کے حجرہ میں نماز جائز ہے۔
 ۲۹۸۔ تہہ زباد کر عورتیں نماز پڑھ سکتی ہیں۔ ۴۵۰۔ مسجد سے بغیر نماز پڑھے چلا جانا منع ہے۔

سجود المسہو

- ۲۹۹۔ دعا کے قزت میں سوہونے سے سجدہ سوکھ ہوتا ہے۔ ۲۸۳۔ تراویح کی دوسری رکعت میں بیٹھا بھول گیا اور تیسری میں بیٹھا اور سجدہ سوکھ نماز ہوئی یا نہیں۔ ۵۶۷۔
 ۲۹۹۔ یہ مکروہ ہوگی۔
 ۳۰۰۔ جبکہ نہ دخول ہو نہ منی نکلے غسل واجب نہیں بخوات وغیرہ کر سکتا ہے۔

اجارہ

- ۲۰۱۔ حجاب یا حوزہ میں نماز جائز ہے۔ ۴۷۲۔ ختم قرآن پر اجرت کی ایک صورت۔
 ۳۱۸۔ چشمہ لگا کر نماز پڑھنا تو کیا حکم ہے۔
 ۳۵۵۔ دولے مشعل میں نماز صحیح ہے۔
 ۳۶۰۔ لغیر ٹوپی کے ٹکڑے سر پر باندھ کر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔

حظ و اباحت

- ۳۶۲۔ جو تہہ پس کر نماز پڑھنے کی تحقیق نماز میں کبھی معلوم ہو تو ضبط کر کے در نہ ایک یا دو بار کھٹا لے اس سے زیادہ نہیں۔ ۳۸۴۔ تہہ بند کے نیچے لنگوٹ بر یا دارھی میں ڈاٹ ہو ۵۱۔ نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے۔
 ۳۸۴۔ آئینہ نو برس کا لڑکا مردوں کی صفت میں کھڑا ہو سکتا ہے جبکہ اکیلے ہو، اس کو بٹا کر اس کی جگہ پر دوسرے کا کھڑا ہونا گناہ ہے۔

- ۲۸۴ یا حبیب میں روپیہ چسپ ہو نمازیں جوگی یا نہیں۔
- ۲۸۵ اگر میں پشکا ہو تو نماز صحیح ہے۔
- ۲۸۵ شروانی، اگر کچھ وغیرہ کے میں گھنٹی نہ گئے ہوں
- ۲۸۵ تو نماز ہوتی ہے یا نہیں، اس کا مفصل بیان۔
- ۲۸۵ امام تمام پاندے اور مقتدی بلا عمامہ کے ہوں تو
- ۲۹۳ نماز میں کوئی خرابی نہیں۔
- ۲۹۳ نماز جنازہ پڑھانے میں جو جائز نماز ملتی ہے اس
- کو کرنا وغیرہ بنانے میں کوئی حرج نہیں، نہ اس میں
- نماز مکررہ۔
- ۲۹۵ بانی کی نماز پانچ کے پیچے جائز نہیں خواہ فضل ہی ہو۔
- ۲۹۳ تشبہ کا حکم۔
- ۲۹۳ تشبہ مکررہ ہے۔
- ۲۸۱ سورۃ توبہ پر اٹھو یا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھو
- پڑھنا ہے اصل ہے۔
- ۲۸۱ فوائد فقہیہ
- ۲۹۷ باتوں کا عذر عذر فی المصنوع ہے نہ عذر للمحاضر
- تہجد فوت ہو جانے کے خوف سے ترک جماعت
- جائز نہیں۔
- ۵۰۳ تہجد کے بارے میں صرف ترغیبات ہیں جبکہ
- ترک جماعت پر ہر لاکھ وعیدیں۔
- ۵۷۶ خوف و قہر تہجد کو ترک جماعت کے لئے عذر بنانا
- بیہودگی ہے۔
- ۵۸۱ قیل و قال وقت ضحوة کبریٰ سے نصف النہار تک ہے
- اگر کوئی شخص نویکے غار عشاء پڑھ کر سو گیا دس
- ۸۹ کے آٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تو تہجد ہوگی۔
- ۹۰ کسی مسجد کو مقرر کر کے کہ وقت جماعت سے پہلے اسکو جگہ دے
- تو اسے ائمہ کے نزدیک تمام سنی روایت تہجد سے
- اہم اور آگاہ ہیں۔
- ۹۹ جماعت ہنسن روایت اور تہجد میں درجات کی ترتیب
- حکم جماعت کے بارے میں ہمارے حکم کرام کے یہ خواہاں ہیں
- فرض نہیں فرض کفایہ، واجب عینی، واجب کفایہ
- سنت ترکہ، مستحب۔
- ۱۰۱ رسم المقتی
- ۲۱۰ متون شروع فتاویٰ سے والے دے جاسکتے ہیں۔
- ۲۱۰ جابل کو مفتی بنانا مکمل نہیں، اس کے فتویٰ پر
- اعتناء رہنا۔
- ۵۲۵ فتاویٰ و کلام
- ۲۹۷ کذب و ستان کی نسبت ائمہ کرام اور علمائے عظام
- کی طرف کرنا گستاخی اور توہین شان ہے جس پر
- توبہ لازم ہے۔
- ۵۰۳ ائمہ کرام اہلسنت کا کوئی مسئلہ خطوات اور فی الزار
- نہیں وہ سب حق و ہدایت اور سبیل جنت ہے۔
- ۵۷۶ انکار برک روایات کو بے وجہ وجہ رد کرنا جہالت
- یا تجبٹ و خطوات ہے۔
- ۵۸۱ نماز خوشیہ کو قرآن و حدیث کے خلاف بتانا محض
- ہمتان و افترا ہے۔
- ۵۸۰ جن باتوں کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ نکالے وہ ہرگز
- محرمات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی معافی میں ہیں۔

- قاعدۂ نصیہ کہ قرآن و حدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھل یا بری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثابت نہ ہو وہ معاف و جائز و مباح ہے۔
 محبوبانِ خدا سے توسل قطعاً محکوم اور ہرگز اخلاص و توکل کے خلاف نہیں۔
- استشفاع و توسل پر متعدد احادیث و آثار تلمذِ خویش کے افعال پر کلام
 محبوبانِ خدا کی تعلیم اہم واجبات اور اعظم قربات سے ہے۔
- عجوبانِ خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے۔
- تواضع غیرتہ جو کہ منہوت ہے اس کی شکل یہ ہے کہ کسی کا حق یا دنیا دار خفی کے لئے اس کے سب تواضع ہو۔
- حضور پرورد علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں صیبر و کم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء و علماء کا حضور و حضور کا ذکر کرتے تو رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حزارِ مقدس پر ماضی کے آداب۔
- برقت و توسل محبوبانِ خدا کی طرف منکر کرنا چاہئے اگرچہ قلم کو پٹھہ ہو جائے۔
- حضرت امام شافعی اور دیگر علماء و اہل حاجات حاجت روائی کے لئے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ
- تعالیٰ عنہ کے حزار پر حاضر ہو کر ان سے توسل کرتے نکات غامضہ کہ محبوبانِ خدا سے توسل کا مستحسن طریقہ کیسے ہے۔
- روضہ اقدس پر ماضی کے وقت مرقبہ کی طرف ہو یا سواہر شریف کی طرف، غلیظہ ابوحنیفہ منقولہ کے سوال پر امام مالک علیہ الرحمۃ کا جواب۔
- سوال حاجت سے پہلے دو رکعت کی تعلیم مناسب ہے۔
- خدا پر جگہ سنا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے کہ رشادیوں ہوتا ہے کہ گنہ گار بننے سے قری خدا مت میں حاضر ہو کر ہم سے دعا بخشش کریں۔
- عجوبانِ خدا کی طرف جانا اور بعد وصال ان کی قبر کی طرف چلنا یکساں ہے۔
- منظرہ ورد پر مذہبیاں**
- ایک جاہل دیوبالی مفتی مصنف "ضروری سوال" کی تیش جہالتوں کا بیان۔
- مصنف "ضروری سوال" کی طرف سے واقع ہونے والی تصحیف اغلاط۔
- مصنف "ضروری سوال" کی اغلاط ترجمہ۔
- مصنف "ضروری سوال" کی اغلاط روایت، ایک روایت میں آٹھ غلطیاں کیں۔
- مصنف "ضروری سوال" کی غوام کو فریب دہی۔
- مصنف مذکور کی اپنے ہی توبہ نامہ کی متعدد وجوہ

سے مخالفت۔

مصنف مذکور کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ

اول نمبر کی وجہ سے اور غیر مقلدی ہے۔ اور یہ

کہ وہ اپنی قدیم وجہیت پر قائم ہے۔

حقانہ و بائبر پر طلاع پانے اور ان کے رد کے لئے

کئی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اصول مذاہب و بائبر پر مشہد ولی اللہ محدث دہلوی

مشرک و بدعتی قرار پاتے ہیں جو کہ سستی مومند ہیں۔

تلاذ و بائبر سے پہلے مقررہ کے طور پر ایک چھتا ہوا

سوال۔

قاری عبد الرحمن پانی پتی اور گنگوہی صاحب کے

باقی کلام کا رد۔

گنگوہی صاحب سے پانچ سوال

قاری عبد الرحمن پانی پتی پر بیس وجوہ سے رد۔

قرآن عظیم میں رد افض کے احوالے تحریر۔

تفسیر و علوم قرآن

آیہ کریمہ لیس لك من الامر شئ او توب عليهم

ويعذبهم فانهم ظالمون کا شئ نزولی

اور اس کا معنی

علیٰ متعذرین و متاخرین نے آیہ کریمہ و لیس

انهم اذ ظلموا انفسهم چاروں کو زمانہ

حیات و وفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں عام اور ماضی مزار مبارک کو حاضری مجلس

اقدس کی مثل سمجھا۔

۵۶۳ بسم اللہ شریف سارا سے قرآن مجید میں صرف ایک

آیت ہے جو سورتوں میں فصل کے لئے آدری گئی

نہ وہ فاتحہ کی جز نہ ہر سورت کی تو قرآن عظیم نام

۵۶۴ ہے ایک سو چودہ سورتوں اور ایک آیت کا جو کہ

۴۶۲ بسم اللہ شریف ہے۔

۴۶۲ مسئلہ مذکورہ کی تحقیق میں چندہ افادات

بسم اللہ شریف جمہور ائمہ صحابہ اور تابعین کے

۴۶۲ نزدیک کسی سورت کی جز نہیں۔

کسی آیت کے چند بار نازل ہونے سے اس کا

۴۶۴ چند آیتیں ہونا لازم نہیں ہوتا۔

دور صحابہ سے اب تک تعلیم و تدیس قرآن

۴۶۹ کا طریقہ۔

قواعد تعلیم

۴۰۱ حدیث مبارکہ "ما احدثت من خاصۃ" کا معنی

۴۱ اور مصنف کی تحقیق۔

تجدید و سنن روایت کی افضلیت سے متعلق وارد

۹۵ احادیث میں تطبیق۔

حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو قنوت فجر

۴۹۹ کی نہی سے متعلق ہے اس میں تین راوی شدید

۵۰۴ ضعیف ہیں۔

اسماء الرجال

۵۰۴ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد مسعود

مسلمان نہیں تھا۔

فضائل و مناقب

تہجد سنت مستحبہ ہے اور تمام مستحب نمازوں سے افضل۔ ۴۰۰

حدیث متواتر ہے کہ سورۃ اخلاص کا ثواب ٹلٹ قرآن مجید کے برابر ہے۔ ۶۹

حدیث مبارکہ کہ نماز عشاء باجماعت نصف شب اور نماز فجر باجماعت کامل شب کے قیام کے مساوی ہے۔ ۶۹

بریت تہجد سونے والا اگر تہجد نہ بھی پاسکے تو ثواب تہجد پاتا ہے اور اس کی نیند اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے۔ ۸۳

وقتی ۶۶ مئی اللہ تعالیٰ عز کا ارشاد کہ مجھے جماعت صحیح میں حاضر ہونا تمام شب کی نماز سے زیادہ محبوب ہے۔ ۸۳

تہجد عادت صالحہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والا اور برائیوں کا کفار ہے۔ ۸۵

تفسیر وجہ الدین علوی احمد آبادی کا تعارف اور مناقب۔ ۵۴۲

مصنف "ہجو الاسرار" امام ابو الحسن نور الدین علی ششٹوٹی کے فضائل۔ ۵۴۳

کتاب "ہجو الاسرار" کتاب عظیم و مشہور ہے۔ ۵۴۵

نماز غوثیہ قضاء حاجات اور دفع شرار کے لئے محبوب ہے۔ ۶۲۴

عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ مٹر وک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب مستند میں کیس روایت نہیں جبکہ عثمان بن عمر بن فارس عیدی بصری ثقہ ہیں جو بخاری و مسلم وغیرہ تمام صحاح کے رجال سے ہیں۔

عتبہ بن غزوہ رقاشی طبعہ ثانیہ سے ہیں جن کو قریب میں جہول الحال کہا گیا جبکہ حضرت عتبہ بن غزوہ ان بن جبرمزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی اور ہمدانی ہیں جو ستر و بگری میں شہید ہوئے۔

تاریخ و تذکرہ

توجہ و صورت میں محراب کی تعمیر کا آغاز ولید بن عبد الملک کے عہد خلافت میں حضرت ابن جبرمزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

صاحب اشباہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شہرہ جب ۹۴۰ ہجری کو ہوا۔

شہداء و برصعہ کو شہید کرنے کی سازش کرنے والا یامر بن طفیل کفر پر ہوا۔

متر حرام بن طحان رضی اللہ عنہ کا قاتل اسلام لے آیا تھا تفسیر ابن عربی کی تصنیف "فتوحات مکیہ" کے ایک نسخے کا تذکرہ جریح علیہ الرحمہ کے اپنے دستخط سے فرمایا۔

مصنف علیہ الرحمہ کا سلسلہ اجازت نماز غوثیہ سکالر عثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تھلا پہنچا۔

قبض اللہ مجتہدین اور قراء کے سنین وصال۔ ۱۰۵

مرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد

3

فوائد اصولیہ

۶۶۴

قسم اللہ کا ہر سورت کی جُز ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متواتر ہونا تو دور گناہ، ثواب سے بھی نہیں۔

۶۶۵

قولِ عزت پر اومائے اجماع محض اقرار ہے بلکہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تو عدم عزت پر اجماع تھا۔

۶۶۸

عزیت لسم اللہ شریعت ہرگز قطعی نہیں خود قاضی جہیزیت منکر قطعیت ہیں۔

۶۶۹

غیر مسلمین کی قرأت میں ترک بسم اللہ ترقطعا نافذ عزیت ہے اور مسلمین کی قرأت میں اثبات بسمہ ہرگز مثبت عزیت نہیں۔

۶۶۴

تالیف قلوب کے لئے ترک افضل جائز ہے۔ حسب روایت پر مدہ قرأت ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۶۰۹

حضور نورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بابہ دعائیں تعادل پر بہت نظر رکھتے تھے

۶۱۳

غار کسوف میں جنت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار قبلہ میں نظر آئی تو چند قدم آگے بڑھے۔

تصوف و اخلاق

۶۹۹

قریل اور غفلت کی نیند کا علاج یہ ہے کہ تمکیر نہ رکھے، کھانے کے فوراً بعد نہ سوئے، سوئے وقت دل کو جماعت سے خوب متعلق کرے اور

قدوس قطب و جب جماعت سے نہ کہ سا قطب جواز۔ کسی شے کے حقیقت ہونے اور نہ ہونے میں بہت فرق ہے۔

آئندہ کسی سنت کے فوت ہو جانے کے خوف سے فی مال کسی سنت کا ترک ناجائز ہے۔

تہجد و جماعت میں تعارض نہیں لہذا ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی تہویت کا دلائل نہیں۔ جماعت اولیٰ پر تہجد کی ترجیح باطل محض ہے کیونکہ مستحب واجب کے برابر نہیں ہو سکتا۔

ترک اوریت میں حکم کراہت نہیں۔ سلیت و جب کیسے ثابت ہوتے ہیں منطق منطقی اور منطق اصولی کی تعریف اور ان میں فسوق۔

منافی وجوب ترک سے نفی حرج ہے نہ کہ فعل سے۔ نگو حیر شرط میں واقع ہو تو عام ہوتا ہے

اخلاق و عموم سے اسناد لال نہ کوئی قیاس سے نہ مجتہد سے خاص۔ قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں کہ غسوغ ہے، یاں عمل نظر یہ ہے کہ یہاں عموم نسخ سے یا نسخ عموم۔

فصل جواز کی دلیل ہے اور عدم فعل جماعت کی دلیل نہیں۔

۵۸۳

- ۶۲۶ تصویب شیخ کی ترکیب
۶۲۷ نماز غوثیہ قضاء حاجات اور دفع اشرار کے لئے
۶۲۸ مجرب ہے۔
۶۲۹ نماز غوثیہ میں مشائخ قادریہ کے ہاں دو طریقے
۶۳۰ ہیں، طریقہ صفیری اور طریقہ گبری۔
۵۷۱ لغت
۵۷۲ قنورہ عرب میں لفظ زعم معنی مطلق قول اور
۵۷۳ معنی کلام نامعقوب آیا ہے۔
۵۰۳ ریاضی
۶۰۴ حدیث حمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے بریلی شہر
۶۰۵ سے جنت بغداد اور جنت مدینہ منورہ کا استخراج
۶۰۸ شہداء ہر مومن کو قرار کیے کی وجہ کیا ہے
۵۱۷ کسی خاص نہایت کو الحاقی ثبات کرنے کے دو طریقے ہیں
۵۰۹ نماز استسقاء میں طہور واد کی حکمت
۶۰۷ تکبیر تحریر کے وقت رفع یرین اور نشید میں انگشت
۶۱۶ شہادت سے اشارے کی حکمت۔
۶۰۸ نماز کے افعال و احکام میں اسرار اور حکمتیں
۶۱۵ نمازی نمازوں میں اختصار قرات اور لیلی نمازوں
۶۱۷ میں جہر کی حکمت۔
۶۱۵ محمد و عیدین میں نہایت کے باوجود حکم جہر
۶۱۷ کیوں ہے۔
- ۶۰۸ کھانا تھوڑا کھائے۔
۶۰۹ سوسے وقت اللہ تعالیٰ سے توفیق جماعت کی دعا کیے
اور اس پر پتھا توکل کرے۔
۶۱۰ صلوٰۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ مبارک نماز، مشائخ عظام
کا معمول اور قضاے حاجات و حصول مراد است
کے لئے عمدہ طریقہ مقبول ہے۔
۶۱۱ نماز غوثیہ کی اجازت دینے اور لینے کا بیان
۶۱۲ نماز غوثیہ کی مذمت اولیاء طریقہ قادریہ کے آداب
میں سے ہے
۶۱۳ توسل میں توجہ باطنی ضروری ہے اور ظاہر عبادت
باطن ہنڈیہ چلنا مقرر ہوا۔
۶۱۴ قضاے حاجت کے لئے صلوٰۃ کئی فیکون اور اس
کے بعد دعا کرنے کا طریقہ۔
۶۱۵ ظاہر مصلح خاطر ہوتا ہے لہذا جس امر میں جمع عزیمت و
صدق رادت کا اہتمام درکار ہو اس کے مناسب
افعال و جوارح رکھے جائیں۔
۶۱۶ جہاں انسان سے کوئی قصیدہ واقع ہوتی ہو عمل صالح
وہاں سے جہت کرے۔
۶۱۷ توبہ کے لئے بندہ جگہ پر جان پائے اور اس عمل
کی حکمت۔
۶۱۸ اعمال مشائخ میں تجدید و احداث کی ہمیشہ
اجازت ہے۔
۶۱۹ تادعلی کی ترکیب اور اس دعا کے الفاظ
۶۲۰ ختم خواجگان، ختم مجدد الوعد ثانی اور دعاء
۶۲۱ سب ابھر کے فوائد۔

۶۱۵	متغیر چہرے واجب نہ ہونے کی حکمت	۶۱۵	قیڑکسوت میں جماعت کثرت کے باوجود حکم انفرادی کیوں ہے۔
۶۱۵	رکوع، سجود اور قعود میں قراست کیوں ممنوع ہے۔	۶۱۵	رات کو ایک نیت سے آٹھ رکعت کی اجازت اور دن کو چار سے زائد کی ممانعت کیوں ہے۔
۶۱۵	رکوع کے بعد قمر اور دو سجودوں کے درمیان جلسہ کی حکمت	۶۱۵	ہر دو رکعت پر جلسہ کیوں واجب ہے اور اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یا کیوں واجب ہے،
۶۱۶	تلفیظ نطقہ کہ نماز خوشیہ کے بعد عراق کی طرف چلنے کے حکم میں سرکارِ غوثِ اعظم نے گیارہ عدد قدم اٹھانے کی تخصیص کیوں فرمائی	۶۱۵	روض نماز میں پھل رکعتوں میں قراست کیوں معاف ہے۔
۶۵۲			

بابُ الجماعة (جماعت کا بیان)

مسئلہ از میر محمد خیر محمد دروازہ خیر المساجد مرسلہ مولوی ابو العارف محمد حبیب اللہ صاحب قادری برکاتی
۲ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ مسجد خیر محمد دروازہ کا صحن محراب کے ہر دو جانب میں مساوی نہیں ہے مگر درست راست کی جانب ۹ فٹ ۸ انچ اور بائیں جانب ۸ فٹ ۶ انچ ہے جب نماز صحن مسجد میں پڑھی جاتی ہے تو جماعت اس سرے سے اُس سرے تک قائم ہوتی ہے جو محراب کی نسبت سے اسی جانب ۱۶ فٹ متجاوز ہوتی ہے جس کا ایک خاکہ بھی مرسلہ خدمت سے اب دریافت طلب یہ ہے کہ جب صحن مسجد میں جماعت قائم ہو جائے تو امام کو رعایت وسط صفت کی لازم ہے یا محاذات محراب ضروری ہے بیٹا تو جروا۔

الجواب

امام کے لئے سنت متواترہ کہ زمانہ اقدس رسالت سے اب تک معذور ہے وسط مسجد میں قیام ہے کہ صفت پوری ہو تو امام وسط صفت میں ہو اور یہی جگہ محراب حقیقی و متواترہ ہے، محراب صوری کے طاق نما ایک صلا وسط و بیار قبلہ میں بنانا حادث ہے اُسی محراب حقیقی کی علامت ہے یہ علامت اگر غلطی سے غیر وسط میں بنائی جائے اس کا اعتبار نہ ہوگا مگر مراعات تو وسط ضروری ہوگی کہ اتباع سنت و انتفاع کراہت و احتمال ارشاد حدیث تو وسطوا (الاصاحہ) امام درمیان میں کھڑا ہو۔ تاہو، جس مسجد میں مسافت حصہ نہ ہو وہاں یہ محراب صوری ہوتی ہی نہیں جیسے افضل المساجد مسجد الحرام شریف اور اس میں ہر مسجد کا صحن داخل ہے کہ باختلاف موسم مسجد مستقل ہے فقہائے کرام درجہ مسقفہ کو مسجد شتوی کہتے ہیں اور غیر مسقفہ کو مسجد صیفی جب ان کے وسط متطابق نہ ہوں تو ہر مسجد کے لئے اس کا اپنا وسط معتبر ہے پس صورت مستفسرہ میں جبکہ مسجد صیفی مسجد شتوی سے سولہ فٹ جانب راستہ زائد ہے تو امام محراب صوری اندرونی کی محاذات سے آٹھ فٹ جانب راستہ ہٹ کر صحن میں کھڑا ہو

کہ اس مسجد کی محراب میں قیام حاصل ہو۔ درختار میں ہے،
یصنف اکامہ مدیقت وسطاً (امام صفت بترائے اور درمیان میں کھڑا ہو۔ ت۔
درایہ شرح ہدایہ میں ہے،

السنة ان يقوم الامام اثنا عشر اوسط الصفت
لا تری من المحراب یب ما نصبت الاوسط
المسجد وھی قد عینت لمقام الامام
مبسوطة۔
سنت یہ ہے کہ امام صفت کے محاذی درمیان میں کھڑا
ہو کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا تمام محراب میں مسجد کے
وسط میں بنائی گئی ہیں اور وہ مستقیم امام کا تعین
کوری ہیں مبسوطة۔ (ت)

امام کو خواہر زادہ میں ہے،
لوقام فی احد جانبی الصفت یکر و لو کان
المسجد الصفت یجذب لشموی و امتلا
المسجد یقوم الامام فی جانب الخائط
لیستوی القوم من جنبة الا اثره ش۔
والله تعالی اعلم۔

مسئلہ ۴۲ ازادہ نگار کا خانہ اچھنبرہ ضلع پگڑہ
مستولہ مسئلہ محمد صادق علی خاں صاحب
رمضان شریف ۱۳۳۰ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے باہر درمیان جو مشرق کی جانب ہوتا ہے اُس میں
تنہا امام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھانی کیسی ہے اور اکثر مساجد میں باہر کا صحن اخد کے صحن سے بہت نیچا ہوتا ہے
بیّنوا تو جہروا۔

الجواب

امام کو درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
فی رد المحتار عن معراج الدراية عن
رد المحتار میں معراج الدراية کے حوالے سے ہے کہ

۸۳/۱	مطبوعہ مطبعہ مجتہبائی دہلی	باب الامامة	سُئلہ درختار
۲۲۰/۱	مطبوعہ مطبعہ البانی مصر	بحوالہ معراج الدراية	سُئلہ رد المحتار
"	"	"	سُئلہ

سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 عہدہ انی اکبرہ للامام امت یقومہ مبین
 سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 میں اس بات کو مکروہ جانتا ہوں کہ امام دو ستونوں
 کے درمیان کھڑا ہو۔ (ت)

پھر امام و مقتدیان کا درجہ بدلا ہوا کہ امام درجہ مستغنی میں ہے اور سب مقتدی صحن میں یہ دوسری کراہت
 ہے حکما فی جامع الرموز (جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔ ت) پھر اگر در کی کسی صحن سے بقدر
 اقیانوس بلند ہوئی تو یہ تیسری کراہت ہے حکما فی الدر المختار و التفصیل فی فتاویٰ (جیسا کہ
 در مختار میں ہے اور اس کی تخیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مشتملہ از دوا حکم بنکارہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ

کیا دلتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طالب علم پر جو طلب علم دین کرنا ہے جماعت نماز پختگانہ واجب
 ہے یا نہیں؟ بیتہ و اتوجروا

الجواب

علمائے طالب و مشغول علم کو احیاناً ترک جماعت میں معذور رکھا ہے بکثرت شرائط۔ اس کا اشتغال خاص
 علم فقہ سے ہو کہ مقصود اصلی ہے نہ کہ وہ سنت و نوافل و بیانی و ہدایت وغیرہ اور جوہر آلیت داخل علم دین ہیں
 اور وہ اشتغال بدرجہ استغراق ہو جس کے سبب فرصت نہ پائے نہ یہ کہ اشتغال فقہ کا بہانہ کر کے جماعت ترک
 کرے اور اپنا وقت بطاعت و فضولیت میں گزارے جیسا کہ بہت طلبائے زمانہ کا اندازہ ہے یا حالت ایسی ہو
 کہ کسی وقت اہتمام جماعت کے سبب اس کے کام میں عرج واقع ہو جس کا بندہ ویست نہ کر سکے نہ دوسرا وقت اس کا
 بدل سکنا ہو مثلاً ایک مجتہد طلبہ کے ساتھ فقہ کا درس رکھتا ہے اگر اس جماعت کو ماسے یہ جماعت نہ پاسکے پھر
 بائیں ہو کہ کل نفس کے لئے اس مسئلہ کو میل بنا کر ترک جماعت پر مدامت نہ کرے بلکہ احیاناً واقع ہو ورنہ معذور
 نہ ہوگا بلکہ مستحق تعزیر و شہرہ گاہ و در مختار میں دوبارہ اعذار ترک جماعت لکھی

کذا اشتغاله بالعلم لا یغیرہ کذا اجزم
 اسی طرح جو علم فقہ میں مشغول ہو نہ کہ کسی دوسرے فن میں
 بد الباقی فی جمالیہ ہنسی ای الادا و اطب
 اس پر بہنسی کی اتباع میں باقی نے جزم کیا مگر

۲۷۸/۱	مطبوعہ مصطفیٰ الباقی مصر	باب ما یفسد الصلوۃ الخ	رد المحتار
۹۴/۱	مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم ساریان	فصل	ملک جامع الرموز
۹۲/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب	ملک در مختار

تکاسلا حلا یعذر ویعدری

اس صورت میں جیٹ مسستی کی وجہ سے دوام اختیار
کے قود معذور نہ ہوگا اور اس پر تعزیر ہوگی۔ (ت)

نور الايضاح و مرآئی الفلاح میں ہے،

(و تکرار فقہ) لا نحو و لفظة (بجماعة فتوتہ)
ولم یبد او مرعى ترکہ۔

(اور تکرار فقہ) نہ کہ نحو و لفظة کا (جماعت کے ساتھ جو
فتوہ ہو جائے) اور نہ جماعت کے ترک پر دوام اختیار
کرنے والا ہو۔ (ت)

فقہ کے لفظ یہ ہیں،

من لا یحضرہ لا یتفقوا و اوقاتہ فی تکریر
الفقہ ۲۰

جو عین اوقات میں تکرار فقہ کی وجہ سے حاضر جماعت نہیں
ہو سکتا اور (ت)

علامہ شامی نے فرمایا،

ثم شغل لا یغیر لفقہ فی بعض من
الادقات عدل معتکد و الله تعالی اعلم

بعض اوقات میں استعمال جو فقہ کے علاوہ ہیں ہر
معتبرہ نہیں ہے۔ ۱۰ (ت)

۸۴۹ھ از منہ عظیم آباد مراد بناب مراد بناب قریب ماسب ۲۶ دن الحج ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر صف اول کے مقتدی امام کے ایسے متصل کھڑے ہوں کہ
ان کے پیچھے امام کی ایڑی کے برابر ہوں یا ایک بالشت امام کی ایڑی سے پیچھے ہوں اس فرض سے کہ دوسری صف
بھی مسجد کے اندر ہو جائے حالانکہ صحن میں جگہ ہے اور صف اول کا کوئی مقتدی امام کے پیچھے نہ ہو اس صورت میں
کراہت ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کیسی کراہت ہوگی؟ بینوا متوجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں بیشک کراہت تحریمی ہوگی اور ایسے امر کے ترکب آثم و گنہگار کہ امام کا صف پر مقدم ہونا
سنت و ائمہ ہے جس پر حضور ستیہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ مخالفت فرمائی اور مخالفت و انکرا و میل و جوب ہے
اور ترک واجب مکروہ تحریمی اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ۔ امام محمد علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

سنہ و مختار	باب الامارۃ	مطبوعہ مطبعہ مجتہبی دہلی	۸۲/۱
مکملہ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحاوی	باب الامارۃ	مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	ص ۶۳
مکملہ رد المحتار۔ بحوالہ الفقینہ	"	مصحف ابیانی مصر	۲۱/۱
مکملہ رد المحتار	باب الامارۃ	مطبوعہ مصطفیٰ الباقی مصر	۴۱۲/۱

مردوں کے امام کے لئے تقدم کا ترک حرام ہے، شارح نے بھی اسی کی تصریح کی ہے، کافی میں اسے مکروہ کا نام دیا اور یہی حق ہے، اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے نیز کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمیشہ آگے کھڑا ہونا اور اسے کبھی ترک نہ کرنا وجوب پر دلالت کرتا ہے اور وجوب کا ترک کراہت تحریمی ہوتا ہے (ت)

اُسی میں ہے :

مقتضى فعله صلى الله تعالى عليه وسلم
التقدم على الكتاب من غير ترك الوجوب.

مفتدی کثیر ہونے کی صورت میں حضور علیہ السلام کا ہمیشہ آگے کھڑا ہونا اور کبھی ترک نہ فرمانا و جرب کا تقاضا کرتا ہے۔ (3ت)

بحر الائق میں ہے :

المقدم واجب على الأمام لمواظبة من
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وترت
الواجب موجب كراهة التحريم المقترنة
بلا شئ

امام کا مقدم ہونا واجب ہے کیونکہ اس پر نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی اور
واجب کا ترک کراہت تحریمی کا موجب ہے چونکہ
مقتضی ہے (ت)

اقول وبالله التوفیق ظاہر ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ تقدم ہمیشہ یونہی تھا کہ صفت کے لئے پوری جگہ عطا فرماتے نہ وہ ناقص وقاصر تقدم جو سوال میں مذکور ہوا۔ وکیل واضح اس پر یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکمیل صفت کا نہایت اہتمام فرماتے اور اس میں کسی جگہ فرجہ چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ارشاد ہوتا،

اپنی صفیں سیدھی کر دو اور ایک دوسرے سے خوب
جل کر کھڑے ہو کر دھشک میں تمہیں اپنی بیڑ کے چپے سے

اقیمواصفوفکم وتراضوا فی انماکم منکم
وراء ظہری اعرجہ البخاری والفسافی

یومہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر

باب الإمامة

10/11

1990

۳۵۱/۱

سبحانه وبحمده

قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۰/۱

منہ یح احمدی بابہ الراف اعناب با منلہ

۹۳/۱

سنة الفساق احث الائمة على رخص الصغرة وال

عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه و
مسند بلفظ اتصوا بالصوف فاني اراكم
خلعت ظهوري

دوسری حدیث میں ہے،

سدوا لخل فان الشيطان يدخل فيكما
بينكم بمنزلة الخذف ^ی سوا لامام احمد
عن امامة اب هلی رضي الله تعالى عنه -

دیکھتا ہوں۔ اسے بخاری اور نسائی نے حضرت انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور
مسلم شریعت میں ان الفاظ سے ہے، اپنی صفیں نکل
کر دو کوئلوں میں اپنی پشت کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں،

یعنی صفت چھدری نہ رکھو کہ شیطان بھیڑ کے پچھے
کی وضع پر اس چھوٹی ہوئی جگہ میں داخل ہوتا ہے۔
اسے امام احمد نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے۔

اوپر مضمون حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالفاظ عدیدہ مروی ہوا امام احمد بسند صحیح ان سے راوی سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

راصو الصوف فان الشياطين تقوم في
الحل ^ی

یعنی صفیں خوب گھنی رکھو جیسے رنگ سے درزی
مزدیستہ میں کہ فرج رہا ہے تو اس میں شیطان کھڑا
ہوتا ہے۔

نسائی کی روایات صحیح میں ہے،

راصو صوف فكم وقار بواينها وحادوا بالاعتاق
فوالذي نفس محمد بيده كافي لامرئ
الشياطين تدخل من خلل الصفت كانهب
الخذف ^ی

اپنی صفیں خوب گھنی اور پاس پاس کرو اور گروئیں
ایک سیدھ میں رکھو کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں
محمد کی زبان ہے بیشک میں شیاطین کو رخصت صوف
میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں گویا وہ بھیڑ کے
پچھے ہیں۔

۱۸۲/۱	باب تسوية الصوف الخ	مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی	۱۸۲/۱
۲۹۲/۵	حدیث ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ	دار الفکر بیروت	۲۹۲/۵
۱۵۴/۳	از مسند انس رضی اللہ عنہ	" "	۱۵۴/۳
۹۳/۱	حدث الامام علي رضي الصوف الخ	مکتبہ سلفیہ لاہور	۹۳/۱

ابوداؤد الطیالسی کی روایت میں یوں ہے ،
 اَقْبَمُوا صَفْوَكُمْ وَتَرَا قَوْمًا ذُو الذِّی نَفْسِی
 سیدہ فی لاری الشیاطین ہیں صفوف کو
 کا بھاغ غم عقر ہے

اپنی صفیں سیدھی کرو اور ایک دوسرے سے خوب
 مل کر کھڑے ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری
 جان ہے بیشک میں شیاطین کو تمہاری سفوں میں
 دیکھتا ہوں گویا وہ بکریاں ہیں بھگے رنگ کی۔

فائدہ : بھیڑ بکری کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اکثر دیکھا ہے کہ جہاں چند آدمی کھڑے دیکھے اور دو شخصوں کے
 بیچ میں کچھ فاصلہ پایا وہاں اس فرج میں داخل ہو کر اُدھر سے اُدھر نکلتے ہیں یوں ہی شیطان جب صف میں بگڑ خالی
 پاتا ہے وہیں میں دوسرے ڈالنے کو آگھستتا ہے اور بھگے رنگ کی شخصیں شاید اس سے ہے کہ حجاز کی بکریاں اکثر اسی
 رنگ کی ہیں یا شیاطین اس وقت اسی شکل پر متشکل ہوتے۔ چوتھی حدیث میں اس تاکید تہدید سے ارشاد فرمایا ،

یعنی صفیں درست کرو کہ تمہیں تو ملا کہ کسی صف بندی
 چاہئے اور اپنے شانے سب ایک سیدھ میں رکھو
 اس صف کے رشتے نہ کرو اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں
 برم بوجہ اور صف میں شیطان کے لئے کھڑکیاں
 نہ چھوڑو اور جو صف کو وصل کرے اللہ اسے وصل
 کرے اور جو صف قطع کرے اللہ اسے قطع کرے
 اسے امام احمد ابوداؤد ، طبرانی نے المعجم الکبیر میں حاکم
 اور ابن خزیمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 روایت کیا اور ان دونوں نے اسے صحیح قرار دیا۔ نسائی
 اور حاکم نے اسی سے سند صحیح کے ساتھ آخری جملہ
 من وصل صفاً کو فصل کر کے روایت کیا ہے احمدی۔

اَقْبَمُوا صَفْوَكُمْ مِمَّنْ تَصِفُونَ لَعَلَّكُمْ
 الْمَلَائِكَةُ وَحْدًا بَيْنَ الْمَسَاجِدِ وَبَيْنَ الْخَلَلِ
 وَلِيَنْبَغِيَ فِي أَيِّدِي أَخْوَانِكُمْ وَلَا تَدْرُؤُا فَرْجَكُمْ
 لِلشَّيَاطِينِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَصَلَهُ
 قَطْعًا قَطَعَهُ اللَّهُ۔ رواه الامام احمد و
 ابوداؤد والطبرانی فی الکبیر والحاکم و
 ابن خزیمہ وصحیحاء عن ابن عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما وحمد النسائی والحاکم عنه بسند
 صحیح۔ تفصیل الاخیار احی من قولہ
 من وصل الحدیث۔

۲۸۲	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۲۱۰۷	سند ابوداؤد الطیالسی حدیث
۹۷/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	۲۱۰۷	سنن ابوداؤد باب تسویۃ الصفوف
۹۸/۲	دار الفکر بیروت	۲۱۰۷	مسند احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ بن عمر
۲۱۳/۱	مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور	۲۱۰۷	مسند احمد بن حنبل کتاب الصلوۃ من وصل صفاً
۹۴/۱	مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور	۲۱۰۷	سنن النسائی کتاب الامامۃ

اور نہایت یہ کہ اگر اگلی صفت والوں نے فرجہ چھوڑا اور صفت دوم نے بھی اس کا خیال نہ کیا مگر اپنی صفت گھنی کر لی اور نیتیں بند نہ کیں حالانکہ ان پر لازم تھا کہ صفت اول والوں نے بے اعتدالی کی تھی تو یہ پہلے اس کی تکمیل کر کے دوسری صفت باندھتے ماب ایک شخص آیا اور اس نے صفت اول کا رخزدیکہا سے اعانت ہے کہ اس دوسری صفت کو چکر کر جائے اور فرجہ بھڑکے کہ صفت دوم ہے خیالی کر کے آپ فقیر وار ہے اور اس کا چیرنا روا۔ قنیدہ و بکر ارفی و شرح نور الایضاح و در مختار وغیرہ میں ہے۔

والعظ لشرح التتویر لو وجد مرجة فی الاول لا انشائی له خرق الثانی لتقصیرہ۔ شرح تنویر کے افغانیہ ہیں اگر کسی نے صفت اول میں رخزدیکہ پایا حالانکہ دوسری میں نہ تھا تو اس کے لئے دوسری صفت والوں کی کوتاہی کی وجہ سے دوسری صفت کو چکرنا جائز ہو جائے۔

تو میں ہے، لاحرمۃ له لتقصیرہ۔ (دوسری صفت والوں کی کوتاہی کی وجہ سے جو عین کی نیوٹلے کو دوسری صفت چکرنا جائز کر کے جس کا شرع میں اس درجہ اہتمام تھا اپنی حرمت ساقط کر دی۔ قنیدہ میں ہے۔

قام فی اخر الصفت فی المسجد ویس و من الصفوف حواصہ۔ ایک آدمی آنوی صفت میں کھڑا ہو گیا حالانکہ اس کے حالہ غند اطلان یسریب ید یہ۔ اور دوسری صفوں کے درمیان خالی جگہیں تھیں تو آنوی لیس الصفوف لایہ اسقط حرمۃ نفسه۔ نمازی کو بیازت ہے کہ وہ اس کے آگے سے گزر کر صفت مکمل کرے کیونکہ آخر میں کھڑے ہونے والے نے ہلا یثم لہا ربین ید ید۔ اپنا احترام خود ختم کیا ہے لہذا اس کے سامنے سے گزرنے والا گزر گار نہیں ہو گا۔ (ت) حدیث میں ہے۔

من نظر الی فرجة فی صفت فلیس یدہ۔ یعنی جسے صفت میں فرجہ نظر آئے وہ دودھوں کھڑ بنفسہ قاب لم یفعل فمرہ دفلیت خط علی۔ ہو کر اسے بند کر دے اگر اس نے نہ کیا اور دوسرا آیا مراقبتہ فاد لاحرمۃ له ینہ اخرجه الدلیلی۔ تو وہ اس کی گردن پر قدم رکھ کر چلا جائے کہ اس کے لئے

سلفہ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبعہ مجتہدی دہلی
سلفہ بکرانی
سلفہ قنیدہ مابقی السترة
سلفہ المعجم النکیر مروی از ابن عباس حدیث ۱۸۴۳ و ۱۸۴۴ مطبوعہ مکتبہ فیصلہ بیروت ۱۱/ ۱۰۵-۱۱۳
ص ۳۹۸

من، مسند الفردوس مجھے دستیاب نہیں اور ماثور الخطاب سے یہ حدیث نہیں مل سکی۔ نیز احمد سیدی

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ کوئی درست نہ رہی۔ اسے دیکھی نے حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے

یہ نہی اگر صفت دوم میں کوئی شخص نیت باندھ چکا اس کے بعد اسے صفت اول کا رختہ نظر آیا تو اجازت ہے کہ وہیں نماز کی حالت میں چلے اور جا کر رختہ بند کر دے کہ یہ مثنیٰ قلیل حکم شرع کے احتمال کو واقع ہوئی۔ ہاں دو صفت کے فاصلہ سے نہ جائے کہ مثنیٰ کثیر ہو جائے گی۔ علامہ ابن امیر الحاج علیہ میں ذخیرہ سے ماقل،

ان كان في الصف الثاني فرى فرجة في الاول مشى اليه لم يفسد صلاته لانه ما صور للمراعاة فان عليه الصلوة والسلام تراصوا في الصف ولو كان في الصف الثالث ففسد

صور میں خوب مل کر کھڑا ہو کر۔ اور اگر نمازی تیسری صف میں تھا تو اب نماز فاسد ہو جائے گی (ت) علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ میں فرماتے ہیں،

ظاهر التعليل بما مر انه يطلب منه المشي اليه تامل يه

ثم اقول بالله التوفيق یہ احکام فقہ و حدیث باعلیٰ ندامت و ی کو وصل صفوف اور ان کی رختہ بند کرنا ضروریات سے ہے اور ترک فرجہ ممنوع و ناجائز، یہاں تک کہ اس کے دفع کو نمازی کے سامنے گر جائے کی اجازت نہ ہو جس کی بابت حدیثوں میں سخت نہی و ایہی یہ عالم سبلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لو بعد المار بين يدي المصلين ما د عليه مكان ان يفت اربعين حيرة له من ان يمر بين يديهم اخرجه الامامة احمد و الستة عن ابى حنيفة رضي الله تعالى عنه قال الحب فظ فب بلوغ المرام و وقع

اگر نمازی کے سامنے گزرنے والا جانتا کہ اس پر گناہ گناہ ہے تو چالیس برس کھڑا رہنا اس گزر جانے سے اس کے حق میں ہنر تھا۔ اسے امام احمد اور ائمہ شیعہ حضرت ابو جہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حافظ نے بلوغ المرام میں کہا کہ مسند بزار

سلفہ رد المحتار بحوالہ الخیر باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۴۲۱/۱
سلفہ صحیح البخاری کتاب الصلوة باب اثم المار بين يدي المصلی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۳/۱

فی البزار من وجہ آخر اس بعین خریفاً قلت
والاحادیث یفسر بعضها بعضاً۔

میں ایک اور سند سے مروی الفاظ یہ ہیں، چالیس
سال۔ میں کہتا ہوں احادیث آپس میں ایک دوسرے
کی تفسیر کرتی ہیں۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لو یعلم احدکم مالد فی ان یسر بین یدی
اخیہ معترضاً فی الصلوة کانت لکان
یقیم مائة عام خیر لہ من الحطوة التی
حطها۔ رواہ احمد و ابی داود ما جہ
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ نمازی کے سامنے سے
گزرنے پر کیا گناہ ہوتا ہے تو وہ اس ایک قدم چلنے
سے سو سال تک کھڑے رہنے کو بہتر
کہے گا۔ اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے سنن ابی ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اس میں "تو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم رکھنے سے بہتر فرمایا۔

امام طحاوی فرماتے ہیں، پہلے چالیس ارشاد مجھے تھے پھر زیادہ تعلیم کے لئے سو (سال) فرمائے گئے۔
تیسری حدیث میں ہے،

لو یعلم العاصر بین یدی الصغری لاجب
ان یشترک فی حدیہ و یدیہ ید یئ۔
رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ عن
عبد الحمید بن عبد الرحمن مقطاعاً۔

الغمازی کے آگے گزرنے والا دانش رکھتا ہو تو چاہتا
اس کی دان ٹوٹ جائے مگر نمازی کے سامنے سے
نہ گزرے۔ اسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں
شیخ عبد الحمید بن عبد الرحمن سے منقطع طور پر روایت
کیا ہے۔

چوتھی حدیث میں ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اذا صلی احدکم الی شئ یستورہ من الناس
عاصراً احد ان یجتاش بین یدیہ فیدفعہ
فان ابی ملیقاتلہ فانما هو شیطان کما اخرجہ
سلف بلوغ المرام مع مسکن الحتام باب سترۃ المصلی
سلف سنن ابن ماجہ باب المرد بین یدی المصلی
سلف مصنف ابن ابی شیبہ من کان یکرہ ان یر الرجل
سلف صحیح البخاری باب لیرۃ المصلی من قرین یدیہ

جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی طرف نماز پڑھتا ہو
اور کوئی سامنے سے گزرتا چاہے تو اسے دفع کرے
اگر نہ مانے تو اس سے قتال کرے کہ وہ شیطان ہے۔

مطبوعہ مطبع نظامی کانپور (انڈیا) ۱۷۵/۱

۶۸ ص - آفتاب عالم پریس لاہور

۲۸۲/۱ - ادارۃ القدآن کراچی

۷۳/۱ - قدیمی کتب خانہ کراچی

احمد و البخاری و مسلم و ابوداؤد و النسائی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے

ظاہر ہے کہ ایسا شدید امر جس پر یہ تشدیدیں اور سخت تهدیدیں ہیں اُسی وقت روار کا گیا ہے جب دوسرا اس سے زیادہ اشد اور افسہ تھا کہ لا یخفق (جیسا کہ معنی نہیں۔ ت)

ایک دلیل اس وجہ اور فرج رکھنے کی کراہت تحریری پر یہ ہے۔

دلیل دوم امدادِ کثیرہ میں صیغہ امر کا وارد ہونا کما سمعت و ما ترکت لیس باقل معاصرت (جیسا کہ تفسیر میں لیا اور جن روایات کو میں نے ترک کر دیا ہے وہ بیان کردہ سے کم نہیں ہیں۔ ت) اس لئے وغیرہ و علیہ میں فرمایا،

انہ ماضور بالمعصیۃ (کیونکہ کن کرکٹس ہونے کا حکم ہے۔ ت)

فتح القدیر و بحر الرائق وغیرہا میں فرمایا،

سد الفرجات الماضور بها فی نصف (صفت کے درمیانی رخ کو پڑ کرنے کا حکم ہے۔ ت)

اور اصول میں مبرہن ہو چکا ہے اور غلبہ و دلب ہے۔ ان صورتِ صاف (مگر اس صورت میں جب اس کے خلاف کوئی قرینہ ہو۔ ت)

دلیل سوم علماء تصریح فرماتے ہیں کہ صفت میں جگہ چھوٹی ہو تو اور مقام پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

فی المغانیۃ والذوالمختار و غیرہما واللفظ خانہ، و مختار اور دیگر کتب میں ہے معانی کے الفاظ یہ ہیں اگر کسی نے رفوف مسجد میں نماز کی حالانکہ صحیح مسجد میں جگہ تھی تو مکروہ ہوگی جیسا کہ ایسی صفت میں نماز پر نما مکروہ ہے جو ایسی صفت کے نیچے ہو جس میں رخ نہ تھا (ت)

اور کراہت مطلقہ سے مراد کراہت تحریم ہوتی ہے۔

الا داں دلیل میں خلافہ کما نص علیہ مگر بہت کے خلاف دلیل موجود ہو جیسا کہ فتح بحر و اشیر

۴۲۱/۱

مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر

راہ دار الحجاز علیہ السلام باب الامانۃ

۴۵۲/۱

ایچ ایم سیسٹم پبلی کیشنز

-

سکھ بکرائی

۸۴/۱

مجتبائی دہلی

-

سکھ در مختار

فی الفتح والبحر وحواشی الدار وغیرہما اور دیگر تصانیف علماء عظام میں قصصہ
من تصانیف الکرامہ الغرہ۔ ہے۔ (ت)

دلیل چہارم احادیث سابقہ میں حدیث راوی کے وحید شریف منقطع قطعہ قطعہ اللہ
(جس نے صفحہ قطع ک اندر اسے قطع کرے گا) علامہ طحاوی پھر علامہ شامی زیر عبارت مذکورہ درجستہ
فرماتے ہیں،

قوله كيف مد في صف اهل الكراهية قوله جيسا كه كرهنا اس صف في الخ اس میں
فيه تنزيهية او تحريية ویرشدا الى الثاني كرايت تنزيهية ہے یا تحری، حضور علیہ الصلوٰۃ و
قوله عليه الصلوٰۃ والسلام من قطع صف قطعہ اللہ كرايت تحری السلام کا ارشاد من قطعہ اللہ كرايت تحری
اللہ انتہی فامہم۔ کی طرف راہنمائی کرتا ہے انتہی فافہم (ت)

مسبب یہ امر واضح ہو گیا تو اب صورت مذکورہ سوال میں دوسری وجہ کرايت تحریم کی اور ثابت ہوئی یا نہیں ہے
کہ جب امام و صف اول میں صرف اس قدر فاصلہ قلیلہ چھوڑا تو بالیقین صف اول ناقص رہے گا اور امام کے پیچھے
ایک آدمی کی جگہ چھوٹے کی وہ بھی ایسی ہے وجہ تنگی مقام کوئی بھی نہ سکے گا تو فعل ایک مکروہ تحریمی کو مستلزم اور
جو مکروہ تحریمی کو مستلزم ہو خود مکروہ تحریمی بن جائے گا، لہذا حق تعالیٰ نے یہ بدعت بدعت منقولہ صدر جواب کے
فرماتے ہیں،

واستلزم ما ذكر ان جماعۃ النساء تكو كراية تحريم لان ملزوم متعلق بالحكم
اعني بعد المعين ملزوم لذلك الحكم انتہی اس حکم کو ملزوم ہوتا ہے انتہی۔ (ت)
بجواب اس تحقیق انبی سے چند مسائل فیضہ ثابت ہوئے،

اولاً امام کا صف پر تقدم جو شخص پر ایہ کافی وغیرہا واجب ہے وہ صرف تہوڑا آگے بڑھ جانے سے اور
نہیں ہوتا جب تک پوری صف کی جگہ نہ چھوٹے۔

ثانیاً ہر صف میں اول سے آخر تک دوسری صف کے لئے صف کا مل کی جگہ بننا واجب ہے۔
ثالثاً کسی صف میں فرجہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے جب تک اگلی صف پوری نہ کر لیں صف دیگر ہرگز نہ بدعتیں

راجحاً صورت مذکورہ سوال دو کراہت تحریمی پر مشتمل ہے ایک ترک قہم دوسری بقائے فرجہ۔

خاصاً اکثر واقع ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ ایک مقتدی تھا دوسرا آیا بائیں ہاتھ کو کھڑا ہو گیا یہاں تک تو کراہت تنزیہی تھی لکن السنۃ پھر اور لوگ بھی آتے اور روئے برابر کھڑے ہو جاتے ہیں امام آگے بڑھتا ہے نہ مقتدی پیچھے ہٹتے ہیں یہ صورت مکروہ تحریمی کی ہے مگر اگرچہ ایک مقتدی کے حق میں سنت یہ ہے کہ امام کے دائیں جانب یا کل اس کے محاذی کھڑا ہو نہ متاخر اور یہ سنت عوام میں صد ہا سال سے متروک ہے اکیلا بھی امام سے کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوتا ہے۔ امام نسبی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں،

الواحد یقوم عن یمنہ ای ان کان مع الامام واحد وقف عن یمن الامام لا یند علیہ الصلوۃ والسلام صلی بن عباس عاقاً صلی عن یمنہ ولایت خرج عن الامام مرفی جلیہ الروایۃ وعن محمد بن یحییٰ اصحابہ عند عقب الامام موطو والدی وقع عند الامام حققت وهو امر ما ساعد تعدد وحی خرجوا عن الروایۃ محمد بن یحییٰ کما هو مشہد۔
دوسرے لوگ تجاوز کر گئے ہیں حتیٰ کہ وہ امام محمد سے مروی روایت سے بھی نکل گئے ہیں جیسا کہ مشاہدہ میں ہے (ت)، پھر حج بعد کو آئے وہ اس مقتدی کی محاذات میں کھڑے ہوں گے جس کے باعث امام کو قدرے تقدم رہے گا اس صورت میں وہ توسط جس کی نسبت وہ مختار ہیں فرمایا،

لو توسطوا شین کسۃ تعزیمہا وتحریعہا لکثرۃ اگر امام دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ کے بیان کھڑا ہوا تو مکروہ تحریمی ہے (ت)، اگر نہ بھی مانا جائے تاہم اس صورت میں کراہت تحریمی ہی رہے گی کہ توسط نہ سہی فرجہ رکھن اور صفت کامل کی جگہ نہ چھوڑنا خود موجب کراہت تحریمی ہے، یہ مسائل واجب المخطئین اکثر اہل زمانہ سے غافل و غلط لاخذ هذا التحقیق الحطیر بفہدایہ اصباح و تقریری فی غیر هذا التحسیر (شاید ایسی جگہ مثال

سہ کافی شرح وافی

سکھ درجمنار

باب الامارۃ

مطبوعہ مطبع مجتہدائی دہلی

۸۳/۱

تحقیق اپنی وضاحت و تفصیل کے ساتھ اس تحریر کے علاوہ کہیں نہ ملے۔ (ت) والحمد للہ علی ما علو اللہ
سبحانہ و تعالیٰ علو۔

منہ علمہ حکم جمادی الاخری ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچھ وال لڑکا آٹھ نو برس کا جو نماز خوب جانتا ہے اگر تہن
ہو تو آیا اسے یہ حکم ہے کہ صفت سے دور کھڑا ہو یا صفت میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے، بینوا تو جو روا

الجواب

صورت مستفسرہ میں اسے صفت سے دور بھی بیچ میں فاصلہ چھوڑ کر کھڑا کرنا تو منع ہے
فان صلاة الصبي المميز الذي يعقل
بعد ان يتيه قطعاً وقد امر النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم بسد العرج والتواضع
في الصفوف ونهى عن خلاف ذلك بشدة
اور یہ بھی کوئی ضروری امر نہیں کہ وہ صفت کے ایسے ہی ہجو کر کھڑا ہو علماء اسے صفت میں آنے اور مردوں
کے درمیان کھڑے ہونے کی صاف اجازت دیتے ہیں، درمیان میں ہے، لو واحدًا دخل في الصف (ت) اگر
بچہ اکیلہ ہو تو صفت میں داخل ہو جائے۔ (ت) مراقی الفلاح میں ہے،

ان لم يكن جمعة من الصبيان يقوم الصبي
بين الرجال ب

بعض بچے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لڑکا پھلے سے داخل نماز ہے اب یہ آئے تو اسے نیت بندھا ہوا ہٹا کر
گناہے کر دیتے اور غور بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں یہ محض جہالت ہے، اسی طرح یہ خیال کہ لڑکا برابر کھڑا ہو تو
مرد کی نماز نہ ہوگی غلط و غلط ہے جس کی کچھ اصل نہیں۔
فتح القدير میں ہے،

اما محاذاة لأمرد فهو مرد الكل بعد
افساده لا من شذو ولا متمسك له في
السرواية كما صرحوا به

بے ریش بچے کے محاذی ہونے پر تمام علماء نے
تصریح کی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی مگر شذو طور پر کوئی
فساد نماز کا قائل نہ اور اس کے لئے کوئی دلیل نہ رہت

۸۴/۱ مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی باب الامامة
۱۶۸ مطبوعہ نور محمد کاغذ تجار کتب گرجی ص

الروایۃ کما صرحوا بہ ولا فی الدرایۃ
واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتعوا حکم۔

مسئلہ ۵۱۸ از سہرام محلہ دائرہ ضلع آرد مرسلہ حافظہ جلیل ۱۶ شوال ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں،

(۱) اگر کوئی نماز کسی وجہ سے دہرائی جائے تو وہ شخص کہ نماز مشکوک میں شریک نہیں تھا وہ جماعت ثانیہ میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) امام فرض پڑھا رہا ہے ایک مقتدی دوسری یا تیسری رکعت میں ملا کر اسکا جو فرض چھوٹ گیا ہے باواز بلند پڑھے یا آہستہ؟

(۳) قصاصی کو امام و داع جمعہ کو غصے سے شکامک بھر پڑھا دے تو سب کی عمر بھر کی قصا کیا ادا ہو جائے گی؟

(۴) نماز جمعہ میں اگر کوئی شخص تشہد میں شریک ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

(۱) نماز اگر ترک فرض کے سبب دہرائی جائے نا شخص شریک ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

(۲) علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مسبوق پہلے پڑھنی رعناات میں مسرود ہے اور تصریح فرماتے ہیں کہ منقود کو جہری رکعتوں میں جہر جائز بلکہ افضل ہے مگر اس میں یہ وقت ہے کہ منقود کا جہر اور کے شامل ہونے کا داعی ہوگا اور یہ دعوت غیر ہے کہ دونوں کو جماعت مل جائے گی لیکن مسبوق کا جہر کہ نا واقعہ کو شرکت کی طرف داعی ہو ا نماز جائز کی طرف داعی ہوگا اور اس کا وہ عمل باطل ہو جائے گا لہذا یہ ہی اصوب معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہر نہ کرے۔

(۳) یہ قضائے عمری کی جماعت جاہلوں کی ایجاد اور محض ناجائز و باطل ہے۔

(۴) سلام سے پہلے جو شریک ہو گیا اسے جمعہ مل گیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۱۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر مقتدی ایسی التیات پوری نہ کرنے پایا تھا کہ امام کھڑا ہو گیا یا سلام پھیر دیا تو مقتدی التیات پوری کرے یا اتسی ہی پڑھ کر چورڈے؟ بینوا توجروا

الجواب

بہر صورت میں پوری کرے اگرچہ اس میں کتنی ہی دیر ہو جائے لان التشہد واجب والنواحب

لا یتروک السنۃ والسنۃ منصوبہ علیہا فی الغایۃ وغیرہ فی کتب العلماء (تنبہ واجب ہے اور واجب کو کسی سنت کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا اس مسئلہ پر غایہ اور دیگر علماء کی کتب میں نص موجود ہے۔ م۔ ت۔) واللہ سبحانہ و تعالیٰ علو

مسئلہ از فیض آباد مرسلہ فشی احمد حسین صاحب خزندہ نقشبہ نویس اسسٹنٹ انجینئر ریلوے

۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و مفتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ :

(۱) زید مسجد یا خلاف آں نماز فرض پڑھا رہا ہے اور اس کی پہلی رکعت ہے یا کوئی اور رکعت، اور بکر تنہا یا دو شخص داخل ہوئے باوجود اطلاع ہونے یا موبانے کے بکر تنہا یا دونوں شخصوں نے اُسی مقام پر اور اُسی صفت پر علیحدہ فرض پڑھے اور زید کے مقصد ہی نہ بنے کیا حکم ہے ان کی نماز کا؟ یا پہلے ان کو اطلاع نہ تھی نیت باندھنے کے بعد رابع نے یا دوازہ بندہ کہہ دیا اب کیا حکم ہے بکر کی نماز کا، آیا وہ نماز درست ہوئی؟ اگر نہیں تو اطلاع پانے تک جس قدر ہو چکی ہے وہیں سے ترک کر دے یا پوری کر کے وہ نماز اعادہ کرے؟ مفصل فرمائیے۔

(۲) اگر بھرپور یا حورت یا،،،،، یا شیعہ سن کی امامت مالاتفاق یا سارے نماز فرض پڑھ رہا ہے مسجد میں یا باہر اور زید بھی نماز فرض پڑھنا چاہتا ہے آیا اُسی صیغے پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ؟ کیا اس شخص کی نماز ختم ہونے تک زید کو انتظار لازم ہے یا بیعت و اتوجع و ا۔

الجواب

(۱) اگر زید قابل امامت تھا اور انہیں معلوم تھا کہ یہ فرض پڑھ رہا ہے اور انہوں نے اقتداء نہ کی بلکہ جدا جدا فرض پڑھے تو اگر جماعت اولیٰ ہو چکی ہے جب تو فضل سے محروم رہے اور اگر یہی جماعت اولیٰ ہوئی تو گنہگار تھے اور اگر زید قابل امامت نہیں اور ان دونوں میں کوئی قابل امامت تھا تو اب بھی وہی احکام ہیں اور اگر ان میں بھی کوئی قابل امامت نہیں تو اصلاً حرج نہ ہوا اور نماز عینوں صورتوں میں مطلقاً ہو جائے گی اور نیت تو روئے بصورت جماعت قائم کی تکمیل کے لئے سے مثلاً ایک شخص نے ظہر کے فرض شروع کئے ایک رکعت یا اُس سے کم پڑھنے پایا تھا کہ جماعت قائم ہوئی نیت تو ڈر دے، باقی جماعت معذورہ کی تکمیل کے لئے نیت توڑنے کی کہیں اجازت نہیں۔

(۲) پڑھ سکتا ہے اور ختم نماز تک انتظار کرنا کچھ ضرور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشعلہ از میرزا محمود دروازہ کارخانہ داروغہ یاد الہی صاحب مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب
۱۲ رمضان ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علامتہ دین اس مسئلہ میں کہ جماعت ثانیہ کی نسبت کیا حکم ہے؟ یہاں بعض لوگوں کو
اس کی ممانعت میں تشدد ہے جماعت اولیٰ کے بعد آٹھ آٹھ دس دس آدمی جمع ہو جاتے ہیں مگر جماعت نہیں
کرتے برابر کھڑے ہو کر عیدہ علیہ نماز پڑھتے ہیں یہ کیا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

(۱) مسجد اگر شارع عام یا بازار کی ہے جس کے لئے اہل معین نہیں جب تو بالا جماع اس میں تکرار جماعت
بازان جدیدہ و تکبیر جدیدہ جائز بلکہ یہی شرعاً مطلوب ہے کہ نوبت بہ نوبت جو لوگ آئیں نئی اذان و اقامت
سے جماعت کرتے جائیں۔

(۲) اور اگر مسجد محکمہ ہے تو اگر اس کے غیر اہل جماعت کر گئے ہیں تو اہل محلہ کو تکرار جماعت بلاشبہ جائز۔

(۳) یا اول اہل محلہ ہی نے جماعت کی مگر پہلے اذان پڑھ گئے۔

(۴) یا اذان آہستہ ہی قرآن کے بعد آئے والے یا اذان جدیدہ و ہر سنت اعادہ جماعت کریں۔

(۵) یا اگر امام میں کسی نقص قرأت و عیدہ یا فسق یا مخالفت مذہب کے باعث یا عتبات اولیٰ فاسد یا مطلقاً
مکروہہ یا باقی ماندہ لوگوں کے حق میں غیر اہل واقع ہوئی جب بھی انھیں اعادہ جماعت سے مانع نہیں۔

یہ سب صورتیں تو قطعی یقینی ہیں اب رہی ایک صورت کہ مسجد مسجد محکمہ ہے اور اس کے اہل ہر وجہ مستنون

اذان دہے مگر امام غلیظ موافق المذہب کے پیچھے جماعت کر چکے اب غیر لوگ یا اہل محلہ ہی سے جو باقی رہ گئے

تھے آئے انھیں بھی اس مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے ظاہر و باہر سے

حکم کراہت نقل کیا گیا اور علامہ محقق اہل مولیٰ خسرو نے درر و غرر اور مدنی اہل علامہ محمد بن علی دمشقی نے

خرائن الاسرار میں فرمایا کہ اس کراہت کا محل صرف اُس صورت میں ہے جب لوگ باذان جدیدہ جماعت ثانیہ کریں

ورنہ بالا جماع مکروہ نہیں اور اسی طرف در مختار میں اشارہ فرمایا اور ایسے ہی جہت وغیرہ میں تصریح کی اور قول محقق

منع یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اذان جدیدہ کے ساتھ اعادہ جماعت کریں تو مکروہ تحریمی اور نہ اگر جواب نہ بدیں تو مکروہ تنزیہی

ورنہ اصلاً کسی طرح کی کراہت نہیں یہی صحیح ہے اور یہی ماخوذ للفتویٰ اور مختار میں ہے۔

یکہ تکرار الجماعۃ باذنت واقاصۃ فی مسجد محکمۃ لاقی مسجد طریق او مسجد

لا امارۃ لہ ولا مؤذن لہ

جہاں امام اور مؤذن نہ ہوں

رد المحتار میں ہے :

عبارة قوله في الخزانة اجتمع معا هشا و
 نصها يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة
 باذان واقامة لا اذ اهل بيها فيه او غير
 اهله او اهل بيته مخافة الاذان
 ولو كثر اهل بيته ونهبا او كان مسجد طريق
 جاور اجتمعوا كما في مسجد ليس له اصنام
 ولا مؤذن ويصلي الناس فيه جوجا فوجا
 فان لا فصل ان يصلي كل فريق باذان
 واقامة عليه حدة كما في امانى قاصحى حان الله
 ونحوه في الدرر والامراء بمسجد المحلة
 ماله امام وجماعة معلومون كما في
 الدرر وغيرهما قال في المنبر والتقيد
 بالمسجد المختص بالمحلة احترام من
 الشريعة وبالادانت الشافى احترام
 عماد اهل بيته في مسجد المحلة
 جماعة بغیر اذان حيث يباح اجتماعهم
 ثم قال اعني الشافى بعد ما نقل الدليل
 على كراهة تفتيش هذه المستدلال
 كراهة استكرار في مسجد المحلة ولو
 بدون اذان ويؤيده ما في الطهيرية
 لو دخل جماعة المسجد بعد

اس کی عبارت خزان میں یہاں سے زیادہ جامع ہے
 اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ مسجد محلہ میں جدید اذان اقامت
 کے ساتھ تکرار جماعت مکروہ ہے مگر اس ستر میں جب یہاں
 کسی غیر اہل محلہ نے اذان اقامت کے ساتھ نماز پڑھائی ہو یا
 اہل محلہ نے نماز پڑھائی مگر اذان آہستہ دی ہو تو اس صورت
 میں اگر اہل محلہ اذان واقامت کے بغیر تکرار جماعت کریں
 یا مسجد راستہ کی ہو تو بالا اتفاق جماعت جائز ہوگی
 جیسا کہ اس مسجد تکمیل جس کا امام اور مؤذن مقرر نہیں اور
 لوگ گروہ درگروہ اس میں نماز ادا کرتے ہوں تو یہاں
 افضل یہی ہے کہ ہر فریق علیحدہ اذان و قامت کے ساتھ
 نماز ادا کرے جیسا کہ امانی قاصحی میں ہے اور
 اس کی نقل در میں ہے محلہ کی مسجد سے مراد وہ
 مسجد ہے جس کا امام اور جماعت معلوم ہو جیسا کہ در
 وغیرہ میں ہے، تلخیص میں ہے مسجد کو محلہ کے ساتھ
 مقید کرنا شارع عام کی مسجد سے احترام ہے اور
 اذان تانی کے ساتھ مقید کرنا اس صورت احترام ہے
 جب مسجد محلہ میں بغیر اذان کے جماعت ہو گئی ہو کیونکہ
 اب بالا اتفاق تکرار جماعت جائز ہے نہ پھر کہ بت پرست نقل
 کرنے کے بعد شافعی نے فرمایا اس استدلال کا تعارض
 ہے کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے اگرچہ تکرار
 بغیر اذان کے ہو اور اس کی تائید ظہیریہ کی یہ عبارت

ماصلی فیہ اہلہ یصلون وحدانا وهو ظاہر
اسروایۃ اھ وھذا محالفت لحدایۃ الاجماع
البرقۃ الاولیٰ قال قسمل ھذا فی باب الادان
بعد نقل عبارتۃ الظہیریۃ ووفی آخر
شروح المدیۃ وعن ابی حنیفۃ لوصف نمت
الجماعۃ اکثر من ثلثۃ یکرہ التکرار ولا خلاف
وعن ابی یوسف اذا لم تکن علی الھیئۃ الاولی
لا تکرر ولا تکرر وهو الصبیحۃ وبالعدول
عن المحراب تختلف الھیئۃ کذا فی الغزالیۃ
اھ ولی التاویغنیۃ عن الولوجیۃ
وبہ ماخذ

اسی میں ہے،

قد علمت ان الصبیحۃ انہ لا یکرر
الجماعۃ اذا لم تکن علی الھیئۃ الاولیٰ

بھی کرتی ہے کہ اگر کچھ لوگ مسجد میں اس وقت کے جب
اہل محلہ اس میں جماعت کروا چکے تھے تو وہ اکیلے اکیلے
نماز ادا کریں اور یہی ظاہر روایت ہے اور یہ گزشتہ
منقول اجماع کے مخالف ہے لہذا اس کے پہلے باب الاذان
میں جماعت تکبیر کے نقل کرنے کے بعد شامی نے کہا اور شرح
میر کے آخر میں ہے اور امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اگر
افراد جماعت میں سے زیادہ ہوں تو تکرار مکروہ ہوگا ورنہ
نہیں امام ابو یوسف سے مروی ہے جب ہیئت اولیٰ
پڑھ کر ہو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ اور یہی صحیح ہے اور مجرب
سے اعراض کر لینے سے ہیئت مختلف ہو جاتی ہے،
بزازیر میں یونہی ہے اور تاتارخانیہ میں ولو الجہیر کے
حوالے سے ہے کہ ہم اس پر حامل ہیں (ت)

آپ بیان ہے زمین میں ہے کہ تکرار جماعت مکروہ
نہیں جبکہ وہ ہیئت اولیٰ پڑھ ہو۔ (ت)

بالجملہ جماعت ثانیہ جس طرح عامر بلا دیں رائج و معمول درویش و عزان شروع معترکہ کے طور پر تو
بالاجماع اور عند التفتی قول صحیح و معنی پر بلا کر است جائز ہے کہ دوسری جماعت والے تجدید اذان نہیں کرتے اور
محراب سے ہٹ ہی کر کھڑے ہوتے ہیں اور ہم پر لازم کہ اگر فتویٰ جس امر کی ترجیح و ترجیح فرمائے اُس کا اتباع کریں۔
در مختار میں ہے،

اما نحن فعلیب اتباع ما من جحوة وما صححو
ھکما لو اختلفوا فی حیاتھم

و ہمارا معاملہ تو ہم پر اس قول کی اتباع لازم ہے جسے
علاء سنے ترجیح دی اور جس کی اُمنہوں نے تصحیح فرمائی،
جیسے اس صورت میں ہم پر اسی کی پیروی لازم تھی کہ اگر وہ ہمارے زمانہ میں زندہ ہو سکتے اور فتویٰ دیتے۔ (ت)

۴۰۹/۱	مطبوعہ مصطفیٰ اہل بابی مصر	باب الامامۃ	سہ رد المحتار
۲۹۱/۱	" " "	باب الاذان	سہ "
۲۹۲/۱	" " "	" "	سہ "
۱۵/۱	" مطبع مجتبائی دہلی	مقدمہ کتاب	فیہ در مختار

مسئلہ ۵۸: مسئلہ فریب مولوی سلطان احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

۳ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ

چرمی فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ دو جماعت
در یک مسجد در یک وقت بلا علی پس نماز مصلین
جماعت ثانیہ جائز است یا نہ؟ بینوا تو جو روا
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بغیر علم
ایک وقت میں ایک مسجد میں دو جماعت ہونا کیسا
سہ ۶ پچھ دو سری جماعت کے نمازیوں کی نماز جائز ہے
یا نہیں؟ بیان کرو احرار پاؤ۔ (ت)

الجواب

در جواز بمعنی صحت شک نیست اگرچہ با وصف علم
باشد آری بحال علم جواز بمعنی حل نیست مگر آنکہ
امام اولیٰ ناشایان امامت باشد۔ واللہ تعالیٰ اعلم
جواز بمعنی صحت میں کوئی شک نہیں (یعنی درست ہے،
اگرچہ جماعت ثانیہ کا با وصف علم جو البتہ با وصف علم
جواز بمعنی حل لینا درست نہیں مگر اس صورت میں
کہ امام اول امامت کے لائق نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم دست)

مسئلہ ۵۹: مسئلہ حجاب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۸ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ جماعت جو کہ ہر تہری پر مشتمل ہے جیسے پانچ پھر مقتدی
امام کے برابر کھڑے ہیں یا امام کی استغنین کہنوں تک چڑھائی ہوئی ہیں یا وہ کلام مجید صبیح نہیں پڑھتا اس میں
شریک ہونا چاہئے یا نہیں، بینوا تو جو روا

الجواب

غلط خوانی امام اگر تاحد فساد ہے جب تو ظاہر کہ اس جماعت میں شرکت نہ کی جائے کہ شرعاً وہ جماعت
نماز ہی نہیں اور اگر صرف اس قدر کہ مشق صرف صحیح تو خوب ادا کر لیتا ہے مگر پورے اوصاف زادہ مثل تفہیم و ترقی
لوم و را وغیرہا نہیں اما ہوسے یا اظہار و اختلا یا مد و قصر و تحقیق و تسہیل وغیرہا ان قواعد تجوید کی رعایت نہیں
کرتا جن کی مراعات اگرچہ تجوید واجب ہے فقہا صحت نماز کے لئے کچھ ضرور نہیں تو ضرور شریک ہو کہ جماعت کا ترک
یا اس سے اعراض صرف اتنی بات پر ہو کہ وہ انہیں، یونہی اگر جماعت کو بہت تحریم پر مشتمل ہو تو شرکت نہ کرے
فان سلب المفسد اہم من جلب المصلح (کیونکہ مفسدات کو ختم کرنا مصلحات کے حصول سے
زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ت) اور اگر صرف کراہت تنزیہ ہو جیسے امامت فاسق غیر معلن میں تو اگر دوسری
جماعت پاکیزہ ملے اس میں بھی شرکت نہ چاہئے و نہ شریک ہو جائے کہ ترک جماعت کو بہت تنزیہی سے اشد
ہے بخلاف کراہت تحریم کہ اس کا مرتبہ قول سنیت جماعت پر ترک جماعت سے بدتر اور مسلک معتد یعنی وجوب جماعت

پر ہمسرو برابر ہے،

فی حاشیۃ الحلبي ثم الشامي على الدر المنجاة
واجبة فتقدم على ترك كراهة التخيير اه
وفيه في المعراج قال اصحابنا لا ينبغي
ان يقتدى بالفاسق الا في الجمعة لانه
في غيرها يجد اماما عديرا اه قال فب
الفتح وعليه فيكره في الجمعة اذ تعددت
اقامتها في المصروع على قول محمد الموفق به
لانه لسبيل الى التحول اه وفي الدر عن
النهر عن المحيط صلي خلف فاسق او
مبتدع نال فضل الجماعة اه في رد المحتار
اذا كان الصلوة خلفهما اولى من الافراد اه
وفيه هو انظر امام مذهب بعيد عن
الصفوف لو يكن اعراضا عن الجماعة
للعلم بانه يريد جماعة اكمل من
هذه الجماعة . والله تعالى اعلم

حاشیہ علی پھر شامی علی الدر میں ہے کہ جماعت
واجب ہے پس پرکراہت تنزیہی کے ترک پر مقدم
ہوگی اور اسی میں منراج کے حوالے سے ہے کہ
ہمارے اصحاب احناف نے فرمایا ہے کہ نماز جمعہ
کے علاوہ کسی نماز میں فاسق کی اقامہ انہیں کرنی چاہیے
کیونکہ غیر نماز جمعہ میں دوسرے امام کو پایا جاسکتا
ہے اور فرمایا فتح میں ہے کہ اس دلیل کی بناء پر
امام محمد کے مفتی پر قول کے مطابق محمد میں بھی فاسق کی
اقامہ اگر وہ ہوگی جبکہ شہر میں متعدد جگہ پر جمعہ قائم ہوتا ہو
کیونکہ اس صورت میں دوسری جگہ نماز جمعہ کا میسر آنا
ممکن ہے اور درمیں شہر اور اس میں قیام کے
حوالے سے ہے کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز ادا
کرنے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے اور رد المحتار
میں سے اس سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ ان
کے پیچھے نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے اولیٰ ہے اور
اور اسی میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسنون سے دور کھڑے ہو کر اپنے ہم مذہب امام کا انتظار کرتا ہے تو یہ جماعت سے
اعراض شمار نہیں ہوگا یہ بات معلوم ہے کہ وہ تو اس جماعت سے اعلیٰ جماعت کے ارادے میں ہے . واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

۴۱۹/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	باب الامامة مطلب في الاقدار بشافعي	رد المحتار
۴۱۴/۱	"	"	"
۴۱۳/۱	"	"	"
۴۱۲/۱	"	"	"
۴۱۱/۱	"	"	"
۴۱۰/۱	"	"	"
۴۰۹/۱	"	"	"
۴۰۸/۱	"	"	"
۴۰۷/۱	"	"	"
۴۰۶/۱	"	"	"
۴۰۵/۱	"	"	"
۴۰۴/۱	"	"	"
۴۰۳/۱	"	"	"
۴۰۲/۱	"	"	"
۴۰۱/۱	"	"	"
۴۰۰/۱	"	"	"
۳۹۹/۱	"	"	"
۳۹۸/۱	"	"	"
۳۹۷/۱	"	"	"
۳۹۶/۱	"	"	"
۳۹۵/۱	"	"	"
۳۹۴/۱	"	"	"
۳۹۳/۱	"	"	"
۳۹۲/۱	"	"	"
۳۹۱/۱	"	"	"
۳۹۰/۱	"	"	"
۳۸۹/۱	"	"	"
۳۸۸/۱	"	"	"
۳۸۷/۱	"	"	"
۳۸۶/۱	"	"	"
۳۸۵/۱	"	"	"
۳۸۴/۱	"	"	"
۳۸۳/۱	"	"	"
۳۸۲/۱	"	"	"
۳۸۱/۱	"	"	"
۳۸۰/۱	"	"	"
۳۷۹/۱	"	"	"
۳۷۸/۱	"	"	"
۳۷۷/۱	"	"	"
۳۷۶/۱	"	"	"
۳۷۵/۱	"	"	"
۳۷۴/۱	"	"	"
۳۷۳/۱	"	"	"
۳۷۲/۱	"	"	"
۳۷۱/۱	"	"	"
۳۷۰/۱	"	"	"
۳۶۹/۱	"	"	"
۳۶۸/۱	"	"	"
۳۶۷/۱	"	"	"
۳۶۶/۱	"	"	"
۳۶۵/۱	"	"	"
۳۶۴/۱	"	"	"
۳۶۳/۱	"	"	"
۳۶۲/۱	"	"	"
۳۶۱/۱	"	"	"
۳۶۰/۱	"	"	"
۳۵۹/۱	"	"	"
۳۵۸/۱	"	"	"
۳۵۷/۱	"	"	"
۳۵۶/۱	"	"	"
۳۵۵/۱	"	"	"
۳۵۴/۱	"	"	"
۳۵۳/۱	"	"	"
۳۵۲/۱	"	"	"
۳۵۱/۱	"	"	"
۳۵۰/۱	"	"	"
۳۴۹/۱	"	"	"
۳۴۸/۱	"	"	"
۳۴۷/۱	"	"	"
۳۴۶/۱	"	"	"
۳۴۵/۱	"	"	"
۳۴۴/۱	"	"	"
۳۴۳/۱	"	"	"
۳۴۲/۱	"	"	"
۳۴۱/۱	"	"	"
۳۴۰/۱	"	"	"
۳۳۹/۱	"	"	"
۳۳۸/۱	"	"	"
۳۳۷/۱	"	"	"
۳۳۶/۱	"	"	"
۳۳۵/۱	"	"	"
۳۳۴/۱	"	"	"
۳۳۳/۱	"	"	"
۳۳۲/۱	"	"	"
۳۳۱/۱	"	"	"
۳۳۰/۱	"	"	"
۳۲۹/۱	"	"	"
۳۲۸/۱	"	"	"
۳۲۷/۱	"	"	"
۳۲۶/۱	"	"	"
۳۲۵/۱	"	"	"
۳۲۴/۱	"	"	"
۳۲۳/۱	"	"	"
۳۲۲/۱	"	"	"
۳۲۱/۱	"	"	"
۳۲۰/۱	"	"	"
۳۱۹/۱	"	"	"
۳۱۸/۱	"	"	"
۳۱۷/۱	"	"	"
۳۱۶/۱	"	"	"
۳۱۵/۱	"	"	"
۳۱۴/۱	"	"	"
۳۱۳/۱	"	"	"
۳۱۲/۱	"	"	"
۳۱۱/۱	"	"	"
۳۱۰/۱	"	"	"
۳۰۹/۱	"	"	"
۳۰۸/۱	"	"	"
۳۰۷/۱	"	"	"
۳۰۶/۱	"	"	"
۳۰۵/۱	"	"	"
۳۰۴/۱	"	"	"
۳۰۳/۱	"	"	"
۳۰۲/۱	"	"	"
۳۰۱/۱	"	"	"
۳۰۰/۱	"	"	"
۲۹۹/۱	"	"	"
۲۹۸/۱	"	"	"
۲۹۷/۱	"	"	"
۲۹۶/۱	"	"	"
۲۹۵/۱	"	"	"
۲۹۴/۱	"	"	"
۲۹۳/۱	"	"	"
۲۹۲/۱	"	"	"
۲۹۱/۱	"	"	"
۲۹۰/۱	"	"	"
۲۸۹/۱	"	"	"
۲۸۸/۱	"	"	"
۲۸۷/۱	"	"	"
۲۸۶/۱	"	"	"
۲۸۵/۱	"	"	"
۲۸۴/۱	"	"	"
۲۸۳/۱	"	"	"
۲۸۲/۱	"	"	"
۲۸۱/۱	"	"	"
۲۸۰/۱	"	"	"
۲۷۹/۱	"	"	"
۲۷۸/۱	"	"	"
۲۷۷/۱	"	"	"
۲۷۶/۱	"	"	"
۲۷۵/۱	"	"	"
۲۷۴/۱	"	"	"
۲۷۳/۱	"	"	"
۲۷۲/۱	"	"	"
۲۷۱/۱	"	"	"
۲۷۰/۱	"	"	"
۲۶۹/۱	"	"	"
۲۶۸/۱	"	"	"
۲۶۷/۱	"	"	"
۲۶۶/۱	"	"	"
۲۶۵/۱	"	"	"
۲۶۴/۱	"	"	"
۲۶۳/۱	"	"	"
۲۶۲/۱	"	"	"
۲۶۱/۱	"	"	"
۲۶۰/۱	"	"	"
۲۵۹/۱	"	"	"
۲۵۸/۱	"	"	"
۲۵۷/۱	"	"	"
۲۵۶/۱	"	"	"
۲۵۵/۱	"	"	"
۲۵۴/۱	"	"	"
۲۵۳/۱	"	"	"
۲۵۲/۱	"	"	"
۲۵۱/۱	"	"	"
۲۵۰/۱	"	"	"
۲۴۹/۱	"	"	"
۲۴۸/۱	"	"	"
۲۴۷/۱	"	"	"
۲۴۶/۱	"	"	"
۲۴۵/۱	"	"	"
۲۴۴/۱	"	"	"
۲۴۳/۱	"	"	"
۲۴۲/۱	"	"	"
۲۴۱/۱	"	"	"
۲۴۰/۱	"	"	"
۲۳۹/۱	"	"	"
۲۳۸/۱	"	"	"
۲۳۷/۱	"	"	"
۲۳۶/۱	"	"	"
۲۳۵/۱	"	"	"
۲۳۴/۱	"	"	"
۲۳۳/۱	"	"	"
۲۳۲/۱	"	"	"
۲۳۱/۱	"	"	"
۲۳۰/۱	"	"	"
۲۲۹/۱	"	"	"
۲۲۸/۱	"	"	"
۲۲۷/۱	"	"	"
۲۲۶/۱	"	"	"
۲۲۵/۱	"	"	"
۲۲۴/۱	"	"	"
۲۲۳/۱	"	"	"
۲۲۲/۱	"	"	"
۲۲۱/۱	"	"	"
۲۲۰/۱	"	"	"
۲۱۹/۱	"	"	"
۲۱۸/۱	"	"	"
۲۱۷/۱	"	"	"
۲۱۶/۱	"	"	"
۲۱۵/۱	"	"	"
۲۱۴/۱	"	"	"
۲۱۳/۱	"	"	"
۲۱۲/۱	"	"	"
۲۱۱/۱	"	"	"
۲۱۰/۱	"	"	"
۲۰۹/۱	"	"	"
۲۰۸/۱	"	"	"
۲۰۷/۱	"	"	"
۲۰۶/۱	"	"	"
۲۰۵/۱	"	"	"
۲۰۴/۱	"	"	"
۲۰۳/۱	"	"	"
۲۰۲/۱	"	"	"
۲۰۱/۱	"	"	"
۲۰۰/۱	"	"	"
۱۹۹/۱	"	"	"
۱۹۸/۱	"	"	"
۱۹۷/۱	"	"	"
۱۹۶/۱	"	"	"
۱۹۵/۱	"	"	"
۱۹۴/۱	"	"	"
۱۹۳/۱	"	"	"
۱۹۲/۱	"	"	"
۱۹۱/۱	"	"	"
۱۹۰/۱	"	"	"
۱۸۹/۱	"	"	"
۱۸۸/۱	"	"	"
۱۸۷/۱	"	"	"
۱۸۶/۱	"	"	"
۱۸۵/۱	"	"	"
۱۸۴/۱	"	"	"
۱۸۳/۱	"	"	"
۱۸۲/۱	"	"	"
۱۸۱/۱	"	"	"
۱۸۰/۱	"	"	"
۱۷۹/۱	"	"	"
۱۷۸/۱	"	"	"
۱۷۷/۱	"	"	"
۱۷۶/۱	"	"	"
۱۷۵/۱	"	"	"
۱۷۴/۱	"	"	"
۱۷۳/۱	"	"	"
۱۷۲/۱	"	"	"
۱۷۱/۱	"	"	"
۱۷۰/۱	"	"	"
۱۶۹/۱	"	"	"
۱۶۸/۱	"	"	"
۱۶۷/۱	"	"	"
۱۶۶/۱	"	"	"
۱۶۵/۱	"	"	"
۱۶۴/۱	"	"	"
۱۶۳/۱	"	"	"
۱۶۲/۱	"	"	"
۱۶۱/۱	"	"	"
۱۶۰/۱	"	"	"
۱۵۹/۱	"	"	"
۱۵۸/۱	"	"	"
۱۵۷/۱	"	"	"
۱۵۶/۱	"	"	"
۱۵۵/۱	"	"	"
۱۵۴/۱	"	"	"
۱۵۳/۱	"	"	"
۱۵۲/۱	"	"	"
۱۵۱/۱	"	"	"
۱۵۰/۱	"	"	"
۱۴۹/۱	"	"	"
۱۴۸/۱	"	"	"
۱۴۷/۱	"	"	"
۱۴۶/۱	"	"	"
۱۴۵/۱	"	"	"
۱۴۴/۱	"	"	"
۱۴۳/۱	"	"	"
۱۴۲/۱	"	"	"
۱۴۱/۱	"	"	"
۱۴۰/۱	"	"	"
۱۳۹/۱	"	"	"
۱۳۸/۱	"	"	"
۱۳۷/۱	"	"	"
۱۳۶/۱	"	"	"
۱۳۵/۱	"	"	"
۱۳۴/۱	"	"	"
۱۳۳/۱	"	"	"
۱۳۲/۱	"	"	"
۱۳۱/۱	"	"	"
۱۳۰/۱	"	"	"
۱۲۹/۱	"	"	"
۱۲۸/۱	"	"	"
۱۲۷/۱	"	"	"
۱۲۶/۱	"	"	"
۱۲۵/۱	"	"	"
۱۲۴/۱	"	"	"
۱۲۳/۱	"	"	"
۱۲۲/۱	"	"	"
۱۲۱/۱	"	"	"
۱۲۰/۱	"	"	"
۱۱۹/۱	"	"	"
۱۱۸/۱	"	"	"
۱۱۷/۱	"	"	"
۱۱۶/۱	"	"	"
۱۱۵/۱	"	"	"
۱۱۴/۱	"	"	"
۱۱۳/۱	"	"	"
۱۱۲/۱	"	"	"
۱۱۱/۱	"	"	"
۱۱۰/۱	"	"	"
۱۰۹/۱	"	"	"
۱۰۸/۱	"	"	"
۱۰۷/۱	"	"	"
۱۰۶/۱	"	"	"
۱۰۵/۱	"	"	"
۱۰۴/۱	"	"	"
۱۰۳/۱	"	"	"
۱۰۲/۱	"	"	"
۱۰۱/۱	"	"	"
۱۰۰/۱	"	"	"
۹۹/۱	"	"	"
۹۸/۱	"	"	"
۹۷/۱	"	"	"
۹۶/۱	"	"	"
۹۵/۱	"	"	"
۹۴/۱	"	"	"
۹۳/۱	"	"	"
۹۲/۱	"	"	"
۹۱/۱	"	"	"
۹۰/۱	"	"	"
۸۹/۱	"	"	"
۸۸/۱	"	"	"
۸۷/۱	"	"	"
۸۶/۱	"	"	"
۸۵/۱	"	"	"
۸۴/۱	"		

مسئلہ از کلثوم دھرم تلہ نمبر ۱۰ مسئلہ غلام قادر بیگ صاحب ۵ رجب ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علامتہ دین اس مسئلہ میں کہ امام کے ساتھ ایک مقتدی برابر کھڑا ہے وہ سر اور آیانہ وہ مقتدی
اول پیچھے شانہ امام آگے بڑھا تو یہ اس مقتدی کو نیت باندھ کر کھینچے یا بے نیت باندھے، جیسوا تو جودا

الجواب

دونوں صورتیں جائز ہیں فتح القدیر سے مستفاد کہ نیت باندھ کر کھینچنا اولیٰ ہے اور غلام سر میں تصریح فرمائی
کہ پہلے کھینچ کر نیت باندھنی مناسب ہے، بہر حال دونوں طریقے روا ہیں، فتح کی عبارت یہ ہے،
لو اقتدی واحد باخر فجاء ثالث یجذب
المقتدی بعد التکبیر ولو جذبہ قبل التکبیر
لا یصحۃ۔
غلام کا قص یہ ہے،

یسبق ان یجذب احد من الصف فی المسجد
او فی الصحراء او لا ثم یکبیر۔
مناسب یہی ہے کہ وہ کسی ایک نئی کو صف سے پہلے کھینچ
لے خواہ مسجد ہو یا صحرا پھر تکبیر کرے (ت)

مگر یہاں واجب التکبیر بات نہ کھینچنے کی کو پستہ بردی علم ہو یہی اس مسئلہ کی نیت سے آگاہ ہو
ورنہ نہ کھینچے کہ مباوہ بسبب ناواقعی اپنی نماز فاسد کہے، تحقیق منفع اس مسئلہ میں یہ ہے کہ نماز میں جس طرح
اللہ اور اللہ کے رسول کے سوا دوسرے سے کلام کرنا مقصد ہے یعنی اللہ و رسول کے سوا کسی کا کہنا ماننا جل جلالہ
وہم علی اللہ تعالیٰ عبیدہ وسلم پس اگر ایک شخص نے کسی نمازی کو پیچھے کھینچا یا آگے بڑھنے کو کہا اور وہ اس کا حکم
مان کر پیچھے ہٹا نماز جاتی رہی اگرچہ یہ حکم دینے والا نیت باندھ چکا ہو اور اگر اس کے حکم سے کام نہ لیا بلکہ مسئلہ شرع
کے خلاف سے حرکت کی تو نماز میں کچھ خلل نہیں اگرچہ اس کہنے والے نے نیت نہ باندھی ہو اس نے بہتر یہ ہے کہ
اس کے کہتے ہی فوراً حرکت نہ کرے بلکہ ایک ذرہ تامل کرے تاکہ بظاہر غیر کے حکم ماننے کی صورت بھی نہ رہے جب فرق
صرف نیت کا ہے اور زمانہ پر جہل غالب تو جب نہیں کہ عوام اس فرق سے غافل ہو کر بلا وجہ اپنی نماز خراب کر دیں
ولہذا علماء نے فرمایا غیر ذی علم کو اس قدر کھینچنے اور یہاں ذی علم وہ جو اس مسئلہ اور نیت کے فرق سے آگاہ ہو،
در مختار میں ہے،

لو امتثل امر غیرہ فقیل له تقدم متقدم
فسدت بل یسکت ساعة تویتقدم برایہ
قہست فی معنی یا لزاہدی ملخصہا۔

رد المحتار میں ہے :

فی المنہ بعد ان ذکر لوجذبہ آخر
الاصح لا یفسد صلاتہ وفي النقیۃ قیل
لیمصل منفرہ تقدم متقدم ہا صرح فسدت
وعلیہ فی شرح النقدوری بایہ امتثال لعین
امراتہ تعالیٰ و کلام المصنف و ذکر الشربلانی
ان امتثاله انما هو لا موسر سول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا امرہ قال ط
لوقیل بالتفصیل بعین کوہ امتثل امر
الشامع فلا یفسد وہی کونہ امتثل امر
الداحد مرعۃ فی طرہ من غیر نظر
لا صرات مرع متفقد لکان حسناً ما فی
رد المحتار ملقط اقول و ہذا
التفصیل کما تری من الحسن بمکات بل
هو المحل لکلمات العداء وہ یحصل
التوفیق وبالله التوفیق۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہ تفصیل اسن جگہ احسن ہی نہیں بلکہ کلمات علماء کا عمل بھی ہے اور اس کے ساتھ ان کے کلام
میں تطبیق بھی پائی ہو جاتی ہے وبالله التوفیق (ت)

اگر نمازی کسی غیر کا حکم بجالایا مثلاً اسے کہا گیا
آگے ہو جاوہ آگے ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ وہ
ایک گھڑی ٹھہرے اور پھر اپنی راستے سے آگے بڑھے
قہستانی بوالزادہ زایدی ملخصہا (ت)

متبع میں اس کے بعد کہ اگر اس کو کسی دوسرے نے
کہیں اور وہ پیچھے ہو گیا تو اصح مذہب یہ ہے کہ اس
کی نماز فاسد نہ ہوگی، اہد قنید میں ہے منفرہ (تہا)،
نمازی کو کہا گیا آگے ہو اور وہ اس کے حکم کی بنا پر
آگے ہوا تو نماز فاسد ہوگی۔ شرح قدوری میں اس
کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ غیر اللہ کا حکم بجالانا ہے
وہ کلام مصنف تحت سہ۱، شربلانی نے فرمایا یہ بجا آوری
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی بنا پر تھی
لہذا نقصان وہ نہیں اور عطاوی نے فرمایا کہ اگر تفصیل
بیان کی جائے درمیان اس کے کہ اگر شارع کا امر سمجھتے ہوئے
بجالایا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور درمیان اس کے کہ اگر
داخل ہونے والے کے امر کی وجہ سے اس کے ارادے
کی رعایت کرتے ہوئے بجالایا امر شارع کی طرف نظر
کئے بغیر تو نماز فاسد ہوگی تو یہ (تفصیل بیان کرنا)
بتر ہو تا ہے یہ رد المحتار کی گنت گم کا غلطہ تھا۔

مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی

در مختار میں ہے :

يجذب أحد الكتي قانوناً في مماننا تركه
اولى مخلصا۔

خرائى الاسرار میں ہے :

ينبغي التفويض الى رأى المبطل فان رأى
عالم المجتہد۔

رد المحتار میں ہے :

هو توقيع حسن اختصار ابن وهبان في
شرح منطوقه۔

کسی کو کھینچ لے مگر ہمارے زمانے کے علماء نے فرمایا
نہ کھینچنا ہی بہتر ہے (خصوصاً ت)

اس مسئلہ کو جتنا ہونے والے شخص پر چڑھ دیا جائے
اگر وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ آدمی مسئلہ جانتا ہے تو اسے
کھینچ لے (ت)

یہ بہت اچھی قطعی ہے اسے ابن وہبان نے اپنی شرح
منطوقہ میں اختیار کیا ہے (ت)

روایہ کہ جب نہ مقتدی بٹے نہ امام بڑے نہ وہ ذی علم ہو کہ یہ کھینچ سکے یا مثلاً امام قعدہ اخیرہ میں ہو جہاں
ان باتوں کا عمل ہی نہیں تو ایسی صورت میں اس آنے والے کو کیا بنا چاہتا اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی ہو
اُس کے بانیں ہاں تو یہ یہ مل جائے کہ امام کے برابر دو مقتدیوں کا ہونا مناف خلاف اولی ہے۔

قال الشافى انظر انت هذا اذا لم يكن
في القعد الا حقيق ولا اقتدى الثالث من
يسار الامام ولا تقدم ولا تاخر
امام شافعی نے فرمایا ظاہر یہ ہے کہ یہ اس وقت ہے
جب وہ قعدہ اخیرہ میں نہ ہو ورنہ (یعنی اگر قعدہ
اخیرہ میں ہو) تو تیسرا شخص امام کے بانیں جانب اقتداء
کہنے نہ تھے ہمارے پیچھے۔ (ت)

اور اگر پہلے سے دو ہیں تو یہ بھی شامل ہو جائے کہ امام کے برابر تین مقتدیوں کا ہونا مکروہ تحریمی ہے
فی الدرر توسط اثنين كره تنزيها وتحريم
لو اكثر۔

۹۲/۱	مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی	باب ما يفرض الصلوة	سکھ در مختار
۲۷۸/۱	مصطفیٰ البانی مصر	"	سکھ رد المحتار بحوالہ خرائى الاسرار
"	"	"	سکھ رد المحتار
۲۲۰/۱	"	باب الامامة	سکھ رد المحتار
۸۳/۱	مطبوعہ مجتبائی دہلی	"	سکھ در مختار

مراقی الفلاح میں ہے :

جذب عالم بالحوکومتادی بہ والاقام وحدۃ
قلت فإرشد الی القیام وحدۃ صیون
لمیلوۃ عیون عن القیام المحتمل فکیف اذا
کان فیہ صیون میلوۃ نفسہ وعیون جمیعاً عن
الحصل المتیقن الموجب للعادة - و الله
تعالی اعلم۔

ہم مسئلہ سے آگاہ نمازی کرکھینچ لے تاکہ اسے پریشانی
نہ ہو اور اگر صاحب علم نہیں تو تنہا ہی کھڑا ہو جائے
قلت (میں کہتا ہوں) جب اس کا تنہا کھڑا ہونا اس
لئے بہتر ہے تاکہ فساد عقل سے دوسرے کی نماز بچائی
جاسکے تو اس وقت تنہا کھڑا ہونا کیوں نہ بہتر ہوگا جب
اپنی اور دوسرے دونوں کی نماز ایسے ظل یقینی سے
بچائی جا رہی ہو جو عبادہ کا موجب ہو واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

الْقَلَادَةُ الْمَرْصَعَةُ فِي نَحْرِ الْأَجُوبَةِ الْارْبَعَةِ

(چار جوابوں کے مقابلہ میں پرویا ہوا ہمار)

(مولوی اشرف علی تھانوی کے چار فتوؤں کا رِقْ بلیغ)

مکتبہ اذکار نور بازار میدہ دکان نور بخش و محمد سلیم مرسلہ مولوی محمد شفیع الدین صاحب مکتبہ تہذیب مولوی احمد حسن صاحب کانپوری

بخدمت مجمع کلمات عظیمہ و تعلیمہ جناب احمد رضا احسان صاحب دامت افضالہم السلام علیکم، ایک استفتا خدمت شریف میں ارسال ہے پہلا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا دوسرا جواب مولوی غلام علی مراد آبادی نے لکھا ہے چونکہ دونوں جوابوں میں مخالف ہے لہذا ارسال خدمت شریف میں کیا گیا ہے جو جواب صحیح ہو اُس کو ضرور دستخط سے مزین فرمائیں، اگر دونوں جواب غلط تحقیق میں تو جناب علیہ جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں مبرا ابکم ایہا العلماء من حکمک اللہ تعالیٰ (اسے علماء و حکم اللہ تعالیٰ: تمہارا جواب اس سلسلہ میں کیا ہے؟) اسی سلسلوں میں کہ

- (۱) ایک شخص اپنے ایک پیسے معذور ہے چونکہ اس کو شب کو دوبارہ مسجد میں آنے سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ شخص مسجد میں قبل اذان و جماعت کے اپنی نماز عشا بجا کر ایک شخص کے اقامت کہہ کر چھوڑ دیتا ہے پس شخص مذکور کو جماعت کا ثواب ہو گا یا نہ۔ اور جو جماعت مع اذان کے بعد کہ ہوگی اُس میں کچھ کر اہمیت ہوگی یا نہ؟
- (۲) بمراد شخص مذکور کے جو نماز پڑھتا ہے تو بعد والی جماعت بسبب فوت ہونے سے تہجد کے ترک کرتا ہے یا نہ؟

(۳) ایک شخص ہمیشہ قیل و لہ اس طرح کرتا ہے کہ اُس کی نظر کی جماعت اولیٰ ترک ہو جاتی ہے اور غنہ اُس کا خوف فوت تہجد ہے یا نہ؟

۴۱۔ چند شخصوں کو کوئی ضرورت درپیش ہے وہ چند شخص قبل اذان و جماعت اپنی نماز جماعت سے مسجد میں پڑھیں جائز ہے یا نہ؟ مینوا قوجووا

جواب کان پور

جواب سوال اول: نفس جماعت کا ثواب ملے گا مگر جماعت اولیٰ کی تخصیص سے محروم رہے گا۔
جماعت اول وہی ہرگ جواذان و اقامت سے اس کے بعد ہوگی اور اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔
جواب سوال دوم: خوف فرت تہجد ترک جماعت اولیٰ میں عذر نہیں ہے۔
جواب سوال سوم: یہ عذر ترک جماعت نظر میں ہو سکتا۔
جواب سوال چہارم: ضرورت شدیہ میں ترک جماعت اولیٰ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اشرف علی
ازگرہ اولیا

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

جواب مراد آباد

جواب سوال اول کا یہ ہے کہ شخص مندوب سوال کا جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے ثواب جماعت اصلاً نہ ہوگا اس لئے کہ اولاً تو معذور ہے جماعت ساقط ہے بلکہ بلا جماعت امید حصول ثواب بوجہ معذوری کے ہے
کما فی الہندیۃ و تسقط الجماعۃ بالاعذار
حتی لا تجب علی المریض والمقعود و
الن من ومقطوع الید والرجل من حلافت
والمفجور الذی لا یتطیع المشی و
الشیخ الکبیر العجز او کان قیال المریض
او یخاف ضیاع مالہ انتہی ملخصاً۔ اپنے مال کے ضیاع کا خطرہ ہو نہ کہ سبب فراد پر جماعت جہتیں انتہی قسماً
و معہذ (اور اس کے باوجود) اس شخص کا بغیر اذان و اقامت کے جماعت کرنا علی الخصوص
ایسے شخص کے ساتھ کہ وہ شرعاً معذور نہیں ہے موجب کراہت تحریر کا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں

وصلوۃ اللیل

رات کی نماز مندوبات سے ہے۔ (ت)

علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں،

قال فی البحر الرید یظهر من کلام اهل المذهب
الاثر منوط بقولک الواجب او المستحب
المؤكد علی الصحیح لتصریحهم بان
من ترک سنن الطلوات الخمس قبل الاثر
و تصحیح الاثر و تصحیحهم بالان من ترک
الجمعة مع اهل سنة مؤكدة علی الصحیح فقط

بحر میں کہ اہل مذہب کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ صحیح مذہب پر گناہ
تب ہوگا جب ترک واجب یا ترک سنن مذکور ہو
کیونکہ علماء کی تصریح سے جو شخص طلوات خمس کی سنن
ترک کرے ایک قول کے مطابق گناہ ہوگا اور صحیح قول کے گناہ ہوگا
اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ جماعت کا ترک گناہ
ہے مگر وہ صحیح قول کے مطابق سنن مذکور ہے۔ (ت)

جواب سوال سوم بہترین ہے کہ خوف فوت تہجد کے اس قدر قیلولہ نہ کرے کہ جو موجب ترک فضیلت جماعت
اولی کا ہو دے و لہذا اگر کرے تو جائز ہے بشرطیکہ جماعت ترک نہ ہو جائے کہ جماعت ثانیہ ہو دے اس لئے کہ
ہمارے اساتذہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قول محقق یہی ہے کہ جماعت ثانیہ بلا کراہت درست ہے اور مساوی
ہے ثواب میں نفس ثانیہ اولیٰ کے اور جماعت اولیٰ اولیٰ ہے چنانچہ میرے استاد و کامل و محدث و الدائمہ قدس سرہ
کا اثبات جماعت ثانیہ کے بارہ میں ایک رسالہ منسوخ ہے من شاء فليطلبه علیہ (جو شخص تفصیل چاہے
اس کا مطالعہ کرے۔ ت) بناء علیہ واسطے افاضے نماز تہجد کے کراہی (درجہ کی مستحب ہے اس قدر قیلولہ کرنا کہ جس سے
جماعت اولیٰ ترک ہو جائے نہ مطلق جماعت بلا مشہد جائز ہے اس لئے کہ فضیلت جماعت کی مساوی فضیلت تہجد کے
نہیں ہے بلکہ کمتر ہے من شاء فليطلبه الا بعد ویش الصلوة فی هذا الباب من الصحاح و الحسنان
(جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ ان احادیث صحیحہ اور حسن کا مطالعہ کرے جو اس مسئلہ کے بارے میں مروی
ہیں۔ ت) فقط۔

جواب سوال چہارم بحالت عذر شرعی کے بھی قبل اذان کے مسجد میں جماعت کرنا اشخاص مندوبہ سرائی کا
درست نہیں مگر وہ سب الیہ بعد اذان کے درست ہے

كما فی الہندیۃ ویکوہ اداء النکوبۃ بالجماعۃ
فی المسجد بغیر اذان واقامۃ۔
جیسا کہ ہندیہ میں ہے مسجد میں اذان واقامت کے بغیر
فرض نماز کی جماعت مکر وہ ہے۔ (ت)

۹۶/۱ مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی باب الوتر والنوافل مٹہ در مختار
۷۷/۱ مطبوعہ البانی مصر مٹب فی السنۃ و تعریفہ مٹب رد المحتار
۵۴/۱ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور الفصل الاول فی صفتہ و احوال المترین مٹب فتاویٰ ہندیہ

یہی حکم صومرستولہ کا کہ تحریر فرمادے اور اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرحوم والمآب فقط حررہ العبد
المفتقر الی اللہ الغنی محمد قاسم علی علی عنہ

قاسم علی خلیف
مولانا محمد عالم علی

الجواب صحیح والمجیب نجیب

بخط مستقیم
شفقتہ محمد گل

الجواب

اللہم ھد ایۃ الحق والصواب

(سنة الله باحق اور صواب کی یہ اصطلاح)

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي
يبدع على الجماعة والصلوة والسلام على
صاحب الشفاعة وآله وصحبه اولى البراعة
وسائر اهل السنة والجماعة.

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحمت والا اور مہربان
ہے، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس کا مبارک
ہاتھ جماعت پر ہے اور صلوة و سلام اس ذاتِ قدس
پر جو صاحب شفاعت ہے آپ کی آل اور اصحاب
پر جو صاحب فضیلت ہیں اور تمام اہل سنت جماعت پر رحمت،

جواب سوال اول وچہا ہم : ہاں فعل نہ کہ مکروہ و منکر ہے، اس وجہ سے کہ معذور سے جماعت ساقط
یا اسے بے جماعت ثواب ثابت نہ کہ،

اولاً ساقط وجوب ہے درجواز بلکہ جماعت افضل و عزیزیت.

وفي رد المحتار قوله من غير حرج قيد
لكونها سنة مؤكدة او واجبة فيلحرج
يرتفع الاشك والبرخص في تركها ولكنه يهوت
الا فصيل

رد المحتار میں ہے کہ مان کا قول من غیر حرج قید ہے
اس بات کی کہ جماعت سنتِ مرکبہ یا واجب ہے
اور حرج کی وجہ سے گناہِ خفہ اور جماعت کے ترک میں
رحمت ہوگی التزوہ افضل کو فوت کر دے گا الزامات

ثانیاً نہ بے جماعت ثواب جماعت مانع جماعت فشتان مابین الحکم والحقائقہ (حکم اور
حقیقت میں نہایت ہی فرق ہے۔ ت) سورۃ نظام ثلاث قرآن عظیم کے برابر ہے کیا تین بار اسے پڑھنے والا تمام قرآن
مکمل ہوگا نماز میں جماعت قیام نصف شب اور مع جماعت فجر قیام تمام نفل کے مساوی ہے کیا ہر نمازی جماعت
سے پڑھنے والا ایسا نفل سے باز رکھا جائے گا بشرط میں اس کی نظر نہ ہزار در ہزار ہیں۔

فی الحدیث المتواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل هو اللہ احد تعدل ثلاث انصار انخرجه مالک و احمد والبخاری و ابو داؤد والشافعی عن ابی سعید الخدری والبخاری عن قتادة بن النعمان و احمد و مسلم عن ابی الدرداء و مالک و احمد و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و لکاحور عن ابی ہریرۃ و احمد و الترمذی و حسنہ و النسائی عن ابی ایوب الانصاری و احمد و النسائی و الغیبیاء فی المختصرۃ عن ابی بن کعب و الترمذی و حسنہ عن انس بن مالک و احمد و ابن ماجہ عن ابی مسعود لبید بنی و ابی السائب عن عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عمرو و معناد بن جبل و جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عباس و مرثد بن عقیقہ و غیرہم

نبی اگر وصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر روایت میں ہے سورہ اخلاص قل هو اللہ احد کی تلاوت قرآن کی تسائی کے برابر ہے اسے امام مالک، احمد، بخاری، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، بخاری نے قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے، احمد و مسلم نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے، مالک، احمد و مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مالک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، احمد و ترمذی اور انہوں نے اس روایت کو حسن قرار دیا اور نسائی نے حضرت ابراہیم انصاری رضی اللہ عنہ سے، احمد، نسائی اور سیاح، مقدسی نے بخاری میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے، ترمذی نے سند حسن قرار دیتے ہوئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو مسعود ہدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس سلسلہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عمرو

شہ رواۃ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ (اس کو اس سے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ ت)

شہ رواۃ الطبرانی فی الکبیر و المحاکم و ابولعیم فی الحیۃ ۲ منہ اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور مالک نے ابولعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔ (ت)

شہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ (اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ ت)

شہ ابوزرارہ روایت کیا ہے۔ ت، شہ ابو عبیدہ ۱۲ منہ (اس کو ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے۔ ت) شہ لامام احمد ۱۲ منہ (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ت)

شہ رواۃ البیہقی فی السنن عن مر جاد الفسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فہو کلام خمسۃ عشر صحابیہ ۱۲ منہ اس کو سیقی نے سنن کبریٰ میں رجاء غوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ پندرہ کے پندرہ صحابی ہیں (لہذا حدیث متواتر ہوئی ۱۲ منہ غفرلہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم ما لک و احمد و
مسلم عن امیر المؤمنین عثمان الغنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم من صلی العشاء فی
جماعة فکاسا قاصدا نصف اللیل و من صلی
الصبح فی جماعة فکاسا صلی اللیل
کله ۛ

معاذ بن جبل، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عباس،
ام کلثوم بنت عقبہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
انجیلین سے بھی روایات مروی ہیں۔ مالک و احمد اور
مسلم نے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے
حوالے سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا جس نے نماز عشاء جماعت کے ساتھ
ادا کی گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح
کے نماز یا جماعت پڑھی گویا اس نے تمام رات قیام کیا رات،

ثالثاً نہ ایسی حالت میں بے اداسے جماعت ثواب جماعت میں ثابت۔

قال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدير و
العلامة ابراهيم الحلي فی الغنية فی
مسألة الاعس و قول النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم لا اجدرک من خصلة تحصل لك
معنا لا اجدرک من خصلة تحصل لك
فضيلة الجماعة من غير حضورها
لا یجب علی الاعس لانه علیه الصلوة
والسرم من خصلة لعقبان بنت ما لک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ علی ما فی الصحیحین ۛ

محقق علی الاطلاق فی فتح القدير میں اور علامہ ابراہیم
حلی نے غنیہ میں مسئلہ اعمیٰ کے تحت یہ لکھا ہے کہ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نابینا کو فرمانا کہ میں تمہارے
سے رخصت نہیں پاتا "اس کا معنی یہ ہے کہ میں تمہارے
سے جماعت کی فضیلت و ثواب بغیر حاضری جماعت کے
نہیں پاتا اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ نے حاضری جماعت
کا حیا پڑم فرمائی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اپنے دوسرے صحابی عقبان بن مالک رضی اللہ عنہ
کو اسی حدیث بنا پر جماعت سے رخصت عنایت سے
فرمائی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں موجود ہے (ت)

تنبیہ اقول (میں کہتا ہوں) ہمارا استشہاد
و دلیل ان دونوں بزرگوں کے اس افادہ سے ہے کہ
فضیلت جماعت حاضری کے بغیر حاصل نہ ہوگی

تنبیہ اقول استشہادنا انہ
یہما افادہ من عدم حصول الفضيلة
ولولمعدا و ربہ وقت الحضور و فیہ

ایضاً تفصیل یعلوم بالرجوع الی المراقی
و غیرها اما کون معنی الحدیث
هذا فعندی محل نظر یعنی کہ
من جمع طرق الحدیث فقہ
صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ
قال انا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم رجل اعنى فقال يا رسول الله
انه ليس لي قائد يقودني الى المسجد
فسأل رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم انت يرخص له فيصلي في
بيته فرخص فليد ولي دعاء فقال هل
تسمع النداء بالصلاة فقال نعم
قال فاجب واخرج به السراج
في مسنده حينئذ فقال انا
ابن امر مكتوم الاعشى الحديث
وعند الحاکم عن ابن
امر مكتوم قلت يا رسول الله
ان المدينة كثيرة الهوام
والسباع قال اسمع هم
على الصلوة هم على
الصلوة قال نعم قال فحم
هملا وعند احمد وابن خزيمة

نواہ وہ شخص معذور ہی کیوں نہ ہو، اور اس میں بھی تفصیل
سچ جس کے پاسنے کے لئے مراقی وغیرہ کی طرف رجوع
ضروری ہے، باقی حدیث کا یہ معنی کرنا میرے نزدیک
محل نظر ہے جس کی معرفت حدیث کے
طریق کو جمع کرنے سے ہوگی۔
— تو صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت اقدس میں ایک نابینا شخص آیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ! مجھے کوئی مسجد میں لانے والا نہیں،
انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ آپ اسے
اس بات کی اجازت دے دیں کہ وہ گھر میں نماز ادا
کرے۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی، جب وہ
لانے آپ نے دوبارہ بلایا اور پوچھا، کیا تم نماز
کی اذان سنتے ہو، عرض کیا، ہاں، فرمایا، اس کا
جواب دو (یعنی باجماعت نماز پڑھو) اسے سراج نے
مسند میں تفصیلاً بیان کرتے ہوئے اس صحابی کا
نام لیا کہ آپ کی خدمت میں حضرت ابن ام مکتوم نابینا
صحابی حاضر ہوئے الحدیث۔ حاکم روایت کرتے ہیں
کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مدینہ طیبہ میں بہت
کائنات کے کیرے اور درندہ سہ ہیں، فرمایا، تم
حی علی الصلوة حی علی الفلاح سنتے ہو، عرض کیا ہاں۔

اللہ تعالیٰ عنہ لم یکن
یشق علیہ المشی وکانت
یهدی الی الطریق من دون
خروج کواشاهد آلات ف
کثیر من العمیات ثم راجعت
النزقاف علی المؤطا فرأیتہ
نصر علی ذلک نقلا فقال و
حملة العلماء علی انه کانت
لا یشق علیہ المشی وحده کثیر
من العمیات ثم راجعت
بحث العلامة الشامی حیث بحث
ایجاب الجمعة علی احتیال
هو لا فقال بل ینظر و جواب
علی بعض العمیات الذی
یشق فی الاسواق و یعرف
الصرق ہذا قاندا و لا کلفة و یعرف
ع مسجد امرادہ بلا سوال احد
لانہ حیث ذکا لمریض القادر علی
الخروج بنفسہ بل ربما تلحقہ
مشقة اکثر من هذا تا مل
ثم رأیت الامام سودی نقل فی
شرح مسلم ما ذکر المحققان من
معنی الرخصة عن الجمهور فقال
اجاب الجمهور عنہ بانہ سأل

لہ شرح الزرقانی علی التوطا فصل صلوۃ الجماعة
من رد المحتار باب الجمعة

ابن جان میں حضرت جابرؓ نے زوی الفاظ ابن جان
کے میں کیا تم اذان سننے ہو، عرض کیا ہاں۔
فرمایا، اس کی طرف آؤ خواہ گھٹنوں کے بل آنا پڑے
اس مسئلہ میں ہماری رائے یہی ہے، حقیقت حال
سے اللہ ہی آگاہ ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ پر چلنا دشوار نہ تھا اور وہ بغیر کسی حرج کے
راستہ پالیتے تھے جیسا کہ اب بھی بہت سے نابینا
لوگوں پر مشاہدہ کیا جاتا ہے پھر میں نے زرقانی
علی لم یکن کا حال لکھا تو اس میں بعضہ یہی بات
منقول تھی کہ تمام اہل علم کی یہی رائے ہے کہ اگر
تنہا چلنے میں دشواری نہ تھی جیسا کہ اب بھی بہت
نابینا، شامیؒ اور اب علامہ شامیؒ کی وہ
بحث ہی ریح پاسے کی جو انہوں نے ایسے لوگوں پر
بعد واجب قرار دیتے ہوئے کی ہے تو کہا بلکہ مجھ پر یہ
بات واضح ہوئی ہے کہ ایسے نابینا لوگوں پر بعد واجب
ہر گاہ بغیر کسی فائدہ اور بلا مشقت تنہا راستہ جان کر
چل سکتے ہوں اور اس مسجد تک بغیر کوچے پہنچ سکتے
ہوں جہاں انہوں نے نماز ادا کر لی ہو کیونکہ یہ اس
وقت اس مریض کی طرح ہوں گے جو خود بخود نکلنے پر
قادر ہو بلکہ بعض اوقات مریض کو اس سے کہیں زیادہ
مشقت اٹھانا ہوتی ہے تاہل اور پھر میں نے امام
قزوینی کی شرح مسلم دیکھی اس میں انہوں نے دونوں
محققین کا جمہور سے معنی رخصت ذکر کیا ہوا نقل کر کے
فرمایا جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت

۲۶۴/۱ مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر
۶۰۲/۱ مطبوعہ مصلیٰ البانی مصر

ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے اور عذر کی بنا پر حاضر نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کا ثواب بھی حاصل ہو، تو اس کا جواب نفی میں آیا، امام نووی نے فرمایا اس گھٹکے سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ عذر کی بنا پر جماعت کی جماعت کے سقوط پر تمام اُمت مسلمہ کا اتفاق ہے اور اس کی دلیل سنت سے وہ حدیث ہے جو حضرت عثمان بن ماکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس میں مروی ہے (۱) (ت) اقول (میں کہتا ہوں) اس تائید میں جو کچھ ہے وہ آپ جان چکے کہ یہ اس صورت میں ہے جب ابن ام مکتوم کے لئے حرج ثابت ہو، شاید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں میں سے ہوں جن کو تنہا چلنا دشوار ہو بخلاف ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کے لئے ایسا معاملہ تھا، پھر امام نووی نے حضور علیہ السلام کے ارشاد واجب کے ورد سے یہ بات بھی تو جواب احتمال دیا کہ ممکن ہے یہ حکم اسی سال میں ہی نازل ہو سکے ساتھ ہی اور بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اجتہاد میں تبدیلی ہوئی ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رخصت بمعنی عدم وجوب ہو اور آپ کا ارشاد واجب افضل کی طرف متوجہ کر دیا ہو۔

هذا له من خصبة انت يعمل في بيته و
تحصل له فصيحة الجماعة بسبب
عدمه فقيلا لا قال ويؤيد هذا
ان حضور الجماعة يسقط بالعدو
بجماع المسلمين و دليله من
السنة حديث عثمان بن
مالك الخ.

اقول وقد علمت ما في هذا
التأييد فانت الشان في تبسوت
الحرج له رضي الله تعالى عنه
لعل عتبات كانت من يتحيز بالمشو
و حدة دون ابن ام مکتوم رضي الله
تعالى عنهما ثم انت الامام النووي
استشعر و رد قوله صلى الله عليه وسلم
فاجب فاجاب باحتمال انه بوجه
نزل في الحال و باحتمال تغيير
اجتهاده صلى الله تعالى عليه وسلم
و بات الترجيح كانت بمعني عدم
الوجوب وقوله فاجب مندوب الى
الافضل -

اقول اما الاولان فتسلم للقول واما
حمل فاجب على السند بخلاف الظاهر
لا سيما مع بناءه على سماع
الاذان فان السند حاصل مطلقا
فافهم والله تعالى اعلم

اقول (میں کہتا ہوں) پہلے دونوں سوال
قول کی وجہ سے تسلیم ہو گا جب کہ مذہب پر محمول کرنا
خلاف ظاہر ہے خصوصا جب اس کی بنا اذان کے
سماع پر ہو کیونکہ مذہب تو ہر حال میں حاصل تھا، فافهم
والله تعالى اعلم (د)

وابعد اسب سے قطع نظر کیجئے تریاؤں کا عذر عذر فی المحذور ہے نہ عذر الحاضر کا لمطر والطين واما لهما
بلکہ جب اولاً وہی آیتان جماعت ہے اذان کہ در باب استئذان مکرر اذان اگرچہ ہوا جب الرحمان و مرقی الفلاح
و رد المحتار کے اطلاقات بہت وسیع ہیں

ويعارضها كثير من روايات المبسوط
والمحيط والخانية والخلاصة والبيزانية
والهمدية وغيرها من المعتبرات حتى
نفس رد المحتار ومتروحه الدر المختار
كما بينا وفيما علق على هذا مشي

مبسوط، محيط، خانية، خلاصة، بزازية، ہندیہ اور
دیگر معتبر کتب کی اکثر روایات اس کے معارض ہیں
حتیٰ کہ خود رد المحتار اور اس کا متن درج نما میں بھی
معارض ہیں جیسا کہ ہم نے اس کے ماسشیہ میں
بیان کیا ہے (د)

مگر اس قدر بلا مشہد ثابت کہ نماز پنجگانہ سے جو نماز وقتی مجال احوار غیر غزاة مسجد میں باجماعت ہوا کریں اس
کے لئے سراسر بعض صورت مستثناة کے وقت میں اذان کا پہلے ہر لینا سنت مکررہ قریب واجب ہے اور بے اس کے

عليه دخلت الجمعة وخرجت صلوة العيدين
والكسوف والجماعة والاستسقاء وغيرها
والنوايت وجماعة النساء والعيديات و
العبيد والعراة وجماعة البيوت والمبصرات
و مستند كل ذلك مذکور فيما علق على
رد المحتار ۱۲۱ من غصن له (م)

اس میں جمود داخل اور عیدین، کسوف، جنازہ اور
استسقاء وغیرہ اور قضا اور جماعت نواتیں، بچوں
غلاموں، ننگوں اور گھر پر جماعت اور جنگل کی جماعت
اس کے خارج ہے اور ہر ایک پر دلیل ہم نے اپنے
ماسشیہ رد المحتار میں تحریر کی ہے ۱۲۱ من
غفر له (د)

علیہ مثلہ جمعہ کے دن شہر یا قصبہ میں جو معذور ظہر پڑھیں انہیں اذان کی اجازت نہیں اگرچہ جماعت کریں کہ
انہیں جماعت کرنا بھی جائز نہیں مگر حج میں عصر عذر و عشا کے مزدلفہ کے لئے صرف تکبیر ہوتی ہے نہ اذان۔
(باقی بر صفحہ آئندہ)

جماعت کر لینا مکروہ وگناہ یہاں تک کہ یہ جماعت شرعاً اصلاً معتبر نہیں اس کے بعد جو جماعت باذان و اقامت ہوگی وہی پہلی جماعت ہوگی علیٰ غلار فرماتے ہیں اگر کچھ لوگوں نے آہستہ اذان دے کر جماعت کرنی کہ آذان اور اذان کو نہ پہنچی تو ایسی جماعت بھی داخل شمار و احتساب نہیں نہ کہ جب سرے سے اذان دی ہی نہ جائے ، و نیز امام کروری میں ہے :

ويكره للرجل اداء الصلوة بجماعة في مسجد بلا علامين لا في المفازة وانكر في البيوت ^١

مردوں کے لئے مسجد میں فرائض کی جماعت اذان و اقامت کے بغیر مکروہ ہے ، جنگل ، گھنے باغوں اور گھروں میں مکروہ نہیں (ذات)

اقول قوله بلا اعلامين اي بدون الجمع بينهما فتا في الكساحه هو الايتان بهما لا باحد هما دليل قوله لاف المفازة اقامت ترك اعلام الشروع مكروه مطلقا ولو في المفازة وقد نص عن الاسادة في تركهما۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس کا قول "بلا اعلامين" یعنی اذان و اقامت کو جمع کئے بغیر لہذا منیٰ کی کراہت دونوں کے ساتھ نماز باجماعت کا رتبہ ہے نہ ایک کے ساتھ اس کا قول لا في الصفاة لہذا اس پر دلیل ہے کہ یہ جماعت کے ساتھ ترک ہر حال میں مکروہ ہے خواہ جنگل میں ہو اور ان دونوں کے ترک پر اساءت کی تصریح ہے (ذات)

(بقیہ ماشیہ صفحہ گزشتہ)

كما في الهندية عن المنية ولا حجة ههنا الى استثناء فوائت تودی في المسجد كما فعل الشامي ولا ما وراء اول فوائت ولو ادبت في غير المسجد كما زعمنا عليه لان الكلام ههنا في الايام ١٢٠١ منة عصر له ام

بندیہ میں غانیر کے حوالے سے یوں ہی ہے اور ان وقت شدہ نمازوں کے استثناء کی ضرورت نہیں جو مسجد میں ادا کی جائیں جیسا کہ شامی نے کیا ہے اور اور نہ ہی ماورائے اول کے وقت شدہ کا استثناء ضروری ہے اگرچہ وہ غیر مسجد میں ادا کی جائیں جیسا کہ جمع نے اس کی تفسیر کیا کہ یہاں گفتگو ادا میں ہو رہی ہے۔

درود غرر علامہ مولیٰ خسرو میں ہے :

يَأْتِي بِهِمَا، اِى كَلَاذَانِ وَالْاَفَاعَةُ (المسافر
والمصلى في المسجد جماعة وفي بيته
مصر وكره للاول) اِى المسافر (تركهما،
اِى اَفَاعَةُ) (وللثاني، اِى المصلى في المسجد
(تركه) اِى الاَذَانِ (ايضا، اِى كَلَاذَانِ مَقَّة).

(ان دونوں کو بجا لائے) یعنی اذان و اقامت کے
ساتھ (مسافر اور نمازی مسجد میں جماعت کے لئے
اور شہر میں گھر پر نماز ادا کرنے والا اور پہلے کے لئے
مکروہ ہے) یعنی مسافر کے لئے (اس کا چھوڑنا،
یعنی تکبیر کا) اور دوسرے کے لئے (یعنی مسجد میں نماز
ادا کرنے والے کے لئے) اس کا چھوڑنا، یعنی اذان کا
(بھی، یعنی اقامت کی طرح مکروہ ہے) (ت)

تکبیر میں ہے :

روى بعض اهل المسجد باقامة وجماعة
ثم دخل المؤذن والامام موبقية الجماعة
فالجماعة المستحبة لهم، كراهة
للاولى كذا في المصنفات.

اگر کچھ اہل مسجد نے اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز
ادا کر لی پھر مؤذن امام اور باقی لوگ آئے تو ان کی جماعت
مستحب ہے، پہلی جماعت مکروہ ہوگی، مصنفات میں
اسی طرح ہے (ت)

یہ نامی عزیزیہ مسئلہ مسئلہ ہے خلاصہ و خانہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے :

وانه لا يصح للمسلم ان يجرى جماعة من اهل
المسجد اذنوا في المسجد على وجه
المنفعة بحيث لم يسمع غيرهم ثم حصر
من اهل المسجد قوم وعلموا فلهم ان
يصلوا بالجماعة على وجهها ولا عبرة
بالجماعة الاولى.

الفاظ امام بخاری کے ہیں کہ بتا چکے اہل مسجد میں ایک
گروہ نے مسجد میں اتنی آہستہ اذان دی کہ ان کے غیر
نے نہ سنی پھر دیگر لوگ آئے اور ان کو علم ہوا تو
ان لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ سنتے طریقہ پر
جماعت کر وائیں پس پہلی جماعت کا کوئی اعتبار
نہیں (ت)

پس اس مسئلہ میں مدور اور اس کے شریک اور ان ضرورت والوں کا یہ فصل جماعت مسنونہ معتبرہ شرعیہ نہیں بلکہ

مطبوعہ مطبع احمد کامل الکاتبہ فی دار السعادہ مصر ۱۲۸۱
۵۲/۱ نورانی کتب خانہ پشاور
۴۸/۱ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ

سنة الدرر في شرح غرر الاحكام باب الاذان
سنة فتاوى هندية الفصل الاول من باب الاذان
سنة حلاوة الفتاوى الفصل الاول في الاذان

مکروہ منوع ہے اور ہر جماعت باذان و اقامت اس کے بعد ہوگی اس میں کچھ کراہت نہ ہوگی بلکہ وہی جماعت مستننہ و جماعت اولیٰ ہے۔

ثانیاً جب یہ جماعت جماعت نہیں تو وقتی نظر حاکم کہ ان کا یہ فعل بعد دخول وقت مسجد سے بے نیت شہود جماعت باہر جانا ہوا یہ بھی کردہ اور حدیث میں اس پر وعید شدید وارد ہے

بن ماجہ عن امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
ان ماجہ نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اس کی سند ضعیف ہے ہم نے بحر وغیرہ کی اتباع میں
اسی پر اقتصار کیا ہے حالانکہ سند صحیح کے ساتھ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ثابت
ہے لیکن اس میں مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
تخصیص ہے، کہا رسالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے فرمایا، میری ان حد میں کوئی شخص اذان نہیں
سناتا، پھر کسی ضرورت کے بغیر مسجد سے نکل جاتا ہے
اور واپس مسجد کی طرف نہیں آتا مگر یہ کہ وہ منافق ہے
اسے طہرانی نے المعجم الاوسط میں ذکر کیا اور امام ابو داؤد
نے تراویح میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا، اذان کے بعد مسجد سے منافق کے علاوہ
کوئی نہیں نکلتا مگر عذر کی وجہ سے جب کوئی حاجت و
ضرورت اس شخص کو نکالے اور وہ شخص واپسی کا
ارادہ رکھتا ہو تو منافق نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (مت)

عند سندہ ضعیف واقعهنا علیہ تبعاً
لبہرہ وغیرہ وقد ثبت بسند صحیح
عن حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
لکن فیہ تخصیص مسجد النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نہ قال قال رسول اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم لا یسمع سر
فی مسجدی ہد ثم یخرج منہ الا
لحاجة ثم لا یرجع الیہ الا من حق مرادہ
انظر فی کلا وسط وکافی داؤد فی
تراویح عن سعید بن المسیب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ ن، سبق صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قال لا یخرج من المسجد
احد بعد المداۃ الا من حق الا احد
اخرجتہ حاجة وهو یرید المرجع
۱۲ منہ غفرلہ (م)

۱۲ منہ غفرلہ (م) باب فیمن خرج من مسجد بعد اذان
مستوعب دار الکتاب بیروت ۵/۲
۳۲ منہ غفرلہ (م) باب ماجاء فی الادان

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اذان کو مسجد میں پڑھا
پھر وہاں سے نکل گیا حالانکہ اسے نکلنے کی کوئی حاجت
بھی نہ تھی اور واپسی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔

عليه وسلم من اذركه الاذان في المسجد
ثم خرج لم يخرج له حاجة وهو لا يريد
الرجعة فهو منافق له
در مختار میں ہے،

مکروہ تحریمی ہے سبب حماقت کے نکلنا اس شخص کا
جس نے نماز نہ پڑھی ہو اس مسجد سے جس میں اذان ہو گئی
ہو۔ شارح نے کہا، آج کل پچھلا ہے ایسی اکثر یہی
ہوتا ہے کہ اذان کا وقت ہونے پر اذان ہو جاتی ہے، اور مراد اذان ہونے سے وقت نماز کا آ جانا ہے خواہ مسجد

مکروہ تحریم اللہ من الخروج من المسجد
من مسجد اذن فيه جری علی الغالب
والمراد دخول الوقت اذن فيه او لا۔

میں اذان ہوئی ہو یا نہ۔ (ت)

بکوالہ میں ہے،

نماز کے بغیر نکلنے سے ظاہر مراد یہ ہے کہ جماعت کھاتے
نماز ادا نہ کی ہو (الذات)

انظر من الخروج من غير صلاة عدم
الصلوة مع الجماعة

اقول (میں کہتا ہوں) اس سے ظاہر مراد
وہ جماعت ہے جو سنو نہ شروع ہو نہ کہ وہ جو مکروہ
ممنوع ہو کیونکہ نکلنے پر حماقت وہ طلب جماعت کے
واسطے ہے اور یہ حکم اسی جماعت کے لئے ہوگا جو
شرعاً مطلوب ہے، یہ کیسے ہو حالانکہ پہلے گزر چکا
کہ بغیر اذان کے جماعت ایسے ہے جیسے جماعت ہوئی
ہی نہیں، پس اس کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے گا اور
تعالیٰ تمام تعارض و عیوب اور کمزوریوں سے پاک
ہے، وہ سب سے ہنر جانتا ہے۔ اس جمل مجید

اقول وظاهر ان سرد جماعت

هي الجماعة المبنونة المشروعة
دون المكرهة المبنونة فانت المهي
عن الخروج انما هو لطلب الجماعة
فلا يتنول الا الجماعة المطلوبة شرعا
كيف وقد تقدم انت الجماعة بلا
ذن كلاجماعة فلا يعتد بها اصلا
والله سبحانه وتعالى اعلم
وعلمه جبل محبدة اشر

مطبوعہ اربع ایم سعید پبلی کزچی

ص ۵۴

۹۹/۱

۴۲/۲

۲ مطبع مجتہدانی دہلی

۲ ایک ایم سعید پبلی کزچی

۲ ایک ایم سعید پبلی کزچی

۱۰ سنن ابن ماجہ باب الاذان وانت في المسجد فلا تخرج

۱۰ در مختار باب اوراک المفروض

۱۰ بکوالہ " " "

واحکم

کا علم کامل اور اکمل ہے (ت)

جواب سوال دوم: خوف فوت تہجد نہ ترک جماعت مامور بہا کا مجوز ہو سکتا ہے نہ بعد دخول وقت بلکہ شرکت جماعت شرعیہ مسجد سے نکل جانے کا طبع نہ جماعت مکروہہ عنودہ کا داعی نہ خود اس عز کا غالباً کوئی محصل صحیح کیا اذانی موجب فوت تہجد ہے غرض یہ بہانہ مسوع نہیں اگرچہ تہجد سنت ہی سہی کہ ال الیہ کلام المحقق فی الفتح وصال الیہ تلمیذہ المحقق محمد العلی فی الحلیۃ قل لا انا الا شہدہ (جیسا کہ اس کلام فتح التہجد میں کلام محقق لکھا ہے اور ان کے شاگرد محمد علی نے علیہ میں یہ کہتے ہوئے اسی طرف رجوع کیا کہ یہی اس شہدہ ہے۔ ت) کہ اولاً وہ بر تقدیر سنیت بھی معارضہ جماعت کا صالح نہیں دربارہ تہجد صرف ترغیبات ہیں اور ترک جماعت پر سخت ہونا کہ وعیدیں کہ حکم کفر تک وارد،

علی تاویلاتہ المعرفۃ فی امثال المقاصد
وحدیثہ عند احمد و الطبرانی فی الکبیر
عن معاذ ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یسند حسن وقال ابن مسعود رضی اللہ عنہما
عنه فی المتخلفین عن الجماعات لو ترکتم
سنۃ نبیکم لکفرتم۔
اور جماعت عشا کے نہ حاضر ہونے پر گھر جلا دینا

اس طرح کے مقامات پر تاویلات معروفہ کے ساتھ، اور
اس پر سند احمد اور طبرانی نے معجم الکبیر میں حضرت
معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تہجد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سند کے ساتھ
ذکر کی ہے اور حسن بن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے بارے میں فرمایا
اگر تم نے اپنے ہی سنت ترک کر دی تو تم نے کفر کیا،
اور جماعت عشا کے نہ حاضر ہونے پر گھر جلا دینا

علیہ سیاقی نص فی جواب السؤال الثالث ۱۲ منہ (م)
علیہ ہذا روایت ابی۔ اؤد الحدیث ملاحظ
لفظہ عند مسلم وغیرہ ۱۲ منہ (م)
عنه بعض اسنادیث میں عشا بعض میں فجر، بعض میں عجم، بعض میں مطلق جماعت وارد ہے اور سب صحیح ہیں کہ
فی حشد القاری لتمام العیسیٰ (جیسا کہ امام بدر الدین عینی کی عمدۃ القاری میں ہے۔ متنبی یہاں ذکر عشا ہی تھا
لہذا اس کی تخصیص کی ۱۲ منہ غفرلہ (م)

حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الباب
غیرہ (جیسا کہ بخاری و مسلم میں اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے روایت کیا اور اس باب میں اس کے علاوہ بھی احادیث موجود ہیں۔ ت)

ثانیاً فوت سنت آئندہ کے خوف متیقن سے فی الحال اپنے ہاتھوں سنت جلیلہ چھوڑ دینے کی نظیر
یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص مرگ فردا کے اندیشہ سے آج خودکشی کر لے۔

ثالثاً کیا جاننے میں قصداً مکروہات و منہات شرعیہ کا ارتکاب ہو گا اور تمہید نہ بھی ملے تو حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوم میں تقریباً نہ رکھی۔

أحمد و مسلم و ابوداؤد و ابن حبان
أحمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان نے حضرت

کیونکہ مشہور حدیث ہے امام احمد نے حضرت عمرو
ابن ام کو تنہا سے، ابی داؤد نے حضرت اسامہ
بن زید سے، طبرانی نے اوسط میں حضرت انس
سے مسجد حید کے ساتھ اور حضرت ابن مسعود سے
روایت کیا ہے طحاوی نے مشکل الآثار میں حضرت
جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے ہم نے ان
تمام احادیث کو اپنے رسالے "حسن البراعة
فی تنقید حکم الجماعة" میں ذکر کیا ہے۔
دہری حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قرآن سے
لا تعد اصحاب صحاح و سنن اور اصحاب سنیہ
معاجم نے روایت کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲۷)
جامع صغیر میں اس کی نسبت امام احمد اور ابن حبان
کی طرف کی ہے اس کے شارح امام مناوی نے
فرمایا اس کو ان سے ابوداؤد وغیرہ نے روایت
کیا ہے اور بلا تشکیک بر حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود
ہے (۱۲۸) ت۔

عنه فانہ حدیث مشہور و وہ من حدیث
عمرو بن ادم مکتوب عند احمد و عن
اسامة بن زید عند ابن ماجہ و عن
انس بن سید جید و عن ابن مسعود
کلہما عند الطبرانی فی الاوسط و عن
جابر بن عبد اللہ عند الطحاوی فی مشکل
الاثار و قد ذکرنا احادیثہم فی رسالتنا
حسن البراعة فی تنقید حکم الجماعة
امام حدیث ابی ہریرۃ فروا کہ من لا یخصی
من اصحاب الصحاح و السنن و المسانید
و المعاجم واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲۹) ت۔

عنه عز : فی الجماعة الصغیر کا احمد
و ابن حبان قال شراح المناوی و
سواء عنہ ابوداؤد و غیرہ اھ و لا شک
انہ موجود فی صحیح مسلم (۱۳۰) ت۔

عن ابی قتادة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ليس في النوم تفریط اعدا التفریط في اليقظة^۱ بلکہ برنیت تہجد کرنے والے کو اگرچہ تہجد نہ پائے ثواب تہجد کا وہ فرمایا اور اس کی نیند کو رب العزت جل جلالہ کی طرف سے صدقہ بنایا۔

مالك في الموطأ وابوداؤد والنسائي عن ابي المؤمنين رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال ما من امرئ تكون له صلاة بليل يغنيه عليها لوم الا كتب الله له اجر صلاته وكات نومہ عليه صدقة وهو عند ابي ابی الدنيا في كتاب التہجد بسند جيد۔ حسنی دار مدیحة وغریمة والبخاری بسند صحیح عن ابی الدرداء رضي الله تعالى عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من اتى فراشه وهو ينوي ان يقوم بعد من الغيل فقلبته عيناه حتى يصبح كتب له ما نوى وكاف نومہ صدقة عليه من ربه عرو عتلى وهو بمعناه عند ابن حبان في صحيحه عن ابی ذر او

امام مالک نے موطا میں، ابو داؤد اور نسائی نے ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ شخص جو رات کی نماز (تہجد) کی نیت رکھتا ہو اس پر نیند غالب آجائے تو اللہ تعالیٰ اسے نماز کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور اس کی نیند اس پر صدقہ ہوگی۔ یہ حدیث ابن ابی الدنیاء نے کتاب التہجد میں سند جید کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور بزار نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بستر پر اس نیت سے بیٹھا کہ رات کو اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھے گا مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلے تو اسے اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اور اس کی نیند اللہ عز وجل کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی اور یہ حدیث معاذ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ذر یا حضرت

سنة سنن ابو داؤد باب في من نام من صلاة الو طبر بن آفتاب عالم پریس لاہور ۶۴/۱
سنة موطا امام مالک ماجار في صلاة الليل مير محمد کتب خانہ کراچی ص ۹۹
سنة سنن ابن ماجہ باب ماجار فيمن نام عن جزير من الليل ايح ايم سعيد کتب خانہ کراچی ص ۶۶

ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہکذا
بالشک۔
ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح شک
کے ساتھ روایت کی ہے۔ (ت)

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو حشر اور ان کے صاحبزادہ سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کو جماعت صبح میں نہ دیکھا ان کی زوجہ اور ان کی والدہ شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سبب پوچھا، کہا نماز شب
کے سبب نیند نے غلبہ کیا نماز صبح پڑھ کر سو رہے، فرمایا، مجھے جماعت صبح میں حاضر ہونا نماز تمام شب سے
محبوب تر ہے۔

ماک، ابن شہاب سے وہ ابو بکر بن سلیمان بن ابی حشر
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن ابی حشر کو نماز صبح میں نہ پایا
پچ صبح کو جب بازار کی طرف گئے اور سلیمان کا گھر
بازار اور مسجد نبوی کے درمیان تھا تو آپ سلیمان کی
والدہ شفا کے پاس سے گزرے اور پوچھا میں نے
سلیمان کو آج نماز صبح میں نہیں پایا تو انہوں نے عرض
کیا وہ رات بیدار رہے نماز پڑھتے رہے صبح کو نیند
خالب آگئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
مجھے نماز فجر میں حاضر ہونا اس بات سے زیادہ محبوب
ہے کہ میں ساری رات قیام کروں۔ امام عبد الرزاق
نے اپنی تصنیف میں معمر سے انہوں نے زہری سے
انہوں نے سلیمان بن ابی حشر سے انہوں نے اپنی والدہ
شفا۔ بنت عبد اللہ سے بیان کیا کہ ان کی والدہ فرماتی
ہیں حضرت عمر میرے پاس آئے تو میرے پاس دو
آدھی سوئے ہوئے تھے اس سے وہ اپنا حناوند
ابو حشر اور اپنا بیٹا سلیمان مراد لیتی ہیں۔ آپ نے

ماک عن ابن شہاب عن ابی بکر بن سلیمان
بن ابی حشر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فقد سلیمان بن ابی حشر فی
صلاة الصبح وانت عمر بن الخطاب
غدا الى السوق ومسكن سليمان بين
السوق والمسجد النبوي فسر على
الشفا وامر سليمان فقال لها سر ربي في صورة
الصبح فقال انه بات يهمل فقلت
حين قال عمر كائن اشهد صلاة
الصبح في الجماعة احب الي من انت
اقوم ليلتك۔ عبد الرزاق في مصنفه عن
معمر عن الزهري عن سليمان بن
ابی حشر عن أمه انتفا، بنت عبد الله قالت
دخل على عمر وعندي رجلان ثامن
تغنى نروجهما ابا حشمة و
ابنهما سليمان فقال احبا
صليبا الصبح قلت لم يزا

یصلیان حتی أصبحا فصلی الصبح وناما فقال لان اشهد الصبح فی جماعة احب الی من قیام لیلة - والله تعالی اعلم

فرمایا، انہوں نے نماز صبح کیوں پڑھی؟ میں نے عرض کیا یہ ساری رات نماز میں مشغول رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی پھر انہوں نے نماز صبح ادا کی اور سو گئے۔ تو آپ نے جواب سوال سوم: اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) اس مسئلہ میں جواب حتیٰ وہی جواب یہ ہے کہ غنہ ذکر فی السؤال سرے سے بہودہ و سراپا اجمال ہے و وزعم کرتا ہے کہ سنت تہجد کا حفظ و پاس اُسے تقویت جماعت پر باعث ہوتا ہے اگر تہجد بروجہ سنت ادا کرتا تو وہ خود فوت واجب سے اُس کی محافظت کرنا نہ کر لیا فوت کا سبب ہوتا،

قال عز وجل ان الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بے شک نماز بھلائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصلحین قبلکم وقربة الی اللہ تعالیٰ و صہاء عن الاثم و تکفیر للسنات و مطردة للداء عن الجسد - رواہ الترمذی فی

تہجد کی تلاوت کرو کہ وہ درات کا قیام، انگلی نیکوں کی عادت ہے اور اللہ عز و جل سے نزدیک کرنا اور گناہ سے روکنے والا اور برائیوں کا کفارہ اور بدن سے بیماری دور کرنے والا۔ اسے ترمذی نے اپنی جامع

من المصنف بعد الرزاق باب فضل الصلوة فی جماعة مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۵۲۶/۱

سکۃ القرآن ۲۹/۴۵

سکۃ جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹۴/۲

صحیح ابن خزيمة باب التحریص علی قیام اللیل المطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۴/۲

وف، حدیث مذکور کے الفاظ صفحہ مذکور پر مصنف میں یوں ہیں: عن معمر بن الزھری عن سلیمان بن ابی حشمة عن الشفاء بنت عبد اللہ قالت دخل علی بنی عمر بن الخطاب فوجد عندی رجلا یسبح نائمین فقال وما شان ھدین ما شہد افعی الصلوة؟ قلت یا امیر المؤمنین صلیا مع الناس و کان ذنک فی مرفعتان فلما نزل لا یصلیان حتی یصلیا و صلیا الصبح و ناما فقال عمر لان اصلی الصبح فی جماعة احب الی من ان اصلی لیلة حتی أصبح - ذریعہ

جامعہ واجت ابی الدنیا فی التہجد و
ابن حنبلہ فی صحیحہ و المحاکم فی المستدرک
و صحیحہ و البیہقی فی سننہ عن ابی امامہ
الباہلی و احمد و الترمذی و حسنہ و
المحاکم و البیہقی عن بلال و الطبرانی فی
الکبیر عن سلمان الفارسی و ابن المستی
عن جابر بن عبد اللہ و ابن عساکر
عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اجمعین ۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد ، ابن خزیمہ نے پی
صحیح اور مالک نے مستدرک میں روایت کر کے صحیح کہا
اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو امامہ باہلی سے ،
اور احمد و ترمذی نے صحیح قرطبی سے روایت کیا ، محاکم
اور بیہقی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے اور طبرانی نے معجم الکبیر میں حضرت سلمان
فارسی سے ، اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبد اللہ
سے اور ابن عساکر نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے ۔

قرنوت جماعت کا الزام تہجد کے سر رکھنا قرآن و حدیث کے خلاف ہے اگر میزان شرع مطہرہ کے اپنے احوال و افعال
تو لے تو کھل جائے کہ یہ الزام خود اسی کے سر تھا بجلایہ تہجد و قیلو وہ ہیں جو اس نے خود ایجاد کئے جب تو انہیں
تغویت شعار عظیم اسلام کے لئے کیوں مذہب بنانا آتا ہے اور اگر وہ جس پر حضرت زید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قولاً
و خطاً منقول ہوئے تو بتائیے کہ صدر اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کب ایسے تہجد و قیلو کی طرف بلایا جن سے
جماعت غریضہ فوت ہو ، کیا قرآن و حدیث ایسے ہی تہجد کی ترغیب دیتے ہیں ؟ کیا سلف صالح نے ایسے ہی قیام میل
کئے ہیں ! عاذا وکلا سے

ترسم نہ رسی بکعبہ اسے اعرابی

کیں رہ کہ تو میری ترکستان است

(۱) اعرابی مجھے ڈر ہے کہ تو کعبہ کو نہیں پہنچے گا کیونکہ جس راستہ پر تو چل رہا ہے

وہ ترکستان کو جاتا ہے)

یا ذہانت اور کیا چاہتا ہے تو بوجہ سفتہ و ادھر ، یہ کیا کہشت لیجئے اور واجب فوت کیجئے ، ذرا بگوش ہوئیں سنیں
اگرچہ حق تلخ گزرے ، و سو سڈلے والے نے تجھے یہ جھوٹا بہانہ سکھایا کہ اسے معنیان زمانہ پر پیش کرے
جس کا خیال ترغیبات تہجد کی طرف جائے تجھے تغویت جماعت کی اجازت دے جس کی نظر تاکیدات جماعت
پر جائے تجھے ترک تہجد کی مشورت دے کہ من ابنتی بیلیتین اختار اھو نہما (دو بلاؤں میں مہستلا
شخص ان دو میں سے آسان کو اختیار کرے ۔ ت) بہر حال مغیروں سے ایک نہ ایک کے ترک کی دستاویز
نقد ہے مگر عاذا وکلا فہو حدیث نہ تجھے تغویت واجب کا فتویٰ دیں گے نہ عادی تہجد کو ترک تہجد کی ہدایت

کر کے ارشاد حضور سید الاسیاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

یا عبید اللہ لا تکن مثل فلاں کان یقوم
النیل فترک قیام اللیل یہ مرواۃ الشیخان
عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اے عبید اللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جو راست کا
قیام کرتا تھا مگر اب اس نے ترک کر دیا۔ اسے
بخاری و مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)
کا خلاف کریں گے۔ یہ اس لئے کہ وہ توفیق عزوجل حقیقت امر سے آگاہ ہیں اُن کے یہاں عقل سلیم و نظر قویم
و دعاوی گواہ شہادت دے چکے ہیں کہ تہجد جماعت میں تمہارے نہیں اُن میں کوئی دوسرے کی تفویض کا داعی
نہیں بلکہ یہ ہوا ہے نفس شریر و سوئے طرز تدبیر سے ناشی ہوا یا ہذا اُز تو وقت جماعت جاگتا ہوتا اور مطلب
آرام پڑا رہتا ہے جب تو صراحتہً آشتم و تارک واجب اداس مذہب باطل میں مبتل و کاذب ہے۔ سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الجفاء کل الحفاء، و انکفر و النفاق من
سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوٰۃ
فلا یجیبہ۔ حدیث حسن و دکرہا
تخریجہ و لفظ الطبرانی ینادی
بالصلوٰۃ و یدعو الی الصلاح
ظلم و رافضی اور کفار و نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے
منادی کو نماز کی طرف بلاتا ہے اور حاضر نہ ہو۔
یہ حدیث سن ہے اس کی تخریج کا ذکر ہم نے پہلے
کر دیا ہے۔ طبرانی کے الفاظوں میں نماز کی
طرف بلانے والے اور طلاع کی دعوت دینے والے
کو سنئے یہ

اور اگر ایسا نہیں تو اپنی حالت جانچ کر یہ فتنہ خواب کیونکر جاگا اور یہ فساد عجاب کہاں سے پیدا ہوا اس کی تدبیر کر
کیا تو قیل و لہ ایسے تنگ وقت کرتا ہے کہ وقت جماعت نزدیک ہوتا ہے ناچار ہوشیار نہیں ہونے پاتا یوں
ہے تو اول وقت خواب کر۔ اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار ہم نے قیل و لہ کے لئے خالی وقت رکھا ہے جس
میں نماز و تلاوت نہیں یعنی منجہ کبریٰ سے نصفت التہار تک، وہ فرماتے ہیں چاشت وغیرہ سے فارغ ہو کر
خواب خوب ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہئے کہ پیش از زوال

۱۔ صحیح البخاری باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل الخ
۲۔ مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن انس رضی اللہ عنہ
۳۔ انجم الکبیر از معاذ بن انس حدیث ۳۹۲
۱۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۲/۱
۲۔ دار الفکر بیروت ۲۳۹/۳
۳۔ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۸۳/۲۰

وضو وغیر سے فارغ ہو کر وقت زوال کہ ابتدا سے ٹھہرے ذکر تلاوت میں مشغول ہو۔ امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین شہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوارف شریعت میں فرماتے ہیں،

المرء بعد الصلوة من صلاة الصبح و
بعد الصلوة من اعداد اخر من الوکعات
حسن قال سفین کان یحبہم اذ اخرعوا
ان ینامو طلب للسلامة و هذا النوم فیه
فوائد منها انه یعین علی قیام اللیل (الی
قوله قدس سرہ) و ینبغی ان یکون
انتباهه من نوم النهار قبل المزوال
بساعة حتی یتسکّن من الوضوء والطهارة
قبل الاستواء بحیث یکون وقت الاستواء
مستقبل قبلۃ داکر او مسجداً و تالیاً
وضو اور طہارت سے فارغ ہو کر استواء کے وقت (جو ابتدا سے ٹھہرے) قبل زرخ ہو کر ذکر یا تسبیح یا تلاوت
میں مصروف ہو جائے (الحق دت)

ظاہر ہے کہ جو پیش از زوال بیدار ہو یا اس سے فوت جماعت کے کوئی متنی ہی نہیں کیا اس وقت
سوتے ہیں تجھے کچھ غدر ہے، اچھا ٹھیک دوپہر کو سو مگر نہ اتنا کہ وقت جماعت آجائے، ایک ساعت قلیلہ
قیلولہ بس ہے، اگر طول خواب سے خوف کرتا ہے تیکہ نہ رکھ بچھو نہ بچھا کہ بے تکیہ و بے بستر ہونا بھی مسنون
ہے، شوخہ وقت دل کو خیال جماعت سے غیب متعلق رکھ کر فکر کی غینہ غافل نہیں ہوتی، کھانا حتی الامکان
علی الصباح کھا کہ وقت نوم تک بخارات طعام فرو ہو لیں اور طول منام کے باعث نہ ہوں، شب سے بہتر
علاج قلیل غذا ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما ضل آدمی و عاء شراً من بطنہ
بحسب ابن آدم اکل ما یقمن صلیہ فان
کان لامحالة فثلث لطعامہ و ثلث
آدمی نے کوئی بری پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کہ بہت
ہیں چند لقمے جو اس کی پیٹھ میں رکھیں اور اگر
یوں نہ گزرے تو تھاتی پیٹ کھانے کے لئے تھاتی

لشرا به وثالث لنفسه - مرواه الترمذی
وحسنه وابن ماجه وابن حبان عن
المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ
عنه۔
پانی تہائی سانس کو رکھے۔ اسے ترمذی نے روایت
کر کے حسن کہا۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت
مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

پیٹ بھر کر قیام لیل کا شوق رکھنا یا نچر سے بچ مانگنا ہے، جو بہت کھائے گا بہت پے گا، جو بہت
پے گا بہت سوئے گا، جو بہت سوئے گا آپ ہی یہ خیرات و برکات کھوئے گا۔
استغفر اللہ من قول بلا عمل

لقد نبت یہ نسلا لئذک عقم
(۱۰) اللہ تعالیٰ سے بلا عمل قول سے توبہ کرتا ہوں، تحقیق یا نچر عورت کو بچے کے ساتھ نسل کے
اعتبار سے غسوب کیا گیا ہے،

ولہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
ان کثرة الاصل کل شؤم - مرواه البیہق
فی شعب الايمان عن امر المؤمنين رضی اللہ
تعالیٰ عنہا۔
مشک بہت کھانا منجوس ہے۔ اس کو بہتی نے
شعب ابویان میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

یوں بھی نہ رات تو قیام لیل میں تخفیف کر دو رکعتیں خفیف و تمام بعد نماز عشاء ذرا سونے کے بعد
شب میں کسی وقت پڑھنی اگرچہ آدمی رات سے پہلے اداسے تہجد کو بس ہیں، مثلاً نوب کے عشاء پڑھ کر سو رہا
کس بجے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تہجد ہو گیا، حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
یحبب احدکم اذا قام من اللیل یصلی
حتی یصبح انہ قد تہجد انما التہجد المر
یصلی الصلوة بعد مرقدة - مرواه الطبرانی
عن الحجاج بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ
یوں بھی نہ رات تو قیام لیل میں تخفیف کر دو رکعتیں خفیف و تمام بعد نماز عشاء ذرا سونے کے بعد
شب میں کسی وقت پڑھنی اگرچہ آدمی رات سے پہلے اداسے تہجد کو بس ہیں، مثلاً نوب کے عشاء پڑھ کر سو رہا
کس بجے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تہجد ہو گیا، حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
یحبب احدکم اذا قام من اللیل یصلی
حتی یصبح انہ قد تہجد انما التہجد المر
یصلی الصلوة بعد مرقدة - مرواه الطبرانی
عن الحجاج بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ

۱۔ جامع الترمذی باب ما جاز فی کراہیۃ کثرة الاکل مطبوعہ امین گیتی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۶۰/۲
۲۔ شعب الایمان الفصل الثانی فی کثرة الاکل حدیث ۵۶۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۲/۵
۳۔ المعجم الکبیر مروی از حجاج بن عمرو حدیث ۳۶۱۶ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۲۵/۳

عنه پسند حسن ان شاء الله تعالى۔ تعالیٰ سے روایت کیا ہے۔

سنوئے وقت اللہ عزوجل سے توفیق جماعت کی دعا اور اس پر سچا توکل مولیٰ تبارک و تعالیٰ جب تیرا حسن نیت و صدق عزیمت دیکھے گا ضرور تیری مدد فرمائے گا۔ من يتوكل على الله فهو حسبه (جو اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسہ کرتا ہے اس کے لئے اللہ کافی ہے۔ ت) عارف شریف میں ہے:

لتغيير العادة في الوسادة والظاء والوطاء
تأثير في ذلك ومن ترك شيئا من ذلك و
الله عالم بنيتة وعزيمته يثيبه على
ذلك بتيسير عاراضه

کیونکہ تکیہ، بکھونے اور لحاف وغیرہ میں عادت کو بدل دینا یعنی ان کو ترک کر دینا اس سلسلہ میں بہت مؤثر ہے اور جو ان اشیاء میں سے کسی کو ترک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت و ارادہ کو دیکھتے ہوئے اس کے مقصد میں سہولت پیدا فرماتا ہے یعنی کم خوابی کے آداب اس کو میرا جاتے ہیں (ت)

اپنے اہل خانہ وغیرہم سے کسی معتمد کو متعین کر کہ وقت جماعت سے پہلے جنگا دے

كما وكل رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم بلالا مريض الله تعالى عنه بيعة
التقرين۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
بیعت، ائمہ میں عرب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
بیدار کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی (ت)

ان ساتوں تدبیروں کے بعد کسی وقت سے ان شاء اللہ تعالیٰ فوت جماعت سے محفوظ ہوگا اور اگر شاید اتفاق سے کسی دن آنکھ نہ بھی نکلے اور جنگا نہ والا بھی بھول گیا یا سویرا کما وقع لسيدنا بلال مريض الله تعالى

عن علق بالمشية لان فيه ابن الطبيعة والكلام
فيد معروف والا صوب فيه عندي
ان حديث حسن ان شاء الله
تعالى ۲ منه (م)

مشیت باری تعالیٰ کے ساتھ معلق کرنے کی حکمت
پر ہے کہ اس حدیث کی سند میں ابن لمیعہ ہیں اور
ان میں کلام معروف سے اور اس کے بارے میں میری
راے میں یوں کہنا چاہئے اس کی حدیث ان شاء اللہ
تعالیٰ حسن ہے ۲ (م) (ت)

۲/۶۵

لے عارف المعارف علی احیاء العلوم الباب السادس والاربعون مطبوعہ المطبعة المحمدیہ قاهرہ مصر ۱۸۴۲

عہدہ (جیسا کہ سیدنا بطل رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقعہ ہوا۔) تا تویر اتفاقی عذر مسموع ہو گا اور امید ہے کہ صدق نیت و حسن تدبیر پر ثواب جماعت پائے گا و اللہ التوفیق۔

کیا تیری مسجد میں سست اول وقت جماعت کرتے ہیں کہ دوپہر سے اُس تک سوئے کا وقفہ نہیں جب تو سب وقتوں سے چھوٹ گیا سو کر چلی یا پڑھ کر سوئے بات تو ایک ہی ہے جماعت پڑھ ہی کر سوئے کہ خوف فوت اصلانہ رہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روزِ جمعہ کیا کرتے تھے

الشیخان عن سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما كنا نقيل ولا نتغذى الا بعد لجمعة اوفي لفظ للبخاري كنف نصلي مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الجمعة ثم تكون الجمعة وعندنا عن انس رضي الله تعالى عنه كما نبكر الى الجمعة ثم نقيل

بخاری و مسلم نے حضرت سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے اور کھانا کھاتے تھے دوسری حدیث میں انفاذ بخاری یہ ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے پھر قیلولہ ہوتا تھا اور بخاری میں ہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نماز جمعہ کی طرف جلدی جاتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے (ت)

فرض یہ ہیں جو ہیں پیش اور واپس سوا اٹھا بعد جماعت سوا ان میں کوئی خدشہ ہی نہیں اور تیسری صورت میں وہ سات تدبیریں ہیں رہ عزوجل سے ڈرے اور بعد قی عزیمت ان پر عمل کرے پھر دیکھیں کیونکہ تہجد تفریق جماعت کا موجب ہوتا ہے، یا الحمد للہ ماہ نیم ماہ کہ ہر نیم روز کی طرح روشن ہوا کہ عذر مذکور یکسر مدفوع و محض مسموع جماعت و تہجد میں اصل تعارض نہیں کہ ایک کا حفظ دوسرے کے ترک کی دستاویز کیجئے اور بوجہ تعذر جمع راہ ترجیح لیجئے ہذا هو حق الجواب واللہ الہادی الی سبیل الصواب (اور یہی حق جواب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی راہ صواب کی طرف ہادی ہے۔)

بائیں اگر اس تقدیر ضائع و فرض خلاف واقع کا مان لینا ہی ضرور تو جماعت اولیٰ پر تہجد کی ترجیح محض باطل و مجوز اگر حسب تصریح عامہ کتب تہجد مستحب و حسب اختصار تہجد مشائخ جماعت واجب مانئے جب تو ظاہر کہ واجب و مستحب کی کیا برابری نہ کہ اس کو اس پر تفصیل و برتری، اور اگر تہجد میں اعلیٰ الاقوال کی طرف ترقی

صحیح البخاری باب قول اللہ عزوجل فاذا قضيت الصلوة

العاقل بعد الجمعة

قول اللہ عزوجل فاذا قضيت الصلوة

اور جماعت میں ادنیٰ الاحوال کی جانب تنزل کر کے دونوں کو سنت ہی مانے تاہم تہجد کو جماعت سے کچھ نسبت نہیں جماعت پر تہجد برتنتیت بھی تمام سنن حتیٰ کہ سنت فجر سے بھی اہم و اکبر و اعظم ہے ولہذا اگر امام کو نماز فجر میں پائے اور کچھ کہ سننیں پڑھے گا تو تشہد بھی نہ ملے گا تو بالا جماع سننیں ترک کر کے جماعت میں مل جائے و المسئلة منصوص علیہا فی کتب المذہب كافة (اس مسئلہ پر تمام کتب مذہب میں نص موجود ہے۔ ت) طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں زیر قول مصنف الجماعة سنة فی الاصل (اصح قول کے مطابق جماعت سنت ہے۔ ت) فرمایا،

بدائع میں ہے کہ عامر مشائخ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ اسی پر تحفہ وغیرہ میں جزم ہے اور جامع الفقہ میں ہے سب سے معتدل اور مضبوط قول وجوب کا ہے (آگے چل کر کہا، جن کے قول پر جماعت سنت ہے ان کے نزدیک یہ سنت فجر سے زیادہ مؤکد ہے۔ ت)

وفي البدائع عامة المشايخ على الوجوب و يجهز في التحفة وغيرها وفي جامع الفقه اعدل الاقوال واقواها الوجوب (الی ان قال) وعن القول بانها سنة هي اكد من سنة الفجر۔

رد المحتار باب التوافل میں ہے،

عالم دین نے جماعت نماز کا ترک جائز نہیں کیونکہ یہ شعار اسلام میں سے ہے اور اس میں فجر کی سنن سے زیادہ تاکید ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت کے نہ ملنے کا خوف ہو تو سنن فجر کو ترک کیا جاسکتا ہے (ت)

ليس له ترك صلاة الجماعة لانها من الشعائر فھي اكد من سنة الفجر ولذا يتركها خوفا من فوت الجماعة۔

اور سنت فجر بالاتفاق تہجد تمام سنن سے افضل، ولہذا بصورت فوت مع التفریق بعد وقت قبل زوال ان کی قضا کا حکم ہے بخلاف سائر سنن کہ وقت کے بعد کسی کی قضا نہیں۔ ولہذا بلا غریب سنت فجر کو جہد کر پڑھنا واجب تر بخلاف دیگر سنن کہ بے غرض بھی روا اگرچہ ثواب آدھا۔ ولہذا صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کر قائل سلیت وتر ہوئے سنت فجر کو اس سے اگدا سننے کی طرف گئے، درمختار میں ہے،

وہ سنن جن پر سب سے زیادہ تاکید ہے وہ بالاتفاق فجر کی سنن ہیں، بعض نے انھیں واجب

السنن اكد هاسنة الفجر اتصافا و قيل بوجوبها فلا تجوز صلاتها

قاعدہ اہل اذن رعلی الاصح ولا يجوز تركها
لعلهم صار مرجعاً في الصلوة بخلاف
باقی السنن وتقضی اذا فاتت معه بخلاف
الباقی لم يلزمها
باقی سنن کے یعنی باقی سنن کو لوگوں کی حاجت فتویٰ پر پیش نظر چھوڑ سکتا ہے اور یہ سنن درالاض کے ساتھ اگر
قوت پزیر تو انکی قضا ہے جبکہ باقی سنن کی قضا نہیں اور تخیلاً (ت)
بکرا لکی میں ہے۔

سنة الفجر أقوى السنن باتفاق الروايات
لما في الصحيحين عن عائشة رضي الله
تعالى عنها قالت لم يكن النسبي صلى الله
تعالى عليه وسلم على شيء من النوافل أشد
تعهداً منه على ركعتي الفجر
اُسی میں غلبہ ہے۔

اجمعوا على ان ركعتي الفجر قاعد آمن
غير هذا لا يجوز كذا روى الحسن عن
ابن حنيفة
اُسی میں قنہ ہے۔

اذا لم يسمع وقت الفجر الا الترتيد والفجر
او السنة والفجر فانه يوتر ويترك السنة
عند ابن حنيفة وعند من السنة اولى من
التوتر
جب وقت فجر میں وتر و فجر یا سنن و فجر کی ادائیگی
کے سوا گنجائش نہ رہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک
وتر ادا کر لئے جائیں اور سنن ترک کر دی جائیں اور
صاحبین کے ہاں سنن کی ادائیگی ترک کی ادائیگی سے افضل ہے۔

سہ درختار	باب الرد والنوافل	مطبوعہ مجتبائی دہلی	۹۵/۱
سہ بحر رائق	"	ایک ایم سعید کمپنی کراچی	۴۴/۲
سہ "	"	"	"
سہ "	"	"	"
سہ "	"	"	۴۸/۲

پھر مذہب اصح پر سنت قبلیہ ظہریہ سنن سے آگے ہیں
 صحیحہ المحسن واستحسنہ المحقق فی
 الفتح فذل وقد احسن لان نقد المواظبة
 الصریحة علیہا قوی من نقل مواظبتہ علیہ
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی غیرہا من غیر
 رکعتی الفجر تراہ وکذا صحیحہ فی الدراية
 والعنایت والهدیة وکذا ذکر تصحیحہ
 العلامة موحکہ فی الطحطاوی علی صراقی
 العلاج وکذا صحیحہ فی البحر عن القنیة
 وعلیہ بورود الوعید وتبعہ فی الدرر۔

حسن نے اس کو صحیح اور محقق نے فتح میں اس کو مستحسن
 قرار دیا اور کہا انھوں نے اچھا کیا کیونکہ فجر کی سنتوں
 کے علاوہ سنن ظہریہ پر ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی جو مواظبت صریحہ منقول ہے وہ دیگر تراخی کی
 مواظبت منقولہ سے زیادہ اقویٰ ہے اور
 اسی طرح اسے درایہ، غنایہ اور نہایہ میں صحیح کہا اور
 اسی طرح علامہ فوج نے اس کی تصحیح ذکر کی جیسا کہ
 طحاوی علی مرقی العلاج میں مذکور ہے۔ بحر میں قبیلہ
 کے حوالے سے صحیح کہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ
 ان کے ترک پر وعید وارد ہے اور اس کی اتباع در مختار
 نے کہ ہے (ت)

اور امام شمس الامراء مرقی کے نزدیک سنت فجر کے بعد فصل و آگے رکعتیں مغرب میں پھر رکعتیں ظہر پھر
 رکعتیں عشا پھر قبلیہ ظہر کا فی الفتح وغیرہ۔

قلت (میں کہتا ہوں) ہندیہ میں امام زینبی
 کی تمیین الحقائق کے حوالے سے یہی بات بیان
 کرتے ہوئے کہا سب سے قوی اور مؤکد فجر کی سنتیں
 پھر سنت مغرب پھر بدیہ ظہر پھر بدیہ عشا پھر قبلیہ
 ظہر (مختصلاً ت)

قلت وعلیہ مشی فی الہدیة
 عن تبیین الحقائق الامام الزینبی فقال
 اقوی السنن رکعتا الفجر ثم سنة المغرب
 ثم التي بعد الظهر ثم التي بعد العشاء
 ثم التي قبل الظهر (ملخصاً)

پھر شک نہیں کہ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سب سنن رواتب تہجد سے اہم و آگے ہیں۔
 اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے نہ ہو حالانکہ
 ان سنن اتیکہ مؤکد ہونا بغیر کسی تردد کے ثابت ہے
 اقول وکیف لا وقد ثبت استقنائها
 صوکیداً من دون تردد بخلاف التہجد فان

جمہور العلماء بعد وفہ من المندوبات
حق، المحقق ابن الہمام فی بحث
بغثا ولم یقطع قولاً فتروہ فی ندبہ و
استناتہ مع التخصیص بان الادلة القولية
انما تعید الذنب، ثم بحث تطمیذ
المحقق ابن امیر الحاج الشبہیہ سنیدتہ
علی ما فیہ من نزاع طویل و لولا غرابۃ
المقام و مخافة الطویل لا یتناہا فیہ
من قال وقیل۔

ولذا ہمارے علمائے رب رب کی نسبت فرماتے ہیں،
انہا لتکذبا الشبہات الفریضۃ کما فی
الدر۔

اور یہی مذہب جمہور و مشرب منصور ہے
وان خالفہم الامام ابو اسحاق السمرودی
من نشاطیۃ فقال بتفضیل التہجد
مطلقاً و تبعہ الامام الاجل ابو نکریریا
النوری الشافعی فی المنہاج مستند لا یما
لاحجۃ لہ فیہ عند التدقیق کما بیانا فی

معہ اخرجہ الاثمة احمد و مسلم و
للاربعۃ عن ابی ہریرۃ و محمد بن
ہارون السرویانی فی مسندہ و الطبرانی
سنن و مختار باب نور و سائل مطبع نجف ثانی

بختلاف تہجد کے کیرنگ جمہور علماء اسے (یعنی تہجد کو)
مندوبات میں شمار کرتے ہیں حتیٰ کہ محقق ابن ہمام جب
اس مسئلہ پر پہنچے تو انہوں نے غروب بحث کی لیکن وہ
بھی اس بارے میں کوئی قطعی قول نہ کر سکے اور اس کے
مندوب مضمون، جسے میں متردد ہوئے، باوجود اس تخصیص
کے کہ اولاً قولہ اس کے مندوب ہونے کو ظاہر
کرتی ہیں، پھر ان کے شاگرد محقق ابن امیر الحاج نے
اس کے سخت ہونے کو اشبہ و مختار کیا۔ علاوہ
انہیں اس میں طویل نزاع کو ذکر کیا ہے اگر عزابت
مقام اور طرالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم وہ تمام گفتگو
یہاں ذکر کر دیتے۔ (ت)

یہ سنس روایت تاکید کی بنا پر فرائض کے مشابہ ہیں
جیسا کہ در میں ہے (ت)

اگرچہ امام ابواسحاق شافعی مروزی نے ہمارے اس کی نفی
کرتے ہوئے کہا کہ تہجد ہر حال میں سننی روایت ہے
افضل ہے، امام اجل ابو نکریریا قوی شافعی نے
منہاج میں السیئیل دیتے ہوئے ان کی آیتاں کا کہ
جو حقہ تہجد قیام کے بعد حجت نہیں بن سکتی جیسا کہ ہم نے

اسے امام احمد، امام مسلم اور دیگر چاروں محدثین
انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
اور شیخ محمد بن ہارون روایتی نے اپنی مسند اور
(باقی پر صفحہ آئندہ)

بعض تعلیقاتنا وقد علمت مذهب اصحابنا اپنے بعض حواشی میں اسے بیان کیلئے اور آپ جاتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فی الکبیر عن جندب مرثی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الصلوة بعد المكتوبات صلاة فی جوف الیل فی حمله ابواسحق مروزی ومن واقفه علی ظاہرہ فقالوا انت حسنۃ للیل افضل من السنن الراتبۃ قال الامام النووی وقال اکثر اصحابنا الرواتب افضل لانہا تشبہ الفرائض قال والاول اقوی واوحد الحدیث ثم وتبعہ العلامة میرک فقال فیہ حجة لابی اسحق مروزی من شافعیۃ علی انہ صلاة للیل افضل من الرواتب وقال اکثر العلماء ان الرواتب افضل والاول اقوی لمن هذا الحدیث قال وقد یجاب بان معناه من افضل الصلوة وهو خلاف سبب الحدیث ثم اصحابنا نقوا الجمهور فاولوہ بان المراد المرآتۃ وتوابعها ای کان الرواتب لشدة التقبیل بها بالمکتوبات وشہہا بدحت فی قولہ صلی اللہ

طہراتی نے المعجم الکبیر میں حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، دونوں صحابی کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، فرائض کے بعد سب سے افضل نماز رات کے درمیانی حصہ کی نماز ہے۔ امام ابواسحاق مروزی اور ان کے ساتھ موافقت رکھنے والے علماء نے اسے اپنے ظاہری معنی پر محمول کہتے ہوئے کہا کہ رات کی نماز سنن راتبہ سے افضل ہے۔ امام نووی نے کہا کہ ہمارے اکثر علماء نے فرمایا کہ سنن راتبہ افضل ہیں کیونکہ وہ فرائض کے مشابہ ہیں اور فرمایا پہلا قول یا قوی اور حدیث کے زیادہ موافق ہے اور علامہ میرک نے اسی کا اتباع کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث امام ابواسحاق مروزی شافعی کی اس بات پر دلیل ہے کہ رات کی نماز سنن راتبہ سے افضل ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ سنن ترکہ افضل ہیں۔

مگر پہلا قول اس نص حدیث کی وجہ سے قوی ہے اور کہا کہ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ رات کی نماز افضل نماز میں سے ہے، اور یہ سیاق حدیث کے خلاف ہے اور بہر حال جو جمهور کی موافقت کرنے والے ہیں وہ اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ یہاں اس سے مراد فرائض اور ان کے توابع دونوں ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱/ ۳۲۸ شرح صحیح مسلم مروزی ۱/ ۳۶۹ ۵۲ مقامات الفایح بخارہ میرک ۳/ ۳

واجتماعہم علی ان الاقویٰ ہیں کہ ہمارے صاحب کا مذہب اجتماع اس بات پر ہے کہ

7

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

کے ارشاد گرامی فرائض کے بعد کے تحت سنن راتبہ بھی داخل ہیں کیونکہ سنن مرکبہ کا فرائض کے ساتھ شدید اتصال اور مشابہت ہے۔ ملاحظہ فرمائی مرقات میں لکھتے ہیں افضل الصلاة بعد الصلوة یعنی بعد سنن مرکبہ کے احکامات ہی تفسیر میں لکھتے ہیں اور یعنی فرائض سے ان کے راجح (سنن مرکبہ) اور وہ داخل جن کی جماعت سنت ہے تمام مراد ہیں کیونکہ اصح قول کے مطابق وہ مطلق نفل افضل ہیں اور یہی بات عزیزی کی سراج منیر میں ہے محمد بن ابی حنیفہ علی جامع الصغیر میں لکھتے ہیں رات کے نوافل مطلقاً ان کے نوافل سے افضل ہیں ورنہ سنن راتبہ جو دن میں ہیں وہ تہجد سے افضل ہیں اور ملاحظہ فرمائی نے دو جواب اور دئے اور کہا کہ کسی یوں کہا جاتا ہے کہ تہجد نفس پر یا مشقت اور یا سے دوری کی وجہ سے افضل ہے اور سنن جو فرائض کے ساتھ ہیں وہ فرائض کی متابعت میں زیادہ ہو کہ ہیں وہ اس اعتبار سے افضل ہیں لہذا ان میں کوئی منافات نہیں ہے اور یعنی اگر تہجد کو سنن مرکبہ پر یہ فضیلت جزئی حاصل ہے تو یہ ان کی فضیلت کلی کے منافی نہیں ہے فرمایا یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ رات کی نماز (تہجد) افضل اس (باقی اگلے صفحہ پر)

تعلیٰ علیہ وسلم بعد المكتوبة قال المؤلف علی القاری فی المرقاة افضل الصلوة بعد الصلوة وغیرہ ای توابعها من السنن المؤکدة انه وقال المتروی فی تیسیرہ ای ولو احقها من الرواتب ونحوها من جعل نفل یسن جماعة اذ هو افضل من مطلق النفل علی الاصح ثم و مثلها فی السراج المنیر للعزیزی وقال محمد الحنفی فی تہذیب تہذیب الجامع الصغیر ای انفضل المطلق فی اللیل افضل منه فی النهار والا فالتراتبۃ فی النهار افضل من التہجد ثم و ابدی القاری جوابین احسین فقال وقد يقال التہجد افضل من حیث زیادۃ مشقتہ علی النفس و بعدہ عن الریاء والرواتب افضل من حیث اذکدۃ فی التتابع للمفروضۃ فلا منافاة ای ان التہجد لہ هذا الفضل الجزئی علی الرواتب فلا ینافی فیصلہا المکلی قال و يقال صلاة اللیل افضل لاشتمالها

الأحد مطلقاً سنة الفجر

اقول ومن ثمّ کہ ہر حال میں فجر کی سنتیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷)

على الوتر الذي هو من الواجبات أم
اقول هذا لا يصلح بياناً لمعنى كلام
الشافعي صلى الله تعالى عليه وسلم
أدلاً واجب عندنا إنما شبه طلب جائز
فاقتراض أو غير جائز قد ب كما حققه
المحقق حيث اطلق في الفتحة فأن كان
الوتر عندنا واجباً لم يخل في ثنائه
المكتوبة ولو ترك قوله الذي هو من الواجبات
وهي الكلام على احتساب الوتر كما هو
مذهب العاصمين ليرتبه ريب لا بد
سنة الفجر أفضل من الوتر على
قولهما كما سمعت اقول وظهر
لمبعد الضعيف جواب حسن احسن
من كل ما سبق وهو ان النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم
لم يقل ان التهجد افضل الصلوة
بعد المكتوبات حتى يكون دليل
لمن شذنا كما قال صلوة الليل فان
ثبت ان صلوة الليل تشتعل على
نافلة غير التهجد هي افضل
الواصل مطلق حق واثبت سقط
منه مرات اخراج حديث ۱۲۳۶ مکتبہ صمدیہ کراچی

لنفسه كره وتره مشكوك في وجوبه
سواء اقول (میں کہتا ہوں) یہ بیان کلام شافعی
کے معنی کا بیان بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اس
کے ہاں کوئی واجب نہیں ہے وہاں تو طلب جائز ہو
تو اقتراف ہے اگر جائز نہ ہو تو ندب ہے جیسا کہ نسخ
میں محقق نے کفایت کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے اگر شارع
کے ہاں وتر واجب ہوتا تو وہ فرض میں شامل ہوتا
اور اگر نہ ہوتا تو ناری کے قول الذي هو من الواجبات
کو چھوڑ دیا جائے یعنی ان کے کلام میں وتر کو استثناء
پرکوں یا بت جیسا کہ سابقین کا مذہب ہے تو بھی
درست نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول
کے مطابق فجر کی سنتیں وتر سے افضل ہیں اقول
(میں کہتا ہوں) اس عہد ضعیف کے لئے ایک ایسا
جواب ظاہر ہوا ہے جو مذکورہ تمام جوابات سے
احسن ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تہجد فرض الفجر کے بعد افضل
صلوٰۃ ہے۔ حتیٰ کہ یہ مخالفین جہوں کی دلیل بنے بلکہ
آپ نے صلوٰۃ الیل (رات کی نماز) فرمایا ہے اب
اگر یہ ثابت ہو جائے کہ رات کی نماز تہجد کے علاوہ
دیگر نوافل پر بھی مشتمل ہے جو کہ مطلق نوافل حتیٰ کہ
سنتیں مؤکدہ سے بھی افضل ہو تو پھر اس حدیث سے
(باقی پر صفحہ آئندہ)

فلا عليك من جنوح الفاضل ميروك
وبالله التوفيق تعالى وتبارك -
میں اور فاضل میرک کی بحث و گفتگو قابل توجہ نہیں
و بالله التوفيق تعالى وتبارك - (ت)

تہجد جماعت کے کتر از کتر سے کتر یا نچویں درجہ میں واقع ہے سب سے آگے جماعت پھر سنت فجر
پھر قبلہ نظر پھر باقی رواتب پھر تہجد وغیرہ سنن و نوافل اور وہ سرے قول پر تو کہیں ساتویں و سب سے
جا کر پڑے گا کہ سب سے اقوی جماعت پھر سنت فجر پھر سنت مغرب پھر بعد یہ نظر پھر بعد یہ غشا پھر قبلہ نظر
پھر تہجد وغیرہ۔ پس تہجد کو سنت ٹھہرا کر بھی جماعت سے افضل کیا برا ہو سکتی ہے اصل کوئی راہ نہیں کہ

(تقریر ماثیہ صفحہ گزشتہ)

الاحتجاج به وهو ثابت بحمد الله تعالى
بعد يث الصحيحين عن ام المؤمنين
الصديقة راضى الله تعالى عنها قالت
كانت النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم يهمل من الليل ثنت عشرة
مركعة منها التور وركعتا الفجر فهذه ام المؤمنين
وامام الفقهاء والمحدثين وخزيرة العرب
العراق الاصحاحين رضى الله تعالى عنهم
قد عدت سنة الفجر من صلاة الليل
فهذه هي السنة التي تعقب في الصلوات
كلها بعد المكتوبة بالاشتغال عليها فضلت
صلوة الليل عن صلاة النهار بالاطلاق
فهذه الاجواب نقاط بحمد الله تعالى ثم
لا عرو ومن الامام احمد النوراني اعم الجعاب
من علامة ميروك كيف تبعه وخالف اجماع
ائمة مذهب عن ان سنة الفجر اكد الرافلي
مطابقا والله التوفيق ۱۲ منہ (ھ)

استدلال ساقط ہو جائیگا اور یہ بات بحمد الله تعالى
بخاری و مسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے جر
ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی
سے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت
پڑھتے تھے ان میں دو رات فجر کی سنتیں بھی جوتی تھیں۔
یاد ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المؤمنین امام الفقہاء
والمدین اور راجح ضواء و بخاری میں انہوں نے
سنن فجر کو رات کی نماز میں شمار فرمایا ہے پس یہ
نوافل قرآن کے بعد تمام نمازوں پر افضل ٹھہرتے
چونکہ یہ نوافل صلوۃ الیل پر بھی متصل ہیں اس لئے رات
کی نماز دن کی ہر نماز سے افضل قرار پاتی۔ بحمد الله تعالى
یہ قاطع جواب ہے۔ پھر امام نووی پر تو کوئی افسوس
نہیں قیوب تو عوام میرک پر ہے کہ انہوں نے امام نووی
کی اتباع کرتے ہوئے اپنے امام مذہب کے خلاف
بات کیوں کہی حالانکہ امام مذہب کا اتفاق ہے کہ سنن فجر
مطلقاً نوافل سے مزید ہیں خواہ رات کے ہوں یا دن
کے، و بالله التوفيق ۱۲ منہ (ت)

مستحب مان کر، اگر کہتے یہاں کلام جماعتِ اولیٰ میں ہے کہ سوال میں اُس کی تہریک موجود اور واجب یا اُس اعلیٰ درجہ کی ترک مطلق جماعت ہے نہ خاص جماعتِ اولیٰ بلکہ وہ صوتِ افضل و اولیٰ اور افضل تہجد کہ سس سے اعظم و اعلیٰ تو حفظ تہجد کے لئے ترکِ اولیٰ جائز و روا اگرچہ افضل آیتان و ادا۔

اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے کہتا ہوں۔ ت) قطع نظر اس سے کہ جب تعارضِ مسلم اور فضیل تہجد آگے و اعظم تو حفظ تہجد کہ ترکِ اولیٰ نہ ترکِ اولیٰ، بلکہ ترک ہی اولیٰ کہ لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ ت) یہ تاویل و تفریع سراسر بے اصل و احداثِ شنیع کہ نہ احادیثِ حضور پر نور سید الانام علیہ و علیٰ آراصلوہ والسلام اُس کے مساعد نہ کلماتِ درہ ایاتِ ملائے کرام و فقہائے عظام مؤید و مشاہد، اگر ایسا ہو تو بے ضرورت تہجد و فیو بھلے چنگے بیٹھے بٹھائے بھی جماعتِ اولیٰ قصدِ اُفت کر دیا جائز و روا ہو جبکہ ایک آدمی اپنے ساتھ جماعت کے لئے حاضر و مہیا ہو کہ آخر کچھ گناہ نہ کیا صرف ایک اور ترکِ اولیٰ کی جس میں حکمِ کرہت بھی نہیں، معاذ اللہ مسلمان اگر اس پر عمل کریں تو مہربانیت میں کس قدر تفرقِ شنیع واقع ہوتا ہے و جو بے جان کر ترکِ برکتِ سخت و حیدرین شمسِ رقبہ بہت لوگ کسل و کابلِ کربات میں کاشش یہ سن پائیں کہ جماعتِ اولیٰ کی حاضری شرعی بکے ضرور نہیں ایک بہتہ مات سے کی نہ کی، تو اسی جو با سہا انتظام ہے سہ درجہ برجم ہوا حاکم ہے، لوگ مزے سے لڑائی نہیں اور اپنے ہود و مہربانیوں شمولِ رتین کہ بعدی کیا ہے اپنی ذی عزت کی انک تالیف کیا ایسی ہی متفرق بے نظم جماعتوں کی طرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلایا، کیا انھیں کے ترکِ برکتِ سخت جگر شکاف و حیدرین کا حکم سنایا! حاش اللہ ثم حاش اللہ! ذرا نگاہِ انصاف و درکار کہ یہ قصداً تفریقِ جماعت و تعلیلِ حضار کس قدر مقامہ شرع سے دور اور ذلتِ استحقاق و صواب سے بعید و مہجور ہے نہیں نہیں بلکہ یقیناً و حرب و تاکہ نہ کہ نہ خاص جماعتِ اولیٰ کے لئے منظور اور وہی صد اول سے محمود، اور وہی احادیث و حیدر علی التکرار میں مقصود، اور زہار زہار ہرگز جائز نہیں کہ بے ضرر مقبول شرعی جماعتِ ثانیہ کے مجھ سے پر جماعتِ اولیٰ قصدِ اچھڑ دیکھنا و داعی الہی کی اجابت نہ کیجئے جماعتِ ثانیہ کی تشریع اس فرض سے ہے کہ اچھا نا بعض مسلمین کسی مددِ صحیح مثل یہ افضت انجشیں یا حاجتِ طعام و غیرہ کے باعث جماعتِ اولیٰ سے رو جائیں وہ برکتِ جماعت سے مطلقاً محرومی نہ پائیں بے اعلان و داعی محراب سے جدا ایک گوشے میں جماعت کر لیں نہ کہ اذان ہوتی رہے داعی الہی پکارا کہ جماعتِ اولیٰ ہوا گئے یہ مزے سے گھر میں بیٹھے باتیں بنائیں یا پاؤں پھیلا کر آرام فرمائیں کہ محبت کیلئے ہم لہر کر لیں گے یہ قطعاً یقیناً بدعتِ سنیہ شنیعہ ہے۔

هذا ما لا يلتزم فيه من دخل بساتين
الفقه فشم عرفا لا نواراة القاضية
اوقتم اجفانت الفكر نسا هرقا من
انواره اللانحة وصالنا نسرسل في
سروا البراهين على مثل هذا الواضح
المبين ولكن لا بأس ان نذكر شيئا
من التنبيه ليستظهر الفقيه ويتذكر
النبية -

اس بارے میں اس شخص کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا
جس نے گلستان فقہ کے میٹے ہوئے پتھروں سے
کچھ خوشبو پائی جو یا اسکے بدن اور سے مشام جان
کو معطر کیا ہو اور ہم اس معاملہ کو ترک نہیں کر سکتے
باوجودیکہ اس پر واضح دلائل موجود ہیں کوئی حرج
نہیں کہ ہم تحفہ ذکر کریں تاکہ صاحب فقر پر استحضار
ہو جائے اور صاحب فہم محفوظ کرے۔

(ت)

فما قول وبہ نستعين (میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے کہتا ہوں۔ ت) (۱) اولاً فقیر غفر اللہ لہ
لہ کا ایک موجز و جامع رسالہ مستحق نام تاریخی حسن البواعہ فی تنقید حکم الجماعۃ ہے جس میں
بفصلہ سبب و تعالیٰ حکم جماعت کی تحقیق حدیثی و فقہی اعلیٰ درجہ کمال و جمال پر مرقی ہوئی ہمارے علماء سے
در باب جماعت شاذ و مشہور و مقبول و مجہور چھ قول ماثور :

- | | |
|----------------|----------------|
| (۱) فرض عین | (۲) فرض کفایہ |
| (۳) واجب عین | (۴) واجب کفایہ |
| (۵) سکتت مکررہ | (۶) مستحب |

اس نفیس مبارک رسالہ نے بعونہ تعالیٰ ثابت کر دکھایا کہ ان اقوال میں اصل تلافی و تمایع نہیں سبب حق و
صحیح اور اپنے اپنے معنی پر رائج و رائج ہیں، یہ جلیل تحقیق جلیل توفیق و اللہ الحمد والمنة عجب نادر و عنقائے مغرب
ہے جس کا نام سن کر ناظر متحیرانہ کہے ہذا لایکون و کیف یکون (یہ نہیں ہو سکتا اور کیسے ہو سکتا ہے۔ ت)
اور جب اس کی زاہر تحریر باہر تقریر پر اطلاع پائے متعجبانہ اعتراف کرے کہ لعل هذا اذیہل العادون
(کام کرنے والوں کو ایسا ہی کام کرنا چاہیے۔ ت)

اس رسالہ میں ہم نے احادیث عبد اللہ بن عباس و ابو ہریرہ و بریدہ و کعب بن عجرہ و انس بن مالک
و عثمان غنی و عمر بن ام مکتوم و ابو امامہ و جابر بن عبد اللہ و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کیا کہ
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان سن کر حاضری واجب فرمائی، ادا شناس شخصی انہی احادیث
سے جان سکتا ہے کہ اذان کس جماعت کے لئے بلاتی اور شرع اس کی اجابت کیوں واجب فرماتی ہے مگر
میں یہاں اصرار و اذنی ذکر کروں حدیث حسن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ آپ پر گزری جس میں ندا

نماز و فلاح میں حاضر ہو جاتا ہے نہ آؤ اپنی انگ کر لینا شاید قدق صمت الصلوٰۃ کا یہی مطلب ہو گا کہ یہ نماز تو کھڑی ہو ہی گئی اب اس میں اگر کیا کرو گے تم اور کوئی بیٹھی ہوئی اٹھانا حاشا و کلا بلکہ تکبیر اسی جماعت کی طرف بلاتی اور اسی کی عدم ماضی پر دو حکم و ظلم و کفر و نفاق و شقاق و خبیثیت ہے تو قطعاً حکم و جواب و تاکد کی مصداق یہی ثابت و مسموہ جماعت ہے۔

ثانیاً یہ توسیع تو ہر طرح پر مبنی اگر تصریح فقہ و مجتہدین و تقریر بحر و نظر کیجئے تو امرانظر کہاں وہ تفسیق کہ اذان کے بعد تکبیر کا انتظار بھی جائز نہیں، کہاں یہ توسیع شیعہ کمرے سے جماعت اولیٰ میں حاضر ہونا ہی کچھ ضرور نہیں۔

ثالثاً روشن تر نص قاطع لیجئے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانہ اطہر سے مسجد انور میں قریش امامت جلوہ فرما ہوتے، ایک دن نماز عشاء کو تشریف لائے جماعت میں قلت و کمی کچھ لوگ حاضر نہ پائے نہایت

یہ بات اس حدیث کے علاوہ متعدد احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے جنہیں ہم نے حسن البراقہ فی تنقید حکم اچانہ میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ (ت) امام مسلم نے اپنی صحیح اور دیگر محدثین نے اسی حدیث میں اس بات پر تصریح کی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ (ت) یہ حدیث امام احمد و دیگر محدثین کے ہاں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور سراج کے ہاں سند سراج میں بھی اسی حدیث کے تحت ہے (ت) یہ روایت سراج میں ہے، کہا، پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو جو لوگ حاضر تھے وہ ٹھوٹے تھے آپ سخت غضب میں ہو گئے، میں نے آج تک آپ کو اتنا غضبناک کسی نہیں دیکھا تھا، پھر فرمایا، میں ارادہ کرتا ہوں میں کسی آدمی کو حکم دوں جو جماعت کروائے پھر میں ان گھروں کی طرف جاؤں جن کے اہل اس نماز میں حاضر نہیں ہوئے اور ان کو آگ سے جلا دوں۔ (ت)

عنه هذا ثابت في غير هذا الحديث من عدة احاديث صحيحة او مردناها في حسن البراقه ۱۲ منہ رحمہ اللہ (ت) عنده هذا منصوص عليه في هذا الحديث عند مسلم في صحيحه و عند غيره ۱۲ منہ رحمہ اللہ عنده هذا عند احمد و غيره من حديث كعب بن عجره رضي الله تعالى عنه و عند سراج في مسنده في هذا الحديث (م) عنده هذا في رواية السراج قال ثم خرج الى المسجد فاد الناس عزون و اذا هم قليلون فغضب غضبا شديدا لا اعلم انه رايته غضب غضبا اشد منه ثم قال لقد هممت ان امرم جلايهم لي بالناس ثم اتيتهم هذه الدور التي تخلف اهلها عن هذه الصلوة فافترسها عليهم بالنيران (م)

شدید غضب و بھائی محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ اقداس سے ظاہر ہوا ارشاد فرمایا: خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ مؤذن کو تکبیر کا حکم دوں پھر کسی کو امانت کے لئے فرماؤں پھر پھر کئی ہوتی مشعلیں بے جاؤں اور ان لوگوں پر ان لوگوں کے گھر پھونک دوں جنہیں یہ ادا نہ تھے یہ وقت ہو گیا اب تک گھروں سے نکل کر

عنه فان قلت اليس في نفس الحديث ما يدل ان الاول لا تجب علينا والا فلهما هم هو صلى الله تعالى عليه وسلم اي يقيم الصلاة ثم ينصرف اليهما لا هراق بيوتهم۔

اگر آپ کہیں کہ کیا نفس حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس بات پر دلالت کر رہی ہو کہ پہلی (جماعت) واجب یعنی نہیں ہے ورنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کو جماعت قائم کرنے کا حکم دے کر اس جماعت میں نہ حاضر ہونے والوں کے گھروں کو جھانسنے کا ارادہ کرتے۔

قلت (میں کہتا ہوں) یہاں ہی سوال اس حدیث سے وجوب جماعت پر استدلال کرنے پر وارد ہوا اور حذا اس کے جواب کے درجے کے ہیں چنانچہ علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھا تیسرا (یعنی حدیث باب پر اعتراض کے جواباً میں سے) جواب وہ ہے جو ابن بزیہ نے بعض عمرین کے حوالے سے ذکر کیا وہ یہ ہے کہ نفس حدیث سے عدم وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضر نہ ہونے والوں کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہے اگر جماعت فرض میں ہوتی تو آپ اسے چھوڑ کر وہاں جاسے گا ارادہ نہ کرتے۔

یعنی کہتے ہیں پھر ابن بزیہ نے اس کو یہ کہتے ہیں محل نظر قرار دیا کہ بعض اوقات اہم واجب کی وجہ سے دوسرے کم درجہ واجب کو ترک کیا جاسکتا ہے (باقی صفحہ آئندہ)

قلت هذا السؤال قد اورد قبل على الاحتجاج بالحديث لوجوب الجماعة وقد قصدى بعد، بقرانه قال العلامة البدر محمود العسيري في عمدة القاري شرح صحيح البخاري إسناد (أي حسن وجوه الجواب عن حديث الباب) ما قاله ابن بزيه عن بعضهم انه استنبط من نفس الحديث عدم الوجوب لكونه صلى الله تعالى عليه وسلم هم بالتوجه الى المتطهرين فلو كانت الجماعة فرض عين ما هم بتركه اذا توجه قال العيني ثم نظروا فيه ۲ بن بزيه ما بالواجب يجوز تركه لما هو (وجب منه) كلام العمدة۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اقول فلقد صرح مثل ذلك عنه
صلى الله تعالى عليه وسلم في الجمعة
الخروج مسلو في صحيحه عن عبد الله
بن مسعود رضي الله تعالى عنه
عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
قال لقوم من خلفوني عن الجمعة لقد
هممت ان امرهم بجلا يصلي بالناس ثم
احرق علي رجال يتخلفون عن الجمعة
بيوتهم۔

اقول علا ای عبد اللہ بن وہب
روی الحدیث فی مسندہ فقال حدثنا
ابن ابی ذئب حدثنا جملان عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فذكر الحدیث
وفیه ینتہی ین رجال من حول المسجد
لا یشہدون العصر اول حرقن بیوتہم
وقد قال فی حدیث سقناہ عن الجاحض
اصحیحہ ثم اخذ شعلہ من نار ولا فسلہ
ان بیت ان ینذہب بعد الاقامۃ
بشعلہ قد اوقدت الی بیوت حول
المسجد فیفسرہا علیہم و بیت
الرجوع الحب المسجد ما یوجب

اقول (میں کہتا ہوں) یہی بات صحت
کے ساتھ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز
جموعہ کے بارے میں بھی ثابت ہے، امام مسلم نے اپنی صحیح
میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ
سے غیر حاضر لوگوں کے بارے میں فرمایا، میرا جی چاہتا
ہے کہ میں کسی آدمی کو جماعت کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نار
پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو ہمہ جہ
غیر حاضر رہتے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس کے علاوہ
جمہار بن وہب سے اپنی سنن میں ذکر کیا کہ حسین
ابن ابی ذئب نے انھیں جملان نے انھیں سیدنا
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی پھر حدیث
ذکر کی اس کے الفاظ یوں ہیں، مسجد کے پڑوسی ضرور
باز آجائیں جو نماز عشا میں حاضر نہیں ہوتے، ورنہ
میں ان کے گھر جلا دوں گا۔ اور اس حدیث میں یہ ہے
ہم نے جامع صحیح کے حوالے سے کھایہ بھی ہے، فرمایا
پھر میں آگ کی مشعل لوں، اور ہم نہیں مانستے کہ دریا
اس کے کہ اقامت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا مسجد کے ارد گرد لوگوں کے گھر کو جلا دینے کی مشعل لے کر
جانا اور دریا ان اس کے کہ مسجد کی طرف لوٹ آنا کوئی
(باقی صفحہ آئندہ)

بخاری، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر فجر و عشا کی نماز سے بڑھ کر کوئی نماز بیماری نہیں۔ اگر انھیں ان کے درجہ و فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ گھٹنوں کے بل ان کی ادائیگی کے لئے آئیں، میرا جی چاہتا ہے کہ میں مؤذن کو تکبیر کا کہوں اور کسی دوسرے کو جماعت کا حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں آگ کی مشعل لے کر ان پر پھینکوں جو نماز کے لئے ابھی تک گھروں

البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس صلاۃ الثقل علی المنافقین من الفجر والعشاء ولو یعلمون ما فیہما لا توہمہما ولو خیرا لقد ہممت ان امر المؤمن فیقید ثم امر من جلا یؤمر الناس ثم اخذ شعلۃ من نار فاحرق علی من لا یشیر الی الصلاۃ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

زیادہ وقت جماعت کرنا ہے حتیٰ کہ ترک جماعت لازم آئے۔ یاں، اول نماز کا فوت ہونا لازم آتا ہے اور وہ فضیلت کے سوا کچھ بھی نہیں بعض اوقات اس سے بھی کم درجہ شی کی بنا پر اعلیٰ کو ترک کیا جاسکتا ہے، مثلاً جماعت کے لئے دوڑنے کی بجائے سکون سے چلنا چاہئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے جب تم اقامت سنو تو نماز کی طرف چلو وراں حال تم پر سکون و وقار لازم ہے جو حصہ نماز مالو اسے ادا کرو اور جرہ جائے اسے پورا کرو۔ اسے بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، تو اب اشکال سرے سے ختم ہو گیا واللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جبل مجدداً تم واللہ تعالیٰ عنہ (ت)

تعبیر الجماعۃ حتی یلزم الترتب نعم یفوت الاداء من اداء الصلاۃ وهو لیس بفضیلتہ بل بما یترک لا قدم ہذا علی السکینۃ فی المشی لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمعتم الاقامۃ فامشوا الی الصلاۃ وعلیکم بالسکینۃ و الوقت فیما ادرکتہ فعبسوا وما فاتکم فاتموا بروا الشیخان وغیرہما عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فحفظ الاشکال را اساً واللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جبل مجدداً تم واللہ تعالیٰ عنہ (م)

بَعْدُ

سے نہیں نکلے۔ (ت)

یہ حدیث صحیح نص صریح ہے کہ وقت اقامت تک مسجد میں حاضر نہ ہونا وہ جرم قبیح ہے جس پر حضور اقدس صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و تسلیما تہ علیہ و علی آلہ الکرام نے ان لوگوں کے جلا دینے کا قصہ فرمایا، غلط فرماتے ہیں یہ ارشاد کہ تکبیر کہلو اگر نماز شروع کر آؤ اُس کے بعد تشریف لے جاؤ اسی بنا پر تھا کہ اُن کی عدم حاضری ثابت اور الزام تخلف قائم ہوئے اس کا منشا وہی تحقیق ہے جو ہم نے ذکر کی کہ ایجاب اجابت تا وقت اقامت موعود ہے۔ امام اہل ابورزکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شریح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

انما هم باتيانهم بعد اقامة الصلاة لان
بذلك يتحقق مخالفتهم وتخلفهم
اقامت نماز کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
ان کی طرف جانے کا ارادہ اس لئے ہے کہ یہ وہی

عنه قوله بعد نقيض قبل مبني على
الضم فلما حذف منه المضاد اليه
بني على الضم وسمى غاية لانتهاذ الكلام
اليه والمعنى بعد ان يسمع
النداء الى الصلاة اه حادثة
الغاية قلت والنفي اد لاقى من مانا
استغرق جميع اجزائه فيمتد
من بدء وقت المضاف اليه الى ان
الكلمة ولذا يرجع ح صمد في امثال
الحق مر الى قولك الى الان تقول ما جاني
بعد اي بعد ان ذهب الى هذا الى حين
وهذا معنى قوله سمي غاية لاستهزاء
الكلام اليها ۱۲ منه رضى الله تعالى
عنه (هـ)

قوله بعد "ير قبل ك النقيض ہے یہ مبنی علی الضم ہے۔
کیونکہ جب اس کا مضاف الیہ محذوف ہو تو یہ مبنی
علی الضم ہوتا ہے۔ کلام اس پر ختم ہونے کی وجہ سے
اسے حدایت بھی کہا جاتا ہے۔ الفاظ حدیث کا معنی
یہ ہے کہ جو نماز کی اذان سن کر نماز کے لئے نہیں گئے وہ
عمدة القاری قلت (میں کہتا ہوں) جب نفی کسی
زمن پر پڑتی ہو تو تمام اجزاء کو محیط ہوگی ترس کا احاطہ
وقت مضاف الیہ کی ابتداء سے لے کر وقت تکلم تک
ہوتا ہے اسی لئے ایسی عبارت کا معنی ایسے مقامات
پر مثلاً "اب تک" ہوتا ہے مثلاً کوئی کہ ما جاء فی
بعد یعنی وہ جانے کے بعد اس وقت
تک نہیں آیا اور جو انھوں نے کہا کہ اس پر انتہاء کلام
کی وجہ سے اسے غایت کہا جاتا ہے اس کا معنی
و مفہوم بھی یہی ہے ۱۲ منہ رضى الله تعالى عنه (ت)

فلیتوجه اللہ علیہ ^۱ ۲۰
 وقت ہے جب نہ آنے والوں کی عدم حاضری اور
 الزام مختلف ثابت ہو چکا جس کی وجہ سے وہ عبادت کے مستحق قرار پائے ہیں (ت)
اقول یہاں سے واضح ہو گیا کہ ظاہر حدیث میں جو کلام قنینہ و عجبی کی تائید نکلتی تھی ممنوع و ساقط ہے
 معہذا شک نہیں کہ حضور مسجد بنغیہ عبادت مقصودہ نہیں بلکہ غرض شہود جماعت ہے اور قبل از اقامت
 قوت جماعت غیر معقول و اقامت تک وجوب موسع ماننے سے چارہ نہیں مگر بات یہ ہے کہ اقامت تک تاخیر
 یا تو امام معین کو میسر جس کے بن آئے جماعت قائم ہی نہ ہوگی یا اسے جس کا مکان مسجد سے ایسا ملاحق کہ تکبیر کی آواز
 اُس پر غنی نہ رہے گی ان کے سوا اور نمازیوں کو انتظار اقامت کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں کہ جب نہ تکبیر ان پر
 موقوف نہ اُنھیں اس کی آواز آئے گی تو کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں ایسوں کو اُسی وقت تک تاخیر و واجب
 تک تفریق کا خوف نہ ہو حدیث ایسے ہی لوگوں پر محمول اور ممکن کہ کلام قنینہ و عجبی ہی اسی معنی پر حمل کریں فیہ حاصل
 التوفیق و باللہ التوفیق۔

مرا بعا اگر بعض باطل یہ احکام مطلق جماعت کے ہوتے کہ اولی و ثانیہ دونوں جس کے فرد کو جب
 تھا کہ بعد فوت اولی ثانیہ بالتعین واجب ہو کر موتی کہ اب برائت ذمہ اسی فرد میں منحصر ہو گئی حالانکہ ہر
 ان کے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بعد فوت اولی و ثانیہ در نہ نفس بزار ثانیہ میں نہ عظیم ہے ظاہر الروایہ
 منع و کراہت اگرچہ مانع و مختار جواز ہے جبکہ ہے اعادہ اذان ہیۃ اولی بدل کر ہو کما بینا ^۱ ۲
 فتاویٰ ما یقبل المنصف دان کا بر المنصف (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تفصیل بیان
 کر دی ہے جسے منصف قبول اور متعسف مخالفت کرے گی) امام اجل علیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے
 فتاویٰ میں فرماتے ہیں و

لو دخل جماعة المسجد بعد ما یصلی
 فیہ اہلہ یصلون وحدانا وہو ظاہر
 الروایۃ ^۲
 اگر کچھ آدمی کسی ایسی مسجد میں داخل ہوئے کہ وہاں کے
 لوگ باجماعت نماز ادا کر چکے تھے قراۃت نہایتنا پڑھیں
 اور یہی ظاہر روایت ہے۔ (ت)

عہد یہاں کلام علی ما ہوا المشہور بین کثیر من الناس ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ پر کہ اس کی تحقیق تکمیل توفیق و
 جلیل تطبیق فائض ہوئی خاص اسباب میں تحریر فقیر سے دیدنی ۱۲ منہ رحمہ اللہ (م)

منہ شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم باب فضل صلوة الجماعۃ زیحدیت مذکور مطبوعہ دار محمد صالح المنجد کراچی ۲۲۲/۱
 منہ رد مختار بحوالہ فتاویٰ علیر مطبوعہ فی تکرار الجماعۃ فی المسجد مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۰۹/۱

وبعبارة اخیری جس جماعت کو علماء واجب یا سنت ہو کر کہتے ہیں اس کا تا کہ شفی علیہ
 ہے اور ثانیہ کا بعد فوت اولیٰ بھی نفس جواز مختلف غیر تو ثانیہ کسی وقت اس جماعت سے نہیں جس کا حکم وجوب
 تا کہ ہے لیکن ثانیہ دائماً مطلق جماعت کی فرد ہے تو لاجرم یہ احکام مطلق اصولی کے نہیں بلکہ خاص اولیٰ کے
 ہیں وہو لمطلوب (اور مطلوب بھی تھا۔ ت۔) رد المحتار میں ہے :

قد علمت ان تکرارها مکروه فی طاهر الروایة الا فی روایة عن الامام وروایة
 عن ابی یوسف کما قد مناه قریب و سیاق
 ان المراجع عند اهل المذهب وجوب
 الجماعة وانه یاثر بتفویتها اتفاقاً

آپ نے یہاں کہ جماعت کا تکرار ظاہر روایت میں مکروہ
 ہے مگر امام صاحب سے ایک روایت اور امام
 ابو یوسف سے ایک روایت میں مکروہ نہیں جیسا کہ
 ہم نے ابھی پہلے بیان کیا اور عنقریب آ رہا ہے کہ
 اہل مذہب کے ہاں راجح وجوب جماعت ہے اور
 جماعت کو فوت کرنے والا بالاتفاق گناہ ہے (ت۔)

بعد ازاں کیا چیز ہے جس کی تغیریت بالاتفاق گناہ ثانیہ کو تو اسی عبارت میں روایت مشہورہ پر مکروہ
 بتا رہے ہیں لاجرم وہ اولیٰ ہی ہے تو ثانیہ کے اعتقاد پر اسے فوت کرنا بالاتفاق گناہ ہے اور گناہ کی اجازت
 دینی اس سے بھی بدتر۔

وبعبارة ثالثة یہی علماء جماعت ثانیہ کو مکروہ بتاتے ہیں وجوب و تا کہ جماعت کی تصریح
 فرماتے ہیں کما لا یخفى علی من تتبع کلمات القوم وقد علمت الخلف والموافق جیسا کہ ہر اس شخص پر
 واضح ہے جو فقہاء کی عبارات سے آگاہ ہے اور قرآن میں اختلاف و اتفاق کو جانتا ہے۔ ت۔ اور وجوب و
 تا کہ لاکراہیت سے اجتماع بمعنی نہیں عن الفعل یا نذب ترک بعد حصول التما کہ یقیناً محال اگرچہ بمعنی المطلوب
 المطلوب اند فی قبل الحصول و مطلوب الفعل بعد الحصول ممکن اور شک نہیں کہ یہاں اجتماع ہو گا تو بمعنی اول
 فاعرف والمهم ان کنت تفهم بالیقین (اسے پہچان کر اچھی طرح سمجھ لے اگر ترفیق کو پاسنے والا ہے۔)
 وہ حکم اجماعی ایسی ہی جماعت کا ہے جو ثانیہ کو شامل نہیں ورنہ قولی مشہور نہ صرف مجہور بلکہ قول بالجمال اور معاذ اللہ

عنه قلت وروایة عن محمد کف فی البحر
 والمجتبی والمعلیة وغیرها ۱۲ منہ (۴)

میں کہتا ہوں امام محمد سے بھی ایک روایت ہے جیسا کہ
 بحر، مجتبیٰ، علیہ اور دیگر کتب میں ہے ۱۲ منہ (۴)

سہ رد المحتار مطلب فی کراہیت تکرار الجماعۃ فی السجد مطبوعہ مصطفیٰ البابا مصر ۱/ ۲۹۱

بالجملہ نہ جماعت اولیٰ پر ترجیح تہجد و چہر صحت رکھتی ہے نہ حکم وجوب و تاکہ جماعت اولیٰ سے متعدی ہے نہ باعتبار ثانیہ ترک اولیٰ کی اجازت ہو سکتی ہے نہ ہرگز اولیٰ و ثانیہ کا ثواب مساوی ہے بلکہ باعتبار ثانیہ تضرعت اولیٰ گناہ قطعی اجتماعی ہے، ہاں مسجد اگر مسجد شارع ہو یعنی اُس کے لئے کوئی جماعت معلوم معین نہیں جیسے بازاروں کی مسجدیں کہ کسی خاص محلہ و گروہ سے مختص نہیں کچھ راہ گیر آئے پڑھ گئے کچھ پھر آئے وہ پڑھ گئے، یوں ہی متفرق گروہ آتے اور پڑھتے جاتے ہیں تو وہاں اس قول کی گنجائش ہے کہ ایسی مساجد کی ہر جماعت جماعت اولیٰ ہے،

کیونکہ پہلی جماعت دوسری سے ہر حال میں روکنے والی ہے یا اس شرط کے ساتھ کہ پہلی جماعت اہل محلہ نے بلند اذان و اقامت کے ساتھ ادا کی ہو حتیٰ کہ اگر غیر محلہ کے لوگ کسی محلہ کی مسجد میں آئے اور انہوں نے اذان دی اقامت کی اور جماعت کر لی تو اب اہل محلہ عذاب تبدیل کئے بغیر جماعت کر سکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ کیونکہ جماعت کرنے کا حق ان کا ہے تو غیر کی جماعت کی وجہ سے ان کا حق باطل نہیں ہو سکتا بیہ فقہانے اس کی تصریح کی ہے، اور راستے کی مسجد میں کوئی عمل باتہ متعین نہیں ہوتا لہذا باعتبار معنی نہ گور کے ایسی مسجد کی کوئی ایک جماعت دے دی نہ ہوگی بلکہ ہر ایک اولیٰ ہوگی کیونکہ وہاں بعض بعض اولیٰ نہیں ہوتے۔ (ت)

ولہذا ہر گروہ کہ آتا جائے اپنی اپنی جماعت کرے

جیسا کہ رد المحتار میں قرآن الاسرار سے امالیٰ تافہین لکھے اور انہی کے فتاویٰ حایرہ کے حوالے سے ہے ہر وہ مسجد جہاں کوئی نوذن و امام مقرر نہ ہو وہاں لوگ مسجد میں گروہ درگروہ نماز ادا کریں کیونکہ افضل یہ ہے کہ ہر گروہ اذان و اقامت کے ساتھ

فان الاولیٰ التہیة عن الثانیة مطلقا او بشرطه حی ما فعلها اهل المسجد باذان جہرا و اقامة حتی لو ان مسجدا من مساجد الحی اثناء فوجہ من غیر اہلہ فادنوا و اقاموا و صدرا جماعة کان لاهلہ الت یصلوا جماعة من دون حجة الی، لعدول عن المحراب لان الحق لہم ولا یبطل بفعل غیرہم کما نصوا علیہ و مساجد الشوارع لا اہل لہا معینا فلا یتحقق فیہا الاولیٰ بالمعنی المذکور بل اسکل اولیٰ ذیہ بعض من بعض ما ولی۔

کہ فی رد المحتار عن حران الاسرار عن امالیٰ الامام تافہین و فی حایرہ مسجد یس لہ نوذن و امام معلوم و یصل الناس فیہ فوجہ فوجاں از افضل من یصلی مکمل فسریت باذان و اقامة

على حدة الله وفي المشامية عن المنيع
اما مسجد الشام فالناس فيه سواء
لا اختصا من له فريقت دون فريقت
انك انك نماز پڑھے اور فتاویٰ شامی میں تتبع
سے ہے رہا معاملہ مسجد شام کا تو اس میں تمام
لوگ برابر ہوتے ہیں اس میں کسی ایک فریق کو تخصیص
حاصل نہیں ہے نہ (ت)

الحمد لله كلام ابنه ذروة اقصى كونه
ولي التوفيق تحقيق كالتعاضد
لا ككسب الكلام پراخذ مقصود
ابانت صواب اہم واجبات شرعية
عبدوا لى لیا۔

اللهم اجعل من المفلحين وبعهد بيث
من الموفين عليه وعلى آله القبولة
التسليم مرهبا تقبل منا انك انت
السميع العليم۔

الحمد لله كير ضرورى ووجز جواب كاشف
روز جان افروز و شنبه كوقت اشراق
دحوالاجوبة الاربعة اس لا يور نام
السلام على سيد المرسلين محمد وآله
اعلو وعلمه جل مجداه احكم۔

س. د. المختار	باب الامارة	مطبوعه مطبعة البابی مصر	۱/ ۴۰۸
فتاویٰ قاضی خاں	فصل فی المسجد	مطبوعه فوكتشور كشتو	۱۹/ ۲۲
س. د. المختار	باب الامارة	مطبوعه البابی مصر	۱/ ۴۰۹

۱۳ الْقَطُوفُ الدَّانِيَّةُ لِمَنْ أَحْسَنَ الْجَمَاعَةَ الثَّانِيَةَ ۱۳

(جماعتِ ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لئے ٹھکے ہوئے خوشے)

(جماعتِ ثانیہ کے ثبوت میں)

مشتملہ از مراد آباد مدرسہ برادریہ مسند مولوی سید محمد حبیب الرحمن صاحب سلمیٰ

۱۱ جمادی الاول ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیین شرع میں اس مسئلہ میں کہ جماعتِ ثانیہ بغیر اذن و اقامت و بصورت ہل دینے ہیأت جماعتِ اولیٰ کی از رو۔ یہ شرع شریعت بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و جردا

الجواب

صورتِ مستفسرہ میں جماعتِ ثانیہ کی کراہت مطلقہ مطلقاً جائز و مباح عند اہل تحقیق ہے جس کی تنقیح بالغ و توضیح بزرع مع رد و امع اذ ہم ناہی بعض اہلنا کے زمانہ بعونہ تعالیٰ رسائل فقیر سے ظاہر و عیاں یہاں نفس مسئلہ کے اجمال احکام اور ان کے متعلق فتویٰ و نصوص علما کے کرام پر اقتصار کیجئے کہ شانِ فتویٰ اسی کے شایاں۔

فأقول وبالله التوفيق وبه الوصول الى ذرى التحقيق (میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تحقیق کی گہرائی تک پہنچا جاسکتا ہے۔ ت)

أولاً نذكر جماعت کے جواز و افضلیت کی وہ صورتیں سنئے جن میں اصلاً نزاع کو گنجائش نہیں،
(۱) جو مسجد شارع عام یا بار بار یا اسٹیشن یا سرائی کے سنے اہل معین نہیں، وقت پر جو لوگ گزرے یا اترے یا آئے یا پڑھ گئے غرض کسی محلہ خاص سے خصوصیت نہیں رکھتی کہ وہاں کی معمولی جماعت

وہی ہے اوروں کا آنا، تلقاق و عارضی سے ایسی مسجد میں بالاجماع مکرار جماعت باذانِ جدید و تکبیرِ جدید جائز بلکہ یہی شرعاً مطلوب ہے کہ فزیت بنو بہت جو لوگ آئیں نئی اذان و اقامت سے جماعت کر سکتے جائیں اگرچہ (ایک نماز کے) وقت میں وہی بیس جماعتیں ہو جائیں۔

(۲) مسجدِ محلہ کو ایک محلہ خاص سے اختصاص رکھتی ہے اس میں اقامت جماعت انھیں کا حق ہے اگر اُن کے غیر جماعت کر گئے تو اہل محلہ کو مکرار جماعت بلاشبہ جائز ہے جیسے کہ نمازِ جنازہ حالانکہ اس کی تکرار اصلاً مشروع نہیں پھر بھی اگر خیر ولی بے اذان ولی پڑھا جائے اب ولی اسے اعادہ کا مجاز ہے کہ حق اس کا تھا۔

(۳) بعض اہل ہی جماعت کر گئے مگر بے اذان پڑھ گئے۔

(۴) اذان بھی دی تھی مگر آہستہ، ان صورتوں میں بھی بعد کو آنے والے باذانِ جدید و بر سنت اعادہ جماعت کریں کہ جماعت معتبرہ ہی ہے جہاں اذان سے جو اور اذان وہ جو اعلان سے ہو۔

(۵) محلے میں منعی و غیر منعی دونوں رہتے ہیں پہلے خیر تنفیہ امام نے جماعت کر لی اور حنفیہ کو معلوم ہے کہ اسی نماز میں اس نے مذہبِ حنفی کے کسی فرض طہارت یا فرض صلوٰۃ یا شرط امامت کو ترک کیا ہے مثلاً چہارم سر سے کم کا مسح یا آبِ قلیل نجاست فادہ سے وضو یا حرم یا پڑے قدر، ہم سے زیادہ منعی یا صاحبِ ترتیب کا باد صفت یا وہ وسعت وقت ہے اور اسے حائزہ وقت پر حنا یا نماز وقت تنہا پڑھ کر پھر اسی نماز میں امامت کرنا تو ایسی حالت میں حنفیہ بلاشبہ اپنی جماعت جدا گانہ کریں کہ اگرچہ شرع اُن جماعت کرنے والوں کے لئے اسے جماعتِ اولیٰ مانے مگر تنفی تو اُس میں اقتدا انہیں کر سکتا اگر کرے تو نماز ہی نہ ہو۔

(۶) اس خاص نماز کا تر حال معلوم نہیں مگر اس امام کی بے احتیاطی اور فراغِ نفس میں ترک لی و مذہبِ حنفی ثابت ہے جیسے عامہ غیر متعلقین کو خرابی کو ابی اہل حق سے مخالفت اور مذہبِ اربعہ خصوصاً مذہبِ مہذب حنفیہ کی مضادت پر عرض ہوتے ہیں جب بھی حنفیہ کو اُن کی اقتدا گناہ و ممنوع ہے اپنی جماعت جدا کریں۔

(۷) اس کی نسبت امور مذکورہ کی مراعات کا عادی ہونا نہ ہونا کچھ معلوم نہیں جیسے کوئی نامعلوم الٰہی شافعی مالک حنبلی اس صحت میں بھی اُن کی اقتدا خالی اندکراست نہیں تو جماعت ثانیہ کا فضل میں۔

(۸) عادتِ مراعات بھی معلوم ہی سہی تاہم بتصریح اگر امام موافقِ المذہب کے پیچھے جماعت ثانیہ ہی افضل و اکمل اور اسی پر حرمینِ محترمین و مصر و شام وغیرہ بلاد دارالاسلام میں مجبور مسلمین کا عمل۔

(۹) جس نے جماعتِ اولیٰ کی فاسد العقیدہ و مذہبِ بدعتی یا شیعہ یا بانی یا حنفی یا معاذ اللہ امکان کذب الٰہی تعالیٰ شانہ ماننے والا یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کسی کو برا جاننے والا کہ حسنہ التثقیق

ایسوں کی اقتدار بکراہت شدید سخت مکروہ ہے۔

(۱۰) عاقبتی تھا جیسے شرابی، زنا کار یا دارمی منڈا سود خوار کہ یہ لوگ ان وہابیوں کے ایسوں وغیرہم ہند ہوں کے مولویوں متقیوں سے بھی اگرچہ لاکھ درجہ بہتر حال میں ہیں پھر بھی ان کی اقتدار شرعاً بہت ناپسند۔
(۱۱) امام اولیٰ نوابی علم جاہل نمائندہ طہارت کے مسائل سے غافل تھا جیسے اکثر گنوار غلام وغیرہم عوام کہ ایسے کی امامت بھی کراہت انضمام۔

(۱۲) قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا تھا جس سے معنی فاسد ہوں مثلاً ا، ع، یات، ط، یات، س، ص، یا ح، ۵۰ یا ذ، س، و، ظ میں تمیز نہ کرنے والے کہ آج کل اس دارالافتن ہند میں اکثر بلکہ عام عوام بلکہ بہت بلکہ اکثر پڑھے لکھے بھی اس بلا میں مبتلا ہیں وحسب اللہ ونعم الوکیل وانا للہ وانا الیہ راجعون پھر خواہ بے نیالی بے احتیاطی یا سیکنے میں بے پروائی یا زبان کی نارسائی کوئی سبب ہو مذہب معتد پر صحیح خواں کی نادر اس کے بچے مطلقاً فاسد ہے اگرچہ ان میں بعض سویر میں مذہب متاخر میں خود اس کی اپنی ناز کے لئے بہت وسعتیں دے مگر تحقیق بھی بشرط معلوم مضبوط کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیں کہ قادر ناقاد کا امام ہو سکے تو اگر بھی صورت صحت واقع ہو کر وہ جماعت اولیٰ ٹھہرے لاہرم صحیح خواں کی جماعت ثانیہ ہی کا حکم ہے یہ صورت صورت اولیٰ کی حالت پہلے اولیٰ یا نور ہے اور غرض ایسی صورتیں جماعت ثانیہ کی خاص تاکید یا فصل مزید کی ہیں جن میں بالاجماع یا علیٰ کل ان صحیح اصطلاح کلام کی گنجائش نہیں، خدا بطریقہ ہے کہ جب جماعت اولیٰ اہل مسجد یا اہل مذہب کی نہ ہو یا اپنے مذہب میں فاسدہ یا مکروہ ہو تو ہمیں جماعت ثانیہ کی مطلقاً اجارت بلکہ در صورت کراہت قصداً تغذیت اولیٰ کی رغبت جبکہ ثانیہ تظہیر مل سکتی ہو اور در صورت فساد قرآن میں شرکت ہی سے صاف عافیت اگرچہ ثانیہ بھی میر نہ ہو، اب ان تمام مطالب پر نص میں علماء، مفتیان فقیر نے ہی سب مسائل میں توفیقہ تعالیٰ قول مستقیم اختیار کیا ہے اسی کے متعلق عبارات کتب یا مجاز و اختصار فعل کروں کہ ذکر تاویل و تطبیق و ترمیم و تحقیق و تنقیح و تدقیق محتاج تلویل معنی البعد تعالیٰ، ان مباحث میں یہ سب مدارج فتاویٰ و رسائل و تعالیم فقیر میں ملے ہو چکے ہیں و باللہ التوفیق۔ مبنی غرض میں ہے لا تکروا مسجد محلہ یا دارالافتاء مسجد محلہ میں اذان و اقامت کے ساتھ ٹکڑا جماعت

یہ باری طور صادق ہے کہ اس مسجد کا کوئی اہل معین مذہب یا جس نے ناز پڑھائی وہ مسجد کے اہل میں سے نہ ہو (یعنی اہل محلہ ہو) ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

عہ صادق مان لا اہل لہ او جہل من
لیس من اہلہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ (د)

الاذا صلى بها فيه اولا غير اهله او صلى
اهله بمخافتة الاذان

جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ غیر محلہ والوں نے
وہاں اذان و اقامت کے ساتھ اولاً جماعت کرائی
ہو یا اہل محلہ نے آہستہ اذان دے کر جماعت کرائی ہو

ترجمہ: اگر اگر شرع تنویر الالبصار میں ہے:

لو كان مسجد طريقي جائز اجتماعا كما في
مسجد ليس له امام ولا مؤذن
ويصلي الناس فيه فوجا فوجا فوات
الا فضل ان يصلي كل فريق باذنه و
اقامة على حدة كما في امسالي
قاضى خان

اگر مسجد شارع ہے تو بالاتفاق ٹکڑا جماعت جائز
جیسا کہ اس مسجد کا حکم ہے جس کا امام و مؤذن مقرر
نہ ہو اور لوگ اس میں گروہ درگروہ نماز ادا کرتے ہوں
تو وہاں افضل یہ ہے کہ ہر فرق اپنی اپنی اذان و
اقامت کے ساتھ الگ الگ نماز پڑھے جیسا کہ
امالی قاضی خاں میں ہے۔ (د)

در مختار میں ہے:

تكره خلف من خلف شافعي لكن في وقت
البحرمان تيقن المراساة لم يكره
او بعد ماله لم يصح وان
شك كره

مخالفت کے بغیر نماز مکروہ ہے مثلاً شافعی المسلک
کے پیچھے، لیکن بحر میں وتر کی بحث میں ہے کہ اگر
اس کا مذہب حنفی کی رعایت کرنا یقینی ہو تو پھر مکروہ
نہیں، اگر مذہب حنفی کی رعایت نہ کرنا یقینی ہو تو صحیح
نہ ہوگی، اور اس کے بارے میں شک ہو تو نماز
مکروہ ہے۔ (د)

بحر الرائق میں ہے:

حاصل ان صاحب الہدایۃ جواز
الاقتداء بالشافعی بشرط
ان لا یصلہ المقتدی منہ

حاصل یہ ہے کہ صاحب ہدایہ نے شافعی کی اقتداء
کو اس شرط کے ساتھ جائز کہا ہے کہ جب مستندی
اس امام کے کسی ایسے عمل کو نہ ہاشا ہو جو مقتدی کی

کتاب در الاحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الامامة مطبوعہ مطبع احمد کمال الکائنہ فی الرساۃ مصر ۱۲۵۸ھ

۸/۱-۴

مطبوعہ مکتبۃ البابا بمصر

باب الامامة

کتاب در مختار

۸/۱-۴

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

۸۳/۱

ما يمنع صحة صلاته في رأي
المفتدي كالفساد ونحوه وعند
مواضع عدم صحة الاقتداء به
في العناية وغاية البيان بقوله كما
اذا لم يتوضأ من الفحص والحاسر
من غير السيلين كما كان شاكاً في ايمانه
بقوله انا مومن ان شاء الله او متوضأ
من القلتين او يرفع يديه عند
الركوع وعند رفع الراس من
الركوع او لم يغسل ثوبه من المني
ولو يفرقه او انحراف من القبلة الى
اليسار او صلى الوتر متليمتين
او اقبل على ركعة ولم يوتر
اصلاً او فقهه في الصلاة ولم
يتوضأ او صلى فرض الوقت مرة
ثم امة الغنوم فيه مراد في النهاية
وان لا يرأى الترتيب في
الفوائت وان لا يصح رابع راسه
ومراد قاضي خاں وان يكون متعصباً
والكل ظاهر ما عدا خمسة امتيازات
الاول مسألة التوضؤ من
القلتین فانه صحيح عندنا اذا لم
يقع في الدرنجاسة ولو يخطط بمستعمل

راتے کے مطابق صحت نماز کے منافی ہے، مثلاً
رگ کٹانا وغیرہ، عدم صحت اقتداء کے چند مواضع
غایہ اور غایۃ البسیان سے ان الفاظ
سے بیان کئے کہ مثلاً جب اس امام نے رگ کٹانے
یا غیر سیلیں سے کسی شے کے خارج ہونے پر
وجہ نہ کیا ہو یا اس امام کے ایمان میں شک ہے،
مثلاً وہ یہ کہتا ہے کہ "ان شاء الله میں مومن ہوں" یا
وہ قلتین پانی سے وضو کرتا ہے یا رکوع جتنے وقت
اور اٹھتے وقت رفع یرین کرتا ہے یا وہ منی لگ
جانے کی وجہ سے کپڑے کو نہیں دھوتا اور نہ ہی اسے
کھرچتا ہے (گارھی ہونے کی صورت میں) یا وہ
قبلت سے بائیں جانب پھرتا ہے یا وہ دو سلاموں سے
وتر ادا کرتا ہے یا ایک رکعت وتر پڑھتا ہے یا بالکل
پڑھتا ہی نہیں یا نماز میں فتنہ سے جھٹکتا ہے اور
وضو نہیں کرتا یا ایک دفعہ وقتی نماز پڑھا چکا ہے پھر
اسی نماز کا امام بن جاتا ہے۔ اس پر نہایت میں
اضافہ ہے کہ فوت شدہ نمازوں میں ترتیب کی رعایت
نہ رکھتا ہوں تاکہ وہ صلیب ترتیب کے چوتھائی ٹکڑے بن کر
تھامی خاں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ متعصب ہو
ان پانچ کے علاوہ باقی تمام واضح ہیں۔

اول قلتین سے وضو کرنا ہمارے نزدیک
بھی صحیح ہے جبکہ اس میں نجاست نہ گری ہو، اور
اس کے مساوی یا زائد اس میں مستعمل پانی نہ ملا ہو

مسئلہ اول: اکثر فلائید اب یقید قولہم
بالقلبتین المتنجس ماؤها والمسهل
بالشروط المذكور لا مطلقاً۔

الثانی مسئلہ رفع الیدین
من وجہین الاول ان الفہم وایتنہ
شاذة لیست بصحیحة روایة ولا درایة
الثانی ان الفساد عند الركوع لا یقتضی
عدم صحۃ الاقتداء من الابتداء مع
ان عمر ورض البطلان غیر مقطوع بہ حتی
یحکم کالمتحقق عند الشروع لان الرفع
جائز الترتیب عندہم لسنیتہ۔

الثالث مسئلہ الانحراف عن
القبلة الی الیسا ملائک المائم عند ان
یجوز المشامق الی الفہم والشافعیۃ
لا ینحرفون ہذا الانحراف۔

الرابع مسئلہ التعصب لامت
التعصب علی تقدیر وجودہ عنہم
انما یوجب الفسق والفسق لا یمنع صحۃ
الاقتداء۔

الخامس مسئلہ الاستثناء
فی الایمان فان التکفیر غلط و
الاستثناء قول اکثر السلف اہم ملتقطاً
یہ کلام بحر فی البحر تھا۔

لہذا اقلتین کے ساتھ یہ شرط لگانا بھی ضروری ہے
مگر قلتین کا پانی ناپاک ہو یا اس میں مستعمل پانی
برابر یا زائد ملا ہو ورنہ مطلقاً حکم لگانا درست نہیں۔
دوم رفع یدین کی دو صورتیں ہیں ایک فساد
والی روایت شاذہ ہے نہ روایت صحیح ہے نہ درایت۔
دوسری یہ کہ رکوع کے موقع پر فساد کا عارض ہونا
ابتداء اقتداء کے منافی نہیں یا وجود اس کے بطلان
کا عارض ہونا بھی یقینی نہیں حتیٰ کہ اسے برکت شروع
ہی متحقق قرار دے دیا جائے کیونکہ رفع یدین کا
پھرڑنا بھی جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ سنت
ہی ہے (تو ممکن ہے وہ اس کو ترک کر دے)

سوم قلاسے مائیں طرف انحراف کا معاملہ
تو اس معاملہ میں ہمارے نزدیک مانع وہ انحراف
ہے جو مشارق سے مغارب کی طرف تجاوز ہو اور
شواہق ایسے انحراف کے قابل ہیں۔

ہمارم رب تعصب کا معاملہ، تو اگر ان سے
تعصب ثابت ہو تو یہ فسق کا موجب ہے اور فسق
صحۃ اقتداء سے مانع نہیں ہوتا۔

پہنجم باقی ایمان کا ان شاء اللہ کے ساتھ
معلق کرنے والا مسئلہ تو اس میں فتویٰ کفر
غلط ہے کیونکہ معلق کرنا بہت مشکل کا قول ہے اعلیٰ

اقول وقد كانت تظهر لي بحمد الله الخمسة المذكورة اول ما نظرت اسكلام مع زيادة فنذكر ما بقى من الابحاث تنبيها للافادة الاول قولهم لو يوتر اصولا لا يظهر له وجه فانه بتركه لا يفسق فضلا عما يوجب بطلان الاقتداء فان الوتر وانما وجب عندنا فهو مجتهد فيد ولا تهيق بالاجتهاد وانما حبل على اية ان لو يصله لم يصب الاقتداء به في الفجر بشرطه لغوات الترتيب ما فاء قوله نداء في النهاية وان لا يراعى الترتيب ثم ما ايتى العلامة الشارح عطلة في منحة الخصال بهذا ثم اعلمه بالتكرار قال فليتأمل ما لم اذ **اقول** بل هو اشد من التكرار فان قوله نداء لا يحتمله كما علمت **الثاني اقول** وينبغي اسقاط صلوة الوتر بتسليمتين فان طريقت المبطل غير البطلان من رأس كما ان نداء المبطل ثم علم ما ذهب اليه الامام ابو بكر الرازي

اقول (میں کہتا ہوں) بحمد اللہ سرسری نظر میں یہ پانچ ہی تھے، کچھ اور پیش بھی ہیں جن ان باقی کو افادہ کے لئے یہاں ذکر کر دیتے ہیں، اول، اصولاً وہ وتر نہ پڑھتا ہوا کہ یہ قول درست نہیں کیونکہ وتر کے ترک سے وہ فاسق نہیں ہوتا چاہے اس کی اقتداء کو باطل قرار دیا جائے کیونکہ وتر ہمارے پاس اگرچہ واجب ہیں لیکن یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق قرار نہیں دیا جاسکتا اور اگر اس جہالت کو اس پر محمول کیا جائے کہ اگر وتر نہ پڑھا تو اس کی فہم میں اقتداء جائز نہ ہوگی کیونکہ ترتیب فوت ہو گئی ہے۔ تو اب اس کے قول کو نہایت میں اضافہ ہے کہ اگر وتر ترتیب کی رعایت نہیں تو اقتداء جائز نہیں ایسا کافی قرار پائے گا، پھر میں نے مدد رشتہ کی دیکھ کر انہوں نے منہ الخاقی میں یہ ہی علت بیان کی اور اس پر تکرار کا اعتراض کیا، اور کہا اس سے مراد یہ غور کرنا چاہئے اقول (میں کہتا ہوں)، بلکہ یہ تکرار سے اشد ہے کیونکہ اس لفظ نداء اس کا احتمال نہیں رکھتا جیسا کہ جان لیا ہے۔ دوسرا یہ کہ اقول (میں کہتا ہوں)، وتر کو دو مسلمانوں کے ساتھ ادا کرنے کا احتمال کو ساتھ کر لینا چاہئے تھا کیونکہ عارضی مبطل لاحق ہونا اذ اس بطلان کا غیر ہوتا ہے جو ابتداء ہو جیسا کہ بحر میں ہے۔ پھر امام ابو بکر رازی

لا یفسد بالمال ایضاً لا من اصابه
 لم یخرج عنده نفسه بالسلام فانه
 یحسب ما بعده من التزو هو مجتهد
 فیر نعم الاصل الفساد کما جزم
 به فی متن التنویر وهو المؤید بقول
 الجمهور الصحيح المشهور من ان
 العبارة لرأی المقتدی الثالث مثله
 الکلام فی اقتصاره علی رکعة الترابع
 ای دانشی قال احادیثنا حفظه الله
 قد علمت المراد انصرفوا
 اجتهدوا فی القبلة مع وجود المحارِب
 القديمة فانه یحوز عند هم
 لا عندنا فلو انصرف عن المحارب
 القديم (ای انحراف جاوز المشارِق
 الی المخرِب) لا یصح الاقتداء به
 اقول وهو وجه سقط لوجه اسقاط
 عند الانحراف نعم لا بد من التقييد
 وهو غیر یقید فانت عدم رعاية الترتیب
 وعدم غسل المني او حرکه کل مقید کما
 تبهما علیه ولو وجب اسقاطهما فکذا
 هذا و به ظهر الخامس وهو عدم
 اسقاط المتوضؤ من القلتین وان
 كانت الوجه هو التقييد الا ان

جس طرف گئے ہیں وہیہ ہے کہ مال بھی نازف اسہ
 نہ ہوگی کیونکہ ان کے نزدیک سلام کے ساتھ امام نماز
 سے خارج نہیں ہو رہا بلکہ وہ مابعد کو ترکت کرتا ہے
 لہذا وہ معاطہ اجتہادی ٹھہرا ہاں اصح فساد ہے
 جیسا کہ اس پر متن تنویر میں جزم کیا گیا ہے اور اس
 کی تائید جہود کے اس صحیح مشہور قول سے ہوتی ہے
 کہ اعتبار مقتدی کی رائے کا ہے۔ تیسرا یہ کہ
 ترک ایک رکعت پر حنا اس پر بھی سابقہ گفتگو
 ہی ہے۔ چوتھا امام شامی نے فرمایا ہمارے شیخ
 حفظہ اللہ نے فرمایا انحراف سے مراد یہ ہے کہ قدیم
 محراب ہونے کے باوجود اجتہاد سے کام لیتے ہوئے
 انحراف کریں تو یہ ان کے ہاں جائز ہے جہاں سے ہاں
 ہاں نہیں تو اگر امام محراب قدیم سے منحرف ہو گیا
 (یعنی ایسا انحراف جو مشارق سے مغارب کی طرف
 تجاوز ہو) تو اس کی اقتدار صحیح نہ ہوگی اور قبول
 (میں کہتا ہوں) یہ توجیہ اس توجیہ کی ساقط ہوگی جو
 انحراف کے وقت استسقاء کی گئی ہے،
 ہاں اسے مقید کرنا ضروری ہے اور وہ بعید نہیں
 کیونکہ عدم رعایت ترتیب یا عدم غسل مني یا اس کا
 کھرچنا تمام مقید ہیں جیسا کہ ہم نے اس پر تنبیہ کر دی ہے
 تو یہ بات ان کے اسقاط کا سبب نہیں ہو سکتی تو
 یہاں (انحراف) میں بھی یہی معاطہ درستی پانچوں بحث
 ظاہر ہے اور وہ قلیبی پانی سے وضو کا ہم اسقاط ہے اگرچہ

مناسب اس کا متعین کرنا ہے مگر غالب و نادر اور
خفی و قلیل میں فرق کیا جاتا ہے اب ہم سابقہ گفتگو
کی طرف لوٹتے ہیں یہ تو مناسبت مقام کی وجہ سے ظلم
سے مجبوراً تحریر صادر ہو گئی (ت)

حاصل یہ ہے کہ شافعی کی اقتدار تین طرح کی ہے
اول یہ کہ اس امام کا مسلک حنفی کی احتیاط و رعایت
کرنا معلوم ہو تو اب اس کی اقتدار میں کراہت
نہ ہوگی۔ ثانی یہ کہ اس امام کا رعایت نہ کرنا معلوم
ہو تو اب اقتدار صحیح ہوگی لیکن اختلاف اس بارے
میں ہے کہ کیا بالخصوص اسی نماز میں جس میں اقتدار
مطلوب ہے عدم احتیاط کا ظلم ضروری ہے

یا فی الجملہ عدم احتیاط کا ظلم
ضروری ہے۔ نہایت میں پہلے کو صحیح کہا اور دوسرے
لوگوں نے دوسرے کو مختار قرار دیا۔ فتاویٰ زہری
میں ہے کہ ایسا یہ ہے کہ اقتدار صحیح ہے اور اس
کے ساتھ حسن ظن رکھنا اولیٰ ہے۔ ثالث یہ کہ اسکے
بارے میں علم نہیں کہ وہ رعایت کرتا ہے یا نہیں
(یعنی مشکوک صورت ہے، تو اب اقتدار مکرر وہ
ہوگی۔ (ت)

یفرق بالغالب والنادر والخفی والمتبادر
ولنرجع الی ما کنا فیہ من الکلام فما
کانت الا صفت تجادب القلم عنان
المرام لمناسبة المقام۔

نیز تحریر میں ہے :

فعبارة ما حصل ان الاقتدار بالشافعی
على ثلاثة أقسام الاول ان لا يعلم منه
الاحتیاط فی مذہب الھنئ فلا کراہۃ
فی الاقتدار بہ التالی ان یعلم منه
عدمہ فلا صحیحہ لکن اختلفوا هل یتقرب
ان یعلم منه عدمہ فی خصوص
ما یقتدی بہ او فی الجملة صحیح فی
النهاية الاول وغیرہ اختراعات
وفی فتاوی الزاھد عن الاصح
انہ یصح وحسن الظن بہ اول
الثالث ان لا یعلم شیئاً
فانکراۃ (ملخصاً)۔

رد المحتار میں ہے :

فقل التیغ خیر الدین عن الرمی
الثانی انہ مشی علی کراہۃ الاقتدار

شیخ خیر الدین نے رمل الشافعی سے نقل کیا ہے کہ
وہ مخالفت کی اقتدار کو اس وقت مکروہ جانتے جب

بالمخالفة حيث اعتمد غيره ومع ذلك
 هي افضل من الاثراد ويحصل له
 فضل بجماعة وبه ائتي الرضی الکبیر
 واعتمد السبکی والاسنوی وغیرہ قال
 والحاصل ان عند ہم في ذلك
 احتلا ما وقد سمعت ما اعتمد الرضی
 وافق به والفقير اقول مثل قوله في يتعلق
 باقتداء الحنفی بالشافعی والعقبيہ
 المنصوب يسلم ذلك ما وانما رضى فقه
 الحنفی لا مراء بعد اتفاق العالمين
 انهم ملخصا يعني به نفسه ورضى الشافعية
 مرحبا بها الله تعالى فتحصل ان الاقتداء
 بالمخالفة المراسم في الفروض
 افضل من الاثراد اذا لم يجد
 غيرة والا فلا اقتداء بالموافق
 افضل

اُسی میں مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری سے ہے ،
 لو كان لكل هذا صاحب كما في زماننا
 فلا فضل الاقتداء بالموافق سواء
 تقدم او تاخر علم ما استحسنه عامة
 المسلمين وعلل به جمهور المؤمنين من اهل
 الحرمين والعراق ومصر و

غیر کی اقتدار ممکن ہو۔ اور اس کے باوجود اقتدار
 تنہا نمازی سے افضل ہے اور ایسی صورت میں جماعت
 کا قراب مل جائے گا۔ اسی پر رطلی کبیر نے فتویٰ دیا
 سبکی اور اسنوی وغیرہ نے بھی اسی پر اعتماد
 کیا ہے کہ حاصل یہ ہے کہ ان (فقہاء) کے ہاں
 اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور میں نے وہ سن رکھا
 ہے جس پر رطلی نے اعتماد کرتے ہوئے فتویٰ دیا اور
 فقیر انہی کے مطابق کہتا ہے اس اقتدار میں جو
 حنفی کی شافعی کے ساتھ ہو اور منصف فقیہ اسے
 تسلیم کرے گا۔ میں رطلی ہوں فقہ حنفی
 رکھتا ہوں دو عالموں کے اتفاق کے بعد کوئی
 شک نہیں ہے قطعاً یہاں انہوں نے امام
 پی زت اور رطلی سے شافعی مراد لیا ہے تو خلاصہ
 یہ ہوا کہ اس مخالفت کی اقتدار جو رعایت کرتا ہو
 فرائض میں، تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے جبکہ اس
 کے علاوہ کوئی امام موجود نہ ہو ورنہ موافق طے کی صورت
 میں اس کی اقتدار افضل ہوگی۔ (ت)

اگر ہر مذہب کا امام ہو جیسا کہ ہمارے دور میں ہے
 تو موافق کی امتداد افضل ہوگی خواہ وہ پہلے
 امامت کرے یا بعد میں اسے ہی امامۃ المسلمین نے
 مستحسن جانا ہے اور اہل حرمین، بیت المقدس،
 مصر اور شام کے جمہور مسلمان اسی پر عمل پیرا ہیں ان

اشعار ولا عبرة یمن شن منہم

سے جو کوئی اتکا کر اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں
اس کا کوئی اعتبار نہیں (ت)

پھر خود فرمایا:

والذی یعیل الیہ القلب عدم کراہۃ
الاقتداء بالمخالفة ما لعل ین غیر صراح
فی الفرائض وانہ لو انتظر احد من مذہبہ
بعیدا عن الموقوف لعل ین اعتراض
عن الجماعة للعلم بآسہ یرید جماعة
اکمل من هذه الجماعة

جس بات کی طرف دل مائل ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ
جو مخالفت فرائض میں رعایت کرنے والا ہر اس
مخالفت کی اقتداء نہ کرے نہ ہوگی، اور اگر کوئی شخص
جماعت کی صفوں سے دور اپنے مذہب کے امام
کا انتظار کرتا ہے تو یہ جماعت سے اعتراض نہ ہوگا
کیونکہ وہ نفسی طور پر اس جماعت سے اکمل جماعت
کے انتظار میں ہے (ت)

اسی میں زیر مسئلہ امامت عہد و اعزابی وغیرہا تبعاً للبعد (بحر کی اتباع میں) ہے۔

یکرة الاقتداء بهم تنزیہاً فان امکن
المولاة خلف غیرهم فهو افضل والا
فالاقتداء اولی من الاقتداء
اسی میں ہے۔

فی المہراج قال اھن بنا لا ینفی انت
یقندی بالناس الا فی الجمعة لانه فی
غیرھا یجد اھاما غیراً
معراج میں ہے کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ
جمہر کے علاوہ میں فاسق کی اقتداء جائز نہیں کیونکہ
جمہر کے علاوہ نمازوں میں دوسرے امام کی اقتداء
ممکن ہوتی ہے (ت)

بلکہ اسی میں ہے:

سہ روا المختار	باب الامامة	مطبوعہ مصطفیٰ الیابانی مصر	۴۱۴/۱
۱۰	"	"	"
۱۰	"	"	۴۱۳/۱
۱۰	"	"	۴۱۲/۱

باقی لوکان مقتدی یا بمن یکره الاقتداء
به ثم شیخ من لا کراهة فیہ هل
یقطع ویقتدی به استظهر ط ان الاول
لو فسقا لا یقطع ولو مخالفها و شك فی
مراعاة یقطع اقول والاظهر العکس
لان الشی فی کراهته تنزیهیه کالاعطی و
الاغرابی بخلاف العاسق فانہ استظهر
فی شرح المنیۃ انها تحریمیه لقولهم
ان فی تعدد بسبب الامامة تعظیہ وقد وجب
علینا اهانته

فقہا کہتے ہیں کہ فاسق کو امام بنانے میں فاسق کی تغیر ہوتی ہے حالانکہ ہم پر اس کی امانت لازم ہے (د ت)
غیۃ المستملی شرح غیۃ المصلی ص ۱۰۲ ار اسیر المقلبی میں ہے :

یکرہ تقدیم المبتدع الصلاہ فاسق
من حیث لا اعتقاد و هو اشد من الفسق
من حیث المصل لان العاسق یعترف
بانہ فاسق و یخاف و یتعذر بخلاف
المبتدع

تخریر الابصار و در مختار میں ہے :

لا یصح اقتداء غیر الاثنی عشر علی الاصح
کما فی البحر و حور لعلی و ابن الشحنة
انہ بعد بذل جہدہ دامنا حتی کالامی
ولا یوم الامتلاء ولا تصح مصلاتہ

اذا هكته الاقتداء بمن يحسد او ترك جهده فاذا وجد
 قدر الغرض مما لا لثغ فيه هذا هو
 الصحيح المختار في حكم الالتم وكذا ان لا يقدر على
 لتلفظ بحروف من الحروف
 اسے کسی پڑھنے والے کی اقتدار ممکن ہو تو اب تنہا نماز
 نہ ہوگی، اسی طرح حکم ہے جب اس نے کوشش ترک
 کر دی یا وہ مقدار فرض کی قرأت پر قادر ہو گیا جس میں
 تو کو پڑھنا نہیں آتا تو اسے حکم میں یہی صحیح و مختار ہے اسی طرح
 اس شخص کا حکم ہے جو حروف میں سے کسی حرف کے
 صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

وذلك كالرهنم الرحيم والشيئات الرحيم
 والأمين وياك نايد وياك نستدين السرا
 انامت مكن ذلك حكمه ما مر
 فتاویٰ خیرہ میں ہے،

جیسے کوئی رحمن، رحیم، شیطان، الرحیم، آمین، یا ک
 نا بد و یا ک نستدین، السرات، انامت پڑھتا ہے
 ان صورتوں کا حکم پیچھے گزر چکا ہے (ت)

امامة الائمة للفصيح

في سنده في مرجع الصحیح

(راجع اور صحیح قول کے مطابق فصیح کے لئے توتلے کی اقتدار خاصہ نماز ہے۔ ت)

اب محل نظر صرف ایک صورت رہی کہ مسجد محلہ میں اہل محلہ نے باذان واقامت ہو جو سنت امام مرا فقی
 المذہب سالم العقیدہ متقی مسائل داں صحیح خواں کے ساتھ جماعت اولیٰ خالیہ عن الکراہۃ ادا کر لی پھر
 باقی ماندہ لوگ آئے انہیں دوبارہ اس مسجد میں جماعت قائم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اور ہے تو بکراہت
 یا ہے کراہت؟ اس بارے میں میں تحقیق و تحقیق و حاصل انیت و توفیق و اثر توفیق یہ ہے کہ اس صورت میں تکرار
 جماعت باعادہ اذان ہمارے نزدیک ممنوع و بدعت ہے، یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب
 مہذب و طاہر الروایہ ہے، متن متین بحیث البحرین و بحر الرائی علامہ زین میں ہے،
 ولا تکوہ فی مسجد محلة باذان ثانی مسجد محلہ میں دوسری اذان کے ساتھ تکرار جماعت
 جائز نہیں۔ (ت)

۸۵/۱	مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی	باب الامامة	سے در مختار
۲۲۱/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابا مصر		سے رد المحتار
۱۰/۱	دار المعرفۃ بیروت	کتاب الصلوة	سے فتاویٰ خیرہ
۳۲۶/۱	ایک ایام سیدہ کنپی کراچی	باب الامامة	سے بحر الرائی

در مختار وغیر ان الاسرار میں ہے :

الغادر کے ہیں محلہ کی مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ تکرار جماعت مکروہ ہے ، راستہ کی مسجد یا ایسی مسجد جس کا کوئی امام و مؤذن مقرر نہ ہو اس میں تکرار جماعت مکروہ نہیں۔ (ت)

والنظم لتكرار الجماعة بآداب و اقامة في مسجد محلة لافي مسجد طريق او مسجد امام له ولا مؤذن۔

غزیر الاحکام اور اس کی شرح در الاحکام میں ہے :

اذان و اقامت کے ساتھ جماعت کا تکرار محلہ کی مسجد میں درست نہیں یعنی جب مسجد کے لئے امام اور جماعت متعین ہو پس بعض نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھ لی تو اب دوسرے لوگوں کے لئے اذان و اقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت مباح نہیں ہے۔ (ت)

لا تكرر الجماعة في مسجد محلة بآداب و اقامة يعني اذكانت المسجد امام و جماعة معلومة فمصلحة بعضهم باذان و اقامة لا يباح لباقيهم تكرر ههنا۔

شرح المحقق المصنف الامام العلامة اس السامانی و تادی ہندیہ میں ہے :

جب مسجد محلہ کا امام اور جماعت مقرر ہو اور اپنی محلہ نے اس مسجد میں نماز ادا کر لی ہو تو اب دوسری اذان کے ساتھ تکرار جماعت مباح نہیں (ت)

ال مسجد اذا كان له امام معلوم و جماعة معلومة في محلة فمصلحة اهله فيه بالجماعة لا يباح تكرر ههنا في اذان ثانيا۔

و جبر کروی وغیرہ علامہ طہی میں ہے :

اگر مسجد کے لئے امام اور مؤذن مقرر ہو تو ایسی مسجد میں بار نزدیک اذان و اقامت کے ساتھ تکرار جماعت مکروہ ہو گا۔ (ت)

لو كان له امام و مؤذن معلوم فيكرة تكرر لجماعة في اذان و اقامة عندنا۔

ذخيرة العیجی شرح صدر الشریعة العظمیٰ میں ہے :

۸۲/۱	مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی	باب الامامة	۸۲/۱
۸۵/۱	مطبوعہ امکا علی المکانتہ دار سعادت مصر	فصل في الامامة	۸۵/۱
۸۳/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الفصل الاول في الجماعة	۸۳/۱
۶۱۴	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل في احکام المسجد	۶۱۴

ان کا کہنا ہے مسجد امام معلومہ و جماعۃ معلومۃ فصلو فیہ بجماعۃ یا دامت واقامۃ لایبح تکرارہا بہما۔
 اگر مسجد کا امام اور جماعت معین ہے اور اس میں لوگوں نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھ لی تو اب اذان و اقامت کے ساتھ تکرار جماعت

8

8

مباح نہیں۔ (ت)

جس کا حاصل عند التحقیق کراہت اذان جدیدہ کی طرف راجع نہ نفس جماعت کی طرف و لہذا اسی مذہب کو امام محقق محمد محمد ابن امیر الحاج علی نے علیہ میں اس عبارت سے اشارہ فرمایا،

المسجد اذا كان له اهل معلوم فصلوا فیہ او بعضهم باذان واقامۃ مکروہ لغير اہلہ ولباقین من اہلہ اعادۃ الاذان والاقامۃ۔
 اگر مسجد کے لئے اہل معین ہوں اور اس میں وہ تمام یا بعض اہل اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا کریں تو غیر اہل محلہ اور باقی ماندہ اہل محلہ کے لئے اذان و اقامت کا اعادہ مکروہ۔ (ت)

اور اگر غیر اس کے تکرار جماعت کریں تو قطعاً جائزہ روا ہے اسی پر ہمارے علماء کا اجماع ہوا ہے،
 غرض میں ہے،

لو کور اہلہ بدو بہما جہا جہا۔
 اگر اہل محلہ نے بغیر اذان و اقامت کے تکرار جماعت کیا تو یہ بالاتفاق جائز ہے (ت)

در میں ہے،

لو کان مسجد الطريق یباح تکرارہا بہما ولو کور اہلہ مد و فہما جہا نہ۔
 اگر راستہ کی مسجد ہو تو اذان و اقامت دونوں کے ساتھ تکرار جماعت مباح ہے اور اگر اہل محلہ ان دونوں کے بغیر تکرار کریں تو جماعت جائز ہے (ت)

شرح المجمع للمصنف و مشکیر میں ہے،

اما اذا جعلوا بغير اذان یباح اجماعاً
 اگر بغیر اذان کے پڑھی تو بالاجماع مباح ہے اسی طرح

لہ ذخیرۃ العقبۃ کتاب الصلوۃ مطبوعہ خشی نو کشور کانپور انڈیا ۷۷/۱

لہ حیلۃ المحلل شرح غیۃ المصلیٰ باب الامارۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۲۰۸/۱

لہ رد المحتار بحوالہ غرضان الاسرار فصل فی الامارۃ مطبوعہ مطبعہ احمدیہ کاملہ کائنات فی دار سعادۃ مصر ۲۵/۱

لہ درر الحکام شرح غرض الاحکام مطبوعہ مطبعہ احمدیہ کاملہ کائنات فی دار سعادۃ مصر ۲۵/۱

و کذا فی مسجد قاصعة الطريق . حکم ہے اگر مسجد راستہ پر واقع ہو۔ (ت)

ذخيرة الحق و شرح الجمع للعلامہ ہے ،
یوسف و احید بلا دان ینباح اتفاق

اگر بغیر اذان کے نماز پڑھی تو بالاتفاق تکرار جماعت

مباح ہے۔ (ت)

عجاب و ملقط و شرح در البحار و رسالہ علامہ محمد رحمہ اللہ السعدی طیبہ الحق ابن الہمام و عاشیۃ البحر
للعلامہ حیرامی ارطی استاذ صاحب الدر المختار میں ہے ،

یجوز تکرار جماعۃ بلا اذان و بلا اقامۃ
ثانیۃ اتفاقاً قوی بعضہا احادیث
تکرار جماعت اذان و اقامت کے بغیر بالاتفاق
بائز ہے کہا بعض کتب میں اجماع کا لفظ مستعمل

ہوا ہے۔ (ت)

پھر ہر جہاز مطلقاً محض و خالص ہے یا کہیں کراہت سے بھی جامع اس میں صحیح یہ سب کہ اگر محراب میں
جماعت ثانیہ کریں تو مکروہ اور محراب سے ہٹ کر تو اصلاً کراہت نہیں ، خالص مباح و ماذون فیہ ہے۔ ہذا فیہ
و شرح غیہ و رد المختار میں ہے ،

عن ابی یوسف انه اذا لم تکن الجماعۃ علی ہذا
الاولی لا قنۃ ولا قنۃ و هو الصحیح
وب بعدول عن المحراب تختلف
الہیأتۃ
ام بروزت سے مراد ہے جب جماعت پہلی حیثیت
پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے یہی صحیح ہے
اور محراب سے ہٹ کر ادا کرنا حیثیت کی تبدیلی ہے

(ت)

ولہذا تجب و تمانہ حانیہ و تسامیہ میں ہے ، بہ ناخذ (اسی کو ہم لیتے ہیں۔ ت) اسی میں ہے ،
قد قلت ان الصحیح تکرار الجماعۃ
اذا المثلث علی الہیأتۃ الاولی
میں کتابوں کے تکرار جماعت اس وقت صحیح ہے
جب وہ جماعت پہلی حیثیت پر نہ ہو (ت)

۸۳/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	۸۳/۱	۸۳/۱
۴۴/۱	منشی نو کشور کراچی	۴۴/۱	۴۴/۱
۲۴۶/۱	ایچ ایم سعید کینی کراچی	۲۴۶/۱	۲۴۶/۱
۴۰۹/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	۴۰۹/۱	۴۰۹/۱
"	"	"	"
"	"	"	"

یہ ان احکام میں اجمالی کلام تھا،

والتفصیل مآخذ آخر الحمد لله العلی الاکبر
والصلوة والسلام علی الحبيب الانور
والله والصلی بالاطالب الغرور۔
والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه جل مجدته انظر واحکم۔

مشتملہ زید نے وقت مغرب ایک مسجد میں داخل ہو کر دیکھا کہ جماعت ہو رہی ہے اور امام قرأت بکھر
پڑھ رہا ہے زید نے اس امام کی اقتدار نہ کی اور اُس آن واحد میں علیہ اپنی قرأت بکھر شروع کر دی اور دوسری
جماعت قائم کی پس زید کا کیا حکم ہے اور اس جماعت ثانی کا جو بحالت موجودگی جماعت اول قائم ہوئی ہے کیا
حکم ہے اور وہ شخص ایک آن میں قرأت بکھر کر سکتے ہیں یا نہیں، بینا تو جروا۔

الجواب

تفریق جماعت حاضرین حضرت حق سبحنہ و تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے حتیٰ کہ انتہا درجہ کی ضرورت میں
یعنی جب عساکر مسلمین و لشکر کفار میں صفت آرائی ہو اور جو مذہبی کرچے ہوں اور وقت نماز آجائے اُس وقت
بھی نماز خوف کی وہ صورت قرآن مجید میں تسلیم فرمائی جس سے تفریق جماعت نہ ہوتی پائے اور ایک ہی امام کے
پچھلے نماز ہو نہ ممکن تھا کہ نصف بر سر معرکہ رہیں اور نصف باقی اپنی جماعت رئیس پھر یہ نصف متعابد پر پڑے
جائیں اور وہ اگر اپنی نماز پڑھ لیں اتحاد جماعت کی فضا نہ ایسی ہی تو کچھ سخت ضرورت ہے جس کے لئے عین نماز
میں مثنیٰ کثیر جو مفسدہ صلوٰۃ ہے روا رکھی گئی۔ علاوہ بریں مآذ آیات و احادیث اس فعل کی مذمت پر دال ہیں
اور حکمت ایک جماعت کی مشروعیت کہ ایلات مسلمین سب کو نہایت مجبور بہ الہی سے یہ فعل یا علیہ اُس کے
مناقض ہے کہا لا یخفی (جیسا کہ غنی نہیں۔ ت) جس زمانے میں نظم خلافت حقہ شیخہ اور بنائے امامت
راشدہ از ہم ریختہ ہو گئی تھی اور سلطنت فساق و فجار بلکہ بد مذہبان فاسد العقیدہ کو پہنچی تھی وہ لوگ امامت
کو تے اور صحابہ و تابعین و کافر مسلمین مجبور ہی ان کے پیچھے نماز پڑھتے اُس وقت بھی ان اکابر دین نے تفسیری
جماعت کو امانہ کی پس اس دوسری جماعت کی شناخت میں کوئی شبہ نہیں اور فاعل اُس کا عوض ثواب کے مستوجب
طعن و طام ہو خاصاً جبکہ وہ اس تفریق کا سبب کسی بغض دنیاوی کے جو اسے امام قول سے تھا مرکب ہوا
یا درجہ اپنے فاسد العقیدہ ہونے کے عباد امام اول کو بد مذہب و جہل و غرور اُس کی اقتدا سے استنکاف
کیا کہ ان صورتوں میں تشنیع اُس پر اشد و اکہ ہے مگر کہ در حقیقت امام اول سے بدعت بحد کفر و ارتداد مرتقی ہو گئی ہو
شلا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیادۃ بائدہ تو بین کرتا ہو۔ حضور کے ختم نبوت میں کلام رطہ ہو

حضورِ اہل کے بعد کسی کے حصولِ نبوت میں حرج نہ جانتا ہو حضور اقدس کی تعظیم جو بعدِ تعظیمِ الہی کے تمام معظّمین کی تعظیم سے اعلیٰ و اقدم ہے مثلِ اپت بڑے بھائی کی تعظیم کے جانتا ہو و علیٰ ہذا القیاس دیگر عقائد زائفہ مکفّروں رکھتا ہو اس تقدیر پر تو البتہ یہ فعلِ زیہ کا نہایت محمّد ہو گا اور وہ اس پر اجرِ جزئی پاسے گا کہ صورتِ مذکورہ میں وہ جماعت عند اللہ جماعت ہی نہ تھی کہ ایسے شخص کے پیچھے نمازِ راستا باطل ہے۔

فی التّوبہ و یکرہ الامامة المبتدع لا یکفر
بہا و امن کفر بہا فلا یصح الاقتداء
بہ اصلاً اھ ملحوظ۔

تنبہ میں ہے اس بدعتی کی امامت مکروہ ہے جس کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچے اور اگر حد کفر تک پہنچ جائے تو اس کی اقتداء بالکل درست نہ ہوگی اھ غرضاً (ت)

اور اگر صورتِ مرقومہ میں امامِ ثانی مقتدا و متبوع حضار کا ہو اور جس وقت وہ شخص امامت کر رہا ہے عین اُسی حالت میں اس کا دوسری جماعت قائم کر دینا اور اس کے پیچھے نماز سے احترازِ جمیع میں ظاہر کرنا یا اس کے رجوع تو نیز یا حاضرین کی نکاح سے اس کے گرجانے کا جو تو اب یہ فعل اور بھی محکم و ضروری ہو جائیگا اسی طرح اگر کفر و ارتداد کے سوا اور کوئی وجہ ایسی ہو جس کے سبب یہ اس کے پیچھے نماز باتفاق روایات باطل محض ہوتی ہو تو جب بھی یہ جماعت شانہ و قلماً حائز سرگ لہذا ذکر کتاب الجماعۃ الاولیٰ لیست بجماعۃ فی الحقیقۃ لبطلان الصلاۃ بالافتداء بالامام الاول (جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ پہلی جماعت درحقیقت جماعت ہی نہیں کیونکہ امامِ اول کی اقتداء میں نماز ہی باطل ہے۔ ت)

لیکن اس فعل میں اگر کوئی غرضِ صحیح شرعی نہ ہو تو اس تقدیر پر اس سے احترازِ اولیٰ ہے ختم جماعت کا انتظار کر کے اپنی جماعت کر لے و ہذا مسئلہ ظاہر جد الاخفاء فیہ عند عقل سلیم و مراد نبیہ واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتقوا حکمہ عز شانہ احکم (یہ تمام کا تمام خوب واضح ہے ہر صاحبِ عقل سلیم اور سمجھدار پر کچھ مخفی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و محکم عز شانہ احکم۔ ت)

مشتملہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں ایک شخص واسطے امامت کے مقرر ہے اگر وہ امام قبل از نماز مشایا کسی اور وقت میں کسی مقتدی سے یہ کہ جائے کہ میں کسی کام کو جاتا ہوں میرا انتظار کرنا یعنی بعد پورا ہونے وقت معینہ کے میرا انتظار کرنا، بعدہ سب مصلیٰ اپنے وقت معینہ پر جمع ہو گئے اور اس کے بعد انھوں نے پاؤ گھٹا وقت معمول سے دیر کی واسطے تکمیل حکم امام صاحب

کے، پھر انہوں نے ایک شخص کو امام بنا کر نماز پڑھ لی، آیا ان سب کی نماز درست ہو گئی یا نہیں؟ اور اگر امام صاحب پھر آکر لوگوں سے کہیں کہ تم لوگوں کی نماز میں جوئی تو یہ قول امام صاحب کا صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور امام صاحب کوئی فتویٰ اپنی رائے سے واسطے خواہشی نفس کے دیں تو شرعاً کیا حکم ہوگا، بینوا اتوجروا

الجواب

مقتدیوں کے ذمہ امام معین ہی کے انتظار میں بیٹھا رہنا اور جب تک خدا نہ آئے جماعت نہ کرنا ہرگز ضرور نہیں بعض اوقات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں کسی اور محل میں تشریف لے گئے میں اور آپ تشریف لانے میں دیر ہوتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جماعت ادا کر لی ہے ایک بار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام کیا، ایک بار عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا گمنا ہو مفسر جہ فی الاھادیث (جیسا کہ اس پر احادیث میں تصریح موجود ہے۔ ست) امام کا کہنا کہ تمہاری نماز ہوئی اگر صرف اسی بنا پر ہے کہ میرا انتظار نہ کرنے اور دوسرے کو امام بنا لینے سے تمہاری نماز نہ ہوئی تو محض باطل اور شریعت مطہرہ پر صریح افتراء ہے اپنی خواہش نفسانی کے لئے اپنی رائے سے فتویٰ دینے والا لائق امامت نہیں، ہاں جس شخص کو اس کی غیبت میں مقتدیوں نے امام بنایا وہ اگر قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا تھا جس سے فساد نماز ہو یا معاد اللہ اس کے مذہب میں ایسا فساد تھا جس سے اس کی امامت صحیح نہ ہو تو اس بنا پر امام کا قول درست ہے کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، اس مقتدی پر مقتدیوں نے سخت غلط کیا انھیں تو پرچا ہے اور اس غدار کی قصا پڑھیں واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از جامع مسجد ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تارک الجماعة کس کو کہتے ہیں؟ بینوا اتوجروا

الجواب

تارک الجماعة وہ کہ جسے کسی عذر شرعی قابل قبول کے قصداً جماعت میں حاضر نہ ہونے کا موجب صحیح معتبر ہو اگر ایک بار بھی بالتقصیر ایسا کیا کہ تارک الجماعة واجب ہو اسحق بن عاب ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر عادی ہو کہ بار بار حاضر نہیں ہوتا اگرچہ بار بار حاضر بھی ہوتا ہو تو بلاشبہ فاسق فاجر مردود الشہادۃ ہے فان الصغیرہ بعد الاصل فی نصیر کبیرۃ (تفسیر اسرار کی بنا پر کبیرہ ہو جاتا ہے۔ نہ در مختار میں ہے)۔

(اجماعۃ سنۃ منو کتدۃ للرجال) قال (جماعت مردوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے) زادہدی نے کہا یہاں تاکید سے مراد وجوب ہے (بعض نے کہا ہے کہ جماعت واجب ہے اور اکثر علماء کا واجبۃ و علیہ العامة) ای عامۃ

مشاۓخاوبہ جزم فی التَّحْفَة وَغیرھا قال فی
الْبَہْر وَہُوَ الرَّاجِحُ عِنْدَ اَہْلِ الْمَذْہَبِ
(فتن او تجب) ثمرتہ تظہر فی الاثر
بترکھا موقۃً اھ مختصراً۔

رد المحتار میں ہے،

قوله، قل فی البھر و قال فی النھر ھو
اعدل الاقوال واقواہ ولذا قال فی
الاجن س لا تقبل شہادتہ اذا ترکھا
استخفاً و فحانۃ اما سہوا او بشاویس
لکنون الا صام من اھل الایواء اولایس علی
مذہب المقتدی فتقبل اھ ط

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

رستے یہی ہے) یعنی ہمارے اکثر مشائخ کی رستے یہی
ہے اسی پر تحفہ وغیرہ میں حرم کیا ہے، بھر میں ہے کہ
اہل مذہب کے ہاں یہی رائج ہے (پس سنت ہو
یا واجب) اس کا ثمرہ اختلاف ایک بار ترک کرنے پر
گناہ کی صورت میں سامنے آئے گا اور مختصر آیت

اس کا قول، کہا بھر میں ہے اور کہا نھر میں ہے کہ
یہی معتدل اور قوی قول ہے اور اسی لئے اجناس
میں ہے جب کسی نے سستی اور ہلکا سمجھتے ہوئے
جماعت کو ترک کیا تو اس کی شہادت قبول نہ ہوگی،
ہاں اگر وہ ترک ہو یا تاویل جیسے امام کا اہل ہوا میں
سے ہو یا مذہب مقتدی کی حمایت نہ کرنے والا ہو
تو پھر شہادت قبول ہو جائے گی (احوط) (ت)

مسئلہ از بلدانہ حکم برادر مرسلہ شیخ فتح محمد صاحب حلال نور ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں مسلمان حلال خور جو پنجوقتہ نماز پڑھتا ہو
اس طرح پر کہ اپنے پیشے سے فارغ ہو کہ فصل کر کے ظہر کھڑے ہیں کہ مسجد میں جائے قنودہ شریک جماعت ہو سکتا
ہے یا نہیں، اور اگر جماعت میں شریک ہو تو کیا پچھلی صفت میں کھڑا ہو یا حلال اس کو جگہ ملے یعنی اعلیٰ صفت میں بھی
کھڑا ہو سکتا ہے اور اس طرف بعد نماز صبح و بعد نماز عصر نمازی آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو کیا وہ بھی مسلمانوں
سے مصافحہ اور مسجد کے دروں سے، ضرور کر سکتا ہے اور جو حلال خور اپنا پیشہ ذکر کرتا ہو صرف جاؤ بکشی بازار وغیرہ
کی کرتا ہو اس کے واسطے شرح شریعت کا کیا حکم ہے، ہر دو صورتوں میں جو حکم شرع شریعت کا ہو اس سے اطلاع
بخشنے۔ ینو اتوجروا

الجواب

بیشک شریک جماعت ہو سکتا ہے اور بیشک سب سے مل کر کھڑا ہوگا اور بے شک صفت اول یا ثانی میں

۸۲/۱	مطبوعہ مطبعہ محبتی دہلی	باب الامارۃ	سنہ درمختار
۴۱۰/۱	مطبعۃ البانی مصر	-	سنہ رد المحتار

جہاں جگہ پائے گا قیام کرے گا، کوئی شخص بلا وجہ شرعی کسی کو مسجد میں آنے یا جماعت میں ملنے یا پہلی صف میں شامل ہونے سے ہرگز نہیں روک سکتا، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان المسجد للہ بیشک مسجدیں خاص اللہ کے لئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

العباد عیب واللہ بندے سب اللہ کے بندے ہیں۔

جب بندے سب اللہ کے مسجدیں سب اللہ کی، تو پھر کوئی کسی بندے کو مسجد کی کسی جگہ سے بے حکم الہی کیونکر روک سکتا ہے۔ اللہ عزوجل نے کہ ارشاد فرمایا:

من اظلم من منہ مسجد اللہ ان ینذکو
فیہا اسبہ
اس میں خدا کا نام لینے سے۔

اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ بادشاہ حقیقی عزوجل کا یہ عام دربار خان صاحب، شیخ صاحب، منٹل صاحب یا تاجدار مہاراجا کے لئے ہے کم قوم یا ذیل پیشہ والے نہ آنے پائیں، علماء جو ترتیب صفوں لکھتے ہیں اُس میں کہیں قوم یا پیشہ کی بھی خصوصیت ہے ہرگز نہیں، وہ مطلقاً فرماتے ہیں:

یصف المرءل ثم الصبی۔ تم شخص کی
یمنی صفت باند میں مرد بچہ لڑکے پھر خلتی مچھر
ثم النساء
عورتیں۔

بیشک زبال یعنی پامانہ کمانے والا یا کنا س یعنی باروب کش مسلمان پاک بدن پاک لباس جبکہ مرد بالغ ہو تو وہ اعلیٰ صفت میں کھڑا جاتے گا اور خان صاحب اور شیخ صاحب منٹل صاحب کے لڑکے بچے صفت میں جو اس کا خلاف کرے گا حکم شہر کا عکس کرے گا شخص مذکور جس صفت میں کھڑا ہو اگر کوئی صاحب اسے ذیل سمجھ کر اُس سے بچ کر کھڑے ہوں گے کیونچ میں فاصلہ رہے وہ گنہگار ہوں گے اور اس و عید شدید کے مستحق کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قطع صفت قطعہ اللہ یجوز کسی صفت کو قطع کرے اللہ اسے کاٹ دے گا۔

سۃ القرآن ۱۸/۷۲

سۃ مسند احمد بن حنبل از مسند الزبیر بن عوام رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۶۲/۱

سۃ القرآن ۵۲/۲

سۃ در مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۸۴/۱

سۃ سنن ابوداؤد باب تسویۃ الصفوف آفتاب عالم پریس لاہور ۹۷/۱

اور جو تراویح مسلمان صادق الایمان اپنے رب اکرم و نبی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم بجالانے کو اس سے
شانہ نشانہ خوب مل کر کھڑا ہو گا اللہ عزوجل اس کا رتبہ بلند کرے گا اور وہ اس وعدہ میل کا سچی ہو گا کہ حضور انور
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من وصل صفاً وصلہ اللہ - جو کسی صفت کو وصل کرے اللہ اسے وصل فرمائے گا۔

دوسری جگہ چار سے نبی کریم علیہ وسلم نے افضل الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔

اناس بنو آدم و آدم صحت قرابۃ - مرد و
ابو ذر و القرمذی و حسنہ و البیہقی
بسنہ حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔
لوگ سب آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے اسے
ابو داؤد و ترمذی نے روایت کو کے حسن کہا اور بیہقی
نے سنہ حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

دوسری حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

یا ایہا الناس ان ربکو واحد و انت
ایاکم و احد اذ لا فضل لعرب علی عجمی
ولا لعجمی علی عربی و لا کاحمر علی اسود
ولا لاسود علی احمر الا بالتقویٰ انت
اکرمکم عند اللہ التقی کو - مرد و
صحت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔
اسے تو ایک جیشک تم سب کا رب ایک اور جیشک
و سب کا باپ یک شمس لو کچھ بزرگی نہیں عربی کو
عجمی پر نہ عجمی کو عربی پر نہ گورے کو کالے پر نہ کالے
کو گورے پر مگر پر سیزگاری سے، جیشک تم میں
بڑے نسبتہ والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پر سیزگاری
اسے بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے روایت کیا ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ زبانی ثرما مکروہ پیشہ ہے جبکہ ضرورت اس پر باعث نہ ہو مثلاً جہاں
نہ کافر جنگی پائے جاتے ہوں جہاں اس پیشہ کے واقعی قابل ہیں نہ وہاں زمین مثل زمین عرب ہو کہ رطوبات
جذب کرے ایسی جگہ اگر بعض مسلمین مسلمانوں پر سے دفع ازیوت و تنظیف بیروت و حفظ صحت کی نیت

۱/۹۴ سنن ابوداؤد باب تسوۃ الصفوف مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور
۲/۱۵۹ جامع الترمذی سورہ الحجرات - امین کتب خانہ رشیدیہ دہلی
۳/۲۸۹ شعب الایمان فصل فی حفظ اللسان عن الفخر بالایاء حدیث ۵۱۳۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

سے اسے اختیار کریں تو مجبوری ہے اور جہاں ایسا نہ ہو تو بیشک کراہت ہے لفظی النجاسات من دون ضرورت (کیونکہ نون غیر ضرورت کے نجاسات کو لینا لازم آتی ہے) وہ بھی ہرگز حد فستی تک فستی ہیں فتح القدیر و فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

اما شهادة اهل الصناعات المدنية كالساحل
و النربال والحدائق والحجام والاصح
انها تقبل لانها قد تولد قدمها لحسن
قد لم يعلم القدر الذي يبنى على ظاهر
الاعتناء به

رہا معاملہ دنیوی پیشہ والوں کی شہادت کا، جن کو
معاشیہ بیع تصور کرتا ہے مثلاً کوڑا کرکٹ اٹھانے
والا، ٹٹی وغیرہ اٹھانے والا، جولا، حجام، تو
اصح یہ ہے کہ ان کی شہادت قبول ہوگی کیونکہ متعدد
صالح لوگوں نے انہیں اپنا آقا، جب تک صلیح بہت
مظلوم نہ ہو تو بغا ہمسہ کسی پیشہ کی وجہ سے ایسا
نہیں کیا جاسکتا (ت)

مگر ان قوم دار حضرات کا اس سے نفہر ہرگز اس بنا پر نہیں کہ یہ ایک امر مکروہ کا مرتکب ہے وہ تنفر کرنے والے
حضرات خود صمدی امور محرمات و گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو اگر اس وجہ سے نفرت ہو تو وہ زیادہ لائق
تنفر ہیں ان صاحبوں کی صفوں میں کوئی شے باقی نہیں رہی یا سود خوار شیخ صاحب تجارت یا رشوت سستاں
مرزا صاحب عہدہ دار آکر کھڑے ہوں تو ہرگز نفرت نہ کریں گے اور اگر کوئی کپتان یا کلکٹر صاحب یا جنٹ
جسٹریٹ صاحب یا اسسٹنٹ کمشنر صاحب یا بیج اتھت صاحب آکر شامل ہوں تو ان کے برابر کھڑے ہونے
کو تو فرما جائیں گے حالانکہ اللہ و رسول کے نزدیک یہ افعال اور پیشے کسی فعل مکروہ سے بدرجہا بہتر ہیں واللہ یقول
الحق وھو یجہدی المسبب (اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور وہی سید حق راہ کی ہدایت دینے والا ہے) (ت)
در مختار وغیرہ میں ذیل پیشہ کا ذکر کر کے فرمایا

واما اتباع الظلمة فاحسن من الکفر
نظام حکماء کے صدام تو سب پیشہ درویش خیس تر ہیں (ت)
تو ثابت ہو اگر ان کی نفرت خدا کے لئے نہیں بلکہ محض نفسانی آن بان اور رتی بکھر کی شان ہے، بکھر ہر نجاست
پر نجاست ہے اور دل ہر حضرت سے شریف تر حضور افسوس کہ ہمارے دل میں تو یہ نجاست بھری ہو اور ہم اس مسلمان

ملہ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادۃ لفسقہ مطبوعہ ذوالانی کتب خانہ پشاور ۴۶۹/۴

ملہ القرآن ۴/۴۳

ملہ در مختار باب الکفارة مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۱۹۵/۱

نفرت کریں جو اس وقت پاک صاف بدن و محوئے پاک کپڑے پہنے ہے، غرض جو حضرات اس بیہودہ وجہ کے باعث اس مسلمان کو مسجد سے روکیں گے وہ اس بڑے عظیم میں گرفتار ہوں گے جو آیت کریمہ میں گزری کہ اُس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ اور جو حضرات خود اس وجہ سے مسجد جماعت ترک کریں گے وہ ان سخت سخت ہونک و عیدوں کے مستحق ہوں گے جو ان کے ترک پر وارد ہیں۔ یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المجذء کل الجفء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی ویدعوا الی الفلاح فلا یجیبہ۔ ہذا الا مام احمد والطبرانی فی الکبیر رحمۃ معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

نظر پر را ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی موازن کوٹنے کو نماز کے لئے بلاتا ہے اور حاضر نہ ہو۔ اسے امام احمد اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور جو بندہ اللہ جل و جل کے احکام پر گردن رکھ کر اپنے نفس کو دبائے گا اور اس مزاحمت و نفرت سے بچے گا مجاہدہ نفس و تواضع کے لئے ثواب جلیل پائے گا بھلا فرض کیجئے کہ ان مساجد سے تو ان مسلمانوں کو روک دیا وہ مظلوم بچا رہے گھروں پر پڑھ لیں گے، سب میں افضل و اعلیٰ مسجد مسجد الحرام شریف سے انہیں کون روکے گا، اس مسلمان پر اگر حج دس سو یا اسے حج سے روکیں گے اس کے فرض سے باز رکھیں گے یا مسجد الحرام سے باہر کوئی نیا کعبہ اسے بنادیں گے کہ اُس کا طواف کرے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشنے آمین۔ اس تقریب سے ثابت ہو گیا کہ مسجد کے لوٹے جو عام مسلمانوں پر وقت ہیں اُن سے وضو کو بھی اسے کئی منع نہیں کر سکتا جبکہ اس کے ہاتھ پاک ہیں۔ رہا مصافحہ خود ابتداء کرنے کا اختیار ہے کیجئے یا نہ کیجئے۔

فان المصافحۃ بعد الصلوات علی الاصلح۔ اصح قول کے مطابق نمازوں کے بعد مصافحہ مباح ہے من البہات والمباح لا یلاہ علی فعلہ و اور مباح کے کرنے یا نہ کرنے پر ملامت نہیں لا ترکہ۔ ہوتی۔ (دت)

مگر سب وہ مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے اور آپ اپنے اس خیال بے معنی پر ہاتھ کھینچ لیجئے تو بیشک بلاوجہ شرعی اس کی دل شکنی اور بیشک بلاوجہ شرعی مسلمان کی دل شکنی حرام قطعی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذی مسلماً فقد اذی نفسہ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اُس نے بیشک مجھے

ومن اذ انى فقد اذى الله - رواه الطبرانی
 فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ بسند حسن -
 واللہ تعالیٰ اعلم

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ ہجری

مسئلہ از شہر کمنہ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مقام پر جماعت نماز کی ہوتی ہے اور زید بھی نماز
 پڑھتا ہے اور جماعت کے وقت حاضر بھی رہتا ہے جماعت ترک کر کے اول جماعت سے یا بعد جماعت کے
 نماز پڑھتا ہے اس میں کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر امام میں کوئی ایسا نقص ہو جس کے سبب اس کے پیچھے نماز فاسد یا مکروہ تحریمی ہو مثلاً قرآنِ عظیم
 غلط پڑھنا جس سے نماز میں فساد آئے یا وہ باطنی یا فنی یا غیر منقلد ہو یا کم از کم تفضیلیہ یا فاسق ہو نا، تو
 زہد پر الزام نہیں اور اگر بلا و شرعی جماعت ترک کرتا ہے تو سخت گنہگار فاسق ہے، اس پر توبہ واجب ہے۔
 واللہ تعالیٰ ومن یشاقق امر سوء من
 بعد ما تبین لہ الہدی و یتبع غییر
 سبیل المؤمنین بولہ ما قوی و نصیہ
 جہنم و ساءت مصیبتہا۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص ہدایت کے واضح ہونے
 کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنین کے راستہ
 کے علاوہ کوئی دوسری راہ چلے، اسے ہم اسی
 طرف پھیر دیتے ہیں جہ جہ وہ پھر اور ہم اسے جہنم
 میں ڈال دیتے ہیں جو نہایت برا ٹھکانا ہے (ت)
 بحکم قرآن ایسا معین شخص کہ بلا و شرعی جماعت ترک کرے مستحق جہنم ہے خصوصاً ترک بھی ایسا کہ جماعت ہوتی
 رہے اور یہ بیچارہ ہے۔

مسئلہ از شہر کمنہ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نے مع ایک مقتدی کے نماز شروع کی بعد ایک

مع مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی لاسط باب فیمن غلطی رقاب الناس یوم الحجۃ مطبوعہ دار الکتب بیروت ۱/ ۱۷۹
 الترغیب والترہیب الترہیب من غلطی الرقاب یوم الحجۃ - مصطفیٰ البابی مصر ۵۰۴/۱
 مع القرآن ۱۱/۴

رکعت کے دوسرا اور ایک شخص آیا تو اس صورت میں امام سامنے بڑھے گا یا وہ شخص مقتدی کر پیچھے کی طرف کھینچے گا، اگر امام سامنے بڑھے تو قبل اشارہ کے یا بعد اشارہ کے، اگر بعد اشارہ کے تو قبل تکبیر تحریمہ کے اشارہ کرے گا یا بعد، اگر قبل تکبیر تحریمہ کے اشارہ سے امام بڑھے گا یا مقتدی کو قبل تحریمہ کے وہ شخص اپنی جانب کھینچے گا تو اس صورت میں نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

الجواب

جب امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو اور وہ سر آئے تو افضل یہ ہے کہ مقتدی پیچھے بیٹے، ہاں اگر مقتدی مسئلہ نہ جانتا ہو یا پیچھے بیٹے کو جگہ نہیں تو ایسی صورت میں امام کو بڑھنا چاہئے کہ ایک کا بڑھنا دوسرے کے بیٹنے سے آسان ہے اگر (مقتدی) مسئلہ جانتا ہو تو جب فی وہ سر اٹک پاتا ہے تو خود ہی پیچھے جتنا چاہئے خواہ امام خود ہی آگے بڑھ جائے ورنہ اس آئے والے شخص کو چاہئے کہ مقتدی کو اور وہ مسئلہ نہ جانتا ہو تو امام کو اشارہ کرے، انہیں مناسب ہے کہ معاذ اشارہ کے ساتھ ہی رکعت نہ کریں کہ احتمال امر غیر کا شبہ نہ ہو بلکہ ایک تالی خفیف کے بعد اپنی رائے سے اتباع حکم شرع و ادائے سنت کے لئے نہ اس کا اشارہ ماننے کی نیت سے حرکت کریں، اس صورت میں برابر ہے کہ یہ آئے والا مقتدی بیت باندھ کر اشارہ کرے خواہ طاعت کی نیت کے سہ حال وہ اطاعت حکم شرع کریں گے، نہ اس کے حکم کی طاعت، اور جہاں، یہ ہم سے کی نیت کرے وہ تو اس کی تکبیر تحریمہ کے بعد اشارہ کرنا کیا خفیہ دے گا کہ امام یا مقتدی کو دوسرے مقتدی کا حکم ماننا کب جائز ہے، لغت قرأت میں یا افعال میں لینا کہ امام کو جائز ہے وہ بھی حکم شرع ہے نہ کہ اطاعت حکم مقتدی جو اس کی نیت کرے گا اس کی نماز خود ہی فاسد ہو جائے گی اور جب وہ امام سے تو اس کے ساتھ سب کی جائے گی۔

در نماز میں ہے اگر نمازی نے کسی غیر نمازی کا حکم مان لیا
مثلاً کہا گیا آگے ہو، وہ آگے ہو گیا یا کوئی صف کے
اندر داخل ہوا اور نمازی نے اس کے لئے جگہ
کشاہ کی تو نماز فاسد ہو جائے گی، بلکہ وہ ایک ساتھ
ٹھہرا ہے پھر اپنی رائے سے آگے ہو جائے، ہمتانی
نے زاہدی کے حوالے سے یہی بیان کیا ہے، رد المحتار
میں فتح کے حوالے سے ہے اگر نمازی کو دوسرے نے

فی الدار المختار لو احتمل احوط فیرہ فقیل
لہ تقدم فقط اودخل هر جة الصف
احد فوسم لہ فسد مت میل
یسکت ساعة ثم یقدم برأیه قہست فی
معنی السراحدی فی رد المحتار
عن المنع لو یخذ بہ آخر
فت حر الاصل لا یفسد جملة

وعن الشرنبلالی فی تیسر المقاصد
 امت امثالہ انما ہوا مرسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فلا یضارہ و عن الطحطاوی لو
 قید بالتفصیل میں کو نہ امثال امر
 التمرع فلا تفسد و بین کو نہ امثال
 امر الداخل مراعاة الخ طرہ من
 غیر نظر لامر الشارح فتفسد لکات
 حسناتہ و مرأیتی کتبت علیہ ما نصہ
 اقول و هو من الحسن بکات بل
 هو الصحمل لکلمات العلماء و
 بہ یحصل التوفیق و باللہ التوفیق
 و فی الہندیۃ مر جلا صیب فی
 الصحراء و اکثر احدا ہما
 بالآخر و قام عن یمین الامام
 فجاء ثالث و جذب الموتم الی
 نفسه قبل ان یکبر بلاقۃ حکم
 عن الشیخ الامام اقب بصر
 طرخاں انہ لا تفسد صلاۃ
 الموتم جذبہ الثالث الی
 نفسه قبل التکبیر و بعد کذا فی المحيط
 و فی الصاوی العنایۃ هو الصحیح کذا فی
 التان رخانیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کھینچا اور دیکھتے ہو گیا تو اصح مذہب پر اس کی
 نماز فاسد نہ ہوگی اور شرنبلالی سے ہے تیسر المقاصد
 حرر ہے کہ اس کا امثال (حکم ہی لانا) حقیر صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی بنا پر ہے لہذا فساد کا
 سبب نہیں اور طحطاوی سے ہے کہ تفصیل کرتے
 ہوئے کہا جائے کہ شارع کے حکم پر عمل کرتے ہوئے
 کسی کا حکم بجا لایا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر وہ
 بغیر رعایت امر شارع کے فقط آنے والے نمازی
 کو خوش کرنے کے لئے کرتا ہے تو نماز فاسد ہو جائیگی
 تو یہ تفصیل کرنا سہایت ہی اچھا تھا اہ مجھے یاد آ رہا
 ہے کہ میں نے یہاں یہ لکھا ہے اقول (میں کہتا
 ہوں یہ فہم میں ہی نہیں بلکہ کلمات علماء کا نقل ہی ہے
 اور اسی سے ساتھ ان میں موافقت بھی پیدا ہو جائیگی
 اور اللہ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے۔ فتاویٰ
 ہندیہ میں ہے دو آدمیوں نے صحرا میں نماز ادا کی
 ایک نے دوسرے کی ائمہ کی اور امام کے دینے والے
 کھڑا ہو گیا اب تیسرا آیا تو اس نے مقتدی کو تکبیر
 افشاح سے پہلے اپنی طرف کھینچ لیا، تو امام ابو بکر
 طر حال سے منقول ہے کہ اس صورت میں مقتدی
 کی نماز فاسد نہ ہوگی حواہ اسے تیسرا شخص تکبیر سے
 پہلے کھینچے یا بعد میں، اسی طرح محیط میں ہے۔
 فتاویٰ قادیانیہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور تان رخانیہ
 میں بھی اسی طرح ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۸۴۲ھ بمطابق از فیض آباد مرسلہ احمد حسین صاحب فرسند نقشہ نویسی اسسٹنٹ انجینئر ریٹوے
۲ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متبعین ان مسائل میں کہ:

(۱) مسجد یا خلافت مسجد امام کا مصلیٰ مقتدیوں کی صف سے طار ہے یا علیحدہ، اگر علیحدہ ہو تو کس قدر
فاصلہ پر، امام مصلیٰ کے کنارے پر کھڑا ہو یا کچھ آگے بڑھ کر تاکہ مقتدیوں کو کافی جگہ ملے۔ فرمائیے
اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

(۲) زید مسجد یا خلافت آن نماز فرض پڑھ رہا ہے اور اس کی پہلی رکعت ہے یا کوئی اور رکعت، اور بکر تنہا
یا دو شخص داخل ہوئے باوجود اطلاع ہو جانے کے تنہا بکر یا دونوں شخصوں نے اُسی مقام
پر اور اُسی صف پر علیحدہ فرض پڑھے اور زید کے مقتدی نہ بنے، کیا حکم ہے ان کی نماز کا۔ یا پچھلے اُن کو
اطلاع نہ تھی نیت پابندی کے بعد رابع نے باوازی بلند کہہ دیا، اب کیا حکم ہے بکر کی نماز کا؟ آیا وہ
درست ہوئی، اگر نہیں تو اطلاع پانے تک جس قدر ہو چکی ہے وہیں سے ترک کر دے یا پوری
کر کے وہ نماز اعادہ کرے، مفصل فرمائیے۔ بیّنوا تو جروا

(۳) اگر بجز ایا مرتب یا نا یا یا شیعہ بن کی امامت یا ارتقا یا ناجائز ب نماز فرض پڑھ رہا ہے مسجد میں یا
بائبر اور زید بھی نماز فرض پڑھنا چاہتا ہے، آیا اس مصلیٰ پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ، کیا اُس شخص کے
نماز حتم ہونے تک زید کو انتظار لازم ہے، بیّنوا تو جروا

الجواب

(۱) فصل بقدر کفایت و حاجت ہو جس میں مقتدی بخوبی سمجھ کر لیں اور اس سے زائد فصل کثیر مکروہ و
خلاف سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر زید قابل امامت تھا اور انھیں معلوم تھا کہ یہ فرض پڑھ رہا ہے اور انھوں نے اقتداء کی بلکہ
جدیداً فرض پڑھے تو اگر جماعت اولیٰ ہو چکی ہے جب تو فصل سے محروم رہے اور اگر یہی جماعت
اولیٰ ہوئی تو گنہگار ہوئے، اور اگر زید قابل امامت نہیں اور ان دونوں میں کوئی قابل امامت تھا
تو اب بھی وہی احکام ہیں، اور اگر ان میں بھی کوئی قابل امامت نہیں تو اصلاً حرج نہ ہوا اور نماز تینوں
صورہوں میں مطلقاً ہو جائے گی اور نیت توڑ دینا صرف جماعت قائمہ کی تحصیل کے لئے ہے مثلاً
ایک شخص نے ظہر کے فرض شروع کئے ایک رکعت یا اس سے کم پڑھنے پایا تھا کہ جماعت قائم
ہوئی تو نیت توڑ دے باقی جماعت معدومہ کی تحصیل کے لئے نیت توڑنے کی کہیں اجازت

شمس اللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) پڑھ سکتا ہے اور ختم نماز تک انتظار کرنا کچھ ضرور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر فیروز پور محلہ پیراں والا مسئلہ منشی عنایت اللہ شاکی قادری

چرمی فرایند علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ مسجد میں آتے ہیں اور جماعت اولیہ پڑھی نہیں گئی اور امام کے حاضر ہونے میں ابھی کچھ وقفہ ہے وہ اپنے کام کے واسطے امام معین کا انتظار نہیں کرتے حاضرین میں سے کسی کو بغیر اجازت امام کے امام بنا دیتے ہیں اور نماز جماعت ادا کر لیتے ہیں یا اگر جماعت ہو چکی ہے اور آٹھ والا شامل جماعت نہیں ہوا تو پھر دیکھا کہ ایک دو اور آدمی موجود ہیں جو شامل جماعت نہیں ہوئے ان کو ہمراہ لے کر جماعت پڑھانی یا اُن میں سے کسی اور کو امام بنا دیا اور امام سے نہیں پوچھا بعض کی یہ عادت ہے کہ مسجد میں آئے اور امام کا مصل یا ادب بچا یا اور اس پر نماز پڑھی یا یونہی بیٹھ گئے، کیا ان کا ایسا کرنا اور بغیر امام کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، جواب بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں بیضا بالحد لیل و توجروا بالاجرا الجزیل (دلیل کے ساتھ بیان کرو اللہ تعالیٰ آپ کو اجر جزیل عطا فرمائے گا۔ ت)

الجواب

جو لوگ جماعت معینہ سے پہلے جماعت کر کے چلے جائیں اس میں چند صورتیں ہیں اگر امام معین محمد بن واقعی کوئی معذور شرعی ہے مثلاً وضو طہارت ٹھیک نہ ہونا یا تجوید و قرأت میں ایسی غلطی کہ مرث فساد نماز ہو یا معاذ اللہ بد مذہبی مثل وہابیت وغیرہ مقلدی وغیرہ یا فتنی بالاعلان مثلاً دارمی حدیث سے کم رکھنا تو ان تین صورتوں میں ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں بلکہ ایسی جماعت محلہ پر الزام ہوگا جو ایسا امام ناقابل اقامت یا ممنوع التقیم کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں یونہی اگر وہ مسجد کسی خاص جماعت کی مسجد نہ ہو جیسے مسجد شارع و سرا و استیشن، جب بھی کوئی الزام نہیں کہ وہاں امام معین ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا ہر جماعت آئے جدا اذان کھا اور جدا اقامت کرے اور اپنے سے ایک شخص صاحب اقامت کو امام بنا کر جماعت پڑھے یہ سب جماعتیں جماعت اولیٰ ہوں گی ان میں سے کسی دوسرے پر ترجیح نہیں، اور اگر مسجد محلہ ہے جس کے لئے امام و جماعت معین ہے اور امام میں کوئی معذور شرعی نہیں اور چند لوگ اپنی کسی ضرورت خاصہ شریعہ سے پیش از جماعت نماز پڑھ کر جانا چاہتے ہیں مثلاً کہیں انہیں جانے کی ضرورت جائزہ ہے اور جماعت کا انتظار کریں تو ریل کا وقت جاتا ہے گا ایسی صورت میں بھی ان کو اجازت ہوگی کہ باجم جماعت کر کے چلے جائیں کہ شرع نہ ان کو یہ حکم دے گی کہ جماعت کا انتظار کرو اور ریل نکل جانے و نہ یہ حکم دے گی کہ جبکہ تم جماعت کا انتظار نہیں کر سکتے الگ الگ پڑھو اور جماعت نہ کرو نہ اس جماعت میں منصب امام معین سے کوئی منازعت ہوگی کہ وہ محلہ کی جماعت اولیٰ

کا امام معین ہے، اہل محلہ کے لئے جماعت اولیٰ دہی ہوگی جو وہ اپنے امام کے ساتھ اپنے وقت معین پر پڑھیں گے، ان چند آدمیوں کا بغور و تامل پہلے جماعت کر جانا ان کے ثواب جماعت میں کچھ کمی نہ کرے گا اور جب منازعت نہیں تو استیذان امام کی بھی حاجت نہیں، پھر بھی احسن یہ ہے کہ محراب سے بہت کر جماعت کریں تاکہ صورت معاوضہ سے بچیں اور باعث تنفیہ و وحشت امام معین نہ ہو اور اگر ان کی کوئی ضرورت شرعیہ نہیں تو ضرور مورد الزام شرعی ہیں کہ ترک تفریق جماعت ہوئے پھر نیت کے اختلاف سے حکم اشد ہوتا جائے گا مثلاً اپنے کسی لہو و لعب مباح کی جلدی کے باعث جماعت کر گئے تو صرف تفریق جماعت کا الزام ہے اور اگر کسی لہو و لعب ناجائز کی جلدی تھی یا کسی ناجائز جگہ جانے والے تھے اور وقت ریل کے سبب جلدی کی تو الزام دو چند ہے اور اگر اپنی بد مذہبی کے باعث امام سنی صحیح العقیدہ صالح امامت کے پیچھے نماز نہ پڑھی چاہی تو الزام سب میں سخت تر ہے والکل فلا حرج عندہ۔ لہٰذا ادنیٰ مسکۃ فی العلم (یہ تمام اس شخص پر ظاہر ہے جسے اس علم سے ادنیٰ تمسک ہے۔ ت) یہ صورت تقدیم کا جواب ہوا، یہی صورت تاخیر اس میں بھی اگر وہ مسجد مسجد محلہ نہیں تو ہم اوپر کہ چکے کریں انہیں نہ تقدیم ہے نہ تاخیر ہے نہ معینی امام کے کوئی معنی، سب جماعت ادنیٰ ہیں اور سب یکساں، اور اگر مسجد مسجد محلہ ہے اور امام معین میں کوئی معذور شرعی تھامس کے سبب انہوں نے قصد تاخیر کی جب بھی ان پر کچھ الزام نہیں کہ مقصود اصلاح جماعت سے اثرات خیر ہے اور سب میں تقدیم و تاخیر یکساں، اور امام میں کوئی معذور شرعی بھی نہیں مگر جماعت اولیٰ بے اذان یا اذان غلطی ناکافی اعلان کے ساتھ کی گئی جب بھی ان کو باعلان اذان اعادہ جماعت کی اجازت ملے حکم سے کہ پہلے جماعت جماعت مستونہ نہ ہوئی جماعت مکرور ہوئی اور اگر یہ بھی نہیں مگر امام معین مذہب لغوی ہیں اس جماعت باقید کا مخالفت ہے شوق و شافعی المذہب ہے یہ حنفیہ ہیں اپنی جماعت نہ دیکر چاہتے ہیں تو کوئی بھی الزام نہیں کہ افضل یہی ہے کہ امام مرافق المذہب کے پیچھے نماز پڑھی جائے، اگر مخالفت المذہب حتیٰ الامکان مراعات مذہب اربع رکعت ہوا ان سب صمد توں میں اس جماعت ثانیہ کو نہ اذان امام اول کی حاجت نہ تبدیل محراب مصلیٰ کی ضرورت، اور اگر ان سب وجود سے جدا ہو تو پھر تاخیر میں بنظر باعث وہی شقوق عود کریں گے جو تقدم میں تھیں، اگر باعث تاخیر کوئی ضرورت شرعیہ تھی مثلاً بھوکا ہونا یا استنجے کی ضرورت ہونا وغیرہ فلک جواہر افقہانے تحریر فرماتے ہیں تو ان پر کوئی الزام نہیں مگر اعادہ اذان کی اجازت نہ ہوگی اور محراب نہ بدلنا مکروہ، اور بعد تبدیل محراب شرعی اجازت ہے اذان امام کی حاجت نہیں، نہ اس کے منصب میں منازعت نہ اس میں اس کے لئے تنفیہ و وحشت، اور اگر جو بھی اور وہ کہے کہ اگرچہ جماعت اولیٰ میں نے ہی کی اور میرے حق میں کوئی دست اندازی نہ ہوئی پھر بھی تم نے میری مسجد میں بے میرے ادنیٰ کے کیسے جماعت ثانیہ کر لی تو اس وحشیانہ وحشت کا الزام خود اس پر ہے نہ ان پر۔ اور اگر بے ضرورت شرعیہ کسی امر مباح کے سبب

تاخیر کی تو تفریق جماعت و ترک جماعت اولی کا اُن پر وبال ہے اور اگر کسی امر ناجائز کے سبب تو وبال و دھندہ اور اپنی بد مذہبی کے باعث امام سُستی صانع الامامت کے پیچھے نماز نہ پڑھنا چاہی تو وبال سبب میں سخت تر ہے کسکا تقدیم (جیسا کہ پہلے گزرا)۔ ت) اور مصلحت سے امام کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ خاص اس کی ملک ہو کہ اس نے اپنے لئے مسجد میں بچا رکھا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ بے اس کے اتنی کسی کام میں استعمال نہیں ہو سکتا جو استعمال کرے گا گنہگار ہو گا۔ دوسرے یہ کہ مصلی وقت ہو۔ اس میں پھر تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ واقف نے صرف امام کے لئے وقف کیا تو اُسے کوئی نماز منفرد یا مقتدی بھی نہیں لے سکتا چہ جائیکہ غیر۔ بلکہ اگر خاص امام جماعت اولی کے لئے وقف کیا ہو تو امام جماعت ثانیہ بھی نہ لے سکے گا۔ دوسرے یہ کہ واقف نے نماز کے لئے وقف کیا تو ہر نماز لے سکتا ہے اگرچہ منفرد ہو، سوائے نماز اور جلوس کے لئے نہیں لے سکتے جبکہ واقف نے اسے جائز نہ رکھا ہو۔ تیسرے یہ کہ مسجد کے لئے وقف کیا اور مصراحتاً یا دلائل حاضران مسجد کے لئے اُس کا استعمال مطلق ہے جس طرح چٹائیوں میں معروف ہے تو اُسے نماز کے لئے بھی لے سکتے ہیں اور غیر وقت نماز میں کسی ایسے جلوس کے لئے بھی کہ شرعاً مسجد میں جائز ہو، پھر اتنا لحاظ رہے کہ بحال اطلاق بھی جس طرح صغیر جماعت کے لئے ہوتی ہیں مصلحت میں حق امام زیادہ ملحوظ رہتا ہے تو عین وقت امامت امام کو اس سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں خالی وقت میں لے لینا اور وقت امامت کے لئے امام پر پھر بچا دینا بھی کون سے نہیں رکھتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از کھریا پور ٹکڑاں ضلع پٹی بھیت مرسلہ شرف الدین صاحب زمیendar
۱۶ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ظہر کی نماز دو بج کر پچیس منٹ پڑھیں شخص جماعت کر لیں وہ بہتر ہے یا دو بج کر پچیس منٹ پچیس آدمیوں کی جماعت ہو یہ بہتر ہے ان دونوں جماعتوں میں کون سی جماعت اولیٰ ہے، فقط۔

الجواب

جماعت متنی کثیر ہوگی ثواب عظیم ہو گا اور اس دس منٹ میں کچھ وقت تنگ نہیں ہوتا کثرت جماعت ہی کے لئے شرعاً مطہر نے نماز فجر کو آخر وقت میں پڑھنے پر ثواب زیادہ رکھا ہے اصل حکم یہ ہے اور اگر کسی جگہ کوئی خاص صورت باعث فتنہ ہو تو فتنہ سے بچنا لازم ہے اور وبال فتنہ کوٹنے والے پر، اور مسجد محلہ میں امام مہینے اکثر اہل محلہ کے ساتھ جو جماعت ہو جو سنت ادا کرے وہ جماعت اولیٰ ہے اُس سے پہلے دو جہاں بلا وجہ نہ

اپنے کسی کام کے سبب جماعت کر جائیں تو وہ ان اکثری کی جماعت کا ثواب کم نہ کرے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مفت مکملہ بتوسط جناب مولانا مولوی محمد وحید احمد صاحب محدث سورتی، صفر ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ مسجد میں آتے ہیں اور جماعت ابھی تک نہیں
پڑھی گئی امام کے حاضر ہونے میں ابھی کچھ وقفہ ہے امام معین کی انتظاری نہیں کرتے، اپنے میں سے ایک کو
امام بنایا اور نماز باجماعت ادا کی اور پل و سنے امام سے یہی امامت کا اذن نہیں دیا علیٰ ہذا اگر جماعت ہو چکی
اور رکھا کہ دو چار آدمی اور بھی جمع ہیں جو جماعت میں شامل نہیں ہوئے ایک کو امام بنایا اور جماعت کرائی
اسی طرح پراور آئے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا بعض کی عادت ہے کہ امام کا مصلیٰ جو اس کے نام سے
نازد ہے اور وہ اُس پر ہمیشہ کھڑا ہو کر امامت کرتا ہے جیسا کہ دستور ہے اٹھایا اور اس پر نماز ادا کی یا بیٹھ
گئے امام سے پوچھا بھی نہیں لوگوں کو اگر منع کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ نیک کام ہے اس سے روکنا نہ چاہئے
صاحبوا الخیرات (خیرات میں سبقت حاصل کرنا) حکم ہے ضرورت کے وقت چونکہ شمولیت جماعت
مقررہ سے شریعت کی جانب سے رخصت ہے اور انفرادی حالت میں برنسبت جماعت کے ثواب کم ہے اس
واسطے شریعت کی جانب سے ایسی امامت کی بھی نہیں معلوم ہوتی اور مضمرات کی جہارت،

ووصل بعض اهل المسجد، فامد وحسنة
ثم دخل المؤذن والامام وبقية الجماعة
فاجتمعوا المستحبة لهم والكراهية
للاولى بل (عسکیرنیقہ)
اگر قیامت جماعت کے ساتھ بعض اہل محلہ نماز
ادا کی پھر مؤذن، امام اور بقیہ لوگ آئے تو ای
کے لئے جماعت مستحب اور پسلی مکروہ
ہوگی (ت)

کو بلا ضرورت اقامت جماعت لااعراض من المقررة یا احوال شفتہ پر معمول رکھتے ہیں اور یہ بھی کہتے
ہیں کہ مسجد کی وضع جماعت کے لئے ہے معین جیسے مقتدیوں کی نماز کے لئے ہیں ایسے مصلیٰ امام کے لئے، امام صف
پر نماز پڑھا سکتا ہے ایسا ہی اگر مصلیٰ پر کوئی غیر امام نماز پڑھ لے تو کچھ حرج نہیں۔ بعض کا قول ہے مصلیٰ امام کی
ملک نہیں، فقہ کی متداول کتابوں پر نظر ڈالتے سے معلوم ہوتا ہے کہ معین امام کی انتظاری لازم ہے اور بغیر
اجازت امام معین کے امامت نہ کرائیں اگر انتظار میں وقت مکروہ ہوتا ہو یا کسی ضروری کام کے لئے جانا چاہتا ہو
مثلاً بل کا وقت جاتا رہے گا تو الگ الگ نماز پڑھ کر پہلے جائیں ترک جماعت میں اُن کے حق میں امام کا اولیٰ دینا
اس قیل سے ہو گا جو اس حدیث میں ہے۔

ان منقولات سے پایا جاتا ہے کہ امام کہیں جو جہاں تک ممکن ہو امام سے اجازت کے کر
امامت کو اتنی کر امامت بلا اذن منع ہے امام کا جماعت میں بالاصل موجود ہونا شرط نہیں اور علوم حدیث کی
دولت بھی اسی پر ہے موصوفی الاھد فی فہم الشرحی لہو یجوز الا باذنتہ (امیر بیار ہر گیا کسی لشکر کی
نے نماز پڑھائی تو اجازت کے بغیر جائز نہ ہوگی۔ ت) علیہ یہ کی عبارت کا بھی یہی مقصود ہے بعض کا خیال ہے
کہ حدیث مذکورہ بالا سے یہ امر ثابت ہے کہ منع امامت امام دیگر بوقت حضور امام المصلیٰ ہے نہ بوقت عدم حضور
کیونکہ مراد رجل اولیٰ سے امام دیگر ہے اور رجل ثانی سے امام مصلیٰ صاحب البیت ہے اور کہا رجل اول رجل ثانی
کی امامت نہ کرے، اگر رجل ثانی حاضر ہوگا تو اس کی امامت ممکن ہے اور نہ ہی امور ممکنہ سے متعلق ہوا کرتی ہے،
جماعت ثانیہ اگر تحت عدم حدیث کے ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہی علت ہے اگر عارض ہے تو بھی فقہان نے اسے
مکروہ تحریر لکھا ہے اور بعض کہتے ہیں اگر حیثیت اولیٰ کے خلاف ہے تو مکروہ نہیں جیسا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ سے روایت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نفی جو امام بنی برکت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکور ہے مراد اس سے
کہ امامت تحریر کی نفی ہے نہ مطلق بہر حال کراہت سے خالی نہیں، مصلیٰ پر ایم کے نماز پڑھنا یا بیعتنا بلا اس کے
اذن کے اس کی ممانعت بھی مذکورہ بالا کے آفری فقرہ میں ولا یقعد فی بیتہ علی منکر متہ الا باذنتہ سے
پائی جاتی ہے

قولہ علی منکر متہ ہو موضع خاص
لجلوسہ علی فرش او سریر مما یعد لاکرمہ
نہی بفتح تاء وکسر ہاء کفر اثن
وسجادة وبعوہما لمجمع یحار الانوار
قولہ منکر متہ سے مراد وہ جگہ ہے جو بیٹنے کے لئے
ہر یا وہ چار پائی جو اکرام کے لئے رکھی گئی ہوتی ہے
اس کی تاء پر فتوح اور کسرہ دونوں آسکتے ہیں ط مثلاً
فرش اور سجادہ وغیرہ، مجمع بحار الانوار۔ (ت)
چونکہ ہر سرسوات کی نسبت اقوال علماء و عبارات کتب مختلف ہیں اس واسطے بہت تردد رہتا ہے اور
تسکین نہیں ہوتی ہے بظاہر عبارات کتب سے تو نہی راجح معلوم ہوتی ہے اور اقوال علمائے مختلف، اس لئے
ادب سے التماس ہے کہ حقیقت امر سے مفصل اور مدلل طور پر بحوالہ کتب اور عبارات سے آگاہ فرمائیں تاکہ
شق راجح پر عملدرآمد ہو۔ جینو اتو جردا

الجواب

مسجد اگر جامع یا سرا یا بازار یا اسٹیشن کی، غرض مسجد عام ہے کہ ایک جماعت خاصہ سے مخصوص نہیں

لے قادیانیہ	باب السدس عشر فی صلوة الجمعة	فراتی کتب جہاد پشاور	۱۴۵/۱
لے صحیح مسلم	باب من احق بالامامة	مطبوعہ نور محمد، اصح المطابع کراچی	۲۳۶/۱
لے مجمع بحار الانوار	زیر لفظ کرم	المطبع العاد نو کشر مکھنو	۲۹/۲

جب تو اس میں ان سوالات کا محل ہی نہیں اس کی سبب جماعتیں جماعت اولیٰ میں جو گروہ آئے اپنی نجات کرے اور محراب ہی میں امامت کرے، اور افضل یہ ہے کہ ہر گروہ بعد اذان و اقامت کرے کما نص علیہ فی فتاویٰ قاضی خاں وغیرہما (جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں اس پر تصریح ہے۔ ت۔ ماں مسجد محلہ جس کے لئے جماعت معین امام معین ہے اُس میں ضرور امام مقرر کا حق مقدم ہے جبکہ اس کی طہارت، قرأت، عقیدہ، عمل میں خلل نہ ہو کہ فی الدر المختار و رد المحتار وغیرہما من الاستفسار (جیسا کہ در مختار اور رد المحتار اور دیگر کتب میں ہے۔ ت۔) اور قصداً بلا وجہ شرعی تفریق جماعت ضرور موجب ذم و شتاعت، خواہ یوں ہو کہ امام معین سے پہلے پڑھ جائیں یا جماعت اولیٰ فوت کرے اپنی جماعت الگ بنائیں۔ رہے اہل ضرورت وہ مستثنیٰ ہیں اور ان کی جماعت اگرچہ پہلے ہو مثلاً جماعت معین کا ابھی وقت نہ آیا اور اشتغال میں ریل کا وقت نہ رہے گا پڑھ کر پٹے گئے) امام اہل محلہ کے حق میں جماعت اولیٰ نہ ہوگی تو اس حق امامت میں امت ہوگی (الایرونس الرجل رجل فی سلفہ) آدمی کو دوسرے کی حکومت میں جماعت نہیں کروانی چاہیے۔ ت۔) کا کچھ خلاف نہ ہوا کہ نہ امام معین کی امامت کی نہ اس کی امامت میں مزاحمت کی اور ہرگز شرع مطہر سے کوئی دلیل نہیں کہ ایسے لوگ بے اذن امام جماعت سے ممنوع ہیں نہ اصلاً کہیں ان پر یہ حکم ملے گا کہ مجتمع ہوتے ہوئے الگ الگ پڑھیں اور روافض سے تشبیہ کریں یوں ہی برحقاً بدعتیہ ہر گز سے وہ شرعاً انفرادی پر مجبور نہیں نہ شرع سے کوئی دلیل کہ جماعت میں اذن امام کے محتاج ہیں کہ یہاں بھی اس کے حق میں مزاحمت نہیں البتہ تمیز جماعت اولیٰ و ابانت فرق و احتراز صورت مزاحمت کے لئے محراب سے الگ ہونا چاہیے۔

وبالعدل عن الصحاب تحلف الیہینہ
هو الصحیح وبہ ناخذ کما اثرہ فی
مراد المختار۔
محراب سے ہٹ کر نماز ادا کرنے سے حیثیت مختلف ہو جاتی ہے یہی صحیح ہے اور ہم اس پر عمل پیرا ہیں جیسا کہ رد المحتار میں منقول ہے (ت۔)

جماعت مضمرات کا محل وہی صورت تفریق بلا ضرورت ہے یعنی حکم اشتغال محل عدم ضرورت میں ہے ما حصل علیہ فی الدین صحت حضورؐ یہاں تم پر دین میں اس سے تنگی نہیں کی (ت۔) بصورت ضرورت بوجہ نہ کہ جماعت میں نہ امام معین کی تمہین نہ کوئی وجہ تا غرض نہ تحریر عبارت علیگری و عبارت کبیری دونوں دربارہ مجہد ہیں اور جماعات کا اُس پر قیاس باطل کہ جبہ میں شرط ہے کہ امام خود سلطان ہو

یا اُس کا ماذون، اسی کی تفریع میں دونوں کتابوں کی وہ عبارات میں کبیری میں فرمایا،

الشرط الثاني كون الامام فيها سلطانا او من
اذن له السلطان (الى ان قال) المتطلب
الذي لا منشور له اذ اكان سيوفه في الرعية
سيوفه الامراء يجوز له اقامتها لان بذلك
تثبت السلطنة فيتحقق الشرط وليس
للقاضي ان يعصلي بهم الم
علیگیر میں ہے،

دوسری شرط یہ ہے کہ امام سلطان ہو یا جسے سلطان
نے حکم دیا ہو (آگے کہا) اقتدر پر غلبہ پانے والا وہ
شخص جس کو اجازت نامہ حاصل ہیں، اگر رعیت میں وہ
امیر جیسی مشہور و مقبولیت حاصل کرے تو جمعہ کا قیام جائز ہے کیونکہ
اس مشہور میں اقتدار قائم ہونے سے جمعہ کی شرط پائی گئی ہے
(سلطان یا نائب کی موجودگی میں کسی کو جمعہ پڑھانا جائز نہیں)

منها السلطان حتى لا تجوز اقامتها بغير
امر السلطان او امر نائبه، مرض الا هي
ان میں سے سلطان ہے حتیٰ کہ اقامت جماعت
امیر سلطان یا اس کے نائب کے حکم کے بغیر
جائز نہیں امیر تیار ہو گیا (ذات)

حدیث کی عبارت النص لکڑ صورت امامت للامام میں ہے مگر علامہ حرثی اس کی امامت فوت کر کے خود
امام بن جانے کو بھی دلالت شامل

لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم بشروا
ولا تنفروا ايته
حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان اقامہ میں ہے
لوگوں کو خوشخبری دو، نفرت نہ دلاؤ (ت)

اور جو صورتیں اوپر گزریں نہ ان میں عبارت منصوص نہ دلالت داخل، جماعت ثانیہ کی تفصیل فقہی فقیر میں ہے
جس کا بطلان یہ ہے کہ مسجد عام میں ہر جماعت اولیٰ ہے اور مسجد محلہ میں قصداً تفریق یا اولیٰ کی تعزیت بلا عذر
صحیح شرعی ناجائز و رد با عادت اذان ہو تو مکروہ تحریمی، اور محراب نہ بدلیں تو خلافت اولیٰ در نہ اصلاً کراہت نہیں
ہو نصیحہ و بہ ماخذ (میں صحیح ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔ ت) تاثر ثانیہ مصلیٰ اگر ملک امام
ہے جب تو ظاہر کہ اُس کے بے اذن اُس میں تصرف حرام اور اگر واقف نے خاص جماعت اولیٰ کے لئے
وقف کیا جب بھی اور لوگ استعمال کریں لان مشروط الواقف کنھن الشامع (کیونکہ واقف کی مشروط

لہ غنیہ المستمل شرح فیتہ المصلیٰ فصل فی الجمعة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۲
سکھ فتاویٰ ہندیہ الباب السادس عشر فی صلوۃ الجمعة - فردانی کتب خانہ پشاور ۱۳۵/۱
سکھ صحیح بخاری باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخولم بالمعظۃ والا مطبوعہ مجمع المطابع کراچی ۱۶/۱

نہیں شارع کی طرح ہے۔ ت، ورنہ اس پر نماز میں اصلاً تہرج نہیں جبکہ بلا وجہ امام سے مزاحمت یا تنفر ناجی یا آثار فقہ نہ ہوا احکام کہ فقہ میں مذکور پڑھے آپ پر واضح ہیں اور بعض کی استہانت کے لئے یہ عبارت بکر الائن پیش نظر ہونا نا فح:

قال رحمه الله تعالى من هنا يعلم
جہل بعض مدرسی غرماننا من
منہم من یدرس فی مسجد تقری
فی تدریسہ او کراہتہم لذلك
نرا عین الاحضار من بہادون غیرہم
حق سمعت من بعضہم انہ یضیف
الحب نفسہ ویقول ہذا مدرستی
او لا تدریس فی مدرستی و ہذا حکہ
جہل عظیم فقد قال اللہ تعالیٰ
وانت المسجد لله فلا یتحین من
مخصوص لا احد حق لوکان للمدرس
موضع من المسجد یدرس فیہ
فسبقہ غیرہ الیہ لیس لہ امر جہ و
اقامۃ منہ آہ مختصرا واللہ سبحنہ و
تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

صاحب بکر الائن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہاں سے
ہمارے دور کے بعض مدرسین کی جمالت بھی واضح
ہو جاتی ہے کہ وہ اس شخص کو اس مسجد میں تدریس کرنے
سے منع کرتے ہیں جس تدریس کے لئے ان کا تقرر ہو
یا اسے مکر وہ جاننے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان مدارس کو
دوسروں کے علاوہ اپنے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں حتی کہ
بعض لوگوں کو میں نے دیکھا وہ اپنی طرف نسبت کرتے
ہوئے کہتے ہیں یہ میرا مدرس ہے یا تو میرے مدرسے
میں تدریس نہ کر، یہ تمام بہت بڑی جمالت ہے اللہ
تعالیٰ قربان ب بیشک مساجد اللہ کی ہیں پس کوئی
جگہ کسی کے لئے مخصوص نہیں لہذا اگر ایک مدرس
مسجد کے کسی مقام پر بیٹھ کر درس دیتا تھا پھر
کوئی دوسرا اس کی جگہ پر بیٹھتا تو پہلے مدرس کو جانے
نہیں کہ دوسرے کو وہاں سے ہٹا کر خود وہاں
بیٹھتا، اور مختصراً واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از شہر محلہ مسجد جامع مسجد مولوی محمد احسان صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام صاحب بہ ہنگام ضرورت
محراب مسجد میں یعنی آثار دیوار کچھیت مسجد کے اندر کھڑا ہے وائیں و بائیں برابر ایک ایک یا زیادہ
مفتدی کھڑے کر لئے باقی اور صفیں عقب حدود مسجد میں ہوں تو ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی یا
نہیں، بینوا توجروا۔

الجواب

وقتِ ضرورت امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں اور اپنے برابر کسی مقتدی کے لینے کی حاجت نہیں بلکہ دو مقتدیوں کا امام کے برابر ہونا خود مکروہ ہے، امام کا محراب میں ہونا بضرورت تھا کہ مکروہ نہ رہا کیس ضرورت سے ہو اور اگر تین یا زیادہ مقتدی امام کے برابر ہو جائیں گے تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعدادہ ہو جائے گی، محراب میں بلا ضرورت کھڑا ہونا بھی ایسا ہی مکروہ بلکہ یہ سخت و شدید مکروہ و ممنوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از عبد الغفور صاحب ریوسپل کشنر کی کڑی ضلع امیر شریف ۵ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مذہب حنفی امامت کر رہا ہے اور اس کے مقتدی کل حنفی ہیں اور ان میں چند اشخاص غیر مقلد شریک ہو کر آمین بالجہر و رفع یدین کریں تو اس صورت میں اولائے نماز حنفی میں نقص واقع ہوتا ہے یا نہیں کہ جس سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا فاسد۔

الجواب

غیر مقلدین زمانہ حکم فقہاء تہ مجاہد حاکم کتب فقہ کافر تھے سی، جس کا روشنی بیان رسالہ المکوکیدۃ الشہابیۃ و رسالہ السیوف و رسالہ التھی الاکید و میرا میں ہے اور تجربہ سنے ثابت کر دیا کہ وہ ظہور منکران ضروریات دین میں اور ان کے منکوں کے حامی و ہمراہ، تو یقیناً قطعاً اجماعاً ان کے کفر و ارتداد میں شک نہیں اور کافر کی نماز باطل، تو وہ جس صفت میں کھڑے ہوں گے اتنی جگہ خالی ہوگی اور صفت قطع ہوگی اور قطع صفت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا وصلہ اللہ
جو صفت کو ملائے اللہ اپنی رحمت سے اُسے ملائے
اور جو صفت قطع کرے اللہ اپنی رحمت سے اُسے جدا کرے۔

تو جتنے اہلسنت ان کی شرکت پر راضی ہوں گے یا باوصف قدرت منح نہ کریں گے سب گنہگار مستحقِ دمید عذاب ہوں گے اور نماز میں بھی نقص آئے گا کہ قطع صفت مکروہ تحریمی ہے اور اگر صرف ایک ہی صفت ہو اور اس کے کنارہ پر غیر مقلد کھڑا ہو تو اس صورت میں اگرچہ فی الحال قطع صفت نہیں مگر اس کا احتمال و اندیشہ ہے کہ ممکن کہ کوئی مسلمان بعد کو آئے اور اس غیر مقلد کے برابر یا دوسری صفت میں کھڑا ہو تو قطع ہو جائیگا

اور جس طرح فعل حرام حرام ہے یونہی وہ کام کرنا جس سے فعل حرام کا سامان جمیا اور اُس کا اندیشہ حاصل ہو وہ بھی منوع ہے و لہذا حدود اللہ میں فقط و ترح کو منع نہ فرمایا بلکہ ان کے قُرب سے بھی ممانعت جُوتی کہ تلاش حدود اللہ فلا تقربوا (یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قُرب نہ جاؤ اس کے باوجود۔۔۔) معہذا ابنِ جبرین کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تقصروا علیہم ولا تقصروا معہم۔۔۔ نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھو۔

یہ مذہبوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از نجیب آباد ضلع بجنور مسئلہ احمد حسین خان صاحب ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

بار دوم از قصہ سردار علاقہ کشمیر گذشتہ متصل امیر شریف ہوشیاروں کی مسجد مسئلہ قاضی اکبر صاحب ۶۰ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ

کیا کسی امام کے مذہب میں آمین یا و اذ ملکہ کہنا جائز ہے، اگر کوئی جماعت میں آمین نور سے کتا ہو حنفی سنیوں کی جماعت میں شریک کرنے سے نماز میں تو کچھ نقص واقع نہیں ہوتا۔

الجواب

آمین بالجملہ لام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ہے اگر کوئی شافعی مذہب آمین یا و اذ ملکہ کہے وہ بلا تکلف حنفیوں کی جماعت میں شریک ہو بلکہ بشرائط مذکورہ کتب فقہاء امامت کرے ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے کہ ہم احمدیہ سب حقیقی بھائی ہیں ہمارا باپ اسلام ہماری ماں سنت سیدہ الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔ مگر یہاں جو آمین بالجملہ والے ہیں یہ غیر مقلد و باقی ہیں یہ اللہ و رسول کی توحید کرنے والے ہیں یہ ہمارے امیر کرام کو گالیاں دینے والے ہم کو مشرک کہنے والے ہیں ان کی شرکت جماعت حنفی سے ضرور ضرر ہے کہ ان کے عقائد باطلہ مذہب بخدا و توہین رسول کے باعث ان کی نماز ہی نہیں تو جماعت میں ان کا کھڑا ہونا بالکل ایسا ہے کہ ایک شخص بے نماز پنج میں داخل ہے اس سے صفت قطع ہوگ اور صفت کا قطع کرنا حرام۔ حدیث میں فرمایا:

من وصل صفا وصلہ اللہ و من قطع صفا قطعہ اللہ۔۔۔ جو صفت کو ملائے اللہ اسے اپنی رحمت سے ملائیگا اور جو صفت کو قطع کرے گا اللہ اسے اپنی رحمت سے جدا کر دے گا (ت)

لہ القرآن ۱۸۴/۲

لہ کنز العمال الفصل الاول فی فضائل الصحابہ اجمالا مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت ۵۴۰/۱
لہ سنن البرادۃ باب قسیرہ الصفوف آفتاب عالم پریس لاہور ۹۶/۱

حدیث میں حکم فرمایا کہ نماز میں خوب مل کر کھڑے ہو کیونکہ شیطان نہ داخل ہو۔ یہاں آنکھوں دیکھا شیطان صفت میں داخل ہے یہ جانتے نہیں تو بشر قدرت اُسے ہرگز اپنی جماعت میں نہ شامل ہونے دیں اور جو مجبور ہے معذور ہے۔

مسئلہ ۸۹ ریاست اور راجپوتانہ محلہ قاضی وارہ مرشد مولوی محمد رکن الدین صاحب نقشبندی
۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۲ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - قاطع بدعت و فضائل جامع معقول و منقول جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب ادا م فیوضہم و برکاتہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فقیر حقیر مسکین محمد رکن الدین حنفی نقشبندی مجددی نادیدہ مشتاق زیارت دوست خدمت شریف میں پیش کر کے امید واسپہ کہ جناب اپنی تحقیق سے اس عاجز کو فہم فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ایک مسئلہ تو جماعت ثانی کا ہے اس میں گزارش یہ ہے کہ رد الحمار میں جو اقوال کراہت و عدم کراہت کے نقل کئے ہیں، ان میں سے کراہت کا قول اُس محلہ کی مسجد کی نسبت کہ جس میں امام اور مؤذن اور نمازی معین ہوں ظاہر الروایۃ بیان کیا ہے اور اس کو مدلل بھی کر دیا ہے اور عدم کراہت کے قول کی صحت بھی منقول ہے کہ جو مسو ب نام اہل بیت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے وہ بھی اس میں موجود ہے اب یہ فرمائیے کہ ظاہر الروایۃ کے مقابل میں جبکہ وہ مدلل بھی ہو دوسرے قول بلا مدلل کی ترجیح کس طرح ہو سکتی ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، محمد فاضل و نفعی علی رسولہ الکریم۔

بلا حظ مولانا یحییٰ المکرم المکین جبل اللہ تعالیٰ من مشیہ ہم رکن الدین۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمارے امام ہمام سراج الامر امام الامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مذہب و ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ مسجد محلہ جس کے لئے اہل معین ہوں جب اُس میں اہل محلہ یا ملان اذان و اقامت امام موافق المذہب صالح امامت کے ساتھ جماعت صحیحہ مسنونہ بلا کراہت ادا کر چکے ہوں تو غیر اہل محلہ یا باقی ماندگان اہل محلہ کو اذان جدید کے ساتھ اس میں اعادۃ جماعت مکروہ و منوع و بدعت ہے۔ مجمع البعین و بحر الرائق میں ہے، لا شکوہ فی مسجد محلہ باذانہ۔ محلہ کی مسجد میں دوسری اذان کے ساتھ تکرار جماعت

شرح الجمع للمصنف وفتاویٰ علیگریہ میں ہے :

المسجد اذا كان له امام معلوم وجماعة معلومة في محلة فصول اهل بيته بالجماعة لا يباح تكرارها فيه باذان ثان

جب مسجد کا امام اور جماعت محلہ میں متعین ہو اور اہل محلہ نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لی تو دوسری اذان کے ساتھ اس میں تکرار جماعت مباح نہ ہوگی (ت)

اسی طرح فتاویٰ برائید و شرح کیرٹلیہ و غرر و درر و خزان الاسرار و ذخیرۃ العقبۃ وغیرہ میں ہے اور اس کا حاصل حقیقہ کراہت اعادۃ اذان ہے

فان الحكم المنصب على مقيد انما ينصب عن التقيد كما قد عرفت في محله ولهذا

وہ حکم جو کسی مقید پر ہو وہ قید پر وارد ہوتا ہے جیسا کہ یہ ضابطہ اپنے مقام و محل پر معروف ہے (ت)

امام محمد بن امیر الحاج علی ارشد تکاوندی ابن الہمام نے علیہ میں اسی مذہب مہذب کو اس عبارت سے اوافرمایا :

المسجد اذا كان له اهل معلوم فصولا فيه وبعضهم باذان وان من كسر لغير اهل واليا قیت من اهل اعادۃ الاذان والاقامة

جب مسجد کے اہل معلوم ہوں اور ان تمام یا بعض نے اذان و قیام کے ساتھ نماز ادا کر لی تو اب غیر اہل اور بقیہ لوگوں کے لئے اذان و اقامت کا احادہ جائز نہیں (ت)

ولہذا کتب مذہب طافی ہیں کہ بے اعادۃ اور ابن مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ بالاتفاق مباح ہے اس کے جواز و اجازت پر ہمارے جمیع ائمہ کا اجماع ہے جناب و ملت طافیہ و شرح درر البحار و شرح البحرین للمصنف و شرح الجمع ابن ملک و رسالہ علامہ رحمت اللہ علیہ امام ابن الہمام و ذخیرۃ العقبۃ و خزان الاسرار و شرح تنویر الابصار و حاشیۃ البحر للعلاۃ خیر الدین رحلی و فتاویٰ ہندیہ وغیرہ کتب معتبرہ میں اس پر اتفاق و اجماع نقل فرمایا، خزانہ میں ہے :

لو كسر اهل بيته وذهب اذان مسجد الا اذان واقامة کے بغیر اہل محلہ تکرار جماعت

طریق جاننا اجماعاً

کریں یا وہ مسجد راستہ کی ہر توبہ تکرار جماعت بالا جماع
جائز ہے (ت)

تعلیمیہ و شرح الحج المصنف میں ہے :
امداد اصولاً بغیر اذان بیاح اجماعاً

ہاں اگر انہوں نے نماز بغیر اذان کے ادا کی تو یہ بالا جماع
جائز ہے (ت)

رد المحتار میں بیح سے ہے :

التقييد بالمسجد المختص بالمحلة
احتراز عن الشارع وبالأذان الشافي
احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة
جماعة بغیر اذان حيث بیاح اجماعاً

مسجد کو محلہ کے ساتھ مختص کرنے سے مسجد شارع
اس سے خارج ہوگئی اور اذان ثانی کی قید سے
وہ صورت خارج ہو جاتی ہے، جب اہل محلہ نے
اذان ثانی کے بغیر جماعت کر لی ہو تو اگر اس صورت
میں تکرار جماعت بالا جماع مباح ہے (ت)

حاشیہ علامہ طحاوی علی الدر المختار میں ہے

امداد اگر مرت بغیر اذان ہلا کراہۃ مطلقاً
وعلیہ المسلمون

جب بغیر اذان کے تکرار جماعت ہو تو اب ہر حال
کراہت نہیں اور تمام مسلمان اسی پر ہیں (ت)

یہ عبارت تو نہ صرف ہمارے ائمہ کا اتفاق بلکہ علماء مسلمانوں کا اسی پر عمل بتاتی ہے اور خود لفظ اجماع
کریں کہ کتب میں واقع اسی طرف ناظر توجہ کریں کہ ظاہر الروایۃ اس کے خلاف ہو، ظہیر یہ میں کہ تنہا پڑھنا
نہ کہ اسے ظاہر الروایۃ بتایا اقول واجب کہ اس سے مراد نفی وجوب جماعت ہو نہ وجوب نفی جماعت کہ اجماع
کے خلاف پڑے اور یہ ضرورت ہے اس کا حاصل اس قدر کہ جس طرح جماعت اولیٰ چھوڑ کر تنہا پڑھنا ناجائز و
مناہ تھا یہاں ایسا نہیں یہ الگ الگ پڑھیں وہ نہیں پڑھ سکتے تھے عقل و نقل کے قاعدہ متفق علیہا ہے
واجب ہے کہ محتمل کو محکم کی غفرو کریں کہ محکم کو محتمل سے رد کریں تو عبارت ظہیر یہ سے رد نقول متفقہ اجماع

۴۰۸/۱	مطبوعۃ مصطفیٰ البابی مصر	باب الامانة	سنة رد المحتار بخلافه
۸۳/۱	فردانی کتب خانہ پشاور	الفصل الاول في الجماعات	سنة فتاوى بينية
۴۰۸/۱	مطبوعۃ البابی مصر	باب الامانة	سنة رد المحتار
۲۴/۱	دار المعرفۃ بیروت		سنة حاشية الطحاوي على الدر المختار

ناہکی ہے بلکہ اگر وہ دوسرے معنی صحیح نہ رکھتی نہ اصلاً محتمل بلکہ خلاف اجماع میں نص مفسر ہوتی تو حسب قاعدہ قاطعہ بقول عامر کے خلاف خود ہی بوجہ قرابت نامقبول ٹھہرتی نہ کہ بالعکس۔ رد المحتار باب سجود التلاوة میں ہے :

هذا عزا في البحر الى المفسرات و
قال ابن الشافعي غريب اه وجه غرابته
انه انفراد بذكره صاحب الظهيرية
ولذا عزا من بعده اليها فقط .
اس کی نسبت بحر میں المفسرات کی طرف کی ہے اور
کہا دوسرا نادر ہے اور نادر ہونے کی وجہ یہ ہے
کہ صرف صاحب ظہیریہ ہی نے ذکر کیا ہے یہی وجہ
ہے کہ اس کے بعد والوں نے اس کی نسبت صرف
اس کی طرف ہی کی ہے (ت)

اسی کے باب المياه مسئلہ اعتبار حق میں ہے
قوله في الاصل ذكره في المحتس والتمناشي
والايف ۳ والمجتبى وعزاه في القنية
الى شرح صدر القضاة وجملة الفقهاء
وهو متوفى في الاغراب بحسب نسما
اطلقه جمهور الاصحاب كما في شرح
الوهابانية
قوله في الاصل اے مجتبى، تمناشی، ايفاح اور
مجتبى نے ذکر کیا، فقیر میں اس کی نسبت شرح
صدر القضاة اور فتح المغاریق کی طرف کی ہے،
شرح الوہابیہ کے مطابق جمہور کے اطلاق کی
مخالفت کی وجہ سے یہ اغراب میں ڈوبا ہوا
ہے (ت)

پھر جبکہ بحال اعادۂ اذان اصل مذہب و ظاہر الروایۃ کراہت تحریم تھی،
لما في رد المحتار قوله ويكره اعي
تحريرا بقول الكافي لا يجوز والعجم
لا يباح
رد المحتار میں ہے وقوله ويكره یعنی تحریمی مراد ہے
کیونکہ صاحب کافی نے کہا یہ جائز نہیں، اور
مجمع میں ہے یہ مباح نہیں (ت)

اور بے اذان ثانی جواز عدم کراہت پر اجماع قراب اس میں اختلاف ہوا کہ آیا یہ جواز واباحت بعض
خالص ہے یا کہیں کراہت تنزیہ سے بھی مجامع ۱۰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت آئی کہ

رد المحتار	باب سجود التلاوة	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	۵۶۴/۱
طہ	طہ	طہ	طہ
طہ	طہ	طہ	طہ

محراب ہی میں ہو تو کراہت ہے :

فان المکروه تنزیها من قسم المباح کما فی رد المحتار وحققناه فب جمل مجلیۃ .
کیونکہ مکروہ تنزیہی قسم مباح ہی سے جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور ہم نے اس کی تحقیق "جمل مجلیۃ" میں کی ہے (ت)

اس باب میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت آئی کہ محراب ہی میں ہو تو کراہت ہے اور اس سے بہت کراہت کراہت نہیں ، ائمہ ترجیح نے اسی کی تصحیح کی ولو الجبرہ وحیز کردی و تا تا دغالیہ و غنیہ وغیرہ میں اسی کو ہوا الصحیح وجہ ناخذ (صحیح بھی ہے اور اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے ۔ ت) فرمایا ، بجز اللہ تعالیٰ اس تقریر میں توفیق و تحقیق سے واضح ہو کہ نہ یہ تصحیح ظاہر الروایہ کے خلاف ہیں نہ ظاہر الروایہ کی حکایت اجماع کے خلاف اور مسئلے میں قول منقول یہ نکلا کہ مسجد محلہ میں بشرائط مذکورہ (جن کے محترفات کی تفصیل جمل فتاویٰ فقیر میں مذکور ہے) باقاعدہ اذان جماعت ثانیہ ناجائز و مکروہ تحریمی ہے یہی ظاہر الروایہ و مذہب امام ہے اور پہلے اذان ثانی بلاشبہ جائز اس پر خود اتفاق و اجماع الہی ہے مگر محراب میں بکراہت اور اس سے بہت کراہت مباح ملا کراہت ، یہی صحیح و ماخوذ و معتد ہے اب شبہہ اصل سے منقطع ہو گیا اور بالفرض برابرہ تنزیل مان ہی میں کہ ائمہ نے خلاف ظاہر الروایہ کی تصحیح فسد مائیں تو ہم پر لازم کہ انھیں کا اتباع کریں ، ظاہر الروایہ کی ترجیح اس وقت ہے کہ اس کے خلاف پر تصحیح صریح نہ ہو چکی ہو ورنہ ترجیح ضمنی تصحیح کے معارض نہ ہو سکے گی اور اسی تصحیح صریح کا اتباع ہو گا ۔ رد المحتار میں ہے :

اما نحن فعیب اتباع ما رجحوا و ما صححوہ کما لو اتوا فی حیث تہم ۔
ہمارے لئے اس قول کی اتباع و پیروی لازم ہے جسے فقہائے ترجیح دی اور تصحیح کی جیسے اس صورت میں ہم پر ان کی پیروی لازم تھی کہ اگر وہ ہمارے زمانے میں زندہ ہوتے اور فتویٰ دیتے ۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

ترجیحہ ضمنی مکمل ما کان ظاہر الروایۃ فلا یعدلی عنہ بلا ترجیحہ صریحہ لمقابلہ کی
ہر ظاہر روایت کو ترجیح ضمنی حاصل ہوتی ہے پھر جب تک اس کے مقابل صریح ترجیح نہ ہو اس سے عدول نہیں کیا جاسکتا ۔ (ت)

در مختار میں ہے :

إذا ذيلت رواية بالصحيح أو الماخوذ به لم يعت بمخالفة آله مختصرا .
جب روایت کے بعد صحیح یا ماخوذ بہ لکھا ہوا ہو تو اس کے مخالفت قوی نہیں دیا جاسکتا (مختصرا) (ت)

رو المختار میں ہے :

إذا كان الصحيح بصيغة تقتضي قصر الصحة على تلك الرواية فقط كالصحيح والمأخوذ به ونحوها مما يفيد ضعف الرواية المخالفة لم يجز إلا أن يمتثل لها سيما فيما أن القيا بالمرجوح جهل .
جب تصحیح ایسے صیغہ کے ساتھ ہو جو صرف اسی روایت کی صحت کا تقاضا کر رہا ہو مثلاً لفظ صحیح یا ماخوذ بہ وغیرہا تو مخالفت روایت کے ضعف پر دال ہو تو اب اس کے مخالفت پر فتویٰ دینا جائز نہ ہوگا جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے کہ مرجوح پر فتویٰ جہالت ہوتی ہے (ت)

اُسی میں ہے :

لو ذكرت مسألة في المتن ولم يصرحوا بتصحیحها بل صرحوا بتصحیح مقابليها فقد افاد العلامة قاسم ترجيح الثاني لانه تصحيح صريح وما في المتن تصحيح التزامي والتصحيح الصريح مقدم على التصحيح الالتزامي اي التزام المتن ذكر ما هو الصحيح في المذهب .
اگر کسی مسئلہ کا ذکر متن میں ہوا اور اس کی تصحیح کی تصریح فقہانے نہ کی ہو بلکہ اس کے مقابل کی تصحیح کی ہو تو ایسی صورت میں علامہ قاسم کے نزدیک دوسرے کو ترجیح ہوگی کیونکہ تصحیح پر تصریح ہے اور متن میں تصحیح التزامی ہو اور تصحیح صریح تصحیح التزامی پر مقدم ہوتی ہے، یہاں تصحیح التزامی سے مراد ہے کہ متن کے یہ الزام کیا ہوتا ہے کہ ہم وہی ذکر کریں گے جو مذہب میں صحیح قول ہوگا۔ (ت)

اب رہیں بعض تعلیلات اول تو بعد تصحیح ائمہ ترجیح ہمیں نظر فی الدلیل کی حاجت نہیں، نہ وہ ہمارا منصب، پھر بعونہ تعالیٰ اس کا حال علامہ تعلیقات واضح ہوگا جو فقیر نے کتاب مستطاب در المختار پر لکھیں اسما فاللہ اعلم

۱۵/۱	مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی	خطبۃ الکتاب	۱۵ در مختار
۵۵-۵۴/۱	مصطفیٰ ابابائی مصر	"	۵۵ در المختار
۵۳/۱	"	"	۵۳ "

ہقام سے اُس کی نقل مسطور:

قوله ولما ائنه عليه الصلاة والسلام كان
خروج ليصلهم بين قوم جعاد الى المسجد
وقد صلى اهل المسجد فخرجهم الى
مدرته فجمعهم اهل هذه وصلى ولو حب شرا
ذلك لما اختار الصلاة في بيته على
الجماعة في المسجد.

اقول اولاً لا يتعين هذا سبباً
لذلك قامت في اعادته صلى الله
تعالى عليه وسلم الجماعة في المسجد
كانت ايها ما انه لم يخرج
بجماعة القوم فعليه السلام ودم دهن
الوهم وتاكيد نقص يرهم على
ما فعلوا.

وثانياً لعل الباقي من اهل
صلى الله تعالى عليه وسلم للجماعة
البناء الطاهرات وحدهم فاحب
الجماعة ولم يجب ان يخرجهم
وحدهم للجماعة المسجد وحسب ان يراه
الناس ممن قد صلوا في غير اعادة الصلاة خلفه
صلى الله تعالى عليه وسلم او يجيئ بعض
من لم يصل بعد فيقفوا خلفهم فتفسد الصلاة.

قوله ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ الصلاة والسلام
بعض لوگوں کے درمیان صلح کے لئے قشرین ملے گئے
جب آپ مسجد میں واپس آئے تو اہل مسجد نے نماز
ادا کر لی تھی تو آپ گھر قشرین لائے آپ نے اپنے
اہل کو جمع کیا اور نماز ادا کی اگر تکرار جماعت جائز ہوتا
تو آپ مسجد میں جماعت پر گھر کی جماعت کو اختیار
فرماتے (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) (۱) تکرار
جماعت کے ناجائز ہونے کے لئے اس کو سبب قرار
دینا متعین نہیں بلکہ اس کی وجہ اور بھی ہو سکتی ہے
کہ آپ مسجد میں جماعت کا اعادہ فرماتے تو یہ وہم
ہوتا کہ آپ نے لوگوں کی جماعت کو پسند نہیں کیا، تو
محکم ہے آپ نے اس وہم کے ازالے اور لوگوں کی
جماعت کو صحیح قرار دینے کے لئے ایسا کیا ہو۔

(۲) یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی طرف ازواج مطہرات
ہی جماعت باقی رہ گئی ہوں آپ نے گھر میں ہی جماعت
کو پسند فرمایا اور مسجد میں صرف ان کی جماعت کے لئے
ان کو نماز پسند نہ فرمایا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ نماز
ادا کر لینے والے آپ کے پیچھے نماز کا اعادہ پسند کریں
یا بعض لوگ پہلی جماعت میں شرکت نہ کر سکے تھے اب
آئے قرآن خوانین کے پیچھے گھر سے ہو گئے تو اس
صورت میں ان کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

وَالْمُتَأَمِّنَاتُ فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ وَحَدُّهُ
فَهُوَ خَيْرٌ فِي الْأَنْفِرَادِ وَاتِّبَاعِ الْجَمَاعَاتِ
وَأَمَّا بَاقِي أَهْلِهِ فَيَجْمَعُ بِهِمْ كَمَا
نَهَى عَلَيْهِ فِي الْخَانِيَّةِ وَالْبِزَازِيَّةِ وَغَيْرِهِمَا
وَقَدْ نَهَى كَمَا فِي مَرَدِّ الْمُحْتَارِ وَغَيْرِهَا أَنَّ
الْأَصَحَّ أَنَّهُ لَوْ جُمِعَ بِأَهْلِهِ لَا يَكْرَهُ وَيُنَالُ
فَضِيلَةَ الْجَمَاعَةِ لَكِنْ جَمَاعَةُ الْمَسْجِدِ
أَفْضَلُ لَهُ وَقَدْ كَانَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِمَا يَتَرَكُ الْأَفْضَلَ لِبَيِّمَتِ
الْجَوَانِ وَكَانَ حِينَئِذٍ هُوَ الْأَفْضَلُ فَـ
حَقُّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا فِيهِ
مِنَ التَّبْلِيغِ الْمَبْهُوثِ لَهُ مَعْنَى عَمَلِ
مُرِيدٍ عَزَّ وَجَلَّ فَكَيْفَ يَسْلَمُ قَوْلُهُ وَلَوْ جَارَ
ذَلِكَ لِمَا اخْتَارَ.

وَقِيهِ رَابِعٌ مَا يَفِيدُهُ الْعَلَامَةُ
الْمَحْشَى أَنَّ قَدْ أُلْفِدَ الْأَجْمَاعُ
بِالْزَّاحِ عَلَى جَوَانِ إِعَادَةِ الْجَمَاعَةِ فِي
الْمَسْجِدِ الْعَامِلِ مَرْجُوحًا قَاطِبَةً أَنَّهُ
أَفْضَلُ وَمَعْلُومٌ قَطْعًا أَنَّ مَسْجِدَهُ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مَسْجِدَ مَحَلَّةٍ
فَلَوْ تَمَّ هَذَا الْأَسْتِدْكَالُ لَهَادَمَ الْأَجْمَاعُ
وَأَقَى بِتَحْرِيمِ مَا لَيْسَ فِي حِلِّهِ مِلٌّ وَلَا فَضْلُهُ
مَحَلٌّ نَوَاحٍ -

(۳۲) جب تنہا آدمی جماعت سے رہ جائے تو
اب اسے اختیار ہے کہ وہ تنہا نماز ادا کرے یا جماعت
کے ساتھ کہ وہ گھر چلا جائے اور اپنے اہل کو اکٹھا کر کے
نماز پڑھے، اس پر قیام، برازیہ وغیرہ میں تصریح ہے
رد المحتار وغیرہ میں یہ تصریح ہے اگر اس نے اپنے
اہل کو جمع کر کے نماز ادا کی تو کراہت نہیں بلکہ جماعت
کا ثواب پائے گا، البتہ مسجد کی جماعت افضل ہے
احمد، اور بعض اوقات سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بیان جواز کے لئے افضل کو ترک فرما دیتے تھے اور
اس صورت میں آپ کے حق میں بیان جواز ہی افضل ہوگا کیونکہ
اس میں احکام خداوندی کی تبلیغ (جس کے لئے
اپنے رب کی طرف سے بھیجے گئے ہیں) ہے ان کا
یہ قول تو بوجہ ثبوت ذلالت لہما اختار کیسے درست
ہوگا۔

(م) جو علامہ محشی نے کہا ہے کہ اس بات
پر اجماع کے انعقاد میں کوئی نزاع نہیں کہ مسجد عام
میں اعادہ جماعت جائز ہے بلکہ واضح تصریح کی ہے
کہ یہ افضل عمل ہے اور یہ بھی قطعاً معلوم ہے کہ آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد مبارکہ مسجد محلہ نہیں
اگر معترض کا یہ استدلال درست ہو تو یہ اجماع سے
نکرائے گا اور ایسی چیز کو حرام قرار دینا ہوگا جس کے
حلال بلکہ اس کے افضل ہونے میں کوئی محصل
نزاع نہیں۔

اقول ومثله في الضعيف قبل
 اصعب ما قد مر في الاذان من الاستدلال
 بما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم
 انه اذا صلى في المسجد صلى
 الله تعالى عليه وسلم كانوا اذا فاتتهم
 الجماعة في المسجد صلوا في المسجد
 في ادى فانه ليس فيه ان الجماعة
 كانت تقويت جماعة منهم معا فكانوا
 يصلون في المسجد في ادى مجتمعة
 وحاشي لله متى عهد هذا من الصحابة
 رضي الله تعالى عنهم وانما كانت تقويت
 ما رادوا بعد واحد منهم ولا دلالة
 بصيغة الجمع على القرب في هذا
 معناه انهم كانوا يصلون في ادى
 في المسجد منهم داو لم يكونوا
 يشبهون المساجد فعلا لا حرج فكان
 يقول النبي ايضا صلوات خلف النبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم و
 ابي بكر وعمر وعثمان
 فكانوا يستفتحون الفاتحة
 بالحمد لله رب العالمين
 مرواة احمد و مسلم

اقول ان میں کہتا ہوں، اس کی طرح
 ضعیف بلکہ اضعف ہے وہ استدلال جو اذان کی
 بحث میں اس حدیث کے حوالے سے گزرا ہے جو
 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ
 جب اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد
 میں جماعت فوت ہو جاتی تو وہ مسجد میں تنہا نماز ادا
 کرتے تھے کیونکہ اس میں یہ ہرگز نہیں کہ اگر صحابہ کے
 ایک گروہ کی جماعت فوت ہو جاتی تو وہ سب مسجد میں
 اکیلے اکیلے نماز پڑھتے تھے حاشیہ ایسی بات صحابہ
 کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت نہیں ابستہ
 نادر کسی ایک صحابی کی کسی وقت کی جماعت رہ
 جاتی تھی گروہ کی نہیں اور جمع کے سینکڑا قرآن فی الفجر
 کرنی دالت ہیں کہ ایک سے زیادہ افراد مسجد میں
 اکیلے اکیلے نماز پڑھتے تھے کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے
 کہ اگر ان میں سے کسی کی جماعت فوت ہو جاتی تو وہ
 مسجد میں تنہا نماز ادا کر لیتا اور نفی عرت کی وجہ سے
 دیگر مساجد کی طرف نہ جاتے تھے یہ سنہرت انس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے اس قول کی طرح بھی ہے جس میں ہے
 کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ابو بکر
 عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتدا میں نماز
 ادا کی ہے تو وہ الحمد للہ رب العالمین سے قرأت کی
 ابتداء کرتے تھے اسے احمد اور مسلم نے روایت کیا ہے

هل نقائل ان يقول ان في نفس الحديث
دليلا على هذا المعنى وذلك انما
لا تسلم انت المراد بالجماعة
الجماعة الاولى عينا بل نجرى بها هي
على امرسائها والجماعة لا تقوت
الجماعة الا ان يمنعوا عن تكرارها
في توقف الاستدلال به على اثبات
معانعة التكرار فيعود معانعة على
المصنوع وقد ذكر البخاري في
صحيحه عن انس بن مالك رضي الله تعالى
عنه انه جاء الى مسجد قبي فجلس
فاذن واقام وجلس جماعة فله
تفتت الجماعة اذ لم يكن وسره و
صبر ان رجلا دخل المسجد وقد
جلس رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم باصحابه فقال رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم من يتصدق
على هذا فيصلي معه فقام
رجل من القوم فجلس معه رواه احمد
وابوداود والترمذي وابوبكر بن ابي شيبة
والدارمي وابويعلی وابن خزيمة وابن حبان
وسعيد بن منصور والحاكم كلهم عدل

کیا کوئی قائل یہ کہہ سکتا ہے کہ اس حدیث کے
مضمر میں اس مضموم پر دلیل ہے، اور یہ اس لئے
کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ یہاں جماعت سے مراد
جماعت اولیٰ عینی ہے بلکہ ہم اسے مطلق جماعت
پر محمول کرتے ہیں اور ایک گروہ سے جماعت
تب فوت ہوگی جب انہیں تکرار جماعت سے
مسک کیا ہو، لہذا اس سے استدلالی مانعت تکرار
کے اثبات پر روقوف ہوگا، تو یہاں معانعة دست
على المطلوب عود کرے گی، اور بخاری نے اپنی صحیح
میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت
کی ہے کہ وہ مسجد میں آئے حالانکہ جماعت ہو چکی
تھی تو انہوں نے اذان دی تکبیر کہی اور جماعت
کرائی۔ ترجمہ ہونے کی صورت میں ان کی جماعت
فوت نہ ہوئی اور یہ بھی ثابت ہے کہ ایک شخص مسجد
میں آیا حالانکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کو جماعت
کرائی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس پر
کون حد قد کرتے ہوئے اس کے ساتھ نماز ادا
کرے گا، تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ
نماز ادا کی، اس کو مسند احمد، ابوداود، ترمذی،
ابوبکر بن ابی شیبہ، دارمی، ابویعلیٰ، ابن حزم،
ابن حبان، سعید بن منصور اور حاکم ان سب نے
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،

ابن سعید الخدری والطبرانی فی الکبیر
عن ابی امامة وعن عصمة بن مالك و
ابن ابی شیبة عن الحسن البصری مرسلًا
وعبد الرزاق فی مصنفه وسعيد بن منصور
فی سننه عن ابی عثمان النهدي مرسلًا أيضًا
وفی الباب عن ابی موسى الأشعري والحكم بن
عمر کما فی الترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اجمعین وفی بعضہما ان ذلك المتصدق عن
الرجل ابوبکر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہما
قوله ولان فی الاطلاق هكذا تفیل الجماعة
معنی ماہم لا یجتمعون اذا علموا انہا
لا تفوتہم

اقول لسانہ تعمد قول جماعة
الاولیٰ تاکلا علی الاخری فمن سمع منادی
اللہ ینادہ ولو یجب بلا عذر اقسام
وعز رقايت الاطلاق واما نقول فیم
غایبوا فحضر واکانوا مشتغلین بنحو
لاکل اتاقت الیہ انفسہم او التخلی
وغیر ذلك من الاعذار فتخلفہم
من الاولیٰ قد کانت بالذات
اشروع فعی ما یقبول بحرمات
الجماعة وفیم قودع الحب
التفید وقد اثبت فی رسالتنا

اور طبرانی نے لکھ اکبر میں حضرت ابوامامہ اور حضرت عہد
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ابی شیبہ
نے حضرت امام حسن بصری سے مرسلہ روایت کیا ہے،
جد الرزاق نے مصنف اور سعید بن منصور نے سنن میں
ابو عثمان النهدي سے بھی مرسلہ روایت کیا ہے اس
باب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حکم بن عمر سے بھی
روایت ہے جیسا کہ ترمذی نے رضی اللہ عنہما بعض روایات
میں ہے کہ وہ عمدہ کرنے والے حضرت سینا امیر بکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے قولہ کہ ایسے اطلاق
سے تفیل جماعت کا معنی پایا جاتا ہے اس لئے کہ وہ
جب جاؤ، پس کہ جماعت فوت نہ ہوگی تو جمع نہ ہو گئے

اقول (میں کہتا ہوں) ہم جماعت اولیٰ
کے عمدہ ترکہ کو دوسری جماعت پر مجبور سا کہ بنا پر
مباح نہیں دیکھتے اور جس شخص نے بھی اللہ تعالیٰ کی
طرف سے بلاؤ سنا او مانس نے اسے قبول نہ کیا وہ
گنہگار ہو گا اور وہ قابل تعزیر ہے تو یہاں اطلاق کہا
ہے، ہم تو ان لوگوں کی بات کر رہے ہیں جو موجود
نہ تھے اب آئے یا وہ کسی معاملہ میں مشغول تھے مثلاً
سخت جھوک کی وجہ سے کھانا کھا رہے تھے یا رنج
جماعت کھانے گئے تھے یا اس جیسے دوسرے
اعذار ہوں تو اب ایسے لوگوں کا پہلی جماعت سے
وہ جانا یا بابت شرع ہو گا اب ان پر جماعت سے

”حسن البراعة في تنقيح حكم الجماعة أن
الواجب هي الجماعة الأولى عينا فإذا
علموا أنهم لو لم يحضروا غايتهم
الواجب فكيف لا يجتمعون أما الكسالى
وقليل المبالاة فلا يجتمعون وأما
علموا أنهم تفوتهم الأولى والآخرى
جميعا لا ترى أن بعض العصريين
من يدعى العلم والدين
قد شدد في ذلك تشديدا بليغا
وإنهم ان تكرار الجماعة
معصية مطلقا فتبعه بعض
عوام تلك البلاد في ترك
تكرار الجماعة ولم يتنبهوا
في أتيان الأولى فترغب
فوج من الاحابيش يأتون
بعد الجماعة فيصلون معا فرادى
فيزيدون مشابحة
بالروافض واليه المستعان
قوله ويوبده ما في الطهيرية
لو دخل جماعة المسجد بعد ما
والم فيه اهل يصلون وحدها
وهو ظاهر الرواية اه وهذا
مخالفة لحكاية الاجماع السماوية
عنه وهو رشيد احمد النكوي (۳)

مردم ہونے کی وجہ سے کیونکر عامت کی جا سکتی ہے اور
انہیں تعیل جماعت کا سبب کیوں قرار دیا جائے ؟
ہم نے اپنے رسالے ”حسن البراعة في تنقيح
حكم الجماعة“ میں ثابت کیا ہے کہ واجب علی
جماعت اولیٰ ہی ہے پس جب انہوں نے جانا اگر وہ
حاضر نہ ہوتے تو واجب فوت ہو جائے گا تو وہ جمع
کیسے نہ ہوں گے ؟ رہا معاملہ سستی اور لا پرواہی کہنے
والوں کا وہ جمع نہیں ہوں گے خواہ انہیں علم ہو کہ ہمارے
پہلی اور دوسری جماعت فوت ہو جائے گی کیا آپ کے
علم میں نہیں کہ بعض معاصرین جو علم و دین کا دعویٰ کرتے
ہیں انہوں نے اس میں بہت زیادہ تشدید کی اور کہا
کہ تکرار جماعت ہر حال میں معصیت و گناہ ہے اور
ان کے علاج میں پرمام لوگوں نے تکرار جماعت کے
ترک میں اس کا اقرار کیا حالانکہ وہ پہلی جماعت کے
درپے نہیں جڑے آپ متعدد گروہوں کو ملاحظہ کریں گے
کہ وہ جماعت کے بعد آتے ہیں وہ ایک ہی مقام پر
تہا تنہا نماز ادا کرتے ہیں تو اس عمل سے ردافض
کے ساتھ مشابہت میں اضافہ کرتے ہیں اور اللہ
ہی مدد کرنے والا ہے قولہ اور اس کی تائید
تفسیر یہ کہ یہ عبارت کرتی ہے اگر کوئی جماعت مسجد
میں داخل ہوتی حالانکہ اہل محلہ نے جماعت کرائی تھی
تو وہ تنہا نماز ادا کر لیں اور یہ ظاہر روایت ہے کہ
اور یہ بات سابقہ منقول اجماع کے خلاف ہے

اقول لا تأتيد ولا خلاف فان يصلون
ليس نصاً في الايجاب ومن تتبع
ابواب صفة الصلاة والحج من
ای کتاب شاء وجد قناطير مقلوبة
من صيغة الاخبار واسدقة فيما ليس
بواجب بل ولا سنة انما اقصاها
التدب ، وقد قال في البحر الرافق
والطحاوی فی حاشیة الدرر ان
ذلك اعلم دلالة الاخبار على الوجوب
فبما اذا ائيد ومن الشارح اما من
الفقهاء فلا يبدل هو ولا الامر منهم
على الوجوب كما وقع لمحمد حیدث ،
قال فی صفة الصلاة افترس مرجعه
المیسری ووضعه يده وامثال ذلك
كثيرة اهـ ولست افكر انه كثيراً ما يجيء
للوجب كما بيناه في كتابنا فصل القضاء
في رسم الافتاء وانما اسيدات
المحتمل لا يقضي على المفسر
فكيف يرد به الاجماع المتطابق
عن نقله المستندات بل كيف يصح
انما يعمل على ما يصير به
مخالف للاجماع ولو كان كذا لكان هو الحق
ما له من الاجماع اذا لم يكن الواحد من

اقول (میں کتابوں) یہاں نہ تائید ہے
نہی مخالفست ، کیونکہ لفظ یصلون
سے صراحتاً ایجاب ثابت نہیں ہوتا اور جس نے
بھی کسی کتاب کے ابواب صفة صلوٰۃ و حج کا مطالعہ
کیا ہے وہ بہت سے الفاظ خبر کا ذخیرہ پائے گا
جو ایسی جگہ وارد ہیں جو واجب بلکہ سنت بھی نہیں
ہیں زیادہ سے زیادہ مستحب کے درجہ میں ہوتے
ہیں ، بحر الرافق میں ہے اور طحاوی نے حاشیہ
در میں کہا ہے جملہ خبریہ کی دلالت وجوب پر اس
وقت ہوتی ہے جب وہ شارع علیہ السلام سے
سواء در جو ، اور اگر وہ فقہار کرام سے منقول ہو تو
اس جملہ خبریہ بلکہ فقہار کے امر کی بھی وجوب پر دلالت
ہیں ہر قبیہ کہ امام احمد سے واقع ہے انہوں نے
صفة صلوٰۃ میں فرمایا نمازی با یاں پاؤں بچائے
اور ہاتھ رکھ دے اور اس پر تعدد و تالیف مشاہدہ
ہیں اور میں اس بات کا منکر نہیں کہ بہت سے
مقامات پر مفید وجوب بھی ہیں جس طرح ہم نے اس
کی تفصیل گفتگو فصل القضاء فی رسم الافتاء
میں کی ہے ، مراد یہاں یہ ہے کہ عقل کو مفسر پر ترجیح
حاصل نہیں اور معتدات کی منقولات کے باوجود اس
کے ساتھ اجماع متظاہر کیسے رو کیا جائے بلکہ ان
عبارات کو اس پر کیسے محمول کیا جائے جو اجماع کے
خلاف ہو ، اگر معاذ یہی ہے تو ایسی ہی ہر الروایۃ

ظاہر السروایۃ اقرب الی السہو وحت
الجماعة بل لقائل ان يقول لا يمكن
الحصل ههنا على الوجوب اهلا واث
قلنا بکراهة تکرار الجماعة فی مسجد
الحی مطلقا وذلک كما نفعوا علیه ف
الوجیز والتبیین والهدیة وغیرها
وسیاتی شرحا وحاشیة انت من
فاتحه فی مسجدہ ندب لہ طلبها ف
مسجد اخر الا المسجدین المکی والمدنی
کما فی القنیة ومختصر البحر وبحث
فی القنیة الحاقب الاقصی و ذکر
القدوری یجمع باهلہ ویصر یهم
ای وینال ثواب الجماعة کما ف
الفتح فاذا الجماعة معهم لا یحتاجون
الی التفتیش عنها فمت ذالذی
حرم علیهم انت ینذہبوا الی بعض
البیوت مثلا ۛ یجمعوا وینالوا الفضل
فان قلت عاقبتهم عن الخروج
الدخول قلت کلامهم المد کسود
مطلق فیمن دخل وحت لهم
یدخل الخروج لا ذلک الجماعة
لا یمنعه الدخول الا ترعب انت
مقیم الجماعة ینخرج تکبیر الجماعة
الاولی باذنیہ فلا انت یجوز
لهؤلاء الخروج ولا تکبیر ولا اولی

کو ذکر دینا اجماع کے دو سے بہتر ہے کیونکہ اکیدہ
ظاہر روایت نقل کرنے والے کا بھولی جانا بحث
کے بھولی جانے سے زیادہ قریب ہے بلکہ کوئی
قائل یہ کہتا ہے کہ یہاں وجوب پر محمول کرنا بالکل ممکن ہی
نہیں اگرچہ ہم یہ کہیں کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت ہر
حال میں مکروہ ہے وہ اس لئے کہ وجہ تبیین ہندیدہ
وغیرہ میں اس پر تصریح موجود ہے اور عنقریب تفصیلاً
آئے گا کہ جس نے نماز مسجد میں فوت کر دی اس
کے لئے دوسری مسجد میں تلاش جماعت مستحب ہے
مگر وہ مساجد حرم مکہ اور عرم مدینہ میں جیسا کہ قنیہ
اور مختصر البحر میں ہے، قنیہ میں مسجد اقصیٰ کو بھی
شامل کیا گیا ہے، قدوری نے ذکر کیا کہ وہ اپنے
تحریرات میں فرماتے ہیں کہ جماعت کرانے یعنی وہ
جماعت کا ثواب پالے گا۔ فتح میں اس طرح ہے
اہل کے ساتھ جماعت اس کی تلاش کی محتاج نہیں ہے
تو ان پر کس نے حرام کیا ہے اس بات کو مثلاً وہ گھر
کی طرف جاتے اور انہیں منکر اس اور ثواب جماعت پائیں۔
فان قلت (اگر کوئی کہے کہ)

مسجد میں داخل دوسری جگہ جانے کو مانع ہے
میں کہتا ہوں ان کا مذکورہ کلام مطلق ہے خواہ وہ
شخص داخل ہے یا داخل نہیں اور اگر جماعت
کے لئے خروج اس کو دخول سے مانع نہیں کیا آپ
نہیں جانتے کہ دوسری جگہ جماعت کا منقطع پہلی
جماعت کی تکبیر کے وقت مسجد سے نکل سکتا ہے
تو ان کے لئے خروج ہر طور جائز ہو گا نہ تکبیر ہے

لاولی وبالجملة لا محل ههنا للايجاب
وعليه كان يتوقف التأييد والخلاف
فإن قلت فاذا وجوب فما منزع
الكلام قلت افادة جواز لا انفرد
لهم بلا حظر ولا حجب بخلاف ما لو لم
تقم الجماعة بعد حيث لا يجوز الصلاة
منفردا الا بعذر ولما فيه من
تفويت الجماعة الواجبة على المعتد
او القرية من الوجوب على المشهور
فاذنت كانت على وزان ما قال
العيني في عمدة القاري قال ابو حنيفة
رحمته الله تعالى عنه سجد اربعة و
شغلته عمت الجماعة شغل جمعة
يا هلدي في منزله وان صلى وحده
يجوز له وهذا معنى لا خبار عليه
امس شاء الله تعالى وبه
يزول كل اشكال والله الحمد
قوله وعت هذا ذكر العلامة
الشيخ رحمه الله السند
تلميذ المحقق ابن الهمام
في رسالته انت ما يفعل اهمل
الحرمين من الصلاة باسمه متعدي
وجماعات مترتبة مكروه اتفق قال

اور نہ جماعت اولیٰ، الغرض یہاں ایجاب کا محل
نہیں اور اسی پر تائید و خلاف موقوف تھا، اگر
اسے مقرر نہ ہو کہ جب وجوب ہی نہیں تو کلام
کا منشا کیا ہوگا؟ تو میں اس کا جواب دیتا ہوں
کہ ان کے لئے بلا خوف و خطر تنہا نماز ادا کرنے
کا جواز بیان کرنا مقصود ہے، بخلاف اس صورت
کے جب ابھی جماعت نہ ہوتی ہو کہ اب عذر کے
بغیر تنہا نماز جائز نہ ہوگی کیونکہ اب اس جماعت کا
فوت کرنا لازم آئے گا جو مختار، قول کے مطابق
واجب اور مشہور قول کے مطابق قریب واجب
سے اور یہ بات اس طریقہ پر ہوگی جو امام عینی
نے قریب تقابلی میں بیان کیا کہ امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ نے فرمایا جب کوئی بھول گیا یا سر گیا یا
کسی اہم مصروفیت کی بنا پر جماعت میں شرکت
نہ کر سکا تو وہ اپنے گھر والوں کو جمع کرے اور باجماعت
نماز ادا کرے اور اگر اس نے تنہا نماز ادا کر لی
تب بھی جائز ہے اور یہی معنی نہایت ہی واضح ہے
اس میں کوئی خبار نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اور اس
کے ساتھ ہر اشکال بھی زائل ہو جاتا ہے قولہ
اس بارے میں علامہ شیخ رحمہ اللہ السندی جو
شیخ جام کے شاگرد ہیں اپنے رسائل میں کمال عربین
جو متعدد افراد مترتب جماعت کی صورت میں
نماز ادا کرتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے، اس کے

قوله واقرة الرملة في حاشية البحر
أقول يا سبحن الله ای ماس لهذا
بما نحن فيه فانت انكاس هو على
التفريق العمدي كما هو الواقع في
المؤمنين المكرميين فانهم جزؤا
الجماعة اجزاء وعينوا لكل جزؤا
والتفريق بالقصد حيث لا باعث
عليه شرعا لا يجوز اجتماعا والا
لما سئل الله تعالى صلاة الخوف
وهذا تستوي فيه مساجد الاحياء
والقوامع والجوامع والبراري
جميعا قولا فصلا من دون فصل
ثم وقع الخلاف في الاقدا بالخالص
على وجوه فصلها في البحر و
رد المحتار وغيرهما وايتنا على
لبابه في فتاؤنا فمن لا كراهة
هتده اصلا ای اذا لم يعلم ان
الامام لا يراعي مذهب غيره بنساء
على اعتبار رأي المقتدي كما هو
الاصح او علم انه غير صراح
عند من يقول العبرة
برأى الامام فهذا التفريق
عند من دون باعث شرعي

اس قول تک ذکر ہے کہ اسے رملی نے حاشیہ بحر
میں ثابت رکھا ہے اقول (میں کہتا ہوں)
اے اللہ! تو پاک ہے۔ اس عبارت کو ہمارے
زیر بحث مسئلہ کے ساتھ کیا واسطہ ہے؟ ان کی
انکاری گفتگو اس تفریتی پر ہے جو دانستہ ہو،
جیسا کہ حرمین شریفین میں واقع ہے کیونکہ وہ عمت
کو مختلف حصص میں بانٹ کر ہر ایک حصہ کے لئے
الگ الگ نام مقرر کرتے ہیں اور تفریق قصدی کا شرعا
کوئی باعث نہیں اور وہ بالاتفاق جائز نہیں ورنہ
اللہ تعالیٰ مسئلہ فوت کا طریقہ یوں جاری
نہ فرماتا، اور اس میں تمام مساجد برابر میں خواہ
وہ محاذ کی میں یا شوارع یا شہر کی جامع یا دیہات
و جبل کی، ان میں کوئی تفریق نہیں، پھر مخالف
مذہب کی اقتدا میں متعدد وجہ باختلاف واقع ہوا
ہے اس کی تفصیل بحر، رد المحتار وغیرہ میں موجود
ہے ہم نے اس کا خلاصہ اپنے فتاویٰ میں ذکر کر دیا ہے
اور جس کے نزدیک بالکل کراہت نہیں یعنی حسب
مقتدی کو علم نہ ہو کہ امام دوسرے مذہب کی رعایت
نہیں کرتا قریرہ حکم مقتدی کی رائے کے اعتبار پر
جنی ہے اور یہی صحیح ہے یا مقتدی کو معلوم ہو کہ
امام رعایت نہیں کرتا تو اس صورت میں عدم کراہت
کا حکم امام کی رائے کے اعتبار پر جنی ہے تو عدم کراہت
کے قائل، کے نزدیک ان متفرق جماعتوں کے لئے

وهؤلاء هم الذين حضروا الموسم
تلك السنة وانكروا ومن حكم بالكرهية
عند الشك في المراءات او اعتقد ان
الافضل الاقتداء بالموافق مهما
امكن وان تحققت المراءاة فهو
عند بوجه شرعي وهم الجمهور وعليه
العمل فذا انكار عن اهل الحرمین و
ليس في فعلهم خلل ولا مرئ والعلامة
اسيد المحدثي هو الناقل فيما سياتي
عن الملا علي القاري انه قال لو كان
لكل مذهب امام كما في زماننا
فالافضل الاقتداء بالموافق سواء
تقدم او تاخر على ما استحسنه
عامة المسلمين وعمل به جمهور
المؤمنين من اهل الحرمین والقدس
ومعبر الشام ولا عبرة بمختلف
منهم اذ على كل فهذا الكلام
من واد احر لا تعلق له بجواز التكرار
وعدمه قوله لكن يشكك عليه ان
نحو المسجد المكي والمدني ليس له
جماعة معصوصون فلا يصدق عليه انه
مسجد محلة بل هو كمسجد شامخ و
قد مرانه لادراة في تكرار الجماعة

شرعی جواز نہیں اور یہی عدم کراہت کے قائل لوگ اس
سال حاضر ہوئے اور انھوں نے انکار کیا ، اور
وہ شخص جس نے رعایت میں شک کی صورت میں کراہت
کا حکم لگایا ہے یا وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ افضل
موافق کی اقتداء ہی ہے جیسے بھی ممکن ہو تو اب اگرچہ
رعایت تحقق ہو جائے تو یہ اس کے نزدیک وجہ
شرعی کی بنا پر ہوگا اور یہی جمہور کی رائے ہے اور
اسی پر عمل ہے لہذا اہل حرمین پر کوئی انکار و اعتراض
نہیں اور نہ ہی ان کے عمل میں کوئی خلل و نقص ہے
اور علامہ سیّد محسنی نے آگے چل کر طاعنی غاری سے
یہ نقل کیا ہے کہ اگر ہر مذہب کا امام ہو جیسا کہ ہمارے
دور میں ہے قراۃ امرافق امام کی، ففضل ہے خواہ
وہ جماعت پہلے ہو یا بعد میں اسے عامۃ المسلمین نے
مستحسن جانا اور جمہور مسلمان مثلاً اہل حرمین، قدس
مقدس شام کا عمل اسی پر ہے اور اس کے خلاف
رائے رکھنے والے کا کوئی اعتبار نہیں اور ہر حال
میں اس کلام کا تعلق کسی اور معاملے سے ہے اس کا
تعلق تکرار جماعت کے جواز اور عدم جواز سے نہیں۔
قوله لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ مثلاً مسجد کی
اور مسجد مدنی جن کی جماعت معین و معلوم نہیں تو
انہیں مسجد محلہ نہیں کہا جاسکتا بلکہ مسجد شامخ کی
طرح ہوں گی اور پہلے نزدیک ہے کہ مسجد شامخ
میں بالاتفاق تکرار جماعت میں کراہت نہیں اس

فيه اجماعاً قليلاً على اقول انما نشأ
الاشكال من حملته على مسألة التكرار
وقد علمت ان لم يقصدوها وانما
انكروا لعدم التفرقة وهو محذور
قطعا ولو في مسجد شارع فالعجب
من السيد العلامة المحقق المعشوق
يورد على مسألة التكرار ما لا ورود له
عليه ثم يستشكل هذا الوارد بما لا اشكال
به اصلا ولكن لكل جواب كبوة نسأل
الله سبحانه عفو شهر اقول واشد
العجب من العلامة الشيخ رحمه الله
رحمه الله تعالى حيث قال الاحتياط في
عدم الافتداء به اي لا يحالفت
ولو مرأيا كما سينقله المعشوق عنه
ثم قال ههنا بکراهة ترتيب الجماعة
وادمي الاتفاق على خلاف ما عليه الجمهور
وليت شعري اذا كان هذا مكرها وفاقا
فكيف يعمل بالاحتياط الذي اعزفت
به ايجعل الناس كلهم على مذهب
واحد امر يسكن مقلدا واكل امامي بلده
عليه عدا او يحصل لكل منهم
مسجد بحیاله و یمنع

میں مزید غور کرنا چاہئے اقول (میں کہتا ہوں)
یہ اشکال تب ہے جب اس کو مسئلہ تکرار پر محمول
کیا جائے حالانکہ آپ جان چکے وہ ان کے یہاں مقصود
نہیں، انہوں نے دانستہ تفریق سے انکار کیا ہے
اور وہ یقیناً ممنوع ہے اگرچہ مسجد شارع ہی کیوں
نہ ہو تو تعجب ہے علامہ محقق معشوق پر کہ انہوں نے اس
مسئلہ تکرار پر محمول کیا حالانکہ اس کا یہ عمل نہیں ہے
پھر اس عمل پر مبنی ایسا اشکال بتایا جس سے کئی
اشکال پیدا ہو رہے ہو مگر تاہم ہر شہر ہوا کے لئے
مقرر ہوتی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے اس پر ان
کے لئے معافی کے طلبگار ہیں ثم اقول (پھر
میں کہتا ہوں) سب سے زیادہ تعجب علامہ شیخ سید
رحمہ اللہ پر کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے مخالفت کی
اقدار نہ کرنے میں احتیاط ہے اگرچہ وہ رعایت کرتا ہو
جیسا کہ محشی عنقریب اس کو ان سے نقل کرے گا،
پھر یہاں کہا کہ ترتیب جماعت مکروہ ہے اور جمہور کے
موقف کے خلاف اتفاق کا دعویٰ کیا، افسوس صد
افسوس اگر یہ عمل بالاتفاق مکروہ ہے تو اس احتیاط
پر عمل کیسے ہو گا جس کا تم نے خود اعتراف کیا ہے کیا
تمام لوگ ایک مذہب کے ہو جائیں گے یا ہر شہر میں
ہر مذہب کے مقلدین الگ الگ آباد ہوں گے یا
ہر مذہب کی الگ الگ مسجد بنائی جائے گی اور ان

اہل ثلثۃ مذاہب عن الصلاة في
المسجدین الکریمین او تجعل الجماعة
لمذهب واحد و یؤصر الباقون بالصلاة
ففرادی ثم اقول و یورد مثله علی تقریر
العلامة حیر الملة والدين الرملة رحمه
الله تعالى لما مر وهو الناقل كما سيأتي
حاشية عن العلامة الرملة الشافعي انه
مشي على كراهة الاقتداء بالمخالفة
حيث امكنه غيره وبدا فقه الرملة
الكبير واعتمد السبكي والاسنوي
وغيرهما قال والمحصل ان عندم في
ذلك اختلافا وكل ما كانت لهم علة
في الاقتداء بناصحة و قناد
والفضيلة كانت لنا مثله عليهم و
قد سمعت ما اعتمد الرملة و
افتي به والعقير اقول مثل قوله فيما
يتعلق باقتداء الحنفی بالشافعی والفقیه
المنصف یسلم ذلك

وانما سأل فقه الحنفی
لامر بعد اتفاق عالمین اه
فاذا كانت الفقه والانصاف هو كراهة
الاقتداء بالمخالفة فكيف يسكر على ما فعله
اهل الحرمين لا جرم ساجم العلامة

دو مبارک مساجد سے بقیہ تین مذہب کے لوگوں کو
نماز ادا کر سکتے روک دیا جائے گا یا ایک مذہب
والوں کی جماعت ہوگی اور دوسرے لوگوں کو تنہا
نماز ادا کرنے کو کہا جائیگا ثم اقول د پھر میں
کہتا ہوں اسی طرح کا اعتراض علامہ خیر المکت و
الدين رملی رحمہ اللہ پر بھی وارد ہوتا ہے جیسا کہ غزالی
وہی ناقل ہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا حاشیہ
علامہ رملی شافعی سے ہے کہ جب مخالفت کے علاوہ
کسی اہم کوئی نکتہ ہو تو مخالفت کی اقتدار کر دینے
اسی پر رملی کبیر نے فتویٰ دیا، سبکی اور اسلمی وغیرہ نے
اس پر اعتقاد کیا ہے کہا الحاصل ان کے ہاں اس بارے
میں اختلاف سپاہ و برود علت جس کی بنا پر ہماری
فتوٰ ان کے لئے صحیح فاسد یا افضل ہے ایسا
ہی معاملہ ہمارا ان کے ساتھ ہے اور آپ نے وہ
سن ہی دیا ہے جس پر رملی نے اعتقاد کیا اور فتویٰ دیا ہے
میں فقیر انہی کی مثل کہتا ہوں اس مسئلہ میں جہاں حنفی
کسی شافعی کی اقتدار کرے انصاف پسند فقیر اسے
تسلیم کرے گا

اور میں فقہ حنفی کا رملی ہوں درملی شافعی اور رملی حنفی
دونوں ماحول کے اتفاق کے بعد کوئی جھگڑا نہیں ہے۔
پس جب دانش و انصاف کا فیصلہ مخالفت کی اقتدار
کا مکروہ ہونا ہے تو اہل حرمین کے نقل پر انکار کیسے
کیا جاسکتا ہے یقیناً علامہ خیر الدین رملی نے شرح

نفسد فی حاشیتہ علی شروح زاد الفقیر
للعلامة الغزى والمتمن للامام ابن العام
الى موافقة الجمهور فقال كما نقله في
منحة الخلق على البحر الرائق بقول
الكلام في الا فضل ما هو الا اقتداء به
اولا نفراد ثم اس من صرح به من علمائنا
وغا هر كلا منهم الثاني ، والذي يظهر
ويحسن عندي الاول لان في الثاني
ترك الجملة حديث لا تحصل الا به
وولم يكت بان كان هناك حنفی
يقتدى به الا فضل الاقتداء به
فقد اعترف ان الا فضل الاقتداء
بالحنفی اذا وجد و انتب
كان الشافعی الذی
یؤمر صالحا عالما تقيا نقیبا
یراعی الخلاف كما وصفه
في تلك الحاشية۔

زاد الفقیر علام غزی جس کا متن امام ابن ہمام کا
ہے کے حاشیہ میں رجوع کر کے جمہور کے ساتھ
موافقت کی اور کہا جیسا کہ اسے منہ الثانی علی
البحر الرائق میں نقل کیا ہے، باقی رہا معاملہ اس
بات کا کہ مخالفت کی اقتداء افضل ہے یا افراد،
قراس بارے میں ہمارے علماء میں سے کسی کی
تصریح میری نظر سے نہیں گزری، بظاہر ان کی
جہارات سے دوسری بات (افراد کا افضل
ہونا) ہی سمجھ آتی ہے اور جو میرے نزدیک واضح
و احسن ہے وہ پہلی بات (اقتداء سے مخالفت)
ہے کیونکہ دوسری صورت میں ایسی جگہ ترکب
جماعت لازم آئے گا جہاں اس کے بغیر جماعت
حاصل نہیں ہوتی اور اگر ایسی صورت نہ ہو مثلاً
وہاں کسی حنفی کی اقتدار کی جاسکتی ہے تو اقتداء سے
حنفی ہی افضل ہوگی الخ تو یہاں انہوں نے خود
اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ اگر حنفی امام
موجود ہو تو اسی کی اقتداء افضل ہے اگرچہ
شافعی امام صالح، متقی، صاحب ورع اور
اخلاقی صورت میں حنفی مذہب کی کایت کوئی نہ
موجود ہو جیسا کہ اسی حاشیہ میں اس کے اوصاف
بیان ہوئے ہیں۔ (ت)

یہ تمام عبارت تعلیقات فقیر علی رد المحتار کی ہے اور کچھ اللہ تعالیٰ اُس سے حق واضح و جلی ہے،
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از تسبیح ضلع مراد آباد مرسلہ از سید محمد علی مدرس فاری مدرسہ جادو مسلم اسکول
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید کہتا ہے کہ مسجد کے فرش پر محراب کے محاذ میں جماعت ہونا افضل
 ہے خواہ نمازی کم ہوں خواہ کسی درخت وغیرہ کے ہونے کی وجہ سے نمازیوں کی طبیعت پر بار ہو اور دلیل اس کی
 یہ ہے کہ شامی کے اندر یہ مضمون ظاہر کرتا ہے کہ محراب میں امام کا کھڑا ہونا افضل ہے اسی پر قیاس کر لیا جائے۔
 مگر یہ کہتا ہے کہ تمام فرش مسجد کا ایک حکم میں ہے کسی جگہ کے واسطے فصلت نہیں ہو سکتی، اگر اس قدر نمازی ہوں
 کہ محراب سے راست و چپ میں جماعت ممکن ہو اور نمازیوں کو بھی وہاں آسائش ہو تو ضرور جماعت کرنی چاہئے
 دوسرے یہ کہ ائمہ مجتہدین کے قیاسات کا اختتام ہو گیا، علمائے حان کا قیاس کیا ہو سکتا ہے جبکہ علمائے حنابلہ
 کی یہ کیفیت ہے کہ لفظ کے لغوی معنی غلطی سے کچھ سے کچھ خیال کرتے ہیں لہذا مکلف خدمت ہوں کہ جواب مع
 دلیل تحریر فرمائیں۔ مگر یہ کہ زید محراب کے محاذ میں جماعت ہونے کی فضیلت میں کوئی قرنی منقول پیش نہیں کرتا
 بعض قیاس سے کام لینا چاہئے ہے مگر قیاس کو رد کر کے منقول دلیل مانگتا ہے۔

الجواب

فی الواقع سنت متواتر یہی ہے کہ امام وسط میں کھڑا ہو اور صف اس طرح ہو کہ امام وسط صف
 میں رہے محراب کا نشان اسی عرص کے لئے وسط مسجد میں بنایا جاتا ہے اور اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ
 اگر امام ایک کنارے کی طرف جھکا ہوا کھڑا ہو تو اگر جماعت زائد ہے فی الحال امام وسط صف میں نہ ہو گا اور
 ارشاد حدیث تو سطوا الاضواء (انام کو درمیان میں کھڑا کر دو۔) کا خلاف ہو گا اور اگر ابھی جماعت قلیل
 ہے تو آئندہ ایسا ہونے کا اندیشہ ہے لاجرم خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نص ہے کہ
 گوشہ میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کنارہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ حدیث کا ارشاد ہے امام کو وسط میں رکھو
 یہ طاق جسے اب عرف میں محراب کہتے ہیں حادث ہے زمانہ اقدس و زمانہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین میں نہ تھا محراب حقیقی وہی صدر مقام اس کا مسجد میں قریب حد قبلہ ہے یہ محراب صوری اس کی
 علامت ہے جس مسجد کے دو حصے ہوں ایک مستقیم و دوسرا مٹھی جیسا کہ اب اکثر مساجد یوں ہی ہیں وہ دو مسجدیں
 ہیں مستقیم مسجد شتوی ہے یعنی جاڑوں کی مسجد اور مٹھی مسجد صیفی یعنی گرمیوں کی مسجد، ہر مسجد کے لئے وہ محراب
 حقیقی موجود ہے۔ اگرچہ محراب صوری صرف مسجد شتوی میں ہوتی ہے اعتبار اسی محراب حقیقی کا ہے یہاں تک
 کہ اگر محراب صوری وسط میں نہ ہو یا جانب مسجد بنا دینے سے اب وسط میں نہ رہے تو امام اس میں نہ کھڑا ہو
 بلکہ محراب حقیقی میں کہ وسط مسجد ہے۔ اور جب یہ حکم عام ہے جملہ مساجد کو شامل، اور مٹھی مسجد بھی ایک مسجد ہے
 تو وہ بھی یقیناً اس حکم مخصوص میں خود داخل ہے نہ کہ یہاں کسی قیاس کی حاجت ہے، مٹھی مسجد میں جو جگہ

قریب حد قبلہ وسط میں ہے وہ خود محراب حقیقی ہے خواہ محراب صوری کے محاذی ہو یا نہ ہو یا سرے سے اُس مسجد میں محراب صوری نہ بنی ہو اس محراب حقیقی میں امام کا کھڑا ہونا سنت ہے بشرط جماعت اولیٰ، لیکن جماعت ثانیہ کے لئے اسی مقام سے دہنے یا بائیں ہٹ کر امامت کرنا نافی کراہت ہے، معراج الدیہ شرح ہدایہ میں ہے:

فی مبسوط بکذا السنة ان يقوم في المحراب
ليعتدل الطرفان ولوقوف في احد جانبي
الوجه يكره ولو كان المسجد الضيق
يجنب الشقوى وامتلا المسجد يقوم
الامام في جانب الخائط ليستوي القوم
من جانبيه والاهم ما روى عن
ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه انه قال
اكثره ان يقوم بين السامريتين
او في ناحية المسجد او
الى سامرية لانه خلاف عمل الامة
قال صلى الله تعالى عليه وسلم تو سط
الامام وسط والخليل

اُسی میں ہے:

المحارب ما نصبت الا اوسط الساجد و
هي قد عرفت لمقام الامام
والله تعالى اعلم.

مسئلہ ۸۸۲ از کان پرزئی مرکز مستولہ حاجی فہیم بخش صاحب مرت چٹن ۱۳ صفر ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دینی زید اور عمرو کے بارے میں دونوں حنفیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ترجمہ
حدیث زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب ابی منیٰ العیلاۃ صوفی (جس نے نماز دو بار پرزئی بتا)

میں ہے حسب ذیل کرتے ہیں زیر آفری حد حدیث،

اد اجنت العبدۃ فوجدت الناس فصل
معہم وان کنت قد صلیت تکنت

لک نافذہ وھذہ مکتوبہ۔
کا ترجمہ یہ کرتا ہے کہ پہلی نماز جو گھر میں پڑھی گئی بر نفل ہوگی اور جو جماعت کے ساتھ پڑھی جائے وہ فصرض ہو جائے گی دلیل یہ ہے،

وان کنت قد صلیت تکنت لک نافذہ میں ان شرطیہ ہے اور تکن جزا ہے ان وصلیہ اس
وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ وصلیہ آخر کلام میں آیا کرتا ہے اس کے بعد مستقل جملہ اور کلام مستأنف ہو کر کرتا ہے

یہاں ایسا نہیں، عمرو کہتا ہے کہ یہ کایہ ترجمہ مذہب حنفی کے موافق نہیں بلکہ مخالف ہے، عمرو آخری
حد حدیث مندرجہ بالا کا ترجمہ یہ کرتا ہے کہ گھر والی نماز جو پہلے پڑھی ہے وہ فرض ہوگی اور جو بعد میں

جماعت سے پڑھی ہے وہ نفل ہوگی اس وجہ سے کہ ان وصلیہ ہے، دلیل یہ ہے کہ وان کنت قد صلیت
میں اول واو داخل ہے دوسرے کنت موجود ہے جو ماضی کے لئے مضمر میں ہے اور قد تحقیق ماضی کے لئے

نیز ہذا اسم اشارہ قریب اکر کے لئے ہے پس قد صلیت سے بر صلاۃ مدلول ہے وہ مشا را ایہ
ہے اور پہلی ہی ہوگی وہی فرض ہوگی اور جو صلوۃ فصل معہم سے مدلول وہ بعید ذکر ہے وہ مشا را یہ نہیں

اگر نہ کنت ماضی کو شرط بنایا جاتا تو تکن جزا میں تکن ماضی نہیں ہے نیز فصل معہم امر بھی جواب کو کہتا ہے اور شرط بھی
جزا کو علی سبیل التسلیم تب بھی تکن لک نافذہ جواب امر کا ہے جزا نہیں جو ہر مقدم ہونے امر کے

جیسے جملہ قسمیہ جب مقدم ہو شرط پر ترجمہ انہیں ہوتی بلکہ جواب قسم سے استغنا ہو جاتا ہے ان دونوں قانوں
میں نون سا قائل راستی پر ہے نیز اوپر بیان کی ہوئی دلیل قابل قبول میں یا نہیں؟ زیدہ عمرو کی دلیلوں میں

سے کس کی دلیل زیادہ صحت کے ساتھ مانی جاسکتی ہیں اور قبول کی جاسکتی ہیں، دیگر جو نماز کو حاج و جود
والی علاوہ ہر عصر و مغرب جماعت سے پڑھی یا پڑھائی ہو عام ہے کہ نماز عید و جمعہ ہی کیوں نہ ہو دوبارہ جماعت

ملنے پر بخلاف تکرار نماز کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر اوپر بیان کی ہوئی حدیث سے تکرار نماز پر اس طور سے کہ
پہلے پڑھی ہوئی نماز فرض یا واجب اقتدا یا امامت کر کے دوسری جماعت دوسرے روز ملنے پر تکرار نماز کر سکتا

ہے اور وہ نفل ہوگی استدلال لایا جائے تو صحیح ہے یا نہیں؟ یدینوا تو جود امر حکم اللہ تعالیٰ
الجواب

زید کا قول غلط اور دلیل باطل۔

اولاً ان وصلیہ کا آخر کلام ہی میں آتا اور اس کے بعد جملہ اور وہ بھی کلام مستأنف ہی ہوتا

ملنے سننے اور وہ باب من صل فی منزلۃ آفتاب علیہ السلام باب من صل فی منزلۃ آفتاب علیہ السلام ۸۵/۱

سب باطل و بے اصل ہے وہ کلام واحد کے وسط اجزائیں آتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔
 قوله تعالى وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنين
 ترجمہ میں مگر اکثر لوگ ایمان نہ لائیں گے (ت)
 رخصی میں ہے :

قد تدخل الواو على ان الصد لول محلى
 جوابها بما تقدم ولا تدخل الا اذا كان
 ضد الشرط او في بين لك المقدم وانظرو
 ان الواو في مثله اعتراضية وتعنى
 بالجملة الاعتراضية ما يتوسط بين
 اجزاء الكلام متعقبا بمعنى متانفا
 لفظا كقوله ج :

پری کل من فیہا و عاشاک فانیا
 وقد یجئ بعد تمام استعمال
 كقوله صلى الله تعالى عليه وسلم
 انا سيد ولد آدم ولا فخر
 فتقول في الاول تريد وان كانت
 غيبا بخيل وفي الثاني تريد بخيل
 وان كانت غيبا والاعتراضية
 تفصل بين ائت جزئين من
 الكلام كما يابلا تفصيل اذا لم يكن احدهما
 حرفا اظا مختصرا
 کبھی واو اس لئے آتا ہے کہ اس جرابک بدلول
 سابق ہے اور یہ وہیں ہوگا جہاں ضد شرط اس
 مقدم کے زیادہ مناسب ہو اور ظاہر یہ ہے کہ ایسے
 مقام پر واو اعتراضی ہوتی ہے اور جملہ معترضہ سے
 ہماری مراد یہ ہے کہ اجزائے کلام کے درمیان ایسے
 کلمات آجائیں جو معنی و مفہوم کے اعتبار سے اس
 سے متعلق ہوں اور لفظ اس سے جدا ہوں جیسے
 شاعر کا یہ مصرعہ ہے :
 زودیا میں ہر چہ کو فانی جانتا ہے
 اور تو محفوظ رہے ۔
 بعض اوقات تمام کلام کے بعد واو آتی ہے، مثلاً
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے،
 میں اولاد آدم کا سردار ہوں مگر فخر نہیں ۔ پہلے کی
 مثال "ترید وان کان غیباً بخیل" اور دوسرے
 کی مثال "مید بخیل وان کان غیباً" ہے،
 جملہ معترضہ یا تفصیل کسی بھی کلام کے دو حصوں میں فصل پیدا
 کرنے پر شرطیہ دونوں میں سے کوئی جس سے حرف
 نہ ہوا محض قرأت (ت)

لہ القرآن ۱۰۳/۲

لہ شرح رضی مع الکافیۃ بیان المضارح مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۵۸-۲۵۷

لا جرم صحیحین میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات
على ذلك الا دخل الجنة وان خفي وان
سرق وان خفي وان سرق وان سرق و
ان سرق على سرقته ان ذر
جس بندہ نے بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کہا پھر اسی پر فوت ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا
اگرچہ اس نے زنا و چوری کی، اگرچہ اس نے زنا و
چوری کی، اگرچہ اس نے زنا و چوری کی۔ ابو ذر
کی ناک خاک آلود ہو۔ (ت)

ثانیاً حدیث کی بہتر تفسیر حدیث ہے امام مالک و احمد و نسائی نے مجن بن اورع دیکھی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اذا بحث المسجد و كنت قد صليت
ف قيمت الصلاة فصل مع الناس و
ان كنت قد صليت
یہاں یقیناً و صلیہ ہے، مرقاۃ میں ہے،
(فصل) ای نافذۃ لا قضاء ولا اعادة
(مع الناس وان) و صلیۃ ای ولو
(كنت قد صليت)۔

ثالثاً صرف ان کا و صلیہ یا شرطیہ ہونا یہاں احد المعینین کی تعیین نہیں کرتا تو اس میں
بحث فضول اور اس سے استثناء و نا مقبول یا رخصت ثلث کے مرجع اور ہذا کے مشار الیہ پر ہے اگر ضمیر
ثانیہ کے لئے ہے اور اشارہ اولیٰ کی طرف کہ وہی اقرب ذکر ہے کما قالہ عمر و (جیسا کہ مرقاۃ نے کہا۔ ت)
تو اولیٰ فرض اور ثانیہ نقل ہوگی اگرچہ ان "شرطیہ ہوا اور عکس ہے تو عکس اگرچہ ان" و صلیہ ہو و ہذا المظاہر

سہ صحیح البخاری کتاب اللباس باب الثياب البیض مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۷/۲
سہ مؤطا امام مالک اعادۃ الصلوۃ مع الامام میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۱۵
مسند احمد بن حنبل حدیث مجن الہطلی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۴/۲
سنن النسائی اعادۃ الصلوۃ مع الجماعة مکتبہ سلفیہ لاہور ۹۹/۱
سہ مرقاۃ شرح مشکوۃ الفصل الثالث من باب من صلی صلوۃ مرتین مطبوعہ مکتبہ المدنیہ طابان ۱۰۶/۳

قوله وزيادة الناحية وان امكن تاويله
بان السراة بالناحية هي الاولى و ترتبها
على قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فحصل
معهم مع وقوعها سابقا باعتبار وصف
نافلية فانه انما يظهر بصلاية معهم
فافهم ثم اذا اتى على قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم تكن حاد النظر الى حاشية
الطبيعي فنقل ما فيها والله تعالى اعلم .

قول "وزيادة الناحية" کر رہا ہے اگرچہ اس کی
تاویل ٹوہ بھی ممکن ہے کہ ناکہ سے مراد پہلی نماز
سے ادرائوں نے حضور علیہ السلام کے ارشاد گرامی
فصل معهم (ان کے ساتھ نماز پڑھ) پر اسے
مرتب کیا ہو اگرچہ اس کا وقوع باعتبار وصف نفل
کے سابق ہے کیونکہ اس نفل نماز کا ظهور رخصت کے ساتھ
ہو گا اسے یاد رکھو پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے ارشاد گرامی تکن پر آئے تو نظر حاشیہ طبعی
کا اثر گئی تو جو کہ وہاں تھا اسے نفل کر دیا، واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

عمدہ کا قول صحیح اور دلائل زائل اولاً ہم بیان کر چکے کہ ان کا وسیلہ بننا کچھ مفید نہ شرطیہ ہو نا مضر
ثانیاً دخول داود علیہ ہونے پر کیا دلیل شرطیہ پر بھی عاقل آتا ہے۔

ثالثاً کنت اور قد میں منافی شرطیہ ہیں قد کا دخول خود فعل شرط پر مسموع ہے فعلی هذا لا تقول
ان قد فعلت والا قد تفعل آہ "رہنی"

یہاں فعل شرط کنت ہے جسے ابتائے معنی ماضی ہی کے لئے شرط کرتے ہیں

کقولہ تعالیٰ عن عبیدہ عیسیٰ علیہ الصلاة
والسلام ان کنت قلتہ فقد علمتہ وقوله
تعالیٰ عن شاہد یوسف علیہ الصلاة
والسلام وان کان قمیصہ قد من دبرہ
جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت عیسیٰ
علیہ الصلاة والسلام کا یہ قول ذکر کیا "اگر میں نے
یہ کہا ہے تو جانتا ہے" اللہ تعالیٰ نے حضرت
یوسف علیہ الصلاة والسلام کے گواہ کے حوالے سے
فرمایا اگر ان کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہے (ت)

یعنی وہ فعل ماضی جسے شرط کرنا اور معنی ماضی پر باقی رکھنا منظور ہو، اگر اس پر ان داخل کرتے مستقبل کر دیتا

لہذا اسے خبر کان اور کان کو شرط کرتے ہیں اب وہ فعل اپنے معنی ماضی پر باقی رہتا ہے، رضی میں ہے۔
 اعلم ان يكون شرطها في الاغلب مستقبل
 المعنى فان اردت معنى الماضى
 جعلت الشرط لفظ كان كقولك تعالى ان كنت
 قلته، وان كان قميصة وانما اختص ذلك بكان لان
 القاء التاني تستفاد من الكلام الذي هو
 فيه التزام الماضى فقط ومع النصب
 على المضى لا يمكن استفادة الاستقبال.
 پھر جان لے کہ ان کے لئے اغلب طور پر یہ شرط ہے
 کہ وہ معنی کے اعتبار سے مستقبل پر دلالت کرتا ہے
 اگر تو معنی ماضی کا ارادہ کرے تو تو لفظ کان
 کو شرط کر دے جیسے فرمایا الہی ہے "ان کنت
 قلته وان کان قميصة" ایسے کان اس لئے مختص کیا ہے
 کہ وہ فائدہ جو اس میں مقصود ہے وہ نقطہ ماضی کا کلام محال
 اور ماضی پر نفس کے باوجود استقبال کا استفادہ
 ممکن نہیں رہتا۔ (ت)

اور جب وہ فعل معنی ماضی پر بجا رہے تو ماضی کے لئے قد کا آٹا کیا محال ہے۔

سابعاً نأول اگر قریب ذکر آئے دوم قریب وقوع ہے اور شک نہیں کہ حدیث متاخر الوقوع
 قدیم متاخر الذکر سے اقرب ہے۔

خامساً ضمیر ہی مرجع قریب پر، ان سے تک سے قد صلیت متصل ہے تو ضمیر بھی مرجع
 قریب چاہتی ہے تک سے قد صلیت متصل ہے تو ضمیر صلاۃ سابقہ کی طرف اور اس کا تعاضل اقصائی
 ہذا کا سے پہلے ہوا۔

سادساً شرط بلاشبہ کنت ہے مگر معنی بہ بیت کو شرط میں نفس فعل شرط میں نہیں ہوتے بلکہ
 مع جمیع متعلقات ان تلوتم لیس فی بیت عند رأسی ثلاث لیل مستقبلی القبلۃ متوہبیین فانتم احرار
 (اگر تم میرے گھر میں میرے سر کے قریب تین راتیں با وضو قبلہ رو ہو کر لیس پڑھو تو تم آزاد ہو۔ ت) ان
 ساتوں قیود کے تبع ہونے سے آزاد ہوں گے مجرد تلاوت سے نہیں ہوتے خصوصاً حاکم جس کی دلالت
 حدیث مطلقہ و زمانہ ماضی کے سوا کسی چیز پر نہیں کہا قد منا انفا عن الرضی (جیسا کہ ہم نے رضی کے
 حوالے سے ابھی ذکر کیا۔ ت) تو سبب کون بجا طلب نہیں بلکہ کونہ قد صلی یعنی تقدم ایقاع صلاۃ
 کہ اُس کا ناظر ہونا اُس کے وقوع پر موقوف۔

سابعاً امر کے لئے جواب لا سکتے ہیں نیز کہ امر طالب جواب ہے بخلاف قسم تو نامستدعی جواب کا

تعمد شرط مستدعی جزا کے اقتضا پر مرجع نہیں ہو سکتا۔

شاہنا اگر تکلیف جواب امری ہو تو یہ بھی قیاسی اعدا المعنیین سے عاری ہے جزائے ان کفایت نہ سہی اس سے پہلے قد صلیت کلام میں یہ واقعہ ہے رجوع ضمیر کو اتنا ہی درکار ہے۔

بالجملہ دلائل ظرفین کچھ نہیں ہیں اس تمام بیان کی حاجت نہ تھی اگر سوالی میں نہ ہوتا کہ کس کی دلیلیں قبول کی جا سکتی ہیں اور طریق صحیح یہ ہے کہ

اولاً کلام اس میں ہے کہ پہلے فرض بر نیت فرض وقت میں باستماع شرائط اور اگر چکا ہو ورنہ بدلتا پہلی نماز نماز ہی نہ تھی یا کوئی نفل تھی اگر دوسری میں شامل نہ ہوتا جب بھی وہ نفل یا باطل ہی رہتی اور جب صورت یہ ہے تو قطعاً اس وقت پڑھنے سے فرض ذکر سے ساقط ہو گیا اب نہ وہ وقت میں عود کر سکتا ہے نہ وقت میں دو فرض ہو سکتے ہیں قریقیناً یہ دوسری نہ ہوگی مگر نفل۔ ہاں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ برکت و ثواب جماعت میں حصہ ملے گا۔

کما فی حدیث مالک و ابی داؤد عن ابی ایوب
الأنصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال
لہم جمع بیہ
واقول ثانیاً اگر ثانی فرض ہو تو طلب جماعت فرض ہو حالانکہ اس حکم کو حدیث نے مصلی کے آنے پر محمول فرمایا ہے کہ

اذا جمعت الی الصلاة فوجدت الناس فصل
معهم وان کنت قد صلیت
یہ نہیں فرمایا،

اذا صلیت فی سرحک افترض علیک انت
تأقی الجماعة فتصلی معہم۔
جب تو نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی تو تجھ پر فرض ہے
کہ تو جماعت کی طرف آئے اور ان کے ساتھ نماز
ادا کرے۔ (ت)

۸۵/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب من صلی فی منزله	سنة سنن ابی داؤد
۱۱۶ ص	میر محمد تائب نانہ کراچی	اعادة الصلوة مع الامام	موطا الامام مالک
۸۵/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب من صلی فی منزله الخ	سنة سنن ابی داؤد

ابوداؤد و ترمذی و نسائی کی حدیث میں یزید بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

اذا اصبليتماس حالكم اثم ايتنما مسجد جماعة فصليا معهم فاشها لکمان فلة۔
جب تم دونوں اپنے اپنے گھروں میں نماز ادا کر چکو پھر تم مسجد کی طرف آؤ تو لوگوں کے ساتھ بھی نماز پڑھو کہ (جماعت والی نماز) تمہارے لئے نفل ہوگی (ت)

بلکہ حدیث میں تخیر کی تصریح ہے کہ جی میں آئے تو شامل ہو جاؤ، سنن ابی داؤد میں عبادہ ابن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال سیکون علیکم بعدی امرا۔ تشتغلهم اشیاء عن الصلوة لوقتہا حتی یدھب وقتہا فصلوا الصلوة لوقتہا فعالی مرجل یا رسول اللہ اصل معہم قال نعم ان شئت لکم۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب میرے بعد تم پر ایسے امرا آئیں گے جنہیں بعض اشیاء کی مشغولیت نماز بروقت سے غافل رکھے گی یہاں تک کہ وقت چلا جائے گا، تو تم نماز بروقت ادا کرو، ایک آدمی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں ان کے ساتھ نماز پڑھوں؟ فرمایا، ہاں اگر تو چاہے تو پڑھ۔ (ت)

فرض میں اختیار کیسا !

اقول و المراد بالوقت المستحب اکث یؤخرون الی وقت انکراۃ اذھو المعہود من اولیک الامراء لان یصلوا العصر جماعة بعد الغروب والعشاء بعد الطلوع۔
میں کہتا ہوں یہاں وقت سے مراد وقت مستحب ہے یعنی وہ مکروہ وقت تک نماز کو مؤخر کرینگے یہی بات ان امرا سے معروف ہے یہ نہیں کہ وہ نماز عصر کی جماعت غروب کے بعد اور نماز عشاء کی جماعت طلوع کے بعد کرینگے (ت)

سنن النسائی إعادة الفروج الجماعۃ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۹۹/۱
جامع الترمذی باب ما جاء فی الرجل یصلی وحدہ ۳۰/۱
سنن ابوداؤد باب اذا فر الامام الصلوة عن الوقت مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۹۲/۱

و ثالثاً "و اذ قطن بسند صحیح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا صليت في اهلك ثم ادرکت فصلها الا
 ان فجر والمغرب۔
 جب توستے اپنے اہل میں نماز ادا کر لی پھر توستے جماعت
 کو پالیا تو اسے دوبارہ پڑھ سوا سے فجر و
 مغرب کے۔ (دست)

فجر و مغرب کا استثنا اسی بنا پر ہو سکتا ہے کہ یہ دوسری نفل ہو کہ نہ فجر میں نفل ہے نہ نفل میں
 ایثار۔ اگر یہ فرض ہوتی تو فجر و مغرب میں ادا سے فرض سے کون مانع ہے۔

و رابعاً حدیث بتاریہی ہے کہ ان میں ایک کا نفل ہونا اس کے شریک جماعت ہونے پر مرتب
 ہے "تکلیف" اگر جواب امر ہے جب تو ظاہر اور جہلئے ان کنت قد صلیت ہے جب بھی مطلب یہی ہے
 یہ ہرگز مراد نہیں کہ جس وقت فرض پچلے پڑے تھے اسی وقت وہ نفل ہوئے تھے چاہے بعد کہ جماعت طہی یا
 نہیں شریک ہوتا یا نہیں اور جب ترتب فعلیت شرکت پر ہے اب اگر اس ایک شے نماز دوم مراد اول تو
 بے تکلف مستقیم ہے کہ یہ نفل اسے شرکت ہی سے ملیں گے، اور اگر اول مراد تو معنی یہ ہوں گے کہ اب تک
 اس سے فرض ادا ہوئے تھے اس ۲۱ حدیث کی شرکت ان فرضوں کو نفل کی طرف منتقل کر دے گی اور یہ کہ تھا
 مطلوب نہ تھی فرض واقع ہوگی، ان دونوں باتوں کے لئے شرع میں نظیر نہیں۔

و خامساً مسند احمد و صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 كيف اذا كانت عليك امراء يمينتون
 الصلاة او قال يؤخرون الصلاة عن
 وقتها قال قلت فما تأمرني قال صلى الصلوة
 بوقتها فانها لك ناعمة۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس
 وقت تمہارا حال کیا ہو گا جب تم پر ایسے امراء مسلط
 ہوں گے جو نماز کو فوت کریں گے، یا فرمایا، وہ نماز
 کو اس کے وقت سے مؤخر کرینگے۔ کہا میں نے عرض
 کیا، حضور! آپ کا میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا، تم
 نماز اپنے وقت پر پڑھو، پھر اگر ان کے ساتھ جماعت پالے تو نماز پڑھو گے کہ یہ تیرے لئے نفل ہو جائیگی (دست)

سہ المصنف عبد الرزاق باب الرجل يصلي في جبة ثم يدرك الجماعة حديث ۳۹۳۹ مطبوع المكتبة الاسلامي بيروت ۲/۲۲۷
 كذا الحال اعاد الصلاة حديث ۲۲۸۳۲ مطبوع مؤسسة الرسالة بيروت ۲۹۲/۸
 سہ صحیح مسلم باب كراهية تأخير الصلاة عن وقتها الخ مطبوع نوري محمد ابي المطالب كراچی ۲۳۰/۱

اس میں ضمیر انہما صاف نماز ثانی کی طرف راجع ہے اٹھ کی طرف ارجاع بعید عن الغم ہونے کے علاوہ ارشاد و اقدس حمل الصلوۃ لوقتہا (نماز کو اس کے وقت پر پڑھو۔ ت) کے منافی ہے کہ پہلے کو اس کے وقت میں پڑھ کر اوقات فرائض کہلے ہیں نہ کہ نفل کے واسطے۔

و ساد سننا حدیث مذکور عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں یوں ہے کہ فرمایا، و اجعلوا مہلکم معہم تطوعاً (تم اپنی نماز کو ان کے ساتھ نفل بنا لو۔ ت) اس میں صاف تصریح ہے کہ یہ دوسری نفل ہوگی۔

مسابحاً اگر یہی مانا جائے کہ نافلہ پہلے اور مکتوبہ دوسری کو فرمایا تو فقیر کے ذہن میں یہاں ایک نکتہ بدرجہ ہے ظاہر ہے کہ نماز تہما ناقص اور جماعت میں کامل ہے، جس نے فرض اکیلے پڑھ لئے پھر نادام ہو کر جماعت میں یا قضاۃ اصل و حکم عدل یہ ہے کہ اس کے فرض ناقص اور نفل کامل ہوئے مگر اس کی ندامت اور جماعت کی برکت نے یہ کیا کہ سرکار نفل نے اس کامل کو اس کی فہرست فرائض میں داخل فرمایا اور ناقص کو نفل کی طرف پھیر دیا تو یہ نفل کامل فرض لکھے گئے اور وہ فرض ناقص نفل میں محسوب ہوئے کہ کمال فرض کا جمال فضل پاسے اور یہ اس کی رحمت سے بعید نہیں جو فرماتا ہے،

اولیک یبدل اللہ سیئۃہم حسنتاً۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں کے ساتھ

بدل دیتا ہے (ت)

جب اس کا کرم گناہوں کو نیکیوں سے بدل لیتا ہے نفل کو فرض میں گن لینا کیا دشوار ہے۔ اب حاصل یہ رہا کہ ہے تو پہلی ہی فرض اور دوسری نفل مگر رحمت الہی اس نفل کو فرض میں شمار فرمائے گی اسی طرف مشیر ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد جب ان سے پوچھا گیا میں ان دونوں میں کس کو اپنی نماز یعنی فرض تصور کروں؟ فرمایا،

و ذلک لیک انما ذلک الی اللہ عز و جیل	یہ کیا تیرے ہاتھ ہے، یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے
یجعل ایتہما شاء۔ رواہ الامام مالک	ان میں جسے چاہے (فرض) شمار فرمائے گا۔
هذا ما عندہ، العملہ بالحق	اسے امام مالک نے روایت کیا، یہ میری تحقیق ہے

۱۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی ابن امراء عبادہ رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۴/۶

۲۔ القرآن ۴۰/۲۵

۳۔ مؤطا امام مالک اعادۃ الصلوۃ مع الامام مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۱۶

عند ربی۔ حق کا علم میرے رب کے ہاں ہے (ت)
 ظہر و جمعہ وحشا نفل دو بارہ پڑھ سکتا ہے نماز عید کے ساتھ تنفل شرع سے ثابت نہیں۔ حدیث ڈوہرے
 روز پڑھنے پر کسی طرح دلیل نہیں کہ وہ اُس صورت میں ہے کہ یہ نماز تنہا پڑھ چکا اب اُس کی جماعت قائم ہوئی،
 حدیث مجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھا،
 کنت قد صلیت فی قیامت الصلوٰۃ۔ تو نے نماز پڑھ لی پھر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی (ت)
 حدیث ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے،
 یصلی احدنا فی منزلہ الصلاۃ ثم ینزل فی المسجد فتقام الصلاۃ۔ جب کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے پھر مسجد کی
 طرف آتا ہے پھر نماز کی جماعت کھڑی ہوئے (ت)
 حدیث ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھا، فان ادركتہ صعبۃ (پس اگر تو ان کے ساتھ
 نماز کر پائے۔ ت) سنن ابی داؤد میں حدیث یزید بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لفظ یہ ہیں،
 اذا صلی احدکم فی مرحلہ ثم ادرك الصلاۃ مع الامام فلیصلہا معہ فاما لیس ناعلة۔ جب کسی نے گھر پر نماز پڑھ لی پھر امام کے ساتھ نماز
 پالی تو اس کے ساتھ بھی نماز پڑھے کہ یہ اس کے لئے
 نعل سوجا ہے گی (ت)

حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں تھا اذا صلیت فی احدث ثم ادركت (جب تو نے اپنے اہل
 میں نماز پڑھ لی پھر تو نے جماعت کو پایا۔ ت) حدیث اخیر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے، اصل
 فی بیتک ثم ادرك الصلاۃ فی المسجد مع الامام (میں اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہوں پھر میں امام

۱۱۵/۴	دار الفکر بیروت	حدیث مجن الدیلمی	لہ مسند احمد بن حنبل
۹۹/۱	مکتبہ سلفیہ لاہور	اعادۃ الصلوۃ مع الجماعۃ	سنن النسائی
۱۰۳/۳	مجتبائی دہلی	افضل الثالث من باب من صلی مرتین	مشکوۃ الصایح
۸۵/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب من صلی فی منزلہ الخ	سنن ابو داؤد
۲۳۰/۱	نور محمد اصح المطابع کراچی	باب کراہۃ تاخیر الصلوۃ عن وقتہا الخ	سنن صحیح مسلم
۸۵/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب من صلی فی منزلہ الخ	سنن ابو داؤد
۲۲۶/۶	المکتب الاسلامی بیروت	باب الرجل یصلی فی بیتہ الخ	شہد المصنف لعلہ الرزاق
۱۱۵/۳	میر محمد کتب خانہ کراچی	اعادۃ الصلوۃ مع الامام	لہ مؤطا الامام مالک

کے ساتھ مسجد میں نماز کو پالیتا ہوں۔ ت) (دوسرے روز اس نماز کی جماعت نہیں ہو سکتی آج کی تلہ، ظہر و بروزہ کی غیر ہے، لہذا امام مقتدی کا قصا و لوا میں اختلاف مبطل اقامت ہے اور دوسرے دن اگر لوگ کل کی قضا جماعت پڑھتے ہوں تو اسے اور انہیں گے اور واجب تو اسے علقہ ہی نہیں کہ وہ یا وتر ہے یا نماز عید میں اول میں تفضل گناہ اور ثانی میں شریعت مظہر سے ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میں ۱۳۳۴ھ از کا پور محلہ جو پھر خانہ مولوی شاد احمد صاحب ۲۰ صفر ۱۳۳۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامداً و مصلياً و حسداً (اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں صلاۃ و سلام عرض کرتے ہوئے۔ ت)۔ حضرات علمائے کرام ادام اللہ بقا، ہم علی رؤس المسلمین و صحابہم۔ اچند سوالوں کا جواب مرحمت فرمائیں۔

(۱) یکہ اختلاف علماء ہیوم المنع میں تو قربانی کو احتیاطاً ایک روز مؤخر کرانے والا اختلاف علماء سے بچنے کے لئے مجرم ہے یا نہیں۔

(۲) سر شنبہ ۱۰ ذی الحجہ کو عید الاضحیٰ کی نماز واجب کی نیت سے پڑھانے والا امامت سے مجرّب ثبوت شرعی ماننے کے اور چہار شنبہ کو اس جگہ حاضر ہو کر جہاں عید الاضحیٰ جو مجرّب ثبوت کامل نہ ہونے کے عید سر شنبہ کو نہیں ہوتی تھی بلکہ آس چہار شنبہ کو عید نہ تھی درجاعت میں شریک ہو گیا نفل نیت سے مجرم ہوا یا نہیں۔

(۳) سر شنبہ کو امامت و خطبہ کے بعد احتیاطی جگہ کا تلفظ اور دوسرے روز اسی کا جماعت میں برنیت نفل شریک ہونا لوگوں کو شبہ و لٹا ہے کہ اس نے اپنی نماز دہرائی اور ہم لوگوں کی غازیں خوب غراب کیں مگر امام کو وہ شنبہ کو اعلان وقت زمانہ کے یقین تھا عید کا اور راضی تھا اور خود سر شنبہ کو وہ ایک اعلان دینے پر راضی تھا کہ میں نے ثبوت کو یقین جان کر برنیت واجب پڑھی اور امام ہو کر اقرار کرتا ہے اصرار سے کہ واجب یقینی جان کر پڑھائی ادا احتیاطی جگہ میں بھی یہ عرض کیا کہ دینی بھائیو! آج عید ہے اور اکثر جگہ ہے، نماز بھی عید کی پڑھی گئی مگر قربانی کی کرنے میں احتیاط ہے، ایسی اختلافی حالت میں کس کے قول کو ماننا چاہئے امام کے قول کو یا مقتدیوں کے۔

(۴) پڑھی ہوئی نماز نفل کی نیت سے پھر پڑھنا حنفیوں کے نزدیک حدیث یزید ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جرباب "من صلی الصلاۃ صریحاً" میں ہے اسے ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

(۵) اس حدیث میں وان کنت قد صلیت (اگرچہ ٹوٹے نماز پڑھ لی ہو۔ ت) میں ان وصلیہ ہے یا شرطیہ، اولیٰ وصلیہ ہوتا ہے یا شرطیہ۔

(۶) آیہ کریمہ ومن تطوع خیرا فہو خیر لہ (اور جو کوئی اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس نیکی سے بہتر ہے۔ ت) اور من تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم (جو کوئی اپنی طرف سے اچھائی کرے تو اللہ تعالیٰ نیکی کا صلہ دینے والا اور جانتے والا ہے۔ ت) عبادات مالیر اور بدنیہ جس میں نفل غلہ بھی داخل ہے کوئی ثابت کرے تو استدلال درست ہے یا نہیں اور معطوف علیہ نہ ہونے کی وجہ سے تحریر میں بغیر واو کے لکھنے والا اور آیہ ثانیہ میں بغیر فت ترسیم کے لکھنے والا غلطی کرنے والا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا سر حکم اللہ تعالیٰ۔

الجواب

(۱) محل اختلاف علماء میں مراعات خلاف جہاں تک ارتکاب مکروہ مستلزم نہ ہو بالا جماع مستحب ہے مستحب جرم نہیں ہوتا بلکہ اسے جرم کہنا جرم ہے، در مختار میں ہے،
 یندب للخرج من الخلاف لاسی لا ماہ اختلاف سے نکلنا مستحب ہے خصوصاً امام کے لئے،
 لکن بشرط عدم ارتکاب مکروہ لیکہ شرط یہ ہے کہ اپنے مذہب میں مکروہ کا ارتکاب
 مذہبہ۔ لازم نہ آئے (ت)

(۲) جبکہ اس نے ثبوت شرعی یا یا اور درو سے مشتبہ کر دیا اور عید یاں کو نہایت واجب نماز عید ادا کی اور دوسرے جن کو ثبوت نہ پہنچنے کے باعث ان پر شرعاً آج عید واجب تھی ان کی جماعت جماعت روز اول تھی اور سر شعبہ کے دن پڑھنے والے کے نزدیک اگرچہ جماعت روز دوم تھی مگر امام صالح امامت عید اور اس کے مقتدیوں نے کل لو انہ کی تھی اور یہاں تاخیر بالعذر بالا جماع بلکہ راست جائز ہے اور عدم تحقیق ثبوت عید سے بڑھ کر اور کیا حذر ہو سکتا ہے بہر حال یہ نماز امام و قوم اور اس کل پڑھنے والے سب کے نزدیک جماعت واجبہ تھی تو اس کا یہ نیت نفل اس میں مل جانا ہرگز جرم نہیں ہو سکتا جرم نہیں مگر مخالفت امر اللہ یہاں کون سے امر اللہ کا خلاف ہوا امر تقویٰ علی اللہ ما لا تعلمون (کیا تم اللہ کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو جسے تم نہیں جانتے۔ ت) ہاں اگر ایک دن نماز عید ہو کر دوسرے دن مطلقاً ناجائز ہوتی حتیٰ کہ اس امام صالح امامت عید و قوم کو بھی جس نے کل بعد نہ پڑھی تو البتہ اسے شریک ہونا جرم ہوتا اگرچہ ان پر جرم کیسا، وہ اپنا ادا سے واجب کر رہے تھے کہ ان کو کل کا ثبوت نہ پہنچا تھا مگر اس کے اعتقاد میں تو عید کل ہر چ کی تھی آج

دوسرا وہ تھا جس میں نماز ناجائز تھی تو یہ اپنے اعتقاد کی رو سے ایک ناجائز فعل میں شرکت کرتا اور مجرم ہوتا فانت العصر، هو اخذ بزعمه (ہر آدمی کا مواخذہ اس کے زعم و اعتقاد پر ہوگا۔ ت) مگر ایسا ہرگز نہیں بلکہ قطعاً جواز ہے کما نصوا علیہ قاطبہ (جیسا کہ اس پر تمام فقہاء نے نص کی ہے) تو ایک جماعت جائزہ میں متغلا شریک ہر ایک نے منع کیا نماز عید نماز جائزہ نہیں جس سے تنفل میں شرعاً عدم جواز کا حکم ثابت ہے، بدائع امام ملک العلماء میں ہے،

لا یصلی علی میت الا مرة واحدة لاجل علة ولا وحداً ما عندنا لما روى ان النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی علی جنازة فلما فرغ جاء عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومعه قوم فراد ان یمصلی ثانیاً فقال له النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المصلوة علی الجنازة لا تعدو لکن ادع للمیت واستغفر له وهذا العصر فی الباب (انی قوله) دلیل علی عدم جواز التکرار

ہمارے نزدیک میت پر فقط ایک دفعہ نماز (۱) کی جائے گی دوبارہ نہیں، نہ تنہا نہ جماعت کے ساتھ، کیونکہ منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا جب فارغ ہوئے تو ستر عمر اور ان کے ساتھ کچھ لوگ آئے اور انہوں نے دوبارہ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنازہ کی نماز ٹوٹائی نہیں جاسکتی المیت کے لئے دعا اور استغفار کرو، یہ اس باب میں نص ہے (یہاں تک) یہ تکرار کے علم جواز پر دلیل ہے۔ (ت)

صلوة عید میں بھی کہاں، ہاں ثبوت بھی نہیں، پھر عدم ثبوت کو ثبوت عدم سے کیا ملے گا وہذا بحث لقد فرغنا عنہ فی الرد علی الوهابیۃ مدار (یہ وہ بحث ہے جس کی تہا پر ایک رد میں بابت تفسیر میں کچھ بحث غایت یہ کہ بے طلب شرع ہے وجہ ہے جبکہ کوئی عارض خاص نہ ہو مثلاً مرید یا تلمیذ یا ابن کے نزدیک کل ثبوت شرعی ہو گیا تھا پڑھ لی شیخ یا استاذ یا اب کے یہاں آج ملنے کو حاضر ہوا ان کے نزدیک آج عید ہے یا غار کو کھڑے ہوئے اب ان کی مخالفت اس امر میں کہ شرعاً ممنوع و حرام نہیں میسب و قبیح ہے ہذا متغلا شریک ہو گیا تو یہ صورت ہے وجہ بھی نہیں بلکہ وجہ وجہ ہے، امام مجتہد مطلق عالم قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجیب مزار مہارک امام اللہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نماز صبح پڑھائی وہاں سے قنوت نہ پڑھی نہ سلم اللہ و ائینی ہر سے کہی نہ غیر تحریر میں رفیع یدین فرمایا علی حافی الدیانت (جیسا کہ روایات میں ہے)

خود اپنا مذہب مجتہد نہ ترک کیا اور عذر بھی بیان فرمایا کہ مجھے ان امام اہل سے شرم آتی کہ ان کے سامنے ان کا خلاف کروں کہا بیناۃ فی حیۃ الاموات فی بیان سماع الاموات (جیسا کہ ہم نے "حیات الاموات" فی بیان سماع الاموات" میں بیان کیا ہے۔ ت)

(۳۴) امام اپنے قلب سے نیت کرتا ہے اور قلب غیب سے اور زبان اس کا ذریعہ بیان۔ ہر مسلم اپنے مافی الضمیر پر امین ہے جب تک ظاہر اس کا کذب نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 اَفَلَا شَقِيقَتِ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ اَقَالَهَا
 کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا ہے حتیٰ کہ تو نے جان لیا کہ اس نے دل سے کہا یا نہیں۔ اسے
 اسلام و اسلام۔
 مسلم نے روایت کیا (ت)

مقتدیوں کا یہ دوسرہ بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام،
 قَالَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا
 کَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَشَرُّ
 وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَاكُمْ
 وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ۔
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو! بہت
 نزدیک ظن سے بچ کر دیکھو کہ بعض ظن گناہ جو ہاتھ
 ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی
 جھوٹی بات ہے (ت)

(۳۵) ہاں ثابت ہے کہ افضلناۃ فی الفتویٰ السابقة بما کلامہ مزید علیہ (جیسا کہ ہم نے
 سابقہ فتویٰ میں اس کی تفصیل بیان کی جس پر اضافہ نہیں ہو سکتا۔ ت) فجر و مغرب کا حدیث میں استثناء
 فرمایا مرواۃ الدارقطنی بسند صحیح عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اسے دارقطنی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ ت) تعلیل حکم نے فجر سے عصر مغرب سے دیگر
 شہ صحیح مسلم باب تحریم قتل الکافر بعد قول لا الہ الا اللہ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۶۸/۱
 شہ القرآن ۱۲/۲۹

شہ صحیح البخاری کتاب الوصایا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۸۴/۱
 شہ المصنف لعبد الرزاق باب الرجل یصلی فی جیۃ الخ حدیث ۳۹۲۹ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۲/۲
 کنز العمال اعادۃ الصلوۃ حدیث ۲۲۸۳۲ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت ۲۶۲/۸

الحاق بتایا اور یہی مذہب خفیہ ہے۔

(۵) وصیہ اولیٰ ہے بدیل حدیث محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اذا اجلست المسجد وکنت قد صلیت
فاقیمت الصلوة فصل مع الناس وان
کنت قد صلیت
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب
تو مسجد میں آئے جبکہ تو نماز ادا کر چکا تھا پس
جماعت کھڑی ہوگئی تو تو لوگوں کے ساتھ نماز ادا کر
اگرچہ تو نے نماز پڑھ لی تھی (ت)

یہ وہی مضمون و حکم ہے اور اس میں وصیہ متعین والحدیث خیر تفسیر للحدیث (ایک حدیث دوسری
حدیث کے لئے سب سے بہتر تفسیر ہوتی ہے۔ ت)

(۶) ہاں درست ہے جہاں شرع مطہر سے مخالفت ثابت نہ ہو اور یہ عموم پیکر کی تخصیص نہیں بلکہ (ممنوع)
عموم میں داخل ہی نہیں کہ منقطع خیرا فرمایا ہے اور ممنوع غیر نہیں کہ غیر ممنوع نہیں۔ اقول تحقیق
مقام یہ ہے کہ شے مطلوب الفعل او ترک باحد الطالبین الجازم وغیرہ ہوگی یا لا ولا ہیں سے احکام محمد
پیدا ہونے ان کا خاص مباح و قہر الکلام فیہ بحیث لا یوجد فی شئی من الکتاب فی رسالت
الوجود الحلوی امرکانہ ص ۱۰ (اس سے متعلق تحقیق ہمارے رسالے "الجود الحلوی ارکان الوضو"
میں ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں ملے گی۔ ت) باربع اول کو ثبوت و رکاز اور عدم ثبوت طرفین کا نتیجہ خاص
مگر یہ خاص کسی مستحسن کے نیچے اندراج اور نیت حسنہ کے اندراج سے مستحسن ہو جاتا ہے جیسے نیت قہر سے
مستحب فعل لوح سادہ ہے اور نیت نفقہ صورت اخیر میں وہ مکروہ حرام اور اس سے بدتر ہو سکتا
اور اولیٰ میں تلوح ہو کر دونوں آیرہ کیر کے عموم میں آئے گا۔ اشتباہ در المختار و غیرہا میں ہے،

المباحات تختلف صفتها باعتبار ما قصدت
لاجله فاذا قصد بها التقوی علی الطاعات
او التوصل الیها کانت عبادة کالاحکام و
النوم و اکتساب المال والوظة انتهى
مباحات کا مختلف نیات کے اعتبار سے حکم مختلف
ہو جاتا ہے پس جب اس سے طاعات پر فتری یا
طاعات کی طرف ایصال مقصود ہو تو یہ عبادت
ہوگی مثلاً کھانا پینا، سونا، حصول مال اور وظی
کرنا انتہی (ت)

لے مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث من باب من صلی مرتین مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۰۳
موطا الامام مالک اعادۃ الصلوة مع الامام مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۱۵
مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن الدیلمی - دار الفکر بیروت ۳۲/۴
سے الاشتباہ و منسطر بیان دخول البیت فی العبادۃ - اداره القرآن کراچی ۳۲/۱

لہذا مسئلہ دائرہ میں یہ حکم نہ دیں گے کہ نماز عید دوبارہ پڑھنا مستحب ہے کہ یہ طلب شرعی سے خبر دے گا
یعنی شرعاً مطلوب ہے کہ دوبارہ پڑھے اور یہ باطل ہے کہ اس کو ثبوت و رکاز اور ثبوت نہیں و لہذا اس کا فصل
بلے وجہ ہوگا کہ سبب نہیں یہ اس کا فی نفسہ حکم ہے پھر اگر غارتج سے وجہ پیدا ہو مشایخ امام متبرک کہ ہے یا اس جہت
میں وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ پڑھنے میں امید حرکت ہے کہ ہم القوم لایستحقون جہم جلیسہم (وہ ایسی قوم
نہیں جن کا ساتھی اور ہم نشین بد بخت نہیں ہوگا۔) ت زیادہ وجہ جو ہم نے قبر دوم میں بیان کی کہ مستظلم دینی سے موافقت
و محصوریت مخالفت تو یہ سب نیست محمود و میں اور مباح نیست محمود سے محمود اور محمود کا ادنیٰ درجہ فعل خصوصاً نماز کہ

المطلوۃ خیر موضوع فمعنا استطاع ان یتکثر منها فلیست تکثر واد الطبرانی فی الاوسط
عن ابی ہریرۃ مرہ فی اللہ تعالیٰ عنہ عن البی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
نماز سب سے بہترین عمل ہے اس میں جتنا بھی کوئی
اضافہ کر سکتا ہے کرے۔ اسے طرانی نے اوسط میں
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے (ت)

یوں تحت کریمتین داخل ہوگا، کشف الغم میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے
فکان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لایبھی احد
تطوع لبتی من امداعی السنہ و یقول
فمعنا تطوع خیراً فهو خیر لہ۔
رہا کریمتین میں ترک واد و غایہ لکھتا تلاوت قرآن کا وقت نہ تھا بلکہ استدلال کا اور ترک کسی ایسے حرت کا کہ
حسن پر نظر یا معنی صحت کو توقف یا موجب تغیر برقرار ہے کسی طرح غلطی نہیں کہہ سکتے۔ ابن ابی حاتم و بیہقی نے
امیر المؤمنین مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی،

ان مراجعہ صلی علیہ عن الہدی ما ہو فقال
من الثمانیۃ الا زواج فکان الرجل شک فقل
هل تقرأ القرآن قال نعم قال فسمعت
اللہ یقول لیذکر و اسم اللہ علی ما ذکرہم
ایک آدمی نے شعر علی سے ہدی (قرآنی) کے بار میں پڑھا
کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا آٹھ چڑوں میں سے اس
آدمی کو شک گزارا فرمایا کیا تو نے قرآن حکیم پڑھا ہے؟
عرض کیا، ہاں۔ فرمایا کیا تو نے یہ سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ

۲۴۴/۲	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب فضل مجالس الذکر	صحیح مسلم
۲۴۹/۲	دار الکتاب بیروت	باب فضل الصلوۃ	مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی اوسط
۱۹۱/۱	دار الفکر بیروت	باب صلوۃ العیدین	کشف الغم عن جمیع الامۃ

من بهيمة الانعام ومن الانعام حمولة
 وفريشا قال نعم فسمعه يقول من
 الضان اثنين ومن البقر اثنين ومن
 الابل اثنين ومن البقر اثنين قال نعم
 سُنا جوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک جوڑا بھیڑ کا، ایک جوڑا بکری کا، ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا
 گائے کا۔ فرمایا: ہاں۔ (ت)

امیر المؤمنین نے ایکسائیت ستر سو بیس پارسے کی لی ایک آنٹوں کی اور اُن کو سیاق واحد میں ذکر فرمایا
 دوبارہ سورہ انعام کی آیتوں میں خاص وسط میں آتے جملے چھوڑ دئے۔

قل آلا الذکرین حرم ام الانثیین اما
 اشتعلت علیہ الارحام الانثیین بنسوفی
 بعلم ان کستم ضد قین۔
 تم فرماؤ کیا اس نے دونوں زحرام کئے یا دونوں
 مادہ، یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہیں
 کسی علم سے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ (ت)

اب یہاں کیا حکم ہوگا بنسوفی بعلم ان کستم ضد قین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۹۲ از شہر کھنہ بریلی محمد کارنول مسٹر محمد طہ رضا صاحب ۱۳۳۰ شوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فجر کی نماز امام پڑھا رہا ہے اب دوسرا نمازی آیا تو شامل
 جماعت ہو جائے یا اول سنت ادا کرے، اگر مسجد چھوٹی ہے یا مسجد مسجد قلیل ہے اور کانوں میں امام کی آواز
 آ رہی ہے ایسی صورت میں ادائیگی سنت کس صورت سے ہونا چاہئے، یا بلا ادائیگی سنت شامل ہو جائے اور
 سنت بعد طلوع آفتاب ہونا بہتر ہے یا اول یعنی جماعت میں ہو شامل ہو گیا تھا اس کے بعد؟

الجواب

اگر جانتا ہے کہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو سکے گا اور صفت سے دوسری سنتیں پڑھنے کو جگہ ہے تو
 پڑھ کر لے ورنہ بے پڑھے، پھر بعد بلندی آفتاب پڑھے، اس سے پہلے پڑھنا گناہ ہے، کان میں آواز آنے کا
 اعتبار نہیں، امام اندر پڑھ رہا ہو باہر پڑھے، باہر پڑھتا ہو اندر پڑھے، حد مسجد کے باہر پاک جگہ پڑھنے کو ہو تو
 سب سے بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض نمازیوں کی کسی دنیاوی ضرورت کی وجہ سے

مثلاً بازار کو خرید و فروخت کے لئے جانا ہوتا ہے تو اس کے لئے ان کی رعایت سے وقت مستحبہ پر نماز کو ترک کرنا اور اول وقت پڑھنے میں کچھ قباحت تو نہیں ہے یا امام کو وقت مستحبہ پر پڑھنا چاہئے مثلاً عصر کے وقت کہ بعد گزرنے دو مثل سایہ کے پندرہ میں منٹ کا وقفہ اذان و صلوٰۃ کے لئے دسہ کر جماعت کرنے میں افضلیت تو ترک نہ ہوگی۔

الجواب

عام جماعت کو ضرورت ہو تو عروج نہیں ایک کے لئے جماعت منتشر کرنا یا سب کو ترک وقت مستحبہ کی طرف بلانا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ سیکریٹری انجمن مشفق المسلمین علامہ براہیم پورہ بریلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسئلہ جہام کو جس سے ملنا اجتناب واجب ہے اور مسلمانانِ مملکت کے داخل مسجد و استعمالِ غروف سے حذر کرتے ہیں مسجد میں بغرض شرکت جماعت وغیرہ آنے سے شرعاً بغرض غائہ عام روکا جاسکتا ہے یا نہیں، بینوا تو جو رو

الجواب

ہاں جبکہ اس کے آنے سے مسجد میں جماعت کامل غالب ہو تو وہ روکا اور ایسا نہ ہو صرف نفرت عام و احتمالِ تعیل جماعت ہو تو استنباحاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ حافظ نجم الدین گندہ نامہ بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ،

(۱) ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضا ہوتی جاتی ہے تو اس وقت اسے کیا کرنا چاہئے۔

(۲) جبکہ امام رکوٰۃ میں ہے اور ایک شخص ایک تکبیر کہہ کر شامل جماعت ہو گیا تو یہ تکبیر تحریر ہوئی یا مسنونہ اس صورت میں نماز اس مقدمہ کی ہوگی یا نہیں،

الجواب

(۱) تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور غسل کر کے پھر اعادہ کرے۔

(۲) اگر اس نے تکبیر تحریر کی یعنی سیدھے کھڑے ہوئے تکبیر کی کہ ہاتھ پھیلائے تو زانو تک نہ جائے تو نماز ہوگئی اور اگر تکبیر انتقال کی یعنی جھکے ہوئے تکبیر کی تو نماز نہ ہوگی اسے دو تکبیر کہنے کا حکم ہے تکبیر تحریر اور تکبیر انتقال، پہلی تکبیر تحریر قیام کی حالت میں اور دوسری تکبیر انتقال رکوع کو جاتے ہوئے۔ درمختار

میں ہے،

لو وجد الا حادرا كذا فكبر من حياء ان الحاد
القيام اقرب صرح ولغت فيه تكبيرة
الركوع : والله تعالى اعلم
اگر کسی نے امام کو حالت رکوع میں پایا تو اس نے
جھکے ہوئے تکبیر کی اگر یہ مقتدی قیام کے زیادہ
قریب ہو تو درست ہے اور اس کی تکبیر رکوع لغو
ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۸۹۶ دو شخص ایک چٹائی ایک مصلے پر جدا جدا برابر کھڑا ہو کر ایک ہی نماز فریضہ قبل جماعت یا بعد
جماعت پڑھ رہے ہیں ان کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب

نماز تو ہر طرح ہو جائے گی لیکن قبل جماعت اگر الگ الگ پڑھیں اور ایک کا حال دوسرے کو معلوم ہو اور
ان میں ایک قابل امامت ہے اس کو کوئی فہم شرعی نہ ہو تو ان پر ترکو جماعت کا الزام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۸۹۷ از شہر بریلی محلہ باغ احمد خاں ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

جماعت جمعہ کے اندر پہلی صفت میں دو یا تین شخص جن کی دائرہ منڈی ہوتی اور ایک شخص کی کتری ہوتی
اس نے یہ لفظ کہا کہ بزرگ بگ پیچھے بیٹھے سوسے میں وہ اہل صفت میں آجائیں اور منڈی اور کتری ہوتی پیچھے
پچھے جائیں، لہذا اس نے گناہ کیا یا نہیں، اور اگلی صفت میں منڈی ہوتی ہیں اور پیچھے صفت میں پرہیزگار اور
مستحق ہیں ان کو پہلی صفت میں سے جائیں اور منڈی ہوتی کو پیچھے بٹایا جائے یا نہیں، اور وہ لوگ جن کی دائرہ منڈی
ہوتی ہے اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد کو نماز پڑھنے کو جاتے ہیں، اور ایک کے ساتھ ایک یا دو دائرہ منڈی والے بھی
جاتے ہیں اس بات کو ان لوگوں نے نہایت ناگوار معلوم کیا۔

الجواب

دائرہ منڈی کترانا حرام ہے اور اس کے ترکب غاصق ان کو تعہیم ہدایت کی جاتے، بہتر یہ ہے کہ امام
کے قریب دانشور لوگ ہوں، حدیث میں فرمایا،

لیبدنی منکم اولوا الاحلام والنہی
تم میں سے دانشور اور عقلمند لوگوں کو میرے قریب
ہونا چاہئے۔ (ت)

۴۳/۱	مطبوعہ مطبع مجتہانی دہلی	فصل و اذکار و الشروع فی الصلوۃ	سنة در مختار
۱۸۱/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب تسویۃ الصفوف	سنة صریح مسلم

اور وہی دانشور ہے جو متقی ہو، متقیوں کو چاہئے تھا کہ یہی پہلے آئے کہ سب سے اول میں جگہ پٹنے اب کرو دوسری قسم کے لوگ پہلے آگئے تو انہیں مناسب ہے کہ متقیوں کے لئے جگہ خالی کر دیں ورنہ انہیں ہٹانے کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً جبکہ سبب فتنہ ہوا حال میں ہدایت نرمی سے چاہئے کہ سختی سے ضد نہ پڑے واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از شہر بانس منڈی مسلولہ محمد جان بیگ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علامہ ہندی اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہے اور صوم و صلوٰۃ کا بھی پابند ہے مگر مسجد میں نہ تہی وقت کی نمازی ظہر و عصر و مغرب پاتی عشاء و فجر کی اپنے مکان پر تنہا پڑھتا ہے اور وہ جہنمائی میں پڑھنے کی یہ ہے کہ بعد نماز عشاء و فجر کے وظیفہ میں زیادہ وقت لگتا ہے اور قرآن عظیم کی تلاوت بھی کرتا ہے تنہا پڑھنے میں طبع و کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب

پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ واجب ہے ایک وقت کا بھی بلا عذر ترک گناہ ہے وظیفہ و تلاوت باعث ترک نہیں ہو سکتے فرض مسجد میں باجماعت پڑھ کر وظیفہ و تلاوت مکان پر کسے ورنہ صورت مذکورہ فسق و کبر ہے فان کل مصفیۃ یا لا عتبا د کبیرۃ و کل کبیرۃ فسق (ہر صغیرہ گناہ کا مجموعہ اسے کبیرہ بنا دیتا ہے اور ہر کبیرہ گناہ فتنہ ہے۔ تاحیث میں ہے ظلم اور کفر عاقبت سے ہے۔ یہ بات کہ آدمی اللہ کے منادی یعنی مؤذن کو پکارتا ہے اور حاضر نہ ہو وہ وظیفہ و تلاوت کہ جماعت و مسجد سے روکیں وظیفہ و تلاوت نہیں بلکہ ناجائز و مصحبت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از اسیریاں محلہ سادات ضلع فتح پور مسلولہ حکیم سیدہ نعمت اللہ صاحب ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ جماعت ثانیہ میں اقامت کی جلتے یا نہیں اور جماعت ثانیہ میں امام کو اندر سے جہری نماز میں قرأت کرنی چاہئے یا جماعت اولیٰ کے لوگ بوقتیں پڑھ رہے ہوں ان کے خیال سے بلائے نام آواز سے پڑھتے تاکہ دوسروں کی نماز میں ذہنی نہ مختل ہو جو حکم شرعی ہوا ارشاد فرمائی؟

الجواب

جماعت ثانیہ کے لئے اعادۃ اذان ناجائز ہے تکبیر میں حرج نہیں اور اس کا امام نماز جہری میں بعد رجاعت جماعت جہر کرے گا اگرچہ اور لوگ سنتیں پڑھتے ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشتملہ شہر کہنہ محلہ لودھی ٹولہ مسلولہ حبیب اللہ خان صاحب ۲۹ محرم ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ زید و بکر باہم رستہ دار ہیں دونوں میں خانگی معاش میں مع دیگر رشتہ داران زید و بکر عرصہ سے نا اتفاقی ہے اور زید و بکر دونوں شریک ہو کر ایک جماعت میں ہمیشہ

نماز پڑھتے ہیں، امام صاحب سے کسی کو کچھ کدورت نہیں ہے اب اہل علم زید و جبر سے کہیں کہ تم دونوں باہم میل کرو، جبر جواب دے کہ ہم باہم رشتہ دار ہیں یہی میل کرنے میں کچھ انکار نہیں ہے مگر اس معاملہ میں دیگر رشتہ دار و اماں بھائی حقیقی وغیرہ بھی شریک ہیں جن کے ساتھ زید کو مع و جبر رشتہ داران ناراضگی ہے ان کی موجودگی کی بھی ضرورت ہے۔ اُس وقت پورا میل ہو سکتا ہے تنہا میل کرنے میں دیگر رشتہ دار کو مجھ سے رنج ہو جائے گا بغیر ان کی موجودگی کے میل ناممکن ہے، یہ جواب بکر کا چند اشخاص کو ناگوار معلوم ہوا اور اُن اشخاص نے ناخوش ہو کر بکر سے کہا کہ اگر تم اس وقت ہمارے کہنے سے میل نہیں کرو گے تو ہم جماعت میں شریک نہیں ہونے دیں گے ہر طرح پریشانی کریں گے لہذا اس بنا پر ایک شخص نے مسجد میں وقت نماز اعلان کیا کہ زید و جبر میں باہم رنج ہے جب دو شخص ایسے جن میں رنج ہے وہ شریک جماعت ہوں تو پوری جماعت کی نماز نہیں ہوتی ہے اور نہ دعا اس جماعت کی قبول ہوتی ہے اور صرف بکر کو یہ کہہ کر جماعت سے علیحدہ کر دیا تو یہ عمل ان اشخاص کا جائز ہے یا ناجائز، اگر ناجائز ہے تو علیحدہ کر دینے والوں کو شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

(۲) سوال بصورت حال مندرجہ بالا جو اشخاص وقت نماز جماعت سے علیحدہ کر دیں ان کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب

(۱) اس صورت میں اُس کو جماعت سے علیحدہ کرنا جائز نہیں اور یہ کہنا محض باطل ہے کہ جس جماعت میں دو شخص آپس میں رنج رکھتے ہوں نماز نہیں ہوگی اور یہ بھی غلط محض ہے کہ وہاں دعا قبول نہیں ہوگی، ہاں باہم اہلسنت کے اتفاق رکھنے کا حکم ہے اور دو بھائیوں میں کسی دینی وجہ سے قلعہ مراسم قین دن سے زیادہ حرام ہے اور جو باہم موافقت کی طرف سبقت کرے گا وہ جنت کی طرف سبقت کرے گا اور جس سے اُس کا بھائی معافی چاہے گا اور وہ طاعت بشرعی معاف نہ کرے گا تو حدیث میں فرمایا کہ اسے روز قیامت حوض کوثر پر میرے پاس حاضر ہونا نصیب نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو جماعت سے علیحدہ کرنا ظلم شدید ہے اس میں حق اللہ کا بھی مواخذہ ہے اور حق العباد کی بھی گرفتاری تو یہ بھی کریں اور ان لوگوں سے سوال بھی چاہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر تکریم سفر علی شاہ مستوفی مولوی احمد بخش صاحب ۲ صفر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز عشا کے واسطے (۱۰۸) بچے وقت مقرر کر لیا گیا مگر انتہاء کئے دوسرے کے اُس وقت جماعت کھڑی ہو جائے گی کل شب میں ۱۴ آدمی دروازے پر مسجد کے کھڑے تھے پانچ سات کو دھڑکنا تھا، زمین کرچکے تھے یہ سب ایک مسئلہ پر ذکر کر رہے تھے جماعت کی تکبیر والے نے ان سب کو

نہیں بلایا نماز شروع کر دی۔ آیا بلانا یا انتظار واجب تھا یا نہیں؟

الجواب

اگر اذان کے بعد انتظار بقدر مسنون کر لیا گیا ہو پھر زیادہ انتظار کی حاجت نہیں اور اگر وقت میں وسعت ہو اور حاضرین پر گراں نہ ہو تو جو آگئے ہیں ان کے وضو کا انتظار کر لینا بہتر، اذان کے بعد غیر مغرب میں بجا سب وسعت وقت اتنا انتظار مسنون ہے کہ کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے جسے قضا کے حاجت کرنے ہے اس سے فراخ پائے اور طہارت وضو کر کے آجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مؤنذ یا جاگیر ضلع بریلی مسئلہ عبد الصمد ۵ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے یہاں پانچ آدمی ہیں اور سب کلام مجید خواں اور نمازی ہیں، ایک روز زید نے وقت عشا پر جو تنہائی مکان اپنے گھر نماز ادا کی جو حاضر نہ ہوئے مسجد کے زید کا مع اس کے برادران اور اہل خانہ حق پانی بھنگی ہشتیم، حبشی جائز کام والوں کو اس سے بند کر دیا اور پانچ دن سے بند ہے یعنی یکم صفر سے ۵ صفر تک حالانکہ زید نماز کے لئے کوئی عذر وجیلہ نہیں کرتا بلکہ بوجہ مجبوری کے حاضر نہیں ہے آیا زید اس سزا کا مستوجب تھا یا نہیں، اگر نہ تھا تو سزا دہندگان کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب

اگر واقعی مکان تنہا تھا اور تنہا چھوڑ کر آنے میں اندیشہ تھا تو یہ عذر قابل قبول ہے اور ایسی حالت میں سزا دینا ظلم ہے، اور اگر کوئی عند صبح نہ ہو بلا عذر جماعت چھوڑے تو شرعاً قابل سزا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مؤنذ یا جاگیر ضلع بریلی مسئلہ عبد الصمد ۵ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو مرض جذام ہے سال گزشتہ میں ڈاکٹر نے مرض نہ کر دی تصدیق کر دی ہے اب ناخون وغیرہ کے دیکھنے سے مرض کی شدت کا ثبوت ہوتا ہے چونکہ زید مسجد میں آکر وضو کرتا ہے جس سے بعض اشخاص تنفر کرتے ہیں بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے سے جماعت سے احتراز کرنا چاہتے ہیں اور اکثر مقتدیوں کا عزم ہے کہ زید اگر جماعت میں شامل ہو گا تو ہم گھر پر نماز پڑھ لیا کریں گے اور یہ صورت مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، آیا زید کو مسجد سے روک دینا چاہئے یا لوگوں کو گھر پر نماز پڑھ لینا اور کبھی کبھی خود بھی نماز پڑھانے کو کھڑا ہو جاتا ہے۔

الجواب

اس صورت میں زید کو چاہئے نماز گھر میں پڑھے جماعت منتشر نہ کرے، اور اس کی امامت نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۰۵ از محلہ سوداگران مسئلہ شمس الہدی صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ
 حضور اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ باپ کے مدرسہ میں پڑھتا ہو اور اُن کے
 اقوال بھی جانتا ہے اور پھر وہ باپ کے مکان میں رہتا ہے اور اس کے یہاں کھانا کھاتا ہے تو اس صورت میں اُسے
 اہلسنت کی نماز جماعت میں کھڑا ہونے دیں یا نہیں اور اگر کھڑا ہوگا تو فصل لازم آئے گا یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ باپ کے عقائد سے واقف ہو کر انہیں مسلمان جانتا ہے تو ضرور صفت میں اس کے کھڑے ہونے
 سے فصل لازم آئے گا اور صفت قطع ہوگی اور قطع صفت حرام ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفت قطعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صفت
 صفا قطعہ اللہ علیہ کو کاٹا اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کاٹ دے گا۔

اور اگر وہ باپ کو کافر جانتا ہے تو اُن سے میل جول کے باعث جس میں سب سے بدتر اُن سے پڑھنا ہے سخت فاسق
 ہے امامت کے قابل نہیں، نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی مگر صفت میں اس کے کھڑے ہونے سے صفت قطع
 نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۰۶ مولوی عبد اللہ صاحب بہاری مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۹ صفر ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جماعت میں چار صفیں ہیں، صفت اول میں کسی مقتدی
 یا امام کا وضو جاتا رہتا تب وہ مقتدی یا امام باہر کس طرح آسکتا ہے کیونکہ درمیان میں تین صفیں ہیں جو شانہ سے
 شانہ ملے ہیں اور مقتدی کی جو جگہ خالی ہے اُس کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب

مقتدی جس طرف جگہ پڑے چلا جائے، یونہی امام دوسرے کو خلیفہ بنا کر اب صفوں کا سامنا نہ کریں
 کہ امام کا سترو سب کا سترو سب اور مقتدی کی جو جگہ خالی رہی کوئی نیا آنے والا سے بھر دے یا یونہی رہنے دے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۰۷ از شہر محلہ باغ احمد علی خاں مسئلہ نیاز احمد صاحب ۲۴ صفر ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک محلہ میں دو گروہ آباد ہیں دیوبندی و
 سُنی حنفی، اس محلہ کی مسجد میں دو دو جماعتیں ہوتی ہیں پہلی جماعت دیوبندی فرقہ کی ہوتی ہے وہ لوگ ہدایت

کی وجہ سے مغرب اور فجر کی نماز میں دیر کر دیتے ہیں اس میں جماعت (نماز) قضا ہونے کا اندیشہ ہے اگر سُنی اپنی جماعت پہلے کرنا چاہتے ہیں تو وہ لوگ فساد پر آمادہ ہوتے ہیں ایسی حالت میں سُنیوں کو کیا کرنا چاہیے ؟
بیٹو! توجروا۔

الجواب

عین اُن کی جماعت ہونے کی حالت میں سُنی اپنی جماعت کر سکتے ہیں کہ نہ اُن کی جماعت جماعت ہے نہ اُن کی نماز نماز۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از شہر عباسہ ضلع شرقی افریقہ دکان حاجی قاسم اینڈ سنز مسئلہ حاجی عبداللہ حاجی یعقوب
۲۶ رمضان ۱۴۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نماز پڑھتا ہے جماعت کا بعد دوسرے آدمی امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مقلد آئے اور صحن میں جماعت پڑھانے لگے اسی طرح دو جماعت ایک مسجد میں ساتھ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور صحن میں ایک امام نماز پڑھا رہا ہے مقلد شافعی کے ہاں مسبوق کے ساتھ اقتدا کرنا جائز ہے اسی طرح نماز جماعت سے پڑھتے ہیں اور امام آیا اور مسجد بُرائی اور جماعت کڑی ہوئی اسی طرح دو جماعت ایک مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ بیٹو! توجروا

الجواب

ایک مسجد میں ایک فرض کی دو جماعتیں ایک ساتھ قضا کرنا بلا وجہ شرعی ناجائز و منوع ہے لیکن ایک جماعت حنفیہ کی امام حنفی کے پیچھے ہو اور دوسری شافعیہ یا مالکیہ یا حنبلیہ کی اپنے ہم مذہب امام کے پیچھے ہو اس میں حرج نہیں جس طرح عربین شریعت میں معمول ہے کہ وہ شریعت سے بے مسبوق کی اقتداء ہماری مذہب میں باطل ہے اگرچہ وہ مسبوق شافعی المذہب ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع دھرم پور ضلع بلند شہر رگنہ ڈبائی کوٹھی قواب صاحب مسئلہ عبدالرحیم ۲۸ رمضان ۱۴۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز باجماعت ہو چکی بعد میں دو چار آدمی فراہم ہو گئے اور جماعت سے رہ گئے تو وہ آپس میں مل کر نماز جماعت سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، کیونکہ اکثر ایسا دیکھا گیا تھا اب ایسا معلوم ہوا ہے کہ اول جماعت کے بعد پھر جماعت سے نماز پڑھنا موجب قواب نہیں بلکہ عذاب ہے لہذا جو حکم شریعت ہوا اس سے آگاہ فرمائیے بیٹو! توجروا۔

الجواب

جو مسجد کسی معین قوم کی نہیں جیسے باتاریا سرایا اسٹیشن کی مسجدیں، اُن میں تو ہر جماعت جماعت اولیٰ ہے

ہر جماعت کا امام اسی محل قیام امام پر محراب میں کھڑا ہو کر امامت کرے بلکہ افضل یہ ہے کہ ہر جماعت جدیدہ اذان سے ہو۔ ہاں مسجد محلہ میں جس کے لئے امام و جماعت معین ہیں اسے اعتماد پر کرم اپنی جماعت دوبارہ کر لیں گے بلا عند شرعی مثل بندہ ہی امام وغیرہ جماعت اولیٰ کا قصد ترک کرنا گناہ ہے اور اگر امام کے ساتھ اہل محلہ کی جماعت ہو گئی اور کچھ لوگ اتفاقاً یا عذر صیح کے سبب رو گئے تو ان کو اذان جدیدہ کی اجازت نہیں اور محراب میں قیام امام کی جگہ ان کے امام کو کھڑا ہونا مکروہ ہے اذان دوبارہ نہ کریں اور محراب سے ہٹ کر جماعت کریں یہی افضل ہے اسے جو موجب مذاب بتاتا ہے غلط کہتا ہے کما حقیقتہ فی فتونہ (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ از مدرسہ اہلسنت منظر اسلام بریلی مسئلہ عبداللہ برس ۳ شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک صفت پر دریا چار شخص علیحدہ علیحدہ فرض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بلیوا تو جہودا

الجواب

اگر جماعت کر سکتے ہوں تو ترک جماعت نہ کریں یا فضیوں سے مشابہت نہ کریں اور اگر یہ جماعت جماعت اولیٰ ہے جب تو اس کا ترک کرنا اور باج رہ کر نماز سب کی ہر حال ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از گورکھپور محلہ دعویٰ مسئلہ سعید الدین ۹ شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں؟

- (۱) جماعت کے لئے تعین وقت گھڑی سے جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) امام کو کسی مقتدی کے لئے جو میر مسجد و میر محلہ ہو اور سید ہر باوجود گزر جانے وقت معین گھڑی کے جماعت کے لئے انتظار کرنا درست ہے یا نہیں؟
- (۳) امام کے نزدیک تمام مقتدیوں کی عزت برابر ہونی چاہئے یا نہیں؟
- (۴) ایک مقتدی کو جو میر مسجد و میر محلہ اور سید ہو دوسرے مقتدی پر فوقیت ہے یا نہیں؟
- (۵) اگر کوئی مقتدی سنت مستحب نماز پڑھتا ہو تو اس کی سنت ختم ہونے تک امام کو انتظار کرنا چاہئے یا نہیں، سنت مزکورہ کی تعریف کیا ہے؟
- (۶) کسی مقتدی کا بوجہ اس کی امارت امتداد کے باوجود تعین وقت گھڑی و ضواء و صفت کا انتظار کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۷) امام کا کہنا کہ ہم کو مقتدیوں کے انتظار کی ضرورت نہیں بلکہ مقتدیوں کو امام کے انتظار کی ضرورت ہے صحیح ہے یا نہیں؟

(۸) امام کو وقت معین گھڑی پر آنا جائز ہے یا نہیں؟

(۹) امام کا کہنا کہ گھڑی کا معین صرف مؤذن کی اذان کے لئے ہے جماعت کے لئے نہیں درست ہے یا نہیں؟

(۱۰) باوجود تعین وقت گھڑی امام کا کہنا کہ جب امام نماز کے لئے گھڑا ہو جاتے وہی وقت نماز کا ہے درست ہے یا نہیں؟

(۱۱) مقتدیوں کا پیش امام سے جو کہ وقت معین پر نماز پڑھاتے ہوں کہنا کہ آپ وقت معین سے ۲-۳-۱ منٹ پہلے تشریف لائیے درست ہے یا نہیں؟

(۱۲) امام کا کہنا میں شریک نہ آؤں گا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) درست ہے جبکہ حاضری پر گراں نہ ہو اور وقت وسیع ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) جس کو دینی عزت نامہ ہے ہر مسلمان کے نزدیک رائے ہے اس کی دُعا رعایت کی جائے گی جو دوسرے کی نہ ہوگی جب تک کوئی حرج شرعی لازم نہ آئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ہے مگر نہ ایسی کہ اس کی ذاتی رعایت اوروں پر باعث بار ہو اور عین نماز میں کسی معین کی رعایت جائز نہیں مثلاً امام رکوع میں ہے اور کوئی شریک ہونے کو آیا اگر امام نے نہ پہچانا تو اس کے لئے رکوع میں بعض تسبیحیں زائد کر سکتا ہے جس میں وہ شامل ہو جائے کر یہ دین میں اعانت ہے لیکن اگر پہچان کر فلاں ہے اور اس کی خاطر سے زائد کرنا چاہے ترجیحاً نہیں دین خوشی علیہ الامو عظیم (اسے دُرنا چاہئے یہ بہت بُرا معاملہ ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) انتظار کر سکتا ہے اگر وقت میں وسعت ہو اور راہروں پر گراں نہ ہو۔ سبب مکرہ وہ امر دینی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا مگر نادان یا کبھی ترک نہ فرمایا مگر اتفاق سے کسی نے ترک کیا تو اس پر انکار بھی نہ فرمایا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) اس کا جواب ۵ کے مطابق ہے مگر خاص اس کی مالدار کی سبب رعایت کی اجازت نہیں لیکن اس حالت میں کہ رعایت نہ کرنے سے فتنہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) مقتدیوں کو امام کا انتظار چاہئے امام کو تاخیر وسوت مقتدیوں کا انتظار چاہئے۔ حدیث میں ہے،

لوگ جملہ جمع ہو جاتے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ نماز پڑھ لیتے اور لوگ دیر میں آتے تو تاخیر فرماتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) جائز کیا بلکہ مناسب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) تعیین وقت جماعت ہی کے لئے کی جاتی ہے، لوگ جب وقت معین پر آجائیں تو امام کو بلا ضرورت زیادہ دیر لگانے کی اجازت نہیں کہ وجہ ثقل و باعث نفرت جماعت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) جب وقت معین ہو چکا تو اس کے بعد دیر کر کے امام کا نماز پڑھانا اس کا حکم ابھی سوال سابق میں گزرا اور اس سے پہلے جملہ ی کر کے پڑھ لینا باعث تفریق جماعت ہوگا اور وہ بلا ضرورت جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۱) پیشتر کی استدعا فضول ہے یہ استدعا کریں کہ وقت معین پر تشریف لایا کیجئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲) اگر پیشتر آنے سے انکار ہے تو بیجا نہیں، امام انتظار کے لئے نہیں بنایا گیا واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از چاند پارہ ڈاک خانہ شہرت نئی ضلع بستی مسئلہ محمد یار علی نائب مدرس ٹریننگ اسکول
۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں ملا سے دیں، ان مسعدین کہ اگر امام کو مقتدی کی صف کے آگے کھڑا ہونے کی جگہ نہیں ہے تو امام صف مقتدی میں کسی صورت سے کھڑا ہو، آیا امام مقتدی سے کچھ امتیاز کے واسطے آگے کھڑا ہو یا مقتدی امام کی دونوں جانب یعنی دہنی بائیں امام کے پیر کے برابر کھڑے ہوں، بینوا تو جبر و
الجواب

جب صرف ایک مقتدی ہو تو سنت یہی ہے کہ وہ امام کے برابر اپنی طرف کھڑا ہو مگر اس کا لحاظ فرض ہے کہ قیام، قعود، رکوع، سجود کسی حالت میں اس کے پاؤں کا لگنا امام کے گئے سے آگے نہ پڑے۔ اسی احتیاط کے لئے امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ اپنا پنچہ امام کی ایڑی کے برابر رکھے اور اگر دو مقتدی ہوں تو اگر یہ سنت یہی ہے کہ پیچھے کھڑے ہوں، پھر بھی اگر امام کے دہنے بائیں برابر کھڑے ہو جائیں گے عرج نہیں مگر دوسرے زیادہ مقتدیوں کا امام کے برابر کھڑا ہونا یا امام کا صف سے کچھ آگے بڑھا ہونا کہ صف کی قدر جگہ نہ چھوٹے یہ ناجائز و گناہ ہے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی، اگر مقتدیوں کی کثرت اور جگہ کی قلت ہے باہم صفوں میں فاصلہ کم چھوڑیں کھلی صف اٹل صف کی پشت پر سجدہ کرے اور امام کے لئے جگہ بعد ضرورت پوری چھوڑیں اور اگر اب بھی امام کو جگہ ملنا ممکن نہ ہو نہ ان میں کچھ لوگ دوسری جگہ نماز کو جا سکیں مثلاً معاذ اللہ کسی ایسی کو بٹھری میں مجبوس ہیں جس کا عرض جانب قبلہ گز سوا گز ہے تو یہ صورت مجبوری محض

ہے اس میں قواعد شرع سے ظاہر یہ ہے کہ جماعت کریں امام بیچ میں کھڑا ہو پھر تنہا تنہا اس کا اعادہ کریں
جماعت اقامت شعار کے لئے اور اعادہ رفع غل کے واسطے۔ در مختار میں ہے :

كل صلاة اديت مع كراهة التحريم
تجب اعادتها
اُسی میں ہے :

اگر امام دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہو تو یہ
مکروہ تنزیہی ہے اگر دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو
مکروہ تحریمی ہے اھ یہ نہ کہا جائے کہ جماعت واجب
ہے بلکہ اسے سنت مکررہ کہا گیا ہے اور جانب نہیں
کراہت تحریمی، جانب امر میں وجوب کی طرح ہے
اور منافی سے اجتناب اور امر پر عمل سے اہم ہے۔
حدیث شریف میں ہے : اللہ تعالیٰ کے منع کردہ ایک
ورہ پورا کر دینا تمام جن وانس کی عبادت سے
افضل ہے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ شعار کی اقامت
برشتہ سے اہم ہے حتیٰ کہ علمائے خان کچے نے صریح
محرمات پر نفوس کو مباح قرار دیا حالانکہ غنہ صرف
سنت ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں قنایہ کے حوالے
سے کبیر کے نکتے کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر اس کیلئے
اپنا غنہ کرنا ممکن ہو تو خود کرے ورنہ نہ کرے مگر
اس صورت میں کہ جب اس کے لئے شادی ملے
ہو یا ایسی لونڈی خریدنا ممکن ہو جو اس کا غنہ
کئے تو ایسا ہی کرے۔ امام کرنی نے جامع صغیر

توسط اثین کرے تنزیہا وتحريمها
لو اکثر آھ ولا يقال الجماعة واجبة
بل قيل سنة مؤكدة وكراهة التحريم
في جانب النهي كالوجوب في جانب
الامر والاجتناب عن المنافي
اهم من اتيان الاوامر في
الحديث لترك ذممة ممانهم الله
خير من عبادة الثقلين لان نقول
اقامة الشعار اهم من كل شيء حتى
اباحوا النخاع وليس الا سنة صريحة
المحرمات من النظر والنس قيل في
الهندية عن العتابية في
خاتم الكبير اذا مكنت ان
يختن نفسه فعله الا لم يفعل الا
ان يمكنه ان يتزوج او يتري ختانة
فتختنه وذكر الكسوف في
بجامع الصغیر و يختنه

الحمامیؒ

میں فرمایا اس کا ختمہ حجام کرے۔

اقول (میں کہتا ہوں، اس کی تائید صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس عمل سے ہر قی ہے کہ وہ اپنے بچوں کا ختمہ برغت کے بعد کرتے تھے۔ درغنا میں ہے کہ ختمہ کا وقت مقرر نہیں بعض نے سات سال، بعض نے دس سال اور بعض نے کہا ہے کہ آخری وقت بارہواں سال ہے شامی نے طحاوی کے ۴۱۷ سے اضافہ کیا ہے کہ بلوغ سے قبل ختمہ نہ کیا جائے کیونکہ اس کا مقصد طہارت ہے اور وہ بلوغ سے پہلے لازم نہیں ہوتی۔ درغنا میں ہے اعتبار طاعت و وقت کا ہے اور یہ مختار ہے۔ شرح شامی نے فرمایا یعنی یہی عقل و دانش کے زیادہ قریب ہے ریکی اور یہ دشمن نصیح کے صیغوں میں سے ایک ہے اور یہ اس صورت کو بھی شامل ہے جب بلوغ کے بعد ہی طاعت رکھتا ہو یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ تین تین لگ ہو کر ناز ادا کریں اور امام ہر دو کی امامت کرائے تو جماعت حاصل کر لیں گے اور کراہت سے بچ جائیں گے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ شریعت طہروں میں جماعت بافرہ

اقول ویؤیدہ ما عن الصحابة
رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہم کانوا یختنون
اولادہم الا بعد البلوغ وقال فی الدر
وقتہ غیر معلوم وقیل سبع سنین کذا فی المتی
وقیل عشر وقیل اقصا اثنا عشر
سنۃ تراہ الشامی عن الطحاوی
وقیل لا یختن حتی یتیم لانه للطہارۃ
ولا تحب علیہ قبلہ قال فی الدر
وقیل العبرة بطاقتہ وهو الاشبہ
قال شامی بالفقہ زیدی وھذا من
صیغہ التصحیحۃ اھ فشمیل اذ لم
یھق الا بعد البلوغ لا یقال علیہ صمل
ثلثۃ ثلثۃ تترى يؤمر کل اثین امام
فالجماعۃ یحترزون وعن الکراہۃ
یحترزون لان بقول لا اصل فی الشریعۃ
الطاہرۃ لتعریق الجماعۃ الحاضریۃ
والمرضی اللہ بہ للمسلمین وھم فی
نحو الاعد و فما ظنک بسائر الاحوال ھذا

سہ فتاویٰ ہندیۃ الباب التاسع عشر فی الختان الخ
سہ در مختار مسائل کشتی

مطبوعہ نودانی کتب خانہ پشاور ۲۵۷/۵
- مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۴۹/۲
- مصطفیٰ ابابلی مصر ۵۳۰/۵
- مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۵۰/۲
- مصطفیٰ ابابلی مصر ۵۳۰/۵

-
-
-
-
-
سہ رد المحتار
سہ در مختار
سہ رد المحتار

ماظہر فی وعند ربی علم حقیقۃ کحل
حال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پسند نہیں کیا تو دیگر حالات میں یہ کیسے ہو سکتا ہے، یہ بات مجھ پر آشکار ہوئی ہے حقیقت حال کا علم میرے
رب کریم کے پاس ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ اذغازی پور محلہ میاں پورہ سرسٹنشی علی بخش صاحب محرر دفتر جی غازی پور
۱ ذی القعدہ ۱۳۲۲ھ

کی فرمائے ہیں علامہ دینی و مفتیان شرعیہ میں،

(۱) ایک مسجد میں دو تین جماعتوں کا یکے بعد دیگرے ہونا کیسا ہے چاہئے یا نہیں؟

(۲) کراہت جماعت ثانیہ میں آپ کی کیا تحقیق ہے؟

(۳) ایک مسجد میں ایک ہی وقت دو تین آدمیوں کا فردا فردا فرض پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) اور اگر فردا فردا چند شخص فرض پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب

(۱) مسجد دو قسم ہے ایک مسجد عام جسے کسی خاص محلہ سے خصوصیت نہیں جیسے مسجد جامع یا بازار یا سرا یا
اسٹیشن کی مسجد اور دوسری مسجد محلہ کہ ایک محلہ خاص سے اختصاص رکھتی ہو اس کی معمولی جماعت معین ہے اگرچہ
کچھ بگیر یا مسافر بھی متفرق اوقات میں شریک ہو جایا کریں، اور یکے بعد دیگرے چند جماعتیں کہنے کی بھی دو صورتیں
ہیں، ایک یہ کہ جماعت موجودہ کے دو یا چند حصے کر دیں، جب ایک حصہ کر لے تو دوسرا کرے۔ دوسرے یہ کہ
وہ حاضر ہوا پڑھ گیا دوسرا اس کے بعد آیا یہ اب جماعت کرتا ہے تعدد جماعت کی پہلی صورت بلا ضرورت خرمیہ
مطلقاً حرام ہے خواہ مسجد محلہ ہو یا مسجد عام، ہاں بضرورت جائز ہے جیسے صلوٰۃ الخوف میں، رہا یہ کہ مسجد میں
کوئی بے مذہب گمراہ یا فاسق معنی یا قرآن مجید کا غلط پڑھنے والا امامت کرتا ہے کچھ لوگ براہ جہل یا تعصب
اُس کے پیچھے پڑھتے ہیں دوسرے لوگ اُس کے روکنے پر قادر نہیں یہ اس کی اقتدا سے باز رہتے ہیں اور اُس
کے فرائض کے بعد اپنی جماعت قیام کرتے ہیں جس کا امام سب جہاں سے پاک ہے یہ صورت مطلقاً حرام ہے بلکہ
شرعاً مطلوب ہے مسجد عام ہو خواہ مسجد محلہ۔ اور تعدد جماعت کی صورت ثانیہ کہ یہ گروہ پہلی جماعت کے
وقت حاضر نہ تھا یہ مسجد عام میں مطلقاً جائز و مطلوب ہے یہاں تک کہ کتابوں میں تصریح ہے کہ بازار وغیرہ
کی عام مسجد میں افضل یہ ہے کہ جو گروہ آتا جائے نئی اذان نئی اقامت سے جماعت کرے سب جماعتیں
جماعت اولیٰ ہوں گی کسافی فتاویٰ الامام قاضی خاں وغیرہ (جیسے کہ فتاویٰ امام قاضی خاں وغیرہ

میں ہے۔ ت) اور مسجد محلہ میں بھی اگر پہلی جماعت کسی غلط خزاں یا بد مذہب یا مخالفت مذہب نے کی یا اپنے اذان دیے ہو گئی یا اذان آہستہ دی گئی دوسری جماعت مطلقاً جائز و مطلوب ہے اور اگر ایسا نہیں بلکہ اہل محسنہ موافقہ مذہب شیعہ صالح صحیح خزاں امام کے پیچھے باعلان اذان کہہ کر پڑھ گئے اب باقی ماندہ آئے تراہضیں دوبارہ اذان کہہ کر جماعت کرنی مکروہ تحریمی ہے اور بے اذن دینے پر محراب جماعت اولیٰ میں امامت کرنی مکروہ تنزیہی اور اگر محراب بدل دیں تو اصلہ کراہت نہیں۔ اسی مسئلہ کی تفصیل تمام فقیر نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی۔

(۱۲) اسس کا جواب جواب اول میں آگیا۔

(۱۳) اگر ان میں کوئی شرعی نیت سے قابل امامت ہو اور دانستہ بلا وجہ شرعی ترک جماعت کریں تو گنہگار ہوں گے اگرچہ نماز ہو جائے گی۔ اور نادانستہ ہو یعنی ایک شخص فرض پڑھ رہا ہے دوسرا آیا اسے معلوم نہیں کہ یہ فرض پڑھ رہا ہے اس نے بھی فرض کی نیت الگ باندھ لی اسی طرح تیسرا آیا اس نے بھی فرض کی نیت باندھ لی یا ان میں کوئی قابل امامت نہیں تو مرجع نہیں۔

(۱۴) نماز ہو جاتی ہے مگر ترک جماعت سے گناہ ہوتا ہے بلکہ کوئی مذہبی نہ ہو۔

مسئلہ ۹۲۸ ۲۹ صفر ۱۳۸۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کے انتظار میں وقت میں تاخیر کرنا مقتدیوں کو درست ہے یا نہیں؟ بیٹھو! قوجو!

الجواب

وقت کراہت تک انتظار امام میں ہرگز تاخیر نہ کریں، اس وقت مستحب تک انتظار باعث زیادت اجرو تحصیل افضلیت ہے پھر اگر وقت طویل ہے اور آخر وقت مستحب تک تاخیر حاضرین پر شاق نہ ہو کہ سب اس پر راضی ہیں تو جہان تک تاخیر ہوتا ہے تو اب ہے کہ سارا وقت اس کا نماز ہی میں بکھا جائے گا۔

وقد صرح عن الصحابة رضي الله تعالى عنهم اجمعين كما حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہاں تک انتظار کرنا ثابت ہے کہ رات کا کافی حصہ گزر جاتا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو برقرار رکھا اور فرمایا، تم جب سے نماز کے انتظار میں ہو

وقد صرح عن الصحابة رضي الله تعالى عنهم انتظار النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حتى مضى نحو من شطر الليل وقد اقرهم عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ، وقال انكم لن تروا لوني صلاة

ما انتظر قم الصلاة۔ وہ تمام وقت تمہارا نماز میں گزرا۔ (ت)

ورنہ اوسط درجہ تاخیر میں حرج نہیں جہاں تک کہ عاضری پر شاق نہ ہو۔

في الانفروية عن التاتار متنية عن
المنقي للامام الحاكم الشهيد انت
تاخير المؤذن وتطويل القراءة كذا راك
بعض الناس حرام هذا اذا كان لا همل
الدنيا تطويلا وتأخيرا يشق على الناس و
الحاصل انت التأخير القليل لا عافاة
اهل الخيرة غير مكره ولا باس بان ينتظر
الامام انتظارا وسطا والله تعالى اعلم

انقروية میں تاتار خانہ سے امام حاکم شہید کی المنقی
کے حوالے سے ہے کہ بعض لوگوں کی خاطر مؤذن کا
اذان کو مؤخر کرنا اور امام کا قرأت کو لمبا کرنا حرام ہے
یہ تب ہے جب دنیا داروں کی خاطر ایسا کرے
اور تطویل و تاخیر لوگوں پر شاق ہو۔ خلاصہ یہ ہے
کہ اہل خیر کی اعانت کی وجہ سے کچھ تاخیر کرنے میں
کوئی کراہت نہیں لہذا امام کو اوسط درجہ کا
انتظار کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (ت)

مسئلہ ۹۲ از مبعض آباد مسجد مغل پورہ مدرسہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبدالعلی

۱۹ ربیع الاخری ۱۳۳۶ھ

اگر کوئی پیر یا مولوی عربی حواں مسجد کے قریب رہتا ہو اور اس مسجد کا متعلم ہو جماعت میں
شریک نہ ہو اور اذان وقت سے وقت پر اور کبھی نہ ہو بزرگ بلا اذان غاڑ پڑھ جائیں ایسا شخص گنہگار ہے
یا نہیں؟

الجواب

ترک جماعت اور ترک عاضری مسجد کا عادی فاسق ہے اور فاسق قابل اتباع نہیں۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۳ از شہر جوہا گڑھ محلہ کیتانہ مدرسہ اسلامیہ مدرسہ حافظ محمد حسین

۲۰ ربیع الاخری ۱۳۳۶ھ

جو شخص جماعت کے ساتھ غاڑ پڑھے کہ مستحب کہ اس کو علمائے دین کیا کہیں گے، یہاں پر ایک
مدرسہ ہے اس میں تھوڑے عرصہ سے شور و غوغا مچا ہے اور آپ علمائے دین کی متصفی پر سب کا اتفاق ہے

لے صحیح البخاری باب السمر فی الفقه والخیر بعد العشاء مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۳۹۰

مسند احمد بن حنبل مروی از مسند انس بن مالک دار الفکر بیروت ۳/۲۶۴

لے فتاویٰ انقروية کتاب الصلاة دار الاشاعت العربیة قدما رائفانتان ۵/۱

برائے خدام جاہلوں کو اور است بتائیں۔

الجواب

جماعت کو مستحب سمجھنے کے اگر یہ معنی ہیں کہ اسے واجب یا سنت مکرہ نہیں جانتا صرف ایک مستحب بات مانتا ہے تو سخت بطل شدہ یہ غلط ہے اور احادیث صحیحہ اور تمام کتب فقہ کے ارشاد کا مخالف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۳۱ از ترسانی کاٹھیاواڑ مرسلہ احمد اوصاحب ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ
ایک ہی مسجد میں جماعت ثانی بلا وجہ ہو سکتی ہے یا نہیں، مثلاً سوسہ جماعت اول در نہ پہنچ سکے اور بعد میں جماعت ثانی کر لے خواہ گاؤں ہو یا شہر، شارع عام ہو یا کوچہ، قائم امام ہو یا نہ ہو۔

الجواب

جو مسجد شارع یا بازار یا سرا یا اسٹیشن کی ہو کہ کسی عمل یا امام سے منحصر نہیں اس میں سب جماعتیں جماعت اولیٰ ہیں جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے محراب میں جماعت کرے اور جو مسجد محلہ ہے جس کے لئے امام و جماعت معین ہے اس میں جب امام پہل جماعت با اذان مطابق سنت ادا کر چکا تو بعد کر جائیں انہیں اعادۃ اذان واجب نہ ہے اور محراب میں امامت معز وہ اور بلا اعادۃ اذان محراب سے ہٹ کر بیٹھ کر است جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۳۲ از شہر گنہ محلہ مروہی ٹولہ مسئلہ بشیر الدین صاحب ۱۹ رمضان شریف ۱۳۳۶ھ
ایک محل پر دو شخص علیحدہ نماز فرض ادا کریں تو ایسی حالت میں فرض ادا ہوتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

اگر ان میں کوئی امامت کے قابل ہے اور قصد ترک جماعت کیا اور یہ مسجد محلہ نہ تھی یا تھی اور یہ جماعت جماعت اولیٰ ہوتی تو جس کی طرف یہ ترک ہے وہ گنہگار جو ایک خواہ دونوں اور اگر یہ مسجد محلہ تھی اور یہ جماعت جماعت اولیٰ نہ ہوتی تو بڑا کیا رافضیوں سے مشابہت تو قید سے تھی اب دیوبندیوں گنگوہیوں سے بھی ہوتی اور اگر ان میں کوئی قابل امامت نہ تھا تو حرج نہیں بہر حال فرض ادا بر صورت میں ہو جائیں گے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۳۳ از ملت اٹلی تال کوہ بنی تال مرسلہ مولوی محمد حسین صاحب تاجر طلسمی پریس ۲۵ شوال ۱۳۳۶ھ
جماعت صرف مرد توں کی جن کا محض امام مرد ہو درست ہے یا نہیں؟ اور امام کے سہر کوڑ لڑکی یا عورت بتا سکتی ہے یا نہیں جس سے پردہ نہیں ہوتا؟

الجواب

اگر یہ جماعت مسجد میں ہو مطلقاً مکروہ ہے کہ عورات کو حاضری مسجد منع ہے اور اگر مکان ہو اور مرد کو حاضری مسجد سے کوئی عذر صحیح شرعی مانع نہیں تو مطلقاً مکروہ ہے کہ مرد پر حاضری مسجد واجب ہے اور اگر اسے عذر ہے اور جماعت میں جتنی عورتیں اس کی محرم یا زوجہ یا غیر مشتہاتہ لڑکیوں کے سوا نہیں تو مطلقاً یادگار است جائز ہے اور نامحرم مشتہاتہ ہیں تو مکروہ بہر حال، اگر امام کو یہ ہو تو عورت تصفیق سے اسے متنبہ کرے یعنی سیدھی تحویل یا نین پشت دست پر مارے آواز سے تسبیح وغیرہ نہ کہے کہ مکروہ ہے۔
دُر مختار ۱

المراة تصفق لا بطن علی بطن ولو
صفق او سبحت لم تفسد وقد تركها
السنة تاتارخانية ۲۰
عورت تصفیق سے متنبہ کرے مگر باطن تحویل کو بائیں تحویل کے
باطن پر نہ مارے، اگر مرد نے تصفیق کی یا عورت
نے تسبیح کہی تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ دونوں نے
سنت کو ترک کر دیا، تاتارخانیہ۔ (ت)

اقول ہاں اگر امام نے قرأت میں فہ غلطی کی جس سے نماز فاسد ہو تو عورت مجبوراً آواز ہی سے
بتائے گی جبکہ وہ تصفیق پر امام کی یاد نہ آجائے وذلک لان اضرار ذلک تصحیح المخطورات (اور وہ
اس نے کہ ضرورت میں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ حکم جمادی الاخریٰ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد وال لڑکا آٹھ نو برس کا جو نماز خوب جانتا
ہے گرتھا ہو تو آیا اسے یہ حکم ہے کہ صفت سے دُور کھڑا ہو یا صفت میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے؟ بینوا
توجہ ۱۔

الجواب

ضرورت مستفسرو میں اسے صفت سے دُور یعنی بیچ میں فاصلہ چھوڑ کر کھڑا کرنا تو منع ہے
کیونکہ کمینہ بچے (جو نماز کو جانتا ہو) کی نماز قطعاً
صحیح ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے صفوف میں غلام چھوڑنے اور متصل رکھنے کا
قد صلاة الصبی المیز السدی
یعقل الصلاة صحیحة قطعاً وقد امر
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبس الفرج

والتراح فی الصلوات ونہی عن خلافہ
نہی شدید۔
حکم دیا ہے اور اس کے خلاف پر نہی شدید
فرمائی ہے۔ (ت)

اور یہ بھی کوئی ضروری امر نہیں کہ وہ صفت کے باقی ہی یا تھوڑے کھڑا ہو، علماء اسے صفت میں آنے اور
مردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی صاف اجازت دیتے ہیں، در مختار میں ہے:

یہ صفت الرجال قسم الصبیان خلا عرسہ
تعد دھم فلو واحد دخل الصلوات
مرد صفت بنائیں پھر بچے، اس کا ظاہر واضح کر دیا
ہے یہ اس وقت ہے جب بچے متعدد ہوں،

اگر اکیلا ہو تو اسے صفت کے اندر کھڑا کر لیا جائے (ت)

مراقی الافلاح میں ہے:

ان لہ یکن جمع من الصبیان یقوم الصبی
بیت الرجال
اگر بچے زیادہ نہیں تو ایک بچے کو مردوں کی
صفت میں کھڑا کر لیا جائے۔ (ت)

بعض بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لا کا پھلے سے داخل نماز ہے اب یہ آئے ترا سے نیت بندھا ہوا
ہٹا کر کنارے کر دیتے اور خود بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں یہ محض جہالت ہے، اسی طرح یہ خیال کہ
لا کا برابر کھڑا ہو تو مرد کی نماز ہوگی غلط و فاسد ہے جس کی کچھ اصل ہیں۔ فتح القدیر میں ہے:

اما صحاح و اما الامور فصرح الکل بعدہ
افسادہ الا من شذذ ولا متمسک لہ
فی الروایۃ ولا فی الدراۃ
مستحسناً۔
امرو کا محاذی ہونا فساد نماز کا سبب نہیں،
اس مسابہ پر تمام فقہانے تصریح کی ہے البتہ
شاذ و نادر طور پر کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت
کی ہے ان کے لئے نادر وایت کوئی دلیل نہ درایت۔

مطلقاً (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مشتملہ از کلمتہ و حرمت تلاوت مرسلہ جناب مرزا اعظم قادری بیگ صاحب ۲۶ صفحہ المظفر ۱۲۱
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آپ نے پہلے میرے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا

سہ در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی ۸۳/۱
سہ مراقی الافلاح مع حاشیۃ الطحاوی فصل فی بیان الاحق بالامامۃ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۶۸
سہ فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکس ۱۲/۱

تھا کہ امام کے برابر تین مقتدی ہو جائیں گے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی ایک حافظ صاحب کہ آدمی ذی علم ہیں وہ کہتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب نے جو حوالہ دیا ہے وہ درختدار کے تن سے نہیں بلکہ شرع سے ہے اور چہتے ہیں کہ کہ اصول سے جواب تحریر فرمادیں۔ بینا تو جو دوا

الجواب

یہ مطالبہ سخت عجیب ہے درختدار تو شرح ہی کا نام ہے، کیا شروع معتبر نہیں ہوتیں یا ان میں درختدار نامعتبر ہے یا تن میں شرح کے خلاف لکھا ہے اور جب کچھ نہیں تو ایسا مطالبہ اہل علم کی شان سے بعید درختدار بحر علم کی وہ درختدار ہے کہ جب سے تصنیف ہوئی مشارق و مغارب ارض میں فترائے مذہب خفی کا گریبا مدار اس کی تحقیقات عالیہ و تحقیقات نالیہ پر ہو گیا۔ اللہ عز و جل رحمت فرمائے علامہ سید بن طاہر شامی پر کہ فرماتے ہیں :

خلاصہ یہ کہ درختدار نے تمام عالم میں آفتاب پاشت کی عزت شہریت پائی، مخلوق ہر تن اس سے گزریہ ہو کر اپنے مہات میں اس کی طرف التجا لائی، یہ کتاب اسی لائق ہے کہ اسے مطلوب بنائیں اور اس کی طرف رجوع لائیں کہ یہ دامن مذہب کی زرنگار گوسٹ ہے، وہ تصحیح و تنقیح کے مسائل جیت ہیں کہ بڑی بڑی کتب ہوں میں مجتہد نہیں، آج تک اس انداز کی کتاب تصنیف نہ ہوئی۔

ان کتاب الدر المختار، شرح تنویر الابصار، قد طار فی الاقطار و ساس فی الامصار و فاق فی الاشتہار علی الشمس فی رابعة النهار، حتی کتاب ابن حنیہ و صار مفہم الیہ و هو الحوی مان یطلب و یكون الیہ المذهب، فہم الطراز المذهب فی المذهب، فقد حوی من العروج المنقحة و المسائل المصححة، مالم یحوی غیر من کتاب الاسفار و لم تنسج علی منوالہ ید الافکار

سبحان اللہ کیا ایسی کتاب اس قابل ہے کہ اس کا ارشاد بلا درجہ محض قبول نہ کریں۔ خیر فتح القیام تر معتبر ہوگی جس کے مصنف امام ہمام محقق علی المطلق کمال الدین محمد بن امام قدس سرہ وہ امام اجل ہیں کہ ان کے معاصرین تک ان کے لئے منصب اجتہاد ثابت کرتے تھے کما ذکرہ فی سر والمحت (جیہ کہ

رد المحتار میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ت۔ ۱، تبیین الحقائق تو مقبول ہوگی جس کے مصنف امام اجل فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زلیخی شارح کنز ہیں جو کی جلالت شان آفتاب نیمروز سے روشن تر۔ یہ امام محقق علی دہلوی سے مقدم اور ان کے مستند ہیں۔ کافی، نام نسخی تو معتمد ہوگی جس کے مصنف امام برکت الامام حافظ الملک والدین، ابواب برکت عبداللہ بن محمد نسفی صاحب کنز الدقائق ہیں۔ سب جانے دو ہزار یہ بھی ایسی چیز ہے جس کے اعتماد و استناد میں کلام ہو سکے یہ سب اکابر ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ جماعت رجال میں امام کا قوم کے برابر ہونا حرام و مکروہ و تحریمی ہے۔ ہدایہ میں ہے، محرم قیام الامام وسط العصف (امام کا صفت کے درمیان کھڑا ہونا حرام ہے) فتح القدیر میں ہے،

محرم في ان ترك التقدم لامام الرجل
محرم وكذا اصرح الشرح ومساہف
في الكافي مكروه وهو الحق اي كراهته
تحريم لان مقتضى المواظبة على
التقدم منه عليه الصلاة والسلام
بلا ترك الوجوب قلعد منه كراهة، التحريم
فاسم المحرم مجازاً
بحر الرائق میں ہے،

محرم وهو قیام الامام وسط العصف
في كراهة كراهة كذا في الهداية وهو يدل
على انها كراهة تحريم لان التقدم
واجب على الامام للمواظبة من النسبي
صلى الله تعالى عليه وسلم وترك الواجب
موجب الكراهة التحريم المقننية
للاشم

۱/۴۰	مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی	باب الامارۃ	سۃ الہدایۃ
۱/۳۰۶	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	-	سۃ فتح القدیر
۱/۳۵۱	ایچ ایم سعید پبلی کیشنز کراچی	-	سۃ بحر الرائق

یہ عبارت اس میں صریح ہے کہ مردوں کے امام کا تقدیم کو ترک کرنا حرام ہے اور شارع نے بھی اسی کی تصریح کی ہے اور کافی میں اسے مکروہ کہا اور حق بھی یہی ہے یعنی مکروہ و تحریمی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا بلا ترک اس پر مواظبت فرمنا واجب کی دلیل سہلہ اس کا خلاف کرنا مکروہ و تحریمی ہوا پس اس پر حرام کا اطلاق مجاز ہے۔

امام کا وسط العصف میں قیام حرام ہے۔ ایسا عمل لشکروں کی طرح مکروہ ہوگا، ہدایہ میں اسی طرح ہے یہ اس پر دال ہے کہ یہ عمل مکروہ و تحریمی ہے کہ امام کا مقدم ہونا واجب ہے کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ دائمی عمل ہے اور ترک واجب اس کی کراہت تحریمی کا موجب ہے جو گنہگار کی مقتضی ہے۔ (ت)

درر الحکام علامہ مولیٰ خسر میں ہے ، مخطوٰر قیام الامام وسط الصفت اہ ملخصا (امام کا صفت میں کھڑا ہونا منوع ہے ۔ ت) ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے ، اما کراہتھا فلعدم خلوصہا عن المحرم (اس کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ یہ صفت سے خالی نہیں ہے ۔ ت) مجمع الانہر میں ہے ، قیام الامام وسط الصفت مکروہ کراہتہ تحریم اہ ملخصا (امام کا وسط صفت میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے اہ تلخیصا ۔ ت) مستقل میں ہے ، محذور وہو وقوف الامام وسط الصفت (امام کا وسط صفت میں کھڑا ہونا حرام ہے ۔ ت) فتح المعین علامہ سیّد ابی السعود ازہری میں یہ قول شارح داکائنات خلفہ وان کثرت القوم کسرت قیام الامام وسطہم (اور دو امام کے پیچھے کھڑے ہوں ، اگر لوگ دو سے زیادہ ہوں تو امام کا ان کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے ۔ ت) فسر یا ای تحریر ما لتؤک الواجب (یعنی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ترک واجب لازم آ رہا ہے ۔ ت) رد المحتار میں ہے ، تقدیر الامام وسط الصفت واجب زناہ صفت کے آگے کھڑا ہونا واجب ہے ۔ ت) بایں ہمہ اگر دلیل دیکھا ہو تو فتح القدیر و بحر الرائق کا ارشاد پیش نظر کہ حضور برکۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ ہمیشہ صفت پر تقدم فرمایا اور ایسی ہدایت کی کسی ترک نہ فرمایا دلیل وجوب ہے

اقول وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ کما سأتیمم فی اصلہا (البخاری عن مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 اقول (میں کہتا ہوں) اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھتے ہو ۔ اس کو امام پکاری نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔ (ت)

۸۴/۱	مطبوعہ مطبوعہ احمد کامل الکاتہ دار سہل مصر	فصل فی الامامة	درر الحکام شرح غرر الاحکام
۸۵/۱	خشعی نوکشور مکتبہ	فصل فی الجماعۃ	درر ذخیرۃ العقبیٰ
۱۲۵/۱	اجار التراث العربی بیروت	فصل مکروہات الصلوٰۃ	درر مجمع الانہر شرح ملتقى الاکابر
۲۰۳/۱	کاشفی رام پورنگ وکس لاہور	باب الامامة	درر مستقل المعانی شرح کنز الدقائق
۲۰۹/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الامامة	درر فتح المعین
۲۲۰/۱	مصطفیٰ البانی مصر	-	درر رد المحتار
۸۸/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الاذان المساجد	درر صحیح البخاری

یہاں امر ہے اور امر کا مفاد وجوب تو جب تک دلیل خیر میں مبتلا ترک احیاناً یا اقرار علی الترتیب ثابت نہ ہو اس عموم میں داخل اور وجوب حاصل اور ترک واجب مکررہ تحریمی اور مکررہ تحریمی گناہ صغیرہ اور صغیرہ بعد احتیاط کبیرہ اور کبیرہ کا ترک فاسق اور مردود و الشہادۃ اور گناہ تو ایک ہی بار میں ثابت، تسأل الله العفو والعافیه۔

والله سبحانه وتعالى اعلم

مسئلہ ۹۳۶ از گوندہ ملک ادوہ مدرسہ اسلامیہ مسئلہ حافظ عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ مذکورہ

۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۸ھ

سوال اول: زیہ کی امامت سے جماعت ثانیہ مسجد بازار یا سرائے میں ہو رہی ہے اسی مسجد میں بکر بھی آیا اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ جماعت ثانیہ ہے اس نے علیحدہ و تنہا جماعت کے قریب یا کسی قدر فاصلے سے اپنی نماز ادا کی تو نماز بکر کی ادا ہو گئی یا نہیں؟

سوال دوم: ایک عالم صاحب قراتے ہیں کہ جماعت ثانیہ کیا بلکہ جماعت اولیٰ بھی ہوتی ہو اس وقت کوئی دوسرا شخص اسی مسجد میں آئے اور تنہا اپنی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ہو جائے گی جماعت کا پچیس گنا ثواب نہ ملے گا، نماز ہو جانے کا سبب یہ بتایا کہ جماعت سنت ہو کہ ہے نہ فرض ہے نہ واجب اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟

الجواب

جواب سوال اول: نماز بایں معنی تو ہو گئی کہ فرض سر سے اتر گیا مگر سخت کراہت و لزوم معصیت کے ساتھ کہ بے حد شرعی ترک جماعت گناہ و دشنامت ہے نہ کہ خود بحال قیام جماعت صریح خلاف و اضاعت، یہاں تک کہ اگر کسی نے تنہا فرض شروع کر دیے ہنوز جماعت قائم نہ تھی اس کے بعد قائم ہوئی اور اس نے ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تھا اسے شرعاً مطلقاً حکم فرماتی ہے کہ نیت توڑے اور جماعت میں شامل ہو جائے بلکہ مغرب و فجر میں تو جب تک دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو حکم ہے کہ نیت توڑ کر مل جائے اور باقی تین نمازوں میں وہ بھی پڑھ چکا ہو تو انہیں فضل ٹھہرا کر جب تک قیسری کا سجدہ نہ کیا ہو شریک ہو جائے۔

تحریر الابصار میں ہے کسی نے تنہا نماز ادا کرنا شروع کی پھر اسی فرض کی جماعت کھڑی ہو گئی تو وہ سلام واحد کے ساتھ کھڑے نماز ختم کر دے اور امام کی اقتدا کرے بشرطیکہ اس نے پہلی رکعت کا

فی تقوید شریعہ فیہا اداء منفردہ
ثم اقيمت يقطعها قائماً بتسليمه
واحدة و يفتدي بالامام
لم يقيد الركعة الاولى بسجدة

او قیید ہا قیید رہا بایۃ اوفیہا و فہم
الیہا اخری و انت صلی ثلثا مہا اتھ
ثم اقتدی متنفلا و یدرک فہیلة
الجماعة الا فی العصر۔
سجدہ نہ کیا ہو یا پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہے
مگر نماز غیر رباعی ہو (یعنی فجر و مغرب کی نمازیں)
یا نماز رباعی ہو مگر اس کے ساتھ ایک اور رکعت
ملا چکا ہے (ان صورتوں میں نماز توڑ کر امام کی
اقتدار سے) اگر تین رکعت ادا کر چکا ہے تو نماز پوری کرے اس کے بعد خیت نوافل امام کی اقتدار سے
تو اسے ثواب جماعت حاصل ہو جائے گا البتہ نماز عصر میں ایسا نہیں کر سکتا (کیونکہ بعد از عصر نفل پڑھنا
مکروہ تحریمی ہے)۔ (ت)

جب پیش از جماعت تنہا شروع کرنے والے کو یہ حکم ہے حالانکہ اس نے ہرگز مخالفت جماعت
نہ کی تھی اور نیت توڑنا بے ضرورت شرعیہ سخت حرام ہے قال اللہ تعالیٰ لا تبطلوا اعمالکم اپنے
عمل باطل نہ کرو مگر شرع مطہر نے جماعت حاصل کرنے کے لئے نیت توڑنے کو ابطالِ عمل نہ سمجھا اکیال عمل
تصور فرمایا تو یہاں کہ جماعت قائم کے خلاف اپنی انگ پڑھتا ہے کیونکہ شرع مطہر کو گوارا ہو سکتا ہے بلکہ جو شخص
مسجد میں نماز تنہا پوری پڑھ چکا ہو اور اب جماعت قائم ہوئی اگر طہ یا شہا ہے تو شرعاً اس پر واجب ہے
کہ جماعت میں شریک ہو کہ مخالفت جماعت کی تمت سے بچے ورنہ باقی تین مازوں میں حکم ہے کہ مسجد سے باہر
نکل جائے تاکہ مخالفت جماعت کی صورت نہ لازم آئے،

فی البدن المختار من صلی الظهر
والعشاء وحده مرة فلا یکرہ خروجه
بل ترکہ للجماعة الا عند الشروع فی
الاقامة فیکرہ لمخالفتہ الجماعة
بلا هذا بل یقتدی متنفلا من صلی
الفجر والعصر والمغرب مرة فیخرج
مطلقا وانت اقیمت و فی النہر ینبغی
ان یحب خروجه لامن کراهة
در مختار میں ہے جس نے ظہر و عشاء کی نماز تنہا
ایک مرتبہ ادا کر لی اس کے لئے مسجد سے نکلنا
مکروہ نہیں بلکہ جماعت کا ترک مکروہ ہوا مگر اس
صورت میں جب اقامت شروع ہو گئی تو مکروہ ہے
بلا عذر نکلنا بسبب اس کی مخالفت جماعت کے
بلکہ وہ مسجد میں ٹھہرے اور خیت نوافل امام کی
اقتدار سے، اور جس نے فجر، عصر اور مغرب کی نماز
کر لی تو وہ ہر حال میں مسجد سے نکل سکتا ہے اگرچہ

مکثہ بلا مصلاة اشدّ اح مختصراً
 فی رد المحتار تحت قوله الا عند
 الشروع فی الاقامة لان فی خروجه
 تیمة قل الشیخ اسمعیل وهو المذکور
 فی کثیر من الفتاوی والنہمة هناتات
 من صلاته منفردا فاذا اخرج یؤید کمالہ
 و فیہ عن المحيط مخالفة الجماعة
 و زر عظیم
 نکل کفر انہ اتوا اس سے تائید ہو جائے گی اگر اسی میں قیط کے حوالے سے ہے کہ مخالفت جماعت میں
 بہت بڑا گناہ ہے۔ (ت)

جب جماعت سے پہلے تنہا پڑھنے والا جماعت میں شریک نہ ہو تو متہم اور مخالفت جماعت اور
 وزر عظیم میں مبتلا قرار پاتا ہے تو جو ما وصف قیام جماعت قصداً مخالفت کر کے اپنی الگ شروع کر دے
 کیونکہ سخت متہم و صریح مخالف و گرفتاری و شہرہ بر شہرے کا بکر ملا فرماتے ہیں کہ قیام جماعت کی جگہ میں
 اگر کچھ لوگ اگر دوسری جماعت جدا قائم کر دیں جیسے کہ بہت ہوں گے کہ تفریق جماعت کی حالانکہ یہ نفس
 جماعت کے تارک نہ ہوں نہ ان پر اصل جماعت سے مخالفت کی تہمت آسکتی ہے تو ایسا اپنی ڈیڑھ اینٹ
 کی الگ بنانے والا کس قدر شدید مخالفت ہوگا۔

فی الخلاصة ثم الہندی یقہ قوم جلدوں
 فی المسجد الداخل وقوم فی المسجد
 الخارج اقام المؤذن فقام امام من
 اهل الخ مرج فامهم وقام امام
 من اهل الداخل فامهم من

خلاصہ پھر ہندیہ میں ہے کچھ لوگ داخل مسجد اور
 کچھ مسجد سے باہر بیٹھے تھے کہ مؤذن نے اقامت
 کہی تو باہر والوں میں سے ایک شخص نے امامت
 کرائی اسی طرح اہل داخل میں سے ایک شخص
 نے امامت کرائی ان دونوں میں سے جو پہلے

۹۹/۱	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی	باب اور ایک الفریضہ	۱۰۰ در مختار
۵۲۸/۱	مطبع البانی مصر	" " "	۱۰۰ رد المحتار
۵۲۹/۱	" " "	" " "	۱۰۰ "

یسبق بالشروع فهو والمقدم دلت به شروع برآورد امام ہے اور اس کی اقتدا کرنے والے
لاکراہۃ فی حقہم۔ درست ہیں ان میں کوئی کراہت نہیں دلت۔

اور اس جماعت کا جماعت ثانیہ ہونا ان شناعتوں سے نہیں بچا سکتا اگرچہ جماعت ثانیہ کی
مخالفت کا تمہت سے مطلقاً بری ہونا مان بھی لیا جائے کہ جب مسجد مسجد محلہ نہیں بازار یا سرائی مسجد ہے
تو اس کی سرجماعت جماعت اولیٰ ہے کماحققنا فی فتاؤنا (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ
میں کی ہے۔ ت، ہاں اگر یہ امام قرآن عظیم ایسا غلط پڑھتا ہے جو مفہم نماز ہو یا اس کی بد مذہبی صورت
سے یا نقص طہارت وغیرہ کوئی اور وجہ فساد کی ہے تو الزام نہیں کہ ان صورتوں میں وہ جماعت خود
جماعت ہی نہیں بلکہ اب اس میں شرکت ممنوع ہوگی لبطلان الصلوة خلفہ (کیونکہ اس کے پیچھے نماز
باطل ہے۔ ت، واللہ سببخنہ وقلنا اعلم۔

جواب سوال دوم: اس کا جواب جواب سوال اول سے واضح ہے۔ ہو جانا بمعنی سقوط
فرض مسئلہ مگر اس قائل کے فحوائس کلام سے ظاہر ہے کہ صرف اس قدر اس کی مراد نہیں بلکہ اس میں
فقط کی ثواب ماننا اور حقوق اثم سے پاک جانتا ہے و لہذا قبیل میں نہ واجب کا لفظ بڑھایا اور نہ سقوط
فرض، تو بحال ترک جمیع واجبات بھی حاصل ہے۔ یہ قول من غلط ہے اور مذہب معتہ میں جماعت
واجب ہے اور اسے سنت مؤکدہ کہنا جو جہت باسنہ ہے اور نہ بھی سہی تاہم اس کے قصدی ترک
میں حقوق گناہ سے مفر نہیں۔

فی الدر المختار الجماعۃ سنة مؤکدة
للمرجع قال الراہدی زادوا بالتأکید
الوجوب الخ وفيه وقيل واجبة و
عليه العامة ای عاصۃ مشائخنا و
یہ جزم فی التحصۃ وغیرہا قال فی
البحر وهو لمرآۃ عند اهل المذہب
وفی ابھرم باب صفة الصلوة الذی
یظهر من کلام اهل المذہب ان

در مختار میں ہے مردوں کے لئے جماعت سنت
مؤکدہ ہے۔ زاہدی نے کہا یہاں تاکید سے
وجوب مراد لیا گیا ہے الخ اسی میں ہے وجوب کا
قول بھی کیا گیا ہے اور ہمارے عام مشائخ اسی
پر ہیں، کتبہ وغیرہ میں اسی پر جزم ہے، بحر میں
فرمایا اہل مذہب کے ہاں یہی رائج ہے اور
بحر میں باب صفت صلوٰۃ میں ہے کہ اہل مذہب
کے کلام سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یوں ہے کہ صحیح

سے خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثانی عشر فی الامامۃ والاقتدار مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۴۵/۱
فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فی بیان من ہوا حق بالامامۃ دروزانی کتب خانہ پشاور ۸۴/۱

مذہب در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی ۸۲/۱

الاثم منوط بترك الواجب او السنة المؤكدة
على الصحيح لتفسير بعضهم بان من ترك
سنة الصلوة الخمس قيل لا يأتى والصحيح
فيه ياثم ذكوة في فتحة التقدير وتصريحهم
بالاثم لمن ترك الجماعة مع انها سنة مؤكدة
على الصحيح وكذا في بقية الامور ليست تتبع
كلامهم ولا شك ان الاثم مقولها التثنية
بعضه اشد من بعض فالاثم تارك السنة
المؤكدة اخف من الاثم تارك الواجب
وفي الصحاح عن النضر عن الكشاف
عن اصول ابى اليسر حكم السنة العيشية
التي تحميمها ويلازم على تركها مع حقوق
اثم يسير

قول کے مطابق گناہ کا ترک واجب یا ترک
سنت مؤکدہ پر ہے کیونکہ انہوں نے تصریح کی ہے
کہ جس نے صلوات خمسہ کی سنت کو ترک کیا اس کے
بارے میں ایک قول ہے کہ وہ گناہگار نہیں ہوگا
اور صحیح یہ ہے کہ وہ گناہگار ہوگا۔ فتح القدر میں اس
کو ذکر کیا ہے اور یہ بھی ان کی تصریح ہے کہ جس نے
جماعت ترک کی وہ گناہگار ہوگا حالانکہ صحیح یہی ہے
کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے، اسی طرح اس کی دیگر
فقا ترکا حکم ہے ان کے کلام سے تلاش کرنے والے
کو یہی ملے گا۔ بلاشبہ گناہ کے بارے میں تشکیکی
قول ہے، بعض کا قول بعض سے سنت ہے تو تارک
سنت مؤکدہ کا گناہ تارک واجب سے اخف اور کم
ہوگا اور دوا میں نہر کے کشف الجبر کے حوالے

سے ہے، اصول ابی الیسر سے ہے کہ سنت کا حکم یہ ہے کہ اس کو حاصل کرنا مندوب و مستحب ہے اور اس کے
ترک پر تہرے سے گناہ کے ساتھ طاعت ہوگی اور ات

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

لقد سمعت و ما يتخلف عنها الا منافق
يعني لم يتركها الا منافق
معصوم النفاق۔
کہ جماعت سے ہر کچھ نہ چھوڑتا تھا مگر کھلم کھاتی۔

اور فرماتے ہیں،

لو تركتم سنة بيبكم لفضلتم انتم اي فعل الله تعالى عليه وسلم في سنت تركي كروا كراه بوجوه
من دوا مسلم (اسے مسلم نے روایت کیا۔ ت)

اور ایک روایت میں ہے، لا يتركتم سنة بيبكم لفضلتم انتم اي فعل الله تعالى عليه وسلم في سنت تركي كروا كراه بوجوه
من دوا مسلم (اسے مسلم نے روایت کیا۔ ت)

یا یعنی کفران یا یہ کہ معاصی پر یہ کفر ہیں۔ والعب ذبا لله تعالى سبحانه وتعالى اعلم۔
سنة بخرالتي باب سنة الضمة
سنة رد المحتار مطلب في السنة وتعرفها
مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۰۲/۱ مصطفیٰ البانی مصر
۷۷/۱

مسئلہ ۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نمازیں امام کے واسطے مصلیٰ مخصوص کرنا اور مقتدی بغیر مصلیٰ کے قصداً کھڑے کئے جائیں یا اس نیت کہ امام پر نسبت مقتدیوں کے متنازع ہونا چاہئے مکروہ ہے یا غیر مکروہ۔
بیّنوا توجروا۔

الجواب

اتفاقاً ایسا ہو جائے تو مضائقہ نہیں یا امام نے خود چاہا یا کسی مقتدی نے نہ اس لئے کہ امام و مقتدی میں امتیاز چاہئے بلکہ امام کو کسی فضل دینی کی تعظیم کے لئے، مثلاً وہ عالم دین ہے اس کے نیچے مصلیٰ کچھ دیا تو بھی حرج نہیں اور خاص اس نیت سے بالقصد مقتدیوں کو بے مصلیٰ کھڑا کرنا کہ نماز میں امام و مقتدی ان کا یوں امتیاز ہونا چاہئے محض بے اصل و خلاف سنت اور دین میں تہی بات نکالنا ہے۔ واللہ صلیٰ علیہ و آلہ و سلم

مسئلہ ۹۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی رمضان میں اور مسجد میں کلام شریف سُنے جائے تو اپنی مسجد میں حشر کی جماعت اس کے جانے سے بالکل باقی ہے کیا ایسا شخص مقیم جماعت نہ ہو گا گو امام مقرر مسجد نہیں مگر قرآن شریف یا مجزبر الصلوٰۃ پر قراوت ہے اور صورت اس کے مجزور ہونے کے جماعت ہو سکتی ہے؟ چنانچہ جمعہ مسجد میں یہی شخص پڑھاتا ہے اس کو غیر مسجد میں جانا اپنی مسجد کو ایک وقت معطل چھوڑنا بقرض استماع قرآن جائز ہے یا مکروہ یا کراہت ہے؟ یہی استماع قرآن تراویح میں صرف تراویح سے ثواب اتنا زیادہ ہے کہ کراہت کان لم تکن (یعنی کراہت اصلاً نہ ہے۔ رت) ہو جائے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

یسا شخص بلا شبہ مقیم جماعت ہے اسے چاہئے کہ نماز فرض اپنی مسجد میں پڑھا کر تراویح کے لئے دوسری مسجد میں چلا جائے کہ جب اپنی مسجد میں قرآن عظیم نہ پڑھتا ہو تو دوسری مسجد میں اس مزمع سے جانا کوئی باک نہیں۔ رکتاً بلکہ مطلوب و مندوب ہے، ہاں تطیل جماعت فرض جائز نہیں، لہذا فرض یہاں پڑھا کر دوسری جگہ جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۴ حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ فی جواب هذا السؤال (اسے صلاً اللہ تم پر رحم فرمائے اس سوال کا کیا جواب ہے؟ رت) جماعت تراویح میں بعض لوگ صعبِ اول و دوم میں متفرق طور پر اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ چار آدمی کھڑے ہو کر پھر چار بیٹھ کر بعد ہی اس کے دو کھڑے ہوئے ازاں بعد پھر تین بیٹھے ہوئے پڑھتے اور قرآن سننے میں اگرچہ یہ بیٹھے والے سب ضعیف و معذور نہیں ہیں بلکہ بیشتر نوجوان ہیں جن کو خیال تطویل قرأت امام برابر کھڑا رہنا بوجہ اپنی کمالی و تکاسل کے ناگوار ہے آیا بیٹھ کر نماز پڑھنا ان کا اندر معفو نہ بلکہ کراہت جائز ہے؟ کیا تسبیح معفو کا حکم اس سے قطعاً غیر متعلق ہے؟ کیا

جماعت فرض و تراویح میں اس کی بابت کوئی حکم تخصیصی ہے، ایک قرین کتا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے آخر صف میں نماز پڑھیں وہ ہر قرین مجز ہے کہ ایسی جماعت جاکر استیج و درست ہے چاہے کسی صف میں کوئی شخص بیٹھ کر پڑھتا ہو یا کھڑا ہو کہ اس میں کوئی محذور شرعی نہیں ہے ایسی حالت میں کون حق پر ہے؟
بینو توجروا

الجواب

دربارہ صفوف شرعاً تین باتیں بتا کید اکید مامور بہ ہیں اللہ تعالیٰ آقا کل معاذ اللہ کالمترک ہو رہی ہیں، یہی باعث ہے کہ مسلمانوں میں نا اتفاق پھیل چکی ہوئی ہے۔

اول تسویر کہ صف برابر ہو مخم نہ ہو کچ نہ ہو مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں سب کی گردنیں شانہ مخنفہ آپس میں محاذی ایک خط مستقیم پر واقع ہوں جو اس خط پر کہ ہمارے سینوں سے نکل کر قبہ منقطعہ پر گزرا ہے عمود ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عبد اللہ لتسوں صفوفکم ادلیہ خالفتم اللہ کے بندو! ضرور یا تم اپنی صفیں سیدھی
لہ بیت وجوہکم کرو گے یا اللہ تمہارے آپس میں اختلاف

ڈال دے گا۔

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صف میں ایک شخص کا سینہ اوروں سے آگے نکل جوا
علا خط کیا، اس پر یہ ارشاد فرمایا۔ روا کا مسلم عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
عنہ (اس کو مسلم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)
دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

مراہقوا صفوفکم و قد مر یو بینہما و حاذوا مراہقوا صفوفکم و قد مر یو بینہما و حاذوا
بالاعناق فوالذی نفس محمد بیدہ بالاعناق فوالذی نفس محمد بیدہ
انی لاری الشیاعین تبدخل من خذل العصف کا نہا الخذف۔ روا کا نسائی عن
العصف کا نہا الخذف۔ روا کا نسائی عن
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سے روایت کیا ہے۔

۱/۶۲	باب تسویر الصفوف الخ	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۱/۶۲
۱/۹۳	حدیث الامام علی رضی الصفوف الخ	مکتبہ سلفیہ لاہور	۱/۹۳

تیسری حدیث صحیح میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اقسموا بالصفت فانما تصفون بصفت
المشکاة وحاذوا بعین المناكب رواه
احمد وابوداؤد والطبرانی فی الکبیر و
ابن خزيمة والحاکم وصحاحہ عن
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے اسے صحیح
قرار دیا۔

دوم اتمام کہ جب تک ایک صفت پوری نہ ہو دوسری نہ کریں اس کا شرع مطہرہ کو وہ اہتمام ہے کہ
اگر کوئی صفت ناقص چھوڑے مثلاً ایک آدمی کی ٹکڑاں میں کہیں باقی تھی اسے بغیر پورا کئے پیچھے اور صفیں باندھ
لیں بعد کو ایک شخص آیا اس نے اگلی صفت میں نقصان پایا تو اسے حکم ہے کہ ان صفوں کو چیرتا ہوا جاکر وہاں
کھڑا ہو اور اس نقصان کو پورا کرے کہ انہوں نے مخالفت حکم شرع کر کے خود اپنی حرمت ماقط کی جو اس طرح
صفت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرمائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا :

لا تصفون كما تصف الصلابة عند
مرابط .
ایسی صفت کیوں نہیں باندھتے جیسی ملائمہ اپنے
رب کے حضور باندھتے ہیں۔

صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! ملائمہ کیسی صفت باندھتے ہیں؟ فرمایا :

یتلون الصفت الاول ویتراقصون فی
لصفہ رواه احمد وابوداؤد و
اگلی صفت پوری کرتے اور صفت میں خوب مل کر
کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کو مسلم، ابوداؤد،

۹۷/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب تسویر الصفوف	سنن ابوداؤد
۹۸/۲	مطبوعہ دار الفکر بیروت	مروی از عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۱۸۱/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الامر بالسکون فی الصلوة الخ	بلکہ صحیح مسلم
۹۷/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب تسویر الصفوف	سنن ابوداؤد
۱۸۱/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الامر بالسکون فی الصلوة الخ	صحیح مسلم
۹۷/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب تسویر الصفوف	سنن ابوداؤد

النسائی وابن ماجہ عن جابر بن سمرة
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اتوا الصفح المقدس ثم الذي يليه فما
كان من نقص فيمكن في الصفح المؤخر
رواها الأئمة أحمد وأبو داود والنسائي
و بن حبان وخزيمة والقيما باسانيد
صحيحة عن انس بن مالك رضي الله
تعالى عنه ۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من وصل صفحا وصله الله ومن قطع
صفحا قطعه الله . رواها النسائي والمالك
بسند صحيح عن ابن عمر رضي الله
تعالى عنهما وهو من تمة حديثه
الصحيح المذكور سابقا عند أحمد و
ابن داود والثلثة الذين معهم ۔

نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ۔

پہل صفح پوری کرو پھر اس کے قریب ہے
کہ جو کسی جو قوسب سے پہل صفح میں ہو ۔ اسے
ائمہ کرام احمد ، ابو داؤد ، نسائی ، ابن حبان
ابن خزیمہ اور ضیاء مقدسی نے اسانید صحیحہ کے
ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا ہے ۔

جو کسی صفح کو وصل کرے اللہ اسے وصل کرے
اور جو کسی صفح کو قطع کرے اللہ اسے قطع کرے ۔
اسے نسائی درہم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے ،
یہ عبد اللہ بن عمر کی حدیث اس حدیث صحیحہ کے ساتھ کا تہ
ہے جیسے امام احمد اور ابو داؤد اور دیگر محدثین نے
روایت کیا ہے ۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

جو کسی صفح میں غلط دیکھے وہ خود اسے بند کرے
اور اگر اس نے بند نہ کیا اور دوسرا آیا تو اسے پھینکے

من نظر الى فرجة في صفح فليسددها
بنفسه فان لم يفعل فمرها فليتخط

۹۸/۱	عظیمہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب تسمیۃ الصفوح	سنن ابو داؤد
۹۴/۱	مکتبہ سلفیہ لاہور	فصل الصفح الاول	سنن النسائی
۹۷/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب تسمیۃ الصفوح	سنن ابو داؤد
۹۶/۱	مکتبہ سلفیہ لاہور	من وصل صفحا	سنن النسائی

یہ بھی اسی اتمام صفوں کے تحت سے اور تینوں امر شرعاً واجب ہیں کیا حقیقتاً وہ فتوت و کشیں منالناصب عنہ غفلت (جیسا کہ ہم نے اپنے فتویٰ میں اس کی خوب تحقیق کی ہے) اور بہت سے لوگ اس سے غافل ہیں۔ (ت) اور یہاں چوتھا امر اور ہے تعارب کہ صفیں پاس پاس ہوں بیچ میں قدر سجدہ سے زائد فصول فاصلہ نہ چھوٹے جس کا ذکر حدیث دوم میں گزرا وہ یہاں زیر بحث نہیں صفت میں کچھ مقدمی کھڑے کچھ بیٹھے ہوں تو اس سے امر اول یعنی قسویہ صفت پر تو کچھ اثر نہیں پڑتا کہ قائم وقاعد بھی غلط و مستقیم میں ہو سکتے ہیں قسویہ میں ارتعاش کی براہی ملحوظ نہیں نہ وہ ملحوظ ہونے کے قبل کہ ایک پیمائش کے قد کہاں سے آئیں گے، ہاں جبکہ بیٹھنے والے محض کسل و کمالی کے سبب بے معذوری شرعی بیٹھیں گے تو فرائض و واجبات مثل عیدین و وتر میں امر دوم و سوم کا خلل لازم آئے گا کہ جب بلا حذر بیٹھے تو ان کی نماز نہ چوٹی اور قطع صفت لازم آیا کہ نمازیوں میں غیر نمازی داخل ہیں ان بیٹھنے والوں کو خود فساد نماز ہی کا گناہ کیا کہ تھا مگر انھیں یہاں جگہ دینا اور اگر قدرت ہو تو صفت سے نکال نہ دینا یہ باقی نمازیوں کا گناہ ہو گا کہ وہ خود اپنی صفت کی قطع پر راضی ہوئے اور جو صفت کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے۔ ان پر لازم تھا کہ انھیں کھڑے ہونے پر مجبور رہیں اور اگر نہ مانیں تو صفوں سے نکال کر دور کریں، ان نمازی اس پر قادر۔ ہوں نوحہ وہیں، اور اس تمنع سے وہاں عظیم میں یہی بیٹھنے والے ناخوہ ہیں یہ حکم فرائض و واجبات کا تھا اور یہی تراویح اس میں ہمارے علما کو اختلاف ہے کہ آیا یہ بھی مثل واجبات و سنت فجر بلا حذر بیٹھ کر ناجائز و فاسد ہوتی ہیں یا مثل باقی سنن جائز ہو جاتی ہیں اگرچہ خلاف تواتر کے سبب مکررہ جوتی ہیں بعض علما حکم اول کی طرف گئے اور صحیح ثانی ہے، ۱۰، و مختار میں ہے،

(التراویح تکثر قاعد، لزیادة تاکدھ) (نماز تراویح جیٹے کرنا اگرنا مکررہ) کیونکہ ان میں تاکیہ
حتی قیل لا تصح (مع القدرۃ علی القيام) زیادہ ہے حتی کہ بعض فقہاء کے قول کے مطابق بیٹھ کر
کما یکرہ تاخیرالقیام الی رکوع الامام نماز تراویح ہوتی ہی نہیں (قیام پر قدرت کے
للتشبیہ بالمتافقین۔) ہوتے ہوئے جیسا کہ رکوع امام تک قیام کو
مؤخر کرنا (یعنی امام کے رکوع کے وقت نماز کا شروع کرنا) مکررہ ہے کیونکہ اس میں متافقین کے ساتھ
مشابہت ہے۔ (ت)
خانیہ و رد المحتار میں ہے،

لوصلی التروایح قاعداً قیل لا یجوز
بلاعذر لما روی الحسن عن ابی حنیفة
لوصلی سنة الفجر قاعداً بلا عذر
لا یجوز فکذا الترویج لان کلا منھما
سنة موکدة وقیل یجوز وهو الصحیح
والفرق ان سنة الفجر سنة موکدة
بلا خلاف والتروایح دونها فی التاکید
فلایجوز التسویة بینهما

اگر کسی نے تراویح بیٹھ کر ادا کیں تو بعض فقہاء نے
نزدیک بلا عذر ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ امام حسن
نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا
ہے کہ اگر کسی نے فجر کی سنتیں بلا عذر بیٹھ کر ادا
کیں تو یہ جائز نہیں، اسی طرح تراویح کا معاملہ
ہے، کیونکہ دونوں سنتیں مؤکدہ ہیں، بعض فقہاء
کے نزدیک جانتے ہیں اور یہی صحیح ہے، فرق یہ ہے
کہ سنن فجر کسی اختلاف کے سنت مؤکدہ ہیں اور

تراویح کا درجہ تاکید میں ہوتا اس سے کم ہے لہذا ان کے درمیان مساوات و برابری نہ ہوگی۔ ۱۔ سنت
قول اول پر کابلوں کا بلا عذر صحت میں بیٹھنا ویسا ہی ناجائز و مورد رش گناہ و موجب قطع صفت ہو گا
جیسا واجبات میں کہ اس قول پر یہ لوگ بھی نماز سے خارج ہیں اور قول ثانی پر مستحب ہو گا کہ ان اہل کسل
کو مؤخر کیا جائے اور جنہوں میں یوں دخل نہ ہونے دیا جائے کہ ایک قول پر رش گناہ و معصیت ہے اور دوسرے
پر محض بے ضرورت ہے تو اس سے احترازی میں نفییت ہے۔ عدل۔ تصریح فرماتے ہیں کہ دوسرے مذاہب
جو اپنے مذہب سے بے علاقہ ہیں جیسے حنفیہ کے لئے شافعییت مالکییت حنبلیت ان کے خلاف کی حمایت
رکھنی بالجماع مستحب ہے جب تک اپنے مذہب کا مکر و مذللہ کم آتا ہو تو یہ خلاف تو خود اپنے ملک مذہب
میں ہے اور مختار میں ہے ۱

لا یتضمنہ من ذکر وامرأة لکن یندب
للفروج من الخلاف لا سیما للامام لکن
بشروط عدم لزوم الاحتکاب مسکروہ
مذہبہ

من ذکر امرأ من امرأة سے وضو نہیں ٹوٹا لیکن
ایسی صورت میں اختلاف سے بچتے ہوئے وضو
کر لینا مستحب ہے خصوصاً امام کے لئے بشرطیکہ
امام کے اپنے مسلک میں مکر وہ کا ارتکاب لازم
نہ آئے (ت)

مگر یہاں ایک اور نکتہ واجب الظمان ہو گا کہ تاخیر اتنے کابلوں کی جو جس قدر تمام صفت سے زائد ہوں وہ

اگر اہل صفہ آخر میں اقامت ہو تاکہ مذہب صحیح پر قطع صفت نہ لازم آئے اس سے تحریر مستحب تھا یہاں واجب ہوگا تو ضیح یہ کہ یہاں تین صورتیں ہوں گی :

15

اول یہ کہ قائمین بقدر کمال صفت ہوں یعنی ان سے ایک یا چند صفیں پوری کامل ہو جائیں کہ نہ آدمی زائد بچے نہ صفت میں جگہ رہے اس صورت میں صفوف سابقہ قائمین سے کر لی جائیں اور کاملین سب سے آخر میں اپنی صفت یا صفیں کامل یا ناقص جس قدر ہیں باندھیں یہ صورت کاملین کی تاخیر مطلق کی ہوگی۔

دوم قائمین سے اكمال صفت نہیں ہونا خواہ اس قدر کم ہیں کہ پہلی ہی صفت پوری کرنے کو اور آدمیوں کی حاجت ہے یا کثیر ہیں ایک یا چند صفیں ان سے مکمل ہو گئیں اور اب اتنے بچے جن سے بعد کی صفت پوری نہیں ہوتی اور قاصرین سے تکمیل ہو جائے گی اور زیادہ نہ بچیں گے تو لازم ہے کہ قائمین کی اخیر صفت میں کاملین کو ایک کنارے پر جگہ دے کر تکمیل صفت کریں حتیٰ کہ اگر صفت اول ہی ناقص تھی تو اسی کے کنارے پر انہیں رکھیں اس صورت میں کاملوں نے اصلاً تاخیر نہ پائی بلکہ ایک کنارے پر جمع کر دئے گئے۔

سوم تکمیل صفت میں کاملین کی عادت سب اور وہ تعلیم بھی بچتے ہیں تو جس قدر تکمیل کے لئے مطلوب ہیں قائمین کی صفت آخر کے ایک کنارے پر انہیں رکھ کر باقی کی صفت تا صفوف ناقص یا کامل اخیر میں کر دی جائیں یوں بعض کی تاخیر اور بعض کی طرف پر اقامت ہوگی اور وجہ ان سب کی وہی ہے کہ جب مذہب صحیح میں کاملین کی فائز میں صرف کراہت ہے نہ باطل محض اور قائمین کی صفت کو تکمیل کی حاجت ہے تو اس سے ہٹا کر کاملین کو صفت دیگر میں رکھنا صفت اخیر قائمین کو ناقص چھوڑنا ہوگا اور یہ جائز نہیں پھر بہر حال اگر اور قائمین آتے جائیں یا انہیں میں سے بعض توفیق پاتے جائیں تو وہ بچائے کاملین کی طرف الصفت ہوں اور کاملین کی طرف توفیق ہوتے جائیں یہاں تک کہ مثلاً صورت ثانیہ صورت اولیٰ کی طرف رجوع کرے اور ثانیہ ثانیہ یا اولیٰ ہو جائے الی غیر ذلک مع الاحتمالات (اس کے علاوہ دیگر احتمالات) یہ سب اس صورت میں ہے کہ کاملین دستِ شرع میں نرم ہوں ورنہ بحال فقہ قدر میسر پر عمل چاہئے،

واللہ التوفیق ہذا ما افادہ المتفقہ والکتاب واللہ سبب خیرہ : تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از جامعہ مستندہ متعلیٰ مکان دہلی محمد جان صاحب مرسلہ محمد احمد خان صاحب

۲۰ شوال ۱۲۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان مشرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی کتاب میں یہ

عجارت لکھی ہے البتہ چار مصلحتیں جو کہ مکہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں لایہ یہ امر زبوں ہے کہ مکرار جماعت و افراق اُس سے لازم آگیا کہ ایک جماعت ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت سمجھی رہتی ہے اور شریک جماعت نہیں ہوتی اور ترکب حرمت ہوتے ہیں مگر یہ تفرقہ نہ الحمد للہ حضرات مجتہدین سے ہے نہ علمائے متقدمین سے بلکہ کسی وقت سلطنت میں کسی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے کہ اس کو کوئی اہل حق پسند نہیں کرتا پس یہ طعن نہ علمائے اہل حق مذہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر ہے کہ ترکب اس بدعت کے ہوئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ چار مصلحتیں کس کی سلطنت میں ہوئے اور کس امر و دنیا و پر قائم کئے گئے کہ چر زیادہ نکلتا ہے کہ لایہ یہ امر زبوں ہے حد با علمائے کاطین و علمائے مقبولین گزرے کسی نے آج تک یہ اعتراض نہیں کیا کہ جواب زید یہ اعتراض کرتا ہے اس کا ٹھنڈا درست ہے یا خلاف اور زید کو شرعاً کیا کہنا چاہئے؟ جواب مدلل مکمل صاف صاف تحریر فرمائیں بینوا بالتفصیل جزاکمہ اللہ سراب العجیل۔

انجواب

حقیقت امر یہ ہے کہ عربین طیبین زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں چاروں مذہب حقہ اہلسنت و جمہور اللہ تعالیٰ کے لوگ مجتمع ہیں اور ان میں باہم طہارت و نماز کے مسائل میں اختلاف و عمت ہے، ایک بات ایک مذہب میں واجب دوسرے میں ممنوع، ایک میں مستحب دوسرے میں مکروہ، ایک کے نزدیک ایک امر ناقص طہارت دوسرے کے نزدیک نہیں، ایک کے یہاں کسی صورت میں وضو تمام دوسرے کے یہاں نہیں، تو جب امام کسی مذہب کا ہو اگر اس نے دوسرے مذہب کے فرائض طہارت و صلاۃ کی رعایت اور ان کے نواقض و مفسدات سے عجانبت نہ کی جب تو اس مذہب والوں کی نماز اس کے پیچھے باطل و فاسد ہی ہوگی اور اگر مراعات و مجانبیت مشکوک ہو تو مکروہ اور تلفیق مذہب باجماع جمہور ائمہ حرام و باطل اور کمال رعایت بھی ہر مذہب کے مکروہات سے بچنا یقیناً محال اور لبعق امور ایک مذہب میں سنت اور دوسرے میں مکروہ ہیں اگر بجالایا تو مذہب ثانی اور تارک ہوا تو مذہب اول پر کمر بستہ و لہذا غایت امکان قدر فرائض و مفسدات تک ہے، محققین نے تصریح فرمائی کہ بہر حال موافق مذہب کی اقتداء اکمل و افضل، تو اشتعار موافق کے لئے نوافل یا ذکر وغیرہا میں مشغول رہنا جماعت سے اعراض نہیں بلکہ اکمل و اعلیٰ کی طلب ہے اور یہ تفریق جماعت نہیں بلکہ تکمیل و تحسین ہے خصوصاً ان دو مسجد مبارک میں کہ مسجد محلہ نہیں ہر جماعت جماعت اولیٰ ہے، اس لئے آٹھ سو برس یا زائد سے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و بیت المقدس و جدہ و مصر و شام و خیر ما بلاد اسلام میں عامہ مسلمین کا

عمل اس پر جاری و ساری رہا اور بعض کا انکار شاید مجبور قرار پایا تو بعد وضوح حق و استقرار امر اسے
زبوں و حرام و بدعت کہنا باطل و جہل و سفاہت ہے، چار حصے ہونا اسی طریقہ انفرادیت سے عبارت ہے
جسے علمائے مذہب نے بنظر مصالح جلیلہ مذکورہ پسند و مقرر رکھا باقی کسی مکان یا علامت کا بننا
کر یہ بھی صد ہا سال سے محمود و مقبول ہے نہ اس کے لئے ضرور نہ ان میں عمل بلکہ وہ بھی منافع پر مشتمل
در مختار میں ہے۔

یکری تطوع عند اقامۃ صلوۃ مکتوبۃ
ای اقامۃ امام مذہبہ۔
نماز فرض کی اقامت کے وقت نوافل مکروہ میں
یعنی اقامت سے مراد اپنے ہم مذہب امام
کی اقامت ہے (ت)

رد المحتار میں،

لو انتظر امام مذہبہ بعیدا عن
الصفوف لم یکن اعراضا عن الجماعة
للعلم بانہ یزید جماعة اکمل صفت
هذه الجماعة۔

شیخ علمائے مکہ معظمہ مولانا علی قاری کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ ابتدا میں فرماتے ہیں،
اگر ہم مذہب الگ نام موجود ہو جیسا کہ ہمارے دور
میں ہے تو پھر اپنے موافق کی اقتدا افضل ہے
خواہ وہ پیٹے ہو یا بعد جمیعہ کہ اس کو عامہ
مسلمین نے پسند کیا، جمہور مومنین اہل حریم،
قدس، مصر اور اہل شام کا اسی پر عمل ہے اس
کی مخالفت کرنے والے شاذ و نادر کا کوئی
اعتبار نہیں۔ (ت)

۶۲/۱	مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی	کتاب القلوة	سہ در مختار
۵۲۵/۱	مصطفیٰ البانی مصر	باب اوراک الفریضہ	سہ رد المحتار
۴۱۷/۱	" " "	باب الامامۃ	سہ رد المحتار بحوالہ رسالہ ابتدا

علامہ عبد العزیز ناہسی قدس سرہ اللہ تعالیٰ فریقہ مجددیہ میں فرماتے ہیں :

قد سئل بعض العلماء عن هذه المقامات
المنصوبة حول الكعبة التي يصلون
فيها الآن بأربعة أئمة على مقتضى
المذاهب الأربعة في جواب بأنها بدعة
ولكنها بدعة حسنة لا سيئة لأنها
تدفع بدليل السنة الصحيحة و
تقريرها في السنة الحسنة لأنها لم
يحدث منها ضرر ولا حرج في المسجد
ولا في المصلين من المسلمين عامة
أهل السنة والجماعة بل فيها عظيم
المنفعة في المنع والحوار الشديد والجمود
وفيه وسيلة للقرب من كلام الله
الجمعة وغيره من بدعة حسنة و
ليس هو من بدعة السيئة الحسنة و
اللائحة بدعة أهل السنة لا أهل
البدعة لأن النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم قال من سن سنة حسنة
أني أخرها طال وأطاب عليه ورحمة
الملك الوهاب والله تعالى أعلم.

(ت)

مسئلہ از غازی پور علمیاں پورہ مرسلہ منشی علی بخش صاحب محرو و قریب جی غازی پور
۱۰ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام پر حکم کرنا مقتدیوں کو یا انتقاد کرنا امام کو مقتدی

۱۴۶۱

لہ حدیقہ تدریج شرح طریقہ مجددیہ وقد سئل بعض العلماء عن هذه المقامات المنصوبة حول الكعبة مطبوعہ نوریہ رضویہ فیض آباد

کا بعد اوقات معینہ کے بھی بالخصوص ایسے مقتدی کا جو بے علم اور مشہور جھگڑا الودہ ورمیان میں مقتدیوں کے اور یہ چاہتا ہو کہ جب ہم کہیں جب ہی اذان ہو اور جب ہم کہیں جب ہی نماز ہو اگر حسب وقت کچھ ہی ہو جائے اور امام پانچوں وقت بعد اذان کے خود آکر ہیں گھر سے بلائے جایا کرے۔ پس ایسے شخص کا نماز کے باب میں انتظار کرنا اور متبع ہونا امام کو سزاوار ہے یا نہیں؟

الجواب

مقتدی کو امام پر تکلم نہیں پہنچتا اور کئی خیالات جو سوال میں مذکور ہوئے محض ظلم و اثم ہیں امام کو ایسے شخص کا اتباع اور اس کی آن نفسانی خواہشوں کا لحاظ برگز نہ چاہئے مگر جبکہ شرعی و مودعی ہو اور اس کے ترک انتہار میں مظنہ فتنہ ہو تو مجبوری تا بعد اسکان انتظار کر سکتا ہے کہ فتنہ سے بچنا ضرور ہے۔

قال الله تعالى الفتنه اشد من القتل ۱۰۰ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، فتنہ قتل سے بدتر ہے۔ (ت)

طرز ان جماعت جب تک حاضر نہ ہوں اور وقت میں کراہت نہ آئے امام انتظار کرے ورنہ نہیں۔
وقد كان صلى الله تعالى عليه وسلم

اذا حضروا التامع تجدد واداما حضروا

اخيروا ۱۰۱ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۲ از شہر کہنہ مسئلہ دہم بخش بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کھانا تیار ہے اور جماعت بھی تیار ہے تو اول کھانا کھائے یا نماز پڑھے؟

الجواب

جماعت تیار ہے اور کھانا سامنے آیا اور وقت تنگ نہ ہو جائے گا اور پہلے جماعت کو جائے تو بھوک کے سبب دل کھانے میں لگا رہے یا کھانا سرد ہو کر بے مزہ ہو جائے گا یا اس کے دانت کمزور ہیں روٹی ٹخنہ دی ہو کر نہ چبائی جائے گی تو اجازت ہے کہ پہلے کھانا کھائے اور اگر کھانے میں کوئی خرابی یا دقت نہ آئے گی نہ اسے ایسی بھوک ہے تو جماعت نہ کھوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۴۲ مسئلہ اصغر علی غاں بریلی پالس منڈی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں دس بیس شخص نمازی روزمرہ جمع ہوتے ہیں اس سب کی رائے سے وقت ظہر دو بجے اور عصر پانچ بجے اور عشا ۹ بجے قرار پایا ہے اذان ہوئی اور دو ایک شخص تشریف لاکر بیٹھے رہے یہاں تک کہ اور نمازی بھی جمع ہو گئے اور صفت باندھ کر کھڑے ہوئے تو ان صاحب نے جو پیشتر سے تشریف لائے ہیں کہا کہ ہم نے قرابھی وضو ہی نہیں کیا ہے لہذا کچھ صاحبوں کی اہل جماعت سے رائے ہوئی کہ وضو کر لینے دو، جملہ نمازی کھڑے رہے، جب ان صاحب نے وضو کر لیا جگہ پاؤں دھونا باقی تھے کہ اس عرصہ میں دو چار شخص اور آگئے ان کو وضو سے فارغ نہ ہونے دیا اور فوراً کھڑے ہو گئے۔ دیگر یہ کہ کوئی صاحب تشریف لائے اور وضو کر کے جماعت میں دیر دیکھ کر اپنے مکان کو تشریف لے گئے تو ان کا انتظار کیا جائے یا نہیں اور جماعت تیار ہے، بینوا توجروا

الجواب

یہ دو چار شخص جو بعد کو آئے اور ان کے وضو کا انتظار نہ کیا اور جماعت قائم کر دی اگر یہ لوگ اہل عقد سے نہ تھے انہیں اس تعیین وقت پر جو اہل مسجد نے مقرر کر لی سے اطلاع نہ تھی اور وقت میں تنگی بھی نہ تھی اور حاضرین میں کسی پر انتظار سے کوئی ضرر مرتب بھی نہ تھا تو اس سبب میں ان کے وضو کا انتظار کر لینا مناسب تھا خصوصاً جبکہ اس انتظار نہ کرنے میں ان کی دل شکنی ہو کہ بلا وجہ کسی مسلمان کی دل شکنی بہت سخت بات ہے، دو چار منٹ میں وضو ہو جائے گا، اس میں ان کا ایک نفع اور اپنے تئیں ان کا تو یہ کہ بحیرہ اولیٰ پالیں گے اور اپنا پہلا نفع یہ کہ اس فضیلت کے ملنے میں مسلمانوں کی اعانت ہوئی اور اس کا اجر عظیم ہے قال اللہ تعالیٰ تعاونوا علی البر والتقویٰ ذلک تعالیٰ نے فرمایا، انیکل اور تقویٰ پر لوگوں کے ساتھ تعاون کرو یہاں تک کہ عین نماز میں امام کو چاہئے کہ اگر رکوع میں کسی کی پھل سٹنے اور اسے پہچانا نہیں تو وہ ایک تسبیح زیادہ کر دے کہ وہ شامل ہو جائے، دوم اس رعایت سے ان مسلمانوں کا دل خوش کرنا مقصد احادیث میں ہے۔

احب الاعمال الی اللہ بعد القبرائتین
ادخال السرور علی المسلمین او کسما
فرائض کے بعد سب اعمال میں اللہ کو زیادہ پیارا
مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم

ملہ القرآن ۲/۵

ملہ الجامع الصغیر مع فیض التقدیر حدیث ۲۰۰

مجمع الزوائد باب ضل قضاء الجرائع

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷/۱

دار الکتاب بیروت ۱۹۳/۸

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

توم صبح حدیث میں ارشاد ہوا کہ،

بیشک تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں ہو۔

انکم فی صلوٰۃ ما استظرتہ الصلوٰۃ۔

ورنہ انتظار نہ کرنے میں کوئی حرج نہ ہوا، جو شخص جماعت میں دیر دیکھ کر چلا گیا وقت مقررہ کے بعد اس کے انتظار کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

مسئلہ از گزالیہ ضلع پرایوں مرسلہ لیسین خاں

ایک شخص نے نماز پڑھنا شروع کیا دوسرا آیا اس کے برابر کھڑا ہو گیا، تیسرا آیا وہ دوسری طرف برابر کھڑا ہو گیا، چوتھا آیا اس نے دونوں مقتدیوں کو کھینچ کے پیچھے کھڑا کر کے شامل ہوا پوچھا گیا کہ نماز میں کوئی قصور تو نہ ہوا کہا حدیث میں آیا ہے کہ مقتدیوں کو کھینچ کے پیچھے کھڑا کر لے۔ بیّنوا تو جبر ۱۹

الجواب

آج کل بوجہ فتنہ جمل کھینچنے میں ہے پر بھی نہ ہو گئی، اپنے دوائے حکر شرح مانتے کے لئے بیٹے ہوں، اور اگر کھینچنے والے کا حکم ماننے کو ہے نہ مسئلہ کے لحاظ سے تو ان سے والوں کی عازر نہ ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ذریہ غازی خاں بلاک ۱۱۱ مسئلہ احمد بخش صاحب ۸ صفحہ ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء شمس الفضلہ مفتی اسے اہل ایمان، پیشوا سے اہل ایمان ادا م اللہ تعالیٰ فضلہ و مجدہم انی یوم الدین المسلم علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نیاز مند مشتاق زیارت محتاج دعا ہزار ہزار نیاز کے بعد عرض کرتا ہے کہ ان ایام میں ایک مسجد جدید تیار کرائی جاتی ہے جس کے متعلق یہ ارادہ ہے کہ مسقف پر عورتوں کے نماز پڑھنے کی جگہ تیار ہو اس حالت میں جماعت کی وضع اور صورت یہ ہوگی کہ بعض صفوف رجال جو نیچے زمین پر ہوں گی عورتوں کی صفوف سے مقدم اور بعض محاذی زیر و بالا اور بعض مؤخر بیرونی صف میں پس کیا ایسی جماعت اس لئے کہ عورتوں کے صفوف بعض صفوف رجال کے اوپر اور بعض صفوف رجال سے جو بیرونی صف میں ہوں گی مقدم ہیں مکروہ یا ناجائز ہوگی اس لئے کہ عورتوں کے صفوف اور صفوف رجال کے درمیان دیواریں اور پردے حامل ہوں گے یا کوئی کراہت نہیں۔ بیّنوا توجہ و

الجواب

جبکہ بیچ میں مسقف و جدار حامل ہیں باعث بطلان نماز رجال نہیں ہو سکتا کہ محاذات نہ ہوتی،

تنویر الابصار میں ہے،

واذا حاذتہ امرأة ولا حائل بینہما ف
صلاة مطلقة فسدت صلاتہ
جب عورت نماز مطلقہ میں مرد کے محاذی ہو جائے
اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو اس مرد
کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ت)

مگر یہ صورت بوجہ کراہت و مانعت سے خالی نہ ہوگی،

اولاً عورتوں کا مسجد میں جانا خود منوع ہے تو ایک امر منوع کے لئے سامان کرنا ہے، تنویر الابصار
میں ہے،

ویکرہ حضورہن الجماعة مطلقاً علی
المذہب۔
مفتی بہ مذہب پر خواتین کا جماعت کے لئے حاضر
ہونا مطلقاً مکروہ ہے۔ (ت)

ثانیاً ہے ضرورت شرعیہ مسجد کی حجت پر چڑھنا مکروہ ہے یہاں تک کہ شدت گرمی بھی اس کے لئے
مذرت نہ مانی گئی، مفکرین میں ہے،

المصعد علی سطح کل مسجد مکروہ
ولهذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یمسوا
بالجماعة فوقہ۔
ہر مسجد کی حجت پر چڑھنا مکروہ ہے یہی وجہ ہے
کہ جب گرمی سخت ہو تو مسجد کے اوپر باجماعت
نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (ت)

ثالثاً یہ اگرچہ تقدیم محسوس نہیں مگر واقع میں بعض صغوف رجال سے تقدیم اور بعض سے معیت
ضرور ہے اور حکم یہ ہے کہ اخروہن من حیث اخرہن اللہ (ان کو مؤخر رکھو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
انہیں مؤخر فرمایا ہے۔ ت) لہذا اس سے احتراز ہی کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۴/۱	مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی دہلی	باب الامامة	سکھ در مختار
۸۴/۱	" "	" "	سکھ در مختار
۳۲۲/۵	فوزانی کتب خانہ پشاور	ابواب النجاسۃ فی آداب المسجۃ الخ	سکھ فتاویٰ ہندیہ
۳۱۲/۱	مطبوعہ فریدیہ رضویہ سکھ	باب الامامة	سکھ فتح القدر

فَصْلُ الْمَسْبُوقِ (مسبوق کا بیان)

مشتملہ از فیض آباد مرید مستی احمد حسین زرسید خستہ نوید اسسٹنٹ انجینئر ریٹو سے
۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۲۳ھ

میں کہتا ہے جس کو مغرب کی تیسری رکعت جماعت کے ساتھ ملے وہ جب اپنی نماز پوری کرنے کھڑا ہو تو اپنی دوسری رکعت میں قعدہ کرے کیونکہ قاعدہ معصرہ ہے نماز مسبوق درحق قرأت حکم اول نماز و رد و درحق قعود حکم آخر نماز مسبوق کی باقی ماندہ نماز قرأت کے لحاظ سے اول اور بیٹھے میں آخر کا حکم رکعتی ہے۔ ت۔ ع کہتا ہے مسبوق دوسری رکعت پر قعدہ نہ کرے کہ بعض کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور جو دوسری رکعت پر قعدہ کرے گا تو تینوں رکعات علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گی، پس سوال یہ ہے کہ قول میں کا قابلِ عمل ہے یا صحیح کا۔ بینوا توجروا

الجواب

قول میں کا صحیح ہے، ائمہ قوی سے اُسی کا اختیار وغیرہ ترجیح ہے، کتب معتبرہ میں اس کی تصریح ہے، درمختار میں ہے،

یقضی اول صلاتہ فی حق قراۃ و آخرھا قرأۃ کے حق میں وہ اپنی ابتدا نماز اور تشہد کے حق میں آخر نماز تصور کر کے ادا کرے فجر کے علاوہ

فجر یا تی برکتین بفاتحة وسورة و
تشهد بينهما واربعة السرا على بفاتحة
فقط ولا يقعد قبلها
ایک رکعت پانے والا دو رکعتوں کو فاتحہ اور سورت
کے ساتھ ادا کرے اور ان کے درمیان قعدہ
بھی کرے اور چار رکعتی نماز میں چوتھی رکعت کو
صرف فاتحہ کے ساتھ ادا کرے اور اس سے پہلے قعدہ
نہ کرے۔ (ت)

خلاصہ و ہنیر میں ہے :
لو ادركت ركعة من المغرب قضيت ركعتين
وفصل بقعدة فتكون بشد قعدات ثلثة
اگر کسی نے مغرب کی ایک رکعت پائی تو وہ باقی ماندہ
دو پجالائے اور ان کے درمیان قعدہ کے ساتھ
خامصہ کرے تو یہاں تین قعدے ہو جائیں گے (ت)
یہاں تک کہ غیر شرع غیب میں فرمایا اگر ایک رکعت پڑھ کر قعدہ نہ کیا تو قیاس یہ ہے کہ نماز ناجائز ہو یعنی
ترک واجب کے سبب ناقص و واجب الاعادہ البتہ استحضار حکم جواز و عدم وجوب اعادہ دیا گیا
کہ یہ رکعت من وجہ پہلی بھی ہے۔ رد المحتار میں ہے :
قالت في شروح المنية ولو لم يقعد
جاءنا استحسانا لا قيا سا ولو يدرهم
سجود السهو تكون لركعة اولي من
وجہ ثانی
والله سبحانه وتعالى اعلم
شرح منیہ میں فرمایا ہے اگر اس نے ایک رکعت
پڑھ کر قعدہ نہ کیا تو اگرچہ قیاساً نماز درست
نہیں مگر استحساناً درست ہے اور اس پر
سجدہ سہولاً زہم نہیں کیونکہ ایک لحاظ سے یہ
پہلی رکعت ہے۔ (ت)

مسئلہ ۹۲۸ حافظ عبد اللہ خاں موضع ٹھریا ضلع بریلی بتاریخ ۲۹ جمادی الاخری ۱۳۲۷ھ
جماعت رکوع میں ہو تو مسبوق نمازی کو نیت کر کے اور تکبیر کہہ کر فاتحہ پاندھنا چاہئے یا
بلے پاندھے دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہئے یا ایک ہی تکبیر اس کے واسطے کافی ہے یا کیا
حکم ہے؟ یتنوا تو جتروا

سہ درمختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۸۶/۱
سہ فتاویٰ ہندیۃ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۹۱/۱
سہ رد المحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۴۴۱/۱

الجواب

باتحہ باندھنے کی تو اصل حاجت نہیں اور فقط تکبیر تحریمیہ کہہ کر رکوع میں مل جائے گا تو نماز ہو جائے گی مگر سنت یعنی تکبیر رکوع فوت ہوئی لہذا یہ چاہئے کہ سیدھا کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمیہ کہے اور سبب خذنا اللہم پڑھنے کی فرصت نہ ہو یعنی احتمال ہو کہ امام جب تک سر اٹھائے گا تو معاذ دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور امام کا حال معلوم ہو کہ رکوع میں دیر کرتا ہے سبب خذنا اللہم پڑھ کر بھی شاقی ہو جاؤں گا تو پڑھ کر رکوع کی تکبیر کہتا ہوا شامل ہو یہ سنت ہے اور تکبیر تحریمیہ کھڑے ہونے کی حالت میں کہتی تو فرض ہے بعض نادانوں جو یہ کہتے ہیں کہ امام رکوع میں ہے تکبیر تحریمیہ جھکے ہوئے کسی اور شامل ہو گئے اگر اتنا جھکنے سے پہلے کہ باتحہ پھیلا میں تو کچھ تک پہنچ جائیں اللہ اکبر ختم نہ کر لیا تو نماز نہ ہوگی اس کا خیال لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ہندسی افریقہ سائل حاجی عبد اللہ و حاجی یعقوب علی
نماز ظہر کی جماعت کھڑی ہے میں نے وضو کیا تب تک میں رکعت خلاص ہو گئیں چوتھی میں جا ملا اب میں تین رکعت کس ترتیب سے ادا کروں ؟

الجواب

سلام امام کے بعد کھڑے ہو کر سبب خذنا اللہم پڑھنے سے پہلے اگر نہ پڑھا تھا تو اب پڑھے ورنہ آخر سے شروع کرے اور الحمد و سورت پڑھ کر رکوع و سجدہ کر کے بیٹھ کر التحيات پڑھے پھر کھڑا ہو کر الحمد و سورت پڑھے اور رکوع و سجدہ کر کے بغیر بیٹھے کھڑا ہو جائے اور چوتھی رکعت میں فقط الحمد پڑھ کر رکوع و سجدہ کر کے التحيات پڑھے اور نماز تمام کرے۔ در مختار میں ہے،

يقضى اول صلاته في حق قراءة و آخرها
في حق تشهد فمدرك ركعة من غير
غير فجر ياتي بركعتين بفتح و سورة
و تشهد بينهما و بركعة الرباعي بفتح
فقط ولا يقعد قبلها
والله تعالى اعلم

قراءت کے حق میں ابتداء سے نماز اور تشهد کے حق میں آخر نماز تصور کر کے ادا کرے، فجر کے علاوہ ایک رکعت پانچ والا اور کھوتوں کو فاتحہ اور سورت اور ان کے درمیان تشهد کے ساتھ ادا کرے اور چار رکعتی نماز میں چوتھی رکعت کو صرف فاتحہ کے ساتھ پڑھے اور اس سے پہلے قعدہ نہ کرے (نت)

مسئلہ ۹۵۔ از لشکر گویا ہر محکمہ ذاک دربار گویا ہر مسئلہ مولوی نور الدین احمد صاحب
۹ صفر ۱۳۱۲ھ

مخدوم نیاز منداں بسط اقدہ ظلم ابداء، مسبوق سجدہ سہو میں امام سے ملے یا نہیں یعنی اگر اُس کو
علم ہو کہ امام اور اس کے مقتدی سجدہ سہو کر رہے ہیں یا تشہید بعد سجدہ سہو میں بیٹھے ہیں باوجود اس علم کے
اُس کی اقتدار درست ہے یا نادرست؟ بینوا قوجووا

الجواب

ضرور مل جائے ہر حال میں اقتدار درست و صحیح ہے، رد المحتار میں زیر قول در مختار

المسبوق یسجد مع امامہ مطلقا سواء
كان المسبوق قبل لاقتداء او بعده كذا مثل
ايضا ما اذا سجد الامام واحدا ثم
اقتدى به قال في البحر فانه يتابعه في
الاخرى ولا يقضى قضاء الا في كذا يقتضيهما
لواقته به بعد ما سجد هي انتهى۔
والله تعالى اعلم

مسبوق اپنے امام کے ساتھ ہر حال میں سجدہ سہو
کرے خواہ وہ سہو اقتدار سے پہلے ہو یا بعد میں۔
یہ اس صورت کو بھی شامل ہے جب امام نے ایک
سجدہ کر لیا تو پھر اس نے امام کی اقتدار کی کجری میں
ہے کہ مسبوق دوسرے سجدے میں اقتدار کرے تو
اس صورت میں پہلے سجدہ کی قضا نہیں، جیسا کہ
ان دونوں سجدوں کی ادائیگی کے بعد شمولیت کرنے
پر قضا نہیں آتی۔ (ت)

مسئلہ ۹۵۔ ۲۲ رجب ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب زید صبح کی نماز کے وقت وضو کر کے فارغ ہوا
تو گمان کیا کہ امام نصف التحیات پڑھ چکا اور جماعت دوسری بھی تیار ہے اُس نے سنت پڑھا شروع
کیا، بعد سنت کے جماعت ثانی ہوئی زید اس میں شریک ہوا، آیا یہ سنتیں اس کی ہوئیں یا نہیں؟
اور زید امام اول کی التحیات میں شریک نہ ہونے سے گنہگار ہوا یا نہیں؟ اور اُس التحیات میں
شریک ہونا اسے ضروری تھا یا نہیں؟

الجواب

سنتیں ہو تو ہر حال میں گنہگار نہیں ہوگا کہ امام اول کی التحیات میں شریک ہو جائے۔

جماعت ثانیہ کے اعتماد پر اولیٰ کی شرکت نہ چھوڑے زید یا قصہ بلا ضرر صحیح شرعی جماعت اولیٰ فوت کر دینے سے گنہگار ہوا، درمختار میں ہے،

ذاخاف فوت رکعتی الفجر لا شغلہ جب سنتوں میں مشغولیت سے فرائض فجر کے بسنتہا ترک کیا۔
رد المحتار میں ہے،

الراجح عند اهل المذہب وجوب الجماعة راجح اہل مذہب کے ہاں جماعت کا واجب ہونا
وانہ یأثم بتفويتها اتفاقاً وقد حقت ہے اور اس کا فوت کرنا بالاتفاق گناہ ہے اور۔
فی فتاویٰ متوفیقی اللہ تعالیٰ انہذا المحکم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے فتاویٰ میں اس
للمذہب الاولیٰ جینا۔ بات کی خوب تحقیق کی ہے کہ یہ حکم صرف پہلی جماعت کے لئے ہے۔

ہاں اگر جماعت اولیٰ کا امام غلط خواں یا معاذ اللہ بد مذہب گمراہ یا فاسق معلن اور امام ثانی اسی بد مذہب سے پاک تو زید نے بہت اچھا کیا ایسا ہی چاہئے تھا بلکہ اگر امام اول مثلاً شافعی المذہب تھا اور اس نے امام حنفی المذہب کی اقتدا چاہی اس نیت سے تاخیر کی جب بھی گناہ نہ ہوا، کما بینا کل ذلك فی فتاویٰ المسائل فی رد المحتار وغیرہ۔
کی ہے اور رد المحتار وغیرہ میں مسائل کی تفصیل ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۵۲ از گونڈل مرسلہ سید غلام محی الدین صاحب راندھیری ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسبوق بروقت اختتام نماز امام قعدہ اخیرہ میں قنوت
تشہد کے بعد گریا فغی اقبال کے بحر جیب شہادتین کہ مسبوق دُبرایا کرے تا سلام امام بجا سے شہادتین کے
اگر السلام علیک ایہا النبی سے دُبرایا کرے تو کچھ حرج ہے؟

الجواب

فقہائے محاور تشہد ہی کو لکھا ہے اور اگر السلام سے تکرار کرے جب بھی کوئی ممانعت نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۵۳ از بریلی مرسلہ مولوی عبد الرشید صاحب درس ۲۲ شوال ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسبوق امام کی متابعت سجدہ و سلام دونوں میں کرے گا

۹۹/۱ باب اور اگر الفریضہ مطبوعہ مجبائی دہلی
۲۹۲/۱ باب الاذان - مصطفیٰ البانی مصر

یا فقط سجدہ میں، اور اگر الفرض التقریر سلام میں متابعت کرے تو نماز مسبوق کی باقی رہے گی یا فاسد؟
 بینوا توجروا جزاکم اللہ تعالیٰ۔

الجواب

مسبوق صرف سجدہ میں متابعت کرے نہ سلام میں، اگر سلام میں قصداً متابعت کرے گا اگرچہ اپنے جمل سے یہ ہی کچھ کہہ کر گئے شرفاً سلام میں بھی اتباع امام چاہئے تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی، ہاں اگر سہواً سلام کیا تو نماز مطلق نہ جائے گی اور سجدہ سہو بھی اپنی نماز کے آخر میں کرنا نہ ہوگا اگر یہ سلام سہواً سلام امام سے پہلے یا معاً اس کے ساتھ ساتھ بغیر تاخیر کے تھا اور اگر سلام امام کے بعد مجبول کہ سلام پھیرا تو اس سجدہ سہو میں تو امام کی متابعت کرے بنی پھر جب اپنی باقی نماز کو کھڑا ہو تو اس کے ختم پر اس کے سہو سلام کے لئے سجدہ سہو کرے۔ رد المحتار میں ہے،

المسبوق یسجد مع امامه قید بالسجود
 لانه لا یتابعه فی السلام بل یسجد
 معه ویتشهد فاذا سلم الامام قام
 الی القضاء فان سلم فان كانت
 عامداً فسدت والا فلا یجوز علیه
 ان یسلم صہواً قبل اکمالہ او معہ
 وان سلم بعدہ لزمہ لکونه منفرداً
 حیث یؤخر واما بالعمیۃ المقارنۃ
 وہو نہ الوقوع کما فی شرح المنیۃ
 وقیہ لوسلم علی طعن ان علیہ
 ان یسلم فہو سلام عمدی یمنع البناء
 واللہ تعالیٰ اعلم

یہاں محبت سے مراد مقارنت ہے اور اس کا وقوع بہت کم ہے اسی طرح شرح المنیۃ میں ہے کہ اگر اس نے یہ گن کرتے ہوئے سلام پھیر دیا کہ اس پر سلام لازم تھا تو یہ عمدہ سلام ہوگا جو کہ بنا سے نماز سے مانع ہے۔ (ت)

مسئلہ ۹۵۴ مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب رام پوری ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر متعین نے امام مسافر کی اقتدا کی اور ایک یا دونوں
 رکوع نہ پائے مثلاً دوسری رکعت یا صرف التحیات میں شریک ہوا تو بعد سلام امام کے اپنی نماز
 کس طرح ادا کرے؟ بیٹھنا تو جہووا

الجواب

یہ صورت مسبوق لاتی کی ہے وہ پہلی رکعتوں میں کہ مسافر سے ساقط ہیں متعین مقتدی لاتی ہے
 لانه لم یبد رکعہما مع الایمان بعد ما اقتدی بہ (اس لئے کہ اس نے اقتداء کے بعد امام
 کے ساتھ ان دو رکعتوں کو نہیں پایا۔ ت) اور اس کے شریک ہونے سے پہلے ایک رکعت یا دونوں جس
 قدر نماز ہو چکی ہے اس میں مسبوق ہے لانهما فاستہ قبل ای یقتدی (اقتداء سے قبل اس نے اسے
 فوت کیا ہے۔ ت) در مختار و رد المحتار میں ہے،

مقیم المتعین ہذا فر فہو لاحق بالانظر
 للاخیرین وقد یكون مسبوقاً ایضاً
 کما اذا فاتہ اول صلاۃ امامہ مستحضر
 اگر متعین نے مسافر کی اقتداء کی تو وہ آخری رکعتوں
 کے لحاظ سے لاحق ہے اور کبھی مسبوق بھی ہو سکتا
 ہے جبکہ مسافر امام کی اقتداء پہلی رکعت میں
 نہ کی ہو (ت)

اور حکم اس کا یہ ہے کہ جتنی نماز میں لاحق ہے پہلے اُسے بے قرائت ادا کرے یعنی حالت قیام میں
 کچھ نہ پڑھے بلکہ اتنی دیر کہ سورۃ فاتحہ پڑھی جائے محض خاموشی کھڑا رہے بعدہ جتنی نماز میں مسبوق ہوا اُسے
 مع قرائت یعنی فاتحہ و سورت کے ساتھ ادا کرے،

فی البدایہ والمختار الا لاحق یبدؤ بقضائہ
 ما فاتہ بلا قراءۃ ثم ما سبق بہ یہا
 ان کان مسبوقاً ایضاً مخلصاً۔
 رد المحتار میں ہے،

قولہ ما سبق بہ یہا الخ ای ثم صلی
 پھر ما سبق رکعات الخ یعنی اگر مسبوق ہے تو لاحق

اللاحق ما سبق به بقراءة امت كانت
مسبوقة الضابحات اقتدى في اثناء صلاة
الامام ثم نام مثلا وهذا بيان للتقسيم
الاربعة وهو المسبوق باللاحق الخ

پس اگر دونوں رکوع نہ پاسے تھے تو پہلے دو رکعتیں بلا قرأت پڑھ کر بعد التیمات دو رکعتیں فاتحہ و
سورت سے پڑھے، اور اگر ایک رکوع نہ ملا تھا تو پہلے ایک رکعت بلا قرأت پڑھ کر بیٹھے اور التیمات
پڑھے کیونکہ یہ اس کی دوسری ہوئی، پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور ویسی ہی بلا قرأت پڑھ کر اس پر بھی
بیٹھے اور التیمات پڑھے کیونکہ یہ رکعت اگرچہ اس کی تیسری ہے مگر امام کے حساب سے چوتھی ہے اور رکعات فائزہ
کو نماز امام کی ترتیب پر ادا کرنا ضروری لازم ہوتا ہے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت، فاتحہ و سورت پڑھ کر
بیٹھے اور بعد تشهد نماز تمام کرے۔

في رد المحتار من شرح المنية والجمع
انه لو سبق برکعة من ذوات الامام ثم
ونا في ركعتين يصلي او لا ما مرفيه ثم
ما ادركه مع الامام ثم ما سبق به
فيصلي ركعة صانا مرفيه مع الامام
ويقعد متابع له لانها ثانية امامه
ثم يصلي الاخرى صانا مرفيه ويقعد
لايه ثانيته ثم يصلي التي اقبله فيها و
يقعد متابعه لا امامه لانها رابعة و
كل ذلك بغیر قرأة لانه مقتد ثم
يصلي اس ركعة التي سبق بها بقراءة
الف تحة وسورة والاصل ان اللاحق
يصلي على ترتيب صلاة الامام

رد المحتار میں شرح منیہ و مجمع سے ہے کہ اگر
چار رکعات میں سے ایک رکعت گزر گئی اور پھر
شریب ہو پھر دو میں سو گیا تو اب جن میں سویا
انہیں پہلے ادا کرے، پھر جس میں امام کے ساتھ
اقتدار کی پھر چھوڑی ہوئی پس وہ جن میں امام کے ساتھ سویا
اس کی ایک رکعت پڑھے اور امام کی استیذان میں
قعدہ کرے کیونکہ امام کی دوسری رکعت تھی،
پھر سونے والی دوسری رکعت ادا کرے اور قعدہ
کرے کیونکہ اس کی دوسری ہے پھر وہ پڑھے
جس میں بیدار ہوا اور اتباع امام کی وجہ سے
بیٹھے کیونکہ یہ اس کی چوتھی ہے اور یہ تمام
بغیر قرأت کے ہوں گی پھر وہ قرأت و فاتحہ کے
ساتھ وہ رکعات پڑھے جو گزر چکی تھیں، ضابطہ

والمسبوق يقضى ما سبق به بعد فراغ
الامام اه اقول فهذه هي العمومية
المستول عنها بيد ان ما نحن فيه اعمى
اقتداء المقيم بالسافر لا يتحقق فيه
الادراك بعد ما صار لاحقا لانه انما
يصير لاحقا في الاخيرين وذلك انما
يكون بعد سلام الامام فلا تأتي هننا
صورة التبعه بعد اداء ما هو لاحق
فيه كما لا يخفى ولذلك تغير بعض
لترتيب والله تعالى اعلم

مسئلہ از بگرام ضلع ہرودتی محلہ میدان پورہ

۲۰ صفر ۱۳۱۱ھ

یہ ہے کہ لاتی امام کی ترتیب پر نماز ادا کرے لیکن
امام کی فراغت کے بعد ماسبق کی ادائیگی کرے
اقول (میں کہتا ہوں) صورت مسنونہ یہی ہے
علاوہ ازیں جس میں ہم بحث کر رہے ہیں یعنی مقيم کا
مسافر کی اقتداء کرنا اس میں لاتی سے اور اک امام
پایا نہیں جاتا کیونکہ آخری رکعتوں میں وہ لاتی ہی
سہاویہ بات سلام امام کے بعد ہی ہوگی لہذا
یہاں ایسی صورت نہ ہوگی کہ وہ کچھ ادائیگی کے بعد
لاتی ہو گیا کہ واضح ہے اسی لئے کچھ ترتیب
میں تبدیلی آجاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مرسلہ حضرت سید ابراہیم صاحب مارہروی

امام نماز ظہر یا عصر یا عشاء پڑھتا ہے اور ایک یا دو رکعت پڑھ چکا ہے کہ وہ مرا شخص اگر شامل
ہو تو بعد ختم ہونے نماز کے یہ مقتدی اپنے رکعات باقیہ جو پڑھے تو اس میں فاتحہ و سورت قراءت کرے
یا بعد پڑھنے فاتحہ و سورت کے ساکت رہ کر رکوع و سجود بجالائے تشریف لکھا جاوے اور اسی طرح
اگر مسافر نمازیں نہ کر نصت پڑھ کر ختم کرے تو مقتدی فاتحہ پڑھے یا بعد قراءت ساکت رہے۔ بینوا تو جہودا

الجواب

صورت اولیٰ میں مقتدی کہ بعد سلام امام رکعت اولیٰ یا اولین قضا کرے فاتحہ و سورت وجہاً
پڑھے کیونکہ وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنے رکعات میں مثل منفرد اور منفرد پر قراءت لازم اور صورت
ثانیہ میں مقيم کہ بعد سلام مسافر رکعتیں اخیر تین ادا کرے یا سب قراءت ساکت رہے کہ وہ ان رکعات
میں لاتی ہے اور لاتی حکماً مقتدی اور مقتدی کو قراءت ممنوع

در مختار میں ہے لاتی وہ مقتدی ہوتا ہے جس کی
اقتدا کے بعد تمام یا بعض رکعتیں (امام سے)

فی البدایہ المختار لاحق
فاتحہ الركعات کلہا او بعضہا

بعد اقتداءہ کمقیم اتم بعسا فر و حکمہ کموتہ فلا یاتی بقراءة ولا سہو والمسبق من سبقہ الامام بہا و بعضہا وہو منقر دحتی یثنی ویتعوذ و یقرؤ فیہ یقضیہ فعد رکعۃ من غیر فجر یاتی برکعتین بفاختہ و مسورۃ و تشہد بینہما و براۃ الرباعی بفاختہ فقط اھ ملقطا۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جعل مجدۃ اتسہ و حکم۔

رو جائیں جیسے کہ کسی مقیم نے مسافر کی اقتداء کی اس کا حکم مقدم کی طرح ہی ہے وہ قرأت نہیں کرے گا اور نہ ہی سجدہ سہو کرے گا اور مسبوق وہ ہوتا ہے جس سے پیشتر امام سبب رکعتیں یا بعض رکعتیں ادا کر چکا ہو اس کے بعد شریک ہو وہ مسبوق منفرد کی طرح ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ ثنا سبحنک اللہم الخ اور قنود پڑھے گا بقیہ رکعتوں میں قرأت بھی کرے گا۔ فجر کے علاوہ ایک رکعت پانے والا دو رکعتوں کو فاتحہ اور سورت کے ساتھ ادا کرے اور ان کے درمیان قعدہ بھی کرے اور پھر رکعتی نماز میں چوتھی رکعت میں حرف فاتحہ ہی پڑھے اھ ملقطا۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جعل مجدۃ اتسہ و حکم۔

جل مجدۃ اتسہ و حکم اتسہ

مسئلہ ۹۵۶ از پستی بحیث و موضع مجتہدہ علاء آزلہ یکم شوال ۱۳۰۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس امام کے ساتھ چار رکعت کی نماز میں ایک رکعت ملے وہ باقی نماز کیونکر ادا کرے؟ بینوا تو جروا

الجواب

امام کے سلام کے بعد اٹھ کر ایک رکعت فاتحہ و سورت کے ساتھ پڑھے اور اس پر التبعات کے لئے بیٹھے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت فاتحہ و سورت کے ساتھ پڑھے اور اس پر نہ بیٹھے پھر ایک رکعت صرف فاتحہ کے ساتھ پڑھے اور قعدہ اخیرہ کے سلام پھیر دے۔

هذا ما اعتمدہ الاثمة الجليلة و علیہما اقتصرو فی الخلاصة و شرح الطحطاوی والا سیبجانی و فتح القدیرو والبحر الرائق

یہ ہے جس پر اکابر ائمہ نے اعتماد کیا خلاصہ، شرح طحطاوی، الا سیبجانی، فتح القدیرو، بحر الرائق، درر، در مختار،

ہند یہ اور دیگر معتبر کتب مذہب میں اسی پر
اکتفا کیا ہے۔ (ت)

والدورہ المختار والہندیۃ وغیرہا
من معتقدات الذہب۔

در مختار میں ہے :

اور مسبوق قرات کے حق میں اپنی نماز کو اول اور
تشرید کے حق میں آخر نماز تصور کر کے نماز ادا کرنے
فجر کے علاوہ ایک رکعت پانے والا دو رکعتوں کو
فاتحہ اور سورت کے ساتھ ادا کرے اور ان کے
درمیان قعدہ بھی کرے، چار رکعتی نماز میں چوتھی
میں صرف فاتحہ پڑھے اور اس سے پہلے قعدہ نہ کرے۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

یقضی اول صلاتہ فی حق قراۃ و آخرہا
فی حق تشہد فمد رک رکعتہ من غیر
فجر یا فی برکتین و فاتحۃ و سورۃ و
تشہد بینہما و برابۃ السیاحی بقاۃ
فقط ولا یقعد قبہا۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

مسئلہ ۹۵۷ از قصبہ میترافالی ڈاک خانہ گھکریلوی ضلع گوجرانوالہ مرسلہ حافظ شاہ ولی اللہ صاحب
محرم الحرام ۱۳۰۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت عالی جناب قدسی اتحاب مولوی احمد رضا خاں صاحب
دام برکاتہ۔ از فقیر حافظ ولی اللہ شاہ بعد از تسلیات و آداب ماہ جب معروض آنکہ عرصہ ایک سال کا
گزرا ہے کہ بندہ حضور کی قد مبوسی سے مشرف ہوا تھا اور ایک مسئلہ خوب سے دریافت کیا تھا اور باب
اقتدار مقیم کا مسافر کے ساتھ نماز باجمعی میں اس حالت میں جو مسافر ایک رکعت ادا کر چکا ہو اور مقیم
اگر طاق ایک رکعت مقیم نے امام مسافر کے ساتھ پائی پھر وہ تین کس طرح پرادا کرے، میں نے آپ سے
یہ مسئلہ دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اول دو رکعت جو خالی قرات سے ہیں وہ ادا اس طرح کرے
کہ بقدر الحمد کے قیام کرے اور اس میں قرات نہ پڑھے بعد ایک رکعت جو مسبوقانہ ہے ادا کرے اور اس
میں ثناء و فاتحہ و سورۃ پڑھے۔ اور یہی مسئلہ مسافر داسلے کا اس جگہ تنازعہ و مولوی صاحبوں کا آپس میں
پڑا ہوا ہے بلکہ بہت عالموں سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا ہے سب کے سب آپ کے بطلان بیانی
کہتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ سوا سند کتاب کے ہم نہیں مانتے اور دوسری جگہ ہمیشہ جب امام سے علیحدہ
ہو کہ مسبوقانہ ادا کرتا ہے تو پہلے ابتداء سے شروع کرتا ہے یعنی ثناء و فاتحہ و سورۃ شروع کرتا ہے

کیا وہ ہے کہ مقیم نماز باطنی میں امام مسافر کے ساتھ مسبوق ہو جائے تو اول خالی دو رکعت ادا کرے برخلاف ترتیب معمول کے، لہذا مہربانی فرما کر بعض واسطے ثواب کے یہ مسئلہ مسافر والے مفصل مع حوالہ کتب معتبرہ کے تحریر فرمائیں تاکہ تنازع رفع ہو جائے مگر بحوالہ کتاب کے تسلی نہ ہوگی کیونکہ ہم نے اس جگہ بہت کتب سے معلوم کیا ہے کہ تسکین نہیں ہوتی، اور اگر پہلی خالی دو رکعت کو ادا کرے تو اس میں قعدہ ایک پر کرے یا نہ؟ اور قرأت وسجدہ سہو بھی ادا کرے یا نہ؟ از جانب نیاز مند امیر احمد اگرچہ ظاہر آپ سے ملاقات حاصل نہیں مگر زبانی حافظہ ولی اللہ شاہ صاحب سے آپ کی تعریف سن کر شافی ہوں کہ آپ جیسا شاید ہندوستان میں کوئی عالم حنفی مذہب موجود نہیں، جو مسئلہ حافظہ ولی اللہ شاہ صاحب نے ادر لکھا ہے آپ پورا پورا بعینہ حوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں تاکہ اطمینان کلی حاصل ہو اور کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے اور وہ سرا صرف نیاز مند کو یہ شبہ و اقیعہ براسے کہ مسافر کے ساتھ مقیم نے نماز چار گانہ میں دوسری رکعت میں اگر اقامت ادا کیا تو اب پہلی رکعت جو بعد از فراغ امام ائمہ کو پڑھے گا کس طرح پڑھے گا؟ کیونکہ اس کی تین رکعت باقی ہیں اور یہ جو رکعت امام کے ساتھ اس نے پائی ہے مقتدی کی کوئی رکعت ہوگی؟ آیا بعوم قاعدہ کے جو رکعت امام کی وہی رکعت مقتدی کی اس نماز میں تو یہ رکعت امام کی بلحاظ مسافر ہونے کے آخر کی ہے اور مقیم کی دوسری اب وہ دوسری رکعت میں الحمد للہ پڑھے گا یا نہیں؟ ہر مسئلہ رکعت میں جیسے قرأت پڑھنی کتب سے ثابت ہو تحریر فرمائیں مکلف اوقات گرامی امیر احمد عفی عنہ مکرر عرض یہ ہے کہ کیا اس پر چاہتا ہے کہ جو رکعت امام کی قرأت والی ہے اس کی بھی قرأت والی رکعت اس کے ساتھ ملتی ہو جائے یا کہ پہلی دو رکعت وہ ادا کرے جو خالی سورۃ والی ہیں فقط یسئروا تو جہودا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، محمد داؤد نعیمی علیہ السلام، شاہ صاحب کرم فرما اگر حکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حکم مسئلہ جو کہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بیان کیا صحیح و مطابق کتاب تھا منشا اشتباہ ناظرین یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں یہ مقیم بھی مسبوق ہے اور ہم مسبوق کو دیکھتے ہیں کہ حق قرأت میں اول نماز سے ابتدا کرتا ہے، درمختار میں ہے،
المسبوق یقضى اول صلاته فی حق مسبوق قرأت کے حق میں اپنی پہلی رکعت تصور قرأت ہے
کر کے ادا کرے گا۔ (مت)

ترجیح ہے تھا کہ یہ بھی بعد سلام امام رکعت اولیٰ ہی ادا کرتا جس میں اس کو حکم قرات ہے مگر انھوں نے یہ خیال نہ فرمایا کہ صورت مسطرہ میں مقیم تنہا مسبوق نہیں لائق بھی ہے دو رکعت اخیرہ کی نظر سے لائق اور اولیٰ کے اعتبار سے مسبوق، درمختار میں ہے :

اللاحق من فاتته الركعات كلها وبعضها بعد اقتدائه كمقيدها ثم بمسافر
اللاحق وہ ہوگا جس کی اقتدار کے بعد تمام یا بعض رکعات (امام سے) رہ گئی ہوں جیسا کہ وہ مقیم جس نے مسافر کی اقتدار کی۔ (ت)

درمختار میں ہے :

ای فہو لاحق بالنظر للاحيثین وقد
یکون مسبوقا کما اذا فاتہ اول صلاة
امامہ السافر ط
یعنی وہ آخری رکعتوں کے لحاظ سے لائق ہے اور کبھی مسبوق بھی ہو سکتا ہے جب مسافر امام کے ساتھ اس کی پہلی رکعت نہ گئی ہو۔ (ت)

اور مسبوق لائق کو یہی حکم ہے کہ پہلے دو رکعت بے قرات ادا کرے جن میں لائق ہے ان سے خارج ہو کر رکعت مسبق بہا کی قضا ربا قرات کرے۔ درمختار میں ہے :

اللاحق یبدأ بقضاء ما فاتہ بلا قسرة
ثم ما سبق به بها ان كان مسبوقا ايضا
(ملخصا)
لاحق ہے بغیر قرات کے فوت شدہ ادا کرے اور اگر مسبوق بھی ہو تو اس کے بعد وہ پڑھے جس میں مسبوق ہوا (یعنی اول رکعت جو باقی تھی اس کو قرات کے ساتھ پڑھے)۔ (ت)

ترجمہ : کافر مانا کہ مسبوق قضا کے رکعات میں اول نماز سے آغاز کرے اس کے یہ معنی نہیں کہ سب سے پہلے رکعات مسبوق بہا کی قضا کرے یہ تو لفظوں کا مفاد نہ اس کی مراد نہ واقع میں صحیح و متعین بسدا و تمام کتب فقہ جن میں خود انھیں علماء کی صاف و صریح تصریح ہے کہ مقتدی جس نماز میں لائق ہو اسے مسبوق بہا سے پہلے ادا کرے اس کے بطلان پر شاہ مدلل جگہ علماء اس حکم سے صرف رکعات مسبوق بہا کی باہمی ترتیب ارشاد فرماتے ہیں یعنی چند رکعتوں میں مسبوق ہوا وہ ان کی قضا کے وقت الاول فالاول ادا کرے مثلاً تین میں مسبوق ہو تو پہلی میں شمار و تہود و فاتحہ سب کی پڑھے دوسری میں صرف و سورۃ ، تیسری میں

۸۶/۱	مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی	باب الامامة	صفحہ درمختار
۴۲۰/۱	مطبوعہ الباب فی مصر	"	صفحہ درمختار
۸۶/۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	"	صفحہ درمختار

فقط فاتحہ، غرض حکم منکشف ہے اور شبہ منکشف۔ یہ نہی دوسرا شبہ کہ قیاس چاہتا ہے کہ رکعت قرأت رکعت قرأت سے ملتی ہو۔

اولاً فقہ میں صریحہ کے مقابل ہمارے خیالات کو کیا دخل !
ثانیاً جسے چار رکعتی نماز میں صرف اخیرہ ملی بعد سلام امام دو رکعت قرأت پڑھے گا تو جیسے خالی سے خالی کا اتصال ضرور نہیں کیونکہ بھری سے بھری کا۔

ثالث یہ دیکھنا تھا کہ وہ رکعت قرأت کون سی ہے جس سے رکعت قرأت ملتی ہوتی ہے اور وہ کون سی ہے جو اسے امام کے ساتھ مل ہے وہ رکعت قرأت رکعت اولیٰ ہے جس کے بعد رکعت قرأت ہوتی ہے اور اس نے ہمراہ امام رکعت ثانیہ پائی اس سے رکعت بے قرأت ہی ملتی ہے غرض یہ تو بھی دیکھئے تو دوسری کے بعد تیسری کا محل ہے نہ وہ پہلی کا بخلاف مسبق کہ چوتھی تک ادا کر چکا لا جرم اب پہلی سے شروع کرے گا۔ رہا حکم قعود و سجود جب سلام امام مسافر کے بعد مقیم قائم ہو ایک رکعت پڑھ کر اسے قعود چاہئے کہ اگر اصل میں یہ تیسری رکعت ہے مگر اس کی ادائیگی دوسری ہے تو اس پر ایک شفعہ تمام ہوگا اور ہر شفعہ پر قعود مطلقاً چاہئے، امام، منفرد، مقتدی، مد رک، لاسق، مسبق اس قدر حکم میں سب شریک ہیں، مسبق کے سے درختار و خلاصہ و ہدیہ میں ہے :

واللفظ لہما تین لواد رکعت من المغرب قضی رکعتین وقصل بقیة فتكون بثلاث قعدت ولواد رکعت من المریة یقضی رکعت ویتشہد الخ
انفاظ ہندیہ و خلاصہ کے ہیں اگر مغرب کی ایک رکعت پائی تو دو اور پڑھے اور ان کے درمیان قعود کرے تو اب تین قعدے ہو جائیں گے اور اگر چار میں سے ایک رکعت پائی تو ایک رکعت پڑھ کر تشہد بیٹھے الخ (۱)

لاحق کے لئے شرح مجمع وغنیہ و رد المحتار میں ہے :

لو سبق برکعة من ذوات الامربع و نام فی رکعتین یفعلی اولاً ما نام فیہ ثم ما ادرکہ مع الامام ثم ما سبق بہ فیفعلی رکعة مما نام
اگر چار میں سے ایک رکعت (امام سے) گزر گئی اور دو رکعتوں میں وہ سو گیا تو پہلے سونے والی رکعتیں ادا کرے پھر وہ جو امام کے ساتھ پائی اور پھر فوت شدہ ادا کرے تو وہ ایک رکعت سونے میں

فیه مع الامام ویقعد متابعۃ لہ لاتیہا
ثانیۃ امامہ ثم یصلیٰ اخری صلاۃ امام
فیه ویقعد لانہا ثانیۃ الخ۔

امام کے ساتھ ٹوٹی پڑھے گا اور اتنا عاقدہ کرے
کیونکہ امام کی دوسری تہی، پھر ایک اور رکعت
سوئے والی پڑھے اور عہدہ کرے کیونکہ وہ اس
کی دوسری ہے الخ (ت)

دیکھو ان کی ادائیگیں جو رکعت دوسری تہی اس پر عہدہ کا حکم دیا اگرچہ واقع میں وہ مسبوق کی پہلی
اور لاحق کی تیسری تہی کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ ت) یہ عبارت بھی نص تصریح ہے کہ لاحق
مسبوق جس رکعت میں لاحق ہو اسے رکعت مسبوق بہا سے پہلے ادا کرے گا اور مقیم مذکور کو بعد فراغ
امام جو سہو ہو اگر وہ سہو رکعت مسبوق بہا میں ہے تو بالاجماع سجدہ سہولہ لازم لہ فیہا مسبوق
وعن المسبوق السجود بسہوہ (کیونکہ اس میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق پر سہو کی وجہ سے سجدہ
سہولہ لازم ہوتا ہے۔ ت) اور اگر ان دو رکعت میں ہے جی میں اسے حکم لاحق دیا گیا تو لزوم سجدہ میں
علماء مختلف ہیں اور اصح لزوم ہے۔ بجز الراجح ہے،

المقیم اذا قعد بالشافیۃ قدام
لا تمام صلاۃ وسبہ ذکر فہ
الاعیل انہ یلزمہ سجود السہو و
وصحہ فی البدائع الخ ملخصاً۔

وہ مقیم جس نے شافعی کی اقتدا کی جب وہ تمام نماز
کے لئے کھڑا ہوا اور بھول گیا تو اصل میں ہے کہ
اس پر سجدہ سہولہ لازم ہے، ہاتھ میں اس کی
تصیح کی (ملخصاً) (ت)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم فقط۔

فصل الاستخلاف (خلیفہ بنانے کا بیان)

مسئلہ از کمیٹ بریلی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر نماز پڑھتے ہیں امام کا وضو جاتا رہے تو مقتدی
کیا کریں اور ان کی نماز کیونکر درست رہے؟ بیسوا ابو جبر و
الجواب

یہ صورت استخلاف کی ہے کہ امام قبل اس کے کہ وضو کرنے کو مسجد سے باہر نکلے مقتدیوں میں سے کسی
صالح امامت کو اپنا خلیفہ کر دے اور وہ خلیفہ نہ کرے تو مقتدی اپنے میں سے ایک کو امام کر دیں یا ان میں سے
کوئی خود ہی آگے بڑھے یا بشرطیکہ امام ابھی مسجد سے خارج نہ ہوا ہو کہ خلیفہ اس کی جگہ جاکھڑا ہو ان صورتوں
میں بعد لحاظ شرائط کثیرہ نماز قائم رہے گی اور اگر پانی مسجد ہی میں مل سکے کہ وضو کے لئے باہر جانا نہ پڑے تو
ان باتوں کی حاجت نہیں بلکہ مقتدی اپنی حالت پر باقی رہیں اور امام وضو کر کے آجائے اور نماز جہاں سے
چھوڑی تھی شروع کر دے مگر یہ مسئلہ استخلاف ایک سخت و شوارہ کثیر الشقوق مسئلہ ہے جس میں بہت
شرائط اور بکثرت اختلاف صورت سے اختلاف احکام ہے جن کی پوری طرعات عام لوگوں سے کم متوقع ہے لہذا
وہ ان امور کے خیال میں نہ پڑیں بلکہ جریات احسن و افضل و اعلیٰ و اکمل ہے اُسی پر کار بند رہیں یعنی اس
نیت کو توڑ کر از سر نو نماز پڑھنا کہ جو لوگ علم کافی رکھتے اور مراعات جمیع احکام پر قادر ہیں ان کے لئے بھی افضل
یہی ہے تو عام لوگ ایک خلافت افضل بات کے حاصل کرنے کو ایسے راہ و شوارہ گزار ہیں کیوں پڑیں،

در مختار میں ہے آگاہ رہنا چاہئے کہ جواز بنا کر کی
تیرہ شرائط ہیں، پھر فرمایا، امام کو ایسا حدیث لاحق
ہو گیا جو بنا سے مانع نہیں تو وہ کسی کو خلیفہ بنائے
یعنی اس کے لئے یہ جائز ہے جب تک اس نے
صفوں سے تجاوز نہیں کیا بشرطیکہ وہ پھر اسے ہوا اور
اگر مسجد میں ہو تو جب تک مسجد سے خارج نہیں
ہوا خلیفہ بنا سکتا ہے اور اگر مسجد میں پانی ہو تو
خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں البتہ اختلاف سے
بچنے کے لئے نئے سرے سے نماز ادا کرنا افضل ہے
احتمالاً (دست)

فی الدوال المختار اعلم ان لجواز البناء
ثلثة عشر شروطاً ثم قال سبق الامام
حدث غير مانع للبناء استخلف اى
جائز له ذلك ماله يخرج من الصفوف
لوفى المسجد ولو كان الماء في المسجد
لم يحتج للاستحلاف واستينافه افضل
تحريراً عن الخلاف اهـ ملقط.

رد المحتار میں ہے،

امام کے خلیفہ نہ بننے کی وجہ سے اگر قوم نے کسی ایک
کو اسے کر دیا یا کوئی خود آگے ہو گیا تو یہ جائز ہے
بشرطیکہ وہ امام کے مسجد سے خارج ہو نہ
پہلے پہلے قائم مقام بن جائے اور اگر امام مسجد سے
خارج ہو گیا تو امام کے علاوہ باقی تمام کی نماز فاسد
ہو جائے گی جیسا کہ غایہ میں ہے انتہی۔ (دست)

ان قدر القوم واحد لا يقتدر بنفسه
لعدم استخلاف الامام مجاز ان قام
مقام الاول قبل ان يخرج من المسجد
ولو خرج منه فسدت صلاة الكل ووت
الامام كذا في الغاية انتهى.

والله تعالى اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کو حدیث ہو اس نے ایک اُتی مقتدی کو خلیفہ
کیا اس خلیفہ نے دوسرے کو خلیفہ کر دیا، آیا یہ نماز صحیح ہوئی یا فاسد؟ بینوا تو جہروا

الجواب

اگر یہ خلیفہ فی الحقیقت اُمی ہے کہ ایک آیت بھی قرآن کی اُسے یاد نہیں اور اس نے قبل اس کے
کہ امام مسجد سے باہر جائے اور آپ امام کی جگہ پہنچے دوسرے شخص صالح امامت کو خلیفہ کر دیا اور وہ امام کے

نکلنے سے پہلے اس کی جگہ پر پہنچ گیا تو نماز صحیح ہو گئی کہ ہر چند اتنی صلاحیت خلافت نہیں رکھتا لیکن اس حالت میں خلیفہ دوسرا شخص ہے ضرور،

فی الہندیۃ وشرط جواز صلاۃ الخلیفۃ و
والقوم ان یصل الخلیفۃ الی المہراب
قبل ان ینصرف الامام عن المسجد کذا
فی البحر الرائق ولو استخلف فاستخلف
الخلیفۃ خیرۃ قال الفصولی انت لہم
ینخرج الاول ولہم یاخذ الخلیفۃ مکانہ
حتی استخلف جائز یمید کان الشافعی
تقدم منہ نفسہ او قدم الاول والاول
یجزہ کذا فی الخلاصۃ۔

ہندیہ میں ہے خلیفہ اور قوم کی نماز کے جواز کے لئے
شرط ہے کہ امام کے مسجد سے خارج ہونے سے
پہلے پہلے خلیفہ محراب میں پہنچ جائے جب کہ
بحر الرائق میں ہے اور اگر خلیفہ نے اسی جگہ
اور خلیفہ بنالیا تو فضل کہتے ہیں کہ اگر اول نہیں
نکلا اور خلیفہ نے امام کی جگہ لینے سے پہلے کوئی اور خلیفہ
بنالیا تو جب تڑ سے گر یا دوسرا خود بنایا
پہلے نے اسے بنایا ورنہ جائز نہ ہوگا جیسا
کہ خلاصہ میں ہے۔ (ت۔)

اور جو امام نے اسے تشہد میں یا اس سے پہلے خلیفہ کیا اور اس نے امام کی جگہ پر پہنچنے کے بعد دوسرے
شخص کو خلیفہ کیا تو نماز فاسد ہوئی ہر صحت میں کے دوسرے کو سید کرے سے متصور نہیں،

فی البدایۃ المختار واستخلف الامام مامیاً
فی الاخریین ولو فی التشہد اما بعد
فتصرع لخروجہ بھنہ تفسد
صلاتہم۔

در مختار میں ہے اگر ای کو آخری دو رکعات حتی کہ
تشہد میں خلیفہ بنایا (تو امام کی نماز فاسد ہوگی،
لیکن اس کے بعد صحیح ہے کیونکہ اس کا خروج بالارادہ
ہے لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ت۔)

اسی طرح دوسرا شخص امام کی جگہ پر بعد اس کے کہ امام مسجد سے خارج ہو پہنچا تو نماز فاسد ہو گئی اور
جو خلیفہ اول کو ایک آیت قرآن کی یاد ہے تڑ وہ صالح خلافت تھا ایسی صورت میں دوسرے کو خلیفہ کرنے
سے نماز اس کی فاسد ہو گئی کہ استخلاف بدون ضرورت کے نماز کو فاسد کرتا ہے کما فی الہدایۃ فی
مسئلۃ من المحدث (جیسا کہ ہدایہ میں مسئلہ حدیث میں ہے۔ ت۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر بازار شہامت گنج شمار احمد صاحب ۹ صفر ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کا نماز میں وضو ٹوٹ گیا اور امام رکوع ادا ہوا
 کان پڑھ رہا تھا اور جو خلیفہ امام نے بنایا اُس کو رکوع مذکور یاد نہیں تھا اب وہ خلیفہ کوئی سورت یعنی اخلاص
 یا اور کوئی سورت پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور وضو کے بعد امام اپنی جگہ آسکتا ہے یا نہیں؟
 بیدنوا توجہ خوا۔

الجواب

نماز ہو جائے گی اور امام کے خلیفہ نے جتنی پڑھنی اتنی پڑھ کر اگر خلیفہ نماز میں ملے اُس کا شریک
 ہو جائے۔ یہ نہیں کر سکتا کہ باقی نماز میں اُسے بنا کر خود امام ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب مُفسدات الصَّلوة

(مفسداتِ نماز کا بیان)

مسئلہ ۹۶۰ از مجموعی مسجد قضاہاں کرافٹ مارکیٹ مرسلہ مولوی عمر الدین صاحب
۲۹ شعبان ۱۳۳۱ھ

مولانا المعظم ذی الفضل الاعظم دامت برکاتہم العالیہ بعد تسلیمات بعد تعظیلات کے واضح رائے
مالی ہو کر زائد طالب علمی میں کسی کتاب میں دیکھا تھا کہ مصلیٰ کو غیر مصلیٰ چکھا کرے تو مصلیٰ کو اگر اُس پر
رضامندی ہے تو نماز اُس کی فاسد ہو جائے گی، اب اسی مسئلہ کو بہت تلاش کیا ہوں نہیں ملتا البتہ
مولوی عبدالحی کے رسالہ نفع المغنی والمسائل میں ہے :

قلت فيما في مجموع البركات من فساد
صلوة من روجه غير المصلی بمروحة
معللاً بأنه رافى بفعل الفی غیر معتدل
علیه فانه مخالف للدرایة و
الروایة وقد كانت الوالد العلامة
افتی به مرة ثم راجع عنه وحکم
بكونه غلطاً وقد اغتر به بعض
معاصريه فاصرو علی الافتاء به

میں نے کہا پس جو کچھ البرکات میں ہے کہ غیر نمازی اگر
نمازی کو پنکھے سے ہوا دے تو نمازی کی نماز فاسد
ہوگی کیونکہ وہ نمازی فیسر کے فصل پر
راضی ہے۔ یہ فساد نماز کا حکم فہم اور روایت کے
مخالف ہے۔ میرے والد گرامی نے ایک دفعہ یہ فتویٰ
دیا تھا، پھر اُس سے انھوں نے رجوع فرمایا اور فرمایا
کہ یہ فتویٰ غلط ہے اور والد صاحب کو معاصرین میں سے
ایک صاحب نے دھوکا دے کر اصرار کرتے ہوئے یہ

واعتمد علیہ عملاً وافتاء و لہم
یدرکونہ لغواۃ

فتویٰ ان سے حاصل کیا۔ واللہ صاحب نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے عملاً فتویٰ دے دیا اور انہوں نے یہ نہ سمجھا کہ یہ لغویات ہے۔ (ت)

مجمع البرکات کس کی تصنیف ہے اور حضور کی رائے عالی اس مسئلہ میں اُس کے موافق ہے یا مخالف؟ برائے مزید موافقت برقی پنکھی جو آدمی کی صنعت ہے اس حکم میں داخل ہے یا نہیں؟ چارچھ سطر اس کے متعلق اگر جوابی کارڈ پر تحریر فرمائی جائے تو عین بندہ نوازی ہوگی۔

الجواب

مولنا البعل الکرم المفخر جعلہ المولیٰ سبحنہ و تعالیٰ کاسمہ علی الدین آمین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مجمع البرکات مولنا شیخ محقق عبدالحی محمد ث دہلوی قدس سرہ کی تصنیف ہے اگر عبارت اُس کے کسی فقرہ صحیح میں ہو تو اُس سے مراد نماز قلبی کا فساد ہو گا نہ نماز فطری کا کہ اسے فرض و دفع کبیر ترک کھوئے باذنہ تعالیٰ کافی ہے ظاہر ہے کہ فعل غیر پر بظاہر قلیل بھی نہیں کثیر درکنار تو فساد نماز فطری ناممکن ہے ہاں نماز قلبی مدلل و تصریح و تفسیر سے کافی الحدیث (جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ت) اور یہ امر فروع کبیر پر دال ہے لہذا اس میں غفل ہو سکتا ہے، اُس کی پست خود استعمال اور نماز میں پناہ عظام ہو تو یقیناً مفسد نماز قلب ہے ورنہ مفسد کی صورت ہے لہذا احتراز و کار ہے پنکھا کہ کل کے ذریعہ سے چلے اگر اُس کے سائلے میں ٹکی کاتیل وغیرہ جو مادہ چربی ہوں تو ایسی اشیاء کا مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ کم از کم ناپسند و خلاف مصالح ہے پنکھے کا مسئلہ فتاویٰ فقیر میں بہت مفصل ہے خلیا جامعہ (اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳ ربیع الاخریٰ شریف ۱۳۲۰ھ

مسئلہ ۱۶۲ مسئلہ شریعت علی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نمازی کے آگے سے نکلنے والا گنہگار ہوتا ہے اور اُس کی نماز میں تو کوئی حائل واقع نہیں ہوتا ہے اور نمازی کے آگے سے کس قدر دور تک گزرنے کرنا چاہئے؟

الجواب

نماز میں کوئی غفل نہیں آتا نکلنے والا گنہگار ہوتا ہے، نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوار قبلہ تک نکلنا جائز نہیں جب تک بیچ میں آئے ہو اور صحرا یا بڑی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع بود تک نکلنے کی

ابازت نہیں اس سے باہرکل سکتا ہے۔ موضع سجود کے یہ معنی ہیں کہ آدمی جب قیام میں اپنی خشت و خضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر جائے یعنی جہاں سجدے میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جائے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہے جہاں تک آگے بڑھ کر جائے وہ سب موضع میں ہے اس کے اندر نکلا حرام ہے اور اس سے باہر جائز۔ در مختار میں ہے :

مرورہ فی الصحراء اذ فی مسجد کسیر
بموضع سجود فی الاصح او مرورہ بیت
یدیه الی حائط القبلة فی بیت و مسجد
صغیر فانه کبقعة واحدة۔
روا مختار میں ہے :

قوله بموضع سجودہ كما فی الدرر و هذا
مع القيود التي بعدہ انما هو للاثم و الا
فانہذا منقطع مطلق قوله فی الاصح
صحیحہ التمریناشی و صاحب السنن
اختارہ و هو الا سلام و رخصہ فی النہایة
والفتنة انه قد رما یقع بصرة علی الممار
لوصفی بخشوع یراہیا بصرة الی موضع
سجودہ اذ مختصرا۔

گزرنے والے پر رُخ ہے، اور خشت سے مراد یہ ہے کہ وہ سجدہ کی جگہ دیکھنے کا ارادہ کئے ہوئے ہو اور تلخیص (ت) منکر الخلق میں بخشوع سے ہے :

انصحبہ مقدار منتهی بصرة و هو موضع
سجودہ وقال ابو نصر مر حمة الله تعالی
علیہ مقدار ما بین الصوف الاول و بین

لہ در مختار باب فی الصلوة و ما یکرہ فیہا
لہ روا مختار
مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی، تجارت
مصطفیٰ البابی مصر
۹۱/۱
۲۶۹/۱

ہے اور یہ پہلے کے عین مطابق ہے البتہ دوسرے الفاظ میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شیخ منہاج المکرّم رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو پڑھا وہ یہ ہے کہ نمازی شروع والوں کی نماز ادا کر رہا ہے اور اس کی نگاہ گزرتے والے پر پڑ سکتی ہے ، اور یہ عبارت نہایت ہی واضح ہے ۔ (ت)

مقدم الامام و هذا عين الاول و يمكن لعبارة اخرى قال رحمه الله تعالى عنه وفيها قرأ ما على شيخنا من حاج الاثمة رحمه الله تعالى فان يصوب حيث يقع بصيرة ويصلى صلاة الخاشعين و هذه العبارة اوضح

علامہ شامی فرماتے ہیں ،

آپ نے دیکھا کہ انہوں نے تمام اقوال کو ایک قول قرار دیا اور اختلاف فقط عبارت میں ہے معنی میں نہیں ۔ (ت)

فانظر كيف جعل الكل قولاً واحداً وانما الاختلاف في العبارة لا في المعنى

نیز رد المحتار میں ہے ،

ما تن كقول " في بيت " اس کے ظاہر سے پتا چلتا ہے کہ وہ مسجد چھوٹی مسجد ، قسستانی میں ہے مناسبت یہ ہے کہ دار اور بیت کو مسجد صغیر کے حکم میں داخل کیا جائے ۔ (ت)

(قوله في بيت) ظاهرة ولو كبريا وف القسطنطينية وينسب ان يدعى فيه في حكم المسجد الصغير الدار والبيت

روایہ کہ مسجد صغیر و کبیر میں کیا فرق ہے ، فاصل قسستانی نے لکھا چھوٹی مسجد وہ کہ چالیس گز کم سے کم ہو رد المحتار میں قسستانی سے ہے کہ چھوٹی مسجد سے مراد وہ ہے جو ساٹھ فٹ سے کم ہو ، بعض فقہ چالیس ہاتھ کہا اور مختار یہی ہے جیسا کہ اس کی طرف جو اہر میں اشارہ ہے ۔ (ت)

فرد المحتار (قوله ومسجد صغير) هو اقل من ستين ذراعاً وقيل من اربعين وهو المختار كما اشار اليه في الجواهر

مطبوعہ ایچ ایم سیہ کتب گراچی ۱۵/۲

مصحف ، بابی مصر ۲۶۹/۱

” ” ” ” ” ” ” ” ” ”

باب ما ينشد الصلوة وما يكره فيها

مطلب اذا قرأ تعالى بعدك الخ

” ” ” ” ” ” ” ” ” ”

سنة منحة الخاق حاشية ابن رائق

سنة تقريرات الرافعي على رد المحتار

سنة رد المحتار
سنة رد المحتار

اقول یہاں گزے گز مسامت مراد ہونا چاہئے

لَا تِلْكَ إِلَّا تِلْكَ بِالْمَسْجُودَاتِ كَمَا قَالَه لَكُمَا
قَاضِي خَانِ فِي الْمَاءِ فَهَذَا هُوَ الْمَتَّحِينَ
بِالْأَوَّلَى -

کیونکہ مسوحات کے یہی زیادہ مناسب ہے جیسا کہ
قاضی خاں نے پانی کے بارے میں کہا، پس یہاں
بطریق اولیٰ ہی متعین ہوگا۔ (ت)

اور اگر مسامت ہمارے اس گزے کے آرتالیس اُجھل یعنی تہی فٹ کا ہے ایک گز دو گز اور دو تہائی گز ہے کما
بیتنا فی بعض فٹ و نٹ (جیسا کہ ہم نے اپنے بعض فتاویٰ میں اسے بیان کیا ہے۔ ت۔ تو اس گزے
چالیس گز مکسر ہمارے گزے چون گز سات گزہ اور گزہ کا فواں حصہ ہوا کما لا یخفی علی المحاسب
(جیسا کہ محاسب دان پر مخفی نہیں ہے۔ ت۔) تو اس زعم مقام پر ہمارے گزے چون گز سات گزہ مکسر
مسجد صغیر ہوتی اور سات سے چوں (۵۴) گز مسجد کبیرہ ہے وہ کہ انہوں نے لکھا اور علامہ شامی نے اُس میں اُن کا
اتباع کیا۔

اقول اگر یہ شبہ ہے کہ فاضل، کہہ کر کہ جنرت جو اہرے گزہ، جہالت جو اہر الفتاویٰ دربارہ دار ہے
ذکر دربارہ مسجد۔ مسجد کبیرہ صرف دو سے جس میں مثل صمۃ "ابن صفوت شرط ہے جیسے مسجد خازم کہ سولہ ہزار ستون
پر ہے، باقی عام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکسر ہیں مسجد صغیر ہیں اور ان میں دوا قبلہ تک بلحاظ مردوں جائزہ
کما بیتنا فی فٹ و نٹ (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تفصیل بیان کیا ہے۔ ت۔) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از کلکتہ فوجداری بالا خانہ ۳۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب آفریح الاخری ۱۳۱۸
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر امام کو قعدہ اولیٰ میں اپنی عادت سے دیر لگ اور مقتدی نے
بخیاں اس امر کے کہ امام کو سہو ہوا ہو گا کبیرہ یا از بلند بنا بر اطلاق امام کسی تو نماز مقتدی کی فاسد ہوتی یا
نہیں؟ یتینوا متوجہ (۱) بیان کردہ اور ابر پاؤ۔ (ت)

الجواب

ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ بتانا اگرچہ لفظ قرات یا ذکر
مثلاً تسبیح و تکبیر ہے اور یہ سب اجزاء اور اذکار نماز سے ہیں مگر معنی کلام ہے کہ اس کا حاصل امام سے خطاب
کرنا اور اُسے سکھانا ہوتا ہے یعنی تو ہوں اس کے بعد مجھے یہ کرنا چاہئے، پر ظاہر کہ اس سے یہی غرض مراد
ہوتی ہے اور سامع کو بھی یہی معنی مفہوم، تو اس کے کلام ہونے میں کیا شک رہا اگرچہ صورت قرآن یا ذکر، و
لہذا اگر نماز میں کسی تجنی نامی کو خطاب کی نیت سے یہ آیت کریمہ یَسْمَعُ خَلِیْلُکَ یُکَلِّمُکَ پڑھی بالاتفاق نماز

جاتی رہی حالانکہ وہ حقیقت قرآنی ہے، اسے بنا پر قیاس یہ تھا کہ مطلقاً بتانا اگرچہ بر محل ہو مفسد نماز ہو کہ چپہ
بلخ معنی کلام ٹھہرا تو بہر حال افساد نماز کرے گا مگر حاجت اصلاح نماز کے وقت یا جہاں خاص نص وارد ہے چپہ
انہ سے اس قیاس کو ترک فرمایا اور بجگہ استحسان جس کے اعلیٰ وجہ سے نص و ضرورت ہے جواز کا حکم دیا، و لہذا ایسی یہ
ہے کہ جب امام قرأت میں بٹولے مقتدی کو مطلقاً بتا دے اگرچہ وہ واجب پڑھ چکا ہو اگرچہ ایک سے دوسرے
کی طرف انتقال ہی کیا ہو کہ صورت اولیٰ میں گواہ واجب ادا ہو چکا ہو احتمال ہے کہ نہ کئے الجھنے کے سبب کوئی نقص
اس کی زبان سے ایسا نکل جائے جو مفسد نماز ہو لہذا مقتدی کو اپنی نماز درست رکھنے کے لئے بتانے کی حاجت
ہے، بعض نوام حفاظ کو مشاہدہ کیا گیا کہ جب تراویح میں بٹولے اور یاد نہ آیا تو ایں آل یا اور اسی کی قسم الفاظ
بلخ معنی ان کی زبان سے نکلے اور فساد نماز کا باعث ہوئے، اور صورت ثانیہ میں اگرچہ جب قرأت رواں ہے تو
صحت بابت چھوٹ جانے سے فساد نماز کا اندیشہ نہ ہو مگر اس بات میں شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
نص وارد،

اور وہ سرورہ مومنین کے بارے میں حدیث وارد ہے
تحقق سے قیاس میں اور دیگر فقہائے مختلف کتب
میں اسے ذکر کیا ہو جو دیکھ دیگر احادیث اس باب
میں مطلق ہیں جیسا کہ حلیہ میں مفسدات صلوٰۃ کے
باب میں بیان ہوا ہے اقول (میں کہتا ہوں)
سب سے احسن تمسک کے لئے وہ حدیث ہے
جسے ابو داؤد اور عبد اللہ بن امام احمد نے ذکر کیا
میں حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی
تو آپ نے ایک آیت چھوڑ دی ایک آدمی نے
عرض کیا یا رسول اللہ! آیت تو ایسے ہے، تو
آپ نے فرمایا: تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرائی۔ اور
وہ اس لئے کہ حدیث ہو ایک کلمہ کے ترک پر لقمہ لینے

و هو حدیث سورة المومنین الذی ذکرہ
المحقق فی المفتاح و لعلہ فی غیرہ مع اطلاق
احادیث اخرہ و اردو فی الباب تمہید
فی الحلیۃ من المفسدات اقول و الاحسن
من کل ذلک التمسک بما خرج ابو داؤد و
عبد اللہ ابن الامامہ فی روایہ المسمند
عن مسور بن یزید المائکی قال قال صلی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فترک آیتہ فقال لا رجا لیا رسول
اللہ آیتہ کذا و کذا فقال ہذا ذکر تہنیت
و ذلک لانت حدیث المفتاح فی ترویش
کلمۃ و هو انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قرأ فی الصلاۃ سورة المومنین

فترك كلمة فلما فرغ قال الحمد لله فيكم
 أبي قال بلى قال هلا فتحت علي فظاهرو
 ان حكومتك كلمة اضيق من حكم الانتقال
 من آية الى آية وآشعل على كبره الله تعالى
 وجهه اذا استطعتمكم الا مامر فاطمسون
 سرور سعيد بن منصور في سننه وذكره
 في الحية والفتحة فيها اذا سكنت الا مامر
 ينظر الفتحة وحديث النسب رضي الله
 تعالى عنه كما تفتحه على عهد رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم على الائمة
 رواه الدارقطني والحاكم وصححه
 مجمل بخلاف ما ذكرنا فيه تصحيحه
 ترك آية وان كان قد يقا من هذا
 على ما تمسك به في الفتحة من حديث
 الكلمة انهما من وقائع العيت ليس
 فيهما ان ذلك كان بعد ثلاث او قبلها
 بخلاف اس حدیث کے جو ہم نے ذکر کی اس میں ترک آیت کی تصریح ہے اگرچہ اس آیت کے ترک والی اردو
 حدیث جس میں کلمہ کا رک نہ کرنا ہے جس سے فتح القدر میں استدلال کیا گیا ہے پر اعتراض کیا گیا ہے یہ خاص
 واقعات ہیں اس میں اس بات کا ذکر نہیں کہ یہ تین آیات پڑھنے کے بعد ہوا یا پہلے ہوا۔ (ت)
 ولذا اگر کوئی مکان میں آنے کا اذن چاہے اور یہ اس غرض سے کہ اسے نماز میں ہونا معلوم ہو جائے
 تسبیح یا تکبیر یا تہلیل کے نماز فاسد نہ ہوگی کہ اس بارے میں بھی حدیث وارد

۱/۳۳۸	مطبوعہ نوریہ غفرہ سکھ	۱/۳۳۸	فتح القدر باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا
۱/۳۹۱	نشر السنۃ ملق	۱/۳۹۱	فتح القدر باب تلطیق المأموم بالمأموم الخ

و هو على ما ذكر علمائنا في الهداية و
الكافي والتبيين والفتح والحلية والعينة
والبحر وغيرها حديث سهل بن سعد عن
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من
نا به شئ في مسلاته فليس به الخرجه
الشيخات وغيرهم اقول والا قرب
ما اخرج احمد في المسند عن علي
كرم الله تعالى وجهه قال كان في ساعة
من السحر اذ دخل فيها علي رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم فامت كان
قائما يهبط صبح في الحديث .

یہ اس حدیث کے مطابق ہے جو ہمارے علمائے
دایہ کافی، تبیین، فتح، حلیہ، غنیہ اور بحر وغیرہ
میں حضرت سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
کیا کہ جس شخص کو نماز میں کوئی واقعہ درپیش ہو
و تفسیر کے۔ اسے بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت
کیا ہے۔ اقول (میں کہت ہوں، سب سے
اقرب وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے سند
میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے
نہ میرے۔ نہ سحری کے وقت میں ایک خاص
وقت تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تو تفسیر پڑھ کر مجھے اندر آنے کی
اجازت دیتے الخ الحدیث (ت)

پس جو بتانا حاجت و نص کے مواضع سے جدا ہو وہ بیشک اصل قیاس پر جاری رہے گا کہ وہاں
اُس کے حکم کا کوئی معارض نہیں اس لئے اگر غیر نمازی یا دوسرے نمازی کو جو اس کی نماز میں شریک نہیں یا
ایک مقتدی دوسرے مقتدی یا امام کسی مقتدی کو بتائے قطعاً نماز قطع ہو جائے گی کہ اس کی غلطی سے
اس کی نماز میں کچھ غلط نہ آتا تھا جو اسے حاجت اصلاح ہوتی تو بے ضرورت واقع ہوا اور نماز گئی بخلاف
امام کہ اس کی نماز کا غلط یعنی مقتدی کی نماز کا غلط ہے تو اس کا بتانا اپنی نماز کا بتانا ہے تبیین و تحقیق
میں ہے،

ما تین کا قول (نمازی کا اپنے امام کے غیر کو مقتدی نہ)
کیونکہ یہ غیر ضرورت تعلیم و تعلم ہونے کی وجہ سے
لوگوں کے کلام کی طرح ہو گا۔ اس کا قول اپنے

قوله وفتحہ علی غیر امامہ) لانه تعلیم
و تعلم من غیر ضرورۃ فکان من کلام
الناس و قوله علی غیر امامہ یشمل فتح

المقتدی علی المقتدی وعلی غیر المصلي
 وعلی المصلي وحده وفتح الامام والمتفرق
 علی ای شخص کان وکل ذلك مفسد الا
 اذا قصد به التلاوة دون الفتح اه ملخصا
 اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی جب تلاوت مقصود ہو، لقمہ دینا مقصود نہ ہو اور تلخیصاً (ت)
 در مختار میں ہے :

یفسد ہا کل ما قصد به الجواب او الخطاب
 کقولہ لمن اسمع عجمی یا یحییٰ خذ الکتاب
 بقوة اھ ملخصا
 ہر وہ شے نماز کو فاسد کر دے گی جس سے جواب
 یا خطاب مقصود ہو جیسا کہ عجمی نامی شخص کو یہ
 کہنا یا یحییٰ خذ الکتاب بقوة اسے کہی !
 کتاب کو مضبوطی سے پکڑ، اھ ملخصاً (ت)

رد المحتار میں ہے :

قوله او الخطاب الخ هذا مفسد بالاتفاق
 وهو صحا اور دفعہ علی اصل الی یفسد
 فانه قرآن لہ یوضع خطا بالمن خاطبه
 المصلي وقد اخرجہ بقصد الخطاب من
 کونہ قرآن انا وجعلہ من کلام الناس
 (دہریہ ہے) کہ اس نے اسے قصد خطاب کے طور پر قرآن ہونے سے خارج کیا اور اسے کلام الناس
 میں شامل کر دیا ہے (ت)

علامہ ابن امیر الحاج علی علیہ میں فرماتے ہیں :

الذی یفتتح کاند یقول خذ منی کذا
 والتعلیم لیس من المصلاۃ فی شیئ
 لقمہ دینے والا گویا کہہ رہا ہوتا ہے کہ "مجھ سے
 یہ لے لو" اور سکھانا نماز کا حصہ نہیں اور ایسی

۱۵۶/۱	مطبوعہ امیرہ کبریٰ بولاق مصر	باب ما یفسد الصلۃ وما یکرہ فیہا	سہ تبیین الحقائق
۸۹/۱	مطبع مجتبائی دہلی	" " " "	سہ الدر المختار
۳۵۹/۱	مطبعہ ابائی مصر	" " " "	سہ رد المحتار

و ادخال ما ليس منها فيهما يوجب فسادهما
وكانت قضية هذا المعنى ان تفسد
صلواته اذا فتح على اصابه فكن سقط
اعتبار التعديل للاحاد يمشي و
الحاجة الى اصلاح صلاة نفسه
فما عدا ذلك يعمل فيه بقضية
القياس اذ ملخصها بالمعنى .

شی کا نماز میں داخل کرنا جو نماز میں سے نہیں نماز
کے فساد کا سبب ہے۔ اس بات کے پیش نظر
ہو تا یہی چاہئے کہ جب امام کو فقرہ دیا جائے تو بھی
نماز فاسد ہو جائے لیکن اس صورت میں نماز کے
فساد کا حکم اس لئے جاری نہیں کیا جاتا کہ احادیث
میں اس کی اجازت ہے اور نماز کی اصلاح کی بھی
حاجت ہے البتہ اس کے علاوہ دیگر صورتوں میں
قیاس پر عمل کیا جائے گا (یعنی نماز فاسد ہو جائیگی)
مخلصاً بالمعنى . (ت)

اُسی میں ہے :

هذا قد استعمل في موضع الجواب وقد
امر يد ذلك منه وفهم فيصير من هذا
الوجه كلام الناس فيضد وان لم
يكن من حديث الضعيفة في الاصل من
كلامهم فالقياس فساد الصلوة الا ان
تركناه بالنص والمعدول به عن القياس
لا يقاس عليه احد ملخصها .

یہ جواب میں مستعمل ہے اور یہاں وہی مراد در مفہوم
ہے لہذا یہ لوگوں کے کلام میں سے ہونے کی وجہ
منفی نہ ہے اگرچہ مخالف کے لحاظ سے لوگوں کے
کلام میں سے نہیں۔ تو قیاس کا تقاضا ہے کہ نماز
فاسد ہو جائے مگر نص کی بناء پر قیاس ترک کر دیا اور
جو خود خلاف قیاس ہوں اس پر قیاس نہیں کیا جاتا
اح ملخصاً (ت)

اُسی میں ہے :

امان فتح بعد ما قرأ قدر ما تجوز به
الصلوة تفسد (ش) لانه ليس فيه اصلاح
صلاته فيبقى تعيماً وجواباً له وان اخذ
لاماً بفتحه تفسد صلاة العكس (م)

(م) اگر یہ فقرہ اتنی قرأت کے بعد دیا جس سے نماز
ہو جاتی ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی (شرح)
کیونکہ اس میں اس کی نماز کی اصلاح نہیں ہے لہذا
یہ تعلیم و جواب ہو گا اور اگر امام نے فقرہ لے لیا تو تمام

لے ملية المحلى شرح نية المصل

لے لے لے لے لے

الصحيح لاوش كذا في الخاتمة والمختلصة
ولنص القاضي في شرح الجامع الصغير انه
الاصح وعلمه هو وغيره بانه لو لم يفتح ربما
جری علی لسانه ما يكون مقصدا فكلمات
بمنزلة الفتح والاولی فی التعلیل حدیث
السور بن یزید واطلاق ما روی عن علی و
عن انس رضی الله تعالی عنهما وان انتقل
الامام الی آیه اخرى ففتح علیه بعد
الانتقال لتفسد شئ بوجود التلقین من
غير ضرورة کذا فی الهدایة وغیرها وجعل
صاحب الذخیرة هذ محکیا عن القاضي
الامام ابی بکر المزین جری وان غیره من
المشائخ قالوا لا تفسد کذا القدر من
المحیط واخذ من هذ صاحب النهاية ان
عدم الفساد قول جامعة المشائخ ووافقه
شیخین من حمم الله تعالی علی ذلک وهو
الاولی لاطلاق الشخص الذی روینا اه
مخلصها۔

اور ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے اسی کی موافقت کی ہے اور یہ ان رجحانوں کے اطلاق کے بھی زیادہ موافق ہے جن کا
ہم نے ذکر کیا ہے اہ تمیضا (ت)

فتح القدر میں ہے،

خریج قصد اعلام الصلاة بالحديث لانه
لغير تخير بهزيمة فيبقى ما رواه علي

نماز فاسد ہو جائے گی (تمن) صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد
نہیں ہوتی (شرح) اسی طرح غایہ اور خلاصہ میں
ہے اور قاضی نے شرح جامع الصغير میں کہا ہے کہ
یہی اصح ہے اور انہوں نے اور دیگر لوگوں نے علت
یہ بیان کی ہے کہ اگر وہ فقرہ نہیں دے گا تو بعض
اوقات امام کی زبان پر ایسی چیز جاری ہو جاتی ہے
جو نماز کے لئے مفید ہوتی ہے اس لئے وہ فقرہ ہوگا
حضرت مسور بن یزید سے مروی اور وہ جو حضرت
علی اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے مروی روایات
کا اطلاق علت کے بیان کے لئے بہتر ہے (تمن) اور
اگر امام کسی دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا اور
انتقال کے بعد فقرہ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی
در شرح کہ کہ یہ غیر ضرورت کے تلقین ہے، ہدایہ
وغیر میں اسی طرح ہے اور صاحب ذخیرہ نے اسے
قاضی امام ابو بکر الزرکری نے نقل کیا ہے اگرچہ ان
کے علاوہ دیگر مشائخ کہتے ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہوتی
محیط سے اسی طرح منقول ہے، اسی صاحب نہایت
نے لیا اور کہا کہ اکثر مشائخ کا قول عدم فساد ہے

نماز میں ہونے کی قصد اطلاع کرنا حدیث کی وجہ سے

مضرات سے خارج ہے نہ اس لئے کہ اس کے

نماز میں ہونے کی قصد اطلاع کرنا حدیث کی وجہ سے

مضرات سے خارج ہے نہ اس لئے کہ اس کے

مضرات سے خارج ہے نہ اس لئے کہ اس کے

عزم و ارادہ سے تغیر نہیں ہوا لہذا اس کے علاوہ
مذہب میں منع ہی نہیں لگا (ملخصاً) (ت)

جب یہ اصل محمد بن ابی بکر صورت مسئلہ واضح ہو گیا تو ہر ہے کہ جب امام کو قعدہ اولیٰ میں دیر ہوئی اور
مقتدی نے اس گمان سے کہ یہ قعدہ اخیرہ سمجھا ہے تنبیہ کی تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو واقع میں اس کا گمان
غلط ہو گا یعنی امام قعدہ اولیٰ ہی سمجھا ہے اور یہ اس وجہ سے ہوئی کہ اس نے اس بار التّحیات زیادہ تریل سے
ادا کی جب تو ظاہر ہے کہ مقتدی کا بتانا نہ صرف بے ضرورت بلکہ محض غلط واقع ہوا تو یقیناً کلام مظلوم اور مقصد نماز ہوا
لقول المحلیۃ انما وراء ذلك العمل فیہ
بقتضیۃ القیاس و لقول المحدثین لا یجوز
القیاس لایقاس علیہ و لقول المفتی یمتی
ما وراء علی المنع و لقول التبعین لایقاس
علیہ غیرہ و هذا واضح جدّاً

علیہ کے ان الفاظ کی وجہ سے کہ ان کے علاوہ میں
قیاس پر عمل ہو گا اور اس کے اس قول کے پیش نظر
کہ خلاف قیاس پر قیاس نہیں ہو سکتا اور فتح
کے قول کہ اس کے علاوہ منوع ہوں گے اور
تبعین کے قول کہ اس پر غیر کو قیاس نہیں کیا جاسکتا

اور یہ نہایت ہی واضح ہے (ت)

یا اس کا گمان صحیح تھا فوراً کہتے تو اس صورت میں بھی اس بتانے کا محض مفاد بے حاجت واقع ہوتا اور اصلاح نماز
سے اصلاً تعلق نہ رکھنا ثابت کہ جب امام قعدہ اولیٰ میں اتنی تاخیر کر چکا جس سے مقتدی اس کے سہو پر مطلع ہوا
تو لاہرم یہ تاخیر بقدر کثیر ہوئی اور جو کچھ ہونا تھا یعنی ترک واجب و لزوم سجدہ سہوہ ہو چکا اب اس کے بتانے سے
مرفیع نہیں ہو سکتا اور اس سے زیادہ کسی وہ سر سے فعل کا اندیشہ نہیں جس سے بچنے کو یہ فعل کیا جائے کہ نہایت
درجہ بٹول کر سہوہ پھیر دے گا پھر اس سے نماز تو نہیں جاتی وہی سہوہ کا سہوہ ہے گا اہل جس وقت سلام
شروع کرتا اس وقت حاجت محقق ہوئی اور مقتدی کو بتانا چاہئے تھا کہ اب نہ بتانے میں خلل و فساد نماز کا اندیشہ
ہے کہ یہ تو پنے گمان میں نماز تمام کر چکا، عجیب نہیں کہ کلام وغیرہ کوئی قاطع نماز اس سے واقع ہو جائے اس سے
پہلے نہ خلل واقع کا از الہ تعالیٰ نہ خلل آئندہ کا اندیشہ تو سوا فضول و بے فائدہ کے کیا باقی رہا، لہذا مقتضائے نظر
فقہی پر اس صورت میں بھی فساد نماز ہے نظیر اس کی یہ ہے کہ جب امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر پورا کھڑا ہو جائے
تو اب مقتدی بیٹھنے کا اشارہ نہ کرے ورنہ ہمارے امام کے مذہب پر مقتدی کی نماز جاتی رہے گی کہ پورا کھڑے
ہونے کے بعد امام کو قعدہ اولیٰ کی طرف عودنا جائز تھا تو اس کا بتانا محض بے فائدہ رہا اور اپنے اصل حکم کی رو

در مقصد نماز ہوا، بکرا لڑائی میں ہے۔

وعرض للامام شئ فسيب الامام مودلا ياسب
به لان المقصود به اصلاح العلوة فسقط حكم
الكلام عند الحاجة الى الاصلاح ولا ياسب
للامام اذا قام الى الاخيرين لانه لا يجوز
له الرجوع اذا كان الى القيام اقرب فلو يكن
التبيح مفيد كذا في الهدى فربما
فاد العلوة به لان ايق من فادها به
عند قصد الاعلام واما ترك التحديث
الصحيح من تأييد شئ في صلاته فليس بـ
فداحة لم يعمل بالقياس فعند
عدمها يبقى الامر على اصل القياس
ثم رأيت في المجتبى قال: لو قد مر
الثالثة في الظهر قبل ان يقعد فقل
المقتدى سبحانه الله قيل لا تغد و
عن كثره تغد عند قوله به انتهى
ما نقله عن البحر كذا وقوله عندهما
يريد به الطرفين فان مذهبهما تعبير
الذكر بتعريف نزيهة خلافا لابي يوسف
فعند ما كان ذكر البصيفة لا تعمل فيه
النية وكذا قوله اعني المجتبى توسيع
او هل يريد شرحا من فعل او امر به
فسدت عندهما فاما اراد الطرفين

باب ما يقضه الصلاة وما يكروه فيها

اگر امام کو عارضہ پیش آگیا مقتدی نے لقمہ دیا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے مقصود نماز کی اصلاح ہے لہذا حاجت اصلاح کی وجہ سے اس سے حکم کلام ساقط ہو گیا، اگر امام آخری دو رکعات کی طرف اٹھ جائے تو اسے لقمہ نہ دیا جائے کیونکہ اگر وہ قیام کے زیادہ قریب ہے تو اب اس کے لئے لوٹنا جائز نہیں لہذا لقمہ اس کے لئے مفید نہیں۔ البتہ ایسے ایسے ہیں، اور اس سے نماز فاسد ہو جانی چاہئے کیونکہ یہ قیاس کا تقاضا ہے کہ جب مقصود امام کو اصلاح ہو تو نماز فاسد ہو جائے البتہ اس حدیث صحیح کی بنا پر اس قیاس کو ترک کر دیں گے کہ جس کو نماز میں کوئی واقعہ پیش ہو تو وہ سب سے کہہ دو حاجت کے پیش نظر قیاس پر عمل نہ ہوگا اور جب حاجت نہ ہوگی تو معاملہ اصل قیاس پر ہی رہے گا پھر میں نے غلطی میں دیکھا اگر نماز ظہر میں امام قعدہ کے بغیر تیسری رکعت کی طرف اٹھا اور مقتدی نے سبحان اللہ کہا تو بعض کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ امام کرنی سے منقول کہ طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی مگر یہاں بحر سے منقول جہارت ختم ہو گئی قلت اس کا قول معتد ہوتا ہے مرد طرفین میں کیونکہ انہی کا قول ہے کہ تبدیلی مزم سے ذکر تبدیل ہو جاتا ہے

مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/۷

4

/// // // //

رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثم اقول وبالله
التوفیق لا یبعد ان یموت قام
فی القیل لاسراۃ کقولہ تعالیٰ
یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی
الصلوۃ فادبروا وادبروا لکفرخی للحقیقۃ
کقولہ تعالیٰ وانه لما قام
عبد اللہ یدعوہ الایۃ وهذا جمہ
حکم ترفع حسن ان شاء اللہ تعالیٰ
والا فلا شک ان الدلیل مع
الکفرخی وانه ہو قضیۃ مذهب
الامام والامام محمد رضی
اللہ تعالیٰ عنہما فعلیہ
لیکن التعلیل قام قیل
فی القیل لواسراۃ فاما
الموجبہ لتخصیص المسئلۃ
بالذکر فانہا معلومۃ من
اطلاق قولہم لو عرض
للامام ثم الخ اقول بل
کان لتوہم ان یتوہم
عدم الجواز ہننا مطلقا
کما یتوہم من ظاہر لفظ
البداۃ لا یمسح للامام اذا قام

بخلاف امام ابو یوسف کے ان کے نزدیک الفاظ ذکر
میں نیت کا دخل نہیں ہوتا، اسی طرح اس یعنی المجتہد
کا قول اگر اس نے سبحان اللہ کہا یا لا الہ الا
اللہ، اور اس سے مقصد کسی عمل پر زجر نہ کسی عمل کا
حکم ہو تو ان دونوں کے نزدیک نماز کا سد ہو جائیگا۔
اس سے مراد طرفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔
اقول: واللہ التوفیق (پھر میں اللہ تعالیٰ کی
توفیق سے کہتا ہوں۔) یہ بھی ممکن ہے کہ مجتہد کی
جہارت میں قائم کا معنی ارادہ ہو جیسا کہ متنبی
کے اس ارشاد گرامی میں ہے "اسے بل ایمان!
جب تم نماز کا ارادہ کرو" اور روایت کفرخی میں حقیقی
معنی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "جب
اللہ کا بند کفر برپا پئے رب کو بکار تاسے" آپ
نے دیکھا یہ نہایت ہی اچھا تعاقب ہے ان شاء
اللہ تعالیٰ اور نہ اس میں کوئی شک نہیں کہ دلیل
کفرخی کا ساتھ دیتی ہے اور یہی ضابطہ ہے امام اعظم
اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا اس
بنیاد پر اس پر اعتماد کرنا چاہئے، اگر سوال ہو کہ
جہارت میں اگر ارادہ مراد ہے تو اس مسئلہ کا خصوصاً
کیوں ذکر ہو؟ کیونکہ اس کا علم تو فقہائے اس
قول اگر امام کو کوئی عارضہ لاحق ہو کے اطلاق سے
ہی برہنہ ہے اقول (میں کہتا ہوں) کیوں نہیں

الی الاخرین حیث لم یفصل و الماوی
 علی الوهم انت المقتصد
 لا یطلم علی قیام الامام بفورۃ
 بل یتاخر و ذلك من افاضته
 فی القیام و لو لحطت کما هو معلوم
 مشاهد فمندی که یسبح ثم الامام
 لا ینبہ بفور ما بدأ المقتصد
 بحرف التبیح بل یتاخر و لو
 لحظۃ ثم هو سربما لا یتذکر
 بمجود السماع والتنبہ علی تبیحه
 بل قد یحتاج الی شئ من
 المتامل فهذه ثلث وقفات و
 الامام اذا نهض نهض ولم
 یکن فیہ تدرج یقتضی مکثا
 معتدایہ فریما لا یتنبہ بتبیحه
 الا بعد ما فات وقت العود لاسیما
 علی قول من قال بغواته اذ
 اقرب الی القیام کما هو
 مختار صاحب البدائع و
 الهدایة والوقایة والکنز
 وغیرهم من الجملة الکرام
 وانت کان الاصح العبرة بتمام القیم
 کما اعتمد فی مواهب الرحمن و نور الایضاح

گویا کوئی وہم کرنے والا یہ تصور کر سکتا تھا کہ یہاں مطلقاً
 فوراً جاتے ہیں جیسا کہ بدائع کے ان الفاظ کے ظاہر
 سے وہم کیا جاسکتا ہے کہ امام جب آخری رکعتوں کی
 طرف کھڑا ہو جائے تو سبحان اللہ نہ کہا جائے
 تو یہاں انہوں نے کوئی فرق نہیں کیا اور یہاں
 فساد و ہمہ پات ہے کہ مقتدی فی الفور امام کے
 قیام پر مطلق نہیں ہوتا بلکہ قیام کی طرف مائل ہونے کے
 بعد مطلع ہوتا ہے اگرچہ کچھ لحاظ ہی ہوں جیسا کہ معلوم
 و مشاہد ہے تو اس وقت مقتدی سبحان اللہ
 کہے گا پھر امام بھی مقتدی کے فوراً ہی فوراً متوجہ
 نہیں ہوتا بلکہ معاملہ متاخر ہوتا ہے خواہ ایک لمحہ
 بعد ہی ہو، پھر بعض اوقات اسے صرف سماع اور
 توجہ دلائے سنیں آجاتا بلکہ کچھ نہ کچھ غور و فکر کا
 محتاج ہوتا ہے، تو یہ تین وقفے ہونے تو امام جب
 کھڑا ہوتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے اس میں ایسی تدریج
 نہیں جو قابل ذکر ٹھہرنے کا تعاضد کرے، بعض اوقات
 مقتدی کی تسبیح سے بھی متوجہ نہیں ہو پاتا مگر اس وقت
 جب ہونے کا وقت ختم ہو چکا ہو خصوصاً اس قول کے
 مطابق جو کہتے ہیں کہ جب قیام کے زیادہ قریب ہو تو
 رجوع فوت ہو جاتا ہے جیسا کہ صاحب بدائع، حذیر
 وقایہ، کنز اور دیگر مبطل القدر فقہانے اختیار کیا ہے
 اگرچہ اصح یہ ہے کہ اعتبار کامل قیام کا ہے جیسا کہ اس
 پر مواہب الرحمن، نور الایضاح، تنویر الفتح،

والتنوير والفتح والدر المختار وغيرها
وجعله في الدر ظاهر المنهيب و اذا
كان الامر على ما وصفنا لك فحسب
ان يتوهم كونه عيبا مطلقا فيحكم
بفساد الصلوة به على الاطلاق فحسب
الحاجة الى التصحيح بذلك فان
المسحوق هو كونه مفيدا حين وقوعه
وهو كذلك في فور القيام ولربما يرد
لعود به بل ربما يقيم وهذا حسبه
ولا يضره ان تعجل الامام ولم يلتفت
كما اذا فتم ولم ياخذ قال قلت يَحْتَمِلُ
ان الامام لما ظن ان صلاته تمت
لعله يعتمد الكلام و قد ذهب
او الضحك قبل ان يسلم
قلت هذا في خاية البعد ولا
يتوقع من المسلم بل هو
اساءة ظن به والفقير
لا يفتي على نادر فضلا عما
عساه ليريق قط بل
هو احتمال على احتمال لا ف
ظن الامام تمام الصلوة
ايضا غير معلوم كما قد منا
فكانت شبهة الشبهة
ولا عبرة بها اصلا هذا
ما وقع في الحلية

در مختار وغیر میں اعتماد کیا گیا ہے اور در میں اسے
ظاہر مذہب قرار دیا ہے، اور جب معاملہ اس
طرح ہے جو ہم نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے
تو قریب ہے اس کے مطلقاً عیب ہونے کے وہم
پر مطلقاً فساد نماز کا حکم کر دیا جائے لہذا اس کی
تصریح کی حاجت و ضرورت پیش آئی کیونکہ اس کے
وقوع کے وقت لقمہ کا مفید ہونا قابل اعتبار ہے
اور علی الفور قیام کے وقت لقمہ میں یہ صورت ہے اور
یسا اوقات لوٹنے کی امید کی جاتی بلکہ بعض دفعہ لوٹنے کا
وقوع ہوتا ہے اور مفید ہونے کے لئے یہی کافی ہے
اور امام کا جلدی کرنا اور متوجہ نہ ہونا نقصان دہ نہیں
جیسا کہ اس صورت میں جب لقمہ دیا مگر امام نے
نہ لیا۔ اگر آپ سوائے ایک (قدحہ لہیا ہونے پر سلام
سے پہلے لقمہ دینے میں فائزہ ہے) کیونکہ ممکن ہے
امام نے گمان کیا ہو کہ نماز مکمل ہو گئی ہے پھر وہ اذیت
طور پر قبل از سلام کلام کرنے یا چلنے جانے یا ہٹنے کا
ارادہ کر لے قلت (میں کتابوں) یہ نہایت
ہی بعید ہے اور اس بات کی کسی مسلمان سے توقع
نہیں بلکہ کسی مسلمان کے ہارے میں ایسا گمان کرنا
بھی گناہ ہے اور کسی نادر معاملہ پر فتویٰ نہیں ہوا کرتا
چہ جائیکہ جس کا امکان کبھی وقوع نہ ہو بلکہ یہ
احتمال در احتمال ہے کیونکہ امام کا اتمام نماز کا گمان
کرنا بھی معلوم نہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا لہذا یہ تمام
کے گمان کے بعد کلام وغیرہ کا گمان شبہ کا شبہ ہے لہذا
اس کا کوئی اعتبار نہیں، یہ وہ ہے جو حلیہ میں

نقل عن المحيط الرضوی اذا افتتح علی
 امامه یجوز مطلقا لان الفتحة و انت
 کان تعینا و لکن التعلیم لیس بعمل
 کثیر و انه تلاوة حقیقة فلا ینکون مفسدا
 وان لم ینکن محتاجا الیه اه فاقول
 ینجب اس یعمل فیہ لآتم التعلیم علی
 العهد ای هذا التعلیم من المقتدب
 للامام کمثل لام الفتحة فلیس المراد
 الا هذا الفتحة لا مطلقا و لو صحت غیر
 مقتدب عن امامه و ذلك لان کون مطلق
 التعلیم من العهد القلیل باطل بداهة
 و تشهد به فروع فی المذهب متواترات
 بل قد نص فی الفتحة فی نفس مسئلة الفتحة
 ان التکرار لیس بشرط فی المامه ای انت
 الجامع الصغیر لیس بشرط فلا فساد تکرار
 الفتحة بل حکم به مطلق قال وهو المعجم
 و کذا اصححه فی الحاشیة و قد علم هذا صحت
 مذهب الامام فانه اذا جحد کلاما فقلید و
 کثیرا سواء فاعرف و ثبت و بالله التوفیق
 هذا ما عندی و الله سبب حسنہ و
 تعالی اعلم

محیط رضوی کے حوالے سے مذکور ہے کہ امام کر لقمہ دینا
 ہر حال میں جائز ہے کیونکہ لقمہ دینا اگرچہ تعلیم ہے لیکن تعلیم
 عمل کثیر نہیں ہے اور یہ تحقیقت میں تلاوت ہے ہند
 یہ مفسد نماز نہیں اگرچہ اس کی احتیاجی نہ ہو —
 اقول یہاں پر لفظ تعلیم کے لغت نام کو بعد خارجی
 ماننا ضروری ہے کیونکہ اس سے مراد وہی تعلیم ہے جو
 مقتدی کی امام کے لئے جو صیبا کہ الفتح کے لغت نام
 کا معاملہ ہے کیونکہ یہاں لقمہ سے بھی خصوصی لقمہ مراد
 ہوگا بر لقمہ نہیں اگرچہ وہ غیر مقتدی کا امام کہنے ہو وہ
 اس لئے کہ ہر تعلیم کا عمل قلیل ہونا چاہئے باطل ہے اور
 اس پر مذہب کی فروعات بڑی قرات کے سہ ماہ
 مراد میں لفظ میں اس مسئلہ لقمہ میں تصریح ہے
 کہ جامع میں تکرار کو شرط نہیں کیا یعنی جامع صغیر نے
 نماز خاصہ ہونے کے لئے تکرار لقمہ کو شرط قرار نہیں دیا
 بلکہ مطلق حکم جاری کیا اور کہا یہی صحیح ہے اسی طرح
 اسے حاشیہ نے بھی صحیح قرار دیا اور مذہب امام کے
 حوالے سے یہ معلوم ہے کہ جب انھوں نے اسے کلام
 قرار دیا ہے تو اب کلام کے قلیل اور کثیر کا ایک ہی حکم
 ہوگا اسے اچھی طرح جان لو اور ثابت رہو اور
 توفیق اللہ ہی سے ہے یہ ہے جو کچھ میرے پاس تھا
 اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی زیادہ جانتے دانستہ است

مسئلہ ۱۶۲ از کلمۃ تل موقی کل ۱۵ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۲۱ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں اکثر لوگ بے پڑے نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا کے

فرض تنہا پڑھنے کی حالت میں تکبیرات انتہائی بکھر اس غرض سے کہتے ہیں کہ دوسرے نمازی معلوم کریں کہ یہ شخص فرض پڑھتا ہے اور شریک ہو جائیں اس صورت میں جبر کے ساتھ تکبیر رکھنے سے نماز میں فساد ہوتا ہے یا نہیں؟ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے دوسرا شخص آیا اور منتظر اس امر کا ہے کہ یہ نمازی بکھر تکبیر رکھے تو میں شریک ہو جاؤں، چنانچہ اس نے اس کی اطلاع کی غرض سے تکبیر جبر کے ساتھ کہی اس صورت میں نماز فاسد ہوگی یا صحیح؟ یہ دو امور ہیں۔

الجواب

دونوں صورتوں میں اگر نمازیوں نے اصل تکبیرات انتہائی برنیت ادا کی ہے سنت و ذکر الہی عزوجل ہی کہیں اور صرف جبر بہ نسبت اطلاع کی تو نماز میں کچھ فساد نہ آیا۔ رد المحتار میں ہے:

وقال في المحصر صما الحق بالجواب صافي
المحتجب نوسب وادخل يوبد من جواعن
فعل او اسرابه فسدت عند هاء قلت
والظاهر انه لو لم يفسد ولكن جهود لقرأة
لا تفسد لانه قاصد للقرأة واما قصد
الزجر او الامور مجسود من فم الصوت
تأصل له

بحر میں ہے کہ ان چیزوں میں سے جن کا جواب سے تعلق ہے وہ ہیں جو مجتہد میں ہیں اگر مقتدی نے مباحات اللہ کہا یا لا الہ الا اللہ کہا اور اس سے مقصد کسی عمل پر تحریر کسی عمل کا حکم تھا تو ان دونوں (طرفین) کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور میں کہتا ہوں ظاہر یہی ہے کہ اگر اس سے مباحات اللہ نہیں کہا لیکن قرأت بندہ آواز سے کی تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس سے مقصد قرأت ہے اور آواز کی بندی کے ذریعے توصیف زجر یا حکم مقصود ہے تاہل اہل دت۔

اور شک نہیں کہ واقع ایسا ہی ہوتا ہے نہ یہ کہ نفس تکبیر ہی سے ذکر وغیرہ کچھ مقصود نہ ہو صرف بغیر عن اطلاع برنیت مذکورہ کہی جاتی ہو، ہاں اگر کوئی جاہل اہل ایسا قصد کرے تو اس کی نماز ضرور فاسد ہو جائیگی علی قول اکامہ واکامہ محمد خلافاً للامامہ ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم (یہ امام عظیم اور امام محمد کے قول کے مطابق ہے کہ خلافت امام ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رہت، اقول و بیا اللہ التوفیق) میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ تہتیں مقام یہ ہے کہ ان مسائل میں حضرات طرفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک اصل یہ ہے کہ نمازی جس لفظ سے کسی ایسے معنی کا افادہ کرے جو اعمال نماز سے نہیں و

کلام ہو جاتا اور مفسد نماز قرار پاتا ہے اگرچہ فقط فی نفسہ ذکر اہنی یا قرآن ہی ہو اگرچہ اپنے عمل ہی میں ہو، مثلاً کسی عورتی نامی شخص سے نمازی نہ کہنا، عاتلک بیہینٹ یا صومنی (اسے عورتی یا تیر سے ہاتھ میں کیا ہے)، نماز جاتی رہی اگرچہ یہ الفاظ آیت کریمہ ہیں۔ یا التَّحِيَّاتُ پڑھ رہا تھا جب کلمہ تشہد کے قریب پہنچا مؤذن نے اذان میں شہادتیں کہیں اس نے نہ بنیت قرائت تشہد بلکہ بنیت اجمابت مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدًا عبیداً و رسولہ کہا نماز جاتی رہی، اگرچہ یہ ذکر اپنے عمل ہی میں تھا۔ بکر ارائی میں ہے،

اذا ذکر فی التشہد الشہادتین عند ذکر جب دو راہی تشہد شہادتیں کا ذکر مؤذن کے ذکر المؤذن الشہادتین قصد احد قصد شہادتین کے موقع پر کرتا ہے تو نماز فاسد ہو جائیگی الا جابہ اللہ اگر اذان کا جواب مقصود ہو اور (نت)

مگر جبکہ ایسا قصد بغیر وقت اصلاح نماز ہو جیسے مقتدیوں کا امام کو بتانا یا اس کے جواز میں خاص نص آگیا ہو جیسے کوئی دروازہ سے پر آواز دے یہ نماز پڑھتا ہو اس کو مطلق کرنے کے لئے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر کے تصرف ان صورتوں میں نماز نہ جائے گی اور ان کے مادرار میں مطلقاً اسی اصل کی پر عمل ہو کر فساد نماز کا حکم دیا جائے گا۔ فتح حقیر میں ہے،

قلنا خرج قصد اعلام الصلوة بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا نابت احدكم نائبة و هو في الصلوة فليسبح الحمد يث اخرجه المستد لا لانه لم يتغير بعد يث كماله يتغير عند قصد اعلامه فان مناط كونه من كلام الناس كونه لفظاً اعيد به معنى ليس من اعمال الصلوة لا كونه موضع لافادة ذلك فيبقى ما وراة على المتعذر ان قلت وقد اوضحنا المسألة بنقولها فيما تقدم من فتا ونا.

ہم کہتے ہیں کہ نماز میں اصلاح کا قصد حضور علیہ السلام کے ارشاد مبارک کہ جب کسی کو نماز میں کوئی واقعہ پیش آجائے تو وہ تسبیح کے تحت اس حکم سے خارج ہے۔ اس حدیث کو صحاح ستہ نے بیان کیا ہے اس لئے نہیں کہ اس میں تبدیلی بالرادہ نہیں کیونکہ لوگوں کے کلام میں سے ہونے کا مدار اس پر ہے کہ وہ الفاظ ہوں جو ایسے معانی کا فائدہ دیں جو اعمال نماز میں سے نہیں، نہ کہ وہ الفاظ ای معانی کے افادہ کے لئے موقوف ہوں لہذا اس کے علاوہ ممنوع ہی رہیں گے الخ قلت ہم نے اس مسئلہ کو سابقہ گفتگو میں خوب واضح کیا ہے۔ (نت)

۶/۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلی کراچی
۳۳۹/۱ مطبوعہ ذریعہ رضویہ سسکھر

۱۷ باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا
۱۲ فتح الحقیر " " " " " "

اور شک نہیں کہ جب نمازی نے اللہ اکبر یا سمع اللہ لمن حمد صحت اس اطلاع کی نیت سے کہا کہ میں پڑھ رہا ہوں میرے شریک ہو جاؤ۔ تو یہ ایک لفظ ہے جس سے ایسے معنی کا افادہ پایا جاوے جو اعمال نماز سے نہیں کہ اعمال نماز اس کے افعال مخصوص معلوم ہیں نہ کسی سے یہ کہنا کہ نماز میں مل جاؤ اور اس خصوص میں نہ نص وارد ہے نہ یہ کسی نہ جاننے والے کو اس کا بتانا ہے کہ میں نماز میں مشغول بلکہ اس سے اپنے فرض میں ہونے کا اعلام اور اپنی نماز کی طرف بلانا مقصود ہے، یہ دونوں باتیں مجروح قصد اعلام صلوة سے زائد ہیں کہ اس قدر تودہ آنے والے خود ہی جانتے ہیں کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے تو یہ صورت اُن صورہ استثناء میں داخل نہیں اور حکم فساد نماز ہے مگر اگر اصل لفظ سے کوئی امر بیرونی مقصود نہیں بلکہ صرف رفع صوت بقصد دیگر ہے تو یہاں کوئی لفظ ایسا نہ پایا گیا جس سے کسی خارج بات کا قصد کیا گیا ہو اور تنہا رفع صوت کلام نہیں قرینا فساد متحقق نہ ہوا و ہذا امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام قدس سلف نے جبکہ اُن بکیروں کی نسبت جو تکبیرات اختلاف میں گمانے کے طور پر اپنی آواز بنانے کے لئے کھٹاتے بڑھاتے اور سامعین کو اپنی خوش الحانی جتانے کا قصد کرتے ہیں فساد نماز کا حکم دیا ہے دو امر پر مبنی فرمایا ایک یہ کہ ان تکبیرات سے ان کا قصد اجتناب جہادت میں ہوتا بلکہ اپنی صناعت موسیقی کا اظہار مقصود ہوتا ہے تو یہ تکبیریں خود ہی وہ الفاظ ہیں جن سے معنی خارج کا افادہ مراد ہوا دوسرے یہ کہ اس جزوہ سے حروف زائد پیدا ہو جاتے ہیں جو اصل کلمات تکبیر میں نہیں تو اگرچہ نفس تکبیر سے ان کا قصد نہ ہو مگر یہ حروف خود وہ اُسی قصد سے بڑھانے لئے ادا ہیں یہ وہ الفاظ بقصد ای وہ معنی خارج ہوئے بہر صورت فساد نماز پایا ہے۔ فتح الغیر میں درایہ ست کبریاں کسلے رفع صوت کا جواز نقل کر کے اشدہ فرمایا،

تکبیرات میں آواز بلند کرنے کا اصل مقصد اختلافات کی اطلاع ہے، رہا وہ مخصوص انداز جو ان شہروں میں معروف ہے اس کا مقصد نماز ہونا بعید نہیں کیونکہ یہ مکبرین حاجت اطلاع سے بڑھ کر چہنچہ میں الغیر کرتے ہیں اور فقر کو سجانے کے لئے مشغول ہونا لغیر ہی ہے عبادت کا قیام نہیں اور چہنچہ بھی کلام کے ساتھ ملتی ہے اور یہاں تو واضح ہے کہ مکبر کا مقصد لوگوں کو تعجب میں ڈالنا ہے اگر وہ بہ کتا کہ لوگوں میری اچھی آواز اور سر پر خوش ہو جاؤ۔ تو اس نے نماز فاسد

مقصود اصل الرفق لا جلاخ الاختلافات
 ا، خصوص هذا الذي تعارض قوله في هذا
 البلاد فلا يبعد انه مقصد فلا نهم يبالغون
 في العجب من زيادة على حاجته الا مبالغ
 ولا شغل في تحريرات النظم اظهاسا
 للصنعة التخييلة لا قامة للعبادة والعباد
 ملحق بالكله وهما معلوم ان قصد
 اعجاب الناس به ولو قال اعجبوا
 من حسن صوتي و تعجبوا

فیه افسد و حصول الحروف لائمه صحت
التدحیث ۱۸ معتبرا وقد اقره فی النہر و
استحسنہ فی الحلیۃ فقال وقد اجاب
فیما اوضح واخاد۔

کردی ہوئی اور اظہار لہجی سے حروف کا حاصل ہونا
فرضی ہے اور اختصار آسان سے نہرنے ثابت رکھا اور
علیہ میں اسے ان الفاظ سے سراہا گیا کہ وضاحت
میں یہ نہایت ہی عمدہ اور مفید ہے۔ (ت)

علامہ شامی تنبیہ ذوی الاقدام علی احکام التبلیغ خلف الامام میں فرماتے ہیں،

ان المحقق لم یجعل مبحث العباد مفسد
لرفع بل سیادة الرفق ملحق بالحکام
بالصباح المشتغل علی النظم مع قصد
افلا سرہ لذلك والاعراض صحت اقامة
العبادة فقول المحقق والعباد ملحق
بالکلام ای العبید المشتغل علی ما ذکرہ
بدلیل سوانح الکلام ولواحقہ الخ
اُسی میں ہے،

محقق نے بعض بلند آواز کو فساد کی علت قرار
نہیں دیا بلکہ بلندی میں ایسی زیادتی کو جو فقر پر مشتمل
پہنچنے سے مل جائے اور اس کے اظہار کا اور اقامت
عبادت سے اعراض کا قصد بھی ہو نہ، محقق کا
قول کہ الصباح ملحق بالحکام اس سے وہی چٹنا
مراد ہے جو مذکورہ امور پر مشتمل ہو اس پر سابق دلائل
کلام مشابہ ماحول ہے الخ (ت)

فی حاصل کلام المحقق ان الاشتغال بتجربہ
النظم والتدحیث والعباد، الزائد علی
قدار الحاجة لا تقصد القرية بل لیعجب
الناس من حسن صوتہ ونظمه مفسد
من وجہین الاول ما یلزم من التدحیث
من حصول الحرف بالمفسد غالباً و
الثانی عدم قصد اقامة العبادة الخ
اقول وللعبد الضعیف فی بعض حکام
العلامة الشامی هنا کلام بیّنہ علی
هاشیه ولكن المرئی۔

کلام محقق کا حاصل یہ ہے کہ نظم، الحان اور ایسا
چٹنا جو قدر حاجت سے زائد ہو، میں مشغول ہونا
جس کا مقصد قربت و عبادت نہ ہو بلکہ لوگوں کو
حسن آواز کی وجہ سے مسحور کرنا جو قریہ عمل دو وجہ سے
مفسد نماز ہے اول یہ کہ الحان سے ایسے حروف
کا حصول ہو جاتا ہے جو غالباً نماز کے لئے مفسد
ہوتے ہیں ثانی یہ کہ یہاں مقصد عبادت نہیں (ت)
اقول (میں کہتا ہوں)، اس جہ ضعیف کو
علامہ شامی کے اس مقام پر بعض کلام میں اعراض
ہے جسے میں نے رد لکھا کہ حاشیہ میں ذکر کیا ہے (ت)

یا الجہر بحکم لفظ بقصد مقصد نہ ہو تو مجرد رفع صوت سے کسی معنی نائد کا انادہ مقصد نہیں و لہذا اعلان جہر

رسالة القول السليمة في حكم التبليغ في قرايا

في كون الصياح بما هو ذكر صدقاً بالكلام
نظر لانت المنفعة للصلاة المملوطة
لا عزيمة القلب أنه ملخصاً
رد المحتار سنن الصلاة في عايشة البراءة السودة ازہری سے ہے

ما نقل عن الطحاوی اذا بلغ القوم صوت
الامام فبذل المؤذن فسدت صلاته لعدم
لاحتیاج الیه فلا وجه له اذ غایتہ انہ
رفع صوتہ بما هو ذکر بصیغۃ وقد ان
العموی و اظن ان ہذا النقل مکذب
علی الطحاوی فانہ مخالف بقواعده
واللہ سبغہ و تعالی اعلم و عند حد الجہر
اتم و احکم

طحاوی سے جو کچھ منقول ہے کہ دو گون تک امام کی
آواز پہنچ رہی ہو اس کے باوجود مؤذن بھی پتھارہ
ہو تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہاں احتیاج
ہی نہ تھی۔ اس (منقول) پر کوئی دلیل نہیں زیادہ
سے زیادہ یہ رفع صوت جو ذکر کے الفاظ پر مشتمل ہے
امد شیخ عموی کہتے ہیں کہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ
یہ قول امام کل وی کی نکتہ غلط طور پر مفسوب ہے
کیونکہ یہ قواعد کے مخالف ہے اور واللہ تعالی اعلم
اسی کا علم کامل و اتم ہے (ت)

مسئلہ ۹۶۵ از کلمۃ فوجہاری ج ۳ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۳۰ رجب ۱۳۰۸ھ
کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ اگر مقتدی نے رکوع یا سجدہ امام کے ساتھ نہ کیا بلکہ امام کے
فارغ ہونے کے بعد کی تو نماز اس کی ہوئی یا نہیں، مینوا تو احووا

الجواب

ہو گئی اگرچہ بلا ضرورت ایسی تاخیر سے گئے کار ہو اور وجہ ترک واجب اعادۃ نماز کا حکم دیا جائے تحقیق
مقام یہ ہے کہ متابعت امام جو مقتدی پر فرض میں فرض ہے تین صورتوں کو شامل ایک یہ کہ اس کا ہر فعل فعل امام
کے ساتھ کمال مقدار پر محض بلا فعل واقع ہوتا ہے یہ عین طریقہ مسنونہ ہے اور چارے امام اعظم رضی اللہ

رسالة القول السليمة في حكم التبليغ

رد المحتار باب منة الصلاة

مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر

۲۵۱/۱

قدیٰ حز کے نزدیک مقتدی کو اسی کا حکم۔

دوسرے یہ کہ اس کا فعل فعلِ امام کے بعد ہی واقع ہوا اگرچہ بعد فراغِ امام فرض یوں بھی ادا ہو جائے گا پھر یہ فصل بضرورت ہوا تو کچھ حرج نہیں ضرورت کی یہ صورت کہ خطہ مقتدی قعدہ اولیٰ میں اگر مل اس کے شریک ہوتے ہی امام کھڑا ہو گیا اب اسے چاہئے کہ التیحات پندی پڑھ کر کھڑا ہو اور کوشش کرے کہ جلد جاٹے، فرض کیجئے کہ اتنی دیر میں امام رکوع میں آگیا تو اس کا قیام قیامِ امام کے بعد اختتام واقع ہو گا مگر حرج نہیں کہ یہ تاخیر بضرورت بشرطہ تنہا در اگر بلا ضرورت فصل کی تو قلیل فصل میں جس کے سبب امام سے جا ملنا فوت نہ ہو ترکِ سنت اور کثیر میں جس طرح صورت سوال ہے کہ فعلِ امام ختم ہونے کے بعد اس نے فعل کیا ترک واجب جس کا حکم اس نماز کو پورا کر کے اعادہ کرنا۔

تیسرے یہ کہ اس کا فعل فعلِ امام سے پہلے واقع ہو مگر امام اسی فعل میں اس سے آٹے مثلاً اس نے رکوع امام سے پہلے رکوع کر دیا لیکن یہ ابھی رکوع ہی میں تھا کہ امام رکوع میں آگیا اور دونوں کی شرکت ہو گئی یہ صورت اگرچہ سخت ناجائز و ممنوع ہے اور حدیث میں اُس پر وعیدِ شدیدہ وارد، مگر نمازیوں کو بھی صحیح ہو جائے گی جہاں امام سے مشارکت ہوئے اور اگر اسی امام مثلاً رکوع یا سجود میں نہ آنے پایا کہ اس نے سر اٹھایا اور پھر امام کے ساتھ یا بعد اُس کا اعادہ کیا تو نماز اس قدر ہوگی کہ اب فرض مت جنت کی کوئی صورت نہ پائی گئی تو فرض ترک ہو اور نماز باطل۔ رد المحتار میں ہے،

و تكون المتابعة فرضاً بمعنى انت يأتى بالفرض مع امامه او بعد كما لو ركع امامه فركع معه مقارناً او معاً او شاركة فيه او بعد ما دفع منه فلو لم يركع اصلاً او ركع و رافع قبل انت يركع امامه ولم يعد معه او بعد بطلت صلاته والحاصل ان المتابعة في ذاتها شلثة انواع مقارنة بفعل الامام مثل ان يقارن احرامه لاحرام امامه و من كونه

اور متابعیتِ امام اس معنی میں فرض ہے کہ مقتدی فرض کو بجا لائے خواہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد مثلاً امام نے رکوع کیا تو مقتدی اس کے ساتھ ہی رکوع کرے یا بعد میں کرے مگر اس کے ساتھ شریک ہو جائے اور یا اس کے سر اٹھانے کے بعد کھڑے، پس اگر مقتدی نے بالکل رکوع ہی نہ کیا یا رکوع کیا مگر امام کے رکوع جانے سے پہلے سر اٹھایا اور امام کے ساتھ دوبارہ شامل نہ ہوا یا اس نے امام کے بعد کو غنیک تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ الحاصل متابعیتِ امام تین طرح کی ہے فعلِ امام سے مقارنت، مثلاً امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ تکبیر تحریمہ، اس کے رکوع

لرکوعہ و سلامہ و سلامہ و یدخل
فیہا ما لورکم قبل اصامہ و دام حتی
ادرکہ اصامہ فیہ و معا قبة
لا ابتداء فعل امامہ مع المشاركة
فی ہاقیہ و مترائیة عنہ فمطلق
المتابعة الشاملة لهذه الانواع
الثلاثة یكون فرضا فی الغرض و
واجبا فی الواجب و سنة فی السنة
عند عدم المعارض او عدم
لزوم المتابعة کما قد مناه والمتابعة
المقيدة بعد ما لا یمتنع و التراخی الشاملة
للمقارنة و المعاينة لا تكون فرضا بل
تكون واجبة فی الواجب و سنة فی السنة عند عدم
المعارض و عدم لزوم المعاينة الیہ و المتابعة
المقارنة بلا تعقیب ولا تراخی سنة عند الاعتدال
الی آخر ما افاد و اجاد علیہ رحمة الملک الجواد۔
اقول فی التقسیم الذی ذکره المولی المحقق
العاضد و الذی ابداہ هذا العبد الظلم
الجاهل فوج تفنن و مال الاقصر و حد فهو
مرجح۔ الله تعالیٰ یجعل ثلث مقارنہ و معاينة
و مترائیة و ادخل المتقدمة التي آلت الی
المشاركة فی المقارنة و العبد الضعیف قسم
هكذا متصلة و منفصلة و متقدمة و ادخل

کے ساتھ رکوع اور سلام کے ساتھ سلام، اس
میں یہ صورت بھی شامل ہو جائے گی کہ جب امام سے
پہلے رکوع کیا مگر طویل کیا حتیٰ کہ امام نے اس کو
رکوع میں پایا اور فعل امام کی ابتداء سے معاقت
ہو اور آخر تک شرکت رہے اور آتم سے متفر ہو
عدم معارضی اور عدم لزوم مخالفت کے وقت مطلق
متابعت جو ان تینوں اقسام کو شامل ہے، فرض
میں فرض، واجب میں واجب اور سنت میں سنت
ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے اور متابعت
بلاخیر و تراخی جو مقارنت اور متابعت کو شامل
ہے فرض نہیں بلکہ واجب میں واجب اور سنت
میں سنت سرگئی بلکہ معارض نہ ہو اور لزوم مخالفت
بھی نہ ہو۔ اور متابعت بمعنی مقارنت بلا تعقیب
تراخی امام کے نزدیک سنت ہے صاحبین کے نزدیک
نہیں، آخر کلام تک جو نہایت ہی مفید اور عمدہ ہے۔
اقول (میں کہتا ہوں) فاضل محقق کی تقسیم اور
اس جہ ضعیف اور ظلم و جہول کی تقسیم میں میں
تفنن ہے کہ تمام اقسام کا مالی واحد ہے،
فاضل رحمہ اللہ تعالیٰ نے سے متابعت کی تین اقسام مقارنت،
معاقت اور تراخی کر کے مقدمہ کو بہ مشارکت کی
طرف راجع مطلق مقارنت میں داخل کر دیا۔ جہ ضعیف
سے تقسیم یوں کی ہے متصل، منفصل، مقدمہ۔
اور تراخی اور معاقت کو منفصل میں داخل کیا، اور

المترابية والمعاقبة في المنفصلة وجعل
المتقدمة قسما يخالها وذلك لاقب
رأيت المتقدمة تبين المقارنة لانها
مفاعلة من الطرفين فكما ان تاخرو
المقتدى يخرج به عن الحق ان جعل
المعاقبة قسما للمقارنة فكذلك تقدمه
والضاريت احكام المتابعة المجرئة ثلثة سنة
وكرهته لا ضرورة وكرهته شديدة مطلقا
فاجبت ان تنفرد الاحكام بحسب الاحكام
يخلاف ما صنفه هو ورحمته الله تعالى فان
المقارنة على ما افادته تامل اكمل مطلوب
واشنع مهوروب اعني المتصلة و
المتقدمة كما سمعت وعن كذا وكذا
واحد والحمد لله .

اسی میں ہے :

قال في شرح المغية متابعة الامام من
غير تاخير واجبة فان عارضها واحب
يأتي به ثم يتابع كما لو قام الامام قبل
ان يتم مقتدى التشهد فانه يتسمه
ثم يقوم امر ملاحظا .

در مختار میں ہے :

لو وقع الامام رأسه من الركوع او
سلك رد المحتار باب صفة الصلاة

مقتدی کو ایک مستقل قسم بنا دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں
نے مقتدی کو مقارنت کے قیام پائا کیونکہ یہ جائیں سے
ہے پس جیسا کہ مقتدی کا موخر ہونا اسے مقارنت سے
خارج کر دیتا ہے اسی لئے معاقرہ کو مقارنت کے مقابل
قرار دیا گیا ہے اسی طرح مقتدی کا تقدم بھی اس کو
مقارنت سے خارج کر دیتا ہے نیز جب متابعیت
کی قسموں کے کل احکام میں نے تین پائے سنت
کر اجبت (جب ضرورت ہو) مطلق کر اجبت شریعہ
توحید احکام کی تعداد کے مطابق اقسام کی تعداد کو
پسند کیا۔ اور افضل ممکن کی تقسیم میں ایسا نہیں ہے
کیونکہ ان کی مقارنت والی قسم (دو متضاد صورتوں
جن میں سے ایک انتہائی کامل مطلوب ہے اور
دوسری ناقص، پسندیدہ، یعنی مقصد اور مقدم
پر مشتمل ہے جیسا کہ تو معلوم کر چکا ہے بہر صورت
حاصل ایک ہے، الحمد للہ۔

شرح المغیہ میں فرمایا ہے متابعیت امام بغیر کسی تاخیر
کے واجب ہے اگر کسی واجب کا متابعیت کے
ساتھ قارض ہو جائے تو اسے بجائے پھر متابعیت
کرے مثلاً مقتدی کے تشهد مکمل کرنے سے پہلے امام
نے قیام کر لیا تو مقتدی تشهد مکمل کر کے قیام کرے
(احتیاطاً) (ت)

اگر امام نے رکوع یا سجود سے سر اٹھایا حالانکہ
مطبوعہ مصطفیٰ آبادی مصر ۳۴۷/۱

السجود قبل ان يتم المأمور بالتبجيلات
الثالث وجب متابعتہ بخلاف سلاصہ او
قيامہ لثالثہ قبل تمام الموت والقشہ
فانہ لا يتابعہ بل يتجمہ لوجوبہ

رد المحتار میں ہے :

قوله فانه لا يتابعہ الا ای ولو خافت ان
تعوته الركعة الثالثة مع الامام كما صرح
به في الطهيريۃ

رد المحتار میں ہے :

سجود السهو يجب حل مقتد بسهو
امامہ لا بسهوة اصلاً (مختصاً)

رد المحتار میں ہے :

قال في الدرر ثم مقتضى كلامهم انه
يعيد ما ثبتت الكراهة مع تعدد
الجزاء قلت فاذا كانت هذا في
السهو فالعمد اول بالاعادة مع
تصريحهم بانها هي سبيل كل صلاة
اديت مع كراهة التحريم والله تعالى
اعلم

مقتدی نے تین تین تسبیحات نہیں کہی تھیں تو مقتدی
پر امام کی متابعت لازم ہے بخلاف مقتدی کے تشہد
مکمل نہ کرنے کی صورت میں جب امام سلاطین پھر سے
یا تیسری رکعت کی طرف کھڑا ہو جائے تو اب مقتدی
متابعت نہ کرے کیونکہ تشہد واجب ہے (ت)

قوله فانه لا يتابعہ الا یعنی اگرچہ اسے یہ خوف
ہو کہ امام کے ساتھ تیسری رکعت فوت ہو جائیگی
جیسا کہ ظہیر میں اس پر تصریح ہے۔ (ت)

امام کے ثبوت جاننے کی وجہ سے مقتدی پر سجدہ سہو
لازم ہوتا ہے مگر مقتدی کے ثبوت کی وجہ سے
سجدہ در میں ہو، نہ مقتدی پر نہ امام پر (مختصاً)

تہر میں ہے کہ کلام فقہار کا تقاضا ہے کہ مقتدی
نماز کو ثبوت کراہت کی وجہ سے لٹا دے، اس کی
وجہ یہ ہے کہ (امام کی متابعت کی وجہ سے) نقصان
پڑا نہیں ہو سکتا اور قلت جب یہ صورت ہو جس سے
توہر میں بطریق اولیٰ اعادہ ہو گا اور اس پر تو فقہاء کی
تصریح ہے کہ ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی سے ادا کی جائے
اس کا اعادہ واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۴۵/۱	مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی	فصل اذا اراد الشروع في الصلاة كبر	سلك الدر المختار
۳۶۹/۱	مصطفیٰ البابائی مصر	باب صفة الصلاة	سلك رد المحتار
۲۰/۱	مطبوعہ مجتبائی دہلی	باب سجود السهو	سلك الدر المختار
۵۴۹/۱	مصطفیٰ البابائی مصر	” ” ”	سلك رد المحتار

مسئلہ ۹۶۶ از بریلی مدرسہ سنیہ الاسلام مسئلہ مولانا شمس علی صاحب طالب علم قادری رضوی

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نے یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیا پڑھی مقتدی کے مرتبہ عادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکل گیا نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟

الجواب

اس میں جواب امام مقتدی نہیں دیتا بلکہ احتمال امر الہی لہذا فاسد نماز نہیں۔

مسئلہ ۹۶۷ از میرٹھ لکڑی کوٹھی حافظ عبدالحکیم صاحب مسئلہ مولوی محمد احسان الحق صاحب

۲۷ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں،

(۱) زید ایک مسجد کا امام تراویح میں قرآن مجید سناتا ہے عروسی مسجد کا مؤذن۔ مہتمان مسجد کی طرف سے زید کا سامع مقرر کیا گیا ہے۔ محمد ایک تیسرا شخص ہے جو ہمیشہ یا کبھی کبھی اسی مسجد میں زید کے پیچھے تراویح پڑھ کر تا ہے اگر محمد کے خیال میں یہ اہل علم ہے تو محمد پڑھا اور زید مقرر کیا ہوا سامع سمجھو یا علم اخلاص رکھو یا یہ کہ زید نے صحیح پڑھا اور محمد نے سہو یا بعداً غلط بتایا یا یہ کہ زید نے غلط پڑھا اور محمد نے بھی سہو یا بعداً غلط بتایا تو ان تینوں صورتوں میں محمد شخص ثالث کو غلطی کی تصحیح کا اگرچہ وہ غلطی مغیبہ فائز نہ ہو تو حاصل ہے یا نہیں اور ایسی تصحیح اس کو حالت قرات میں کرنی چاہئے یا بعد اختتام نماز کے ورنہ یا کرنی چاہئے یا اختیار نہ قرآن مجید کے غلط پڑھ جانے کے غالب گمان ہونے کی حالت میں محمد کی خاموشی اس کے لئے گنہگار ہونے کا باعث ہوگی یا نہیں؟

(۲) شرح شریف میں امامت اور مؤذن کی طرح سماعت قرآن مجید کا بھی کوئی منصب مقرر ہے یا نہیں یعنی آیا یہ بات شرعاً جائز ہے کہ کوئی شخص قرآن مجید سننے کے لئے کسی طرف سے ایسا سامع مقرر کیا جائے جس کی بلا اجازت واذی دوسرا شخص امام کو فتح نہ کر سکے کسی مہتمم مسجد کا ایک ایسی بات کو جو شرعاً مستحسن اولیٰ یا واجب ہو اپنے ذاتی رسوم اور ملکیت اور اعلیٰ شخصیت کی وجہ سے حکماً بند کر دینا یعنی در صورت خلاف مذکور حکم کے خلاف کرنے والے کو مسجد سے نکلوا دینا یا آئندہ اس مسجد میں نماز نہ پڑھنے کی ہدایت کرنا یا اور تشدد کرنا شرعاً و اخلاقاً کیسا ہے خصوصاً اس حالت میں کہ جس فعل کے ارتکاب سے دوسروں کو تشدد کے ساتھ روکا جاتا ہو خود مانع اس کو انہیں تغیر کے ساتھ متعدد بار کر چکا ہو، بیلنا و توجردا۔

الجواب

امام جب ایسی غلطی کے جو موجب فساد نماز ہو تو اس کا بتانا اور اصلاح کرنا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے
اُن میں سے جو بتا دے گا سب پر سے فرض اُتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جلتے جانتے والے سے سب تکلیف
حرام ہوں گے اور نماز سب کی باطل ہو جائے گی،

وذلك لان الغلہ لما كان مفسداً كانت
السكوت عن اصلاحه ابطالاً للصلاة
وهو حرام بقوله تعالى ولا تبطلوا الصلوة
وجہ یہ ہے کہ غلطی جب مفسد ہو تو اس کی اصلاح
کرنے پر غاموشی نماز کے بطلان کا سبب ہے اور
اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کی وجہ سے حرام ہے
کہ تم اپنے اعمال کو باطل نہ کرو (ت)

اور ایک کا بتانا سب پر سے فرض اُس وقت ساقط ہے کہ امام مان لے اور کام چل چکے ورنہ اوروں پر بھی
بتانا فرض ہو گا یہاں تک کہ حاجت پوری اور امام کو وثریق حاصل ہو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے بتانے
سے امام کا اپنی غلط یا د پر اعتماد نہیں جاتا اور وہ اس کی صحیح کو نہیں مانتا اور اس کا محتاج ہوتا ہے کہ متعدد
شہادتیں اس کی غلطی پر گوریں تو یہاں فرض ہو گا کہ دوسرا بھی بتائے اور اب بھی امام رجوع نہ کرے تو تیسرا
بھی تائید کرے یہاں تک کہ امام صحیح کی طرف واپس آئے۔

وذلك لان الاصلاح ههنا فرض و
ما لا يتم الفرض الا به وهو فرض
اقول ونظيره ان الشهادة فرض كفاية
فان عدم الشهدا نه اسرح قبولاً عند
القاضي وجب عليه الاداء عينا و
كانت هناك من تعيل شهادته كما
في العاينة والفتنة والوهما نسية و
البحر والدرو غيرها۔

اس لئے کہ یہاں اصلاح فرض ہے اور ہر وہ چیز
جس کے بغیر فرض مکمل نہ ہو وہ فرض ہوتی ہے
اقول اس کی نظیر گواہی ہے جو فرض کفایہ ہے
اگر کوئی گواہ جانتا ہے کہ اس کی گواہی قاضی کے
ہاں زیادہ مقبول ہے تو اس پر ادائیگی شہادت لازم
ہے اگرچہ وہاں ایسے گواہ ہوں جن کی گواہی قبول
کی جاسکتی ہو غائبہ، فح، وہبانیہ، بحر اور
درو غیر۔ (ت)

اور اگر غلط ایسی ہے جس سے واجب ترک ہو کہ نماز مکروہ تحریمی ہو تو اُس کا بتانا ہر مقتدی پر

ملہ القرآن ۳۳/۴

ملہ بحر الرائق کتاب الشہادات

مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵۴-۵۸

واجب کفار سے اگر ایک بتا دے اور اس کے بتانے سے کارروائی ہو جائے سب پر سے واجب اتر جائے
ورنہ سب گنہگار رہیں گے۔

فان قيل له مذهب آخر وهو سجود السهو
فلا يجب الفتح علينا قلت بلى فان ترك
الواجب معصية وان لم يأتها تسهوا
دفع المعصية واجب ولا يجوز التفرير
عليها بناء على حابري جرحه كذا لا يخفى.

اگر یہ کہا جائے کہ یہاں اصلاح کی دوسری صورت ،
بصورت سجدہ سہو موجود ہے تو یہاں لغو دینا واجب
نہ ہوگا ، قلت کیوں نہیں ، کیونکہ ترک واجب گناہ
ہے اگرچہ امام سہو سے گناہگار نہیں ہوتا اور
گناہ سے بچنا ضروری ہے تو معصیت پر اثبات
اس لئے کہ کسی دوسرے سے اس کا ازالہ کر لیا جائے گا جائز نہیں جیسا کہ ظاہر ہے ۔ (ت)
اور اگر اس غلطی میں نہ فساد نماز ہے نہ ترک واجب ، جب بھی ہر مقتدی کو مطلقاً بتانے کی جازت
ہے ھو الصبیح کمالہن علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار الغری (یہی صحیح ہے جیسا کہ اس
پر دروغیہ میں تصریح ہے ۔ ت) مگر یہاں وجوب کسی پر نہیں لعدم الوجوب اقول مگر دو
صورتوں میں ایک یہ کہ امام غلطی کر کے خود متنبہ ہوا اور یاد نہیں آتا یا دکنے کے لئے رکا اگر تین بار سبحان
اللہ کہنے کی قدر رکے گا نمازیں کر بہت توڑ سکتا ہے اور سجدہ سہو واجب ہوگا ۔

فی الدر المختار اذا شغله الشك فتنفسكو
قد راداء ركعي ولو يشتغل حالة الشك
بقراءة فوجب عليه سجود السهو .

در مختار میں ہے جب کوئی شک میں پڑ جائے اور
وہ ایک رکعت کی ادائیگی کے مقدار غور کرتا رہے
اور حالت شک میں قرأت میں مشغول نہ ہو ، تو
اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا (ت)
تو اس صورت میں جب اُسے رکاوٹیں مقتدیوں پر بتانا واجب ہوگا کہ سکوت قدرنا جائز تک نہ پہنچے
دوسرے یہ کہ بعض ناواقفوں کی عادت ہوتی ہے جب غلطی کرتے ہیں اور یاد نہیں آتا تو اضطراباً اُن سے
بعض کلمات بے معنی صادر ہوتے ہیں کوئی اُد اُد کہتا ہے کوئی کچھ اور ، اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے
تو جس کی یہ عادت معلوم ہے وہ جب رکنے پر آئے مقتدیوں پر واجب ہے کہ فوراً بتائیں قبل اس کے
کہ وہ اپنی عادت کے حروف نکال کر نماز تباہ کرے ،

۹۰/۱	مطبوعہ مطبعہ مجتہدائی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ وما یکره فیہا	رکۃ در مختار
۱۰۳/۱	” ” ” ”	باب سجود السهو	رکۃ در مختار

وذلك لانه اذن يكون صيانتة من البطون
وهي فريضة غير اى وقوعه مطلقون للعادة
لا مقطوع به فينزل فيه يظهر الى الوجوب

تیسرے میں ہے ،

لص القاضى شرح الجامع الصغير على
الله الاصح وعمله هو وغيره بانه لو لم يفتح
ربما يجرى سانه ما يكون مفسداً اقول
ولا يرد عليه ما فى الحلية انه كما يكره
للامام الجاء القوم الى الفتح عليه يكره
للمقتدى ان يفتح عليه من ساعته قال
فى التخيير لانه ربما يتذكر الامام من
ساعته فتكون قراءته حقة قراءته من
غير حاجة اذ قامت هذا حيث لم
يحش السواد اها اذا خشي كما ذكرنا فحاجة
واى حاجة .

جہاں فساد کا خوف نہ ہو، اگر وہاں فساد کا خوف ہو جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے تو اب فقہ کی حاجت ہوگی اور وہ کوئی
بھی ہو سکتی ہے۔ (ت)

وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس کا بطلان سے بچانا ہے
جو کہ فريضہ ہے لیکن عادت کی بنا پر اس کا وقوع صرف
ظنی ہے قطعی نہیں ہے تو موجود صورت میں یہ فرض ہے
مرتبه وجہ پر آجائے گا۔ (ت)

قاضی نے شرط جامع صغیر میں اس کے اصح ہونے کی
تصریح کی انہوں نے اور دیگر علما نے علت یہ بیان
کی ہے کہ اگر وہ فقہ نہیں دیتا تو بعض اوقات امام
کی زبان پر ایسے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں جو نماز
کے لئے مفسد ہوتے ہیں اقول (میں کہتا ہوں،
یہاں وہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا جو علیہ میں ہے
کہ جس طرح امام کا قیام کو فقہ پر مجبور کرنا مکروہ ہے
اسی طرح مقتدی کا قیام فقہ امام کو فقہ دینا بھی مکروہ
ہے۔) آخر میں ہے اسی لئے کہ بعض اوقات امام
کو اسی وقت یاد پڑتا ہے قرآن کے جیسے مقتدی کی
قرأت بغیر حاجت کے ہوگی اور لیکن یہ وہاں ہے کہ
ہم نے ذکر کیا ہے تو اب فقہ کی حاجت ہوگی اور وہ کوئی

اقول اور ان دونوں صورتوں کے سوا جب تراویح میں ختم قرآن عظیم ہو تو ویسے بھی مقتدیوں کو بتانا
چاہئے جبکہ امام سے نہ نکلے یا وہ آگے رواں ہو جائے اگرچہ اس غلطی سے نماز میں کچھ خرابی نہ ہو کہ مقصود ختم
کتاب عزیز ہے اور وہ کسی غلطی کے ساتھ پورا نہ ہوگا، یہاں اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت رہتا ہے بعد
سلام اطلاع کرے امام دوسری تراویح میں اتنے الفاظ کریم کا صحیح طور پر اعادہ کرے مگر اولیٰ ابھی بتانا ہے کہ

سنة العمل شرح فیه المصلی

لے لے لے لے لے

حتی الامکان نظم قرآن اپنی ترتیب کر دے۔ پراگاہ۔ خانیہ ہندیہ وغیرہ جہاں سے ہے۔

اذ غلطی المقرأة فی التراویح فقرک سورة
جب تراویح میں قرأت میں غلطی ہو جائے سورت یا آیت
پھر پڑھ دو اور اس کے بعد وائی پڑھ لی تو مستحب یہ ہے
کہ پہلے متروکہ پڑھے پھر تلاوت کر دے تاکہ ترتیب
المقرئین۔ درست ہو جائے (مت)

اور اسی تمام احکام میں علامہ مقتدی یکساں ہیں امام کو بتایا کسی خاص مقتدی کا حق نہیں، ارشادات حدیث و
فقر سب مطلق میں ابن عساکر نے سرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی،
قن امرنا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ امام
الامر علی الامام۔ پراگاہ کی غلطی رو کریں۔

ابن شیبہ نے مسند اور حاکم نے مستدرک میں ابو عبد الرحمن سے روایت کی،
قال قال علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من
السنة ان تفتح علی الامام اذا استطعت
قید لابی عبد الرحمن ما استطعت۔
الامام قال اذا سکت یہ
فرمایا امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا سنت
ہے کہ جب امام تم سے قلم مانگے تو اسے لقمہ دو
ابو عبد الرحمن سے کہ گویا امام کا مانگنا کیا، کہا جب
وہ پڑھتے پڑھتے پیپ پوچھتے۔

کتب نہ بہب میں عروہ یجوز فتحہ علی امامہ فرمایا جس میں غیر مطلق مقتدی کی طرف سے کراہت
امام کو بتانے کی اجازت ہے مسئلہ کی دلیل جو علمائے فرما رہے ہیں وہ بھی تمام مقتدی کو شل ہے۔ بحوالہ الاق وغیرہ
میں ہے۔

لانہ تعلق بہ اصلا + صلاتہ لانہ لولہ
یفتح ما بما یجری علی لسانہ ما یکون
مفسدا ولا ھلاک ما روی عن علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ داستطعکم الامام فاطھوہ
کیونکہ اس کے ساتھ اصلاح نماز کا تعلق ہے کیونکہ
اگر قلم نہ دیا تو بعض اوقات امام کی زبان پر ایسے
کلمات جاری ہو جاتے ہیں جو مفسد نماز ہیں اور
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کا اطلاق بھی

لے قادی ہندیہ فصل فی التراویح
کے المستدرک علی الصحیحین کتاب الصلوة
مطبوعہ فورانی کتب خانہ پشاور دار الفکر بیروت
۱۱۸/۱ ۲۴۰/۱
" " " " " " " "

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن

روایت کیا۔ (ت)

اور دوسرے کو منع کرنا اور خود ترک کرنا جو نادر الزام ہے، اللہ عز وجل فرماتا ہے،
یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا ما لا
تفعلون ۵ کبر حقاً عند اللہ ان تقولوا
ما لا تفعلون ۵

اس بیان سے جملہ ارجح سوال کا جواب منکشف ہو گیا بیشک غلو کو سب صورتوں میں عین نماز
میں بتانے کا حق حاصل ہے کہیں وجوہاً کہیں اختصاراً، جس کی تفصیل اوپر غزری اور بحال وجوب یعنی خاموشی میں
گنہ ہر گز خصوصاً اس حالت میں کہ غلو غلط بتائے کہ ایسا تو بہت جلد فوراً فوراً صحیح بتانے کی طرف بہادرت
واجب ہے کہ بتانا تعلیم و کلام تھا اور ضرورت اصلاح نماز جاری رکھا گیا اور غلط بتانے میں نہ اصلاح نہ ضرورت۔
تو اصل پر رہنا چاہئے تو غلو نہ کرے اگر قصداً غلط دیا جب تو یقیناً اس کی نماز جاتی رہی اور اگر امام اس کے غلط
کو سنے گا عام، نیز کہ امام غلط دیا صحیح ترکیب شمس نہ رہا نہ کاشاں یا انس سے تعلم ہوگا اور یہ خود
مفسد نماز ہے تو امام کی نماز جائز ہے کی اور اس کے ساتھ سب کی باطل ہوگی، لہذا اس فساد کا انسداد فوراً واجب
ہے، بجز الائنی میں ہے،

القیاس فسادہا بہ وانما ترک للہاجۃ
فعند عدم ما یبقی الا ضرر علی اصل
القیاس ۵ مختصراً۔
قیاس کے مطابق نماز اس کے ساتھ فاسد
ہو جائے گی البتہ حاجت کی بنا پر قیاس متروک ہے
جب حاجت نہیں تو معطل اصل قیاس کے مطابق
ہی ہوگا (اختصاراً) (ت)

اور اگر سہواً غلط بتایا تو یقیناً ہر حکم کتابہ قضیہ دلیل مذکور اب بھی وہی ہے اقول مگر فقیر امید کرتا ہے کہ
شرح مہر ختم قرآن مجید فی التراویح میں اس باب میں تفسیر فرمائے کہ سامع کا خود غلطی کرنا بھی نادر
نہیں اور غالباً قاری اسے لیتا یا اس کے انتقال کے لئے اوپر سے پھر غلو کرتا ہے تو اگر ہر بار بحال سہو
فساد نماز کا حکم دیں اور قرآن مجید کا اعادہ کرائیں حرج ہوگا والحدیج حد فروع بالانص (دین میں تسکین کا
مدفوع ہونا نص سے ثابت ہے۔ ت) بہر حال یہ حکم قابل غور و محتاج تحریر تام ہے تو اندیشہ فساد سے تحفظ

لہ القرآن ۳/۶۱

بجز الائنی باب ما یفسد الصلوۃ و ما یکرہ فیہا
مطبعہ ادبیہ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۷

کے لئے عمرو کے غلط بتانے کی حالت میں مطلقاً دوسروں کو صحیح بتانے کی طرف فوراً قرا تبادرت چاہئے واللہ
صباحہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۶۹ از میر محمد لال کرتی بازار مسئلہ حاجی شیخ علامہ الدین صاحب رئیس ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ایک امام مسجد میں تراویح پڑھتا ہے اور ایک سامع حافظ بھی
اُس کی تصحیح کے واسطے مقرر ہے امام اس کی تصحیح سے فائدہ اٹھاتا ہے اب کوئی حافظ بھی امام کو اپنے خیال کے
موافقی لقمہ دیتا ہے جو کبھی غلط اور کبھی صحیح ثابت ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ سامع اپنی یادداشت کے
موافقی اس دوسرے بتانے والے کی تردید بھی کرتا ہے اور امام اس شش و پنج میں پڑ جاتا ہے کہ کس کا قول مانا جائے
غرض کہ امام کو کئی شخصوں کے لقمہ دینے سے اور زیادہ مشکوک پیدا ہوتے ہیں اور پریشان ہو کر معمول سے زیادہ غلطی
کرنے لگتا ہے، چنانچہ یہ بات بار بار تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے، علاوہ ازیں اکثر نوجوان ایسے ہوتے ہیں جو
محض اپنی یاد جتانے کے واسطے ذرا ذرا شبہ پر لقمہ دیتے ہیں اور قاری کو پریشان کرتے ہیں اور بعض اوقات
امام اور سنتے بتانے والے میں غلط بتانے پر جھگڑا بھی ہوتا ہے اور قاری طمعت کرتا ہے کہ کیوں غلط بتایا جس کے
باعث نماز میں بے مطلق پیدا ہوتی ہے ان امور پر لیا ذرا فکر علمائے کرام اس بات کی اہمیت دیتے ہیں کہ اور
محقق بعد سلام اپنے شکوک کا اظہار فرمائیں اگر فی الواقع وہ غلطی نکلے گی اور اس کی وجہ سے نماز میں نقصان کچھ
واقع ہوگا تو نماز ذمہ لائی جائے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ فقہ کا بہت کچھ سے نماز ڈھرائی جائے، ایسی صورتوں میں
ان حفاظ کو باوجود اپنے شک کے کہ قاری غلط پڑھتا ہے سکوت کرنے میں کچھ گناہ تو لازم نہیں آتا خصوصاً ایسی جگہ میں
کہ جب ان کو ایسے شہادت کے موقع پر جس سے نماز میں قطعاً فساد پیدا ہوتا ہو بولنے کی اہمیت بھی نہ دی جائے
کیونکہ اگر حافظ عالم بھی ہو تو ایسے فساد معنی پر اس کو کما حقہ اگاہی ہو جائے گی اور ایسے مواقع میں شبہ نہ نہیں
بلکہ یقیناً اس کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ موقع فساد نماز کا ہے بیہودا تو جودا

الجواب

یہاں چند امور ہیں جن کے علم سے حکم واضح ہو جائے گا،

(۱) امام کو فوراً بتانا مکروہ ہے، رد المحتار میں ہے،

یکروہ ان یحدث من حثہ ذی لغو لقمہ دینا مکروہ ہے۔ تنہا ہاں اگر وہ غلطی کر کے رواں ہو جائے تو
اب فکر کریں اگر غلطی منصب معنی ہے جس سے نماز فاسد ہو تو بتانا لازم ہے اگر سامع کے خیال میں نہ آتی ہر مسلمان
کا حق ہے کہ بتائے کہ اس کے باقی رہنے میں نماز کا فساد ہے اور دفع فساد لازم اور اگر مفید معنی نہیں تو بتانا کچھ

ضرور نہیں بلکہ نہ بتانا ضرور ہے جبکہ اس کے سبب امام کو وحشت پیدا ہو فان الاھربا المعروف یسقط بالایحاش کہ فی الفتاویٰ العلمیہ وغیرہا (وحشت پیدا کرنے والا امر بالمعروف ماقط ہو جاتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے۔ ت۔ بلکہ بعض قاریوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر شخص کے بتانے سے اور زیادہ الجھ جاتے اور کچھ حدوت اس گجراہٹ میں اُن سے ایسے صادر ہو جاتے ہیں جس سے نماز فاسد ہوتی ہے اس صورت میں اوروں کا سکوت لازم ہے کہ اُن کا بولنا باعث فساد نماز ہوگا

(۲) قاری کو پریشان کر کے کی نیت حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
بشروا ولا تفسدوا ویسودوا ولا تصفوا بل
لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ نفرت نہ دو، آسانی پیدا کرو تنگی نہ کرو۔ (ت)

اور بیشک آج کل بہت حفاظ کا یہ شبیہ ہے یہ بتانا نہیں بلکہ حقیقت یہود کے اس فعل میں، غل ہے
لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیہ (اس قرآن کو نہ سنو اس میں شور ڈالو۔ ت)

(۳) اپنا حفظ بتانے کے لئے ذرا ذرا شبہ بر رو کر دیا ہے اور ریا عوام ہے خصوصاً نماز میں۔
(۴) جبکہ غلطی مقصد نماز نہ ہو تو محض شبہ پر نشانہ گر جائز نہیں بلکہ صبر واجب۔ بعد سلام تکبیر کر لیا جائے اگر قاری کی یا صحیح نکلے فہم اور ان کی دھمکیاں نہ ہوں تو تکبیل ختم کے لئے مافظ استغفار کا اور کسی رکعت میں اعادہ کر کے اگر حرام ہے کہ فتح حقیقت کلام ہے اور نماز میں کلام حرام و مقصد نماز، اگر بغیر دست اجازت ہوئی جب اسے غلطی ہونے پر غور یقین نہیں تو بیچ میں شک واقع ہوا اور فوراً مروجہ ہے ہذا احسرام ہوا جب اسے شبہ ہے تو ممکن کہ اسی کی غلطی ہو اور غلط بتانے سے اس کی نماز جاتی رہے گی اور امام اخذ کرے گا تو اس کی اور سب کی نماز فاسد ہوگی۔ تو ایسے امر پر اقدام جائز نہیں ہو سکتا۔

(۵) غلطی کا مقصد بھی ہونا بتانے افساد نماز ہے ایسی چیز نہیں جسے سہل جان لیا جائے، ہندوستان میں جو غلط گئے جاتے ہیں اُن میں چند ہی ایسے ہو سکیں کہ نماز پڑھتے ہیں اس پر مطلق ہو جائیں ہزار جگہ ہو گا کہ وہ افساد گمان کریں گے اور حقیقت فساد نہ ہو گا جیسا کہ ہمارے فتاویٰ کی مراجعت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان امور سے حکم مسئلہ واضح ہو گیا۔ صورت فساد میں یقیناً بتایا جائے ورنہ قشوریش قاری ہو تو نہ بتائیں اور خود مشبہ ہو تو بتانا سخت ناجائز اور جریاں قشوریش چاہیں اُن کو روکا جائے نہ بتائیں تو اُن کو مسجد میں نہ آنے دیا جائے کہ مژدی ہیں اور مژدی کا دفع واجب۔

صحیح البخاری باب ما کان علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یؤامر بالموعظۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶
ملہ القرآن ۱/۲۹

درختار میں ہے: ویہنم کل موفد ولو بلسانہ ذہرا یا ذینے والے کرمیر سے منع کیا جائے گا
اگرچہ وہ زبان سے ایذا دے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مکتوبہ پور ڈاک خانہ خدائی ضلع شجہاں پور مرسلہ سید شاق علی صاحب

۱۶ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ

ذات فیض سمات قبلہ ارباب علم و کعبہ اصحاب علم کی ہمیشہ فدویوں کے سروں پر سایہ ایزاد رہے۔
بعد سلام نیاز و شوق قدم بوسی کے عرض پرواز ہوں کہ ایک مسئلہ میں ضرورت جناب کے حکم کی بوجہ شرعی شریفین
و حدیث نبوی کے ہے کہ اس میں ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہئے، ذیل کے سوال کا جواب برائے پس ڈاک، ہم لوگوں کو
مکروہیت اور گناہ سے بچائیے، وہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے نماز جمعہ پڑھتے وقت مقتدی کا نغمہ درمیان
قرأت کے لیا اور پھر سجدہ سہو کیا تو اس حالت میں نماز ٹوٹی یا نہیں؟ و پھر شک سکھیدا ہونے کی یہ ہوتی
ہے کہ ایک دوسرے صاحب بمقام مکتوبہ میں نماز جمعہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے جو کہ کسی اسلامیہ اسکول
کے فائز مکتبی طالب علم تھے اتفاق سے قرأت میں بھول گئے لہذا میں نے فوراً نغمہ دیا معاذ اللہ انہوں نے نماز
سلام کے ساتھ ترک کر کے دوبارہ نماز پڑھائی اور یہ کہا کہ وضو میں نغمہ دینا جائز ہے فرضوں میں نغمہ دینے سے
سجدہ سہو کیا جائے تو بھی نماز نہیں، دتی ہے میری مکتبی یہ ہوتی کہ میں نے اُن صاحب سے ہاں تشریح
نہ دریافت کیا کہ اس کا کیا ثبوت۔ علاوہ اس کے اُن صاحب نے یہ بھی کہا کہ بجز تراویح کے دوسری نماز
فرض یا واجب کسی میں نغمہ دینا بھی جائز نہیں لہذا اس کی بابت برائے پس جواب جلد سرفراز فرمائیے۔

الجواب

امام جب نماز یا قرأت میں غلطی کرے تو اسے بتانا نغمہ دینا مطلقاً جائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا
واجب یا تراویح یا نفل اور اس میں سجدہ سہو کی بھی کچھ حاجت نہیں، ہاں اگر بھولا اور تین بار سبحن
اللہ کہنے کی دیر چپکا کھڑا ہو تو سجدہ سہو آئے گا جس نے نغمہ دینے کے سبب نیت توڑ دی اس نے محض
جہالت برقی ورجلہ سے حرام ہوا کہ بے سبب نیت توڑ دینا حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مکتوبہ پور ڈاک خانہ گجراتی میں اسٹیشن بکسر مسٹر حاجی عبداللہ خان

۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز امام پڑھاتا ہو اور درمیان میں رک گیا نغمہ

دینا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر نعمہ دیا گیا تو سجدہ سہو جائز ہے یا نہیں؟ بیٹنوا قوجہ و

الجواب

امام کو نعمہ دینا ہر نماز میں جائز ہے جبکہ ہو یا کوئی نماز، بلکہ اگر اس نے ایسی غلطی کی جس سے نماز فاسد ہوگی تو نعمہ دینا فرض ہے، نہ دے گا اور اس کی تصحیح نہ ہوگی تو سب کی نماز ہاتھ رہے گی اور نعمہ دینے سے سجدہ سہو نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب مکروہات الصلوة

(مکروہات نماز کا بیان)

مسئلہ ۹۲ از کلکتہ فوجداری بالاعانة دکان ۳۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کا دو دستوں کے بیچ میں اور مقتدیوں سے تین گراہ
اونچی جگہ پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟ میتھوا تو جسرودا

الجواب

امام کا دو دستوں کے بیچ میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے،

فی معراج الدرر من باب اذ تھاجت الاصلح
ما روی عن ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال اکبر للامام ان یقوم بین المسامیتین
او زاویۃ اونا حیۃ المسجد او الی ساریۃ
لانہ یخلاف عمل الامۃ
معراج الدرر من باب الامامت میں ہے کرامح زودا
کے مطابق امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی
منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: میں امام کا دو دستوں
کے درمیان یا زاویہ یا مسجد کی ایک جانب یا
ستون کی طرف کھڑا ہونا مکروہ جانتا ہوں کیونکہ یہ
امت محمدیہ کے عمل کے خلاف ہے۔ (مت)

اسی طرح امام کا تمام مقتدیوں سے بلند جگہ میں ہونا بھی مکروہ۔ سنن ابی داؤد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اذا امر السراجيل القوم فلا يقم في مكان
يرفع من مقامهم او نحوه ذلك
یعنی جب کوئی شخص نمازیوں کی امامت کرے تو
اُن کے مقام سے اونچی جگہ میں نہ کھڑا ہو۔

ابوداؤد و ابن حبان و حاکم حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
وهذا اللفظ الحاکم فی مستدرک کہ انت
رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ
وسلم نفی ان یقوم الامام فوق
یبقی الناس خلفه
حاکم کی اپنی مستدرک میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور
پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع
فرمایا کہ امام اونچا کھڑا ہو اور مقتدی نیچے رہیں
پھر ہمارے اللہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
ظاہر الروایہ میں اس کراہت بلندی و پستی کو کسی مقدار

معیق مثلاً ایک ذراع شرعی وغیرہ پر موقوف نہ مانا بلکہ جس قدر سے امام قوم کا مقام میں امتیاز واقع ہو مطلقاً
باعض کراہت جانا اور اسی کو امام ملک العلماء ابو بکر صدیق کا شانی قدس سرہ اربانی نے بدائع میں صحیح اور امام
صحت علی الاطلاق کمال الدین محمد بن امام صاحب شیخ القدر وغیرہ مختلفین نے اوچھڑا رنج فرمایا اور یہی اطلاق
احادیث کا مفاد قرآسی پر فتویٰ اور اسی پر اعتماد، ولہذا فیہ دلالت علیہ و جامع از مرز وغیرہ میں حکم کراہت
کو مطلق رکھا، درختار میں ہے،

کفر العباد اکام علی الدکان للنہی و
قدر اکام ارتفاع بذراع ولا یاسب بما
دونه وقیل ما یقع بہ اکامتیان وهو
بدوجہ ذکرہ الکمال وغیرہ

امام کا اونچی جگہ تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے کیونکہ اس
پر نفی وارد ہے اور اونچائی کی مقدار ایک ذراع
ہے اس سے کم ہو تو کوئی عرج نہیں، بعض کی
راے میں اتنی اونچائی مکروہ ہے جس سے
امین پیدا ہو، یہی مختار ہے کمال وغیرہ نے اسے
ذکر کیا۔ (ت)

سنن ابوداؤد باب الامام یقوم مکاناً و رفع من مکان القوم مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۸۸/۱
مستدرک علی الصحیحین نفی النہی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوم اماماً فی المطبوعۃ الاسلامیہ بیروت ۲۱۰/۱
کتب در مختار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا مطبوعہ مجتبیٰ دہلی بھارت ۹۲/۱

روایت میں ہے،

قوله وقيل ان هو
ظاهر الرواية كما في البدائع قال
في البحر والمحصل ان التصحيح
قد اختلف والاولى العمل بظاهر
الرواية واطلاق الحديث اه و
كذا ما جمعه في الحلية.

امام حکم العلماء ابریکر بذائع میں فرماتے ہیں،

الصحيح جواب ظاهر الرواية لم يروى ان
حذيفة بن اليمان رضى الله تعالى
عنهما قاه بالسدائن يهملى بالناس
على دكان فحذبه سلمان الفارسي رضى
الله تعالى عنه ثم قال ما السدائن
اصابك اطلاق العهد ام لسيت اما
سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم يقول لا يقوم الامام على مكان
نشرهما عليه اصحابه وفي رواية
اما علمت ان اصحابك يكرهون ذلك
فكان تذكرة حين جذبتني

بات کو پسند نہیں کرتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اس وقت یہ بات یاد آگئی جب
تم نے مجھے کھینچا۔ (مت)
غیر میں ہے،

يكره ان يقوم ينخرد في مكان اعلى
له رواة مختار باب ايضا الصلوة الو

قوله وقيل ان هو
روایت ہے جیسا کہ بذائع میں ہے۔ بحر میں کہا ہے الفرض صحیح
میں اختلاف ہے لیکن ظاہر روایت اور
اطلاق حدیث پر عمل بہتر ہے اہ حدیث میں اسی کو
ترجیح ہے۔
(مت)

ظاهر الروایہ کا جواب صحیح ہے کیونکہ حضرت حذیفہ
بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں
مروی ہے کہ وہ مکان میں نماز پڑھانے کے لئے
اونچی جگہ کھڑے ہوتے تو حضرت سلمان فارسی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نیچے کھینچا اور فرمایا
کیا ہو گیا کیا وقت زیادہ گزر گیا ہے یا آپ بھول
گئے یا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ امام ایسی
جگہ کھڑا نہ ہو جہاں وہ اپنے ساتھیوں سے جدا
ہو جائے۔ دوسری روایت کے الفاظ میں ہے
کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ تمہارے ساتھی اس
جگہ کھڑا نہ ہو جہاں وہ اپنے ساتھیوں سے جدا

یہ مکر وہ ہے کہ امام اکید ایسی جگہ کھڑا ہو کہ قوم
مصلیٰ ابی صہر ۴۶۸/۱

کے ہر تین الصائغ فصل واما بیان ما یستحب فیہا وما یکرہ " " " " ۲۱۶/۱

من مکان القوم اذ لم یکن بعض القوم معه
 سے بلند ہو چکا اس کے ساتھ کچھ لوگ بھی
 نہ ہوں۔ (ت)

نقائے کے محرومات الصلوة میں ہے، و تخصیص الامام بمکان (امام کا جگہ مخصوص کرنا۔ ت)
 شرح مدار شمس الدین محمدی ہے،

(تخصیص الامام) ای انفرادہ (بمکان)
 (تخصیص امام سے مراد) اس کا الگ ہونا ہے
 (بمکان) یا تو اس کا مقام قوم سے اوپر ہوگا
 یا نیچے ہوگا الخ اس کی تفصیل یہی ہے (ت)
 مکان القوم الخ ویاتی تمامہ۔

ہمارے مذہب کے قواعد مقررہ ہے کہ عند اختلاف الفتا (جب فتویٰ میں اختلاف ہو ت)
 ظاہر الروایۃ پر عمل واجب ہے، بکراۃ میں ہے،

اذا اختلفت الصحیح وجب الفحص عن
 ظاہر الروایۃ والرجوع الیہا

اور علماء فرماتے ہیں جب روایت و روایت مطابق ہوں تو عدول کی گنجائش نہیں۔ علامہ حسینی
 نے فقیر میں فرمایا،

لا یعدل عن الدراية ما واقفها رواية
 اس روایت سے اعراض نہیں کیا جائے گا جو
 روایت کے موافق ہو۔ (ت)

یہاں جبکہ میں ظاہر الروایۃ اور ایسی کے مطابق دلیل و روایت تو لا جرم قول ہی ہے کہ ادنیٰ ماہد الامتیاز
 (جس سے کم از کم امتیاز پیدا ہو جائے۔ ت) بلکہ یہ بھی مکرر ہے ہاں ایسا قلیل تفاوت جس سے امتیاز
 ظاہر نہ ہو مگر وہ فلان فی اعتبارہ حرجا والحق مدفوع بالنقص (کیونکہ اس کے اعتبار کرنے میں
 حرج و تنگی ہے، و تنگی نقص کی وجہ سے فرق ہے۔ ت) یونہی اگر پہلی صفہ امام کے ساتھ ہر باقی صفیں
 نیچی تو بھی مذہب اصح میں کچھ حرج نہیں

ملہ غنیۃ المصلیٰ بمشکرہ ان یصل علی بساط فیہ تصاویر
 ملہ جامع الرموز فصل ما یفسد الصلوة
 ملہ بکراۃ باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا
 ملہ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلیٰ واجبات الصلوة
 مجلہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۳۶۶
 مکتبہ اسلامیہ حسنہ سابقہ قاضی ابراہیم ۱/ ۱۹۴
 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۶/۲
 سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۹۵

كما قد مانع المنية وغيرها وقال في
الدر المختار لم يذكر لو كان معه بعض
القوم في الاصل فلو اقول وسبما
يشير اليه ما في حديث الحاكم ويقتضيه
الناس خلفه فافهم -

جیسا کہ ہم نے فیہ وغیرہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور
در مختار میں فرمایا ہے کہ اصح قول کے مطابق اگر امام
کے ساتھ کچھ لوگ ہوں تو کراہت نہ ہوگی اور اقول
اس کی طرف حدیث حاکم کے یہ الفاظ اشارت رہ
کرتے ہیں "اور لوگ اس کے پیچھے ہوں" اس
کو سمجھ - (ت)

اور شک نہیں کہ تین گز بلندی قطعاً قیاد باعث امتیاز ہے کہ ہر شخص تنگناہ اولیں فوراً تفاوت تین جان لے گا
تو مذہب معتدل پر اس کی کراہت میں شہد نہیں بلکہ علم تصریح فرماتے ہیں کہ امام کے لئے تخصیص مکانی کی کراہت میں
یہ صورت بھی داخل کہ مثلاً وہ مکان مستحق میں برادر مقتدی صحن میں شرعاً نغایہ میں بعد عبادت مذکورہ ہے ،
واما بان یکون فی صفة ، وہم فی وسط
الدار مثلاً کما فی الجوہر واما بان یقوموا
فی المسجد والامام فی طاق یتخذ فی
المحراب یتکئ

یہاں تک کہ امام کے مقتدیوں سے تقدم کو فرماتے ہیں یہ بھی تخصیص مکانی ہے اگر شریعت مطہروں میں اس کا حکم نہ آتا
مگر وہ ہر حال میں بر جہدی نے شرح نغایہ میں فرمایا ،
یدخل فی تخصیص الامام بمکان قیامہ
فی الطاق ای المحراب بحیث یکون
قدماً علیہ والتقدم علی القوم وان
کان تخصیصہ لہ بمکان لکنہ مستثنی
شروعاً

جب ایسے فرق کر بھی تخصیص مکانی شمار کرتے ہیں مالاںکہ مکان واحد اور زمین برابر ہے جس میں فی نصب اصلاً

۹۲/۱	مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی بھارت	باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا	۱۱۲/۱
۱۱۲/۱	مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران	فصل ۱۱۲	۱۱۲/۱
۱۳۰/۱	مطبوعہ فنی نو کشور کھنڈ بھارت	فصل ما یکرہ فی الصلوۃ	۱۳۰/۱

کوئی فرق و امتیاز نہیں تو مثلاً کرسی، مکان یا چوبترہ کی بلندی اگرچہ دو تین ہی گز ہو یہ وجہ اولیٰ تخصیص مکانی باعتبار کراہت ہوگی کہ یہاں نفس مکان میں تفرق و تفاوت موجود اور والان و صحنی کے فرق میں تو سرے سے درج ہی بدل گیا تو یہ سب صورتیں ارشاد امام عظام صلی اللہ علیہ وسلم الشریعۃ قدس سرہ و تخصیص الامام بمکان (۱) م کا جگہ مخصوص کرنا بتائیں داخل میں حزا کا اللہ خیر جزاء کیا دو لغظوں میں تمام مرنکا احاطہ فرمایا اور بہت نزاعوں کا تصفیہ کر دیا فاللہ الحمد للہ سب العالمین پس ثابت ہوا کہ جہاں والان مسجد کی کرسی صحن مسجد سے بلندی متاثر نہ تھی ہر جیسا کہ اکثر مساجد میں ہے وہاں امام کا دو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا جیسا کہ عوام ہند میں مشاہد ہے نہ صرف ایک کراہت بلکہ تین کراہتوں کا جامع ہوگا:

اولاً یہی السائرین قیام امام،

ثانیاً مقتدیوں پر بلندی متاثر،

ثالثاً اس کا زیر سقفت اور مقتدیوں کا صحن پر ہونا۔

ہکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولیہ
التوفیق وهو سبب خیرہ وتعالیٰ اعظم وعلمہ
جل مجدہ اتقوا حکمہ۔

مسئلہ ۱۷۱۲ از شہر کسٹن برٹلی مسؤل محمد ظہیر محمد صاحب

۱۲ اشوال ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) بعض شخص نماز میں رکعت کے بعد سجدہ کر جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے دونوں پانچوں رکعتوں سے
- اور پرکھڑا کیا کرتے ہیں یعنی ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے ہیں اس کی نسبت کیا حکم ہے؟
- (۲) ہاتھوں کی کہنی کھڑی کر آستینیں اوپر کرکھڑا کر نماز پڑھنے میں کس قدر نقصان ہے؟ کس درجہ کی وہ نماز ہوگی؟ زید کا خیال ہے وہ نماز مکروہ ہوئی مگر عمرو کا خیال ہے کہ مکروہ نہیں ہوئی اور عمرو کا سوال ہے کہ اگر مکروہ ہوئی تو صحت کے ساتھ بتلادیا جائے۔

الجواب

(۱) مکروہ ہے۔

(۲) نماز مکروہ تحریمی واجب الاداء ہوگی اگر نہ پھر سے گا گنہ گار رہے گا، درمختار، علیہ وغیرہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۷۵ از بریلی مد سہ منظر اسقام مسئلہ احسان علی مکتبہ لپوری طاب علم بتاریخ ۱۳ شوال ۱۳۲۷ھ
کیا فرماتے ہیں علما سہ دیں ان مسائل میں کہ :

- (۱) نماز کے اندر اگر ٹوپی گر جائے تو اٹھانا چاہئے یا نہیں؟
- (۲) امام قزاق یا رکوع کو کسی مقتدی کے واسطے دراز کر سکتا ہے یا نہیں جبکہ مقتدی وضو کر رہا ہو یا مسجد میں آگیا ہو اور یہ امام کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص ہے کہ عنقریب شریک ہونا چاہتا ہے یا اس صورت رکوع میں کچھ دیر کر دے تو جواز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) اٹھ لینا افضل ہے جبکہ بار بار نہ گرے اور اگر مذلل وانکسار کی نیت سے سر پر بند رہنا چاہے تو نہ اٹھانا افضل۔ در مختار میں ہے :

سقطت قنسوته فاعادتها افضل الا اذا
احتاجت لتكوير او حمل كثير
نمازی کی ٹوپی گر جائے تو اس کا اٹھانا افضل ہے مگر
اس صورت میں کہ جب یا نہ سننے کی حاجت ہو یا عمل کثیر
لازم آ رہا ہو۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

الظاهر ان افضلية اعادة قنسا حث لسه
بقصد بتركها التذلل
ظاہر یہی ہے کہ اس کا اٹھانا تب افضل ہے جب
اس کے ترک میں تذلل کا ارادہ نہ ہو۔ (ت)

(۲) اگر کسی خاص شخص کی خاطر اپنے کسی ملاؤ خاصہ یا خوشامد کے لئے منظور تو ایک بار تسبیح کی قدر بھی
بڑھانے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میخشی علیہ الصلوٰۃ
یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل اس نے غیر خدا کے لئے کیا اور اگر خوشامد منظور نہیں بلکہ عمل
حسن پر مسلمان کی اعانت (اور یہ اس صورت میں واضح ہے کہ یہ اس آنے والے کو نہ پہچانے یا پہچانے اور اس کا
کوئی تعلق خاص اس سے نہ ہو نہ کوئی غرض اس سے انکی ہو) تو رکعت میں دو ایک تسبیح کی قدر بڑھا دینا جب نہ
بلکہ اگر حالت یہ ہے کہ یہ ابھی سر اٹھائے لیتا ہے تو وہ رکوع میں شامل ہونے نہ ہونے میں شک میں پڑ جائے گا تو
بڑھا دینا مطلوب اور جوا بھی نماز میں نہ ملے گا مسجد میں آیا ہے وضو وغیرہ کرے گا یا وضو کرتا رہے اس کے لئے

قد مسنون پڑھائے بلکہ اگر پڑھائے موجب ثقل حاضرین نماز ہوگا تو سخت منوع و ناجائز، المسألة دوارة فی النکت ولسطها الشامی من صفة الصلوة وما قلت عطر التحقیق (یہ مسئلہ کتب فقہ میں تحریر ہے) شامی نے اسے صفت صلوة میں تفصیلاً بیان کیا اور جگہ جگہ میں نے بیان کر دیا ہے یہ تحقیق کا عطر و نچوڑ ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۰ یکم ذلیقہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ یہ نہ منع کرنے پر کہ آستین چڑھے ہونے سے نماز پڑھا کر آستین اتار لیا کر، جواب دیا کہ کس کا قول ہے، کس حدیث میں ہے اور اس کا راوی کون ہے؟

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، یحییٰ کی حدیث ہے، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں، اور حایل کو ایسے سوالات نازیبا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از برنی جلد ذخیرہ مسئلہ سوم حسین ۲۹ صفر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر دھوبی کپڑا بدل کر لائے تو اس کو پہن کر عورتوں کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جڑا نہ نہ کرنا پڑھنا کرنا ہے یا نہیں؟

الجواب

بدلا ہوا کپڑا پہننا مرد و عورت سب کو حرام ہے اور اس سے نماز مکروہ تحریمی۔ ٹھہرا بانہ مٹنے کی کراہت مرد کے لئے ضرور ہے، حدیث میں صاف نہیں الرجالی ہے، عورت کے بال عورت میں پریشان ہوں گے تو انگشت کا خوف سے اور چوٹی کھولنے کا اسے غسل میں بھی حکم نہ ہوا کہ نماز میں کھٹ شعریٰ نہ چوٹی میں ہے جب اس میں حرج نہیں جوڑے میں کیا حرج ہے مرد کے لئے ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ سجدے میں وہ بھی زمین پر گرے اور اس کے ساتھ سجدہ کریں کہ فی المرقاۃ وغیرہ (جیسا کہ مرقات وغیرہ میں ہے۔ ت) اور عورت ہرگز اس کے مامور نہیں، لاجرم امام زین الدین عراقی نے فرمایا، ہو مختص بالرجال دون النساء (یہ مردوں کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ عورتوں کے لئے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

لے الجمع البکیر حدیث ۵۱۳ مروی عن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۵۲/۲۳

مسند احمد بن حنبل حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۸/۶

فت، حدیث کے الفاظ یوں ہیں، فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی الرجل رأسہ معقوصاً۔ نیز اہم

مسئلہ ۹۷۹ از موضع مانیہ والہ ڈاک خانہ قاسم پور گدھی ضلع بجنور برگزیدہ افضل گڑھ مرسلہ سید کفایت علی ولد
حایت علی ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

حضرت کی مسجد میں ایک مرتبہ نماز عشا کی پڑھ رہا تھا سر پر چادر اوڑھے ہوئے تھا اور چادر بدی پر قائم
رہی مگر سر پر اُتر کر کندھے پر گرنی تھی میں نے یہ مسئلہ نہایت بھی نہیں تھا آپ کے غلیظ مولوی امجد علی صاحب نے یہ فرمایا
اگر چادر کو مٹا یہ یا کھڑے ہونے سے گرجا سے تو ہاتھ سے اشارہ کر کے سر پر رکھ لینی چاہئے اگر نہیں رکھے گا تو نماز
مکروہ ہوگا اور بھیت چادر اوڑھنے کے ٹپ کے دوپٹہ بندھا ہوا تھا جیسا کہ انھوں نے بتایا تھا ویسا خاکسار عمل
میں آیا تھا مگر غریب خانہ اگر جو نمازیوں کو دیکھا تو وہ چادر یا رضائی سر کے اوپر سے نہیں اوڑھتے بلکہ کندھے پر
اوڑھتے ہیں میں نے اُسی سے کہا کہ چادر نماز پڑھتے میں سر پر سے اوڑھنی چاہئے اگر سر پر گرجا سے تو ہاتھ سے سر
پر رکھ لینی چاہئے، انھوں نے کہا نماز پڑھتے میں چادر سر پر رکھے گا نماز نہیں ہوگی اب اس مسئلہ کا خواستگار ہوں
تقریر کیجئے - بینوا توجروا۔

الجواب

ابو نعیم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى قَوْمٍ لَا يَجْعَلُونَ عِمَامَتَهُمْ
تَحْتَ رُءُوسِهِمْ يَعْصِي فِي الصَّلَاةِ بَنُو اللَّهِ
اللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔
اللہ تعالیٰ اُس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا
جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے
نہیں کرتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۹۸۰ از سردی کلاں ڈاک خانہ کچھ ضلع غنی تال مرسلہ محمد حسین خورو ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھی جائے تو ہو سکتی ہے یا
نہیں؟ اور بغیر ٹوپی کے رومال باندھا جائے تو نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ ہی ہو گیا، اور چھوٹا رومال جس
سے صرف دو ایک پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے، اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث
میں ہے،

فرق ما بین المؤمنین المؤمنین العاصی علی
القلوب لی
ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے
عاصی ٹوپوں پر ہوتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۸۱ از شہر ممباسہ ضلع شرقی افریقہ دکان حاجی قاسم اینڈ سنز مسئلہ حاجی عبداللہ حاجی یعقوب

۲۶ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو جائگے میں کچھ حلفت ہوئی یا نماز پڑھتے ہیں کچھ
شیطان خیال آیا اور تنہوں کے سامنے عورت کی طرح کودیکھا اور اپنا ذکر سامنے کیا لیکن دخول نہیں کیا ایک
منٹ کے بعد اُس خیال کو دور کیا اور نماز تمام کی اب اس نے نہ دخول کیا اور نہ ذکر کھڑا ہوا تھا اور نہ منی یا نڈی
نکل ہے ایک ذرا سا یہ خیال اس کو تھا لیکن پیشاب اس کو لگا ہے غسل کرنا ہو گیا نہیں؟ اور اس کی
نماز کیسی ہوئی؟ اُس کا خیال ہے کہ کچھ پر غسل نہیں اور نمازیں پڑھتا ہے قرآن مجید پڑھتا ہے اب نمازیں
پڑھنا یا قرآن مجید اور درود شریف پڑھنا سب کیسا ہے؟ بینوا تو جہودا۔

الجواب

جب نہ اُس نے دخول کیا نہ منی علیٰ درفصل واجب ذرا قرآن مجید کی تلاوت کر سکتا ہے اور سوائے
قرآن مجید اور اذکار مثل کلمہ طیبہ و تسبیح و تہلیل و درود شریف وغیرہ تو حالت جنابت میں بھی پڑھ سکتا ہے اور
جبکہ صورت مذکورہ میں مذی بھی نہ نکلی تو نماز بھی ہو گئی بشرطیکہ اس کا برہنہ عضو عورت کی برہنہ شرمگاہ سے
مٹانہ ہو ورنہ وضو جاتا رہا اور نماز نہ ہوئی ماتی نماز میں ایسا خیال بہت بد ہے اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا
نماز سخت مکروہ ہوگی اور اگر برہنگی ایسی ہو جس سے دوسرے کی نظر سے جناب نہ ہو تو اسی قدر سے نماز جاتی
رہے گی جبکہ چہارہ عضو کی قدر برہنہ کرے اگرچہ وضو نہ جائے گا جبکہ برہنہ شرمگاہ ذی سے ملنا نہ ہو یہ سب اسی
صورت میں ہے کہ واقعی کوئی عورت موجود ہو ورنہ مجرد خیال سے نہ وضو جائیگا جب تک مذی نہ نکلے نہ غسل
واجب ہوگا جب تک منی نہ نکلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۸۲ از جمشید پور ڈاکخانہ خاص ضلع سنگھ جھوم آفس کارکیس مسئلہ حمید اللہ

۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ پتلون پہن کر نماز درست ہے یا نہیں جبکہ اُس میں نشست و برخاست

پوری طور سے ہوتا ہے بیذوق و جودا۔

الجواب

پتوں پہنا مکروہ ہے اور مکروہ کپڑے سے نماز بھی مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۹۸۳ ملک و بوند یا پگڑی یا رد مال سے پیشانی چھپی ہے تو سجدہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب

سجدہ درست ہے اور نماز مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۸۴ مرزا اصف علی خاں ہانس منڈی، بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر جماعت میں امام مسجد کے درمیں اور مقتدی باہر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اس میں کیا حکم ہے؟ بیذوق و جودا

الجواب

امام کا درمیں کھڑا ہونا مکروہ ہے کما فی رد المحتار عن معراج الدراية عن سیدنا
الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ والحق میں حران الدرایہ کے ترائے سے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے منقول ہے۔ ت۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۸۵ جڑا میں پن کر پاؤں میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ زید کتا ہے کہ جبکہ ان کے پٹنے سے
ٹخنے بند ہو گئے تو نماز مکروہ ہوگی۔ بیذوق و جودا

الجواب

زید کا قول غلط ہے، مومن سے پن کر نماز پڑھنا بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۸۶ از سرکار پاک پن شریف ضلع حٹکری درگاہ اقدس مسئلہ امام علی شاہ صاحب

۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ

حق، حق، حق۔ جناب مولانا السلام علیکم، مکلف ہوں کہ اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ کسی
بزرگ کے آتہ نر پاک میں اسی بزرگ صاحب ہزار کے روضہ منورہ کے دروازے کو بند کر کے روضہ کے آگے ہی
اگر نماز پڑھ لی جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اخبار دبیر سکندری میں نکل دیا جائے تاکہ سب لوگ
دیکھ لیں۔ زیادہ نیاز الکلف فقیر محمد امام علی شاہ اولاد بابا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ از درگاہ حضرت جناب

لا تكثر الصلوة خلف الحجرة الشريفة
الا اذا قصد التوجه الى قبرة موسى عليه السلام
بقابل عليه وسلم
بقابل عليه وسلم

1۹

1۹

۱

انام ابن قاضي عياض شرح صحيح مسلم شریف پھر علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح پھر علامہ قاری مرقاۃ
المصابیح نیز علامہ محدث طاہر قسطنی مجمع بحار الانوار نیز انام قاضی ناصر الدین سیادی پھر انام جلیل علامہ محمود سیوطی
حمدة القاری شرح صحیح بخاری پھر انام احمد محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح بخاری نیز انام ابن حجر مکی
شرح مشکوٰۃ شریف پھر شیخ محقق محدث و جوی لحات والفتیح میں فرماتے ہیں،

وهذا لفظ الاولین من اتخذ مسجدا
فی جوار صالح او علی فی مقبرة و قصد
الاستطعام بروحه او وصول اثر من
اثر عبادته الیه، لالتعظیم لہ و
التوجه نحوه، فلا حرج علیہ الا ان ی
ان مرقداً اسمعیل علیہ الصلوٰۃ و
السلام فی المسجد الحرام عند الجحیم
ثم ان ذلک المسجد افضل مکان
یتحرى المصلی لصلواتہ
یعنی جس نے کسی نیک بندے کے قریب میں
مسجد بنائی یا مقبرہ میں نماز پڑھی اور اس کی
روح سے استمداد و استعانت کا قصد کیا یا یہ کہ
اس کی عبادت کا کوئی اثر پہنچے، نہ اس لئے کہ نماز
سے اس کی تعظیم کرے یا نماز میں اس کی طرف
سر ہو، چاہے تو اس میں کوئی عرج ہیں کیا دیکھتے
نہیں کہ سینا اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
مزار شریف خاص مسجد الحرام میں حلیم کے پاس ہے
پھر یہ مسجد سب سے افضل وہ جگہ ہے کہ نمازی نماز
کے لئے جس کا قصد کرے۔

اخیری کے لفظ یہ ہیں،

خروج بذلک اتخاذ مسجد بجوارہی او
صالح و الصلوٰۃ عند قبرہ لالتعظیم
والتوجه نحوه بل لوصل مدد منه
حق تکمیل عبادتہ ببرکۃ مجاورتہ
یعنی کسی نبی یا ولی کے قریب میں مسجد بنانا اور ان
کی قبر کریم کے پاس نماز پڑھنا نہ ان دونوں سے
بلکہ اس لئے کہ ان کی مدد ملے پہنچے ان کے قریب کی
برکت سے میری عبادت کامل ہو اس میں کچھ مضائقہ

۱۔ مسکات تصحیح ارشاد الساری باب زیارت سید المرسلین علیہ السلام مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ص ۲۷۲
۲۔ شرح طیبی علی مشکوٰۃ المصابیح الفصل الاول باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ مطبوعہ دار القرآن العلم الاسلامیہ کراچی ۲۵

لا تکره الصلوة الى جهة القبور الا اذا
کای بعین یدیدہ بحیث یوصلی صلاۃ
لخاشعین وقع بعبودۃ علیہ۔
قبر کی طرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں مگر اس صورت میں
جبکہ نمازی خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو (جائے سجدہ
پر نظر ہو) تو قبر پر نظر پڑے (ت)

یہ قلب و بایست پر کیا شاق ہوگا کہ مزار مبارک بلا حائل بے پردہ صرف چار پانچ گز کے فاصلہ سے
میں نماز میں نمازی کے سامنے ہے اور نماز پڑا کر است جائز کیا یہ فقہائے کرام کو قبر پرست نہ کہیں گے
و لعیاد ما لله ص ب العلیین۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ یہ نیت فاسدہ نہ ہوں یعنی نماز کے تعلیم قبر
کا ارادہ یا بچائے کعبہ نماز میں استقبال قبر کا قصد۔ ایسا ہو تو آپ ہی حرام بلکہ معاذ اللہ نیت عبادت قبر ہو تو میرا شکر
کفر مگر اس میں مزار مقدس کی جانب سے حرج نہ آیا بلکہ اس شخص کا فاسد ارادہ یہ فساد لایا اس کی نظیر یہ ہے کہ
کوئی نماز تیس کعبہ معلوم کے سامنے اس نیت سے نماز پڑھے کہ وہ کعبہ کی طرف نہیں بلکہ وہ خود کعبہ کو سجدہ کرتا ہے یا
نماز تعلیم کعبہ کے لئے پڑھتا ہے ایسی نماز بیشک حرام اور نیت عبادت کعبہ ہو تو سلب اسلام مگر اس میں کعبہ معلوم کا
کیا قصور ہے یہ تو اس کی نیت کا قصور ہے۔ یہی جو مزارات کے حضور ہے اور مزار اکرم مستور ہے یا نظر خاشعین
سے دور ہے تو فاسد نیت سے باز رہے اور ترک دستہ اگر نیت سے باز رہے کہ نماز و نیاز کا جماع نہ عمل
ور ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علیم۔ حل مجدداتہم و احکم۔

مسئلہ ۹۹۹ از موضع سرزبان ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۲ وجہ ۱۳۴۱ھ

(۱) دھڑ، نماز، غسل، جماعت، لباس، نماز، حنا، کفن، دفن، نکاح وغیرہ میں کئے گئے اور کون کون
فرض است، مستحب واجب ہیں جس کے ترک سے نماز فاسد یا مکروہ تنزیہی یا تحریمی یا کبھی بطور دھڑانے کے
یا سجدہ سہو کے قابل ہو جاتی ہے یا کیا چیز ترک ہو جس سے امام نے دوبارہ جماعت شروع کی اب اور نئے آدمی
شامل نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ کس ترک کے سبب سے اب نئے آدمی بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح غسل، جماعت،
لباس، کفن، دفن، نکاح سب کا حال علیحدہ علیحدہ ترتیب و ترتیب تحریر فرمایا جائے۔

(۲) زید تمباکو کھانے پیچے کی اکثر اشیاء یا نہ ہو نماز پڑھتا ہے نماز ہوگی؟

(۳) زید اکثر زانی، کبیل، چادر کی گھڑکی ڈال کر نماز پڑھتا ہے ہوگی یا نہیں؟ مینو اتوجروا۔

الجواب

(۱) اس سوال کا جواب اگر مفصل لکھا جائے تو کم از کم دو ہزار ورق ہوں گے سائل کو چاہئے علم سیکھے

یہ باتیں آجائیں گی، فرض کے ترک سے نماز فاسد ہوتی ہے اور واجب کے ترک سے مکروہ تحریمی ۱۰ اور سنت مکروہ کا ترک بہت بُرا ہے اور غیر مکروہ کے ترک سے مکروہ تنزیہی ۱۱ اور مستحب کے ترک سے غیر اولیٰ فرض کے ترک میں پھر پڑنا فرض ہے کہ پہلی نماز اصل نہ ہوئی اور اسی صورت میں نئے آدمی شامل ہو سکتے ہیں ۱۲ اور واجب مجہول کر چھوٹا تو سجدہ سہو کا حکم ہے اور قصد چھوڑا یا مجہول کر خیر مانتھا مگر سجدہ سہو نہ کیا تو اس سجدہ واجب ہے اور سنت کے ترک میں سنت اور مستحب کے ترک میں مستحب اور ان سب صورتوں میں نئے آدمی شامل نہیں ہو سکتے۔

(۲) ۱۳ نماز ہو جائے گی مگر بدبو آئے تو کراہت ہے۔

(۳) نماز مکروہ ہوگی جب تک ایک پلہ اس کا دوسرے کندھے پر نہ ڈالا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ ۹۹ از مکتبہ دھرم تلاء مدرسہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روایت میں کپڑا پہن کر نماز کیسی ہے؟ اور جب امام باوصف معلوم ہو جانے ثروت کے لباس ریشمی پہن کر امامت کیا کرے تو ساری بابت کی نماز میں کراہت تحریمی کا وبال امام پر ہوگا یا نہیں؟

الجواب

فی الواقع ریشمی کپڑا پہن کر نماز مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ اُسے اتار کر پھر پڑھا واجب کہ ہو معلوم من الفقہ فی غیر ما وصم (جیسا کہ فقہ میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔ مت) شرح مقدمہ فلسفہ نوید پھر فتاویٰ القرویہ میں ہے ۱

تکبر بالصلوٰۃ فی ثوب الحریر وعلیہ ایضاً لانه محرم علیہ لبسہ فی غیر الصلوٰۃ ففیہا اولیٰ فان صلی فیہا صحت صلاتہ لان النہی لایختص بالصلوٰۃ انتہی اقول وقولہ وعلیہ ایضاً مبتن علی قولہما من حرمة احتراش الحریر واکلا فہو جائز عند الاھامہ الا اعظم رضی اللہ تعالیٰ

ریشمی کپڑے میں اور اس کے اوپر نماز مکروہ ہے کیونکہ جب نماز کے علاوہ اسے پہنا حرام ہے تو نماز میں بطریق اولیٰ حرام ہوگا، اگر ان میں نماز داکی تو صحیح ہوگی کیونکہ نئی نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہیں انتہی اقول اس کا قول "ریشمی کپڑے پر بھی" صاحبین کے اس قول پر مبنی ہے کہ ریشم کا کچھونا بنانا بھی حرام ہے ورنہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جائز

عند لا ین المحرم لم یسد لا سائر وجوه
الاستفاد حکما فی سہ المحت رو غیرا تعم
لکرة الصلوة علیہ وان جازا احتراشه
لا ین الصلوة لیست موضع الترفه وھذا
الکراہۃ تنزیہیا۔

ہے کیونکہ ریشم کا پہننا حرام ہے باقی نفع کی صورتیں منع
نہیں جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے، ہاں اگر کسی
اس کا بچھونا بنانا جائز ہے مگر اس پر نماز مکروہ ہوگی
کیونکہ نماز تعیش کا مقام نہیں اور یہ کرامت تنزیہی
ہوگی۔ (ت)

جبکہ اللہ عزوجل غم و کوششیں پکڑا گھر میں پہننا حرام کیا تو خود اس کے دیباہ میں اسے پہن کر حاضر ہونا کس درجہ
گستاخی و بیادہنی ہوگا جو بات گھر بیٹھ کر تنہائی میں کرنا تو قانونی سلطانی میں جرم ہو وہ خود پارکاد سلطانی میں اس
کے حضور کھڑے ہو کر کسی عریضہ کی بیباکی اور بادشاہ کا موجب ناراضی ہوگا و العیاذ باللہ تعالیٰ اور پڑا ظاہر
کہ نماز نام کی یہ کرامت نماز مقتدیان کی طرف بھی سرایت کرے گی تو ان سب کی نمازیں خراب و ناقص ہونے کا
یہی طبعی باعث ہو اور معاذ اللہ ارشاد حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی کا مصداق محمد اسے

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد

بلکہ آتش در ہمسہ آفاق زد

(بے ادب تنہا ہے آپ کو ہی تباہ ہیں کرتا بلکہ اس کی ایک کی بے ادبی تمام عالم کو برباد
کر دیتی ہے)

بعینہ یہی حکم ان سب چیزوں کا ہے جن کا پہننا جائز ہے جیسے ریشم کمر بندیاں، مفروق ٹوپی یا وہ کپڑے جس پر ریشم یا
چاندی یا سونے کے کام کا کوئی بیل بڑا چارائل سے زیادہ عرض کا بریا یا تھ خواہ پاؤں میں تانبے سونے چاندی
چیتل لوسے کے چھتے یا کان میں بالی یا بند یا سونے خواہ تانبے چیتل لوسے کی انگوٹھیاں اگرچہ ایک تار کی ہو یا سانسے چار
ماسے چاندی یا کینچن ٹمب کی انگوٹھیاں یا کینچن انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماسے کی ہوں کہ یہ سب چیزیں مردوں
کو حرام و ناجائز ہیں اور اُن سے نماز مکروہ تحریمی اور تانبے چیتل لوسے کے زیور تو مردوں کو بھی حرام ہیں انھیں
پہن کر ان کی نماز بھی مکروہ تحریمی، ان مسائل کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت
فرماتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۹۱ از بایں کپہری منصفی مرسلہ شیخ حامد حسین وکیل ۱۷ جمادی الاخری ۱۳۱۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزی وضع کے کپڑے پہننا کیسا ہے اور ان کپڑوں سے نماز

ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیا بہت تحریمی یا تنزیہی یا بلا کسی فساد کے؟ بیٹو! توجرو!

الجواب

انگریزی وضع کے کپڑے پٹنا حرام سخت حرام اشد حرام اور انھیں پہن کر نماز مکروہ تحریمی قریب مجرام واجب الاعادہ کہ جائز کپڑے میں کرنا پھیرے تو گنہگار مستحق عذاب والعیاذ باللہ العزیز العباد سیدی علامہ اسماعیل نابلسی شرح درود وغیر پھر علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہما القدسی حدیقہ ندریہ شرح طریقہ کبیرہ میں فرماتے ہیں:

ما فعله بعض اصحاب الحديث بد مشق لما
شرينت البسمة بسبب اخذ بلد من الاخر
من لبسهم شري الاخر تاج في رؤسهم و سائر
بدنهم وجعلهم اسارى في القيود و عارض
ذلك في البسمة على مر عهده حسن وهو
والعياذ بالله كفر على الصريح و خطا
عظيم على القول المرجوح اعاد الله من
الجهل المورود موارد السوء

و مشق شہر کی خوبصورتی کے وقت بعض اصحاب صنعت
نے فرنگیوں سے شہر کو قبضہ میں لیتے وقت جشن مناتے
ہوئے مذاق کے طور پر فرنگیوں کا لباس سرور جسم پر
بنا کر (کچھ لوگوں کو) قید میں ڈالاد شہر میں پھرایا اور
اس سے خوش ہوئے (اللہ کی پناہ) یہ صحیح قول کے
مطابق کفر اور قول مرجوح پر غلط عظیم ہے اللہ تعالیٰ
جہانست کے ایسے بُرے مواقع سے محفوظ
رکھے۔ (د ت)

انگریزی میں تاتارخانیہ سے ہے، تکرار الصلوة مع البراس (ٹوپی والے جبہ میں نماز مکروہات)
واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

علمه ذكره في النوع الثامن من المباحث
اول من القسم الثاني من الصنف الثاني
افان السان وهو نوع السخريه ۱۲ من ۴
علمه هكذا هو بالعين في نسخ الحديقه
۱۲ من ۴

اسے نابلسی نے مبحث اول کی قسم ثانی کی نوع ثامن میں
آفات زبان کی صنف ثانی کے تحت ذکر کیا اور یہ ق کی
قسم ہے ۱۲ من ۴ (د ت)
میرے پاس جو حدیقہ کا نسخہ ہے اس میں یہ لفظ
ع کے ساتھ ہے ۱۲ من ۴ (د ت)

سنة احوال النيرة النزع الثامن من الانواع الستين
سنة فتاوى بندير في يكره في الصلوة وما لا يكره

مطبوعہ قوریہ رضویہ فہمیل آباد ۲۳۰/۲
نورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۹/۱

مسئلہ ۹۹۲ از ملک اپر برہما چھاؤنی ملکینہ مرسلہ حاجی آدمی یا رمال ۶ صفحہ ۱۳۱۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی ہے اُس کے کپڑا بہت سے لیکن آستینیں چڑھا کر
کُسنی سے اوپر نماز پڑھتا ہے، کچھ کراہت نماز میں آتی ہے یا نہیں، اس کا جواب بمع حدیث شریف تحریر فرمائیے۔

الجواب

مکروہ ہے نماز پھیرنے کا حکم ہے، درمختار میں ہے :
مکروہ مبدل ثوبہ و مکروہ کفہ ای دفعہ و لولہ تراب
کمٹش کم او دین لے
کپڑے کا لٹکانا اسی طرح کپڑے کا اٹھانا بھی مکروہ ہے
اگرچہ کپڑے کی وجہ سے بر جیسے کوئی آدمی آستین اور
واسن اٹھا لے۔ (ت)

روا مختار میں ہے :

حرر ابو حنیفہ الرضی صلی اللہ علیہ وسلم ان الکراہۃ
فیہ تحریر بیستہ :
شیخ حیر الدین رضی اللہ عنہ کی عبارت اس بات کی مفید ہے
کہ اس میں کراہت تحریمی ہے (ت)

حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اموت ان محمد علی سبہ عصبہ و لب
لا کف شھرہ و لا ثوبہ روا کا البستہ عن
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جسے سب سے پہلے یہ حدیث مذکور ہے کہ بال اکٹھے نہ کروں اور نہ کپڑا
بات کا حکم ہے کہ بال اکٹھے نہ کروں اور نہ کپڑا
اٹھاؤں۔ اس روایت کو صحاح ستہ نے حضرت عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۹۳ از میر تقی مرسلہ مولوی محمد حسین ۲ صفحہ ۱۳۱۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آستین کُسنی تک چڑھی برتنی نماز پڑھنی مکروہ ہے یا نہیں؟
بینوا تو جدوا۔

الجواب

مکروہ ہے اور سخت و مشہور مکروہ ہے، صحاح ستہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
سالہ الدائمہ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا
سالہ رد المحتار مطلب مکروہات الصلوۃ
سالہ صحیح مسلم باب اعضاء السجود
مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۹۱/۱
مطبوعہ البابائی مصر ۳۷۳/۱
نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۹۳/۱

وسلم فرماتے ہیں :

امريت ان لا يجد على سبعة اعضاء وان لا كف شعرا ولا ثوبا۔
مجھے سات اعضاء پر سجدہ کا حکم ہے اور اس بات کا کہ میں بال، اکٹھے نہ کروں اور نہ کپڑا، اٹھاؤں۔ (دست)

میں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

امريت ان لا كف الشعر والثياب۔
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں بالوں اور کمپڑوں کو اکٹھا نہ کروں۔ (دست)

تمام تنہ مذہب میں ہے ، مکروہ کف ثوبہ (کپڑوں کو اکٹھا کرنا مکروہ ہے ۔ ت۔ فتح المستدرک و بحر الرائق میں ہے ،

يدخل ايضاً في كف الثوب تشير كسيرة۔
کپڑا اٹھانے میں آستینوں کا چڑھانا بھی داخل ہے۔
رد المحتار میں ہے ،

كف اي رفعه ولو لترا ب كشمركه۔
کپڑے کا اٹھانا اگرچہ ٹٹ کی وجہ سے ہو مکروہ ہے
او ديل۔
جیسا کہ آستین اور دامن کا چڑھانا (دست)

رد المحتار میں ہے ،

حرر الخیر الرمی ما یفید ان الکراهة فيه تحريمية۔
شیخ خیر الدین رملی کی عبارت اس بات کی مفید ہے کہ اس میں کراہت تحریمی ہے (دست)

علیہ میں ہے ،

یکر ان یکف ثوبه وهو في الصلاة بعصل۔
قلیل بات یرفعه من بین یدیه او
من خلفه عند السجود او یدخل فیها

قلقل کے ساتھ نماز میں کپڑا چڑھانا مکروہ ہے
بایں طور کہ نیچے یا آگے سے سجدہ کے وقت
اٹھائے یا نماز میں کپڑا اٹھائے ہر سنے داخل ہونا

۱۹۳/۱	مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی	باب اعضاء السجود	سۃ صحیح مسلم
"	" " " "	" " "	سۃ " "
۲۴/۲	ایچ ایم سمیعہ کینی کراچی	باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیها	سۃ بحر الرائق
۹۱/۱	مطبع حقیقی دہلی	" " " "	سۃ الدامختار
۳۶۳/۱	مصطفیٰ الیابی مصر	مطلب مکروہات الصلوة	سۃ رد المحتار

وہو مکفوف کما اذا دخل وهو مشر لکھو جیسا کہ نماز میں داخل ہوتے وقت اس نے آستین
اد الذیل۔ یا دامن چڑھایا ہوا تھا۔ (ت)

ملائین محققین جلیسین شارحین غیہ تحقیق فرماتے ہیں کہ اکثر کلائی پر سے آستین چڑھی ہونا ہی کراہت کو
کافی ہے اگرچہ کئی تک نہ ہو۔ غیہ میں ہے :

(و) یکرہ ایضا ان یرفع کما (ای شمرہ) الی (و) یکرہ ایضا ان یرفع کما (ای شمرہ) الی
المرفقین) وهذا قید اتفاق فانه لو شمر
الی ما دون المرفق یکرہ ایضا لانه کف
لثوب وہی صنف عنہ فی الصلوة لسا صر
وهذا اذا شمره خارج الصلوة وشرع
فی الصلوة وهو کذلک اما لو شمره فی
الصلوة ففسد لانه عمل کثیر

کردی اور اگر دوران نماز آستین چڑھتا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ (ت)
حلیہ میں ہے :

ینبغی ان یکرہ تشمیرهما الی ما فوق
نصف الساعد لصدق کف الثوب علی
هذا۔ آستینوں کا نصف کلائی کے اوپر تک اٹھانا بھی
مکروہ ہونا چاہئے کیونکہ اس پر بھی کپڑا اٹھانا صدق
آرا ہے (ت)

تو لازم ہے کہ آستینیں آرا کر نماز میں داخل ہو اگرچہ رکعت جاتی رہے اور اگر آستین چڑھی نماز پڑھے تو
اعادہ کی جائے گا۔ ہاں حکم صلاۃ ادیت مع الکراہۃ کما فی الدرد وغیرہ (جیسا کہ ہر اس نماز
کا حکم ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو جیسا کہ دروغ وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ سبھانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۱۱ غزوہ جادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نیک سنی المذہب ہے اور اس نے کسی وجہ سے نماز

لے غیہ مستحی یکرہ فصلہ فی الصلوة والاکیرہ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۴۸

۳۵۷ ۳۵۷ ۳۵۷ ۳۵۷ ۳۵۷ ۳۵۷ ۳۵۷ ۳۵۷

۳۵۷ حلیۃ النحل شرح غیہ المصلی

دست کش پڑھی تو وہ اس کی نماز صحیح ہو گئی یا نہیں یا اس کا اعادہ کرنا چاہئے یا کیا ؟

الجواب

نماز ہو جائے گی مگر براہیت لترك السنة (ترك سنت کی بنا پر۔ ت) اعادہ چاہئے علیٰ وجہ الاستحباب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۹۵ از ماہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ محلہ کبریاں مرسلہ تاج الدین حسین خاں صاحب

۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

موسم گرما میں میں ساری بہت نیچی باندھتا ہوں اکثر نماز مولوی صاحبوں کے ہمراہ پڑھی کسی نے اعتراض نہ کیا ایک سید صاحب سے دریافت کیا تو فرمایا جو اونچی دھول باندھتے ہیں ان کو کچھ کھولنی ضرور ہے کہ ستر پوشی ہو اور تم بہت نیچی باندھتے ہو اس میں ضرور نہیں کہ ستر چھپا رہتا ہے، میں نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں کھڑے ہو کر میں پڑھ سکتا اس پر چہ آدمیوں نے اعتراض کیا کہ کھول دیا کرو ورنہ نماز میں خلل پڑتا ہے، پس میں مخدوم کو تکلیف دیتا ہوں حکم شرع بیان فرمائیے، اور اگر باندھنا ساری کا داخل پوشاکو مشرکین ہوتو میں موقوف کروں کیونکہ میرا حقدو آپ کے قول پر ہے بتھا بآپ کے کسی کے قول کو ترجیح نہیں دیتا ہوں بقول مخدوم یہاں صاحب قدس سرہ العزیز سے

ہر شہر ز غوباں مسم و خیال ہے
چکم کہ چشم بہ فروغ نہ بکس نکاس ہے

(تمہارا شہر خوبصورت حضرات سے بھرا ہے۔ میرا ذوق اپنا ہے، میں کیا کروں کہ
بہ فروغ آنکھ کسی پر بھی ایک نگاہ نہیں ڈالتی)

زیادہ نیاز

الجواب

مکرمی سلم اللہ تعالیٰ جواب مسئلہ انہی لفظوں میں ہے جو آپ نے تحریر فرمائے کہ اس عقد سے کہ
حل فرمائیے واقعی ساری پیچھے سے نہ کھول کر براہیت نماز کا موجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں :

«موت ان لا اکف شعرا ولا ثوبا» (مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں بال اکٹھے نہ کروں، ورنہ کپڑا
اٹھاؤں۔ ت)

سلم صحیح مسلم باب اعضاء السجود والنہی عن کف الثوب مطبوعہ نور محمد مع المطابع کراچی ۱۹۳/۱

غنیۃ شرح غنیۃ میں ہے :

یکبرۃ ان یکف ثوبہ وهو فی الصلاۃ بعد
قلیل بان یرفعہ من بین یدینہ او من
خلفہ عند السجود او ینخل فیہا وهو
مکھوف کما اذا دخل وهو مشیر المکرم
والذیل

نماز میں عمل قلیل کے ساتھ کپڑا اٹھانا مکروہ ہے اس کے
آگے یا پیچھے سے پنا کپڑا اٹھائے یا نماز میں کپڑا
چڑھائے ہوئے داخل ہونا اور یہی حکم ہے جبکہ نمازی
آستین یا دامن چڑھائے ہوئے ہو۔

(ت)

اور ساری یاد دہانی باندھنا جہاں کے شرفا میں اس کا رواج نہ ہو جیسے ہمارے بلاد وہاں شرفا کے لئے خود بھی کراہت
سے خالی نہیں کما حققت فی کتاب الہی من فتاویٰ ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ کی کتاب الفطر
میں کی ہے۔ متبادر گروہاں کے مسلمان اسے بائیں کنارہ سمجھتے ہوں تو احترام کو نہ کہ ہے عروج پیچھے ٹھہرنے میں ہے
ورنہ تہجد تو عین سنت ہے اور گہنوں سے اوپر تک ہر ماچلہ ہے اس سے زیادہ سچی مکروہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم
یہ تو آپ کے سوال کا جواب تھا اور ان سب باتوں سے زیادہ ضروری مسئلہ قیام نہ رہے فرض دو وتر سنت فجر
بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت صرف اس حالت میں ہے کہ کھڑے ہوئے پر اصل قدرت نہ ہو نہ دو رکہ نیک نہ کسی آدمی
یا لکڑی کے سہارے سے، اور ٹھہر کر ایسا ہو کہ ایک بار عنداً شخص کو کھڑے کی دین تک بھی کھڑا نہ ہو سکے اگر
اتحادی دیر قیام کی طاقت ہو اگر کسی سہارے سے، تو فرض ہے کہ کھیر تحریر کھڑے ہو کر کچھ طاقت نہ رہے
تو بیٹھ جائے، آج کل اکثر لوگ اس کا خلاف کرتے ہیں ذرا تکلیف ہوتی اور نماز میں بیٹھ کر پڑھتی اور سیدھے کھڑے
ہو کر ٹھہر کر رہی ہوئے، یوں نمازیں قطعاً باطل ہوتی ہیں بلکہ عینی دیر میں قدر اور جس طرح کھڑے ہونے کی قدرت ہو
اتحادی قیام ہر رکعت میں فرض ہے، یہ مسئلہ خوب یاد رکھنے کا ہے وقد بینا فی فتاویٰ وہاں التوفیق
شم السلام۔

مسئلہ ۹۹۶ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وقت نماز اپنی جوتیاں سجدہ کے روبرو رکھ کر نماز
ادا کرے تو نماز میں کیا شرعاً کراہت آتی ہے اور وہ بنے یا بائیں طرف رکھنے سے کیا نفع نقصان ہے اگر سجدہ کے
بلبرہ رکھ کر کپڑے وغیرہ سے چھپا دی جائیں تو علیحدہ ہونے کے مرتبہ میں جوتیاں یا نہیں، اور کس حدیث سے جوتیوں
کو سجدہ کے روبرو رکھنا منع آیا ہے؟ اور ایسے وقت میں نزول رحمت کا بند ہونا کیوں ہے؟ معمولی جوتیاں

جو شخص پٹے پھرتا ہے پتے جوئے مسجد میں چلا آئے اور پٹے جوئے نماز ادا کرے جائز ہے یا نہیں؟ کن
بزرگان دین نے ایسا فعل کیا تھا؟ مینو اتوجروا۔

الجواب

سنن، بی داؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

اذا صلى احدكم فليضع عليه عن يمينه
ولا عن يساره فتكون عن يمينه خيرة
الا ان لا يكون احد وليضعهما بين
مرجليه رواه الحاكم ايضا والبيهقي.
جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو جوئی اپنے دائیں طرف
نہ رکھے نہ اپنے بائیں طرف رکھے کہ دوسرا جو اُس
کے بائیں ہاتھ کو ہے اُس کے دہنی طرف ہوں گی
ہاں اگر بائیں طرف کو کوئی نہ ہو تو بائیں جانب رکھے
ورنہ اپنے پاؤں کے بیچ میں رکھے، اسے بھی حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔

دوسری روایت میں اس حالت کے لئے یوں حدیث آئی،

فلا يؤذيهما احداً - رواه الثلاثة المذكورون
وابن حبان - رضي الله تعالى عنه -
کسی کو ایذا نہ دے۔ مذکورہ تینوں محدثین اور ابن حبان
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔

ایک حدیث میں اس ایذا کی یوں تصریح آئی،

لا تضعهما عن يمينك ولا عن يسارك
فتؤذي المنيكة والناس - رواه الخطيب
عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما
عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم.
دہنے ہاتھ کو رکھے گا تو ملائکہ کو ایذا ہوگی، بائیں
کو رکھے گا تو جو لوگ بائیں طرف ہیں انھیں ایذا
ہوگی۔ اسے خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے حوالے سے رسالت اکبر صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

علماء نے اس ایذا کی وجہ فرمائی یعنی وہیہ نوع اہانتہ لہ جس کی طرف جوتا رکھا جائے اُس کی

۹۶/۱	مطبوعہ آفتاب عام پریس لاہور	سنن ابو داؤد باب المصلیٰ: وضع علیہ عن یمنہ
۲۵۹/۱	دار الفکر بیروت	سنن المستدرک علی الصحیح کتاب الصلوٰۃ
۴۴۹/۹	دار الکتاب العربیہ بیروت	سنن تاریخ بغداد ترجمہ عبد اللہ بن حمزہ نمبر ۵۰۴۸
۴۵۵/۶	مکتبہ صیغہ کوئٹہ	سنن مرقاۃ المفاتیح حدیث ۷۷۷ کے تحت مذکور ہے

ایمانت ہوتی ہے قالہ الطیبی ونقدہ فی المرقاۃ (یہ علامہ طیبی نے فرمایا اور مرقعات میں نقل ہوا ہے) اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا کان احدکم یصلی فلا یبقی قبل وجہہ
فان اللہ تعالیٰ قبل وجہہ اذا صلی ^۱ مرواۃ
ما لک فی الموطا عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما وطریقہ الشیخان فی
الصحیحین۔
جب تم میں کوئی نماز میں ہو تو سامنے کو نہ تھو کے
کہ نمازی کے سامنے اللہ عز وجل کا فضل و جلال و
وجہت ہوتے ہیں۔ اسے امام ہانک نے موطا میں امام
نافع سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
اور اسی سند سے بخاری و مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں
روایت کیا ہے۔

انکرویں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں،

یجب علی المصلی ان یراقبہ بما یکرم
به من یناجیہ من المخلوقین عند
استقبالہم بوجہہ ^۲ ذکر ابن بطال
ونقلہ فی ارشاد الساری
یعنی نمازی پر واجب ہے کہ معظمین کے سامنے کھڑے
ہونے میں جس بات میں ان کی تعظیم جانتا ہے وہی
ادب اپنی جانب قبلہ میں ملحوظ رکھے کہ اللہ عز وجل
سب سے زیادہ حق بالتعظیم ہے۔ ۱۔ اسے شیخ
ابن بطال نے ذکر کیا اور ارشاد الساری میں مذکور ہے۔

ان احادیث میں دہنے بائیں کا حکم صاف مصرح ہے اور سامنے کا حکم اُس حدیث صحیح کہ اللہ النفس اور
اسی ارشاد علی کے عزم اور نیز اس قاعدہ مسلمہ مرغیہ عقلیہ شرعیہ سے معلوم کہ توہین و تعظیم کا مدار معرفت و
عادت ناس و بلاد پر ہے

وقد حققہ المصنفی العلامة خاتم المحققین
سیدنا النوالہ قدس سرہ الماجد فی
اصول الہشاد۔
اس کی تحقیق ملازمہ تہ تحقیق سیدنا والد گرامی
قدس سرہ الماجد نے اصول، ارشاد میں فرمائی
ہے۔ (دست)

اور شک نہیں کہ اب عرف عام تمام بلاد یہی ہے کہ دربار شاہی میں بحضور سلطانی باتیں کرنے کھڑا ہو اور جوتا
سامنے رکھے یہ ادب گنا جائے گا فقیر نے بخشش خود دیکھا ہے کہ کعبہ معظمہ پر چوہا ربڑی تھی میز اب رحمت سے

۱۔ موطا امام مالک النبی عن البصاق فی القبلة - مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ۱۸۲/۱
۲۔ ارشاد الساری شرح البخاری باب حک البزاق بالیوم لمجد - مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۲۱۹/۱

موسیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و ذیہ و ذیہ سے رکھتے تھے استعمالی جوتا ہیں کہ دروازہ مسجد تک تشریف لاسے پھر
دوسرا جوتا پہن کر مسجد میں جاتے تھے

ذکرہ ایضاً فی البحر عن التاجیس واداء الامور دار
على العرف فلحکم الحظر الاذن مع
ثبوته عن سید السادین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وذلک کتوک الکلاب تدور
فی المسجد ووضیع السریر وادخال البعیر
وخراب الخیمة للمرضی و غیرہم فیہ ولنا
مرسالة فی الیاب سمینا ہا جمال الاجمال
لتوقیف حکم الصلاة فی النعال واخری
لغیسة حادثة فیما قصان عنہ المساجد

اسے پھر میں تجنیس کے حوالے سے ذکر کیا اور مسئلہ کا
مذہب پر ہوتا ہے اس دور میں یہ ممنوع ہے باوجود
اس کا ثبوت سید المتادین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے ہے وہ اسی طرح ہے جیسے کتوں کا مسجد میں
آنا جانا چارپائی کا بچانا، اونٹوں کا داخل ہونا،
بیمار لوگوں اور دیگر ضروریات کے لئے غیر نصیب
کونے کا حکم مترکک ہے، ہم نے اس موضوع پر ایک
رسالہ "جمال الاجمال لترقیف حکم الصلاة فی النعال"
اور دوسرا "غیسة حادثة فیما قصان عنہ المساجد"

لکھا ہے ۔

ہاں اگر باتیں جانب یا پیچھے رکھنے میں چوری کا خوف ہو اور یہاں جوتی پاؤں کے بیچ میں جو فرجہ نماز میں جوتا ہے
یعنی چار انگلی اس قدر میں آنے کے قابل نہیں ہوتے تو کپڑے سے چھپانا کافی ہے

هذا كله ما ظهر لي تفقه وبما قسومت
ظهر ان لا دور وبقية حديث الخطيب
الذكر وان سيقم ان سيقم من المصنف
لان الاحكام ههنا بالعرف - والله تعالى
اعلم -

یہ تمام وہ جو مجھے ازراہ تفقہ حاصل ہوا، جو ہم نے
تفہم کو کی اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ خطیب
کی ذکر کردہ حدیث کا یہ عمل نہیں اگرچہ نسیم بھی کریا جاتا
کہ یہ روایت ضعف سے خالی ہے مگر نیکو ان احکام کا
مذہب پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۹۹۷ھ ۱۳۶۰ھ

کیا فہم میں علمائے احناف رحمہ اللہ آپ لوگوں پر اور برکت دے علم میں کہ فیض پہنچتے رہیں
علم سے اپنے خلاف کو اس قول میں کہ وردی جو کہ سپاہی پولیس کے پیستے ہیں اور دھوٹی جو کہ فخر پہنتے ہیں اس کو
پہن کر نماز مکروہ ہے یا مکروہ تحریمی، مشکش چیست؟

الجواب

وہ دردی پس کر نماز مکروہ ہے خصوصاً جبکہ سچہ ہر درجہ سنوئی سے مانع ہو۔ فتاویٰ امام قاضی خاں

میں ہے :

او الحی ط ذ، استوجبر علی خیاطۃ شیء
حرشی الصفاق ویعطی له فی ذلک
کثیرا جہلا یتحب لہ انت یعمل لانتہ
اعانة علی العصبیۃ۔
جب کسی درزی کو فاسقوں کے لباس سینے پر
انحرث دی جائے اور اسے اس پر اجیر کر دیا جائے
تو یہ عمل اس کے لئے بہتر نہیں کیونکہ یہ گناہ پر
معاذنت ہے۔ (ت)

اور دھوئی باندھنا بھی مکروہ ہے کہ اگر لباس ہر دو غیر زہود کپڑے کا پیچے ٹکڑے سنا ہی نماز کو مکروہ کرنے کے لئے
بس ہے لہذا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کف ثوب او شعور (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے کپڑے یا بال جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ت) ہاں پیچے نہ گھر سیں تو وہ دھوئی نہیں تہ بند
در اس میں کچھ کراہت نہیں بلکہ سنت ہے واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۹۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کیا ایک شخص سینکڑے نماز پڑھتا ہے تو مقتدیوں
کی نماز میں کچھ قصور تو نہیں؟ بیسوا تو جروا۔

الجواب

اگر عینک کا حلقہ یا قمیص چاندی یا سونے کی ہیں تو ایسی عینک ناجائز ہے اور نماز اس کی اور مقتدیوں
سب کی سخت مکروہ ہوتی ہے ورنہ تانے یا اور دھات کی ہوں تو بہتر یہ کہ نماز پڑھتے میں اتار لے ورنہ یہ خلاف
اولیٰ درک رہت سے ضالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۹۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے در و محراب میں نماز
پڑھنا و پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اکثر آگے در کے چوڑے یا کٹری کی مثل چوکی کے بنا کر اس پر نماز پڑھتے ہیں اور
یہ کہتے ہیں کہ ہم در کے باہر نماز پڑھتے ہیں اور بعض در لیسے ہیں کہ کچھ دروازہ ان کا عمارت میں نکال دیا گیا ہے
اور کہتے ہیں کہ یہ در بیچ کا آگے کو ان دونوں دروں سے نکال دیا گیا ہے تب ان صورتوں میں کیا حکم ہے ؟
بیسوا تو جروا۔

الجواب

اصل حکم یہ ہے کہ تنہا ایک شخص نہ نامام ہے نہ مقتدی بلکہ اپنی نماز جدا پڑھ رہا ہے اسے در میں کھڑے
مسئلہ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ فوٹو کشور بکھنو ۴/۸۰

ہو کر اسی غماز پڑھنے میں حرج نہیں ہے اور مقتدی کو درمیں کھڑا ہونا ممنوع ہے مگر بضرورت کہ جگہ نہیں ہے یا مثلاً
عینہ بریں رہا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے:

كُنْ تَمَقُّقًا هَذَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُنْ تَمَقُّقًا هَذَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کے الفاہری حیات میں بچا کرتے تھے (مت)

کما بقیۃ فی فتاوانا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اسے بیان کیا ہے۔ مت) یہ حکم منفرد
مقتدی کے لئے تھا، رہا امام اُس کے لئے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ درمیں کھڑے
ہونا مکروہ ہے تا نادر خانہ و رد المحتار میں امام سے ہے،

انی اکثرہ للاصام ان یقوم بیمن
میں امام کے ستروں کے درمیاں کھڑا ہونے کو
الساہ یتین۔ (مت) مکروہ سمجھا ہوں۔ (مت)

اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ عمل خلاف است ہے کما فی المعراج وغیرہ (جیسا کہ معراج وغیرہ میں ہے۔ مت)
اور دوسرے یہ کہ امام و مقتدی کا درجہ بدل گیا اگر امام ایک درجہ میں تھا ہے اور مقتدی دوسرے درجہ میں ہے
تو یہ مکروہ ہے کما فی القیاس فی شریۃ النقایۃ، جیسا کہ قسطنطینی نے شریعت فقہیہ میں اس پر نص
دار دی ہے۔ مت۔ در کا اس پاس کے دروں سے آئے علاوہ اس سے عزت کا دفع نہیں ہو سکتا البتہ امام
در کے باہر کھڑا ہو اور مجاہد در کے اندر کرے تو در کرہت جاتی رہے گی کہ اب امام و مقتدی ایک ہی درجہ میں ہیں
لا ان العیون للقدح حکما نصوا علیہ (کیونکہ اعتبار قدم کا ہے جیسا کہ اس پر فقہاء نے تصریح کی ہے۔ مت)
مگر اب غالب مساجد میں ایک اور کراہت پیش آئے گی وہ یہ ہے کہ اگلے درجے کی کرسی صحن سے بلند ہوتی ہے
تو کھڑا ہونا، نیچے اور سجدہ بندی پر کیا یہ بندی اگر دو خشت بنار یعنی ۱۲ انگلی یعنی پاؤں کی قد ہوئی جب تو نماز ہی
نہ ہوگی کما فی القیاس فی الحدار المختار (جیسا کہ در مختار میں اس پر نص دار دی گئی ہے۔ مت) اور اگر اس
سے کم ہوئی جب بھی کراہت سے حالی نہیں، لہذا اس کا علاج یہ ہے کہ در کی کرسی میں قدر جس میں امام سجدہ
کر سکے زمین کا کٹ کر صحن کے برابر کر دی جائے اب امام در کے باہر کھڑا ہو اور اس کی کرسی میں سجدہ کرے
سب کراہتیں جاتی رہیں اور وہ جو چوکی رکھ دیتے ہیں یا مگر ڈی وغیرہ کا چوتھ بنا دیتے ہیں اس سے اگر چہ

۹۸/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب الصفوف میں السواری	سُفْحُ شَعْنِ الْمَدَادِ
۴۸/۱	مصطفیٰ البانی مصر	باب مکروہات الصلوۃ	مکہ رد المحتار
۹۲/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب فیض الصلوۃ، ۱	مکہ رد المحتار

دوکر بستیں جاتی رہیں کہ اب نہ امام در میں ہے نہ اُس کا مسجد پاؤں کی جگہ سے بلند ہے مگر تیسری کراہت اور
عارض ہوتی کہ امام کو مقتدیوں سے بلند جگہ بقدر اختیار کھڑ ہونا بھی مکروہ ہے کما فی الدر المختار و هو
الاصح المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے اور یہی اصح و مختار ہے۔ ت) اور مشابہت یہود سے، اور
صدیش میں فرمایا،

لا تشبهوا بالیہود وقد قالوا انہم یقیمون
اماہم علی دکان متانہ اعمن خلفہ۔
یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو، اور منقول ہے
کہ یہود اپنے ائمہ کو بلند جگہ کھڑا کرتے تھے تاکہ وہ
مقتدیوں سے ممتاز ہو جائے۔ (ت)

ترجما کار وہی ہے جو دُپر بتایا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰ تبیان الصواب فی قیام الامام فی المحراب ۱۳ (محراب میں قیام امام سے متعلق درستگی کے تاج) (محراب کے معنی اور امام کے محراب میں کھڑا ہونے پر نفیس بحث)

مستبکم از جبل پور قریب مسجد کوئی مرشد ہوتا ہوا شہ محمد عبیدہ صاحب قادری برکاتی
۶ جمادی الاخری ۱۳۲۰ھ

حمد و صلوة کے بعد کیا فرماتے ہیں ہمارے سربراہ و
آقا، مرشد، ہمارے آج اور کل کے سب ذخیرہ،
دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ، اللہ رب العالمین
کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، مسلمانوں پر
اللہ کی نعمت، پتھر علمائے زیادہ صاحب علم
فضل سے افضل، تاج اہل حق، سراج اہل حقین،
فتاویٰ اور اصحاب فتاویٰ کے شیخ، صاحب
مقامات کاملہ اور کمالات زاہرہ و باہرہ، صاحب
محبت قاہرہ، مجدد مائتہ حاضرہ، علامہ اجل و اکمل
نہ کھلنے والے عقدوں کو کھولنے والے، علوم کے
سمندر، مخفی رازوں کے واضح کرنے والے، مر
الشرعیہ، سنت کو زندہ کرنے والے، عظیم حضرت و

امام بعد ما یقول سیدنا و سندنا و مولانا
و مرشدنا و الذخر لونا و وعدنا و وسیلتنا
و برکتنا فی الدنیا و الدین و الآخرة
آیات اللہ رب العالمین، نعمۃ اللہ علی
المسلمین، اعلم العلماء، اجنب حریم
افضل الفضلاء، المتصدرین، تاج المحققین
سراج المدققین، مالک انوار العناوین و
المفتیین، ذوال مقامات الفاخرۃ و الکمالات
الزاہرۃ الباہرۃ، صاحب الحجۃ القاہرۃ محمد
المائتہ الحاضرۃ، العلامة الاجل الابجل، حلال
عقدہ ما لا ینفخ، بحر العلوم، کاشف السیر
المکوم، صدر الشریعہ، شیخ السنۃ المحمدیہ

الفقیہ العدیہم النظیم التحریرو لانا الت
لوا مع افکارہ توضیح و خواص
المشکلات و انوار اسرارہ تعین العضلات فی
هدایہ المرام۔

سوال اول امام راتب اگر محراب راگزاشته در
مسجد یا در محلی با آن سے وسط قیام نماید آیا اس ترک
مقام معین و مقام دیگر محراب مکروه باشد یا نہ
بر تقدیر اول انچه در کتاب ستطاب رد القارہ در باب
الامامۃ مکررست و انظار اہل ہدایہ الامام
المراتب لجماعۃ کثیفۃ لشلایلم عدم
قیامہ فی الوسط فلولو لیلزم ذلک لایکرہ فیما
لمراد عنہ و بر تقدیر ثانی انچه در شان کتاب مکررست
الصلوۃ مسطور است و مقتضای امت الامام
لوترک المحراب و قام فی غیرہ یکرہ و لو کان
قیامہ وسط الصف لانتہ خلاف حمل
الامۃ و هو ظہر فی الامامہ المراتب دون
غیرہ والمنقرۃ فیما استفاد عنہ از
جہارت اولی مفهوم می شود کہ ترک محراب
سبب کراہت نیست بکہ لزوم عدم
قیام فی الوسط با سبب کراہت است
پس اگر امام راتب ہم ترک محراب نموده در
غیر محراب بجا آید وسط صف

فقہ، جن کی مثالیں معین، آپ کے افکار عالیہ ہمیشہ
نہایت ہی مشکل پیچیدگیوں کو واضح کرتے ہیں، اور
آپ کے اسرار کے نور اس مقصد کی مشکلات روشن
کرتے ہیں۔

سوال اول مقررہ امام اگر محراب چھوڑ کر مسجد
یا محلی مسجد محراب کے مقابل درمیان میں کھڑا ہو
تو کیا مقام مقررہ کا چھوڑنا مکروه ہے یا نہیں؟
اگر مکروه ہے تو رد المحتار کے باب الامامۃ کی اس
جہارت کے ظاہر سے کہ یہ اس امام مقررہ کے لئے
ہے جو جماعت کثیرہ کا بڑا تاکہ اس کا وسط میں کھڑ
نہ ہونا لازم آئے اور اگر ایسی صورت نہیں تو کراہت
نہیں، کا کیا معنی ہوگا، اور مکروه نہیں تو اس کتاب
کے باب مکروہات نماز میں تحریر ہے اور اس کا
تقاضا یہ ہے کہ اگر امام نے محراب چھوڑ دیا اور دوسری
جگہ کھڑا ہو گیا تو مکروه ہے اگرچہ اس کا قیام صف کے
درمیان میں ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا یہ عمل امت کے
عمل کے خلاف ہے اور یہ بات مقررہ امام میں واضح
ہے مگر غیر مقررہ امام اور منفرد میں نہیں، تو اس کا مفہوم
کیا ہوگا؟ پہلی جہارت سے یہ سمجھ آ رہا ہے کہ ترک
محراب کراہت کا سبب نہیں بکہ وسط میں کھڑا نہ ہونا
سبب کراہت ہے لہذا اگر مقررہ امام بھی محراب ترک کرے
اور کسی اور مقام پر اس کے محاذات میں صف کے پیر

رد المحتار مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب
رد المحتار مطلب اذ تردد الحکم بین سنتہ و بدعتہ
مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸
۱/۲۳۶

قیام نماید در مسجد باشد یا در صحن مسجد یا جماعت
قلیل کہ از عدم محاذات وسط صفت لازم نیاید
مکروه نباشد و از جہارت اخروی مستفاد می شود کہ
امام را تب را ترک محراب و قیام در غیر محراب مطلقاً اگرچہ
یا از آن وسط صفت باشد و بہر گاہ کہ بود اندرون مسجد
یا بیرون مسجد در صحن و غیرہ مکروه باشد لانہ خلاف
عمل الامة و ظاہر ہما یدل علی التحدار ب و
التثانی بینہما فکیف التطبیق۔

سوال دوم قیام امام در محراب بطوریکہ مصرح
قہما سے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ است یعنی قیام
خامس جہ و مسجدہ فبہ پر حکم دارد مبارک پشت
امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ در جامع صفیری فرماید حسن
یعقوب عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ
لا بأس ان یکون مقام الامام فی المسجد
و مسجدہ فی الطاق و یکثر ان یقوم فی
الطاق **ام** و ہکذا فی الہدایۃ و
در کتاب الآثار می فرماید و اما نحن فلا نسوی
بما ان یقوم بحیال الطاق ما لم یدخل
فیہ اذا کان مقامہ خامس جامعہ و
مسجدہ فیہ و هو قول ابی حنیفۃ
رحمۃ اللہ علیہ فیفہم
من ہذا العبارۃ

کھڑا ہو خواہ مسجد کے اندر ہو یا صحن مسجد میں یا جماعت
قلیل ہوتا کہ وسط صفت کی عدم محاذات لازم نہ آئے
تو یہاں کہ بہت نہ ہوگی اور دوسری جہارت سے پتا
چلتا ہے کہ مقرر امام کا محراب کو ترک کر کے غیر محراب میں
کھڑا ہونا خواہ صفت کے وسط میں ہو اندرون مسجد
یا صحن مسجد میں بہر گاہ مکروه ہے کیونکہ یہ عمل امت کے
خلاف ہے اور ان دونوں جہارت میں بخاطر تعارض و
مناجات سہان میں تطبیق کیسے ہوگی؟

سوال دوم امام کا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا
جو فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے یعنی خود
خارج میں کھڑا ہو اور مسجدہ محراب میں کھڑے کیا حکم
رکتا ہے صراح یا سنت؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے
بانت سنیر میں فرمایا کہ امام یعقوب نے امام اعظم
ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ امام کا مسجد
میں کھڑا ہونا محراب میں مسجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں
البتہ محراب میں کھڑا ہونا مکروه ہے اور ہدایہ
میں بھی اسی طرح ہے اور کتاب الآثار میں امام محمد
لکھتے ہیں کہ رہا معاملہ ہمارا تو اگر امام محراب کے گوشے
میں کھڑا ہو بشرطیکہ اس میں داخل نہ ہو اور اس کی
قیام گاہ اس سے باہر ہو اور مسجدہ اس کے اندر ہو
تو ہمارے نزدیک کوئی حرج نہیں اور امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی موقف ہے، ان تمام جہارت

الاذن والرحمة فيه واز اکثر کتب معتبره فقهیه
 ہم جواز مطلق مفہوم می شود کہ عبارات متون و شروح
 معتبره مشهوره بیکہ قیام الامام فی الطاق و لایکده سجود
 فی الطاق اذا کان قائما خاص بجز الخراب احد ملخصا
 عینی کنز ، لا مسجود فيه وقد مر
 حاشیہ الخ مخصصا در مختار ، لایکده انت
 قام الامام فی المسجد و سجد فی الطاق
 الخ مختصا قهستاف و غیرها من
 عبارات المتقاسم به لها
 مشعر ہیں معنی خواہند نظر از این تصریحات
 معلوم می شود کہ قیام امام در محراب بطور مذکور مباح
 جائزست نہ کہ سنت و مندوب پس از ترک
 محراب و قیام در غمیدہ آن پنج کہ بتہ لازم بیاید
 اما علامہ محقق شامی بقہ اللہ علیہ در رد المحتار
 از مسراج الدرایہ و بسوط نقل می نمایند
 السنۃ ان يقوم فی المحراب
 لیعتدل الطرفان ولو
 قام فی احد جانبا
 الصف یکر الخ ایضا السنۃ ان
 يقوم لامام فی وسط الصف الا تری

یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اجازت و رخصت
 ہے ، اور اکثر کتب فقہ جو معتد ہیں ان سے بھی مطلق
 جواز مفہوم ہوتا ہے کیونکہ مشہور متون اور شروحات
 میں درج ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے
 مگر محراب میں سجدہ کرنا مکروہ نہیں جبکہ وہ خارج محراب
 کھڑا ہو اور علیحدہ عینی کنز ، محراب میں اس کا سجدہ
 مکروہ نہیں جبکہ اس کے قدم محراب سے خارج ہوں
 الخ اختصاراً ، در مختار میں ہے اگر امام مسجد میں کھڑا ہو
 اور سجدہ محراب میں ہو تو کراہت نہیں الخ اختصاراً ،
 تہستانی اور دیگر کتب میں ایسی ہی قریب المعنی عبارات
 ہیں جن سے یہ معنی مترشح ہوتا ہے ، اسی تمام تصریحات
 سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا محراب میں مذکورہ طریقہ
 پر کھڑا ہونا جائز و مباح ہے سنت و مندوب نہیں
 لہذا محراب کا ترک اور دوسری جگہ کھڑے ہونے سے
 کراہت لازم نہیں آتی ۔ لیکن علامہ محقق شامی رحمۃ اللہ
 علیہ نے رد المحتار میں معراج الدرایہ اور بسوط سے
 نقل کیا کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ
 دونوں اطراف میں اعتدل ہو جائے ، اگر کسی ایک جانب
 کھڑا ہوا تو کراہت ہوگی الخ وہاں یہ بھی ہے امام کا
 وسط صف کے مقابل کھڑا ہونا سنت ہے کیا آپ نے

۲۳/۱	مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر	باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا	سنۃ عینی علی اکثر
۹۲/۱	مطبع محبائی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ الخ	سنۃ در مختار
۱۹۴/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گندھارا موسس ایران	فصل ۱۱	سنۃ جامع الرموز للفتاویٰ
۵۶۸/۱	ایچ ایم سعید کتبچی کراچی	مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب	سنۃ رد المحتار

ان المحاربين ما قصدت الا وسط المساجد
وهي عيت لمقام الامام في الصلاة
والا يصح ما يروي عن ابي حنيفة انه قال
اكره ان يقوم بين السارين اوفى زاوية
اوفى ناحية المسجد او الى سارية لانه
خلاف عمل الامة قال عليه الصلوة و
السلام توسطوا الامام الخ وازن تاثيره
في آراء ويكره ان يقوم في غير
المحارب الا بضرورة ونيز في سائر ما يند
يفهم من قوله ادان سارية كراهة
قيام الامام في غير المحارب ويؤيد
قوله قبل السنة ان يقوم في المحارب
وكذا قوله في موضحة آخر والسنة ان
يقوم الامام امره وسط الصف الخ
آخر ما هو المقول والمذكور فيه كل
ذلك يدل على ان السنة للامام ان
يقوم في المحارب ويكره ان يقوم في غيره
فما صورة التطبيق بين هذا والا قول المختلفة
او الترجيح لواء على وجه يتبين
به، لصواب والحكم الصحيح آيا امام راتب

نہیں دیکھی کہ محراب میں مساجد کے درمیان بنائی جاتی
ہیں جو امام کے مقام کا بھی تعین کر دیتی ہیں اور اصح
قول جو امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ میں امام کا دو
ستونوں کے درمیان یا زلیو یا مسجد کے گوشے یا
ستون کی طرف کھڑا ہونے کو نا پسند کرتا ہوں کیونکہ
یہ عمل امت کے خلاف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے فرمایا، امام کو درمیان میں کھڑا کرو۔
تاکہ غائب میں ہے کہ امام کا ضرورت کے بغیر
محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ
امام صاحب کے قول "یا سترت کی طرف" سے
مطلوبہ ہوتا ہے کہ غیر محراب میں امام کا قیام مکروہ ہے
اس کی تائید اس پہلے قول سے ہوتی ہے کہ محراب
میں کھڑا ہونا سنت ہے، اسی طرح دوسرے مقام
پر ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام وسط صف کے مقابل
کھڑا ہو اس بارے میں جو کچھ منقول و مذکور ہے
وہ تمام اس پر دال ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا
ہونا سنت ہے اور غیر محراب میں قیام مکروہ ہے،
تو اب ان مختلف اقوال میں تطبیق کیسے ہوگی یا ان
میں سے کسی ایک کو ترجیح کیسے دی جائے تاکہ درست
راے اور حکم صحیح واضح و متعین ہو جائے، کیا امام کا

۵۶۸/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کتب گراچی	باب الامامة	ملہ رد المحتار
۶۴۶/۱	" " " " "	باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیہا	ملہ رد المحتار
۵۶۸/۱	" " " " "	مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحارب	ملہ رد المحتار
"	" " " " "	" " " " "	ملہ " " " "

محراب کے محاذی صحن مسجد میں قیام جیسا کہ ہمارے علاقے میں متعارف ہے بنا بر اعتبار مسجد صحنی و شتوی جائز و اشتبہ شدہ یا بوجہ دیگر فال مستول من الحضرة العلية البهية السنية الرضوية الطهرية القدسية ان مستفيض بتحقيق المقام و توضیح المرام بحيث يتكشف به المشكل و يحل به المعصل فطمئن به الا وهام۔

بینوا ووجروا۔ فقیر حقیر مستہام غلام تراب الاقدام اذل خدم الحضرة عالی مقام احقر الطبر محمد عبد السلام سنی حنفی قادری جیلپوری عفی عنہ۔

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم ہم اس کی حمد بجا لاتے ہیں اور اس کے رسول کریم کی خدمت میں صلوة و سلام عرض کرتے ہیں۔ حمد و صلوة کے بعد اسے روشن ضمیر سرا پا بدایت مولنا الفاضل الکامل العباسی العالم العالی ثقی نقی لائق تام، پاکیزہ ہستھر، سنی، قیمتی، جمیل، بزرگ، اللہ تعالیٰ ان کو عزت و اکرام سے زندہ رکھے، ہمیں اور ان کو جنت میں داخل کرے، یا ذا الجلال و الاکرام آمین۔ اور سالی کردہ مبارک مسئلہ چار سوالات پر مشتمل ہے ایک یہ ہے کہ علامہ شامی کی دو عبارات میں منافات کی نفی مقصود ہے کہ ایک جگہ امام کے صفت میں عدم توسط کو علت کراہت قرار دیا ہے نہ کہ ترک محراب کو، حتیٰ کہ اگر امام صفت کے درمیان کھڑا ہو جاتا ہے اگرچہ محراب میں نہیں تو اب کراہت نہ ہوگی، دوسرے مقام پر ترک محراب کو مکروہ کہا ہے حتیٰ کہ اگر امام محراب چھوڑ کر

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اعا بعد برضیہ عنہ فی تخیر مولنا الفاضل الکامل العالم العالی السنی سنی الحنفی الرقی الصنی اذکی الذکی السنی السنی الجمیل الجلیل الخولوی الشاہ محمد عبد السلام قادری البرکاتی السنی الحنفی سلسلہ اللہ تعالیٰ بالفکر والاکرام و السلام و السلام و حیة الاسلام و جللہ و ایہ دار السلام آمین آمین یا ذا الجلال و الاکرام مستقر نیست کہ مسئلہ مرسلہ سامی برچار سوال اشمال دارد یکے نفی تنافی ازہ و عبارت علامہ شامی کہ جلتے بنائے کراہت و رقی امام عسدم توسط صفت زاد اشتبہ است نہ ترک محراب را تا آنکہ اگر میاد صفت ایستہ کراہت نبود اگرچہ ترک محراب گریہ و دگر ب نفس ترکش را تا آنکہ اگر در غیر محراب ایستہ کراہت باشد گو میاد صفت یا شش دوم دفع

تدافع از تنصیحات متون وغیرہ کے قیام در نفس
محراب را مکروہ فرمودہ اند و بازائے اداستادن
را چنانکہ سجدہ در محراب بقدر لفظ لا باس بہ کہ
مفید مجرہ اہست عاری از فضیلت بلکہ در غالب
اطلاق مشہور کراہت است تعبیر نمودہ ' و تصریحات
مبسوط امام خواہر زادہ و معراج الدرایہ و تاتارخانیہ
وغیرہ کہ قیام امام در محراب سنت است و ترکش
موجب کراہت و اسارت، سوہ آنکہ امام را تب
ر ترک محراب با وضعت توسط صفت در مسجد
صیغی خواہ شستوی مکروہ باشد یا خیسر، چہ نام
آنکہ امام را بازائے محراب ایستادن چنانکہ
سجدہ در دون طاق باشد سنت و وجہ فضیلت
ست یا محض مباح، دوسو پیشین تشہد و
تمثال ست عبارت اوں شامی کہ ترک محراب
را جبہ ایراث کراہت نہاشت با نصوص متون
موافق می آید کہ قیام بازائے محراب را لا باس
بہ گفتند پیدا ست کہ ترک مباح کراحتہ ندارد
و عبارت دومش با قول مبسوط و جامعہ مشایخت
نماید کہ قیام فی المحراب چون مسنون ست نفس
ترکش ہر آئینہ مکروہ و زیون ست و سوال
سوم نیز از ہمین مناشی ناشی آمدہ کہ او نیز از
کراہت و عدم کراہت ترک محراب مستثنی می راند
و اگر نیکو بنگرند سوال چہ نام نیز از ہمین گریبان
سر برزدہ زیر اگر چونکہ بصریحات ائمہ نہ بہب قیام
در نفس طاق مکروہ است لاجرم آنجا کہ حکم فضیلت

دوسری جگہ کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہے خواہ وہ در میان
صفت ہی کھڑا ہوا ہو، دوم متون وغیرہ کی
نصوص کے درمیان اختلاف کا تدافع ہے کہ بعض میں ہے
کہ محراب میں قیام مکروہ ہے اور اس کے سامنے کھڑا ہونا
اور سجدہ محراب میں گھٹنے کی صورت کو اس میں کوئی عرج
نہیں کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جو اس بات پر دلالت ہے
کہ یہ مباح ہے اور فضیلت سے عاری ہے بلکہ اغلب
خود پران کا اطلاق کراہت پر ہوتا ہے، دوسرے متون
مثلاً مبسوط امام خواہر زادہ، معراج الدرایہ اور تاتارخانیہ
وغیرہ میں ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے
اور اس کا ترک کراہت و اسارت کا موجب ہے نیز
یہ کہ امام مقررہ کا محراب کو چھوڑنا خواہ مسجد صیغی ہو یا
شونہ رچوہ صفت کے درمیان ہی کھڑا ہو مکروہ ہے
یا نہیں۔ چہ نام یہ کہ امام کا محراب کے سامنے اس طرح
کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب کے اندر ہو سنت اور سب
فضیلت ہے یا صرف مباح، پہلے دونوں سوالات
ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، امام شامی کی
پہلی عبارت کہ امام کا ترک محراب مکروہ نہیں ان نصوص
متون کے موافق ہے کہ امام کا مقابل محراب کھڑا ہونا
میں کوئی عرج نہیں کیونکہ ترک مباح میں کراہت
نہیں ہوتی، دوسری عبارت شامی کی مبسوط وغیرہ
کتب کے مناسب موافق ہے کہ جب امام کا محراب
میں کھڑا ہونا مسنون ہے تو اس کا ترک بہر طور مکروہ
ہوگا۔ تیسرا سوال بھی ماسی تشاہد کی بنا پر پسیدہ ہو کہ
ترک محراب کی کراہت و عدم کراہت ہے یا نہیں اگر

یا مستحب کو اہست کنندہ راہ نباشد مگر قیام
بازائے او قریباً پس سوال اور دوستی فضیلت و
اباحت حضرت رائج شود بخالف ما فی المتن
والیسو ط پس گرسہ کہ این حبس باید کشود
بہین سستہ کہ معنی قیام فی الخراسب و
حکشی در حق امام از کو اہست و اباحت و
استجاب حبسیت و سرچسہ منع شود در
کلمات کرام این چسہ تنہا فی
ست ۔

اے محسن جانتے ہیں تو چوتھا سوال اسی سے جنم لے گا
کیونکہ جب اللہ مذہب کی تصریحات ہیں کہ محراب میں
کھڑا ہونا مکروہ ہے تو اب ہر صورت فضیلت یا
عدم کو اہست کا حکم نہیں ہو سکتا مگر اس صورت میں
جب قیام محراب کے مقابل ہو پس ان دوستوں کی
وجہ سے فضیلت و اباحت حضرت کا سوال متون اور
جسوط میں تخالف و تضاد کی طرف رائج ہو گیا یہاں
اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ امام کا محراب میں
کھڑے ہونے کا معنی و مفہوم کیا ہے ، امام کے حق
میں اس کا کیا حکم ہے مکروہ ، مباح یا مستحب ہے
جب ان بزرگوں کے کلمات سے یہ واضح ہو جائیگا
تو (پھر دیکھنا ہے کہ) مناعات کیا ہے !

قد قال اللہ تعالیٰ انہ صاف کرے ، کتا ہے کرے
سنت قرار دینا اور اس میں کوئی حرج نہیں کہنا
اس پر مناعات کا دور کرنا نہایت ہی آسان ہے
کیونکہ "لا باس بہ" کے کلمات دفع دہم کے لئے بھی
آجائے ہیں اگرچہ وہ کام سنت بلکہ واجب بھی ہو ۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : "صفا و مردہ
اللہ تعالیٰ کی نشانیں میں سے ہیں پس جو بیت اللہ
کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ
ان دونوں کا طواف کرے " حضرت عروہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی خالہ ام المومنین محبوبہ
عجبہ رب العالین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق (اللہ تعالیٰ ان کے

فقیر گردید بعضو اللہ سے دفع
تدفع میان حکم سنیت و تعبیر بلا پاس چنٹسہ
ظاہر خود آسان ست کلمہ لا پاس گاہے برائے
دفع تو ہم پاس آید مگر آن کار خود سنت بلکہ واجب
باس قال اللہ تعالیٰ ان الصفا والمردو
من شعائر اللہ فمن حج البیت
او اعتمر فلا جناح علیہ ان
یطوف بہما عروہ بن الزبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما قال الشیخ ام المومنین محبوبہ
عجبہ رب العالین عائشہ صدیقہ
بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ علیہا السلام

وایہا وعلیہا وسلم را از یہی آیت پر سید و گفت
 ہوا اللہ ماعلیٰ احد جناح ان لا یطوفت
 بالصفا والمروة ام المؤمنین فسر مرد بنی
 ما قلت یا ابنی انما انت ہذا
 لوکات کما اولتہا علیہ کانت
 لا جناح علیہ انت لا یطوفت
 بہما و لکنہا انزلت فی الانصار
 کافوا قبل انت یسلموا یطوفت
 لمناة الطاغیة التی کافوا یعبدونہا
 عند المثل فکانت من اهل
 یتخرج ام یطوف بالصفا والمروة
 فلما اسلموا اسلموا رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم عن ذلک قالوا
 یا رسول اللہ انما کنا نخرج ان نطوف
 بین الصفا والمروة فانزل اللہ
 تعالیٰ ان الصفا والمروة
 من شعائر اللہ الایة وقد سن رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الطواف
 بینہما فلیس لاحد ان یتروک
 الطواف بینہما نظر کردنی ست ام المؤمنین
 چہاں نفی حرج را بردن تو ہم حرج خود آورد و ہم مرد
 را یک دم ولیل ساطع رد کرد کہ اگر چنان بود سے
 لا جناح علیہ ان لا یطوفت خود سے

بلکہ غلو نے ان کے والد گرامی خود ان کی ذات پر رحمت و
 سلام نازل فرمائے سے اس آیت مبارکہ کے پاس
 میں پوچھتے ہوئے کہا اللہ کی قسم صفا و مردہ کا طواف
 نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں تمام المؤمنین نے فرمایا
 اسے بھٹیجے! تو نے بہتر قول نہیں کیا اگر اس کا معنی
 یہی ہوتا جو تو نے کیا ہے تو اس کے الفاظوں
 ہوتے نہیں گناہ اس پر اگر وہ ان کا طواف نہ کرے
 لیکن یہ تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام
 سے پہلے مقام مشرک میں مناة کی عبادت کیا کرتے
 تھے تو ان میں سے جو شخص حج کے لئے آتا وہ صفا
 و مردہ کے طواف میں حرج محسوس کرتا جب انصار
 اسلام لائے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کرتے ہوئے
 عرض کیا کہ ہم صفا و مردہ کے طواف میں حرج محسوس
 کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ
 صفا و مردہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں (الایة) تو رسول
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صفا و مردہ کے درمیان
 طواف کو سنت قرار دیا تو اب کوئی ان کے طواف
 کو ترک نہیں کر سکتا۔ دیکھا ام المؤمنین نے نفی حرج
 کوہ فیج تو ہم پر چسپاں کرتے ہوئے حضرت عروہ کے
 وہم کو واضح دلیل سے رد کر دیا اور کہا اگر معاملہ ایسے ہوتا
 تو الفاظ یہ ہوتے "نہیں گناہ اس پر کہ ان دونوں
 کا طواف نہ کرے" ان کا طواف کرے کے الفاظ

نه ان يطوف یعنی منافی وجوب نفی حرج از ترک است
 تر از فعلی که او خود لازم وجوب است زیرا که
 واجب را در ترک حرج باشد و
 ثبوت حرج در آن مستلزم انتفاء آن
 از فعل است و اثبات لازم منافی ثبوت
 لزوم باشد بگوئیم که معتسر آن است از معنی
 شریعت را بالطف و انحصار فقط ادا فرمود
 و بسند چوں عروه این حکایت پیش ابو بکر بن عبد الرحمن
 بن عمار بن هشام برو ابو بکر گفت ان هذا
 لصلو و آیت را بسبب دیگر از اہل علم آورده
 ذکر اللہ تعالی الطواف بالیت و لم یذکر
 الصفا و المروة فی القراءات قالوا
 یا رسول اللہ کیا طوفان بالصفا و المروة
 و امن اللہ تعالی انزل الطواف
 بالیت فلم یذکر الصفا فہل علینا من
 حرج امن طوفان بالصفا و المروة
 فانزل اللہ تعالی امن الصفا و
 المروة من شعائر اللہ الاية
 قال ابو بکر فاسمع هذه الاية نزلت
 فی الفریقین ۱۔ رواہ الثیخان میں دیگر
 نیز از ہماں دایست کہا لا یخفی
 در رد المحتار باب ما یکرہ فی
 الصلوة قبیل احکام المسجد

نہ ہوتے یعنی وجوب کے منافی ترک سے حرج کی نفی
 ہے۔ فعل سے حرج کی نفی منافی نہیں، فعل تو خود
 لازم واجب ہے کیونکہ ترک واجب میں حرج ہے اور
 اس میں ثبوت حرج اس بات کو مستلزم ہے کہ اس
 فعل کی نفی ہو اور کسی لازم کا اثبات لزوم کے ثبوت کے
 منافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے مؤکد اور ثابت کرنے
 والا ہوتا ہے، اس مبارک معنی کو انہوں نے کتنے
 احسن اختصار کے ساتھ بیان فرمادیا یہی وجہ ہے
 کہ جب یہ بات حضرت عروہ نے ابو بکر بن عبد الرحمن
 بن عمار بن هشام کے سامنے رکھی تو انہوں نے کہا
 علم یہی ہوتا ہے، اس آیت کے نزول کا سبب
 اہل علم نے ایک اور بھی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 قرآن میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا مگر صفا و مروة
 کے طواف کا ذکر نہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
 ہم صفا و مروة کا طواف کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ
 نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا و مروة
 کا ذکر نہیں کیا تو کیا ہمارا صفا و مروة کا طواف امن کرنا
 صحیح نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،
 ”بلاشبہ صفا و مروة اللہ کی نشانیاں ہیں“ ابو بکر نے
 کہا اس آیت کو سنو جو دونوں فریقوں کے بارے
 میں نازل ہوئی ہے (ابو بخاری و مسلم) یہ دوسرا
 بھی اسی (دفعہ دوم) معاملہ سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ
 واضح ہے۔ رد المحتار میں اسکا ہم مسجد سے تھوڑا سا

است، قد يقال ان لا باس هنا
للدفع ما يتوهم ان عليه باس
في عدم الاجابة نیز در ادواکل ادوالث
الضریضۃ گوید ایس حکمت لا باس
هنا بخلاف الاولی لان ذلك غیر مطرود
فیها بل قد تاق بمعنی یحبس
هم در باب العیدین فرمود کلمۃ لا باس
قد تستعمل فی السند وب کما فی البحر
من العناشیر والجهاد ومنه هذا
الموضحة ینجی نیز از آثره که قیام فی الطاق را
مکروه منسب کرده بود نہ قوم می شود کہ شاید این چنان
قیام کہ سبب در طاق افہ نیز مکروه باشد
ولیع ای التباس را لا باس آورد نہ ۔ اما
فنی تنافی از وہ کلام شامی فاقبول
محقق شامی علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ در ہر دو باب
کلام امام امام الکلام و کلمات علمائے کرام از
جسوط و درایہ و تاتار خانسیہ آوردہ مقتضائش
و انہو کہ قضیہ ایس سخن کراہت ترک محراب است
مرام را مطلق اگر چہ میاتر صحت
است ایس المطلق را بنظر نہ
وہ تحقیق بود ، یکے استفاد از حکم

پہلے باب مایکونہ فی الصلوۃ میں ہے یہ
کہا گیا ہے کہ اس مقام پر "لا باس" کا ذکر اس
وہم کے ازالے کے لئے، کہ یہاں حرج ہے اور اک الغریضہ
کی ابتداء میں ہے لا باس کا کلمہ یہاں غلات اولیٰ
کے لئے نہیں ہے کیونکہ اس کا یہ معنی غیر یقینی ہے
بلکہ وہ تو بعض اوقات وہوب کا معنی دیتا ہے اور
باب العیدین میں بھی فرمایا لا باس کا کلمہ مندوب
کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ حجر کے باب
النجازہ اور باب الجہاد میں ہے اور نہ کورہ مقام
اس کے باب الجہاد سے ہے یہاں بھی فقہاء نے
جو طاق میں قیام کو مکروه فرمایا تو اس سے وہم پیدا ہوا
شاید اس طرح کہ اگر اہل کفر و سجدہ طاق میں نہ بھی مکروه
ہے لہذا اس کو لا باس کے ساتھ دفع کر دیا ۔ رہا
معاظہ امام شامی کی دو عبارات میں منافات ہونے
کا فاقبول (قویں کہتا ہوں، محقق شامی علامہ
شامی نے دونوں مقامات پر امام کی گفتگو جو کلام کی
امام ہے اور دیگر فقہاء کرم کی جسوط، درایہ اور
تاتار خانسیہ کے حوالے سے جو عبارات نقل کی ہیں ان
کا مقتضی یہ ہے کہ امام کے لئے محراب کا ترک بر حال
میں مکروه ہے خواہ صحت کے درمیان ہی میں کفر
ہو اس کے اطلاق کے لئے ان کی نظریں دو شخص میں

۳۸۴/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	سہ رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا
۵۶۶/۱	" " " "	سک " باب اہل اک الغریضہ
۶۲۱/۱	" " " "	سک " باب العیدین

منصوص و آن تخصیص امام غیر راتب سست اسے در مسجد محلہ زیر کہ فرق احکام راتب وغیر او ہا بجا است امام جب القوا سارع والجوا مع العامة و امثالہا صلا راتب لہا و انہ کان فلا یصل لہ علی حیرہ بل الکل فیہا سواء ولذا کانت کل جماعة فیہا جماعة اولی و کانت الا فضل فی حکل جماعة ان تقدم با دان واقامة جدیدین کما نفع علیہ فی الخانیة وغیرہا و بیہا فی فتا و منا علماء تصریح فرمودہ اند کہ بعد امام راتب معنی بعد جماعت اولی وہ مسجد محلہ امام دیگر را باید کہ زنجراب عدول نماید اقول و لعل ذلک ابایة لشرف الاولی و تنبیہا علی ان من تاخر اخر عن اشرف القامات و ایضا قد تادع حق المسجد فلا یکر فی صلوة مرتین لحديث لا یصلی بعد صلوة مثلہا رواہ ابن ابی شیبہ عن امیر المؤمنین الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قوله و نأمر حکام الامام محمد انہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم قال المحقق علی الاطلاق فی الفتح

ہیں۔ ایک تو حکم منصوص سے مستفاد ہے اور وہ تخصیص غیر مقررہ امام جب مسجد میں ہو کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ مقرر اور غیر مقرر کے درمیان فرق مسجد محدث ہی کے اعتبار سے ہے۔ رہا معاملہ مساجد شوارع یا عام جامع مسجد کا تو وہاں امام مقرر نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو اسے دوسرے پر فضیلت نہیں بلکہ اس میں تمام برابر ہیں اسی لئے وہاں کی جماعت جماعت اولیٰ ہوتی ہے اور ہر جماعت میں افضل یہی ہے کہ وہ نئی اذان و تکبیر کے ساتھ ہو اس پر قانیہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ مقرر امام یعنی جماعت اولیٰ کے بعد مسجد محدث میں دوسرے امام کو محراب سے عدول کرنا چاہئے اقول شاید اس میں پہلی کے شرف کا احراز ہے اور اس پر تنبیہ ہے کہ ہر وہ شخص جو جماعت اولیٰ سے مؤخر ہو جاتا ہے وہ اصل مقامات سے بھی مؤخر رہ جاتا ہے اور یہ بھی ہے کہ مسجد کا حق ادا ہو گیا تھا لہذا نمازیں دو دفعہ مکرر اس حدیث کی بنا پر مناسبت نہیں کہ نماز کے بعد اس کی مثل نہ پڑھی جائے، ابن ابی شیبہ نے اسے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے اور امام محمد کی جہارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد عامی ہے، محقق علی الاطلاق نے فتح میں

و محمد اعلم بذلك منّا اه وقد حملہ
 علی الجماعة الثانية الامامان الجليلان
 فخر الاسلام وفخر الدين قاضی حان قل فی
 المحرر لاحاصل ان تکرار الصلوة امت
 کان مع الجماعة فی المسجد علی هیئته
 لاولی فمکرونة الزوفی رد المحتار عن
 القنیة عن البزازیة عن ابی موسیة
 اوالمکنت علی الهيئة الاولى لا تکرر
 ولا تکرر قل وهو الصحيح وبالعدل
 من المحراب تحکف الهيئة وفيه عين
 التماس خانية عن الولوالجية وبه ناخذ
 این تخصیص چون مبنی بر تخصیص و در رد و بابین
 نمود و در مکروہات خود سخنی در آن لغز و در
 آغوش بگم فاختم هذه العائدة لیه کشود
 دوم آنکه از حکمت و علتش استنباط خواست
 و تحقیقش علی ما اقول چنانست که معهود و متوارث
 از زمان برکت تو امان حضور سید الانس و الجان
 و علی آله افضل الصلوة و السلام قیام امام در
 محراب است فاما ظاهر ای سنت مقصود یعنی نهایت
 بلکه غیره و اصل سنت توسط امام در صحن است
 حکم بالغة سیاتیک بیان بعضی ان شاء الله تعالی
 و لهذا ما یک قیام در محراب

فرمایا امام محمد تم سے زیادہ جانتے والے ہیں، دو
 بزرگ امام فخر الاسلام اور فخر الدین قاضی حان نے
 اسے دوسری جماعت پر محمول کیا ہے۔ تجزیہ حاصل
 یہ ہے کہ اگر تکرار جماعت محلہ مسجد میں پہلی حالت پر
 تو مکروہ ہے الخ رد المحتار میں بغیر وہاں برائے
 امام ابو یوسف کے حوالے سے ہے کہ جب پہلی حالت
 کے مطابق نہ ہو تو کراہت نہیں ورنہ کراہت ہوگی، فرمایا
 یہی صحیح ہے اور محراب سے عدول کر لینے سے حالت
 بدل جاتی ہے اور اس میں تاخیر نہ وہاں و لا الخیر
 سے ہے کہ ہمارا عمل اسی پر ہے یہ تخصیص چونکہ دونوں
 جگہ پر نفس فقہار پر ہی تھی اس لئے اس کی تصریح
 کر دی اور مکروہات میں اس پر خود کچھ نہ فرمایا بلکہ اس
 کے آخر میں یہ جملہ کہ دیا "اس فائدہ کو عقیدت جان تو
 دوسری (تخصیص) اس کی حکمت اور علت سے
 مستنبط ہوتی ہے اس کی تفصیل میرے نزدیک یہ ہے
 کہ حضور سید الانس و الجان صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ افضل
 الصلوة و السلام کی ظاہری حیات سے امام کا محراب
 میں کھڑا ہونا آ رہا ہے لیکن ظاہری ہی ہے کہ یہ سنت
 بذاتہ مقصود نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے مقصود ہے بلکہ اصل
 سنت امام کا صحن کے درمیان کھڑا ہونا ہے ای
 عظیم حکمتوں کی وجہ سے جن میں سے بعض کا تذکرہ
 آ رہا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ لہذا وہ جگہ جہاں محراب

۱/۶	مطبوعہ مصطفیٰ البابانی مصر	باب التور والذوالقل	سہ رد المحتار بحوالہ فتح القدیر
۶۲/۲	ایک رقم سعید گدینی کراچی	"	سہ بحر الرائق
۱/۶۹	مصطفیٰ البابانی مصر	مطلب فی کراہیۃ تکرار الجماعة فی المسجد	سہ رد المحتار

باتوسط صفت بر طرف افتہ اعنی جمع میان ہر دو
 نتوان کرد آنجا توسط صفت اختیار کنند و قیام محراب
 را ترک و جنب شلا مسجد صیفی و جنب شتوی باشد
 و مردمان بکثرت گرد آمدند کہ ہر دو مسجد بعقوف صلوة
 یہ یک شہ آئی گاہ را امام را حکم است کہ محراب گزارشتہ
 بکرد دیوار ایستہ تا میانہ صفہا باشد **ف**
مد المحتار عن معراج الدراية عن
مبسوط الأمام بکر خواهر زاده السنة
ان يقوم في المحراب ليعتدل
الطرفان ولو قام في احد جانبي
المصنف يكره ولو كانت المسجد
الصيفي بجنب الشتوي وامتلا المسجد
يقوم الأمام في جانب الحسنات
ليستوي القوم من جانبيه و
الاصح ما روى عن أبي حنيفة اني قوله
قال عليه الصلوة والسلام توسطوا الإمام
پس ایستمال بحدیث و آن فرغ نفیس خاصہ
بعد از ان مقال کہ السنة انت يقوم في
المحراب وتليش بان کہ ليعتدل الطرفان و
تعقبش بقول او ولو قام في احد جانبي المصنف
یکراہیں بہر دو دلیل روشن است بر آنکہ اصل مقصود
توسط امام است نہ نفس قیام فی المحراب

میں کھڑا ہونا اور وسط صفت دونوں میں نہ ہو سکتے ہیں
 تو وہاں امام وسط صفت کو اختیار کرے اور محراب
 میں قیام کو ترک کرے شلا مسجد صیفی شتوی کے
 پہلو میں ہوا کہ لوگ کثیر ہوں اور دونوں مساجد کی
 دو صفیں ایک ہو جائیں تو امام کے لئے حکم ہے کہ وہ
 محراب کو چھوڑ کر دیوار کے پاس کھڑا ہو تاکہ صفوں کے
 درمیان ہو جائے، **رو المحتار عن معراج الدراية عن**
مبسوط الأمام بکر خواهر زاده سے ہے کہ امام کے لئے
محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ دونوں اطراف
میں برابری ہو جائے، اگر صفت کی ایک جانب کھڑا
ہو اتویہ مکروہ ہے اور اگر مسجد صیفی، شتوی کے
پہلو میں ہو، مسجد بھر جائے تو امام دیوار کی جانب
کھڑا ہو تاکہ لوگ دونوں طرف برابر ہو جائیں اور اصح
طور پر امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا امام کو درمیان میں کھڑا کرو، پس
اس حدیث سے استدلال اور اس پر اس فرع کا
ذکر کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے، اس کی علت
یہ تاکہ دونوں اطراف برابر ہو جائیں اور اس کے
بعد یہ قول ذکر کرنا کہ اگر امام کسی صفت کی ایک جانب
کھڑا ہو اتویہ مکروہ ہو گا۔ یہ تمام کے تمام اس بات
پر روشنی دلیل ہیں کہ اصل مقصود امام کا درمیان
میں کھڑا ہونا ہے محراب میں کھڑا ہونا مقصود نہیں

آرے غالب آنست کہ محراب بمقام تعدل ارضین
 ست چوں صفت کامل باشد خود ظاہرست و آن گاہ
 بترک محراب ترک سنت مقصودہ بالفعل نقد وقت ست
 ورنہ در عمارت مساجد استحکام صفت برپس
 آیند گاہ موجود متوقع می باشد و زیادتش بجهیکہ
 توسط موجود ازیم باشد پس ترک محراب تعرض
 بترک سنت و مخالفت عمل است بود
 و احکام فقہیہ بر امور غالبہ افساسب یا بہ انہیں
 امر حکم بنیت قیام فی المحراب کردہ اند اما اگر
 مسجدہ در جائے خالی بعبہ از مرد مورد باشد
 کہ چہیں چند کسان در وہ حاضر اند و آن بقدر زیادت
 اصل متوقع نیست آن جا اگر امام راتبہ در گوشہ
 از مسجد میانہ صفت موجود ایستہ ظاہر مخالفت سنت
 نباشد زیرا کہ سنت قولیہ و سطوہ الاصلام
 خود ادا شدہ و منسبت فعلیہ مبتنی بر ہمیں
 حکمت بود و ایں جا از عدم وقوع زیادت
 مذکور خود را بمرحض مخالفت افکنند لازم
 نیست و فعل متوارفت از زبان اقدس
 در مسجد ست از اشہر و اعمر مساجد
 بود چو مسجدی خالی را بر آن قیاس نتوان
 کرد و کراہت حکم شریعتی ست بے دلیل
 شرعی رنگ ثبوت نیست یا بد پس
 ظاہراً ایں صورت نادر تر باشد
 ایں سنت مطلقاً ملامت شایع و
 ایں جبکہ مطالب را با وجہ کلام

ہاں اغلب یہی ہے کہ محراب ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں
 دونوں جانبوں میں برابری ہوتی ہے جب صفت عمل
 ہو تو خود ظاہر ہے کہ اس وقت محراب کو چھوڑنا موقع پر
 سنت مقصودہ کو ترک کرنا یعنی وسط کا ترک لازم آئیگا
 ورنہ عام مساجد میں بعد میں آنے والے حضرات سے
 صفت کا مکمل ہونا متوقع ہو سکے گا صفت زیادگی ہو سکے ہیں
 لیکن توسط موجود ہونے پر کوئی حرج نہیں پس اس صورت
 میں محراب کو ترک کرنا سنت کا ترک اور امت کی مخالفت ہوگی
 اور احکام فقہیہ اکثر طہ پر امور غالبہ پر جاری کئے جاتے
 ہیں اسی وجہ سے امام کے محراب میں کھڑے ہونے
 کو سنت قرار دیا گیا ہے اب اگر بے آباد مسجد
 ایسی جگہ ہے جو گزرگاہ اور جائے ورود سے دور
 ہے اس میں چند لوگ اکٹھے ہیں اب اس سے
 کیا رد انرا کہ ترقی بھی نہیں تو امام اس مسجد کے
 کسی کونے میں موجود صفت کے درمیان کھڑا ہو سکتا
 ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ سنت کے خلاف نہیں
 کیونکہ سنت قولیہ "امام کو درمیان میں کھڑا کرو"
 پر عمل ہو رہا ہے اور سنت فعلیہ بھی اسی حکمت پر
 مبنی ہے اور اس جگہ زیادہ کی عدم توقع سے مخالفت
 میں ڈالنا لازم نہیں آتا اور آپ کی ظاہری حیات
 سے جو معمول چلا آ رہا ہے وہ مشہور اور آباد مسجد
 میں ہے اس طرح کی تمام مسجد کو اس پر قیاس
 نہیں کیا جاسکتا کراہت حکم شرعی ہے جو کسی شرعی
 دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت کا
 ظہور نادر تر ہے، علامہ رشیدی کا علی نظر یہی ہے
 اور ان تمام مطالب کو انہوں نے نہایت ہی اختصار

دریں دو لفظ اور افسر مراد و الفاظ ہر ان ہذا
فی الامامہ الراتب للجماعة کثیرۃ

فمعنی قوله الامام

الراتب ای امام الجماعة الاولی و
الثانی و هو فی مسجد المحلة ظاہر و
فی غیرہ کل امام لان جمیع جماعاتہ
اولی فاکل فی حکم الراتب فی مسجد
المحلة ومعنی قوله لجماعة کثیرۃ
ای واقعة او متوقعة و کذا قوله لثلاث
یلزم ای حالاً او ملاً لظہار و احتیالاً
هذا ما یعطیه الفقه فی تفسیر
کلامہ و تعیین مرامہ واللہ تعالی
اعلم بالحکامہ لکن ازای کہ بر حدیث
تخصیص اول ائیمہ لفظ کہ مفید او باشد
بدست نبود باستظهار خود مشی بودن او تصریح
نمود و در آئینہ امر بتاکل فرمود زیرا کہ می تواند
کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام را در نفس
قیام امام راتب فی الخراب حکمت باشد پس
جزم بکلمہ ستران نمود کہما هو داب العلماء فی
ایجاب قہمہ این را تنافی نتوان گفت
کہ جائے بر منصوص و مفادیر منصوص اقتضار
در زیہ و جائے بر راستے خود استظهار
غیر مجھے و اگر نمودہ لفظ ترا این ترک و

کے ساتھ ان دو الفاظ میں بیان کر دیا ہے لہذا ہر
یہی ہے کہ یہ مقرر امام اور جماعت کثیرہ کے لئے ہے
امام راتب سے مراد پہلی جماعت کا امام ہے دوسری
کا نہیں اور یہ بات مسجد محلہ میں ظاہر ہے اس
کے علاوہ مسجد میں ہر امام مراد ہے کیونکہ وہاں کی
تمام جماعتیں اولی ہیں لہذا وہاں کا ہر امام مسجد محلہ
کے امام مقرر کے حکم میں ہوگا، جماعت کثیرہ سے
مراد نفس الامریہ جو کثیر موجود ہوں یا ان کی
توقع ہر اس طرح اس کا قول "تاکہ لازم نہ آئے"
حالت یا مآل، ظناً اور احتمالاً مراد ہے جو شکی کے
کلام کی تفسیر و مقصد کی تفصیل کے بارے میں علما
سواء اللہ تعالیٰ اپنے احکام کا سب سے زیادہ
حکم ہے لیکن اس وجہ سے کہ تخصیص اول کے خلاف
اس جگہ کوئی ایسی نص جو انھیں مفید ہوتی ان کے
ہاتھوں میں نہ تھی تاکہ اپنے اظہار کی صورت میں اس
کی تصریح کر سکیں اور آخر میں "خود کرد" فرمایا کیونکہ
ہو سکتا ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ہاں محراب میں امام راتب کے نفسی قیام میں
کوئی حکمت ہو۔ لہذا اس پر جزم حکم جاری نہیں
کیا، علما کا ایسے مقامات میں بحث کا یہی طریقہ
رہا ہے۔ قرآن سے منافات نہیں کہہ سکتے ایک جگہ
پر حکم منصوص اور منصوص سے مستفاد پر منحصر ہے اور
دوسری جگہ خود اپنی رائے کا اظہار ہے اس ترک و

اظہار و اقتصار و استظهار و کلام شراح و محشیین
و ثروء علامہ شامی پور یافتہ می شود فانہم اذا
لہد یجر مواہبہ استظہر و المہیات لہم
المشی علیہ و انما یمشون علی النصوم
و ینقطعون الیہ و یقفون لہ یدہ -

اب تحقیق کلام و تفسیر و احکام محراب و قیام
فاقول و ب اللہ التوفیق و بہ الاعتصام
حضرت عرہ منزہ از صورت جلالت الائمہ و
توالست لہما وہ دریں عالم ہر شے را
صورتہ وارد است و بہر صورت ا حقیقتہ
نہادہ مشرع مطہر در غالب احکام
مطلع نکتہ حقیقت شے را داشتہ و
صورت را نسبیہ مہمل نگذاشت اسے بسا
احکام کہ تنہا بہر صورت میرود و گاہ سبب مجموع
حقیقت و صورت بہیات اجتماعیہ ملوئ
می شود و کل ذلک جلی عند فضلک کہ
لا یخفی علی مشککہ پس چنانکہ مسجد را
حقیقتہ مست و آل بقعہ محضہ موقوفہ
لصلوۃ مغزۃ فی جمیع الجهات عن حقوق
العبادست کہ بیچ بنائے عمارت را در سنگ
ما بیتش مدخل نیست ف الخانیۃ و
فی الہندیۃ عن الذخیرة عن
الواقعات للامام العبد الرشید
مرجلہ لا ساحة لا بناء

اظہار و اقتصار و استظهار کے متعدد نظائر شامی
محشیین اور خود علامہ شامی کے ہاں کثرت کے ساتھ
موجود ہیں کیونکہ جب تک فقہاء کو اپنی راستے پر جزم
نہ ہو وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے وہ احکام منصوصہ
پر چلتے ہیں انہیں کی طرف انقطاع اور رجوع کرتے
ہیں اور انہیں پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

اب رہ گیا معاملہ محراب و قیام کے احکام و
تفسیر کا تواتر کی توفیق اور اس کے سہارے سے
میں کہتا ہوں اس ذات اقدس نے جو صورت سے
منزہ ہے اس کی قدرتیں اور نعمتیں مسلسل ہیں اس
کائنات میں ہر شے کو اس نے صورت بخشی ہے
اور بہر صورت کو ایک حقیقت دے رکھی ہے شریعت
محدودہ ہے عام میں ایہ نیز اغلب طور پر شے کی حقیقت
ہے لیکر صورت شے کو بھی بے فائدہ نہیں چھوڑا
بہت دفعہ احکام صورت پر جاری ہوتے ہیں اور
بعض اوقات حقیقت و صورت دونوں کے مجموعہ
پر بحیثیت اجتماعی احکام لاگو ہوتے ہیں، فاضل
لوگوں کے ہاں یہ نہایت ہی واضح اور آپ جیسے
لوگوں سے مخفی نہیں جیسا کہ مسجد کی حقیقت ہے
جس سے مادہ و بقعہ ہے جو ناز کے لئے منحصر
وقف شدہ ہو اور ہر لحاظ سے بندوں کے حقوق
سے علوہ کیا گیا ہو اس کی حقیقت میں عمارت
کا کوئی دخل نہیں، خانہ اور مندر یہ ہیں و خیر سے
و ہاں امام صدر الشہد کی واقعات کے حوالے
سے ہے کہ ایک آدمی کی کھٹی حکمتی جس میں کوئی

فِيهَا مَرْقُومَاتٌ يَصْلُوا فِيهَا أَبَدًا
 وَهُمْ بِالصَّلَاةِ مُطْلَقٌ وَنَوَى الْأَبَدَ
 صَارَتْ السَّاحَةُ مَسْجِدًا لَوَاعَاتِ
 لَا يَوُثُّ عَنْهُ إِلَّا مَنْ خَصَّصُوا وَرَأَى كَرِيمٌ
 إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ
 وَكَرِهَ مَثَلَهُ وَلَا تَبْشُرُوهُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
 فِي الْمَسْجِدِ وَحَدِيثُ خَيْرِ الْبَقَاعِ الْمَسْجِدِ
 وَشَوَابِقُ الْأَسْوَاقِ مَرَدَا
 الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ جَابَرٍ وَالْحَاكِمُ
 بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
 وَمَعْنَاهُ الْمَسْجِدُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 وَالْحَمْدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ جَدِّهِ
 مَطْعَمُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ عَنْ أَبِي
 مَسْجِدِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ
 لَا مَسْلُوكَ لِحَاكِمِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ
 رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ هُرَيْرَةَ وَفِي
 لِبَابِ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ وَعَنْ أَمْرٍ

تعمیر نہ تھی اس نے لوگوں سے کہا یہاں تم ہمیشہ نماز
 پڑھا کرو یا صرف مطلق نماز کا حکم کیا اور مسجد کی کیفیت کی
 تو یہ جگہ مسجد قرار پائے گی اب وہ شخص اگر فوت ہو جاتا
 ہے تو اس کے درمیان اس زمین کے مالک نہ ہوں گے اور
 آیت مبارکہ اللہ کی مسجد وہی تعمیر کرتے ہیں جو اللہ
 پر ایمان لائے ہیں۔ آیت کریمہ جب تم مسجد میں
 متکلف ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو
 اور یہ حدیث کو سب سے اعلیٰ جگہ مسجد میں اور
 بدتر جگہ بازار میں۔ اسے طبرانی، ابن حبان اور حاکم
 نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے اسے اسلم نے اسی معنی کی روایت حضرت
 ابو ہریرہ سے نام احمد، حاکم نے حضرت جابر بن مطعم
 سے اور انہوں نے ہی اکرم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے بیان کیا ہے۔ یہ اور حدیث کہ مسجد کے پڑوسی
 کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں۔ اسے دارقطنی نے
 حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 سے روایت کیا ہے، اس سلسلہ میں امیر المؤمنین

۱۔ فتاویٰ ہندیہ باب المسجد وما يتعلق به مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۵/۲

۲۔ القرآن ۱۸/۹

۳۔ القرآن ۱۸۴/۲

۴۔ مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی عن ابن عمر باب فضل المسجد مطبوعہ دار الکتب بیروت ۶/۲

۵۔ الجامع الصغیر حدیث ۳۰۰۲ ۶۔ دار المعرفۃ بیروت ۲۴۰/۳

۷۔ کنز العمال فضائل المسجد مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵۲-۶۴۸

۸۔ سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ نشر السنۃ طشق ۴۳۰/۱

حضرت علی اور ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ تمام اور دیگر احادیث اور احکام فقہیہ کا تعلق بنظر اصلی یا کلی مسجد کی حقیقت کے ساتھ ہے البتہ مسجد کی ایک صورت ہوتی ہے جو بنائے مخصوص پر وہ مخصوص سے عبارت ہے، درج ذیل آیات اور احادیث میں یہی صورت مراد ہے "اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا تو یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں اور مساجد گرا دی جاتیں جن میں اللہ کا ذکر کثیر کیا جاتا ہے" وہ لوگ جنہوں نے مسجد خراب کر دیا اور حدیث "مسجد منہ می بناء ان میں بگڑے نہ رکھو" اسے بھی لے حضرت اسحاق ابن اسحاق نے ابن شیبہ نے ان سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا حدیث "مجھے مساجد مزیق کرنے کا حکم نہیں دیا گیا" اسے ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ مسجد کو سونے کے پانی کے ساتھ نقش و نگار کرنا کا تعلق صورت مسجد کے ساتھ

المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اکثر احادیث و احکام فقہیہ متعلقہ بمساجد نظر اصلی یا کلی ہمیں حقیقت اسست اور اس صورت سے کہ عبارت از بنائے مخصوص پر وہ مخصوص در آیت کریمہ ولو کادفع اللہ الناس بعضهم ببعض لفسدت السلاسل و مساجد میں ذکر فیہا اسم اللہ کثیرا و کثیرہ و الذین اتخذوا مسجدا صورا و حدیث ابنو المساجد و اتخذوا حاجتا رواہ الترمذی عن انس و ابن ابی شیبہ عنہ و عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حدیث ما امرت بتثیید المساجد رواہ ابو داؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مسئلہ نقش و نگار مسجد باب زر و غیرہ مراد ہمیں صورت

سنة القرآن ۳۰/۲۲

سنة القرآن ۱۰۴/۹

سنة السنن الکبریٰ للبیہقی باب کیفیت بناء المسجد
سنة السنن ابوداؤد باب فی بناء المسجد

مطبوعہ دار صادر و مطبعہ
آفتاب عالم پریس لاہور
۲۳۹/۶
۶۵/۱

ست چنان محراب صورتے دارد و آن طاق معین
 در بہار قبلہ است و تحقیقش کہ این صورت بر آن علم
 باشد بر صحت است۔ مسجد برائے قیام امام
 ملحوظ بدوئی ظاہر آئندہ در عرض مسجد (کہ
 خطہ عمودست بر خط مار از متصل بقبہ چنانکہ
 در دیار ما جنوباً شمالاً واقع در وسط بود الحدیث
 و سقوط الکامام و شدوا الحلل رواہ
 ابوہ اؤدعت البہ ہریرۃ مرضی
 اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 وحکمت در آن تعمیل و اعتدال
 در قرب و بُعد رجال و سماوات
 و اطلاق انتقال و سریان یوحی رہین
 شمال از امامست دوم آئندہ در جہت
 قبلہ تا حد تیسر شری و عادی ہر چہ
 تمام تر قرب قبلہ باشد الحدیث
 کافی بہت متصل رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و بیعت المجدار صبر الشاہ رواہ
 لائتہ احمد والشیخان عن سہیل بن سعد
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ و
 حدیث لایزال قوم یتأخسون حتی

ہی ہے۔ اسی طرح محراب کی ایک صورت ہے کہ
 وہ طاق جو قبلہ کی دیوار میں جوتا ہے اور اس کی
 حقیقت جس پر یہ صورت علامت ہے وہ جگہ ہے جو
 قیام امام کے لئے دو لحاظ سے ہو، اس میں ایک لحاظ
 یہ ہو کہ عرض مسجد میں ذکر گزرنے والے خط پر خط عمود
 جو جو نمازی سے قبلہ کی طرف گزرنے والے خط پر
 جیسا کہ چار سے ملائے میں جنوباً شمالاً وسط
 میں واقع ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ "امام کو
 در میان میں کھڑا کرو اور صفوں کے رکنے بند کرو"
 اسے ابو داؤد نے حضرت البربرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے اور انس بن مالک نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم سے روایت کیا ہے، اور اس میں حکمت یہ ہے
 کہ لوگوں کے قرب و بُعد میں برابری ہو تاکہ قرأت
 سننے، امام کے اوپر نیچے انتقال پر استعداد و
 دائیں بائیں لوگوں پر فیضان میں آسانی ہو جائے
 دوسرا لحاظ یہ کہ جہت قبلہ میں جو تاکہ حد شرعی و عادی
 تمام تر قبلہ سے اقرب ہو اس حدیث کی بنا پر کہ
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متصل اور دور
 کے در میان بکری کے گزرنے کی جگہ موقتاً اسے
 امام احمد، بخاری و مسلم نے حضرت سہیل بن سعد
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اور یہ حدیث
 کہ ہمیشہ لوگ پیچھے جوستے رہیں گے حتیٰ کہ

یؤخرهم اللہ عز وجل رواہ مسلم
 وابدواؤد والنساف وابن ماجہ
 عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
 النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 وحديث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یصلین
 احدکم وبنینہ وبنین القبلة فجوة سواک
 عبد الرزاق فی مصنفہ پس حکمت در فی
 توسیع برائے مقتدیاں و پس آئینہ گان و
 عدم تفضیلتی بر زاکران و گزرنده گان و عدم تعطیل
 پاره از قبضہ مسجد با سہال آں و تفاؤل حسن
 بقرب رست و نزویکی رحمان ست جل و علی
 فانت احدکم اذا قام فی صلوٰتہ فانہ
 یناجی ربہ وانت من بعد بنینہ
 وبنین القبلة کما رواہ الشیخان
 وغیرہما عن النبی صلی اللہ
 تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم پیدا است و تعیین ایں
 موضع رابطات معروف بلکہ بر ہیچ بنا ہرگز نیاز نیست
 تا آنکہ اگر مسجد ساجے سادہ باشد ایں موضع
 بتعیین و تحدید او خود متعین می شود در زبان عرب نیز معنی
 محراب یا صورت طاق جنت نیست عرباں ہر مکان رفیع و حدہ

اللہ تعالیٰ انھیں مؤخر فرماوے گا: اسے مسلم ،
 ابوداؤد ، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ حضرت ابن سعد
 کی یہ حدیث کہ تم میں ہرگز کوئی نماز اس طرح ادا
 نہ کرے کہ اس کے اور قبلہ کے درمیان بیکارخان
 جگہ رہے اسے عبد الرزاق نے مصنف میں ذکر
 کیا ہے اس میں مقتدیوں اور بعد میں آنے والوں
 کے لئے وسعت ، ذاکرین اور گزرنہ والوں کے لئے
 عدم تنگی ، مسجد کے قبلہ کی جانب کسی گوشے کا مہمل
 نہ ہونا ، اللہ تعالیٰ کے قرب رحمت کے لئے نیک
 خال ہے کیونکہ جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو
 وہ اپن رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے اس نمازی
 اور قبلہ کے درمیان اس کا رب ہوتا ہے جیسا کہ
 بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا
 محراب کو طاق معروف یا کسی اور تعمیر کی حاجت نہیں
 بلکہ اگر مسجد سادہ میدان ہو تو بھی مسجد کی حدود
 خود بخود متعین ہو جاتی ہیں اور عربی زبان میں محراب
 کا اطلاق صرف طاق پر ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر بلند جگہ
 صدر مجلس اور گھر کی اعلیٰ جگہ کو محراب کہا جاتا ہے

۱۸۱/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
 ۱۶/۲ مطبوعہ دارالقرآن العلوم لاہور کراچی
 ۵۸/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
 ۱۸۱/۱ ترویج اسلام
 ۱۶/۲ سنۃ المصنف لعبد الرزاق عن باب کم کیوں جن الرجل وین شترہ مطبوعہ دارالقرآن العلوم لاہور کراچی
 ۵۸/۱ سکہ صحیح بخاری حکم البزاق بالید من المسجد

جلس واشرف مراصب بیت را محراب نامند لانه
معایتنافس فیہ ویتنازع علیہ قریبما
ادی فی حریب و قتال و فی الحدیث
اتقوا هذا المذابح یعنی المحارب
مروا الطیرانی فی الکبریٰ والبیہقی فی
السنت عن عبد اللہ بن عمر و بن
لہاص و عنی اللہ تعالیٰ عنہما عن النسبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال المناوی
فی التیسر ای تجنبوا تحریک حید و ر
المجالس یعنی التنافس فیہا و محراب مسجد
عصب تصریح اتر لغت و تفسیر از جہن معنی ماخوذ
لانه حید را مقام و مقدمہ و اشرف
موضع فیہ لکونہ مقام الامام اوسط قطعه
تلی القیۃ لاجرم محراب را بطلق مقام فی المسجد
تفسیر کردہ اند در مجمع بحار الانوار است دخول
محرابا لہم ہو لموضع العالی المشرف و هذا
المجلس ایضا ومنہ محراب المسجد و هو
صدرة واشرف موضع فیہ ومنہ تخرج المس
کان یکرہ المحارب ای لہر یکن یحب ان یجلس
فی صدر المجلس ویترفع علی الناس
در قاموس فرمود المحراب لغرفۃ و صدر البیت اکرم

کیونکہ اس میں ایک دوسرے پر رشک کرتے اور
اس حید میں جھگڑتے ہیں بسا اوقات جنگ قتال
تک نوبت جا پہنچتی ہے اور حدیث میں ہے ان
ذاب یعنی محاربوں سے بچو، اسے طبرانی نے کبریٰ
بیہقی نے سنن میں حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا، شیخ مناوی نے
تیسیر میں فرمایا یعنی صدر و مجالس کی تلاش سے
بچو یعنی اس میں تنافس سے بچو۔ اتر لغت و تفسیر
کی تفسیر کے مطابق مسجد کا محراب بھی اسی معنی سے
ماخوذ ہے کیونکہ یہ صدر مقام اور اعلیٰ جگہ ہوتی ہے
اس لئے کہ امام کی جگہ قبلہ سے متصل ہے
وسط میں ہے اسی لئے محراب کی تفسیر مسجد میں مطلق
مقام سے کی ہے، مجمع بحار الانوار میں ہے وہ ان
کے محراب میں داخل ہوا اور وہ محراب بلند و
عالی جگہ ہے، صدر مجلس کو بھی کہا جاتا ہے اسی
محراب مسجد ہے، صدر اور اعلیٰ جگہ ہے اسی
پر حدیث وال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ نے
عنہ محارب کو پسند نہ کرتے یعنی لوگوں پر بلند اور
صدر مجلس کے طور پر بیٹھنا پسند نہ کرتے۔ قاموس
میں ہے محراب الماری، صدر گھر، گھر کا اعلیٰ مقام

۴۴۹/۲	مطبوعہ دار صادر بیروت	۱۵۲	باب فی کیفیت بناء المساجد	۴۴۹/۲
۱۳۴/۱	دار المعرفۃ بیروت		باب فی شرح الجامع الصغیر تحت حدیث	۱۳۴/۱
۲۴۹/۱	مطبعی نو کشور تھانؤ		باب الجامع الزار	۲۴۹/۱

مواضعه ومقامه الامام من المسجد و
الموضع ينظر به الطلک فيستباعدت
الناس ودر مختار رازی منتخب صحاح ست المخراب
صدر المجلس ومنه مخراب المسجد ودر صحاح
ست محاريب پشتگاه پائے مجالس ومنه
مخراب المسجد ودر مصباح النیر ست المخراب
صدر المجلس ويقال هو اشرف المجالس
وهو حيث يجلس الملوك والسادات و
العظماء ومنه مخراب الذهب ودر تاج العروس
ست المخراب الغرفه وموضع العالي نقطه
النهری فی غریبه عن الامامی و قال
الزجاج المخراب ارفع بیت فی الدار و ارفع
مكان فی المسجد و قال بوعبیده المحرب
اشرف الاماکن قال ابن الانباری سمی
مخراب المسجد لانفراد الامام فيه وبعده
من القوم وفي لسان العرب المخراب
صدر المجلس ومنه مخراب المسجد
ومنه محاريب غمدات باليمن
والمحاراب القبلة ومحراب

مسجد میں امام کی جگہ اور اسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں
بادشاہ تنہا بیٹھا ہوتا کہ لوگ دور دریں مختار
رازی منتخب صحاح میں ہے کہ مخراب صدر مجلس کو
کہا جاتا ہے اور اسی سے مخراب مسجد ہے صحاح
میں ہے محاریب مجالس کی اگلی جگہ اسی سے
مخراب مسجد ہے۔ مصباح النیر میں ہے مخراب
مجلس کے لئے ادنیٰ جگہ کو کہا جاتا ہے وہ اعلیٰ جگہ
ہے کہ وہاں بادشاہ سادات اور بڑے
لوگ بیٹھتے ہیں اسی سے عید گاہ کا مخراب ہے۔
تاج العروس میں ہے لفظ مخراب کو ہر وی نے
غریب میں اسمی سے نقل کیا اور زجاج نے کہا
کہ گھر کا سب سے بلند مقام مخراب کہلاتا ہے اور
مسجد میں بلند جگہ۔ بوعبیدہ نے کہا مخراب بزرگ
جگہ ہے۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ مخراب کی
وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں امام اکیل کھڑا ہوتا ہے
اور لوگوں سے دور ہوتا ہے لسان العرب میں
ہے کہ محاریب سے مراد جائے صدر ہے اسی سے
مخراب مسجد ہے اسی سے مخراب مسجد ہے
اسی سے یمن میں غمدان کے مخراب اور مخراب قبلہ

۵۵/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	۱/۵۵	سہ القاموس باب الباء فصل الحاء
۸۸/۱	دار العلم للکلايين بیروت	۱/۸۸	سہ الصحاح
ص ۲۴	مجیدی کانیپور	ص ۲۴	سہ الصحاح
۱۶۸/۱	مشتورات دار الهجرة قم ایران	۱/۱۶۸	سہ مصباح النیر تحت لفظ الحرب
۲۰۴/۱	احیاء التراث بیروت	۱/۲۰۴	سہ تاج العروس فصل الحاء من باب الیاء

المسجد ایضا صدورہ واشرف موضع
 فیہ والمحراب اکرم مجالس الملوك عن
 ابی حنیفۃ وقال ابو عبیدۃ المحراب سید
 المجالس ومقدّمها واشرفها قال وکذا لک
 هو من المساجد ملخصاً در معالم التنزیل
 فرمود المحراب اشرف المجالس ومقدّمها و
 کذا لک هو من المساجد در انوار التنزیل سست
 (المحراب) ای الغرفة او المسجد او اشرف
 مواضعه ومقدّمها سمی به لانه
 محلّ محاربه الشیطان کانہ
 دی سیدتنا مریم ووضعت فی اشرف
 موضع من بیت المقدس در شرح او
 غایۃ القاضی سست ذکر للمحراب معانی
 المشهور منها لاخیر ولذا اقتصر
 علیہ اخیراً فی قوله کانہ کلمہ در جلالین سست
 (المحراب) الغرفة وهی اشرف
 المجالس در تفسیر کبیر سست
 المحراب الموضع العالی الشریف
 وقیل المحراب اشرف المجالس

مسجد کا محراب بھی اس کی اعلیٰ واشرف جگہ
 ہوتی ہے یہ امام ابو حنیفہ سے ہے۔ ابو عبیدہ
 کہتے ہیں کہ محراب مجالس کی اعلیٰ واشرف جگہ ہوتی
 ہے اور اسی طرح مساجد کے محراب ہیں ملخصاً۔
 معالم التنزیل میں ہے محراب سے مراد مجالس
 کی اعلیٰ اور مقدم جگہ ہے اور مسجد میں بھی محراب کا
 معاملہ ایسا ہی ہے۔ انوار التنزیل میں ہے
 (محراب) یعنی کمرہ یا مسجد یا کمرہ و مسجد کی اعلیٰ و
 اشرف جگہ مراد ہے یہ نام رکھنے کی وجہ سے
 کہ یہ شیطان سے محاربہ کی جگہ ہوتی ہے گریا
 (سیدہ مریم علیہا السلام) بیت المقدس
 کی اعلیٰ جگہ پر پیدا ہوئیں، اس کی شرح
 غایۃ القاضی میں ہے کہ محراب کے متعدد معانی
 ہیں ان میں سے مشہور آخری ہے اسی نے
 ماتن نے اس آخری معنی پر کانہ وضعت، لہذا
 کے الفاظ سے اقتصار کیا۔ جلالین میں ہے
 (محراب) کمرہ، یہ مجالس کی اعلیٰ جگہ ہوتی ہے
 تفسیر کبیر میں ہے محراب سے مراد بلند و اعلیٰ
 جگہ ہے، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے

لسان العرب	فصل الحاء المثلث	مطبوعہ دار صادر بیروت	۳۰۵/۱
معالم التنزیل علی ہامش التنازل	سورہ آل عمران	مطبوعہ مصطفیٰ البابی بیروت	۳۴۲/۱
معالم التنزیل (بیضاوی)	ۛ	ۛ مطبع مجتہائی دہلی	۸/۲
مکاشفۃ الشباب المعروف غایۃ القاضی	ۛ	ۛ دار صادر بیروت	۳۳/۳
تفسیر جلالین	ۛ	ۛ مطبع مجتہائی دہلی	۴۸/۱

اعلیٰ و ارفع جگہ ہے۔ کثافت میں سب محراب کا معنی کرہ، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے اعلیٰ و اشرف جگہ مراد ہوتی ہے۔ محراب کے بارے میں تمام ائمہ فنی کی ہجرت جن سے واضح ہو رہا ہے کہ اس سے مراد جگہ طاق و غیرہ کی صورت کا نام نہیں بلکہ اٹھاسی بھری سے پہلے مساجد قدیمیں اس کا وجود نہ ہوتا تھا سب سے افضل مسجد مسجد حرام اس سے اب تک خالی ہے اور ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات، خلفاء راشدین و امیر معاویہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں مسجد نبوی میں صورت محراب نہیں تھی بلکہ ولید بن عبدالملک مروانی نے اپنے دور امارت میں محراب بنایا اور یہ تسلیم ہے کہ یہ سب کے مدوہ امام کی جگہ پر علامت کے طور پر محراب کا ہونا بہتر ہے خصوصاً بڑی مساجد میں تاکہ ہر دھندہ غور و فکر نہ کرنا پڑے اور رت کو بغیر روشنی کے امام کو پایا جاسکے اور امام کے محراب میں مسجد کی وجہ سے مقتدیوں کو دست بھی مل جاتی ہے تو جبب محراب میں یہ مصالح تھے تو اس کا رواج ہو گیا اور تمام بلاد اسلامیہ میں یہ معروف ہوا تو یہ یہاں دلوں کا نام وال کو دیا گیا ہے۔ سید محمودی قدس سرہ نے

دار فہما در کثافت ست غوفۃ و قییل
اشرف السجاس و مقدر مہا این ست
معظم عبارات ائمہ فنی کہ از جہا نفیس موضع
نشان می دہند از صورت طاق و چسپاں
از نشان دہند کہ او خود حادثہ ست در
مساجد قدیمہ تا سال ہشتاد و ہشت ہجری
نامے ازاں نبود افضل المساجد مسجد الحرام
ہنوز ازاں غایبست و در مسجد اکرم سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز نہ زمان اقدس بود نہ
بعہ خلفائے راشدین نہ بعہ امیر معاویہ و بعہ عبداللہ بن
زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بلکہ ولید بن عبدالملک
مروانی زمانہ امارت خود اصلست کہ وہ است و
تا کہ حاکم بر آن غیر زینت عدم تمام ہاں ست
ظاہرہ قبیضہ ہاں شد کہ در توسط صفت خاصہ
بمساجد کبار حاجت بنظر و آرمودن نیفتد و بشب
نیز بہ روشنی درک شود و براسے مقتدیوں مسجد امام
در طاق فراخی فراسے ہم نماید چون کار مثل مصالح
بود و راج گرفت و زان باز در عامہ بلاد اسلام
معہود شد پس اطلاق محراب بر آن نام مبین برآ
مقتن ست اعلیٰ نسبت الدل باسم المدلول سید محمودی

اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کی ان تصدیحات سے یہ بات
(باقی صفحہ آئندہ)

عنه بتصديحات هؤلاء الكبراء رحمہم اللہ

قدسی سرفہ در خلاصۃ الوقت و فیصل بہ شتم باب چہارم
 فرمایہ یحییٰ عن عبدالمہدی عن بن عباس
 عن اسیہ ماتت عقیق ولیم فی المسجد
 شرفات ولا محراب فاول من احدث
 المحراب والشرفات عمر بن عبد العزیز
 ہمد فصل دوم از لیسٹرمود لعلیکن للمسجد
 محراب فی عہدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم ولا فی عہد الخلفاء بعدہ حتی
 اتخذ عمر بن عبد العزیز فی احسانہ
 المولید امام مسند فی در فتح الباری شرح صحیح بخاری
 آور و قدی المکرعانی من حیث انہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت یقوم
 بجانب المنبر ای ولعلیکن لمسجدہ عمر
 امام عینی و رحمۃ القاری شرح بخاری فرمود

خلاصۃ الوقت کے باب چہارم کی آٹھویں فصل میں فرمایا
 یحییٰ نے عبدالمہدی بن عباس انھوں نے اپنے والد
 سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید
 ہوئے تو مسجد میں لنگر سے اورد محراب نہ تھے سب سے
 پہلے محراب اور لنگر بنانے والے حضرت عمر بن
 عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اسی کی دوسری
 فصل میں ہے کہ رسالتناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی ظاہری حیات اور خلفائے راشدین کے دور
 میں محراب نہ تھا حتیٰ کہ امارت ولید بن عبد الملک
 میں عمر بن عبد العزیز نے بنوایا۔ امام عسقلانی فتح الباری
 شرح البخاری میں فرماتے ہیں کہ امام کرمانی نے لکھا ہے
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر کی ایک جانب
 کھڑے ہوتے یعنی اس وقت مسجد میں محراب نہ تھا۔
 امام عینی نے عمدۃ القاری شرح البخاری میں سنہ ۱۲۱

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالیٰ ظہر ان ما وقع فی الفتح من لہ
 القی منی مطاف امہ نبی فی المسجد
 المحراب من لدن رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم ھو فلیستنبہ
 ۱۲ صہ غفرلہ (م)

واقع ہو گئی کہ فتح القدر میں امام کے محراب میں
 کھڑا ہونے کے بیان میں جو کہا گیا کہ یہ محراب سب
 مساجد میں رسالتناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 ظاہری حیات سے ہیں سو و مجمل ہے اس پر
 متنبہ رہنا چاہئے ۱۲ منہ غفرلہ (م)

۵۲۵/۲	مطبوعہ احیاء التراث بیروت	الفصل السابع عشر	لہ وفاء الوفاء
۲۴۰/۱	" " " " " "	محراب المسجد النبوی و فی صنع	لہ وفاء الوفاء
۱۲۱/۲	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	قدیم نفی ان یکن بن لعلی والسرۃ	لہ فتح الباری شرح بخاری
۳۶۰/۱	نورید غفرلہ سکھر	باب ما یعد الصلوۃ و ما یکرہ لہا	لہ فتح القدر

اتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت
 یقوم بجانب المنبر لانه لم یکن لمسجد
 محراباً علامہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ
 العزیز و درجہب الطرب شریف فرمایہ در زمان
 آل مروصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علامت محراب
 کہ الآن در مساجد متعارفست نبود ابتداء سے
 آن از وقت محمد بن عبد العزیز ست در وقتیکہ
 امیر یمنہ منورہ بود از جانب ولید بن عبد الملک
 اموی آہ ہمد آن ست طولی مسجد در زمان
 ولید و نیست ذراع بود و عسہض آن یکصد و
 شصت و ہفت ذراع و دی در تکلف و تصنع عمارت
 باقصی الغایہ کو شید و علامت محراب کہ الآن در
 مساجد متعارفست اسانست و پیش اراں
 نبود آہ مختصراً ازین تقریر منیر مستنیر شد کہ بیج مسجد
 شستوی خواہ صغری تا آنکہ بقعہ سادہ موقوفہ
 للصلوۃ نیز از محراب حقیقی تہی نتوان بود و بمون ست
 مقام امام متوارف از زبان امام الانام علیہ و علی آلہ
 الفضل الصلوۃ والسلام پس جائیکہ قیام امام فی المحراب
 راست گفتہ اند مراد ہمیں ست و نہ قیام
 در محراب صوری یا باز آئے آن
 کہ او خود در زمان سنت بود و جائیکہ

تصور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر کے پہلو
 میں قیام فرماتے کیونکہ اس وقت مسجد میں محراب نہ تھا
 علامہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز
 جذب القلوب میں فرماتے ہیں یہ محراب جو آج متعارف
 ہے رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہلی
 حیات میں نہ تھا اس کی ابتداء ولید بن عبد الملک
 اموی کے دور میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے کی
 جبکہ وہ یہ نہ طیبہ کے گور نہ تھے آہ اور اسی میں ہے
 کہ ولید کے دور میں مسجد کا طول چالیس گز یا تھ
 اور عرض ایک سو پندرہ گز یا تھ تھا و عمارت بنانے
 میں تکلف و تصنع سے انھوں نے کام لیا اور علامت
 محراب جو آج کل مساجد میں متعارف ہے اس دور
 میں نہ تھا آہ انحصراً اس پر نور تقریر سے یہ بات
 آشکارا ہو گئی کہ کوئی بھی مسجد خواہ شستوی ہو یا
 صغری جب سے وہ وقف ہوئی ہے وہ محراب حقیقی
 سے خالی نہیں ہوتی اور یہی وہ مقام ہے جو امام
 الانام علیہ و علی آلہ الفضل الصلوۃ والسلام کی طاری
 حیات سے امام کی جگہ جتار ہا لہذا جس جگہ بھی
 علماء نے امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو سنت
 کہا ہے وہاں یہی محراب حقیقی مراد ہے نہ کہ محراب
 صوری میں قیام مراد ہے یا اس کے برابر ہو اس وقت

سے عمدۃ القاری شرح بخاری قدیم فی ان یکن فی المصلی والسترة مطبوعہ دارۃ الطباعة الخیرۃ بیروت ص ۲۸۰
 سکہ جذب القلوب فی دیار المحبوب باب ششم و بیان عمارت مسجد شریف نبوی مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ چکن لکڑاں لاہور ص ۷۳
 سکہ جذب القلوب فی دیار المحبوب باب ہفتم و بیان تغییرات و زیادات کہ بعد از ولادت ص ۸۸

مکر وہ گفتہ مراد و محراب صوری استادان
ست بوجہیکہ پائے اندر قضاے او باشد بدلیل و
آن اشتباه حال امام ست بر قول و تشبہ
پر یہود و مشبہ اختلاف مکان
بر قول اصح و وجہ اطلاق
محمد۔

بھی سنت تھا، اور جہاں علامہ نے محراب میں امام
کے قیام کو مکر وہ قرار دیا ہے وہاں محراب صوری
میں کھڑا ہونا ہے اس طریقہ پر کہ اس کے پاؤں
محراب کے اندر ہوں اس پر دلیل ایک قول کے
مطابق تمام کے حال کا مشتبہ ہونا اور ایک قول
پر یہود کے ساتھ تشابہ، لیکن اصح قول کے مطابق
مکان کا مختلف ہو جانا ہے اور ایک وجہ امام محمد کے
قول کا اطلاق ہے۔

اقول مشتبہ ہونے کی علت میں نفرد
اشتباه ہے کیونکہ یہ اکثر طور پر حاصل نہیں ہوتا مگر
اس صورت میں جب صفت زیادہ لمبی ہو اور یہ
اشتباه قیام فی المحراب کے بغیر بھی حاصل ہو جائے
ہے بلکہ اس وقت بھی جب محراب اور عمارت نہ ہو
اور یہ بھی ساطعت کر کیا تمام مقتدیوں کا امام کو
اپنی اپنی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے کیونکہ نظر
کی ایک حد ہے جس سے تجاوز نہیں ہوتی، تو جس
طرح محراب کے اندر کھڑے ہونے پر امام کے بعد
کی وجہ سے وہ نظر نہیں آتا اس طرح اسی کے بغیر
بھی بعد کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ نظر نہ آئے اور
اگر محض اطلاع کافی ہے خواہ وہ بالواسطہ کسی
مقتدی کے ذریعے ہو تو محراب میں کھڑے ہونے
سے اشتباه کا پیدا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اور
بلاشبہ آخری بات (وجہ) ہی معتبر ہے ورنہ
ہر وہ شخص جو صفت اول کے بعد والی صفت میں ہو
اسے اشتباه کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اسی طرح

اقول فی تعدید الاشتباه
نظر و اشتباه فانہ لا یحصل غالباً الا
اذا انما داء طول الصفت و هو یحصل
بدون القیام فی المحراب بل مع
عدم المحراب والبناء اصولاً و ایضا ان
سبب اطلاق الكل بنظر نفسه قامت
النظر له حد لا یتجاوزہ فکما یجوز
عند قیام الامام فی المحراب لبعده
ما یعجز ایضا بدونہ علی بعد
اخر و انت اکثری بالاطلاع ولو بواسطہ
من معہ فی الصلوۃ فلا معنی للاشتباه
بالقیام فی المحراب ولا شک ان
الاخیر هو المعتبر و الا
لعمدین لیکل من
بعد الصفت الاول بعد من
الاشتباه ولا لمن فی
طرف الاول علی بعد

یستمہ النظرو الا بالتقامت عن
القبلة و رد المحتار ست صوم محمد
فی الجامع الصغیر بالکراہۃ
ولم یفصل فاختلف المشائخ
فی سبہا فقیل کونہ یصیر
ممتازا عنہم فی المکانت
المحراب فی معنی بیت
آخر و ذلک صنیع اهل الکتاب
واقترع علیہ فی الہدایۃ و
اختصارہ الامام السرخسی و
قال انہ الاوجه وقیل اشتباہ
حاله علی من فی یمینہ
ویسارہ فصل الاول یکوہ
مطلق و علی الشاف لا یکوہ
عند عدم الاشتباہ و اید الشاف
فی الفتح بان امتیاز الامام
فی المکانت مطلوب و تقدمہ
واجب و عایۃ اتفاق الملتین
فی ذلک و امر قضاء فی الحلیۃ و ایدہ
لکن نازعہ فی المحصر بان
مقتضی ظاہر الروایۃ الکراہۃ
مطلقا بان امتیاز الامام المطلوب
حاصل بتقدمہ بلا وقوف فی مکان
آخر و لہذا قال فی الوولویۃ
و غیرہا اذا لم یضق المسجد

اس کو بھی جو صف اول کے اطراف میں اتنا دور
کھڑا ہو کہ نظر سے دیکھ نہ پائے۔ اشتباہ کو دور
کونے کے لئے ان کو اپنے قبلے سے انحراف ضروری ہوگا۔
رد المحتار میں ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں اس
محراب میں ہونے پر کراہت کا حکم لگایا ہے اور
کوئی تفصیل نہیں دی اس لئے سبب کے بیان
میں مشائخ کا اختلاف ہوا، ایک یہ ہے کہ امام
ایسی صورت میں ممتاز ہو کر یوں ہو جاتا ہے جیسے
وہ کسی دوسرے کمرے میں ہے اور اہل کتاب کا
طریقہ ہے۔ ہذا میں اسی پر اکتفا کر لیا گیا ہے۔
امام سرحدی نے اسے ہی پسند کیا اور کہا یہی ممتاز
ہے۔ بعض نے کہا کہ امام اپنے دائیں بائیں مقتدیوں
پر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ پہلی صورت میں ہر حال میں
کراہت ہے اور دوسری صورت میں جب اشتباہ
نہ ہو کر اہت نہ ہوگی۔ فتح میں یہ لکھتے ہوئے
دوسری کی تائید کی اور کہا کہ امام کا ممتاز مقام پر
کھڑا ہونا تو مطلوب ہے اور اس کا مقدم ہونا
واجب ہے اور اس میں دونوں فریق متفق ہیں
اسے علی میں پسند کیا گیا اور اس کی تائید کی
لیکن کبیر میں یہ کہتے ہوئے اس سے اختلاف
کیا کہ ظاہر روایت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر حال
میں کراہت ہو اور یہ کہ امام کا مطلوبہ امتیاز آگے
ہونے سے حاصل ہو جاتا ہے یہ اس کے دوسرے
مقام پر کھڑے ہونے پر موقوف نہیں ہے اسی لئے
ولو الجیر وغیرہ میں ہے کہ جب مقتدیوں پر مسجد

بمن خلف الامام لا ينبغي له ذلك
لا يشبهه بتأين المكانين اذ يعنى
وحقيقة اختلاف المكان تمنع الجواز
فتشبهة الاختلاف توجب الكراهة
والحراب وانت كان من المسجد
فصورته وهيتا اقتصت مشبهته
الاختلاف اذ ملخصا قلت اى لان المحراب
انما نى علامة لمحل قيام الامام ليكون
قيامه وسط الصف كما هو السنة
لان يقوم فى داخله فهو وان كان
من بقاع المسجد لكن اشبه مكانا
اخر فوردت الكراهة ولا يخفى حسن
هذا الكلام فافهم لكن تقدمت
التشبه انما يكره فى المذموم وفيما
قصد به التشبه لا مطلقا ولعل هذا
من المذموم مما صلا اھ
كلام الشافعى -

اقول ولا محل المترجى بعد
ما افادنا قلاعت الولوالجية وغيرها
به يشبه تأين المكانين وحقيقته
تفسد فتشبهته تكره بل لو عد
هذا دليلا بسواسه
لكنفى وشفى حكا

تنگ نہ ہو تو امام کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ
دونوں مقامات کا جُدا ہونا لازم آتا ہے اور
حقیقتہً جگہ کا اختلاف جواز نماز سے مانع ہے اور
جہاں اختلاف کا شبہ ہو وہاں کراہت ہوگی اور
محراب اگرچہ مسجد میں ہی ہے لیکن اس صورت و
ہیئت سے شبہ اختلاف پیدا ہوتا ہے اور تلخیصاً
قلت (میں دشامی، کہتا ہوں) محراب کا
مقصد یہ ہے کہ وہ قیام امام کی علامت ہو تاکہ
اس کا قیام صف کے درمیان ہو یہ مقصد نہیں کہ
امام محراب کے اندر کھڑا ہو۔ محراب اگرچہ مسجد
کا ہی حصہ ہے لیکن ایک دوسرے مقام کے مشابہ
سے نہ اس سے کراہت ہوگی۔ اس کلام کا حسن
و اس سے اسے اپنی طرح محفوظ کر لو، لیکن چونکہ
گزرا کہ تشبہ بُری بات میں مکروہ ہوتا ہے اور
اس صورت میں جب تشبہ مقصد ہو ہر حال میں
مکروہ نہیں اور لیکن یہ مذموم میں سے ہے۔
(کلام شافعی ختم ہوا)

اقول (میں کہتا ہوں، یہ "مشابہہ"
کئے کا محل نہیں کیونکہ اس نے ولو الجہۃ وغیرہ سے
نقل کر دیا ہے کہ یہ عمل دو جگہوں کے متخالفت
ہونے کے مشابہہ ہے اور اگر تبیین حقیقتہً ہو تو
اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر تبیین
کا تشابہ ہو تو نماز میں کراہت آئے گی بلکہ اگر اسے

لا یخفی پیدا است کہ اس مشبہ و تشبہ و
اشتبہ ہمہ یا ہمیں و محراب صوری سست
نہ حقیقی اما قیام محاذات محراب صوری
آنجان کہ سجدہ در طاق افتد پس
فی نفسہ نہ کراچتے وارد لعدم الوجوه
للمذکورة من التشبہ و
التشبه والا اشتباه فیہ
نہ فضیلت لما قد من انہ
لم یکن فی اصل السنة
محراب صوری و لا محاذاتہ
پس نظر بذات خودش باشد جز مباح
اذیخاست کہ اس راست گفتہ و
چون مکروہ ہم نبود دفع توہم را کلا باس
آوردند آری اگر قیام محل محراب حقیقی
موافق آید کما هو الغالب لا جرم
سنت باشد نہ ازاں رو کہ محاذات محراب
صوری سست بل ازاں جہت کہ موافقات
محراب حقیقی سست ازیں تحقیق انین بحدانہ
روشن شد کہ اگر امام در مسجد صیغی
بمحراب حقیقی ایستد یقیناً اصابت سنت یافتہ
باشد و بیچ کراچتے برو نہ بود گو محراب صوری را
محاذی ہم مباشر چنانکہ صیغی در عرض
اذیہ از شستوی باشد آنگاہ باید کہ از
محاذات طاق بجانب زیادست
میبیل کنند و بوسط صیغی بایستد

مستقل و میل بنایا جائے تو یہ کافی و شافی ہے
جیسا کہ واضح ہے اود یہ ظاہرات ہے کہ یہ
مشبہ، تشبہ اور اشتباہ وغیرہ تمام صورتیں محراب
صوری میں ہیں نہ کہ حقیقی ہیں، محراب صوری کی
محاذات میں اس طرح کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب
میں ہو فی نفسہ مکروہ نہیں کیونکہ وجہ مذکورہ یعنی
مشبہ، تشبہ اور اشتباہ یہاں نہیں ہیں، اور
نہ اس میں کوئی فضیلت ہے کیونکہ ہم نے پہلے بتایا
کر دیا ہے کہ اصل سنت میں نہ محراب صوری ہے
اور نہ اس کی محاذات پس وہ اپنی ذات کے
حوالے سے سوائے مباح کے کچھ نہیں، یہی وجہ
ہے کہ اسے سنت نہیں کہا گیا، چونکہ مکروہ بھی
نہیں تو علماء دفع توہم کے لئے لفظ "لاباس"
لے آئے ہیں، اگر اس کی محاذات کا قیام
محراب حقیقی کے موافق ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر ہوتا
ہے تو اب یہ سنت ہوگا مگر اس کی وجہ محراب
صوری کے محاذی ہونا نہیں بلکہ محراب حقیقی کے
موافق ہونا ہے، بحمد اللہ اس شفاف تحقیق
سے واضح ہو گیا کہ اگر امام مسجد صیغی میں محراب
حقیقی میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ یقیناً سنت
کو پانے والا ہے اور اس پر ہرگز کوئی کراہت
نہ ہوگی اگرچہ وہ محراب صوری کے محاذی نہ ہو
کیونکہ جب مسجد صیغی عرض میں شستوی سے زیادہ
ہو تو اس وقت محراب کی محاذات میں جانب
زیادت کی طرف ہو کر صیغی کے درمیان میں

محراب حقیقی قیام کردہ باشد بدستور و شستوی
نیز اگر طاق در طاق وسط نبود امام را طاق گذاشتہ
بوسط شستوی عدول باید کہ محراب حقیقی بدست
آید در ولایت افغانستان از علاقے زمان کہ
قیام امام را در مسجد صیغی مکر وہ گویند دلیل بر آن
از ہماں مسئلہ سنیت قیام فی المحراب چون در
سوا یکہ نزد فقیر از ان ولایت آمدہ بود و انہود
ناشی از اشتباہ معنی محراب است حسنہ یزان
اورا محراب صوری گماشتند و از حقیقی غفلت
کر دہ اند و دانستہ شد کہ قیام در صوری سنت
نیست بلکہ معنی حقیقیش طرد مکر وہ ہے سنت و انکہ
سنت است پر مسجد صیغی نیز فقہ وقت ست
پس کراہت از کما امام ابن الہمام در بیع ایہی
را رنگ ایضاً داد کہ منہ بود لولہ
تبع (ای المحادیب) کانست
السنة أن يتقدم فبمحاذاة ذلك
السكان لانه يحاذي وسط
الصف وهو المطلوب اذ قیامہ
ف غیر محاذاتہ مکر وہ
اد و اگر چنان باشد کہ صیغی
مطلقاً از صلاحیت اقامت جماعت
بدرود زیرا کہ آنجا محراب صوری نہاں است
و مجرد محاذات اگر چہ از دور بندہ نیست کما

کھڑا ہونا چاہتے تاکہ محراب حقیقی میں قیام ہو جائے
اسی طرح شستوی میں بھی اگر طاق وسط میں نہیں
تو امام طاق چھوڑ کر شستوی کے وسط میں ہو جائے
تاکہ محراب حقیقی کو پایا جاسکے، افغانستان کے
علاقے میں اس وقت کے علماء مسجد صیغی میں امام
کے قیام کو مکر وہ قرار دیتے ہوئے یہی دلیل
دیتے ہیں کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے کیونکہ
اس ملک سے فقیر کے پاس جو سوال آیا ہے اس سے
واضح ہوتا ہے کہ انہیں معنی محراب میں اشتباہ ہے
اور انہوں نے محراب صوری مقرر کئے ہیں مگر محراب
حقیقی سے غافل ہو گئے ہیں اور معلوم ہوا کہ
صوری میں قیام سنت نہیں بلکہ اسے حقیقی سمجھا
ہوا ہے جو مکر وہ ہے اور جو سنت ہے
وہ صیغی مسجد میں بھی درست ہے، پس یہاں
کراہت کہاں! امام ابن الہمام نے فتح القدر
میں اسے واضح کہتے ہوئے کہا کہ اگر وہ بنے ہوئے
نہیں (یعنی محاریب) تو سنت یہ ہے کہ اس
بلک کے محاذی کھڑا ہوا جائے کیونکہ وہ وسط صف
کے محاذی ہے اور یہی مطلوب ہے کیونکہ محاذات کے
علاقہ امام کا قیام مکر وہ ہے اد اور اگر ایسے ہو
کہ صیغی اقامت جماعت کی صلاحیت نہ رکھتی کیونکہ
وہاں محراب صوری نہیں اور صرف محاذات اگرچہ
دور سے جو محراب کی نشانی ہیں سہجیسا کہ تو نے

علمت وقد اختلفوا به والالہی حکما
 بکراہۃ قیام الامام فی العیسیٰ
 مطلق وایں برخلاف عمل و نیت جملہ امت
 مست مسجد را برو و در جبہ سرا و گرا از ہمیں
 رو بخش میکنند کہ بہر موسم اقامت جماعت
 بہ مسجد نوازند اگر ایں پارہ از قیام امام
 معطل ماند لا حسم جماعت را نیز لازم
 باشد ہم در پارہ شتوی صفہا بستنی کہ
 افراد امام بہر جبہ خود مکروہ ست پس از صیغی
 ہمسو یا بند مگر بعض قوم در بعض احیان
 آنگاہ کہ شتوی ہمہ آمودہ شود و ایں یقیناً خلاف
 نیت و قصد جملہ بانیان و عمل و قرار مشبہ عام
 مومنان ست باز در ہمسو - و راریہ و علائقہ
 و غیرہ و خزائنہ المفتین و غیرہ کتب معتدہ ست
 قوم حلوس فی المسجد الداخل
 و قوم فی المسجد الخارج اقسام
 المؤمنون فقہ امام من اهل الخصارج
 و امام و قام امام من اهل الداخل
 فامہم قال من سبق بالشروح فهو
 والمقتدون بہ لا کراہۃ فی حقہم
 چرا بلائے نمی جنس مطلقاً سلب مستغرق نمایند چرا
 نمونہ کہ امام مسجد صیغی و مقتدیانش بہر حال
 در گرد و گاہست اند زیرا کہ قیام

کجا اور جیسا کہ انہوں نے اس کا اعتراف
 کیا ہے ورنہ وہ صیغی میں مطلقاً قیام امام کو
 مکروہ قرار نہ دیتے حالانکہ یہ بات تمام امت کے
 عمل کے خلاف ہے کیونکہ مسجد کے دو درجے
 موسم گرما و سرما کے لحاظ سے کئے جاتے ہیں کہ
 بہر موسم میں ایک جگہ جماعت نہیں کرائی جاسکتی تو
 اگر یہ قصد قیام امام سے معطل ہو تو لازم ہوگا کہ
 جماعت بھی شتوی حصے میں صغیہ بنائے
 کیونکہ امام کا تنہا ہونا بذات خود مکروہ ہے تو اس
 طرح صیغی حصہ سے فائدہ صرف بعض اوقات بعض
 لوگ اس وقت ہی اٹھا سکیں گے جب شتوی حصہ
 پڑ ہو جائے گا اور یہ بات تمام بانیان صاحبہ کی
 بہت اور اہل اور تواریخ امت کے خلاف ہے ہندیہ
 برازیہ، فلاحہ، فقیرہ، خزائنہ المفتین وغیرہ کتب
 معتدہ میں ہے کہ کچھ لوگ مسجد کے اندر اور کچھ مسجد کے
 صحن میں کھڑے ہونے لگے اذان کہی اہل خارج میں سے
 امام نے جماعت کرائی اسی طرح اندرونیوں میں سے امام
 نے جماعت کرائی تو جس نے پہل کر دی وہ امام ہو گا اور
 تمام لوگ اس کے مقتدی ہوں گے ان کے حق میں کوئی
 کراہت نہ ہوگی کیونکہ یہاں کلافتی جنس انہوں نے
 استعمال کیا ہے جو مطلق سلب کا احاطہ کرتا ہے
 انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ مسجد صیغی کا امام اس کے
 مقتدی بہر حال کراہت میں مبتلا ہونگے کیونکہ انہوں نے

فی المحراب را ترک گفتند بامجد ای خطائے
خاشستہ کہ ولایتیان دیری حبسزد زمان
حدیث کردہ از نبی با خبر بایہ بود۔

سخنی راندن ماند از استظهار علامت می
عالمہ اللہ بالصفہ انامی اقول انچہ بالا گفتہ ام
غایت توجیہ کلام آن فاضل علام بود و جنوز
گل نظر سے دیدن دارد ماثور و مورث چنانکہ
و انی ہماں قسیم امام در محراب حقیقی ست
و آن مقام اشرف موضع و صدر مسجد ست چنانکہ
شنیدی پس ترک ادبے عذر شرمعی عدول از
افضل و خلاف متوارث الحسن و فرنا جیوٹ و لامت
بر آن نادر کہ ینجائی نفسہ اصلاً منظور نیست بلکہ
غایتش آنست کہ توسط صف ست حلیر ہم تر
از آن ست چون برو دست و گریبان شود اقیان
پرشت توسط رو پس انچہ بدل می چسبہ کلمات
ائمہ را بر اطلاق آباء اشتق اگرچہ در کمال غرول
باشد غییر امام جماعت ثانیہ فی مسجد المحلہ را
محراب حقیقی محراب اشتق ست ہذا اخرا کلام
فی ہذا المقام وقد انصحت بہ کل صراحہ
و لکشف بہ جمیع لادھام و التامت کلمات
الائمة لکرام و ما توفیق الایان اللہ الملک العلما و
السلام مع الاکرام علی مولد عبد السلام واللہ
سبحنہ و تعالی اعلمہ و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

چرمی فرایند علمائے دین و فضلائے شرع متین

محراب میں قیام کو ترک کیا ہے حاصل کلام یہ کہ یہ
بہت بڑی غلطی ہے جو اس دور میں ان علاقوں میں
پیدا ہوتی ہے اس سے باخبر ہونا چاہیے۔

و ہا معاطہ علامہ شامی کے مختار قرار دینے کا تو
میں کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس فاضل
علام کے کلام کی غایت توجیہ ہے اور جو کچھ منقول
متوارث ہے وہ امام کا محراب حقیقی میں قیام ہے
اور وہ مقام سب سے اعلیٰ اور صدر مسجد ہوتا ہے
جیسا کہ آپ پڑھ چکے لہٰذا اس کا ترک بغیر کسی عذر کے
افضل سے اعراض اور متوارث محل کے خلاف ہے
اور جیوٹ کا جزئیہ اس پر دلالت نہیں کرنا کہ یہ مقام
فی نفسہ مقصود میں ملکہ مادہ سے زیادہ یہ کہ صفہ کے
درمیان کھڑا ہونا سنت عظیمہ ہے کیونکہ جب دونوں
میں تعارض ہو تو وسط میں کھڑا ہونا سنت اور محترم
ہو گا، دل گئی بات یہ ہے کہ اللہ کے کلام کو اپنے
اطلاق پر رکھیں اگرچہ کزور کی بات ہے تاہم اس
سے محلہ کی مسجد میں پڑھنا مباح حقیقی محراب کو چھوڑنا
مرا ہے، یہ اس مقام میں آخری کلام ہے اور
اس سے پورا مقصد واضح ہو گیا اور تمام ائمہ کا
کلام موافق ہو گیا و ما توفیق الایان اللہ الملک
السلام و السلام مع الاکرام علی مولدنا
عبد السلام واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلمہ
و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ (ت)

پیرامہ سلسلہ مولوی اسماعیل صاحب ۱۴ شوال ۱۳۶۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور فضلاء نے شرع میں

اسی مسئلہ میں کہ نمازی ایک چادر اس طرح پہنتا ہے کہ پہلے اس کا نصف حصہ اپنی پشت پر ڈالتا ہے اور اس کے دونوں کونوں کو بغلوں کے نیچے سے باہر نکالتا اس کی بائیں جانب کو دائیں کا ندھے اور اس کے دائیں حصہ کو بائیں کا ندھے پر ڈالتا ہے حتیٰ کہ اس کے دونوں کونے بھی پشت و سر میں تک پہنچ رہے ہوتے ہیں اس حالت میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے بیت حضرت ام سلمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک کپڑے سے اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ اس کی دونوں اطراف آپ کے کا ندھوں پر تھیں۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں نے رسالتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو آدمی ایک کپڑے میں نماز ادا کرے اسے چاہئے کہ وہ اس کی دونوں اطراف کو محالفت سمت میں ڈال لے۔ شیخ محقق دہلوی قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں صورت اشتغال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کپڑے کی دائیں طرف جو کپڑا دائیں کا ندھے پر ہے بائیں پر ڈال دے اور بائیں کا ندھے

اندر میں صورت کہ شفعی مصلیٰ ردائے خود را بدین نوع پوشد کہ اولاً وسط را در برابر پشت نہاد و ہر دو سرش را تحت البطین بیرون آوردہ باز بجانب چپ بر منکب راست و طرف راست را بر منکب چپ افکند حتیٰ کہ ہر دو سرش نیز بطرف پشت و سر میں رسد این صورت در حالت صلوة مشرعاً جائزست یا نہ؟

جائزست فی المصححین عن عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال صلی اللہ علیہ وسلم فی ثوب واحد مشتملاً بہ فی بیت ام سلمہ واصفا ظہر فیہ عن عائشۃ و للبخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من صلی فی ثوب واحد فلیتحلف بایم طریفیتہ شیخ محقق دہلوی قدس سرہ وراشعۃ اللمعات می فرماید صورت اشتغال آنست کہ طرفے راست از جامد کہ ہر دو سرش راست است گرفتہ ہر دو سرش چپ بنید از دو طرف چپ

کہ بردوش چپ است از زیر دست چپ
گرفتہ بردوش راست بنید و پستر بند و ہر دو
طرف را بر سینہ و غالباً، حقیق بہ بستر
ہر دو طرف بر سینہ بر تفریست کہ گوشہ است
جامد را ز نباشد و ہم و اشدن بود و اگر دراز
بسیار باشد احتیاج بہ بستر نباشد چنانکہ از
لباس فقرائے عین ظاہر میگردد و لہذا در عبارت
بعض شایعان این قید واقع نشدہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از ملک ہنگامہ ضلع عین سنگہ مرسلمہ عبدالحکیم
۲۸ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چوترہ جو عین میں ملاحق بیچ کے درمیں جو کچھ بلند ہی ہوتی ہے
اس پر نثار جماعت میں امام کا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اس کے اگر ذکر کر دیا جائے تو نماز جائز
ہوگی یا نہیں؟

الجواب

یہ صورت مکروہ ہے۔

لشبهة اليهود فامهم يحملون لامامهم
عن دكان متاناً عن خلفه
والاصوات لا تقدر، بل عند
ما يقيم به الامتياز يكره حكا في الدرر
اور گرا سے دور کر دیں تو امام اگر درمیں کھڑا ہو تو یہ بھی مکروہ ہے

لقول امامنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اے
اکبرہ الامام ای يقوم بین الساریتین
ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ ہے
کہ امام کے دوستوں کے درمیان کھڑا ہونے کو

سنة اشعة النعمات باب الستر الفصل الاول مطبوعہ نور پور رضویہ مسکرم ۳۴۴/۱
سنة در مختار باب ما یفسد الصلوة الو مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۹۲/۱
سنة رد المحتار مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر الجواب مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۲۰/۱

کما فی البھراج۔ ناپسند جانتا ہوں جیسا کہ معراج میں ہے (دست)

اور اگر صحن میں کھڑا ہو کر کسی کی بٹندی پر سجدہ کرے تو یہ سخت تر مکروہ ہے یہاں تک کہ وہ بلندی بالشت بچھ کر تو نماز ہی نہ ہوگی کما فی در المختار ص ۵۷ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ تا) تو جب صحن میں صحنوں کے لئے زیادہ وسعت چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کسی بقدر سجدہ کھڑے کر عاقل کے مثل بنائیں اور اتنا کرا صحن سے ہموار کر دیں تا صحن میں کھڑا ہو کر اس طاق نما میں سجدہ کرے اب کوئی کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اناروئی ضلع علی گڑھ مدرسہ اسلامیہ مسئلہ حافظ عبد الحکیم صاحب مدرس

۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پہلی رکعت میں قیل یا پڑھے دوسری رکعت میں انا اعطینا پڑھے ترتیب واجب میں فرق آیا انا قرآن پڑھنے سے۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب

ترتیب الخلفہ سے نماز کا مادہ واجب ہونہ سہو آئے۔ ہاں یہ فعل ناجائز ہے اگر قصد کرے گنہگار ہو گا ورنہ نہیں اور اگر سجدہ کی سورت پڑھا جائے تو حق باتوں سے اوپر نہ سرت کا کوئی حرف نکل گیا تو اب اُسی کو پڑھے اگرچہ خلف ترتیب ہو گا کیونکہ اس نے قصد کیا اور اس کا حرف نکل جانے سے اُس کا حق ہو گیا کہ اب اُسے چھوڑنا قصداً چھوڑنا ہو گا۔ روا القاریں ہے :

قرأت میں سورتوں کے درمیان ترتیب رکھنا واجب ہے، چھوٹے بچوں کے لئے ضرورت تعلیم کے پیش نظر جائز ہے تاکہ آسان ہو ط، حفاظ ترتیب یا تھوڑا فاصلہ اس وقت مکروہ ہے جب دانستہ ہو اگر بخیر کرے جو تو مکروہ نہیں شرعاً منیہ، اور جب کراہت ختم ہو تو مشروع ہے اعراض مناسب نہیں۔ خلاصہ میں ہے کسی ایک نے سورت شروع کی اور دوسری کا ارادہ کیا جب ایک آیت یا دو آیات تلاوت کیں تو اس نے چاہا کہ یہ سورت چھوڑ دے اور وہ شروع کرے جس کا ارادہ تھا تو یہ مکروہ ہے الخ

ترتیب سور فی القراءة من واجب مت التلاوة والما جونہ الصفہ تسہیل لا ضرورة التحصیل ط التنکیم او الفصل بانقصیر انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سہوا فلا شریع المیة ، واذا انتفت انکراہة فاعراضہ حلت التی شریع فیہا لا ینبغی ، وفي المخصوصة افتتح سورة قصد سورة اخبر عن فلما قرأ یة او آیتین من دان یتروک تلك السورة ویفتتح التی ارادھا یکرہ الخ

و فی الصلوة ولو کان ای المقرؤ وحرفاً واحداً
فی رد المحتار انهم قالوا یجب الترتیب فی
سورة القرآن فلو قرأ منکوساً ثم لکن
لا یلزم منه سجود السجود لان ذلك من
واجبات القراءة لا من واجبات الصلوة
کما فی المحرر باب السجود الشامی اقول
وبہ یظهر ما فی فتاوی الشیخ الصلا نظام
الدین والسید ملک العلماء بحر
العلوم رحمہما اللہ تعالیٰ یا یجب السجود
فیہ بناء علی وجوبہ فانہ خلافت
للسقول المنصوص علیہ فی کتب المذہب
وقد کان یتوقف فیہ المولی بحر العلوم
قدس سرہ ، ولہ تعالیٰ علم

مشتمل ۱۰۵ ۲۱ ذیقعد ۱۳۲۲ ھ

اور فتح میں ہے کہ اگرچہ پڑھا ہوا محض ایک حرف ہو الخ
رد المحتار میں ہے کہ فقہائے فرمایا ہے کہ قرآنی سورتوں
میں ترتیب ضروری ہے اگر کسی نے خلاف ترتیب پڑھا
تو وہ گنہگار ہوگا لیکن اس پر سجدہ سہولاً لازم نہیں ہوتا
کیونکہ یہ واجبات قرات میں سے ہے نماز کے
واجبات میں سے نہیں جیسا کہ تحریر کے باب السجود میں ہے
شامی، اقول (میں کہتا ہوں) اسی کے ساتھ
یہ بھی واضح ہو گیا کہ شیخ نظام الدین والہ گرامی
علیہ السلام بحر العلوم رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمادی
کہ اس صورت میں سجدہ سہولاً لازم ہے کیونکہ یہ عمل
واجب ہے یہ کتب نے سبب میں مشقول لغوی کے خلاف
سچا اور اس میں بحر العلوم قدس سرہ نے توقف سے
کام لیا ہے ولہ تعالیٰ اعلم (ست)

اگر کسی شخص نے صبح کی نماز کے وقت جلدی میں غلطی سے یا اندھیرے میں اٹھی ڈنکی اور کھڑک نماز پڑھی تو
وہ نماز مکروہ تحریمی یا واجب الاعدادہ ہوگی یا فاسد وغیرہ؟ بینوا التوجروا۔

الجواب

واجب الاعدادہ اور مکروہ تحریمی ایک چیز ہے، کپڑا اکٹھا پہننا اور منا خلاف معتاد میں داخل ہے اور
خلاف معتاد جس طرح کپڑا پہن یا اور کھڑک بازار میں یا اکابر کے پاس نہ جاسکے ضرور مکروہ ہے کہ دربار عزت
احق بادب و تعظیم ہے۔

واصل کراہۃ الصلوة فی ثیاب مہنتہ
قال قبا اللحد وکسہ مہنتہ فی ثیاب
اصل یہ ہے کہ کام و مشقت کے لباس میں مکروہ ہے
اور میں ہے نماز کا کام کے کپڑوں میں نماز دا کرنا

مما يستلبد من اهل اقول وفيه نظر
 طاهر فان انكشاف شئ من صدر الرعد
 وبطنه لا اصادف فيه اذا كان عاتقا
 مستورين وانما نهى النبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم عما اذا صلى في ثوبين
 واحد وليس على عاتقه منه شئ ولا شك
 ان ارسال اطراف مثل الشاية من
 دون ان يزر ازارها انما يشبه السدل
 نفس هيأة ولا مدخل فيه لوجود
 القميص تحته وعدمه لما ان السدل
 سدل وان كان فوق القميص ورايتني
 كتبت عن هاشم عاتقه اقول انظر ان كان
 فني كراهة القميص اما التحريم فلا شك في ثبوت

ہو جو بدن و عاتق دسے اہ اقول (میں کہتا ہوں)
 اس میں نظر ہے کیونکہ انسان کے سینے اور بطن کے
 کسی حصے کا ظاہر ہونا اس میں کوئی برائی نہیں جسکے
 اس کے کاندھے مستور ہوں اور ساتھ ساتھ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے اس صورت میں ایک کپڑے میں نماز سے
 منع فرمایا ہے جسکے اس کے کاندھے پر کوئی شئی نہ ہو اور
 اس میں کوئی شک نہیں کہ اطراف کا گھومنا بھی جائز
 کے بغیر سدل کے مشابہ ہے اس میں نیچے قمیص اور عدم
 قمیص کا کوئی دخل نہیں کیونکہ سدل سدل ہی ہوتا ہے
 اگرچہ قمیص پر ہو اور مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس کے
 حاشیہ پر لکھا ہے اقول نظر تب ہے کہ اگر کراہت
 تو ہی حواہ اگر تہہ ہی ہو تو اس کے ثبوت میں کوئی
 شک نہیں۔ (ت)

ہاں اگر قصداً ایسا کیا یوں کہ نماز کو محل ہے پڑا ہی جائے اور اس کا ادب و اجلال ہو جائے تو کراہت و
 حرمت درکنار معاذ اللہ اسلام ہی نہ رہے گا۔ کما قالوا فی الصلوة جاسوا النوا من اداکان للاستہانة
 (جیسا کہ علماء نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو تسبیح و کمالی کی وجہ سے نیچے سر نماز ادا کرتا ہے۔ (ت) والعیاذ
 باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا کہتے ہیں علاقے دیں اس مسئلہ میں کہ کسی نے غلو بہ سر میں لپیٹ کر نماز پڑھا حال غیر ٹوٹی کے،
 تو یہ نماز مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہوئی یا نہیں؟

الجواب

محافظ سنت ہوا حدیث میں ہے:

يفرق بينا وبين المشركين العماثم
 ہمارے سوا و مشرکین کے درمیان فسق ٹوپیوں پر

۱/ ۶۴۰	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب ما یضد الصلوة	سہ رو مختار
۱/ ۵۲	مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی	باب اذا صلی فی ثوب واحد	سہ صحیح بخاری
۱/ ۳۴	الجمع الاسلامی مبارکپور انڈیا	مکروہات الصلوة	سہ جدت علی رو مختار

حل القلاں

عامر باندہنا ہے۔ (ت)

وقر والشیخ قدس سرہ فی اللغات
التعظیم مشرکی العرب ثابت معلوم فالمنع
اننا جعل لعمادہ علی القلاں وھم
یتعممون بدوئھا۔
اور شیخ قدس سرہ نے لغات میں ثابت کیا ہے
کہ مشرکین عرب کا عامر باندہنا ثابت ہے۔ اب
معنی یہ ہوگا کہ ہم ٹوپیوں پر عامر باندہنا کرتے ہیں اور مشرکین
ٹوپیوں کے بغیر۔ (ت)

پھر اگر کوئی چھوٹا ہو کہ ایک دو پیچ سے زائد نہ کر سکے تو یہ سنت عامر کا بھی ترک ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از رام پور مسئلہ جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب ۴ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ
(مع رسالہ نعم الجواب فی مسئلہ المحراب)

خلاصہ سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید امام مسجد کہتا ہے کہ محراب ہی کے پاس نماز پڑھنا مسنون
ہے باہر مسجد کے مکروہ ہے باوجودیکہ اندر مسجد کے عشا کے وقت سخت گرمی اور لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے زید
اندر ہی محراب کے پاس پڑھتا ہے اکثر ضعفاً کہ اس تکلیف گرمی سے بچے بھی مروحاتی ہے اور بیہوشی ہوتی خوف
ہلاکت ہوتا ہے لیکن زید نہیں سمجھتا تو جود

الجواب

تحریر فقیر جواب مولوی معز اللہ خان صاحب دتائید مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب

جزی اللہ الجیب خیر اویشیب دایدی الغاضد المؤید بنصوہ القریب (جواب دینے
والے کو اللہ جزائے خیر دے اور اس فاضل کو ہر دقرب سے نوازے۔ ت) فی الواقع زید کا قرا محض
باطل و جہالت اور اس پر ایسا اصرار اور اس کے سبب نمازیوں کے خود نماز و جماعت نماز کو اس درجہ اصرار
صریح ضلالت ہے، فقیر نے اپنے فتاویٰ میں اس مسئلہ کی تنقیح تمام اور محراب کی تحقیق و صورتی اقسام اور حدیثاً
وفقہائے ان کے احکام اور تحقیق مرام و ازالہ اوہام بفضلہ تعالیٰ برد جبہ کافی و شافی ذکر کی یہاں اسی قدر
کافی کہ حدیث و بزازیرہ و خلاصہ و تلخیص و خزائنہ الحقیقین وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے،

قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم
فی المسجد الخارج اقام المؤذن قدامہ
کچھ لوگ داخل مسجد اور کچھ خارج مسجد میں مؤذن نے
تکبیر کی اہل خارج میں سے امام نے جماعت کرائی

رے سنن ابوداؤد باب فی السلام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۸/۲

مشکوٰۃ الصائغ کتاب الباس ایک ایم سی سی کمپنی کراچی ص ۳۷۲

امام من اهل الداخل فامهم وقام امام
من اهل الداخل فامهم من لم يصب
بالشروع فهو والمقتدون به لا كراهة في حقهم
امام ابن امير الحاج حلی شرح غیہ میں فرماتے ہیں، المسجد الخارج صحیح المسجد (مسجد
خارج سے صحیح مسجد مراد ہے۔ ت) دیکھو کسی قریب ہے کہ صحیح مسجد میں نماز پڑھتی جماعت کرنی امامت کرنی اصلاً
کسی طرح مکروہ نہیں

لان السابق بالشروع في العمرة المذكورة
ان كان امام الخارج وهو الذي هو و
مقتدون كلهم في الفعن كان هو المحكوم
له بقول الاثمة هو والمقتدون به
لا كراهة في حقهم ولا هذا لنفي الجنس
فتفيد نفي حائل كراهة عنهم وهو
المقصود - والله تعالى اعلم

مسئلہ از ماہرہ مطہرہ کبرہ محلہ مدرسہ دہری محمد طیب صاحب م مجموع الحرام ۲۲۳
جوئیوں سمیت نماز پڑھنا ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابو سلمہ سعید بن یزید
ازدی نے خبر دی کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تیسراں
پہنے پہنے نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا

حدثنا آدم بن ابی ایاس قال انا ابو سلمة
سعید بن یزید الازدی قال سالت انس بن
مالک اکان السبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم یصلی فی تعلیہ قال نعم
آدم بن ابی ایاس بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابو سلمہ
سعید بن یزید الازدی نے بتایا کہ میں نے حضرت
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیہ میں نماز ادا کی ہے؟
انہوں نے فرمایا ہاں (ت)

لے فتاویٰ ہندیہ فصل فی بیان من ہوا حق بالامامة
غلامہ اتفاوی الفصل الخامس فی الامامة والقدار
۸۴/۱ مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور
۱۲۵/۱ مطبوعہ مکتبہ جمعیہ کوئٹہ
۲۷ علیہ المحل شرح قیۃ المصلی

ابن بطال نے کہا جب بڑھتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز ہے میں کتابوں مستحب ہے کیونکہ ابو داؤد اور
حاکم کی حدیث میں ہے کہ یہودیوں کا خلافت کرو وہ جو تورات اور تورات میں نماز نہیں پڑھتے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عہ نماز میں بڑھتے اتارنا مکروہ جانتے تھے اور ابو عمر و شیبانی کوئی نماز میں جو اتارے تو اس کو مار تے تھے اور
ابو یزید سے جو امام ابو حنیفہ کے استاذ ہیں ایسا ہی منقول ہے۔ شوکانی نے کہا صحیح اور قوی مذہب یہی ہے کہ
جو تیار ہیں کہ نماز پڑھنا مستحب ہے اور جو تورات میں اگر نجاست ہو تو وہ زمین پر گر دینے سے پاک ہو جاتے ہیں
خواہ وہ کسی قسم کی نجاست جو تر یا خشک، جرم والا یا بے جرم

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب أقول وبالله التوفيق وبه الوصول الى ذرى التحقيق
(اے اللہ! حق اور صواب کی ہدایت دے) **اقول** اعد اللہ ہی توفیق دینے والا، درود ہے جو تحقیق کی منزل
پر پہنچانے والا ہے۔ سخت اور تنگ پہنچے کا بڑھتا ہو سجدہ میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر پچھانے اور اس پر
اعتماد کرنے زور دینے سے مانع ہو ایسا جو تیار ہیں کہ نماز پڑھنی صرف کراہت و اسارت و رکنا مذہب مشہور
مفتی ہر کی رو سے راساً مفسد نماز ہے کہ جب پاؤں کی انگلی پر اعتماد نہ ہو اسجدہ نہ ہو اور جب سجدہ نہ ہو نماز
ذبیحی، امام ابو بکر جصاص و امام کریم و امام قدوری و امام ربیع و امام مسعودی و غیرہم اجملہ ائمہ کے اس کی
تصدیق فرمائی محیطہ غرضہ و برازیہ و کاتی و فتح القدیر و سراج و کفایہ و مجتبے و شرح الجمع للمصنف و غیرہ وغنیہ
شرح غیہ و فیض المولیٰ الکریم و مجموعہ نیرہ و نور الایضات و مرآۃ القدر و درختی و درختار و علیگریہ و فتح المعین
علامہ بر السعد ازہری و جو اسلمی علامہ نوح آفندی و غیرہ کتب معتدہ میں اسی پر جرم فرمایا زایدی نے کیا یہی
ظاہر الروایۃ ہے علامہ ابراہیم کرکے سفید اسی پر فتویٰ ہے، جامع الرموز میں قیہ سے نقل کیا یہی صحیح ہے، رد المحتار
میں لکھا کتب مذہب میں یہی مشہور ہے، درختار میں ہے،

قیہ (ای فی شرح الملتقى) یفتون وضع	اس (شرح الملتقى) میں ہے قدم کی انگلیوں کا
اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة	زمین پر جانب قبلہ رکھنا فرض ہے خواہ وہ ایک ہی
والا لو تجوز والناس عنه غافلون و شرط	کیوں نہ ہو ورنہ جائز نہیں اور لوگ اس سے غافل
طهارة المكاتب وان يحد حجبهم	ہیں اور مکان کا پاک ہونا بھی شرط ہے اور حجر زمین
الامراض والناس عنه غافلون اھ ملخصاً	کو پانا اور لوگ اس سے بھی غافل ہیں اھ ملخصاً

اسی میں ہے،

منہا (ای من الفرائض) السجود بجهته
وقد صیہ ووضع اصبع واحدة متھما
شوط۔

غیر میں ہے،

لوسجد ولم يضع قدمیه علی الارض
لا یجوز ولو وضع احدھما جائز۔

غیر میں ہے،

المرا د من وضع القدم وضع اصابعھا
قال التز اهدی ووضع رؤس القدمین
حالة السجود فرض فی مختصر الکفر
معد ورفق صابع من حذیه عن الارض
لا تجوز وکن فی الخلاصة والبرازی وضع
القدم بوضع اصابعه وان وضع اصبع
واحدة ووضع ظهر القدم بلا اصابع
ان وضع مع ذلك احدى قدمیه صح
والا فلا فہم من هذا ان المراد بوضع
الاصابع توجیہھا نحو القبلة لیسکون
الاعتقاد علیھا والا فهو وضع ظهر القدم
وقد جعلہ غیر معتبر وھذا مما یجب
التنبیہ لہ فان اکثر الناس عنہ
غافلون۔

ان میں سے (یعنی فرائض میں سے) پیٹ فی اور
قدین پر سجدہ کرنا ہے اور ان دونوں پاؤں میں سے
ایک انگلی کا لگنا شرط ہے۔ (ت)

اگر سجدہ کیا لیکن قدم زمین پر نہ لگے تو وہ جائز نہ ہوگا
اور اگر ان سے ایک قدم لگ گیا تو جائز ہوگا (ت)

قدم رکھنے سے مراد اس کی انگلیوں کو رکھنا ہے۔
زابدی نے کہا حالت سجدہ میں دونوں قدموں
کی انگلیوں کے سروں کا زمین پر رکھنا فرض ہے۔
مختصر کرنی میں سے اگر کسی نے سجدہ کیا مگر پاؤں
کی انگلیاں زمین سے اٹھی رہیں تو سجدہ نہ ہوگا۔
اسی طرح خلاصہ میں ہے۔ بزازہ میں قدم رکھنے
سے مراد انگلیوں کا رکھنا ہے اور اگر قدم کی پشت
انگلیوں کے بغیر لگائی تو اگر اس کے ساتھ کسی
ایک قدم کو بھی لگایا تو صحیح ورنہ نہیں، اس سے
یہ بھی سمجھ آ رہا ہے کہ انگلیوں کے رکھنے سے مراد
انہیں قدم کی طرف کرنا ہے تاکہ ان پر ٹیک ہو ورنہ
قدم کی پشت پر ہوگا اور اسے تو غیر معتبر قرار دیا گیا
ہے اور اس پر متنبہ ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ
اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔ (ت)

۵۰/۱	مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی بھارت	باب صفۃ الصلوۃ	سنة در شمار
۲۶۱	مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور	باب فرائض صلوۃ مبحث السجود	سنة غیرہ لمصلی
۲۸۵	سہیل اکیڈمی لاہور	فرائض صلوۃ	سنة غنیۃ المستمل شرح غیرہ لمصلی

بحار الرائق و شریعت میں ہے :

السجود في الشريعة وضع بعض الوجه مما لا سحرية فيه وخبره بقولنا لا يستتر فيه ما اذا رفع قدميه في السجود فانه لا يصح لان السجود مع رفعهما بالتلاعب اشبه منه بالتعظيم والاحلال ويكفيه وضع اصبع واحدة فلولم يصح الاصل مع اهلا ووضع ظهركم ان تقدم فانه لا يجوز لان وضع القدم بوضع الاصبع امر متفق عليه

جوہرہ نیرہ میں ہے :

من شرط جواز السجود ان لا يرفع قدميه فان رفعهما في حال سجوده لا تجزئ السجدة وان رفع احديهما قال في المرتبة يحزیه مع الكراهة ولو عسى على السدكان وادنى من جليبه عن الدكان عند السجود لا يجوز وكذا على السوير اذا ادنى من جليبه هنها لا يجوز

فتح القدیر میں ہے :

اما افتراض وضع القدم فلان السجود

شریعت میں سجدہ یہ ہے چہرہ کا زمین پر رکھنا اور اس میں تحریت نہ ہو لامخوریۃ فیہ " اسے وہ صورت خارج ہو جاتی ہے جس میں دونوں قدم حالت سجدہ میں زمین پر نہ ہوں کیونکہ حالت سجدہ میں ان کا زمین سے اٹھا ہوا ہوتا تعظیم و عزت کے بجائے خاق پر دلالت کرتا ہے اور اس میں ایک انگلی کا زمین پر لگ جانا کافی ہوتا ہے پس اگر کسی نے انگلیاں بالکل نہیں لگائیں مگر پشت قدم کو لگایا تو یہ جائز نہیں کیونکہ قدم کے رکھنے سے مراد انگلی کا لگانا ہے (تخصیصاً) (ت)

جواز سجدہ کے لئے شرط یہ ہے کہ دونوں قدم زمین سے اٹھے ہوئے نہ ہوں اگر حالت سجدہ میں اٹھے ہوئے ہوں تو سجدہ جائز نہیں ہوگا اور اگر ان میں ایک رکھا ہوا تھا تو مرتبہ میں ہے کہ سجدہ جائز مگر مکروہ ہوگا۔ اگر کسی نے اونچی جگہ نماز پڑھی اور سجدہ کے وقت پاؤں نیچے لٹکا دیئے تو جائز نہیں، اسی طرح چارپائی سے اگر پاؤں نیچے لٹکا دیئے تو سجدہ نہ ہوگا۔ (ت)

قدم کا زمین پر لگنا اس لئے ضروری ہے کہ ان کا

مربعاً فحجب بالاعقاب، أشبه منه بالاعتظيم
والاجلال ويكفيه وضع اصبع واحدة وقف
الرجل ووضع القدمين فرض فانت رفع
احدهما دون الاخرى جاز ويكره

شرح نقایہ قسمانی میں ہے :

الصحيح ان رفع القدمين مفسد كما
في الفتية

فتح الله المعين میں ہے :

وضع اصبع واحدة من القدمين
شرط

اُسی میں ہے :

يفترض وضع واحدة من اصبع
القدمين

صحیح یہی ہے کہ قدمین کا زمین سے اٹھ جانے کا
فاسد کر دیتا ہے جیسا کہ قنبرہ میں ہے۔ (ت)

قدمین کی ایک انگلی کا ٹکنا شرط
ہے۔ (ت)

قدم کی انگلیوں میں سے ایک کا ٹکنا
فرض ہے۔ (ت)

اُسی میں زیر قول کمر وجهه اصابع الرجال نحو القبلة (پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف
کے زمین پر ٹکایا جائے۔ ت) فرمایا :

خص اصابع الرجال بالذكر مع ان
اصابع اليدين كذلك حتى يكره
تحويلها عن القبلة اما خصها
وضعها موجهة كما
ذكره نوحد اشدك ونصه

مطبوعہ نوریہ رضویہ سسکٹر ۲۵/۱

مکتبہ اسلامیہ گنبد قافوس ایرن ۱۲۰/۱

ایچ ایم سید کینی کراچی ۱۶۹/۱

۱۹۱/۱

باب صفة الصلوة

فصل فی فرائض الصلوة

باب صفة الصلوة

۱۹۱/۱

فتح القدير

جامع الرموز

فتح الله المعين

۱۹۱/۱

قال السی اهدی و وضع رؤس القدامیین
حالة السجود فرضاً و فی مختصر
الکرخی سجد و رفع اصابع الرجلین عن
الارض لا یجوز قال و فهم من هذا
ان السرا د بوضع الاصابع توجیهها نحو
القبلة لیکون الاعتماد علیها و الا فهو وضع
نظیر القدامیین هو غیر معتبر و کذا المحیی
عن المنیة الخ۔

نور الایضاح و مراآی الفلک میں ہے ،
من شرط صیحة السجود وضع شئ من
اصابع الرجلین موجهاً بباطنه نحو
القبلة و لا یکنی لصحة السجود وضع
ظاهر القدامیین
روا التمار میں ہے ،

و کذا قال فی الہدایة و اما وضع
القدامیین فقد ذکر القدری اہ فرس
فی السجود اھ فاد اسجد و رفع اصابع
رجلیہ لا یجوز کذا ذکر الکرخی و الجصاص
و نو وضع احداھما جاز قال القاضی حان و
یکون قال فی المجتبى قلت ظاہر ما فی مختصر
الکرخی و المحيط و القدری انه اذا وضع
احد نہما دون الاخری لا یجوز و قد رأیت فی

یہ میں زاہدی نے کہا حالت سجدہ میں قدمین کی
انگلیوں کے سروں کا لگانا فرض ہے ، مختصر کرخی
میں ہے کسی نے سجدہ کیا مگر پاؤں کی انگلیاں زمین
پر نہ لگیں تو یہ جائز نہیں اور فرمایا اس سے یہ بھی
سمجھ آ رہا ہے کہ انگلیوں کے لگانے سے مراد انھیں
قبلہ کی طرف متوجہ کرنا ہے تاکہ اعتماد ان پر ہو ورنہ
تو پشت قدم پر ہو گا جو معتبر نہیں انہ علی میں
نیز سے یہی ہے ۔ (دست)

صحت سجدہ کے لئے پاؤں کی انگلیوں کا قبضہ
کی طرف متوجہ ہو کر زمین پر لگن شرط ہے
فقط ظاہر۔ قدم کا زمین پر لگنا کافی
ہیں ۔ (دست)

ہدایہ میں اسی طرح ہے ، رہا قدمین کا لگنا تو قدری
نے کہا کہ یہ سجدہ میں فرض ہے پس جب سجدہ کیا
مگر پاؤں کی انگلیاں نہ لگیں تو سجدہ صحیح نہ ہو گا
اسی طرح کرخی اور جصاص نے کہا اور اگر ایک
انگل لگ گئی تو جائز ہے ، قاضی نے کہا مگر کراہت
ہے ۔ مجتبى میں ہے مختصر کرخی ، محیط اور قدری
کا ظاہر بتا رہا ہے کہ جب ایک پاؤں اٹھا ہوا ہو
تو یہ جائز نہیں اور میں نے اس کے بعض نسخوں

بعض النسخ فيه روايتان احمد وشي على رواية
الجوان برقم احد منهما في الفيص والحلافة
وغيرهما، وذهب شيخ الاسلام الى انت
وضعهما سنة واختار في العناية هذه
الرواية وقال انها الحق واقرة في الدرر ودوجه
ان السجود لا يتوقف تحقيقه على وضع
القدمين فيكون اختراض وضعهما زيادة
على الكتاب بخبر الواحد نكت من ذلك
في شرح المنية وقال انت قوله هو
الحق بعيد عن الحق وبضد الحق
اذ لا رواية تساعد والدراية تنفيه لانت
ما لا يتوصل الى الفرص الا به فهو فرض و
حيث تضافرت الروايات عن اشتباهاث
وضع اليدين والركبتين سنة ولو تدرواية
بانه فرض تعين وضع القدمين او احد بهما
لفرضية ضرورة التوصل الى وضع الجبهة
وهذا الولو ترد به عنهم رواية كيف و
الروايات في متوافر اه ويؤيد ما في شرح
المجمع لمصنف حيث استدلل على ان وضع
اليدين والركبتين سنة باي ماهية السجدة
حاصلة بوضع الوجه والقدمين على الارض
وكذا ما في الكفاية عن التراهمي من انت
ظاهر الرواية ما ذكر في مختصر الكرخي وبه
جزم في اسراج وفي الفيص ويصدق هذا وقال في المحلية
والاوجه على سوال ما سبق هو الوجه

میں دو روایتیں دیکھی ہیں احمد فیتق اور غلام
وغیرہ میں روایت جواز پر عمل کیا ہے۔ شیخ الاسلام
کہتے ہیں کہ دونوں پاؤں کا رکنا سنت ہے بغیر
میں اسی روایت کو مختار کہا ہے اور کہا یہی حق
ہے اور درمیں اسے ہی ثابت رکھا، وجہ یہ ہے
کہ سجدہ قدیمین کے لگنے پر موقوف نہیں لہذا ان
کے لگنے کو فرض قرار دینے سے خبر واحد سے کتاب اللہ
پر زیادتی لازم آئے گی لیکن شرح منیہ میں اس کی
تردید ہے کہ اسے حق کہتا ہی سے بعید ہے بلکہ
اس کا خلاف اسی ہے کیونکہ کوئی روایت ثابت
نہیں کرتی اور روایت اس کی نفی کرتی کیونکہ
تر فرض تک پہنچنے سے وہ بھی فرض ہوتا ہے، اور
اس مقام پر اپنے اندر سے کثرت کے ساتھ روایات
ہیں کہ قدیمین اور ہاتھوں کا زمین پر رکنا سنت ہے اور
فرض کی روایت نہیں تاہم پیش کی لگائے کیلئے دو یا ایک قدم کا
لگا کر فرض متعین اگر کوئی روایت ہوتی تب بھی یہ کما سنا کہ اس بار
میں بات کثیر ہیں اس کے بعد خود اس کی شریعت میں اس مسئلہ بھی ہوتی ہے
ہاتھوں اور قدموں کا زمین پر لگانا سنت ہے کیونکہ
سجدہ کی ماہیت چہرہ اور قدیمین زمین پر رکھنے سے
حاصل ہو جاتی ہے لہذا اسی طرح کفایہ میں زاہدی
کے حوالے سے ہے کہ ظاہر الروایۃ وہی ہے جس کا
ذکر فقہ الکرخی میں اور اسی پر شریعت میں جوہر ذہاب اور فیض میں ہے
اسی پر فتویٰ ہے، حلیہ میں ہے کہ ششہ طریقہ کے
مطابق سابقہ حدیث کے پیش نظر وجوب ہی مختار
ہے اور یعنی اس طریقہ پر جو ان کے شیخ نے ہاتھوں اور

لما سبق من الحديث ادعى على ضوالم حاشية
 شيخه من الاستدلال على وجوب وضوع
 اليدين والركبتين وتقدماته، عدل الاقوال
 فكذا هنا واحتار في البحر والشرعية
 قلت ويمكن حمل حمل من الروايتين
 السابقتين عليه بحمل عدم الجواز
 على عدم الحد لعدم الصحة ونفي شيخ
 الاسلام فرضية وضوعهما لا ينافي
 الوجوب وتصريح القدرى بالفرضية
 يمكن تأويله فان العرض قد يطلق على الوجوب
 تامل وما مر من شرح المعية للبحث فيه
 صحال لان وضع الجبهة لا يتوقف على
 وضع القدمين بل توقف على ركبتين
 واليدين ابداً فدعوى فرضية وضع القدمين
 دون غيرهما ترجيح بلا مرجح والروايات
 المتطابقة انما هي في عدم الجواز كما يظهر
 من كلامهم لا في الفرضية وعدم الجواز
 صادق بالوجوب كما ذكرنا والاحاصل انه
 المشهور في كتب المذهب اعتماد الفرضية
 والامر جسد من حيث السد لئيل
 والقواعد من الفرضية (مخلصاً) و
 الله تعالى اعلم۔

قوله ولو واحدة صرح به في

قدموں کے رکھنے پر یہ استدلال کیا تھا اور یہ گزر چکا
 کہ یہ معتدل قول ہے پس یہاں بھی یہی معاملہ ہے
 اور اسے تجسس اور شربانیہ میں سخت رکھا
 میں کتابوں کے یہ ممکن ہے کہ سابقہ دونوں
 روایات میں عدم جواز کو عدم صحت پر محمول
 کریں نہ کہ عدم صحت پر، شیخ الاسلام کی
 ان کے زمین پر لگنے کی فرضیت کی نفی کرنا وجوب
 کے منافی نہیں، قدوری کی تصریح کہ یہ فرض ہے
 اس کی تاویل ممکن ہے کیونکہ بعض اوقات
 فرض کا اطلاق وجوب پر ہوتا ہے، تامل۔ شرح
 المنیہ کے حوالے سے جو کچھ گزرا ہے وہ قابل
 بحث ہے کیونکہ پیشانی کا رکھنا قدیم کے رکھنے
 پر موقوف نہیں بلکہ انہوں اور گھٹنوں پر موقوف ہونا
 زیادہ واضح ہے ہندو قدیم کو زمین پر رکھنے کو فرض
 قرار دینا اور دوسروں کو نہ قرار دینا ترجیح بلا مرجح
 ہے اور روایات کثیرہ اس کے عدم جواز میں
 ہیں جیسا کہ علماء کے کلام سے واضح ہے نہ کہ
 عدم فرضیت میں، اور عدم جواز، وجوب کی
 صورت میں بھی صادق آتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر
 کیا ہے، حاصل یہ کہ مشہور کتب مذہب میں
 فرضیت ہے اور قواعد کے مطابق رائج وجوب
 ہے (ظناً) واللہ تعالیٰ اعلم
 قولہ اگرچہ ایک انگلی ہو، فیض میں

الفيض قوله نحو القبلة اقول وقيل
نظر فقد قال في الفيض ولو وضع ظهر
القدم دون الاصابين بان كان المكاتب
ضيقا او وضع احد نهما دون الاخرى
لهيئته جاز كما لو قام على قدم واحد و
ان لم يكن المكاتب ضيقا يكره اه
فهد اصريح في اعتبار وضع طاهر القدم
وانما الكلام في تكرهه بلا عذر لكن برأيت
في الخلاصة ان وضع احد نهما بان الشرطية
بدل او العاطفة اه لكن هذا ليس صريحا
في اشتراط توجيه الاصابين بل المصروح
به ان توجيههما نحو القبلة سنة يكره
تركها حكاه في البحر جندب
والقيمت في (ملخصا)

یہ علامہ شامی کا کلام ہے کہ قدرے اختصار کے ساتھ منقول ہوا۔

انا اقول وبالله العون حمدا
عدم الجواز على عدم الحمل في الصلاة
بعيد ولهذا اعترفتم انت المشهور
في كتب المذهب اعتماد القرصية مع
قولكم انت تظاهر المر واياست انتما
هو في عدم الجواز فلو لا انت
مرادة المشائخ السدائيم هو
لاقتراض فمن اين يكون اعتماد القرصية

اسی کہ تصریح ہے قولہ قبلہ کی طرف اقول
اس میں نظر ہے فیض میں ہے اگر قدم کی پشت
لگی اور انگلیاں رگلیں مثلاً جگہ تنگ ہے یا تنگی کی
وجہ سے ایک قدم لگا دوسرا لگ سکا تو جائز ہے
جیسا کہ کوئی ایک قدم پر کھڑا ہوتا ہے اگر مکان
تنگ نہ ہو تو کراہت ہے اور یہ عبارت اس بات
پر تصریح کہ پشت قدم کا اعتبار ہے کلام اس میں ہے
کہ بلا عذر یہ مکروہ ہے لیکن میں نے غلامہ میں دیکھا ہے
کہ وہاں او وضع کی بجائے ان وضع احد ہما
ہے (یعنی ان شرطیہ کے ساتھ) لیکن یہ بات انگلیوں
کے متوجہ کرنے کا شرط قرار دینے میں صریح نہیں بلکہ
تصریح یہ ہے کہ قبلہ کی طرف انگلیوں کو متوجہ کرنا سنت
ہے لہذا اس کا ترک مکروہ، جیسا کہ برجندی اور قستانی
میں ہے۔ (ملخصا)

میں اللہ کی مدد سے کتابوں نماز میں عدم جواز کو
عدم حلت پر محمول کرنا معیہ ہے اسی لئے تم نے
اعتراف کیا کہ مشہور کتب مذہب میں فرضیت ہے
باوجود اس کے کہ تمہارا قول ہے کہ اکثر روایات
عدم جواز پر ہیں اگر ان کی مراد مشہور و معروف فرض قرار
دینا نہیں تو فرضیت پر اعتماد کتب مشہور رہی کیسے
ہو گیا، پھر عمل میں گنجائش ہے کہ "لہ یجوز" کہا گیا
اور ضمیر مثلاً رفع قد میں کی طرف لوٹ رہی ہو جب

”لحدّ جہز“ کہا جائے تو ضمیر نماز کی طرف
 لوٹے جس سے عدم صحت کا تعین ہو جاتا اور اس
 فرضیت کا بھی جو معنی وجوب کے مقابل ہے اور
 متعدد کتب میں اسی طرح ہے ان میں سے مختصر الکفر
 بھی ہے جیسا کہ پہلے گزرا، یہ ایک صورت ہے نہ
 دوسری اس کے مثل کہ عدم جوار کی سجدہ کی طرف اضافہ
 جیسا کہ توبہ کے حوالے سے گزرا ہے، تیسری جو کہ
 واضح ہے کہ عدم اجزاء سے تعبیر کرنا جیسا کہ دیکھے آیا
 یہ بھی مفسر ہے اور یہ تاویل کو قبول نہیں کرتا۔ چوتھی
 اسی طرح حکم بالاضا جیسا کہ آپ نے جامع الروا
 سے فقہ کے حوالے سے پراسا ہے۔ پانچویں یہ کہ
 انہوں نے مقابلہ عدم جوار کا جوار کے ساتھ کیا ہے اور
 حوز کا علم اس صورت میں ہوگا جب ایک قدم
 اٹھا ہوا ہو جیسا کہ فتح، وجیز، جوہرہ وغیرہ میں ہے
 اس پر بھی تصریح ہے کہ جواز بمعنی صحت مراد
 ہے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ انہوں نے اسے مکروہ
 کہا ہے اور کراہت سے مراد تحریمی ہے جیسا کہ اللہ
 کے وقت بُرا کرتا ہے اور یہاں دلیل کا تقاضا بھی
 یہی ہے تو جواز بمعنی طہت یہاں بھی نہ بُرا، چھٹی
 کہ بہت سی کتب مثلاً خلاصہ، بزازیر، غنیہ، بحر الرائق
 نور الایضاح، مرآۃ العیاض وغیرہ میں اسے عدم صحت
 کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور یہ مراد پر واضح تصریح ہے۔
 ساتویں اسی کی مثل حکم بالشرطیہ ہے جیسا کہ درجہ توبہ
 ابرسعود، نور الایضاح اور مرآۃ العیاض میں ہے۔
 آٹھویں شرن جمیع، کافی، فتح، بحر وغیرہ میں ہے

مشہوراً فی کتب المذہب ثم للحمّل مسامح
 حیث یقال لہری حزو، الضمیر لیس مع القدرین
 مثلاً ادا قیل لہ تعذر والضمیر للصلوۃ تعین
 مفید المعتمد الصحیح وثبوت العہدۃ بالمعنی
 المقابل للوجوب وهو کذلک فی غیر ما کتب
 منها مختصر لکرجی کا تقدم ہذا وجہ و ثانی
 مشہد اصحۃ عدم الجوار للوجود کما مہی عن
 الجوہرۃ والثالث اظہر منہ التعلیل لعدم الاجزاء
 کما سلف عنہا، ایضا فهو مفسر ولا یقبل التأویل
 والمراد کذا الحکم بالفساد کما صحت عن جمیع
 المروء عن القیۃ والخامس مقابلتہم عدم
 الجوار ہذا بہ حکم الجوار علی ما ادا رفع
 احدی القدرین کہ فی المقتضی والوحید
 والجوہرۃ وغیرہا منہ الیہ فب امرافۃ
 الجوار بمعنی الصحۃ الاثری نہم حکموا
 علیہ بالکراہۃ والمراد کراہۃ التحریم
 کما هو المحمل عند الاطلاق و
 حکم ہو قضیۃ الدلیل ہما قال جواز
 بمعنی الحل صلیف فیہ الیضا و
 السادس قد مر فی عدۃ کتب کالمخلاصۃ و
 البزازیرۃ والغنیۃ والبحر الرائق ونور الایضاح
 و مرآۃ الفلاح وغیرہا کما سبق بعد مر العہدۃ
 وهو صریح فی المراد والساہل مثلاً الحکم
 بالشرطیۃ کما فی الدرر والجوہرۃ و ابی السعود
 نور الایضاح و مرآۃ الفلاح وغیرہا وآشامن

مصرح فی شرح المجمع والکافی والفتح و
البحر وغیرہ کما مرید دخول ذلك فی حقيقة
السجود شرعا وکل قاصد لا یختراض بالمعنی
المخاص غیر قبل لتأویل الدی اندیتسوه
فکیف یکن من جاع جمیع تلك المصراحتی
ماتنا باثبات الواضحة فانی یشاقی التوفیق و
من این یسوع ترك النصوص المذهب الف
بحث ابداء العلامة ابن امیر الخدیج وافت
تبعه البحر والشربلا فی علی ما قضت منهما
لا نفسهما من حمهم الله تعالی والبحر مصرح
ههم وقبله بان السجود مع رفم القدمین
تلاعب والشربلا فی قد جزم فی متنه وشرحه
یا قتراض وضع بعض الاصله والمحققین
لاطلاق اعمروا فقه من تلمیذ ابن امیر الخدیج
وقد جزم بما جزم وقد سمعت کل ذلك ثم النظر
فی دلیل العلامة ابراهیم الحلی مد فوج بما
قد هنا عن العترة والبحر والشربلا فی ان السجود
مع رفم القدمین با تلاعب اشبه منه بالتعظیم
ولا سلم ان کذلک الیدان والركبتان وکون
توقف وحده الوجه علی وضعهما تینا مبلغ
من توقف علی وصف القدمین مع ظهور
ضعفه فی الیدین فلا حاجة فی وضعه الی
وضعهما اصلا وکذا فی الركبتین فانت
الواقع ههنا التساوی لا الایضیة
نحت لا نیت الکلام علی موقف

جیسا کہ گزارش کردیم یا ہیئت سجده میں شرعا داخل ہے
اور یہ تمام امور یہاں فرض معنی خاص کیلئے فیصلہ کن
ہیں جو قابل تاویل نہیں ہیں تو یہ تصریحات جس نے افصح
انکاری میں اس پر ان کو کیسے محمول کیا جاسکتا ہے یہ
توفیق کہاں ہوئی اور مذہب کی نصوص کو چھوڑ کر علامہ
ابن امیر الخدیج کی بحث کی غبی نفس کس سے
نکل اگرچہ تجر اور شربلا فی میں اس کی اتباع کی گئی ہے
علاوہ ازیں ان کا مرد اپنا تصاد ہے بجز یہاں
اور اس سے پہلے تصریح کی ہے کہ قدموں کے
اٹھانے جوئے سجده مذاق ہے شربلا فی
نے متن اور شرح میں کچھ انگلیوں کے لٹکانے پر جزم
کیا ہے اور محقق علی الاطلاق اپنے سٹ گرد
ابن امیر الخدیج سے زیادہ صاحب علم و فقه میں
اور انہوں نے اسی پر جزم کیا جس پر کرنا تھا اور
وہ تمام آپ نے پڑھ لیا ہے پھر عد مد ابراہیم حلی کی
دلیل پڑھاؤں میں سے تم کو بتاتا ہے جزم نے پہلے فتح
بجز شربلا فی کے حوالے سے بیان کیا کہ قدم اٹھانے
جوئے سجده کرنا تعظیم کے بجائے مذاق کے زیادہ
قریب ہے اور ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ ہاتھوں اور
گھٹنوں کا یہی معاملہ ہے اور چھوئے کا ٹکٹ
فسد میں کے لگنے سے ان پر زیادہ موقوف ہے
یاد جو اس کے اس کا ضعف ہاتھوں میں ظاہر ہے
کیونکہ چھوئے کے رکھنے میں ان دونوں کی ضرورت
اصطلاح نہیں اسی طرح گھٹنوں کا معاملہ ہے کیونکہ
یہاں مساوات ہے زیادتی میں اور ہم کلام کی

وضوح الوجه بل على توقفت
 السجود المطلوب الشرعي عليه
 وهو الدعا يكون على جهة التعظيم و
 لاجلال ولا تعظيم اذا وضع الوجه ورفع
 السجود كما احاد المحقق على الاطلاق
 فعن هذا كان وضع القدم مما لا يتوصل
 الى الغرض الا به فكان فرضها لا يجزم له تنفرد
 العلامة الحلي بهذا التعليل بل سبقه
 اليه امام جليل وهو الامام ابو البركات
 المسفي قال في شرح دية السكافي وضع
 القدمين فرض في السجود لانه لا يمكن تحقيق
 السجود الا بوضع القدمين اه فلم يقتل
 لا يمكن وضع الوجه بل تحقيق السجود
 اما قول الغنية نحو القبلة وقد تبعه
 عليه العلامة المشربلا في هراقي
 انفلاح والمدقق العلافي والعلامة نوح
 اخندي والعلامة ابو السعود الانصاري وقد
 تلونا عيث نصوصهم جميعا فاقول
 حمل على ما فهمتم بعيد من مرامهم كل
 ابعد وكيف يروونه وهم مصرحون
 بانفسهم ان توجيه الاصاب سنة يكره
 تركه فلو يحتج عليهم بالبرجندك و
 القهستاني لعل لا يحتج عليهم بهم

بنیاد چہرے کے رکھنے کے موقوف پر نہیں رکھتے بلکہ سجدہ
 کے موقوف ہونے پر رکھتے ہیں جو مطلب شرعی ہو
 اور اس میں تعظیم و توقیر ہو نہ کہ اس صورت میں
 جب چہرہ رکھا ہوا اور قدم اٹھے ہوئے ہوں جیسا
 کہ محقق علی الاطلاق نے فرمایا تو اب قدموں کا رکھنا
 فرض کی تکمیل کے لئے ضروری ہوا تو وہ لامحالہ فرض
 ہوگا اور علامہ علی اس تفسیل کے بیان کرنے میں تین
 نہیں بلکہ اس سے پہلے ایک مادہ تفسیل جن کا اتم کر لی
 البرکات تسبیح سے بیان کی ہے۔ شرح
 وایہ اسکا فی میں فرمایا سجدہ سے میں قدموں کا لگانا
 فرض ہے کیونکہ سجدہ کا وجود قدمین کے رکھے کے بغیر
 ممکن نہیں اور انہوں نے یہ نہیں کہا کہ چہرے کا رکھنا
 نہیں نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ جو ممکن نہیں۔ رہا غیہ کا
 قول "قبلہ کی طرف" تو اس کی علامہ مشربلا نے
 مراقی الفلاح میں، مدق علافی، علامہ نوح اخندی
 علامہ ابو السعود ازہری نے اتباع کی ہے، اور ہم
 نے ان کی عبارات کا تذکرہ کر دیا ہے فاقول ان
 کی عبارات کو جو تم نے بھی ہے وہ ان کے مقصود
 کہیں دوسرے اور یہ مراد لے بھی کیے جاسکتے ہیں
 حالانکہ خود انہوں نے تصریح کی ہے کہ انگلیوں کا
 قبلہ کی طرف متوجہ کرنا سنت اور اس کا ترک مکروہ
 ہے۔ پس برجندی اور قہستانی کے حوالے سے
 ان کے خلاف احتجاج کیوں کیا ہے، کیوں نہ ان کے

قال الحلبي تبديل فعمل النوازل يعني كل
شيء لم يرد كونه فرضا او واجب قد ذكرنا
في صفة الصلوة مما سوى ما عينا ههنا انه
سنة فهو آداب لكن هذا التحميم فيه نظر
فان من جملة ذلك وضع اليدين والركبتين
في السجود وهو سنة وكذا الداء الصبيحي
ومجاعة البطن عن الفخذين وتوجيه
الاصابع نحو القبلة فيه فان كل ذلك سنة
لما تقدم من ادلتها لك وقال الشربلاني
متاوتسرحا يكره تحويل اصابع يديه
او رجليه عن القبلة في السجود وغيره لما
فيه من اثراتها عن الموضع المسنون
وقال الحلبي يستقبل بظهره
رجليه القبلة ويكره ان لم يفعل ذلك
بل اما ارادوا رحمهم الله تعالى على ما المعنى
السك المعام عز جلاله ان يقولوا يفترض
وضع بطن الاصبع ولا يكفي وضع ظهرها
ولا سيما الكائنات عند ظهرها لان
على الاول يكون وضع ظهر
القدم وقد اسقطوا عن
الاعتبار وعلى المشاف

خلاف خود ان کی عبارات سے احتجاج کیا —
حلبي نے فصل الزاقل سے متھورا اپنے منہ مایا کہ
زواقل سے مراد ہر وہ شے ہے جس کا فرض یا واجب
ہونا مذکور نہ ہو اور جن اشیاء کو ہم نے صفت الصلوة
میں سنت ہونا معین کیا ہے ان کے سوا تمام آداب
ہیں لیکن یہ تعمیم محل نظر ہے کیونکہ ان میں حالت سجدہ
میں ہاتھوں اور گھٹنوں کا رکنا بھی ہے حال نکدہ
سنت ہے اسی طرح پہلوؤں کا رٹوں کا پیٹنا
دور رکھنا، حالت سجدہ میں انگلیوں کو قبلہ کی طرف
متوجہ کرنا بھی ہے کیونکہ یہ سابقہ دلائل کی سنت پر
سنت ہیں شربلانی نے متن اور شرح میں کہا حالت
سجود وغیرہ میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا
قبلہ سے پھیرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں طریقہ سنت
کی خلاف ورزی ہے۔ حلانی نے کہا پاؤں کی
انگلیوں کو قبلہ رخ کیا جائے اور اگر نہ کیا تو کراہت
ہوگی، اللہ تعالیٰ نے مجھے جو آگاہ فرمایا ہے اس کے
مطابق یہ سمجھاؤں کہ وہ تمام بزرگ رحمہم اللہ تعالیٰ
یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایک انگل کا باطن لگانا فرض ہے
اس کا ظاہر اس کا سر جو باطن والا حصہ ہے نکالنا
کافی نہیں کیونکہ پہل صورت میں عدم ک پشت پر سجدہ
ہوگا جس کا وہ اعتبار ہی نہیں کرتے، دوسری صورت میں

اعتماد نہیں ہو گا حالانکہ مقصود اعتقاد ہے جسے ان
الفاظ سے بیان کیا گیا ہے تاکہ ان پر اعتقاد ہو ورنہ
سجدہ قدم کی پشت پر ہو گا حالانکہ اسے معتبر تسلیم نہیں
کیا گیا، یہاں فقہاء نے قبلہ کی طرف متوجہ کرنا کہا ہے
کیونکہ نمازی اگر حالت سجدہ میں قدم کی ایک انگلی
کے باطن پر اعتقاد چاہے تو یہ ممکن نہیں مگر اس
وقت جب اسے قبلہ کی طرف متوجہ کرے میری مراد
جنوباً و شمالاً استقبال قید کے لئے اسے بھی نہیں
تذکرہ معنی مسنون جو انحراف کے منافی ہے اور
اسی طرح اگر متوجہ ہونے کا عام معنی لیا جائے تو
بھی انگلیوں کے باطن کا زمین پر لگنا ضروری ہو گا اور یہ
بالکل واضح ہے پس ان دونوں کے درمیان نماز میں
تلازم ہے اور چہ نماز سے باہر یہ ممکن ہے، اس شخص
کے لئے جس نے غیر قبلہ کی طرف غلطی سے یا عمدتاً
سجدہ کیا کہ وہ انگلیوں کو قبلہ رو کئے بغیر
ان پر نیک لگا سنے تو یہاں اطلاق لازم و
مراد لازم ہے، رہا معاملہ سنت ہونے کا تو وہ
قبلہ کی جانب ہے بغیر کسی انحراف کے، اور وہ
یہ ہے جس کے ترک میں کراہت و اساءت کے
علاوہ کچھ نہیں اس مقام کو اس طریقہ سے سمجھنا چاہئے
تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے جو عابد و منعم ہے اور
یہی وہ ہے جو امام ابن امیر الحاج نے علیہ میں
ثابت رکھتے ہوئے تحقیق سے نقل کیا کہ معتبر قدمین
میں انگلیوں کا باطن ہے اور جو تم نے فیض سے
نقل کیا ہے کہ ملاحد، وجیز، علیہ، غفر، ہندیر

یکون و فیہما محدودا عن الاعتماد والمقصود
الاعتماد وقد بین هذا بقولہ لیکون
الاعتماد علیہما والا فهو وضع ظهر القدم
وقد جعلہ غیر معتبر وانما عبر عنہ
بالتوجیہ نحو القبلة لان المعنی ان اراد
فی سجودہ الاعتماد علی بطن اھم قدمہ
لم یمکنہ ذلك الا ستوجیہہا نحو القبلة
اعتی بالمعنی المفترض فی الاستقبال
مستد بین الجوب والشمال لا بالمعنی
المسنون الثانی للانحراف، وكذلك
اراد توجیہہا للقبلة بالمعنی العسار
لہیئاتہ الا باصابتہ بطنہا الارض
وهذا اظاہر جدا جیدہما تلازم فی بصوۃ
وان کان یمکن خارجہا لمن سجد غلطاً او
عن العیر القبلة ان یعتد علی بطنہا وحی
علی خلاف جہۃ القبلة، فکان هذا من
باب اطلاق التلازم و ارادة التلازم، اما
السنة فجعلہا علی مسامحة القبلة من دون
انحراف، وهذا الذی لیس فی ترکہ الا
الکراہۃ والاساءۃ، ہکذا ینفی ان یرہم هذا
المقام والحمد لله الملك المتعام و ذلک
ما نقل لامام ابن امیر الحاج فی المحلیۃ عن
التحقیق مقر علیہ المستبر فی القدمین
بطون الاصابع لم اما ما تقدم عن العیض فی
العبارة فی الخلاصة والوجیز والمحلیۃ والعمیۃ و

وغيرها بلا خلاف بات الشرطية دولت او
الطبعة فاوق نسخة الفيض تصحييف و
قد اعترية العلامة البرجندى في
شرح النقاية فيستفيد وبالجملة قسحوس
مما يقتصر ان الاعتقاد في السجود على نطق
احدى اصابع القدم العشر فريضة في المذهب
المعتمد المفتي به و لا اعتماد على بطون
كلها او احثرها من كتب القدمين لا يبعد
ان يجب لها حرة في الحية وتوجيهها نحو
القلبة من دون انحراف سنة المختتم هذا
التحرير المفرد السير فلعنك لا تجد ممت
غير الفقير ولله الحمد والمنة .

وغیر میں بالاتفاق ہے "ان شرطیہ ہے" او غلط نہیں
ہے "اد" نسخہ فیض میں تحریر ہے اور اس سے
علامہ برجندی نے شرح نقایہ میں دھوکا کھایا ہے
اس پر متنبہ رہنا چاہیے۔ اس تمام گفتگو سے شکار
ہو گیا کہ حالت سجد میں قدم کی دس انگلیوں میں سے
ایک کے باطن پر اعتقاد مذہب معتبر اور مفتی ہیں فرض
ہے اور دونوں پاؤں کی تمام یا اکثر انگلیوں پر اعتقاد
جیہ نہیں کہ صاحب جو اس بنا پر جو حد میں ہے اور قدم
کی طرف متوجہ کرنا بغیر کسی انحراف کے سنت ہے اس
یکتا، منفرد اور روشن گفتگو کو غنیمت جانو یہ
اس فقیر کے علاوہ کسی دوسرے ہاں تم کو نہ ملے، اللہ تعالیٰ
کے لئے ہی حمد و احسان ہے۔ (ت)

اور شک نہیں کہ ان بلا دیں کثرت سے ایم ت ہی پابانی نور دوسرے منسلک گاہی وغیرہ خصوصاً جبکہ
نئے ہوں ایسے ہی جوتے ہیں کہ انگلیوں کا پیٹ زمین پر با اعتقاد تمام بچنے نہ دیں گے تو ان بچوں کو پہن کر مذہب مفتی پر
پر نماز ہوگی ہی نہیں اور گناہ و نا بوازی تو ضرور نقد وقت ہے عرب شریف کے جوتوں میں صرف پاؤں کے نیچے چڑا ہوتا
تھا وراپر بندش کے لئے تسمیر جسے شراک کہتے تھے پھر عرب میں نعل کی قریب یہ تھی کہ نرم درختی ہو یہاں تک کہ
صرف اکبر سے پرت کی زیادہ پسند رکھتے۔ مجمع بحار الانوار میں زیر حدیث،

انما جلا تمکال الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم جلا من الانصار فقال یا خیر من
یشی بعل فرد، والفرد هم المتف
تحصیف ولہ قطار ق وانما ہی طار ق
واحد والعرب یمدح بوقہ النعال ویجعلها
من لباس الملوک
ایک آدمی نے رسالتناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں ایک انصاری کی شکایت کرتے ہوئے
کہا، اے ایک پرت والے بچہ جوتے پہننے والوں میں
افضل ترین ذات، فرد اس فعل کو کہتے ہیں جس کا
ایک پرت ہو، اور عرب جوتے کی نرمی کو پسند کرتے
ہیں اور یہ ملوک کا لباس ہے (ت)

تو وہ کہتے ہی سنتے ہوتے سجدہ میں فرض و واجب کیا کسی طریقہ مستند کو بھی مانع نہ ہوتے اُن نفل پر یہاں کی
 جو تیوں کا قیاس صحیح نہیں پھر اگر اسی طرح کے جوتے ہوں کہ سنت سجدہ میں بھی نفل نہ ڈالیں تو اگر وہ سنتے ہا نفل
 غیر استثنائی ہیں تو انھیں پس کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں بلکہ افضل ہے اگرچہ مسجد میں ہو۔ درمختار میں ہے،
 مصلاتہ فیہما افضل (ان میں نماز افضل ہے۔ ت) مگر عند تحقیق استعمالی جوتے پس کر نماز پڑھنی
 مکروہ ہے اور اگر معاذ اللہ نماز کو کہ عاصری بارگاہ شہنشاہ حقیقی ملک الملوک رب العرش عز جلالہ ہے بلکہ
 جان کر استعمالی جوتے ہوئے نماز کو کھڑا ہو گیا تو صریح کفر ہے پھر بے نیت استغاثہ نری کراہت بھی اُس حالت
 میں ہے کہ غیر مسجد میں ایسا کرے اور مسجد میں تو استعمالی جوتے پہنے جانا ہی ممنوع و ناجائز ہے نہ کہ مسجد میں
 یہ جوتا پہنے شرکت جماعت نماز و محل مسجد کے یہ احکام بحد اللہ تعالیٰ دلائل کثیرہ سے روشن میں تحصیل و تطبیق ہوتی
 لہذا جدید کلمات نافع و سود مند باذن اللہ تعالیٰ القارئین کہ بعد از تعالیٰ اسکام کا ایضاح اور ایام کا ازالہ کریں
قا قول وباللہ استعین! پس میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ ت)

افادہ اول مترن و شروع و فتاویٰ تمام کتب مذہب میں با اختلاف تصریح صاف ہے کہ شیاہ بدلت
 فہنت یعنی وہ کپڑے جن کو آدمی اپنے گھر میں کام کاج کے وقت پہنے رہتا ہے جنھیں میل کمپل سے بچایا نہیں جاتا
 انھیں پس کر نماز پڑھنی مکروہ ہے، تنزیہ لا بضر و درمختار میں ہے،

مکروہ صلوٰۃ فی ثیاب بدلت (یلبسہا فی
 بیتہ) (و مہنتہ) (و خدمۃ اللہ
 غیرہا۔
 کام کے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے (وہ کپڑے
 جو گھر میں پہنتا ہے) (اور صنعت کے کپڑوں میں،
 یعنی خدمت والے اگر اس کے پاس دوسرے

کپڑے ہوں) ت)

درر و عز و شرح وقایہ و شرح لغایہ و مجمع الانہر و بحارائق و رد المحتار میں ان کی تفسیر کی
 ما یلبسہ فی بیتہ و لا ینہی بہ الی الا کابوئیک
 جو کپڑے صرف گھر میں پہنتا ہو وہ پس کر اکابر کے
 ہاں نہ جاتا ہو۔ ت)

غیر میں ان کی تفسیر کی: ما لا یصلحان ولا یحفظ منہ الدنس و نحوہ (جن کپڑوں کو وہ میل کمپل سے محفوظ

۹۳/۱	باب ما یصلح الصلوٰۃ و ما یرکھ فیہا	مطبوعہ مکتبائی دہلی	۹۳/۱
۹۱/۱	مطلب مکروہات الصلوٰۃ	مصطفیٰ البابی مصر	۹۱/۱
۲۷۲/۱	فصل کراہیۃ الصلوٰۃ	سہیل اکیڈمی لاہور	۲۷۲/۱
۳۲۹	غیر المستثنی		۳۲۹

ذکر کتاب - ت، اسی میں ہے :

يَكُونُ تَكْمِيْلًا لِرِعَايَةِ الْاَدَبِ فِي الْوُقُوفِ بَيْنَ يَدَيْهِ
تَعَالَى بِمَا امْكُنْ مِنْ تَجْمِيْلِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ
وَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى خُذْ وَاَزِيْمَتَكَ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ
اِشَارَةً اِلَى ذَلِكَ وَاِنْ كَانَتْ الْمُرَادُ بِهَا
صِفَاتُ الْعُصْرَةِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ اَهْلُ التَّفْسِيْرِ
كَمَا تَقَدَّرَ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں ظاہری و باطنی جمال کا
حصول اس بارگاہ کے آداب میں سے ہے اور
اللہ تعالیٰ کے ارشاد و گرامی "تم ہر مسجد میں جانے
کے وقت زینت اختیار کرو" میں اسی طرف اشارہ
ہے اگرچہ اس سے مراد ستر عورت ہے جیسا کہ
مفسرین نے بیان کیا (ت)

امیر المومنین فاروق عظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو ایسے ہی کپڑوں میں نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا
بھلا بتاؤ تو اگر میں کسی آدمی کے پاس تجھے بھیجوں تو انہیں کپڑوں سے چلا جائے گا؟ کہنا نہ۔ فرمایا، تو اللہ
عزوجل زیادہ مستحق ہے کہ اس کے دربار میں زینت و ادب کے ساتھ حاضر ہو۔ علیہ پھر فراراقی میں ہے،
احتجوا له في الذخيرة بانه روي ان عمر
رضي الله تعالى عنه روي مر حلا فعل ذلك
فقال اريت لو ارسلتك الى بعض الناس
اكنت تمر في ثيابك هنية فقال لا فقال
عمر في الله احق ان يتزين له
ذخیرہ میں اس پر یوں استدلال ہے کہ حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو ایسے کرتے ہوئے
دیکھا تو فرمایا کیا خیال ہے اگر تجھے میں کسی آدمی کے
پاس بھیجوں تو انہیں کپڑوں میں چلا جائے گا؟
عرض کیا، نہیں۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ
حقدار ہے کہ اس کے ہاں حاضری کے لئے زینت
اختیار کی جائے۔ (ت)

بسم اللہ کلام خدمت کے کپڑے کہ گھر میں پہنے جاتے ہیں انہیں پہن کر نماز مکروہ ہو اور استعمالی جوتے کہ پہننے
میں پہنے جاتے ہیں انہیں پہن کر نماز مکروہ نہ ہو معمولی کپڑے کہ میل سے محفوظ نہیں رکھے جاتے ان سے نماز میں
کراہت ہو اور استعمالی جوتے کہ نجاسات سے بچائے نہیں جاتے ان سے نماز میں کراہت نہ ہو یہ بدراہت
عقل کے خلاف اور صریح غرض انصاف ہے و لیس هذا من باب القياس بل کما تری استدلال
بفحوى الخطاب لا يحوم حوله شك ولا اتياب (یہ مسئلہ قیاسی نہیں بلکہ انداز و خطاب سے آپ

استدلال دیکھ رہے ہیں اس میں نہ کوئی شک ہے نہ ریب۔ (ت)

افقہ دوم متون و شروح و فتاویٰ تمام کتب مذہب میں بلا خلاف تصریح صاف ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے کہ اسے نجاست سے کامل احتیاط دشوار ہے، پلایر میں ہے،
یکون تقدیر الامعی لانه لا یتوقی النجاسة۔
تاہینا کا امام بنانا مکروہ ہے کیونکہ وہ نجاست سے نہیں بچ سکتا۔ (ت)

کافی امام تسفی میں ہے،

الامعی لا یصون ثیابہ عن النجاسات۔
فالبصیر اولى بالامامة۔
تاہینا اپنے کپڑوں کو نجاسات سے محفوظ نہیں رکھ سکتا لہذا امامت کے لئے بیٹا ہونا بہتر ہے (ت)۔

رد المحتار میں ہے،

ونحوہ الاعشی بھر (اس کی مثل اعشی ہے، نہر۔ ت)

رد المحتار میں ہے،

الاعشی هو من البصیر لانه لا یستطیع ان یتوقی النجاسة۔
هذا ذکرہ فی النہج تحت حد امین تعبیل
یسی بیان ہوئی ہے کہ وہ نجاست سے نہیں بچ سکتا۔ (ت)

ابو السعود علی الکفر میں ہے،

والامعی لانه لا یتوقی النجاسة وهذا یقتضی
کراهة امامة الاعشی۔
تاہینا کیونکہ وہ نجاست سے نہیں بچ سکتا اور یہ
تقاضا کرتا ہے کہ اعشی کی امامت بھی
مکروہ ہو۔ (ت)

۱۰۱/۱	مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی	باب الامامة	سہ اہدایہ
			سہ کافی شرح وافی
۸۳/۱	مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی	باب الامامة	سہ الدر المختار
۴۱۴/۱	مطبعة البانی مصر	باب الامامة	سہ رد المحتار
۲۰۸/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الامامة	سہ فتح المعین حاشیہ علی شرح الکفر

طحاوی علیٰ امراتی میں اس کے بعد ہے ، و هو الذی لا یصلح لیلۃ (وہ شخص جسے رات کو دکھائی نہ دے۔ ت)

محل الصاف ہے کہ نمازی پر بیزارناہیاً بلکہ ضعیف البصر کے کپڑوں یا بدن پر اندیشہ و مظنہ نجاست زیادہ ہے یا ان استعمالی جو قوی پر جنس ہیں کر یا خانے تک میں جانا ہوتا ہے پھر وہاں کراہت ہوتا یہاں نہ ہوتا صریح عکس درما ہے بلکہ وہاں ایک حصہ کراہت ہو تو یہاں کئی جتنے ہونا ہے۔

افادہ سوم علانے حدیث مذکور سوال کی شرح میں تصریح فرمائی کہ عام لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قیاس صحیح نہیں حضورؐ پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کون احتیاط کر سکتا ہے !
اقول اور اگر نادرا کوئی شے واقع ہو تو جہل امیں علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جانر ہو کر عرض کر دیتے ہیں صحیح کہ حدیث خلق نعل فی الصلوٰۃ سے ثابت ہے۔ عجیب بھارا لافوار میں ہرگز "ن" فرمایا۔

یصلی فی الصلوٰۃ لا یؤخذ منہ لغبیرہ حضور علیہ السلام نے نعلین میں نماز ادا کی اس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لان حفظ غیرہ سے کوئی دوسرا استدلال نہیں کر سکتا کیونکہ کوئی لایحق بدلتے دوسرا آپ کی طرح حفاظت نہیں کر سکتا۔ (ت)

افادہ چہارم بے جرم یا ست مثل بدل دینے کا مطلب صرف ریشہ پر ڈر دینے سے پاک ہو جانا جیسا کہ سوال میں بیان کیا حسب تصریح صریح کتب معتبرہ تمام ائمہ مذہب کے خلاف ہے۔ امام محمد کے نزدیک تو نعل و خف بھی مطلقاً بے دھوئے پاک نہیں ہو سکتے جیسے کپڑے کا حکم ہے اور امام اعظم کے نزدیک نجاست جو مردار اور خشک ہو گئی ہو اس کے بعد اس قدر گر گئی کہ اس کا اثر زائل ہو جائے ، اس وقت طہارت ہوگی اور ترجاست یا بے جرم جیسے پیشاب وغیرہ بے دھوئے پاک نہ ہوں گے ، ادا امام ابی یوسف کی روایت میں اگرچہ خشک ہو جائے بشرط میں تر بھی مٹنے والے اثر زائل کر دینے سے پاک ہو سکتی ہے مگر جرم دار نجاست کی ضرورت یہ ہے اکثر مشائخ نے قول امام ابی یوسف ہی اختیار کیا اور یہی مختار لفظی ہے تو بے جرم یا ست کی بے دھوئے تطہیر ائمہ ثلاثہ مذہب کے بھی خلاف اور جمہور مشائخ مذہب کے بھی خلاف اور قول مختار لفظی کے بھی خلاف ہے وقد صرحوا ان لا عبورۃ بالبحث علی خلاف المنقول (اس کی تصریح کی ہے کہ خلاف منقول بحث کا اعتبار نہیں۔ ت) ہا یہ میں ہے !

علی ان الفتویٰ علیہ۔

بحر الرائق میں ہے :

علی قوله اکثر المشائخ وفي النهاية والعتامة
والنجاسة والخلاصة وعليه الفتوى و
في فتح القدير وهو المختار به
تتویر الابصار میں ہے :

یطهس خفت ونحوه تنجس بذي جرم
بدلك والا فيفضل

طحاوی علی المراقی الفلاح میں ہے :

واحترن به عن خیر ذی الجرم فانه
یغسل اتفاقا ذکر الصیغی بک

بحر میں ہے :

انه لو یکن لها جرم فلا یسد من غسائه
والاشتراط، لجرم قول الكل لانه لو
اصابه بول فیس له یجزمه حتی یغسله
لاست الاحزاء تشرب فیہ فاتفق
الحصل علی ان المطلق

فتویٰ اسی پر ہے۔ (ت)

اکثر مشائخ اسی قول پر ہیں نہایت، غائبہ اور
خلاصہ میں ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے، فتح القدر میں
ہے یہی مختار ہے۔ (ت)

اگر موزہ یا اس کی مانند کوئی شے صاحب جہم نجاست
سے ناپاک ہو جائے تو وہ رگڑنے سے پاک
ہو جائے گی ورنہ دھونا ضروری ہوگا۔ (ت)

اس سے اس نجاست سے احتراز ہے جو
حرم الی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں اسے
بالاتفاق دھونا ضروری ہے۔ اسے عینی نے
ذکر کیا۔ (ت)

اگر جسم والی نجاست نہ ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے
اور جسم کا شرط ہونا تمام کا قول ہے اس لئے کہ اگر
پیشاب لگ گیا اور خشک ہو گیا تو دھونے کے سرا
جواز نہ ہو گا کیونکہ اسی کے اجزاء اس شے میں
داخل ہو چکے ہیں سب کا اتفاق ہے اس بات پر

سہ علیہ لاجل شرح فیہ لمصل

باب الانجاس

کے بحر الرائق

”

کے درمختار

”

کے طحاوی علی المراقی الفلاح

۲۱۳/۱

مطبوعہ ایچ ایم سعید پری کراچی

۵۳/۱

” مطبع مجتبیٰ دہلی

ص ۸۷

مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

مقید المومختصراً

کہ مطلق مقید ہے المومختصراً (ت)

مختار الخالق میں ہے :

الاحصاء انهم تغفوا على التقيد
بالجرم

خلاصہ یہ ہے کہ تمام فقہاء کا اس قید پر اتفاق
ہے کہ وہ نجاست جسم والی ہو۔ (ت)

غنیہ میں ہے :

ان لم يكن لها أي للجنسة التي اصابها
المخف جرم كالبول والخمر ونحوهما
فلا بد من الغسل بالاتفاق شرطها
كأنه أو يابساً

اگر اس نجاست کے لئے جسم نہیں جو موزے کو
لگی مثلاً بول و شراب وغیرہ تو وہ خشک ہو گی
یا ابھی تر ہے اسے بالاعتناق و حتماً ضروری
ہے۔ (ت)

رد المحتار میں علامہ رحمہ اللہ سے ہے : البحث لا يقضى على المذهب (اختلاف مذہب
پر فائق نہیں۔ ت) اُسی میں ہے :

العرض في اشواط الطواف أكثر السبع
لا حمله و قال المحقق ان المهم
ان الذي ندین الله تعالى به ان لا يجزئ
اقل من السبع ولا يجبر بعضهم بشئ فانه
من ابعد شد المخالفة لاهل المذهب
قاطبة كما في البحر وقد قل تسليمه
العلامة قاسم ان ابعد شد المخالفة
المذهب لا تعتبر

طواف میں فرض سات پکڑوں کا اکثر ہے نہ کہ تمام اگرچہ
فقہ ابن تیمیہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تب جزا
دے گا جب سات سے کم نہ کریں اور اس کی کار
کسی اور شئی سے نہیں کیا جاسکتا گیر تک یہ ابحاث اہل مذہب
کے مخالف ہیں جیسا کہ بحر میں ہے ان کے ساتھ گرد
علامہ قاسم نے کہا کہ مذہب کے
مخالفت ابحاث کا کوئی اعتبار
نہیں۔ (ت)

اور شک نہیں کہ اکثر نجاست کہ عام لوگوں کے جوتوں کو لگتی ہے یہی نجاست رقبۃ استنجہ کے پانی اور پیشاب کی
ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۳/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الانجاس	سکھ بحر الرائق
۲۲۳/۱	- - - - -	باب الانجاس	سکھ مختار الخالق مناشیہ علی البحر الرائق
۱۴۸ ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی آب	سکھ عینہ المستفی
۲۱۰/۲	مصطفیٰ البانی مصر	باب نکاح الرقیق	سکھ رد المحتار
۲۲۳/۲	مصطفیٰ البانی مصر	باب الجنایات	سکھ رد المحتار

مسئلہ

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۲۳ھ

4

کی فرماتے ہیں علامہ نے دینی و دنیاوی شرع متین اس مسئلہ میں کہ حقہ تبا کو چنے والے کے منہ کی بوماز میں دوسرے نمازی کو معلوم ہوتی تو کوئی قیامت تو نہیں ہے؟ بیتوا تو جتوا۔

الجواب

منہ میں ہر بومار ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے جب تک منہ صاف نہ کر لے اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچتی حرام ہے اور دوسرا غماری نہ بھی ہو تو ہر بومار سے ملائکہ کو ایذا پہنچتی ہے، حدیث میں ہے:

ان الملائكة تتأذى مما يفتؤ منكم۔ طائر کو مراسی شی سے اذیت ہوتی ہے جس سے بنی آدم کو اذیت پہنچتی ہے۔ (مت۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ از ریاست جاوہر مکان قبد الجبہ قبال صاحب مرشدہ دار ۱۳۲۵ھ

کی فرماتے ہیں علامہ نے دین اس مسئلہ میں کہ حالت نماز میں کسی مقام پر کھلی چلے تو کھجوا سے یا نہیں در اگر کھجوا سے تو کتنی مرتبہ؟

الجواب

ضبط کرے اور نہ ہو سکے یا اس کے سبب نماز میں دل پریشان ہو تو کھجوالے کو ایک رکن مثلاً قیام یا قعود یا رکوع یا سجود میں تیس بار نہ کھجوا سے دوبار تک اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرسلہ احمد شاہ از موضع نگریہ سادات یکم ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

کی فرماتے ہیں علامہ نے دین ان مسائل میں:

- (۱) اگر تہنہ کے نیچے لنگوٹ بندھا ہو تو نماز جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) تہنہ کا پیچ کھول کر نماز کیوں پڑھتے ہیں؟
- (۳) دائرہ میں ڈالنا باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۴) کمر میں پٹکا باندھ کر نماز درست ہے یا نہیں؟
- (۵) کسی چیز کی صورت (تصویر) اگر حسیب میں رکھی ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟
- (۶) روپیہ حسیب حسیب میں رکھ کر نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب

- (۱) درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں کپڑا سمیٹنے گھرنے سے منع فرمایا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۳) منع سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں بالوں کے رکنے سے منع فرمایا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۴) درست ہے مگر دامن اس کے نیچے نہ دب جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۵) نماز درست ہوگی مگر یہ فعل مکروہ و نا پسند ہے جبکہ کوئی ضرورت نہ ہو وہ پے اشرفی میں ضرورت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر کنند ۲۸ شوال ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کھانے کے بند یا گھنڈی باندھے یا لگائے یا کرتے کے بین جو سامنے سینہ پر گٹھ میں لٹے ہوتے ہیں باندھے ہوئے یا کرتے کی وہ گھنڈی جس کے کوٹ آگے سینہ پر نہیں ہوتے بلکہ وہ نون کندھوں پر ایک ایک گھنڈی لگی ہوتی ہے ایک گھنڈی لگا کر نماز پڑھے تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ اگر کسی شخص کی ہمیشہ یہ عادت ہے کہ وہ گھنڈی کرتے کے نیچے میں چڑھیں ایک کھل گئے ہر سے کہ کچھ لگا کھلا ہو رہے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ بیسوا نوجوہ و ا۔

الجواب

اصل یہ ہے کہ سدا یعنی پہننے کے کپڑے کو بے پنے لٹکانا مکروہ تحریمی ہے اور اس سے نماز واجب الاعادة جیسے انگر کھیا کرنا گندھوں پر سے ڈال لینا بغیر آستینوں میں ہاتھ ڈالنے یا بعض بارانیاں وغیرہ ایسی جتنی ہیں کہ ان کی آستینوں میں موٹھوں کے پاس ہاتھ نکال لینے کے چاک بنے ہوتے ہیں ان میں سے ہاتھ نکال کر آستینوں کو بے پنے چھوڑ دیا یا رضائی یا چادر کہ ہے یا سر پر ڈال کر دونوں آنچل چھوڑ دیا یا شال یا رد مال ایک شانہ پر اس طرح ڈال کر اس کے دونوں چوڑے چھوٹے میں اور اگر رضائی یا چادر کا مثلاً سیدھا آنچل ہاں شانہ پر ڈال لیا اور پایاں آنچل چھوڑ دیا تو حرج نہیں اور کسی کپڑے کو ایسا مخلوفا عادت پہننا جسے مذہب آدمی سمجھے یا بازار میں نہ کر سکے اور کسے توبہ ادب حقیقت الحركات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے جیسے انگر کھیا پہننا اور گھنڈی یا باہر کے بند نہ لگانا

یا ایسا کرتا جس کے پیش سینے پر ہیں پہننا اور بوتام اتنے لگانا کہ سینہ یا شانہ ٹھک رہے ہو اور اسے انگرکھا رہے ہوں یہ بھی مکروہ ہے اور اگر اوپر سے انگرک پہنا ہے یا اتنے بوتام لگائے کہ سینہ یا شانہ ٹھک گئے اگرچہ اوپر کا بوتام نہ لگانے سے گئے کے پاس کا خفیف خفہ کھل دیا یا شانوں پر کے پاک بہت چھوٹے چھوٹے ہیں کہ بوتام نہ لگائیں جب بھی کرتا نیچے ڈھکے کا شانے ڈھکے رہیں گے تو حرج نہیں اسی طرح انگرکے پر جو صدی یا چند پہنتے ہیں اور عرف عام میں ان کا کوئی بوتام بھی نہیں لگاتے اور اسے معصوب بھی نہیں سمجھتے تو اس میں بھی حرج نہیں ہونا چاہئے کہ یہ خلاف معتاد نہیں ہذا اما حلی من کلما تھم والعلم بالحق عندی (یہ وہ ہے جو جہاد استفقار سے بھرپور واضح ہوا اہل حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ ت۔ در مختار میں ہے :

کولا تحریب سدل ثوبہ ای ارسالہ بلا لبس
معتاد وکذا النقاء بکمالی وراء ذکرہ
الحلی کشد وصدیل یوسلہ کتقیہ فلو من
احدہما لم یکرہ کمالہ عذر و خسار ح
صلوۃ فی الاصلح

پھر اسے کوٹ لگانا مکروہ تحریمی ہے یعنی ایسا لگانا جو معتاد پہننے کے خلاف ہو اسی طرح استین داں قبہ کا پیچھے کی طرف ڈالنا اسے علی نے ذکر کیا مثلاً پٹکا یا رد مال دونوں کا نہ حوں سے لٹکانا، اگر ایک طرف سے ہو تو مکروہ نہیں جیسا کہ اصح قول کے مطابق عانت صدر در نماز سے باہر کا معاملہ ہے (است)

رد المحتار میں ہے :

ای کے کلام کے ظاہر سے پتا چلتا ہے اس میں کوئی وق نہیں کہ پکڑا لگنے سے محفوظ ہو یا نہ ہو لہذا اس صورت میں پی دے کوٹ میں کراہت نہیں ہوگی جو سر پر ہو۔ اس کی تھریک شرح وقایہ میں ہے اور یعنی جب اس نے گردن کو رہ باندھا ہو ورنہ کوئی سدل نہ ہوگا وہ ردی قبا میں جن کی استینوں میں کندھوں کے پاس سوراخ ہوتے ہیں، اگر نمازی اس میں پھٹی ہوئی جگہ سے ہاتھ نکالے اور استین کو ویسے ہی ڈال لے تو یہ مکروہ ہے اس پر سدل کا صدق ہے کیونکہ یہ

ظاہر کلامہم بہ لافرق بین ان یکون الثوب محفوظ من الوقوع ولا فعلى هذا لا تکرہ فی الطیب الذی یجعل علی السراس وقد صرح بہ فی شرح الوقایۃ اھ ای اد العیدۃ علی عنقہ والا فلا سدل والا قیۃ البرومیۃ النہی تجعل لاکمالہا خسوف عند العضد اذا اخرج العیدۃ یدہ صغی الخرق واسسد العکم میکرہ لصدق السدل لانہ

اس رخا ومن غیر لبس لان لبس الکلم بدخال
الید وتمامه فی شرح العیة ، والشیء شی
یعتاد وضعه علی الکتبتین کما فی البحر و
ذلت نحو الشال فاذا رسل طرفا منه علی
صدره و طرفا علی ظهره یکره ، و فی الخزان
بل ذکر ابو جعفر انه لو ادخل یدیه فی
کیسه ولم یزما اثر و امره فهو مسمی لانه
یشبه السدل اھ لکن فی الخلیہ فیہ نظر
ظاہر بعد ان یکون تحت قمیص او نحوه
یستر السدل اھ مختصرا ولنا فی ما قل
فی المحیة نظرقا ص ۵۰ . واللہ تعالی اعلم

بغیر پہننے کے چھوڑنا ہے اور استین کا پہننا ہا تھا
داخل کر کے ہوتا ہے اس کی تفصیل شرح غیہ میں ہے
بحر میں ہے شد (صاف یا پرنا) عادی شئی ہے
اسے کاندھے پر رکھا جاتا ہے اس کی مثل شاہ ہے
جب اس کی ایک طرف اپنے سینے پر اور ایک طرف
اپنی پشت پر رکھی تو یہ مکروہ ہے، عز بن میں ابو جعفر
نے ذکر کیا اگر کسی نے دونوں ہاتھ استینوں میں
ڈالے اور ان کے بن بند نہ کئے تو یہ گزر گار ہو گا
کیونکہ یہ سدل کے مشابہ ہے لیکن خلیہ میں کہا کہ جب
وہ قمیص یا ایسے کپڑے کے تحت ہو جو بدن کو ڈھکاؤ
رہا ہو تو اس میں نظر ہے اھ اختصارا جبکہ خلیہ کی
گھٹکوں نظر سے عیاں نہ پہچنے ہم نے بیان کر دیا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸ از کالج علی گڑھ مکروہ ۱۰ مرسلہ محمد عبد المجید خان یوسف ذلی سرسید گورٹ ۲۹ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس مکروہ میں یا مکان میں تصاویر مردم آویزاں ہوں اُس میں
نماز پڑھنا جائز یا ناجائز حرام ہے یا مکروہ ؟ اگر ناجائز یا مکروہ ہے تو شارع نے جو مصلحت اس میں رکھی ہے
وہ برائے خوبی اور باریکی ظاہر ہونے کے بیان فرمائے جائیں ، دوسرے یہ کہ نماز ساتھ خیال غیر اللہ اور جنت
معروف ہو کر ہونا چاہئے لہذا کیا مصافحہ ہو سکتا ہے اگر تصاویر اُس جگہ ہوں یا احتیاط کیا اس قدر کافی نہیں
ہو سکتا ہے کہ صرف سامنے یا اُس حد تک کے جہان تک نظر پڑ سکے تصاویر ہادی جائیں اور پس پشت اگر
تصاویر ہوں وہ رہیں اور نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی یا کیا نقص پیدا ہو جائے گا ؟ فقط

الجواب

جہاندار کی اتنی بڑی تصویر کہ اُسے زمیں پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء بالتفصیل نظر آئیں بشرطیکہ
نہ سر پریدہ ہونہ چہرہ محو کہ وہ نہ پاؤں کے نیچے نہ فرشتے پاؤں میں نہ مخنی پوشیدہ جس مکروہ میں ہوا اُس میں نماز مطلقاً

دونوں باتیں خلاف سنت و مکروہ ہیں، ہاں تراویح بین القدر میں یعنی تھوڑی دیر ایک پاؤں پر زور رکھنا پھر تھوڑی دیر دوسرے پر سنت ہے کما حقہ فی الحلیۃ و بیناہ فی خاؤنا (علیہ میں اس کی تفصیل ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں بھی اسے بیان کیا ہے۔ ت۔)

مسئلہ ثانیہ از قادی گئے ضلع میر جموں ملک بنگالہ مرسلہ سید ظہور الحسن صاحب قادی رزاقی کو مافی
۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

آج کل دیار بنگالی کے بعض بعض شہروں میں بعض لوگوں نے فرض جماعت میں سرنگا کر کے نماز پڑھنا اختیار کیا ہے اگر کسی نے کہا کہ جماعت کی ادانت ہوتی ہے تو اسی کے جواب میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ عارضی انکساری کی وجہ سے پڑھتا ہوں اسی طرح عارضی و انکساری کے بہانے سے بعض لوگوں نے علاوہ نماز کے بھی سسر پر ٹولی رکھ چھوڑ دیا ہے تو کیا سنگا سر فرض جماعت میں نماز پڑھنے سے نماز جائز ہوگی یا مکروہ ہوگی، اگر جائز ہوگی تو کیا حضور سر و کائنات یا حضرت مولائے کائنات یا حضرات امین مصلحین یا حضرات صحابہ کرام یا اولیائے عظام نے کبھی فرض جماعت میں سنگا سر نماز پڑھی ہے یا نہیں، اور علاوہ نماز کے بھی ان حضرات نے کبھی کبھی سر کو سنگا کر کھا ہے یا نہیں، اور صرفیائے عظام کی کتابوں میں سنگا سر نہایت مذہب اور آداب آیا ہے یا نہیں اور احادیث شریفہ و فقہ سے اس کی کراہت ثابت ہے یا نہیں، اللہ اعلم بالصواب۔

الجواب

حضور آقہ تسلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کبریٰ نماز مع کلاہ و عمامہ ہے اور فقہاء کرام نے سنگے سر نماز پڑھنے کو تین قسم کیا ہے اگر برہنیت تو اضع و عارضی ہو تو جائز اور جو کسب ہو تو مکروہ، اور معاذ اللہ نماز کو بے قہار و ہنگام کرنا تو کفر، جب مسلمان اپنی نیت تو اضع بتاتے ہیں تو اسے نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں، مسلمان پر بدگمانی حرام ہے سنگے سر رکھنے کا احرام میں حکم ہے اور اس حالت میں شبانہ روز برابر سر پر نہر بننا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی پر کرام سب سے ثابت، بغیر اس کے سنگے سر کی عادت ڈالنا کچھ زیادہ تر میں اسی طرح پھیرنا نہ ہرگز ثابت ہے نہ شرعاً مکروہ بلکہ مجملہ اسباب شہرت ہے اور ایسی وضع جس پر انگلیاں اٹھیں شرعاً مکروہ، مجمع البحار وغیرہ میں ہے۔

الخروج عن عادة البلد شہرة و مکروہ ہے اہل شہر کے معمول سے نکلنا شہرت اور مکروہ ہے (ت) صوفیہ کرام کا اس بارے میں کوئی قول اس وقت ذہن میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۲۱ شہر کتبہ محلہ سہواٹی ٹولہ مسئلہ حافظ رحمہ اللہ صاحب ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۶ھ
 بسمہ الحمد کے بعد رسول اللہ والذین معہ رکوع پڑھا ایک مقتدی کے منہ سے سہواً
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکلا اور دوسرے مقتدی نے عمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضور ان
 دونوں مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور جو شخص یہ کہے کہ نماز کے اندر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ سہواً کہنا چاہئے
 نہ عمداً ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اللہ عز وجل کا نام پاک سن کر حکم ہے کہ عہدہ جل یا جل جلالہ یا اس کی مثل کلمات تعظیمی کے حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر واجب ہے کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام یا اس کے
 مثل کلمات درود کے تحریر و دونوں وجوب بیون نمازیں نماز میں سران کلمات کے جو شروع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 مقرر فرمائے ہیں اور کی اجازت نہیں خصوصاً جہرہ نماز میں وقت قرات امام مقتدی کا سنت اور خاموش رہنا
 واجب ہے یونہی امام کے خطبہ پڑھتے میں جب تک عز وجل اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسا کہ علیہ آئیں
 سامعین دل میں کلمات تہنیت درود کہیں زبان سے کہنے کی وہاں بھی اجازت نہیں نماز میں نام الہی سن کر جل و علا
 یا نام مبارک سن کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کر بقصد جواب یا نماز جاتی رہت گی سہواً بقصد آواز اور اگر بقصد
 جواب بقصد ممنوع اور سہواً پر مواخذہ نہیں، درمختار میں ہے،

سمع اسم اللہ تعالیٰ فقال جل جلالہ او
 التسمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی علیہ
 او قرأ الا امام فقال صدق اللہ ورسولہ
 لفسدان قصد جوابہ آھ قال العلامۃ الشافعی
 ذکر فی البحرانہ لو قال مثل ما قال
 المؤدی ان اراد جوابہ تفسد وکذا لو لم
 تکن نية لانت انتظاھ اراد الاجابة
 وکذا لک اذا سمع اسمہ التسمی صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی
 اگر اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا نام سن کر درود شریف، امام
 کی قرات سن کر صدق اللہ ورسولہ کہا تو مقصود
 جواب تھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور علامہ شافعی
 نے فرمایا بحر میں ہے کہ اگر نمازی نے اذان کا جواب
 دیتے ہوئے اذان کے کلمات کہے تو نماز فاسد
 ہو جائے گی، اسی طرح اس صورت کا حکم ہے
 جب کوئی نیت نہ تھی کیونکہ ظاہر جواب و نہ ہی ہے
 اسی طرح جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عليه فهذا اجابة اه ويشكل
على هذا كلمة ما مر من التفصيل
فيسمع العاقل حق الحمد لله
تأمل استفيد انه لو لم يقصد الجواب
بل قصد الثناء والتعظيم لا تفسد لان
نعم - تعظيم الله تعالى
والصلوة على النبي صلى الله تعالى علي
عليه وسلم لايت في الصلوة كما شرح المصنف اه
كلام لعلامة ش

اقول والدي من التفصيل ان
بسمع عطية غيره ، لو قال الحمد
لله فان عطف الجواب احتك المشائخ
اد التعظيم قدت اولريد واحد اصبها
لا تفسد فهو و صبحه في شرح
المنية عدم الفساد مطلقا
لانه لم يتعارف جوابا قال بخلاف
جواب السائر بالحمد لله التعارف اه
الذهب و رديتني كتبت على قوله
عدم الفساد مطلقا
مانصبه .

اقول لا بد من استثناء
اسادة التعظيم كما لا يخفى

لا اسم گرامی شستا اور درود شریف پر حاوی یہ بھی جواب
ہی ہے اور اس پر گزشتہ گفتگو کے ساتھ
اعتراض ہوگا جس میں فرق کیا گیا تھا کسی نے
چینک سن کر الحمد لله کہ غور کرو، جو واضح
کر رہا ہے کہ اگر مقصود جواب نہ ہو بلکہ اللہ کی ثنا و
تعظیم ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی
تعظیم اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت
میں سلام نماز کے مافی نہیں شرعاً لغیرہ اور علامہ
شامی کا کلام حقہ ہوا۔

اقول (میں کتابوں) جو تفصیل پہنچے
گزری کہ اگر غیر کی چینک سننے والے نے الحمد لله
کہا تو اگر مقصود جواب تھا تو اس میں مشائخ کا
اعتناء ہے یا مقصود تعظیم تھا تو نماز فاسد
ہو جائے گی یاد و نون میں سے کوئی بھی مقصود تھا
تو نماز فاسد نہ ہوگی نہر، اور شرح خیر میں مباحث
کو صحیح قرار دیا ہے کہ کسی صورت میں بھی نماز فاسد
نہ ہوگی کیونکہ یہ جواب متعارف نہیں بخلاف اس صورت
کے جب خوش کن بات پر الحمد لله کہے تو یہ جواب
متعارف ہے اور شامی نے یاد دلاتا ہے کہ اس کے
قول عدم الفساد مطلقاً پر یہ لکھا تھا
اقول یہاں ارادہ تعظیم کی مستثنیٰ کرنا ضروری ہے
جیسا کہ واضح ہے اور تفصیل اس سے متعلق نہیں

حکم دیا جاتا ہے اب اگر کوئی بے ادب اسے حجت بنا کر اپنے باپ کو تو قہر کہا کر سے فز و گستاخ مستحق سزا ہے نماز حاضری بارگاہ بے نیاز سے کسی نواب کے دربار میں تو آدمی جوتا پس کر جاسے۔ یہ تو ادب کا حکم ہے اور آج کل لوگوں کے جوتے صحابہ کرام کے جوتوں کی طرح نہیں ہوتے، رد المحتار میں ہے: **وَلَعَالِهِمُ الْمُنْتَجِسَةُ** (لوگوں کے جوتے ناپاک ہوتے ہیں۔ ت) پھر ٹوٹ غالباً ایسا پھسلا ہوا ہوتا ہے کہ مسجد سے میں، انگلیوں کا پیسٹ زمین پر پھیلنے زدے گا تو ادب درکار سرے سے نماز ہی نہ ہوگی۔ **وَهُوَ تَعَالَى اَعْلَى**
مسئلہ ۱۰۲۳ از کلامہ ضلع بدایوں مرسلہ نسیم خاں ۴ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

ایک شخص نے پہلی رکعت میں **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اور دوسری میں سورہ دہرہ اس سے کہا کہ ایک تو تم نے قرآن شریف اٹا پرچا دوسرا پہلی سورہ چھوٹی پڑھی اور بعد کی بڑی نماز میں گراست تو نہیں آئی، کہ کچھ عرت نہیں حدیث سے ثابت ہے۔ فقط

الجواب

اس میں دو کراہتیں ہوتیں: ایک دوسری رکعت کی پہلی سے اس قدر تطویل اور دوسری مفت اشہ کو مست ہے۔ قرآن مجید کو مسکس پڑھنا یا گناہ و سخت نامائز سے حدیث میں ہے ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا دل الٹ دے۔ **وَلَلَّهِ تَعَالَى اَعْلَى**

مسئلہ ۱۰۲۴ ردھام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ سیّد بیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے محراب میں کوئی شخص علیحدہ نماز پڑھے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ مینواتوجروا

الجواب

مسجد کے محراب میں فرضوں کے سوا اور نمازیں پڑھنا بستر ہے یہاں تک کہ فرائض کے قبل و بعد کے سنن مذکورہ میں بھی برہنہ اصل حکم افضل یہی ہے کہ غیر مسجد میں ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

افضل صلوة المرء فی بیئۃ الا الکسوة (فرض نماز کے علاوہ آدمی کی نماز گھر میں افضل ہے۔) (ت)
 مگر فرائض بے عذر قوی مقبول اگر محراب میں پڑھے اور مسجد میں نہ آئے گنہگار ہے۔ چند بار ایسا ہو تو خاسق

۹۵۴/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	باب صلوة الجنائز	لے رد المحتار
۲۶۶/۱	۴ نور محمد اصح المطابع کراچی	باب صلوة النافلة	لے صحیح مسلم

مردود الشہادۃ ہوگا، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
لا صلوة لجوار المسجد الا في المسجد۔ مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد میں ہوتی ہے اور
واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰۲۵ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چوری کا کپڑا پہن کر نماز کیا گیا حکم ہے؟ بینوا تو جوہر
الجواب

چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے میں اگرچہ فرض ماقول ہو جائیگا لکن الفادہ جواد (کیونکہ فساد نماز
میں باہر ہے۔ ت) مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی للاشتغال علی المحرمہ (حرام چیز اٹھائے ہوئے کی وجہ سے) کہ
جائز کپڑے پہن کر اس کا اعادہ واجب کا صلوة فی الامرض المفعوبۃ سواہ بسوا، (جس طرح مفعوبہ
زمین پر نماز کا حکم ادیدہ برابر ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کے سر پر دستار نہ ہو اور مقتدی کے دستار ہو
تو کسی کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے؟ نہیں؛ اور اگر کچھ خلل آتا ہے تو امام کے یا مقتدی کے؛ اور اگر خلل ہے تو
کس قسم کا خلل ہے؟ بینوا تو جوہر

الجواب

کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں، علامہ مستجابات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل درکنار کراہت بھی
نہیں آتی،

وذلك لان التعميم من سنن التروا شد و
سنن التروا شد حکمها حکم المستحب۔
در مختار میں ہے،

لہذا ادب ترکہ لا یوجب اعادة ولا عتابا
کترک سنۃ التروا شد لکن فعلہ اقصیٰ
نماز کے آداب میں جو کچھ اس ترکہ سے عتاب لازم نہیں
کرتا مثلاً سنن زعادہ کا ترک، لیکن ان کا
بجالاتا افضل ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے،

السنة فوعان سنة الهدی و ترکھا
لہ سنن الدارقطنی باب البحث لجوار المسجد علی الصلوة فیہ
سنت کی دو اقسام ہیں، سنت ہدی، اس کے
مطبوعہ نشر السنۃ عمان ۲۲۰/۱
۴۳/۱ مطبع مجتبیٰ دہلی بھارت

یوجب اساءة وکراهة کالجماعة و
الادان والاقامة ونحوها وسنة الزوائد
ونزکها لا یوجب ذلک کیرالنسب صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فی لباسہ والنفل و
منہ المندوب یشاب فاعلم ولا یسقط تارکہ
کذا حققہ العلامة ابن کمال فی تفسیر
التنقیح وشرحہ فلا فرق بین النفل و
سنن الزوائد من حیث الحكم لانه لا یدیکرہ
ترك کل منهما وقد مثلوا السنة الزوائد
بتطویرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام العسراۃ و
المرکب ولسجود ولسالوتکی مکملات الدین
وشعائرا سمیت سنة الزوائد بخصلاف
سنة المہدی وھی السنن المؤکدة القریبة
من الواجب الحق یضلل تارکہا آھ ملخصا
واللہ تعالی اعلم

مسئلہ مرسلہ محمد ابراہیم علیہ السلام خراجہ قطب بریلی

۲۲ سوال المکرم ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مردہ کی نماز پڑھانے کے واسطے جو جائے نماز ملتی ہے اس سے
گھر یا کچھ اور کچھ اہل نماز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز نہیں تو اس سے جو نماز مفروضہ پڑھی گئی وہ لوٹائی جائیگی
یا نہیں؟ اور اس شخص سے یہ جائے نماز کے واسطے کچھ انکان جائز ہے یا نہیں؟ با دلیل و حوالہ کتب تحریر
کریں۔ بینوا توجہوا

الجواب

اس جائے نماز سے دو غرضیں درگزر کی ہیں، ایک یہ اکثر نماز جنازہ راستے وغیرہ بے احتیاطی کے مقامات
پر ہوتی ہے مسجد کعبہ و پاکیزہ رکھی جاتی ہے اس میں نماز جنازہ منع ہے تو بغرض احتیاط امام کے نیچے چلے نماز

ترک سے اساءت وکراہت لازم آتی ہے مثلاً جماعت
اذان اور تکبیر وغیرہ سنت زوائد اس کے ترک سے
اساءت وکراہت لازم نہیں آتی مثلاً آپ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کا لباس پہننا، نفل و مندوب کے معاملہ
بھی یہی ہے اس کے کرنے والے کو ثواب ہوگا مگر
تارکہ گنہگار نہیں۔ علامہ ابن کمال نے تفسیر التنقیح
اور اس کی شرح میں اسی طرح تحقیق کی ہے پس
نفل اور سنن زوائد میں حکم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں
کیونکہ کسی کا بھی ترک مکروہ نہیں، فقہائے بعض اوقات
سنت زوائد کی مثال نماز میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم کا قرائت، رکوع اور سجود کو لیا کرتا بھی دی ہے
جب وہ وہیں اور شعائر دین کا حصہ نہیں تو انھیں
سنت زوائد کہہ دیتا ہے بخلاف سنت ہری کے وہ
سنن ترکہ ہوتی ہیں جو واجب کے قریب ہیں ان کا
تارکہ گنہگار ہے احقر فیضاً۔ واللہ تعالی اعلم (ت)

بچا دی جاتی ہے کہ سب مقتدیوں کے لئے اُس کامیہ کرنا دشوار ہوتا ہے ، اور اگر فرض کیجئے کہ وہ تمام جگہ ایسی ناپاک ہے کہ سب کی نماز نظر الواقع نہ ہو سکے تو جائے نماز کے سبب امام کی نماز ہو جائے گی اور اسی قدر سب مسلمانوں کی طرف سے اداائے فرض و ابرائے ذمہ کے لئے کافی ہے کہ نماز جنازہ میں جماعت شرط نہیں ، دوسری نفع فقیر کو دہا نماز بعد از نماز کسی طالب علم اور فقیر پر تصدیق کر دی جاتی ہے اور یہ دونوں غرضیں محمود ہیں تو اُس کے جواز میں کلام نہیں اور جس فقیر پر وہ تصدیق کی گئی اُس کی ملک ہے کرتا وغیرہ جو چاہے بنا لے اس میں نماز مکروہ بھی نہیں نہ اصلاً حاجت اعادہ کمالا ینحیی (جیب کہ مخفی نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

باب الوتر والنوافل

(وتر اور نوافل کا بیان)

مسئلہ ۱۰۲۸

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بر مسئلہ میں کہ بر شخص نماز تہجد و عشاء باجماعت پڑھ چکا خواہ امام تھا یا مقتدی اب دوسری جماعت قائم ہوئی وہ شریک جماعت ہوا تو وہ نیت نماز کی کیا کرے؟ بدینا تو جو روا
الجواب

نفل کی نیت چاہئے،

فان الفريضة في الوقت لا تكرر، وفي الحديث لا يصح بعد صلوة مثلهما۔
کیونکہ وقتی فريضہ میں تکرار نہیں، حدیث میں ہے نماز کی مثل نماز کے بعد ادا نہ کی جائے۔ (ت)
اور اگر فرض کی نیت کرے گا جب بھی نفل ہی ہوں گے فان الفريضة في الوقت لا تكرر، کیونکہ فريضہ ایک وقت میں تکرار نہیں ہوا کرتا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲۹

از موضع سریناں صلح بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۲ رجب ۱۳۲۱ھ
نیا کپڑا پہن کر نفل پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

نیا کپڑا پہن کر نفل پڑھنا بہتر ہے۔ یونہی نیا جوتا بھی اگر اس کا پنجا آٹا کڑا نہ ہو کہ پاؤں کی کسی انگلی کا

پیٹ زمین سے نہ گئے وہ ایسا ہر گز تو نماز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

منتہیٰ سلمہ از بریلی مرسلہ داب سلطان احمد خاں صاحب ۱۲ رمضان المبارک - ۱۳۱۱ھ

آج کل وتر باجماعت پڑھنا بوجہ فضل جماعت افضل یا بوقت تہجد بھی بہتر ہے؟ بینوا توجہ!۱

الجواب

وتر رمضان المبارک میں ہمارے علمائے کرام قدست اسرار ہم کو اختلاف ہے کہ مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے یا شل نماز گھر میں تنہا، دونوں قول باقوت ہیں اور دونوں طرف نصیح و تزیج اول کو یہ مزیت کہ اب عامہ مسلمین کا اس پر عمل ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید نکلتی ہے، ثنائی کو یہ فضیلت کہ وہ ظاہر الرویہ ہے۔ رد المحتار میں زیر قول در مختار الجماعۃ فی وتر رمضان مستحبۃ علی قول (ایک قول کے مطابق رمضان میں وتر کی جماعت مستحب ہے۔ ت) فرمایا،

وغير مستحبة عن قول: خربل یصیہا وحداً فی بیتہ و ہما قولان مصححات و سیاتی قبیل اور لك الغریضۃ ترحیہ الشافی بانہ المذہب۔
ایک اور قول کے مطابق مستحب نہیں ہے بلکہ انہیں گھر میں تنہا ادا کرے، اور یہ دونوں اقوال صحیح قرار دے گئے ہیں حنفیہ اور اک فریقہ۔
— منزلہ سا پتہ آئے گا کہ دوسرے قول کو ترجیح دے کر یہی مذہب ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے،

هل الافضل فی الوتر الجماعۃ ام المنزل تعویجات نکتہ نقل شارح الوہبانیۃ ما یقتضی ان المذہب الشافی و اقربہ المصنف وغیرہ۔
کیا وتر میں جماعت افضل یا گھر میں، اگر نا دونوں کی تصحیح ہے لیکن شارح وہابیہ نے جو نقل کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ دوسرا قول مذہب ہے اور اسے مصنف وغیرہ نے بھی ثابت رکھا ہے (ت)

رد المحتار میں ہے،

مرجع الکمال الجماعۃ بانہ علی اللہ تعالیٰ طیبہ وسلم کانت او تر بہم۔
کمال نے اس بنا پر جماعت کو ترجیح دی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو وتر پڑھائے۔

ثم بين العذر في تأخره مثل ما هنس في
التراويح فالوتر كالترايح فكما ان الجماعة
فيها سنة فكذلك الوتر بحرر وفي شرح البنية
المرحبة ان الجماعة فيها افضل الا ان
سنيها ليست كسنية جماعة التراويح اه
قد انخير الرضوى وهذا الذي عليه
عامة الناس اليوم اه وقوا المعشى ايها
بانه مقتضى ما مر من ان كل ما شروع
بجماعة فالمسجد افضل فيه اه ما في
مراد المحتد اقول في هذه التقوية
عدي نظره ههنا لو كان المراد ان
ما جاز بجماعة فالمسجد افضل فيه
فمنسوخ فانت كل فقد يجهز بجماعة
ما لم يكن على سبيل التداخي مع
ان الافضل فيه البيت وفاقا ان كانت
المراد ما ندب فيه الشرع الى الجماعة
فمسلم لكن هذا اول المسئلة فلا استناد
به صريح المصادرة فليست اهل -

پھر جماعت چھوڑنے پر وہی حکمت بیان کی جو نماز تراویح
میں تھی تو ترک حکم تراویح والا سب جس طرح ان
میں جماعت سخت ہے اسی طرح و تروں میں بھی
بحر۔ شرح المنی میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جماعت
وتروں میں افضل مگر اس کی سختیت تراویح کی جماعت
کی طرح نہیں اور خبر علی نے فرمایا اسی پر آئے لوگوں
کا عمل ہے اور محشی نے بھی یہ کہتے ہوئے اس
کی تائید کی جو مشتمل اصول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ
بروہ نماز جو جماعت کے ساتھ مشروع ہے وہ
مسجد میں افضل ہے اور رد المحتار کی عبارت ختم
ہوئی اقول اس کی تائید میں میرے نزدیک
نظر ظاہر ہے اگر مراد ہو کہ بروہ نماز جو جماعت کے
ساتھ جائز ہے اس میں مسجد افضل ہے تو یہ ممنوع
ہے کیونکہ جن نوافل کی علی سبیل التداخی جماعت
نہ ہوا ان کی جماعت جائز ہے حالانکہ ان کی ادائیگی
بالاتفاق گھر میں افضل ہے، اور اگر مراد یہ ہو کہ
جس نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا شریعت نے
مستحب قرار دیا ہو تو یہ مسلم ہے لیکن یہ بعینہ سوال
ہے اسی کے ساتھ استناد کرنا صراحتہ مصادره
علی المطلوب ہے۔ پس غور کیجئے۔ (ت)

بالجہد اس مسئلہ میں اپنے وقت و حالت اور اپنی قوم و جماعت کی موافقت سے جسے ان سب جاننے اُس
پر عمل کا اختیار رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۳۱ از مکتبہ دہرم تلامذہ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۱۲ رمضان شریف ۱۳۱۴
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف میں عشاء کی نماز فرض جس میں مصلی تہجد گزار
 یا غیر تہجد گزار نے جماعت کے ساتھ ادا کی ہو اس کو نماز درجاعت کے ساتھ ادا کرنا ضرور ہے یا نہیں؟
 بینوا تو جروا۔

الجواب

کسی کو بھی ضرور نہیں بلکہ افضلیت میں اختلاف ہے، ہمارے اصل مذہب میں افضل یہی ہے کہ
 تنہا گھر میں پڑھے۔ اور ایک قول پر مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے، اب اکثر مسلمین کا عمل اسی پر ہے
 کافی السداد و حواشیہ و بینا فی فتاویٰ (جیسا کہ دراد اس کے حواشی میں ہے اور ہم نے
 اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔ ت) بہر حال ضروری کسی کے نزدیک نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ ۱۰۳۲ از سرور ضلع ایٹہ محلہ ملک زاراں مرسلہ مرزا حامد حسین صاحب

۲۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز تہجد واجب ہے یا سنت؟
 اگر سنت ہے تو موکدہ یا غیر موکدہ؟ اس کا تکیہ کیا ہے؟ یہیں یہ قصد ترک کرنے والا، مفصل مع
 احادیث رقم فرمائیے گا۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

تہجد سنت مستحبہ ہے تمام مستحب نمازوں سے اعظم و اہم، قرآن و احادیث حضور پر نور سید المرسلین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ترغیب سے مالا مال۔ علامہ کتب مذہب میں اسے مندوبات و مستحبات سے
 گنا اور سنت موکدہ سے جدا کر کیا، تو اس کا تارک اگرچہ فضیل کثیر و غیر کثیر سے محروم ہے گنہگار نہیں۔ بحار اربع
 و مشکوٰۃ و در مختار و فتح اللعین السید ابو سعید و ازہری میں ہے، الصدوبات صلوٰۃ اللیل
 (رات کی نماز صدوبات میں سے ہے۔ ت) مراقی الفلاح میں ہے، من تحیۃ المسجد
 ندب صلوٰۃ اللیل (تحیۃ المسجد سنت اور رات کی نماز مستحب ہے۔ ت) غنیہ شرح فیہ میں ہے،
 من النواہل المستحبة قیام اللیل (نوافل مستحبہ میں سے رات کی نماز ہے۔ ت)

فتح اللعین حاشیہ علی شرح المکر باب الوتر و النوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۵۴/۱

مراقی الفلاح مع حاشیہ الخطاوی فصل فی بیان النوافل نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶-۱۵
 غنیہ مستطی شرح فیہ المصلی فصل من النوافل بحث قیام اللیل مطبوعہ سہیل انڈیا لاہور ص ۴۲۶

علیہ میں ہے:

صاحب الحاوی القدسی کی رائے یہی ہے کہ
وات کی نماز مستحب ہے۔ (ت)

مشہور صاحب الحاوی القدسی علیٰ انہا
مندیۃ۔

جامع الرموز میں ہے:

وقتی سن میں چاشت کی نماز اور مستحبات میں
تہجد کا ذکر ان کا احپا تمام ہے اور مخلصا
(ت)

الاحسن انما الحسن المؤقتہ بذکر صلوة
الصبحی والمستحبات بذکر التہجد
اور مخلصا۔

غرض ہمارے کتب مذہب کے احکام منصوصہ مذکور علیٰ جہت النقل میں اس کا استحباب ہی مصرح
ہو بعض علامہ نے مالکیہ و شافعیہ مثل امام ابو عمر ابن عبد البر و امام ابو زکریا نووی جانیہ سنیت لکھے۔ اور بعض
ائمہ تبعین حسن بصری و عبیدہ سلانی و محمد بن سیرین قائل و جوب ہوئے کما ینفہر بمطالعہ عمدۃ القاری
و شرح المنوطا للزرقانی و غیرہما (جیسا کہ عمدۃ القاری، شرح الموطا للزرقانی وغیرہ کے مطالعہ سے
پتا چلتا ہے۔ ت) قول و جوب کو تو حمود علامہ نے امام اللہ و فاتے اور مخالفت اجماع بتاتے ہیں
کما فیہما و فی مشروح مسند نسووی و بیہاری و مقسطلانی و نمو اہب للزرقانی و غیرہما
(جیسا کہ ان دونوں میں ہے اور شرح مسلم نسووی، شرح بخاری للقسطلانی اور تراجم للزرقانی وغیرہ
میں ہے۔ ت) اور ہمارے علماء و جوب و سمیت کی یکساں تضعیف فرماتے ہیں شرح نقایہ قمستانی
میں ہے:

شأن رکعات بتسلیمة او تسلیمتین للتمجد
وقیل لہ رکعات سنۃ وقیل قرصہ
کما فی المحيط

البتہ ہمارے علماء متاخرین سے امام ابن انام نے سنیت و استحباب میں تردد اور بالآخر
جانب اول میل اور انہیں کہاتے ہیں کہ ان کے تلمیذ علامہ علی نے علیہ میں اسے اشد فرمایا، یہ ن

سہ علیہ المجل شرح غیۃ الصلی

مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۲۰۴

سہ جامع الرموز فصلی الرتر
سہ ایضاً

۱۱۱ م کی پنی بحث ہے۔ نہ مذہب منصوص ہوا نگر خود اعتراف فرماتے ہیں کہ احادیث قولیہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ علیہ وسلم صرف استیجاب ہی کا اعادہ فرماتے ہیں۔ مستند ان کا مواظبت فعلیہ حضور و لاسیما اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے مگر خود فرماتے ہیں کہ مواظبت وہی مفید سنیت جو فعل نفل پر ہو، تو اس مسئلہ کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تہجد عرض ہوئے نہ ہونے پر ہی۔ اگر حضور پر فرض نہ تھا تو بوجہ مواظبت اُست کے لیے سنت ہو گا ورنہ مستحب۔

۱۱۲ م قدس سرہ نقی ان صفة صلوة النبیل فی حقنا السنیۃ او الاستحباب یتوقف علی صحتها فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان كانت فرضا فی حقہ فہی مندوبۃ فی حقنا لان کالدلۃ القولیۃ فیہا اسما تعید مندوب والمواظبت الفعلیۃ لیست علی قطع بتکون سبۃ فی حقنا وان كانت تطوعا فسنۃ لنا۔

۱۱۳ م امام ابن ہمام قدس سرہ نے فرمایا کہ باقی رہا معاملہ رات کی نماز کا کیا ہمارے حق میں سنت ہے یا مستحب تو یہ بات اس پر موقوف ہے کہ وہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کیا تھی، اگر وہ آپ پر فرض تھی تو ہمارے حق میں مستحب ہے کیونکہ اولہ قولہ اس کے بارے میں مستحب ہونے کا فائدہ دیتی ہیں اور مواظبت فعلیہ نفل پر نہیں کہ وہ ہمارے حق میں سنت میں جاتے اور اگر آپ کے ملنے یہ نفل تھی تو ہمارے ملنے یہ سنت ہوگی۔ (ت)

اب اسی ہستی کو دیکھئے تو اس میں بھی قول جمہور مذہب مختار و حضور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں فرضیت ہے اسی پر ہر قرآن عظیم شاہد اور اسی طرف حدیث مدفوع وارد

۱۱۴ م قال اللہ تعالیٰ یا ایہذا المرسل قم الیصلی وقام تعالیٰ ومن الیل فتمجد بدیۃ رات کو قیام کیا کرو۔ دوسرے مقام پر فرمایا: رات کو تہجد ادا کیا کرو۔ (ت)

ان آیتوں میں خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امیر الہی سے اور امیر الہی مفید وجوب و لاینافیہ قولہ تعالیٰ نافذہ فالنافیۃ اللہ صافی کا نافذہ فرمانا اس وجہ کے منافی نہیں

سہ فح تقدیر باب النوافل مطبوعہ مکتبہ فوریر رضویہ سکھر ۳۹۱/۱
 ۱۱۵ م القرآن ۲-۱
 ۱۱۶ م القرآن ۴۹/۱

النَّبَاةُ فِي خِثْلَةٍ فِي حَرِّ النَّفْسِ اَوْ
 وَرَجَاتٍ بِتَحْصِيصِ اِيْجَادِ بَيْتِ خَانِ
 اَنْفَرِ النَّفْسِ اَعْظَمَ دَرَجَاتٍ وَاَكْبَرُ تَحْصِيْلًا
 مَلْ مُؤَيَّدًا قَوْلُهُ تَعَالَى لَكَ قَالِ اَلَا مَبْرُ
 اِيْهَا اَلْهَبُ مَسْرُومًا يَعْطَى التَّقْيِيْدَ بِالْمَجْرُومِ
 ذَلِكُ فَانْهَادَاكَ اَسْفَلَ الْمَتَعْرِفِ يَكُوْنُ
 كَذَلِكَ لَهٗ وَلَغَيْرِهِ اَھ

کیونکہ تا فدا کا معنی زائد ہے اب معنی ہو گا کہ آپ
 کے فرائض یا درجات میں یہ اضافہ ہے کہ آپ پر
 یہ لازم واجب ہے کیونکہ فرائض سب سے بڑے
 درجے و فضیلت پر فائز کرنے کا سبب بنتے ہیں
 بلکہ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس رُش و بُک
 سے ہو رہی ہے، امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ بعض
 اوقات مجبوراً لک کے ساتھ مقید کرنا اسی
 بات کا فائدہ دیتا ہے (یعنی یہ فرائض میں آپ کے لئے اضافہ ہے) کیونکہ متعارف و نوافل صرف آپ
 ہی کے لئے نہیں بلکہ اس میں آپ اور دیگر لوگ مشترک ہیں (ت)

طبرانی معجم اوسط اور بیہقی سنن میں اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حصار اللہ سے
 صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثُ هُنَّ عَلَى فَرَاغِ الْفَضْلِ وَهِنَّ لَكُمْ سُنَّةٌ
 الْيَوْمُ وَالسَّوَالُ وَ الْقِيَامُ يَسْبِقُ

تین چیزیں مجھ پر فرض اور تمہارے لئے سنت
 ہیں، آج اور سوال و قیام شب۔

اقول والحديث ان لم يصدح حجة
 فقد استظهر بظاهر الكتاب العزيز، وقد نص المحقق
 نفسه في التلويح القدري منلة لمرء المعقود ان الحديث
 ضعيف يصح مرجحاً لا مثبتاً بالاصالة قال د
 مؤلفه ابن مسعود مرجحاً لا مثبتاً

اقول میں کتابوں، اگرچہ یہ حدیث
 حجت نہیں بن سکتی مگر قرآن عزیز کے ظاہر سے
 اس کی تائید جوہری ہے اور خود محقق نے فتح القدیر
 میں مسئلہ معقود کی بروی کے تحت لکھا ہے کہ حدیث
 ضعیف کسی شئی کی اصل کو ثابت نہیں کر سکتی البتہ مرجح

سلف فتح القدیر باب النوافل مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر ۱/ ۲۹۱

لکھنؤ تفسیر و تشریح بحوالہ معجم اوسط و سنن بیہقی زیر آیہ و سنن ایل متجدد بنافلہ لکھ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران ۱۹۶/۲

تفسیر خازن سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے مطبوعہ مکتبۃ ابی بنی مصر ۲/ ۱۴۲

کنز العمال بحوالہ بیہقی الاکمالی من وقت الترمذی ۱۹۵۰ء مکتبۃ التراث الاسلامی روستہ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۷

معجم الروی مذکور معجم اوسط باب ما یاء فی الصالح مطبوعہ دار الکتاب بیروت ۸/ ۲۶۸

العم الاوسط حدیث ۲۲۹ مکتبۃ العارف الریاض ۲/ ۱۶۵

سلف فتح القدیر کتاب المفتوح مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر ۵/ ۳۴۲

ہی سکتی ہے اور کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت دوسرا مرجع ہے (ت)۔

اقول وھہنا موافقة سلطان المفسرين موحداً آخر (اور یہاں سلطان المفسرين حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موافقت ایک دوسرا مرجع ہے - ت) ابو جعفر طبری حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

أمر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقیام
۳ دلیل و کتب علیہ دون امتہ بیہ
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیام
شب کا حکم تھا حضور پر فرض تھا اُمت پر نہیں۔

امام محی السنۃ بغوی معالم میں فرماتے ہیں،

كانت صلاة الليل فرضاً على النبي صلى
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم في الاصل و
على الامة، ثم صار الوجوب مرسومًا
في حق الامة، ولفي في حق النبي صلى
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اھ مطعنا
ابتداءً قیام شب سرور عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور آپ کی امت دونوں پر فرض تھا پھر اُمت
کے حق میں وجوب مرسوم ہو گیا لیکن رسالتاً شب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں وجوب باقی
رہا اھ مطعنا (ت)۔

فتح القدير میں ہے، علیہ کلام الامويين من صاحب (ہمارے مشائخ اصحابین
کی رائے یہی ہے - ت) شرح مواہب زرقانی میں ہے، هو قول الاكثر وھذا (اکثر علماء
اور اہل مالک کا یہی قول ہے - ت) مواہب میں ہے، ھذا ما صححه الراقي و نقلہ
النووي عن الجمهور (راقی نے اسی کی تصحیح کی اور نووی نے اسے جمہور سے نقل کیا ہے - ت)۔
شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں،

فما رآنا من کتاب من شذوذاً في الخبر
مختار یہی ہے کہ اُمت سے یہ مرسوم ہے اور

۱۵/۹۰ مطبوعہ مطبعة مہنت مصر
المواہب اللدنیۃ بحوالہ طبری الباب الثالث فی ذکر تہجد صلی علیہ وسلم مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۸
۴/۱۴۲ معالم التشریع علی حاشیۃ الحائز زیر آیۃ ومن ایل فتیہ ۱۴
۱/۲۹۱ فتح القدير باب المنازل مطبوعہ مکتبہ فوریر رضویہ سکھر
۴/۲۵۵ شرح الزرقانی علی مواہب الباب الثالث فی ذکر تہجد صلی علیہ وسلم مطبوعہ مطبعة عامرہ مصر
شرح مواہب اللدنیۃ

میں نسخہ پر، قوی نہیں ت) رسائل الارکان مولف بحر العلوم میں ہے :

هذا لا يقتضيه به القائل بلفريضة لانه
يقول لعل اهل المؤمنين اسادات امة
صلوة الليل كانت فريضة على الامة
ثم نسخها الله تعالى عن الامة وصارت ففلا
واما عليه صلى الله تعالى عليه وسلم
فبقيت لفريضة كما كانت يظهر من
حاشية سورة المزمل **اقول** كانه يريد
قوله تعالى عمران لو تعصوه فآب عليكم
وقوله تعالى عمران سيكون منكم مرفقي و
الحدون يصرون في الامم يبتغون من
فضل الله فانت الظاهر ان
الخطاب فيه للامة .

جو حضور پر فرضیت تہجد کا قائل ہے وہ مومنین
وہی اللہ تعالیٰ عتہ کے اس فرمان سے قانع نہیں ہو سکتا
کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے آپ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ
پہلے قیام شب اُمت پر فرض تھا پھر فرض منسوخ ہو کر
نفل ہو گیا۔ رہا معاذ سرور رحمہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا تو وہاں یہ فرض ہی باقی رہا جیسا کہ فاترہ سورۃ سے
ظاہر ہو رہا ہے **اقول** شاید اس سے نہ کہ
مراد فاترہ سورۃ کے یہ الفاظ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا : وہ جانتا ہے اسے مسلمان اتم سے رات کا
شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنے کرم سے تم پر رخصت
فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان آؤ وہ جانتا ہے کہ
مشریب تم میں بچ پیا رہوں گے اور کچھ زمین پر سفر
کریں گے اللہ کا فضل تلاش کریں گے کیونکہ ظاہر
یہی ہے کہ یہاں خطاب اُمت کے لئے ہے ات،
تہ اقول ہیں احتمال کافی غرضنا جبکہ وجہ مدیدہ اُس کا پتا چلتا ہو **اولا** اسی حدیث

میں لفظ اُردو و دویوں میں :

قال (ی سعد بن هشام) قت حدثنی
عن قیام اللیل قالت المت فقرا
یا یہا المزمل قال قلت بلط قالت
فانت اول هذه السورة نزلت
فتم اصحاب رسول الله صلى الله

اس (یعنی سعد بن ہشام) نے کہا کہ میں نے عرض
کیا کہ مجھے قیام شب کے بارے میں بیان کیجئے تو
اُمّ المزمل نے فرمایا کیا تو نے سورۃ یا یہا المزمل
تہیں پڑھی، عرض کیا ہاں پڑھی ہے۔ فرمایا اس
سورۃ کا ابتدائی حصہ جب نازل ہوا تو حضور کے اصحاب

تعالیٰ علیہ وسلم حتی انتفخت اقدامہ
وحس خاتمہ فی السماء اثنت عشر
شہرا ثم نزل آخرها فصر قیامہ
اللیل طلوع بعد فریضہ
ثانیاً خود ام المومنین سے حدیث گزری کہ قیام لیل حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرض
امت کے لئے سنت تھا۔

ثالثاً اسی طے اس جہاں رسول اللہ تعالیٰ منہا نے نسخ ذکر فرمایا حکم دیا ابوہ ذر حبیب
کہ ابو داؤد نے اسے روایت کیا ہے۔ ت۔ حالانکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں فرضیت
ماتے ہیں کہ تقدیر (جیسا کہ پیچھے گزرا۔ ت)

مرابعاً جب ام المومنین کا ارشاد ان تک پہنچا فرمایا، صدقت اکما یقینہ مسلم
والناسی (انہوں نے سچ فرمایا، جیسا کہ اسے مسلم اور نسائی نے بیان کیا ہے۔ ت) اور منہر مایا
هذا و اللہ ہوالحدیث کا حدیث داؤد (اللہ کی قسم یہ وہی حدیث ہے جیسا کہ ابو داؤد کے
ہاں ہے۔ ت) اگر اس سے پہلے آپ صاف سمجھے بیان فرماتے

ثما قول (پھر میں کتابوں) کو تحقیق یہ ہے کہ آخر سورۃ نے مطلق قیام لیل نسخ نہ فرمایا بلکہ
اور سورۃ میں جو نصف شب یا قریب بہ نصف کے تقدیر تھی اسے منسوخ فرما کر مطلق قیام کی فرضیت باقی
رکھی بقولہ تعالیٰ فاب عیب کو فاقروا ما تیسرومن القرآن (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنے کرم سے رجوع فرمایا ہے کہ اب تم آتنا قرآن پڑھو جو تم پر آسان ہو۔ ت) اس کے
بعد پھر وہ بارہ نسخ مطلق ہو کر استحباب رہا ہے۔ جلالینی شریف میں ہے
خفف عنہم بقیہ ما تیسرومنہ ثم نسخ
ذلک بالصوات الخمس
پر قیام رکھا پھر یہ قیام پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد
منسوخ ہو گیا (ت)

۹۰/۱	باب رفع الصوت بالقرآن	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	۹۰/۱
۱۸۵/۱	باب نسخ قیام اللیل	" " " " " " " "	۱۸۵/۱
۱۹۰/۱	باب رفع الصوت بالقرآن	" " " " " " " "	۱۹۰/۱
۲۰/۳	سورۃ مزمل	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی	۳۷۷/۲

کشف و ارشاد العقل وغیرہا میں ہے :
عبر عن الصلوة بالقرأة لانها بعض
اركانها كما عبر عنها بالقيام والركوع
والسجود يريد فصلوا اما تيسر عليكم
ولم يعد من صلوة الليل وهذا
ما سخر للاول ثم فسحا جميعاً لصلوات
الخمسة

یہاں نماز کو قرات سے تعبیر فرمایا ہے کیونکہ قرات
نماز کا رکن ہے جیسا کہ نماز کو قیام ، رکوع اور
سجود کے ساتھ تعبیر کیا ہے مقصد یہ ہنا کہ تم تنہا
نماز پڑھتے رہو جو تم پر آسان ہو لیکن قیام شب
نہیں چھوڑ سکتے ، اور یہ حکم ابتداء سے سورۃ کے لئے
ناسخ پھر پانچ نمازوں کا حکم ان سب کے لئے
ناسخ قرار پایا۔ (ت)

تفسیر کرنی وقت حاجت الہیہ میں ہے اھذا هو الاصل (یہی اصل ہے ، ت) ام المؤمنین یقیناً
ناسخ ، دل کا ذکر فرما رہی ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ، پھر
اس سے استفاضت و نسبت کہاں حاصل ، ناسخ ثانی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دخول کسب
ثابت ہوا نہ ہرگز اس میں کوئی نقص نازل ، تو حدیث مذکور سے انتفاء وجوب پڑھنے کے لئے سے نازل
وہہ تحقیقات اخراج و اخرت ہے
بتوفیق اللہ العالی الاکبر فمرسالة
لنا صنفنا ہا بعد ورود هذا السؤال
فی تحقیق هذا المقال سمینا ہا "مرعیۃ
المنۃ فی ان المتہجد فعل مرستۃ" قلینظر
ثمہ والحمد للہ علی کشف الغمۃ .

۱۰۰ دیکھو ساریت ، تہ تیقات ہیں اللہ کی توفیق سے
ان کا ذکر ہم نے اس سوال کے ورود کے بعد اپنے
ایک رسالے (جس کو ہم نے اسی مقال کی تحقیق میں
تصنیف کیا ہے) میں کیا ہے اس کا نام "مرعیۃ
المنۃ فی ان المتہجد فعل مرستۃ" اس کا مطالعہ
کیجیے ، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے عقد سے
محول دئے۔ (ت)

ثمرا قول وباللہ التوفیق فقیر کے نزدیک اسی بحث میں حق تحقیق یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں
ہیں صدقہ لیل و نماز تہجد ، صدقہ لیل ہر وہ نماز فعل کہ بعد فرض عشاء رات میں پڑھی جائے۔ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

۱۴۹/۴ سہ تفسیر کشف سورۃ منزل مطبوعہ انتشارات آفتاب تہران ، ایران
۴۴۳/۴ سہ تفسیر الفتوحات الالہیہ الشہیر باللہ مطبوعہ مصطفیٰ البابا مصر

ماکان بعد صلوٰۃ العشاء فهو من الليل
 رواه الطبرانی عن اياس بن محبوب
 العزفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند
 حسن۔
 جو نماز بعد عشاء پڑھی جائے وہ سب نماز شب ہے
 اسے طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت
 ایاس بن معاویہ المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا ہے۔

یہ بیشک سنت مؤکدہ ہے کہ اس میں عشاء کی سنت بعد یہ بلکہ سنت فجر بھی داخل، صحیحین میں ام المؤمنین
 صریحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

کات صلوتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فی شہر رمضان وغیرہ ثلاث عشرة رکعة
 باللیل و منها رکعة الفجر
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز شب رمضان
 وغیرہ میں تیرہ رکعتیں تھیں، ان میں دو رکعت
 فجر کی بھی ہیں (ت)

اس معنی پر حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلوٰۃ لیل کو بعد قرآن نماز سے افضل بتایا،
 کما لمسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ یرفعہ افضل الصلوٰۃ بعد الغرضۃ
 صلوٰۃ للیل
 جیسا کہ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے مروی ہے کہ قرآن کے بعد افضل نماز
 رات کی نماز ہے (ت)

ورز جہور علماء کا اتفاق ہے کہ سنی راتہ سب مسنون نمازوں سے افضل ہیں اور ہمارے ائمہ کا اجماع
 ہے کہ سنت فجر سنی راتہ سے بھی اعلیٰ و اہل اور نماز تہجد نفل کہ بعد فرض نماز قدرے سو کر طلوع فجر
 سے پہلے پڑھے جائیں، طبرانی حجاج بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،

انما تہجد المرء یصلی الصلوٰۃ بعد
 رقدۃ
 قدرے سو کر آدمی جو نماز ادا کرے اسے تہجد
 کہا جاتا ہے (ت)

معالم میں ہے، التہجد لا یكون الا بعد النوم (تہجد سونے کے بعد ہی ہوتی ہے۔ ت)

۲۷۱/۱	مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت	۷۸۷	حدیث ۵۵	المعجم الکبیر ترجمہ ۵۵
۲۵۵/۱	نور محمد اصح المطابع کراچی	۷۸۷	باب صلوٰۃ اللیل	صحیح مسلم
۳۶۸/۱	" " " "	۷۸۷	باب فضل صوم المحرم	" " "
۲۲۵/۳	مکتبہ فیصلیہ بیروت	۳۲۱۶	حدیث ۲۵۸	المعجم الکبیر ترجمہ ۲۵۸
۱۷۴/۴	مطبوعہ مصطفیٰ ابائی مصر	۱۷۴	من ایل فتہ بد	معالم، تشریح حاشیہ الخازن تحت قولہ تعالیٰ ومن ایل فتہ بد

حلیہ میں قاضی حسین سے ہے،

انہ فی الاصطلاح صلوٰۃ المظہر فی
اللیل بعد النورۃ۔
اصطلاح میں رات کو سونے کے بعد نوافل کی
ادائیگی کو تسبیح کہا جاتا ہے (ت)

ولہذا رد المحتار میں فرمایا،

صلوٰۃ اللیل و قیام اللیل اعم من
التسبیح
رات کی نماز اور قیام لیل تسبیح سے عام
ہے۔ (ت)

یہ مستحب سے زائد نہیں ورنہ سونا بھی سنت ہو کر دہو جائے اور شب بیداری گناہ ٹھہرے کہ تحتبہ
سنت ہو کر دہوئی اور وہ بے نوم حاصل نہیں ہو سکتی اور سنت ہو کر دہو کا حصول جس پر موقوف ہے وہ
سنت ہو کر دہو ہے لان حکم المقدمۃ حکم ما ہی مقدمۃ لہ (کیونکہ مقدمہ کا حکم وہی ہوتا ہے
جو اس پر موقوف ہونے والے کا ہے۔ ت) اور سنت ہو کر دہو کا ترک مطلقاً یا بعد عادت گناہ اور بعد
احراز کبیرہ شب بیداری کی عاقبت یہ تھی کہ مستحب ہوتی مگر جب وہ ترک سنت ہو کر دہو کی موجب مستحب
کیسی ہو کر دہو و ممنوع ہونی لازم، کوئی مستحب کیسی ہی فضیلت والا ہو جب کسی سنت ہو کر دہو کے فوٹ کا
موجب ہو مستحب نہیں ہو سکتا نہ نوم ہو گا۔ ہمارے امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
پینا لیش پیرس عشا کے دھڑے صبح کی نماز پڑھی کیا معاذ اللہ پینا لیش ۲ سال کا ترک سنت ہو کر دہو پر اصرار
فرمایا فقد ظہر الحق و اسفر الفلق و بقیۃ الکلام فی ثلاث الرسائل و الحمد للہ رب
العزیز (حق واضح ہو گیا صبح طلوع ہو گئی اور بقیہ کلام ہمارے اس مذکورہ رسالہ میں ہے، حمد ہے
صاحب جلال رب کی۔ ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

۳۳۔ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علما نے دین اس مسئلہ میں کہ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ اور
سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کس طرح تھی یا کوئی عادت نہ تھی؟ بلکہ کبھی گھر میں پڑھتے کبھی
مسجد میں، اور روافض کی مشابہت اور رخص کی تہمت سے بچنے کو مسجد میں پڑھنا ضرورہ لازم ہے یا نہیں؟
اور محدثوں میں گھر میں پڑھنے کی فضیلت وارد ہوئی وہاں صرف نوافل ہیں یا سنتیں بھی؟

الجواب

ومن اللہ سبحانہ توفیق الصدق و الصواب تراویح و تحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل

ملک علیہ الرحمۃ شرح غیۃ المصلی

۲۲/۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلیشرز کراچی

سنن راتبہ ہوں یا غیر راتبہ ہوگا یا غیر ہوگا کہ گھر میں پڑھنا افضل اور باعث ثواب اکمل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عَسِيْكُمْ بِالْمُصَلَّوۃِ فِيْ بَيْتِكُمْ فَاِنْ خَيْرٌ مِّنْهُ
الْمَسْجِدُ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا الْمَكْتُوبَةُ۔ رواه البخاری
و مسلم۔

اور فرماتے ہیں،

مُصَلَّوۃُ الْمَسْجِدِ فِيْ بَيْتِهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ
فِيْ مَسْجِدِيْ هَذَا اِلَّا الْمَكْتُوبَةُ۔ رواه
ابوداؤد۔

اور خود عادت کرید سید المرسلین کی اسی طرح تھی۔ احادیث صحیحہ سے حضور روانہ کا تمام سنن کا شانہ
فلک آستانہ میں پڑھنا ثابت۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں چار رکعت ظہر سے پہلے پڑھتے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز
پڑھاتے پھر گھر میں روفیٰ اور دو رکعتیں پڑھتے اور مغرب کی نماز پڑھ کر گھر میں جلوہ فرما جوتے اور دو
رکعتیں پڑھتے اور عشا کی امامت کر کے گھر میں آتے اور دو رکعتیں پڑھتے، جب صبح چمکتی دو رکعتیں پڑھ کر
باہر تشریف لے جاتے اور نماز فجر پڑھاتے۔

اخرج مسلم في صحيحه و ابوداؤد في
السنن واللفظ لمسلم عن عبد الله بن
شقيق قال سألت عائشة رضي الله تعالى
عنها عن صلوة رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم عن قطوعه فقالت كان يصلي في
بيتي قبل الظهر اربعين ثم يخرج فيصلي
بان من ثم يمسك

مسلم نے صحیح میں اور ابوداؤد نے سنن میں روایت
کیا ہے مسلم کے الفاظ ہیں کہ عبد اللہ بن شقیق کہتے
ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفلی نماز کے
بار سے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا میرے حجر سے
میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار
رکعات ادا فرماتے پھر باہر تشریف لے جاتے اور

۱/۲۶۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی
۱/۱۲۹ آفتاب عالم پریس لاہور

۱/۲۶۶ باب استحباب صلوة النافلة في بيته
۱/۱۲۹ باب صلوة الرجل الطلوع في بيته

فیصلی رکعتیں دکان یصلی بالناس
المغرب ثم یدخل فیصلی رکعتین
ویصلی بالناس العشاء ویدخل بیلتی
فیصلی رکعتین، ثم ذکر صلوٰۃ اللیل
وایوترالی ان قالت وکان اذا طعم العجر
صلی رکعتین مراد انہ اذا ود ثمر ینخرج
فیصلی بالناس صلوٰۃ الفجر۔

لوگوں کو جماعت کروا تے پھر حجرہ میں جلوہ افروز
ہوتے تو دو رکعت پڑھتے، جب مغرب کی نماز کی
جماعت کروا تے پھر حجرہ میں تشریف لا کر دو رکعت
پڑھتے، لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر میرے پاس
تشریف لاتے تو دو رکعت ادا کرتے۔ پھر انھوں
نے رات کی نماز اور وتر کا ذکر کرتے ہوئے کہا جب
طلوٰۃ فجر ہو جاتی تو آپ دو رکعت ادا کرتے،
ابرداد میں یہ اضافہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے
نکل کر لوگوں کو فجر کی نماز پڑھا تے۔ (ت)

اسی طرح سنن جمعہ کا مکان جنت نشان میں پڑھا۔ صحیحین میں مروی زمانہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں
لوگ مغرب کے فرض پڑھ کر گھروں کو لوٹ جاتے یہاں تک کہ مسجد میں کوئی شخص نہ رہتا گویا وہ بعد مغرب کچھ
پڑھتے ہی نہیں،

فی الفجر عن الناب بن یزید قال قد
مرأیت الناس فی زمن عمر بن الخطاب
اداءوا الفجر فاحرقوا جملہا
حق لا یبقی فی المسجد احد کا تھم
یصلون بعد الفجر حتی یصلی بروح
لی علیہم السلام

فقہین: ناب بن یزید سے ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
میں لوگوں کو مغرب کے بعد اکٹھے ٹوٹتے ہوئے دیکھی
حتیٰ کہ کوئی مسجد میں باقی نہ رہتا، گویا وہ مغرب کے
بعد کوئی نماز ادا نہ کرتے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر یا
میں چلے جاتے۔ (ت)

سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لوگوں کو دیکھا کہ مغرب کے فرض پڑھ کر مسجد میں سنتیں پڑھنے
لگے ارشاد فرمایا: یہ نماز گھر میں پڑھا کرو۔

اخرج ابوداؤد والترمذی والنسائی
ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت کعب

سنن صحیح مسلم باب جازان حد قانما وقاعہ الخ
سنن ابوداؤد باب تغریغ ابواب الطلوع و رکعات السنۃ
سنن فتح القدیر باب ادماک الفریضہ
۲۵۴/۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی
۱۷۸/۱ آفتاب عالم پریس لاہور
۴۱۹/۱ مکتبہ قدیر رضویہ سکھر

عن کعب بن عجرة وابن ماجه عن
حدیث سرافه بنت حدیج والسیاق
لابی داود قال انب الله صلى الله تعالى
عليه وسلم اتي مسجد بني عبد الاشهل
فصلی فیہ المغرب فلما قضاوا صلواتهم
راهم يسبحون بعدها فقال هذه صلوۃ
البيوت ولفظ الترمذی والنسائی عینکم
بهذه الصلوۃ فی البيوت. وابن ماجه
ارکعوا هاتین الم رکعتین فی بیوتکم.

بن حجر سے اور ابن ماجہ نے حضرت رافع بن خدیج
سے روایت کیا ابو داؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنو عبد الاشهل کی مسجد میں
تشریف لائے تو آپ نے مغرب کی نماز ادا کی
جب لوگ فرائض پڑھ چکے تو آپ نے انھیں
نوافل پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ
گھروں کی نماز ہے۔ ترمذی اور نسائی کے الفاظ
ہیں کہ تم یہ نماز اپنے گھروں میں ادا کیا کرو۔
ابن ماجہ کے الفاظ ہیں یہ دو رکعات تم اپنے
گھروں میں ادا کیا کرو۔ (ت)

شیخ محقق علامہ عبدالحی محمد ثوبی قدس سرہ العزیز شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

برگاہ تمام کردند مردم نماز فرض را در آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایستاد کہ نماز مثل
می گزارند کہ مرا بوسنت مغرب است بعد از
فرض یعنی در مسجد پس گفت آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم این یعنی سنت مغرب یا مطلق نماز
نفل نماز خانہا است کہ در خانہا باید گزارد
نہ در مسجد بدانکہ افضل آنست کہ نماز نفل
غیر فرض در خانہ گزارند چنانچہ بود علی آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر فیجیہ یا عذیبہ
خصوصاً سنت مغرب کہ برگزیدہ مسجد گزارد و
بعضی از علما گفته اند کہ اگر سنت مغرب را
در مسجد گزارد از سنت واقع نمی شود و بعضی

حب وگوں نے فرض نماز ادا کر لی تو حضور علیہ
الصلوۃ والسلام نے انھیں فرائض کے بعد
نوافل یعنی سنتی مغرب کو مسجد میں ادا کرتے ہوئے
دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ سنتی مغرب یا مطلق
نماز نفل گھروں کی نماز ہے انھیں گھروں میں ادا کرنا
چاہئے نہ کہ مسجد میں۔ واضح رہے کہ فرض کے علاوہ
نوافل گھر میں ادا کرنے چاہئیں۔ سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی عمل تھا البتہ کسی سبب یا عذر
کی صورت مستثنیٰ ہے خصوصاً نماز مغرب کی سنن
مسجد میں ادا نہ کی جائیں۔ بعض علما نے فرمایا کہ
اگر کسی نے سنن مغرب مسجد میں ادا کیں تو سنت
واقع نہ ہوں گی اور بعض کے نزدیک ایسا آدمی

گفتہ اند کہ عاصی جی گردد از جهت مخالفت امر کہ
طہ بر ش در وجوب است و چہ بر آنند کہ امر برائے
استحباب است لیکن
گنہ گار بھی ہو گا کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے امر (جس سے ظاہر وجوب ہے)
کی مخالفت کی ہے اور چہور کے نزدیک یہاں امر
استحباب کے لئے ہے الخوات

گناہ اگر بعض سنن مسجد میں پڑھنے کا اتفاق ہوا تو علماء فرماتے ہیں وہ کسی عذر سے سب سے تھا کما مر
عن الشیخ و بشملہ قال العلامة ابن امیہ الحنفی فی شہود العمیۃ (جیسا کہ شیخ کے حوالے سے
محذرا اسی کی مثل علامہ ابن امیر الحاج نے شرح غنیہ میں فرمایا۔ ت) معہذا ترک ایما نانا فی سنیت و
استحباب نہیں بلکہ اس کا مقررہ نہ کہ سب کہ موافقت محققین کے نزدیک امارت وجوب کما فی البعد
و غیریہ (جیسا کہ بحر وغیرہ میں ہے۔ ت) علاوہ بریں اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے دامن سب سنن مسجد ہی میں پڑھی ہوتیں تاہم بعد اس کے کہ حضور ہم سے ارشاد فرمایا کہ "فرضوں کے
سوا تمام نمازیں تمہیں گھر میں پڑھنی چاہئیں" اور فرمایا "ما دراسے فرض اور نمازیں گھر میں پڑھنا مسجد
میں پڑھنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے" بلکہ مسجد میں پڑھتے ہوئے کہ وہ ارشاد فرمایا کہ "نماز گھروں
میں پڑھا کر" کھانا صرک و سنن جیسا کہ یہ سب کچھ نیچے ذکر ہے۔ ت) تو ہمارے لئے بہتر گھر ہی میں
پڑھنے میں رہے کہ قول فعل پر مزع ہے اور ان احادیث میں نماز سے صرف نوافل مطلقہ مراد نہیں ہو سکتی
کہ ما دراسے فرائض میں سنن بھی داخل اور قضیہ مسجد بنی عبدالشہل کا خاص سنن مغرب میں تھا کما سبق
(حب کہ نیچے گزرا۔ ت) اسی طرح فقہاء بھی عام حکم دیتے اور نوافل کی تخصیص نہیں کرتے، چاہے میں ہے
والافصل فی عامۃ السنن و النوافل
المنزل و هو المروی عن النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم
تمام سنن و نوافل کو گھر میں ادا کرنا افضل ہے
اور یہی بات رسالتحاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے مروی ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے :

عام فقہائے عبارت کتاب (ہیہ) مرجع مطلق
کعبا مرقا الکتب و بہ اختی
عام فقہائے عبارت کتاب (ہیہ) مرجع مطلق
جواب دیاست، اور فقیہ ابو جعفر نے اسی پر

سہ اشعۃ اللمعات باب من صلی صلوۃ مرتین فصل ثالث مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵۰۳/۱
سہ البدایہ جزء اول باب ادراک الفریضہ مکتبہ عزیز سیہ کراچی ۱۳۲/۱

المقیہ ابو جعفر قال الا انت یخشی
انت یشتمل عنہا اذا رجع فان
لو یخف فلا فضل البیت

شرح صغیر میں ہے ،

ثم لسة في سعة الحجر وكذا في سائر
السنن ان ياتي بها اما في بيته وهو
الافضل او عند باب المسجد واما
السنن التي بعد الفريضة فانه ان تطلع
بها في المسجد فحسن وتطوع بها
في البيت افضل، وهذا غير مختص بسما
بعد الفريضة بل جميع النوافل ما بعد
التراديع وتحية المسجد ۛ فصل في
المروى عن النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم انه كان يصل جميع السنن
والوتر في ليلته اتم ملخص .

یہ کہتے ہوئے فتویٰ دیا ہے مگر اس صورت میں
کہ جب کسی مشغولیت کی بناء پر گھر لوٹ کر نوافل کے
وقت ہو جانے کا خطرہ ہو (تو مسجد میں ہی پڑھ
لے، ہاں اگر خوف نہ ہو تو گھر میں ادا کرنا افضل ہے

پھر سنت، سنن فجر میں اسی طرح نقیہ سنن میں
کہ ان کو گھر میں ادا کرے اور یہی افضل ہے
یادروازہ مسجد کے پاس ادا کرے۔ رہیں وہ
مستثنیٰ جو فرائض کے بعد ہیں اگر مسجد میں ادا کرے
تو بھی ٹھیک اور اگر گھر میں ادا کرے تو زیادہ بہتر
ہے، اور یہ صرف ان سنن کا معاملہ نہیں جو فرض
کے بعد ہیں بلکہ تراویح و تحیۃ المسجد کے علاوہ باقی
تمام نوافل کو گھر میں ادا کرنا افضل ہے کیونکہ
رسالتنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے
میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سنن دو ترکو گھر میں ہی ادا فرماتے تھے احد غنیمت

اور جب ثابت ہو چکا کہ سنن و نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل اور یہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی عادت طیبہ، اور حضور نے یرنی بھی حکم فرمایا تو بخیاں مشابہت و واقعہ اُسے ترک کرنا کچھ وجہ
نہ رکھتا ہے۔ اہل بدعت کا خلاف اُن کی بدعت یا شعار خاص میں کیا جائے نہ یہ کہ اپنے مذہب کے امور
خیر سے جو بات وہ اختیار کریں ہم اُسے چھوڑتے جاتیں آخر افضلی کلمہ بھی تو پڑھتے ہیں۔ بالکل امسئل حکم
استنباطی یہی ہے کہ سنن قبلہ مثل رکعتیں فجر و بائی ظہر و عصر و عشا مطلقاً گھر میں پڑھ کر مسجد کو جائیں کہ
ثواب زیادہ پائیں، اور سنن بعدیہ مثل رکعتیں ظہر و مغرب و عشا میں جسے اپنے نفس پر اطمینان کامل حاصل ہے

کہ گھر جا کر کسی ایسے کام میں جو اسے اسنن سے باز رکھے مشغول نہ ہو گا وہ مسجد سے فرض پڑھ کر پلٹ آئے اور سنیستیں گھر ہی میں پڑھے تو بہتر اور اس سے ایک زیادہ ثواب یہ حاصل ہوگی کہ جتنے قدم بارہ بار اسے سنن گھر تک آئے گا وہ سب حسنات میں لکھے جائیں گے

قل تبارک و تعالیٰ و نکتب ما قد صوا و اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے : ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر شی کو ہم نے کتاب میں میں شمار کر رکھا ہے ۔ (ت)

اور جسے یہ وثوق نہ ہو وہ مسجد میں پڑھ لے کہ نماز افضلیت میں اصل نماز قوت نہ ہو ، اور یہ معنی عارضی افضلیت صلوٰۃ فی البیت کے منافی نہیں ، نظیر اس کی نماز وتر ہے کہ بہتر اخیر شب تک اس کی تاخیر ہے مگر جو اپنے جاگے پر اعتماد نہ رکھتا ہو وہ پچھلے ہی پڑھ لے کما فی کتب الفقہ (جیسا کہ کتب فقہ میں ہے) مگر اب عام عمل اہل اسلام سنن کے مساجد ہی میں پڑھنے پر ہے اور اس میں مصالح ہیں کہ ان میں اطمینان کم ہوتا ہے جو مسجد میں ہے اور عادت قوم کی مخالفت موجب طعن و انگشت نمائی و انتشار ظنون و فتح باب غیبت ہوتی ہے اور حکم صرف اسی بنی قرآن و احادیث کی روایت اس پر مرجع ہے ، ائمہ دین فرماتے ہیں ، الخروج عن العادة شہرة و مکروہ (معمول کے ندرت کرنا شہرت اور مکروہ ہے ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۱۰۳۵ از لشکر گویا رکھکے ڈاک مرسل مولوی نور الدین احمد صاحب غفرہ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ (۱) نفل کا سوائے تراویح و نماز کسوف و خسوف بجماعت مفسوخ ہونا تو معلوم ہے لیکن بعض مشائخ کے یہاں جو باعتبار کسی کسی کتاب کے بعض نمازیں نفل کی مثلاً صلوٰۃ قضا کے عمری (۴ نفل قبل آخری جمعہ کے) اور نفل شب برات بجماعت ہوتے ہیں ان کی کیا اصل ہے ، جو از کس بنا پر ہے اور ممانعت کیوں ہے ، جن فتاویٰ کی روش سے جو از نکال ہے وہ کہاں تک معتبر ہے ؟

(۲) نفل دوم عاشوراء ہم کو پڑھنا مناسب ہے یا نہیں ؟

الجواب

(۱) ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک تراویح کی جماعت بتداعی مکروہ ہے ۔ اسی حکم میں

نماز خسوف بھی داخل کر وہ بھی تنہا پڑھی جائے اگرچہ امام جمعہ حاضر ہو حکماً فی الشامی عن اسمعیل عن
 البرجندی (جیسے کہ شامی نے آئینہ میں سے اور انھوں نے برجندی سے نقل کیا ہے۔ ت) حلیہ میں ہے
 اما الجماعة فی صلوة الخسوف فظاهر کلام الجہم العفیر من اهل المذهب
 رہا صلوة خسوف کی جماعت کے بارے میں حکم تو
 اہل مذہب کے جم غفیر کے کلام سے یہی ظاہر ہے
 کرہتھا
 صرف تراویح و صلوة الکسوف و صلوة الاستسقاء مستثنیٰ ہیں

وذلك هوفاق ائمتنا علی الاصح فالخلف
 فی الاخیار فی الاستسقاء و صلت الجوار
 اصح مذہب کے مطابق ہمارے مذہب کا اتفاق
 ہے، اختلاف آخری (صلوة الاستسقاء)
 کے سنون ہونے میں ہے نہ کہ جواز میں، جیسے
 کہ درمختار میں تصریح ہے (ت)

مذہبی مذہب اصح میں اُس وقت مستحق ہوگی جب چار یا زیادہ مقتدی ہوں دو تین تک کراہت
 نہیں،

فی الدرر یکبر ذلک لوعلی سبیل التداوی
 بان یقتدی اس بعة بواحد کما فی الدرر
 اح فی الطحاوی علی مراقی الفلاح فی
 اقتداء ثلثة الاصح حد مر الکراہة
 درمختار میں ہے یہ مکروہ ہے اگر علی سبیل التداوی
 ہو مثلاً چار آدمی ایک کی اقتداء کریں جیسا کہ درر
 میں ہے اور، طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے
 اگر تین نے ایک کی اقتداء کی تو اصح یہی ہے کہ
 یہ مکروہ نہیں۔ (ت)

نماز تناسخ طہری کہ آخر جمعہ ماہ مبارک رمضان میں اُس کا پڑھنا اختراع کی گئی اور اُس میں یہ
 سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی بھی قضائیں اُتر جاتی ہیں محض باطل و

۱۸۳/۶	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الکسوف	۱۸۳/۶
۱۱۸/۱	مطبوعہ مطبعہ محبتی دہلی	باب الاستسقاء	۱۱۸/۱
۹۹/۱	~ ~ ~	آخر باب الترتیب والنوافل	۹۹/۱
۲۱۱	نور محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی	حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح	۲۱۱

بدعت سیئہ شیعہ ہے کسی کتاب معتبر میں اصلاً اس کا نشان نہیں، نماز شب بارات اگرچہ مشائخ کرام قدس سرہم نے بجااحت بھی پڑھی، قوت القلوب شریف میں ہے،

يستحب احياء خمس عشرة ليلة (۱) الى قوله) ليلة النصف من شعبان وقد كانوا يصلون في هذه الليلة مائة ركعة بآلف مرة فل هو الله احد عشر ا في كل ركعة ويسمون هذه الصلوة صلوة الحير ويتعبر فومئ بركتها ويجمعون فيها ويهاصلوها جماعة (۲) بركت مسلمة تقي، اس رات (يعني پندرہ شعبان) میں اجتماع کرتے اور احيانا اس نماز کو بجا جماعت ادا کرتے تھے۔ (ت)

اور یہی مذہب علمائے تابعین سے نعمان بن عاصم و خالد بن معدان اور احمد مجتہدین سے استحقاقی راہب و رحمة اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے مگر ہر سے نہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب وہی ہے کہ جماعت بتدائی ہو تو مکروہ ہے

كما نص عليه في البزازیة والتأخر خاية والحدوى القدسي والحلیة والغنية ونور الايضاح ومراق الفلاح والاشباه وشرو حها والدر المختار وحواشیه وغیر ذلك من الكتب المعتمدة. جیسا کہ اس پر بزازیہ، تارخانیہ، الحدوی القدسی، غنیہ، نور الايضاح، مراق الفلاح، الاشباہ اور اس کی شروح، درمختار اور اس کے حواشی اور اس کے علاوہ دیگر معتد کتب میں تصریح ہے (ت)

(۲) عاشورایام فاضلہ سے ہے اور نماز بہترین عبادات اور اوقات فاضلہ میں اعمال صالحہ کی تکثیر قطعاً مطلوب و مندوب مگر اس دن نوافل معینہ بطرق مخصوصہ میں جو حدیث روایت کی جاتی ہے علماء اسے موضوع و باطل بتاتے ہیں کہ صرح بہ ابن الجوزی فی موضوعاتہ و اقراء عیہ فی اللآئی (اس کی تصریح ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں کی اور امام سیوطی نے اللآئی میں

اسے ثابت رکھا ہے۔ ت) موضوعاتِ گہرہ علی قاری میں ہے، مہلوقہ عاشوراء موضوع، لا اتفاق
(عاشوراء کی نماز بالاتفاق موضوع ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۰۳۶ از علاء قجاکل تھانہ ہری پور کوٹ نجیب اللہ خاں مرسلہ شہیر محمد شیخ

۱۴ رمضان شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وتر میں نیت وتر کی کرے یا واجب کی یا سنت کی
یا کیا؟ بینوا توجروا

الجواب

وتر کی نیت تو ضرور ہی ہے پھر چاہے اسی قدر پر قناعت کرے اور بہتر یہ ہے کہ وتر واجب
کی نیت کرے کہ ہمارے مذہب میں وتر واجب ہی میں اور اگر سنت بمعنی مقابل واجب کے نیت کی
تو ہمارے امام کے نزدیک وتر ادا نہ ہوں گے۔

في الدر المختار لا بد من التعيين عند
النية لغيره ان لا يظن او يصور واجب
انه وتر او نذر او مخصص وفي رد المحتار
اي لا يلزمه تعيين الوجوب وان كان
حقيقا ينبغي ان ينويه ليطبق اعتقده
الحج. والله تعالى اعلم

ورغم ان میں ہے نیت کے وقت اس بات کا تعین
کہ یہ فرض ہے مثلاً یہ ظہر و عصر کی نماز ہے یا
واجب مثل وتر یا نذر کی نماز ہے ضروری ہے
اختصاراً، اور رد المحتار میں ہے کہ تعین وجوب
لازم نہیں، ہاں اگر وہ نسی ہو تو مناسب یہ ہے
کہ اس کی نیت کرے تاکہ وہ اس کے اعتقاد
کے مطابق ہو جائے الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۳۷ از ملک بنگالہ ضلع چائیکام ڈاکخانہ بلدی مرسلہ محمد حبیب اللہ صاحب

۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ

چرمی فرماید علمائے دین اندری مسئلہ کہ جناب
قاضی ثناء اللہ صاحب در مالابہ منہ آورده اند کہ
اس مسئلہ میں علماء کی کیا رائے ہے کہ مالابہ منہ
میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ذکر کیا ہے کہ

۱۔ درالرفوعہ لملا علی قاری حدیث ۱۱۳۱
۲۔ در مختار باب شروط الصلوٰۃ
۳۔ رد المحتار
مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۸۹
۴۔ مطبع معبقاتی دہلی بھارت ۶۷/۱
۵۔ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶۱۹/۱

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد میں قیام طویل فرماتے تھے کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے اور پھٹ جاتے، یہ قول قابل اعتبار ہے یا نہیں، متورم ہونا اور پھٹنا دونوں صحاح ستہ سے ثابت ہیں یا صحاح کے علاوہ بعض علما کا یہ کہنا ہے کہ مبارک قدموں کا متورم ہونا صحاح ستہ سے ثابت ہے مگر پھٹ جانا ثابت نہیں، کس کا قول معتبر ہے، مسئلہ کتاب کے ساتھ بیان کریں اور علما کہنے لے اللہ تعالیٰ سے رجوع پائیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در صلوٰۃ تہجد قیام بسیار می فرمودند حتی کہ در پائے مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درم و خشق شدہ است، قول مذکور قابل اعتبار است یا نہ و درم و خشق در صحاح ستہ ثابت است یا خارج از صحاح بعض عالم میگویند کہ در وقت بر مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در صلوٰۃ ثابت است و خشق ثابت است قول کہ اگر کس معتبر است بینوا بسند الکتاب و توجروا صلی اللہ الوہاب۔

الجواب

قاضی صاحب کا کلام درست و صحیح ہے اس کا انکار ناواقفیت سے پاؤں کا متورم ہونا اور پھٹ جانا دونوں ہی صحاح ستہ سے ثابت ہیں، یہ خبر شیخ ابی داؤد اور جامع صحیح امام بخاری میں مروی ہے کہ میں صدقہ بن فضل انیس ابن خبیبہ انھیں زیادہ بتایا کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فرمایا حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک قدم متورم ہوئے، آپ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الفاظ کے ذریعے مغفرت بخشش کی تو بخیر دی ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبك وما تأخر، تو

ابن جاسن قاضی درست و سہی ست انکار نہیں ازنا بردہ روی ست، تورم و انشقاق بردہ صحاح ستہ بخاری سنن ابی داؤد مروی ست و در جامع صحیح امام بخاری ست حدیثنا جسد قہ بین فضل اخبرنا ابن خبیبہ ثنا زیاد انہ سمع المغیرۃ یقول قام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی تورحت قدمہ فقیل لہ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال افلا اکون عبدا لشکوکم احدثنا الحسن بن عبد العزیز ثنا عبد اللہ بن یحیی اخبرنا حیوۃ عن ابی الاسود

انه سمع عروۃ عن عائشة
 رضى الله تعالى عنها ان
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کانت یقوم من
 اللیل حق تنعطر قد صا
 وقالت عائشة لو تعینم هذا
 یا رسول اللہ وقبہ فغفر اللہ
 لك ما تقدم من ذنبك وما
 تأخر قال ایضا احب ان
 اکون عبدا شکورا لحديث
 قال البخاری فی کتاب الصلوة
 تعطر قد صا العطور الشقوق
 انظروا انشقت ^{۱۳۸} واللہ تعالیٰ
 اعلم۔

آپ نے فرمایا، کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟
 حسن بن عبد العزیز انھیں عبد اللہ بن یحییٰ انھیں حیرۃ
 انھیں ابوالاسود نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عروہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسالتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 رات کو قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے قدم مبارک پھٹ جاتے، میں نے عرض کیا،
 یا رسول اللہ! اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہو حالانکہ
 اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے معاملات پر
 مغفرت و بخشش کی ضمانت فراہم کر دی ہے تو
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں اس کا
 شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس حدیث کو امام بخاری
 نے کتاب بصرۃ میں ذکر کر کے فرمایا، تفطرو
 قد صا العطور کا معنی پھٹ جانا ہے کیونکہ انھیں
 اور انشقت دونوں کا معنی پھٹ جانا ہے۔ ۱۳۸
 واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹ ذی القعدہ ۱۳۲۶ھ

مشتملہ از بریلی مکتبہ صمدی خاں کی بذریعہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز عشاء میں آخری نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے
 ہو کر؟ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس طور پر ہمیشہ ان نفلوں کو ادا فرمایا اور کس طرح پڑھنا باعث
 نیا دتی ثواب ہے؟ بینوا توجہ و

الجواب

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نفل بیٹھ کر پڑھے مگر ساتھ ہی فرمادیا کہ میں تمہارے مثل

۱۳۸ صحیح البخاری سورۃ الحج زیر قول لیغفر لک اللہ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶/۲
 ۱۳۸ باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللیل الخ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۲/۱

نہیں، میرا ثواب قیام و قعود دونوں میں یکساں ہے تو اُمت کے لئے کھڑے ہو کر پڑھنا افضل اور دونا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۳۹ کی فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز تہجد ادا کرتا ہے لہذا اس کو وتر بعد فرغت تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ یا کسی کی تراویح اتفاق سے کچھ باقی رہ گئی ہیں تو وہ امام کے بعد تراویح پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

تہجد پڑھنے والا بعد تراویح وتر پڑھ سکتا ہے بلکہ جائز ہے پراعتاد نہ ہو تو پہلے ہی پڑھ لینا بہتر ہے جس نے امام کے ساتھ بعض تراویح نہ پائیں تو بعد امام ان کو پڑھنے خواہ و تروں سے پہلے یا بعد اور اول بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۴۰ از ریاست اور راجپوتانہ محقق قاضی و ازہ مرسلہ مولوی محمد رکن الدین صاحب نقشبندی ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں اگر قضا ہو جائیں تو بعد فرض جماعت کے اُسے سنت وقت کے اندر قضا کر لے یا نہیں؟ اس میں بھی صاحب روایہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہر کی سنت مثل سنت ظہر کے نہیں ہیں لہذا اگر اڑھتس ہے کہ اس کی تحقیق سے براہیسی ڈاک اطلاع بخشی جائے۔ دو چار علماء سے جو گفتگو ہوئی تو انہوں نے جناب کی تحقیق کی طرف توجہ دلائی۔

الجواب

ہاں وقت میں انہیں ادا کر لے وہ ادا ہوگی نہ کہ قضا، درمختار میں ہے۔

بمخلاف سنة الظہر و کذا الجمعة فانه
ان خلاف قوت رکعتہ یترکھا ویقتدی
ثم یاتی بها علی انه سنة فی وقتہ اعی
الظہر

بمخلاف ظہر کی سنت کے، اسی طرح جمعہ کا معاملہ
ہے، پس اگر نماز کی ایک رکعت نکل جائے گا
خطرہ ہو تو سنن ترک کر کے جماعت میں مشاغل
ہو جانا چاہئے پھر ان سنتوں کو اپنے وقت یعنی
ظہر میں ادا کرے۔ (د)

بحوالہ راجی میں ہے۔

وحکمہ، لاسابع قبل الجمعة کالاربع
سے درمختار باب اوراک الفریضہ
جمعہ کی پہلی چار سنتوں کا حکم وہی ہے جو ظہر سے
مطبوعہ مطبعہ مجتہبائی دہلی بھارت ۱۰۰/۱

قبل الظهر کمالا یخفی

پہل چار سنتوں کا ہے جیسا کہ واضح ہے (ستہ)

حاشیہ علامہ شمس الدین الملکی علی البحر الرائق میں فتاویٰ علامہ سراج الدین حنفی سے ہے،

فعلی ما قالوا فی المتن وغیرہ من ان
سنة الظهر تقضى، يقتضى ان تقضى
سنة الجمعة اذ لا فرق اثنان نقلت
مروضة العلماء ما روي في منحة الخالق
ورد المختار۔

جامع الرموز میں ہے،

يتعلق سنة الظهر ولو حکما فيد خفيه
سنة الجمعة فتقضى على الخلاف
سنة الظهر۔

رد المحتار شامی کا استدلال کہ،

قد يستدل للفرق بينهما بان القياس
في المسائل، عدم القضاء وقد استدل
قاضي خان بقضاء سنة الظهر بما عت
عائشة رضي الله تعالى عنهما من
النسبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان
اذا فاتت الاثر بعد قبل الظهر قصاهن
بعد، فيكون قضاءها ثبت بالحدیث
على خلاف القياس۔

اس بنا پر کہ جو فقہانے کہا ہے کہ سنتوں وغیرہ میں اگر
ظہر کی سنتیں ادا کی جائیں اس کا تقاضا ہے کہ جمعہ
کی سنتیں بھی ادا کی جائیں کیونکہ ان میں کوئی فرق
نہیں اور پھر ائمہوں نے روضۃ العلماء سے وہ نقل
کیا جسے مؤلف الملکی اور رد المحتار میں روکیا ہے (ت)

ظہر کی سنتیں چوڑی جائیں اگرچہ ظہر مکمل ہو تو جواز
ترک میں جمعہ کی سنتیں بھی داخل ہوں گی تو انہیں
بر خلاف سنت ظہر ادا کیا جائے (ت)

بعض اہل سائن کے درمیان فرق کے لئے یہ
استدلال کیا جاتا ہے کہ قیاس کا تقاضا ہے کہ سنتیں
میں قضا نہیں، اور قاضی خان نے ظہر کی سنتوں
کی قضا پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہ اگر ظہر سے پہلے کی چار رکعات حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے رہ جائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ظہر کے بعد انہیں ادا فرمایا کرتے تھے پس ان کی
اداء خلاف قیاس حدیث سے ثابت ہوتی (ت)

۵۵/۲	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب ادراک الفریضۃ	سبح بحر الرائق
۵۵/۲	" " "	قول حکم الاربع قبل الجمعة کے تحت	سبح حاشیہ مفتی الحنفی علی البحر الرائق
۲۲۳/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران	فصل ادراک الفریضۃ	سبح جامع الرموز
۵۳۱/۱	مصطفیٰ البابائی مصر	باب " "	سبح رد المحتار

اس پر فقیر غفرلہ المولیٰ القدر نے اپنی تعلیقات میں یہ لکھا :

اقول فيه ان الحاق سنة الجمعة بسنة
الظهر يدل المساواة فلا يفرض كون
الغضاء فيهي على خلاف القياس لان
الحاق دلالته لا يختص بمعقول المعنى
كما نص عليه الاضاح ابن الهمام وغيره
من الاعلام بل لقائل انت يقول
ان سنة الجمعة من افراد سنة الظهر
فلا يحق خافهم وبالجملة فالاحوط
لا يثبت بها خروجها عن العهد بيقين
والله تعالى اعلم

اقول بجمد کی سنتوں کو ظہر کی سنتوں کے ساتھ مساوی
کی بنا پر لاشعری کرنے میں ان کو خلاف قیاس قضا
کرنے میں کوئی ضرورت نہیں کیونکہ دلالت الحاق کے لئے
معقول یعنی ہونا ضروری نہیں جس طرح اس پر
امام ابن ہمام وغیرہ نے تصریح کی ہے بلکہ قائل
کے لئے یہ کہنا ممکن ہے کہ بعد کی سنتیں ظہر کی
سنتوں کا ہی فرد ہیں تو پھر کوئی الحاق نہ ہوگا ایسے
کچھ الغرض احتیاط یہی ہے کہ انہیں بجا لایا جائے
تاکہ ذمہ داری سے بالیقین عمدہ برآ ہو جائے
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۰۴۱ ۲۸ محرم ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، بن سدد میں کہ ایک شخص نے فوت حالت کے خوف سے سنتیں فجر کی
ترک کیں، اور جماعت میں شامل ہو گیا اب وہ ان سنتوں کو فرضوں کے بعد سورج نکلنے سے پیشتر پڑھے یا بعد؟
بیتواتوجروا

الجواب

جبکہ فرض فجر پڑھ چکا تو سنتیں سورج بلند ہونے سے پہلے ہرگز نہ پڑھے، ہمارے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ
عنہم کا اس پر اجماع ہے علم پڑھے تو سورج بلند ہونے کے بعد دوپہر سے پہلے پڑھے، نہ اس کے بعد پڑھے
نہ اس سے پہلے۔ روا المختار میں ہے۔

اذا فاتت وجدها فلا تقص قبل طلوع
الشمس بالاجماع لكرهية النقص بعد
الصبوح، واما بعد طلوع الشمس فكذا لك
عند هذا قول محمد احب الخ بات
يقضيها الى الزوال كما في الدرر

جب اکیلی سنتیں رہ گئی ہوں تو بالاجماع طلوع
آفتاب سے پہلے انہیں قضا نہ کرے کیونکہ اس
وقت اقل نماز مکروہ ہے۔ رہا طلوع آفتاب کے بعد
تو شیخین کے نزدیک یہی حکم ہے مگر امام محمد فرماتے
ہیں کہ زوال سے پہلے پہلے ان کا ادا کر لینا صحیح ہے
جیسا کہ درمیں ہے (ت)

اور یہ خیال کہ اس میں قصداً وقت قضا کرنا ہے تاواقعی سے ناشی، سنتیں جب فرضوں سے پہلے نہ پڑھی گئیں خود ہی قضا ہو گئیں، اُن کا وقت یہی تھا کہ فرضوں سے پیشتر پڑھی جائیں، اب اگر فرضوں کے بعد سورج نکلنے سے پیشتر پڑھے گا جب بھی قضا ہی ہوں گی ادا ہو گز رہوں گی الاتوی الی قولہ لا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع فقد سہی صلواتہ قبل الطلوع بعد العصر قضا (آپ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے کہا بالاجماع طلوع آفتاب سے پہلے قضا نہ کرے، اس میں فرض کے بعد طلوع سے پہلے نماز کو قضا کیا گیا ہے۔ ت، لیکن طلوع سے پہلے قضا کرنے میں فرض فجر کے بعد فرائض کا پڑھنا ہے اور یہ جائز نہیں، لہذا ہمارے اماموں نے اس سے منع فرمایا اور بعد طلوع وہ عروج نہ رہا لہذا اجازت دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۴۲ اذ اوجین مکان میر خادم علی صاحب السنت مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب

۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ بکر و ضو نماز فجر کا کر کے ایسے وقت میں آیا کہ امام قعدہ اخیرہ میں ہے جو سنت پڑھتا ہے تو جماعت جاتی ہے اور جماعت میں ملتا ہے تو سنتیں فوت ہوتی ہیں اس صورت میں سنتیں پڑھے یا قعدہ میں مل گئے، میو ابو حرو

الجواب

اس صورت میں بالاتفاق جماعت میں شریک ہو جائے کہ جماعت میں ملنا سنتیں پڑھنے سے اہم و آگہ ہے، جب یہ جائے کہ سنتیں پڑھوں گا تو جماعت ہو چکے گی بالاتفاق جماعت میں مل جانے کا حکم ہے اگرچہ ابھی امام رکعت ثانیہ کے شروع میں ہو قعدہ تو ختم نماز ہے اس میں کیونکر امید ہو سکتی ہے کہ امام کے سلام سے پہلے یہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں مل سکے گا،

فی الدر المختار اذا خاف فوت رکعتی
الفجر لا اشتغل به بسنتہا ترکھا لکون
الجماعة اکمل الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
در مختار میں ہے کہ سنتوں میں مصروفیت کی بنا پر
فجر کے فرائض کے فوت ہونے کا خوف ہو تو
انہیں چھوڑ دیا جائے کیونکہ جماعت ان سے
اکمل ہے الخ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۰۴۳ از مقام یومہ قلعہ رام چھاؤنی ڈیرہ اسماعیل خان رجنٹ عہدہ بنگال ملک وزیرستان
مرسدہ عبداللہ خان صاحب سوار ۳۰ صفر ۱۳۲۰ھ

سہ اسے لغاتے تو جواب ہر سوال
مشکل ار تو حل شد بے قیل و قال

(آپ سے طقات بھی ہر سوال کا جواب ہے اور بغیر قیل و قال آپ سے
سوال حل ہو جاتا ہے)

بعد تئیسے قدمبوسی کے مدعا یہ ہے کہ یہاں ہم لوگوں میں ایک حافظ قرآن شریف بہت عمدہ تلاوت
کرتے ہیں سب جوانوں کا مشورہ ہوا کہ حافظ صاحب ہم کو پورا قرآن سنائیں سب کی صلاح سے بعد نماز عشاء
پچھلی دو رکعت نفل میں دو پارے روز سنائے و سنس یوم بعد معلوم ہوا کہ نفلوں میں جماعت درست نہیں
بعد کو سب کی رائے سے عشا کے فرضوں میں دو رکعت پیشتر ہی قرآن سنایا یہ یوم سنا ہو گا کہ بعض نے کہا
تھوڑی نماز درست نہ ہوئی اب آپ لکھئے کہ کسی طرح قرآن شریف علاوہ رمضان مبارک سنانا درست
ہے یا نہیں؟ اب سہکتے ہیں و تروں میں سناؤ اور اب یہ بھی سنا ہے کہ سنتوں میں جماعت درست
نہیں ہے پھر کیا بندوبست کیا جائے، اور حرمناز اس طرح بھی ہے وہ قبول ہوئی یا پھر قضا کریں؟ یہ بگڑ
پھاڑ ہے ایک قلعہ ہے جس میں ہم قریب سو جوانوں کے رہتے ہیں۔

الجواب

استسقاء کے سوا ہر نماز نفل و تراویح و کسوف کے سوا ہر نماز سنت میں ایسی جماعت جس میں چار یا
زیادہ شخص مقتدی نہیں مکروہ ہے اور و تروں کی جماعت غیر رمضان میں اگر اتفاقاً کبھی ہو جائے تو حرج نہیں مگر
النزام کے ساتھ وہی حکم ہے کہ چار یا زیادہ مقتدی ہوں تو کراہت ہے اور فرضوں میں قراۃ طویل قدر سنت
سے اس قدر زیادہ مقتدیوں میں سے کسی شخص پر بار گزرنے سخت ناجائز و گناہ ہے یہاں تک کہ اگر ہزار
مقتدی ہیں اور سب خوشی سے راضی ہیں کہ قراۃ قدر سنت سے زیادہ پڑھی جائے مگر ایک شخص کو ناگوار
ہے تو اسی ایک کا لحاظ واجب ہو گا اور قدر سنت سے پڑھنا گناہ ہو گا، درمختار میں ہے:

یصل بالناس من یملک اقامۃ الجمعة
س رکعتیں کا نفل و صلوة الکسوف سنة
واختار ف الامور وجوبها
واختلف في استقامت صلوة
وہ شخص جو جمعہ قائم کر سکتا ہے لوگوں کو مثل نفل کے
دو رکعات نماز پڑھا سکتا ہے اور صلوة کسوف
سنت ہے اور اسرار میں اس کے وجوب کو
مختار کہا ہے، نماز استسقاء کے سنت ہونے

الاستسقاء وهو بلا جماعة مسنونة بل هي
جائزة أمر منقطعاً.

اُسی میں ہے،

لا يصح التوروك ولا التطوع بجماعة بخارج
من مضان اي يكره ذلك لو على سبيل
التداخي بان يقتدى اربعة بواحد
كما في الدرر.

رد المحتار میں ہے،

قوله يكره ذلك اشار الى ما قالوا ان
المراد من قول القدوري في مختصره
لا يجوز الكراهة لا عدم اصل الجوار
لكن في الخلاصة عن القدوري انه
لا يكره ايداع في الحلية بها
اخرجه الطحاوي عن الموريت
مخرجة قال دفنا بابكر رضي الله تعالى
عنه ليلا فقال عمر رضي الله
تعالى عنه اني لما اوتيت فقام
وصفنا وراة لا فصل بنا
ثلث ركعات لم يسلم الا
في اخرهن ثم قال و
يمكن ان يقال الظاهر

میں اختلاف ہے اور یہ بلا جماعت مسنون بلکہ جائز
ہے اور قطعاً (ت)

رمضان کے علاوہ وتر اور نوافل کو جماعت کے ساتھ
ادا نہ کیا جائے یعنی یہ عمل مکروہ ہے اگر علی سبیل
التداخی ہو یا یہ طور کہ چار آدمی کسی ایک کی قدامت
کریں جیسا کہ درمیں ہے (ت)

ان کا قول "يكره ذلك" علماء کے اس قول کی
طرف اشارہ ہے جو انھوں نے فرمایا کہ قدوری کے
اپنی مختصر میں قول "لا يجوز" کا معنی یہ ہے کہ
مکروہت ہے نہ کہ اصل جواز معدوم ہے لیکن
خاصہ میں قدوری سے ہے کہ یہ مکروہ نہیں، اور
اس کی تائید علیہ میں اس روایت سے کی ہے جو
طحاوی نے حضرت بنو ربیع بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کی ہے کہ ہم نے سیدنا ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات کو دفن کیا تو حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے ابھی وتر نہیں
پڑھے، آپ کھڑے ہوئے تو ہم ان کے پیچھے
صفت بنائی تو انھوں نے ہمیں تین رکعات پڑھائیں
اور ان کے آخر میں سلام پھیرا، پھر کہا کہ یہ کہنا

۱۷ - ۱۸ / ۱	مطبوعہ مطبعہ مجتبیٰ دہلی بھارت	باب الکسوف	۱۷ در مختار
۱۸ / ۱	" " " " " "	باب الاستسقاء	۱۸ " "
۱۹ / ۱	" " " " " "	آخر باب التوروك والنوافل	۱۹ " "

ان الجماعة فيه غير مستحبة، ثم ان كان ذلك احيايا كما فعل عمر رضي الله تعالى عنه كانت مباحا غير مكروه وان كان على سبيل المواظبة كان بدعة مكروهة لانه خلاف المتوارث وعليه يحمل ما ذكره القدوري في مختصره وما ذكره في غير مختصره يحمل على الاول، والله تعالى اعلم.

در مختار میں ہے :

يكره تحريمها تطويل الصلوة على النجوم تراثا على قدر السنة الا وتبها الكلام عليه في رد المحتار والمجدة وغيرهما وبالمبحث والتفصيل يظهر ما ذكرنا

پس اگر اس کا بند و بست منظور ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں،

(۱) یہ کہ فرضوں کی دو رکعت پیشیں میں قراءت ہو اس شرط پر کہ جماعت کے آدمی گئے بندھے ہوں اور وہ سب دل سے اس تطویل پر راضی ہوں کسی کو گراں نہ گزرے

هان الله لا يمل حتى تموا، حكما في الصحيح عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم. الله تعالى لا يمل حتى يمينا، كما في صحيح الحديث في رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كافرين، (ت)

اگر یہ معدود لوگ راضی ہوں مگر جماعت میں یہی معنی نہیں اور لوگ بھی اگر شریک ہو جاتے ہیں اور ان کا اس تطویل پر راضی ہونا معلوم نہیں تو جائز نہ ہو گا عند داعفت الوقوع في المحرام (حرام میں واقع ہونے)

محکم ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ و تروں میں جماعت غیر مستحب ہے، اور اگر یہ بعض اوقات ہو تو جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تو یہ مباح غیر مکروہ ہے، اور اگر اس میں دوام ہو تو یہ بدعت و مکروہ ہے کیونکہ منقول کے خلاف ہے اور مختصر قدوری میں جو مذکور ہے اسے بھی اسی پر محمول کیا جائیگا اور مختصر کے علاوہ میں جو مذکور ہے اسے پہلی صورت پر محمول کیا جائیگا۔ (اللہ تعالیٰ اعلم) (ت)

نماز کا مقتدیوں پر قدر سنت سے زیادہ ملنا کرنا مکروہ تحریمی ہے الا اس پر تفصیل کلام رد المحتار اور علیہ وغیرہ میں موجود ہے اور بحث و محیس سے وہ ظاہر ہو گا بذم سے ذکر کیا ہے (ت)

۴۸/۲	مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلیشرز کراچی	باب الوتر والنوافل	سنہ رد المحتار
۸۳/۱	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ فی دہلی بھارت	باب الامامة	سنہ در مختار
۱۹۴/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب ما یومر به من القصد فی الصلوة	سنہ سنن ابوداؤد

سے بچنے کے لئے۔ ت)

(۲) سنتوں، فطروں، وتروں میں عاقل قرار ت کمرے اور ہر پار مختلف لوگ مقتدی ہوں کہ کسی بار میں تین سے زیادہ مقتدی نہ ہوں مثلاً عشاء کے بعد دو سنتوں میں تین مقتدیوں کے ساتھ آدھا پارہ پڑھ لیا پھر وتروں میں دوسرے تین آدمی شریک ہو گئے آدھا ان میں پڑھا پھر فطروں میں دوسرے تین مل گئے آدھا اب پڑھا یا وتروں سے پہلے جتنے نخل چاہے امام نے مختلف تین تین آدمیوں کے ساتھ پڑھے کہ سو یا زیادہ شخص سب کو حصہ رسد ایک قرار ت طویل میں شرکت پہنچ گئی۔

(۳) سنتوں خواہ فطروں میں سب مقتدی ایک ساتھ شریک ہو کر ایک ہی بار میں ساری قراءت سب سنیں مگر یوں کہ مقتدی سب یا تین سے جتنے زیادہ ہیں یوں منت مان لیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے نذر کی کہ یہ رکعتیں اس امام کے ساتھ باجماعت ادا کروں اس صورت میں بھی کراہت نہ رہے گی اگرچہ کوئی ایسی پسندیدہ بات یہ بھی نہیں، درمختار میں ہے :

فی الاشباہ عن البزازیۃ یکرہ الا قداۃ فی
صلوۃ مہذب وبراءۃ و قدر الا اذا قل
نذرت کذا رکعت بھذا الامم جماعت
قلت و تمۃ عب سۃ البزازیۃ عن الامامۃ
ولا ینبغی ان یشکل کل هذا التکلف
لاہر مکروۃ ۱۲۰ - واللہ تعالیٰ اعلم
اشباہ میں بزازیہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز رخائب
اور برارۃ اشب برارت کی نماز، اور قدر (شیر
قدر کی نماز) میں اقتدار مکروہ ہے مگر اس صورت
میں حسب کوئی یوں کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے
نذر کی ہے کہ میں اس امام کی اقتدار میں یہ رکعتیں
ادا کروں گا اور قلت بزازیہ کے باب الامامت
میں اختتامی عبارت یوں ہے کہ اس امر مکروہ کے لئے یہ تمام تکلفات مناسب نہیں اور۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۰۲۲ از احمد آباد گجرات دکن علامہ مرزا ابودردردہ اسلامیہ مرحلہ شیخ علامہ الدین صاحب

۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علمائے حنفیہ کی نماز تہجد کی
ساتھ جماعت کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور دیگر ایام مخصوصہ مثلاً یوم عاشورا وغیرہ میں نفل جماعت
جائز ہیں یا نہیں؟ اور یہاں کے مولوی نماز تہجد کی جماعت سے پڑھنا از حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

منصوص کتھے ہیں اور وقت تہجد کے جماعت بھی کرتے ہیں، آیا جماعت تہجد اور نفوں کی کرنا مستحب یا سنت کیا ہے؟ اور جبکہ برعکس ہو تو کیا مکروہ ہے یا بدعت ہے یا کیا ہے؟ اللہ اعلم ما بینوا بحکم الکتاب تو جہد و ایوم الحساب۔

الجواب

تراویح و کسوف و استسقاء کے سوا جماعت نوافل میں ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب معلوم و مشہور اور عامۃ کتب مذہب میں مذکور و مسطور ہے کہ بلا تلامی مضائقہ نہیں اور تلامی کے ساتھ مکروہ۔ تلامی ایک کلمے کو بلا جمع کرنا اور اسے کثرت جماعت لازم عادی ہے اور اس کی تحدید امام نسفی وغیرہ نے کافی میں یوں فرمائی کہ امام کے ساتھ ایک دو شخص تک بالاتفاق بلا کراہت جائز اور تین میں اختلاف اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ، یہ تحدید امام شمس الائمہ سے منقول ہے کافی کا نص بجاہت یہ ہے،

(لا یصلی تطوع بجماعة الا قیام رمضان) وعن شمس الاثنتان التطوع بالحسنة انما یکرہ اذا کان علی سبیل استدائی او اقتدی واحد بواحد او اثنان بواحد لا یکرہ واذا اقتدی ثلثة بواحد اختلف فیہ وان اقتدی اربعة بواحد کسوف اتفاقاً۔

نفل جماعت کے ساتھ لو انہ کئے جائیں مگر رمضان کا قیام، شمس الائمہ سے یوں منقول ہے کہ نوافل کی جماعت اس صورت میں مکروہ ہے جب علی سبیل التلامی ہو، اگر ایک نے ایک کی اقتدار کی یا دو نے ایک کی تو کراہت نہیں اور جب تین ایک کی اقتدار کریں تو اس میں اختلاف ہے اور اگر چار نے ایک کی اقتدار کی تو یہ بالاتفاق مکروہ ہے۔ (ت)

اور اصح یہ ہے کہ تین مقتدیوں میں بھی کراہت نہیں، الطحاوی علی مرقی الفلاح میں ہے، قوله اختلف فیہ والاصح عدم الکراہة۔ ان کا قول اختلف فیہ "اس میں اصح یہ ہے کہ کراہت نہیں۔ (ت)

مگر انھیں امام شمس الائمہ سے خلاصہ وغیرہ میں یوں منقول کہ تین مقتدیوں تک بالاتفاق کراہت نہیں

سلف بحوالہ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثانی عشر فی الامامة والاقتدار مطبوعہ خشى نوکشتور بکھنو ۱۵۳/۱

سلف حاشیۃ الطحاوی علی مرقی الفلاح آخر باب الوتر مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۱۱

چار میں اختلاف ہے اور اصح کراہت۔ فتاویٰ خلاصہ کا نص عبارت کتاب القلوۃ فصل خامس عشر میں یہ ہے،

اصول هذا ان التقطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداخى يكره في الاصل للصدر الشهيد اما اذا اصر على الجماعة بغير اذن واقامة في ناحية المسجد لا يكره وقال شمس الائمة العلواني رحمه الله تعالى ان كان سوى الامام ثلاثة لا يكره بالاتفاق وفي الاربع اختلف المشايخ و الاصح انه يكره له

اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ جب نوافل کی جماعت علی سبیل التداخی ہو تو صدر شہید کی اصل میں ہے کہ یہ مکروہ ہے لیکن اگر مسجد کے گوشے میں بغیر اذن تکبیر نفل کی جماعت ہوئی تو کراہت نہیں، اور شمس الائمہ علوانی نے فرمایا کہ اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق کراہت نہیں اور اگر مقتدی چار ہوں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح کراہت ہے (ت)

بالجمعة مقتدیوں میں بالاجماع جائز اور پانچ میں بالاتفاق مکروہ، اور تین اور چار میں اختلاف نقل و مشائخ، اور اصح یہ کہ تین میں کراہت نہیں چار میں ہے، تو مذہب فقاریہ نکلا کہ امام کے سوا چار یا زائد ہوں تو کراہت ہے ورنہ نہیں، ولہذا درمہ و تفریح فقاریہ میں فرمایا،

یکرہ ذلك لو على سبيل التداخى بان يقتدى اربعة بواحد

اگر نفل کی جماعت علی سبیل التداخی ہو بایں طور پر کہ چار آدمی ایک کی اقتدار کریں تو مکروہ ہے (ت) پھر اظہر یہ کہ یہ کراہت صرف تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ لمخالفة التوارث (کیونکہ یہ طریقہ توارث کے خلاف ہے۔ ت) نہ تحریمی کہ گناہ و ممنوع ہو، رد المحتار میں ہے،

فی الحلیۃ الظاہر ان الجماعة فیہ غیر مستحبة ثم ان كان ذلك احیانا كان مباحا غیر مکروہ وان كان على سبيل المواظبة كان مذمومًا مکروہًا لانه خلاف التوارث ویؤید فیہ ما فی البدائع من قوله

عید میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ نفل میں جماعت مستحب نہیں پھر اگر کبھی کبھی ایسا ہو تو یہ مباح ہے مکروہ نہیں اور اس میں دوام ہو تو طریقہ متوارث کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعت ہے مکروہ ہے اور اس کی تائید بدائع کے اس قول سے

سہ خلاصہ الفتاویٰ الفصل الخامس عشر الخ
سہ در مختار آغریاب الوتر والنوافل

مطبوعہ مطبع خشعی نوکشتور کھنور ۱۵۲/۱
مطبوعہ مجتبیاتی دہلی بھارت ۹۹/۱

ان الجماعة في التطوع ليست بسنة الا
في قيام رمضان اه فان نفى السنة
لا يستلزم لكراهة ثم ان كان
المواظبة كان بدعة فيكره وفي حاشية
البحر المحير الوصول على الكراهة في الفيا
والنهاية بامث الوتر فغل من وجه
و لنفل بالجماعة غير مستحب لانه
لم تفعله الصحابة في غير رمضان اه
وهو كما بصريح في انها كراهة تنزيه
تأمل اه مختصرا۔

بھی ہوتی ہے کہ جماعت، قیام رمضان کے علاوہ
نوافل میں سنت نہیں اہ کیونکہ لفظ سنت کراہت
کو مستلزم نہیں پھر اگر اس میں دوام ہو تو یہ
بدعت و مکروہ ہوگی، خیر دلی نے حاشیہ بحر میں
کہا کہ ضیاء اور نہایہ میں کراہت کی علت یہ بیان
کی ہے کہ وتر من وجہ نفل ہیں اور نوافل کی جماعت
مستحب نہیں کیونکہ صحابہ کرم رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین نے رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت
نہیں کرائی اہ یہ گویا اس بات کی تصریح ہی ہے
کہ جماعت مکروہ تنزیہی ہے تاہل اہ اختصاراً (بک)

صلوة الرغائب و صلوة البرارة و صلوة القدر کہ جماعت کثیرہ کے ساتھ بکثرت بلاد اسلام میں
راتح متین متاخرین کا ان پر انکا اس نظر ہے کہ حرام سنت نہ سمجھیں ولہذا وجہ ذکر دوری میں بعد بکث
کلام فرمایا۔

فلو ترك امثال هذه الصلوات تارك
ليعلم الناس انه ليس من الشعائر
في حسن

اگر ان نمازوں کو کوئی اس لئے ترک کرتا ہے کہ
لوگ جان لیں کہ یہ شعار اسلام نہیں تو یہ اچھا
کام ہے۔ (ت)

اور بعض ناس کا غلو افراط سمجھ نہیں اور حدیث بروایت مجاہل انا موجب وضع نہیں
روضہ حدیث موجب منع غل ہے، قل بالحدیث الموضوع اور علی بما فی الحدیث الموضوع میں زمین
آسان کا بل ہے کما حققنا کل ذلك فی منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین (جیسا کہ ہم نے
اس کی پوری تحقیق رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین میں کی ہے۔ مت) خصوصاً ان کا فصل
بجماعت اجلہ اعظم اولیائے کبار و علمائے ابرار حتی کہ ایک جماعت تابعین کرام و ائمہ مجتہدین اعلام سے
ثابت و منقول ہے، لطائف المعارف امام حافظ زین الدین ابن رجب میں ہے :

سلفہ رد المحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴۸/۲
سلفہ فتاویٰ بزاز علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ کتاب العقلة مطبوعہ نوری مکتب خانہ پشاور ۵۴/۲

وليلة النصف من شعبان كان التابعون
من اهل الشام كخالد بن معدان و
مكحول ولقمان بن عامر وغيرهم
يعظمونها ويجهدون فيها في العبادة
وعندهم اخذ الناس فضيلتها وتعظيمها
وقد قيل انه بلغهم في ذلك آثار اسرائيلية
فلما استهزئ ذلك عنهم في البداءات
خفف الناس في ذلك ، فمنهم من
قبله ووافقهم على تعظيمها منهم
طائفة من عباد اهل البصرة وغيرهم
واكثر ذلك اكثر العلماء من اهل بحر منهم عطاء بن
ابى مليكة وعبد الرحمن بن يزيد بن اسلم
عق فقهاء المدينة وهون بن اسلم
وغيرهم وذلك كله بدعة ، واختلف علماء
اهل الشام في صفة احيائها على قولين
احدهما انه يستحب احيائها جماعة في
المساجد كان خالد بن معدان ولقمان بن
عامر وغيرهما يلبسون فيها احسن ثيابهم
ويتخفرون ويكتحنون ويقومون في
المساجد ليلتهم ذلك ووافقهم
اسحق بن عمار هوية على ذلك
وقد ذكر بعد القول الاخر وهو
كراهة الجماعة ووقت الافراد
وان عليه امام الشام الا واما الخ
لكن فيه سقط في نسخته

يعني اهل الشام میں ائمہ تابعین مثل خالد بن معدان
وانام مکحول ولقمان بن عامر وغیرہم شب برات
کی تعظیم اور اس رات عبادت میں کوشش عظیم
کرتے اور انھیں سے لوگوں نے اُس کا فضل مانا اور
اُس کی تعظیم کرنا اذکیا ہے ، کوئی کہتا ہے انھیں
اسباب میں کچھ آثار اسرائیلی پہنچے تھے ، غیر جب
ان سے یہ امر شہروں میں پھیلے علماء اس میں مختلف
ہو گئے ایک جماعت نے اسے قبول کیا اور تعظیم
شب برات کے موافق ہوئے اُن میں سے ایک
مردہ عابد بن ابی بصرہ وغیرہم میں ، اور اکثر علماء
نے اس کا انکار کیا ان میں سے ہیں امام عطاء بن
ابن ابی ملیکہ و عبد الرحمن بن زید بن اسلم فقہائے
مدینہ سے ہیں اور یہ قول مالکیہ وغیرہم کا ہے کہ
یہ سب نو پیدا ہے ، علمائے اہل شام اس
رات کی شب بیداری میں کس طرح کی جائے دو
قول پر مختلف ہوئے ، ایک قول یہ ہے کہ مسجدوں
میں جماعت کے ساتھ مستحب ہے ، خالد بن
معدان ولقمان بن عامر وغیرہما اکابر تابعین
اس رات اچھے سے اچھے کپڑے پہنتے ، بخور کا
استعمال کرتے ، سر مرنگاتے اور شب کو مسجدوں
میں قیام فرماتے ۔ امام عہد اسحق بن راہورہ نے
بھی اس بارے میں اُن کی موافقت فرمائی الخ ،
دوسرا قول یہ کہ مساجد میں اس کی جماعت مردہ
ہے اور یہ قول شام کے امام و فقیہ و عالم امام
اوزاعلی کا ہے ۔ لیکن میرے پاس موجود نسخہ سے

فہم یتیسری نقلہ وی تفریح بما اذکسرة
عن الشونبلاط فانہ انما اخذہ
عنہ ۔

کچھ عبارت ساقط ہے اس کی عبارت نقل کرنا میسر
نہیں اس کی وضاحت اس سے ہو جائے گی جسے
میں شربنطالی کے حوالے سے ذکر کر رہا ہوں کیونکہ انھوں
نے اس سے اخذ کیا ہے۔

مرآۃ الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے :
انکرہ اکثر علماء . من اهل الحجاز منهم
عطاء وابن بی عسکة و فقیہاء اهل مدینة
واصبیہ مالک وغیرہم وقالوا ذلک کلمہ
بدعة ولم یقل عن النبی صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم ولا عن صحبہ احياء
لیدتی العید جماعة واحلف علماء الشام
فی صفة احياء . لیلة النصف من شعبان
عن قولین احدهما انه استحب احياءه
بجماعة فی المسجد طائفة من اعيان
التابعین کخالد بن معدان و لقمان
بن عامر و وافقہم اسحق بن سہویة
والقول الثانی نہ یکرہ الاحتجاج لہما فی
المساجد بصلوة و هذا قول الاثرانی
امام اهل الشام و فقیہوم و عالمہم .

اہل حجاز میں سے اکثر علماء نے اس کا انکار کیا ہے
ابن میں سے ہیں امام عطاء و ابن ابی عسکة و فقیہاء
مدینہ اور اصحاب امام مالک وغیرہم ۔ یہ علماء کہتے
ہے سب نوپیدا ہے نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و سلم سے عیدین کی دونوں راتوں کی باجماعت شب بیداری
منقول ہے اور نہ ہی صحابہ کرام سے مروی ہے اور
علماء شام بیداری شب براءت میں کہ کس طرح
لی تینے دو قول پر مختلف ہوئے ، ایک قول یہ ہے
کہ مسجدوں میں جماعت کے ساتھ بیداری مستحب ہے
یہ قول اکابر تابعین مثل خالد بن معدان اور
لقمان بن عامر کا ہے ، امام مجتہد اسمعیلی بن راہویہ نے
بھی اس بارے میں ان کی موافقت فرمائی ہے ۔
دوسرا قول یہ ہے کہ مسجد میں اس کی جماعت مکروہ
ہے یہ قول اہل شام کے امام و فقیہ و عالم امام اوزاعی
کا ہے ۔ (مت)

شیخ محقق اعظم علامہ ابنہ مولانا محمد الحنفی محدث دہلوی قدس سرہ ثابت بالسنة میں حدیث صلوۃ الرقاب
پر محدثین کا کلام ذکر کر کے ارشاد فرماتے ہیں :
هذا ما ذكره السعدون على طريقهم في تحقيق
یعنی یہ وہ کلام ہے کہ محدثین نے اپنے طریقہ تحقیق اسناد

الاساسيد ونقد الاحاديث ونجبا منهم امت
يبالغوا في هذا الباب هذه المبالغة و
يكفيهم ان يقولوا لم يصح عندنا ذلك و
واعجب من الشيعة حتى الدين المتودي مع
سلوكه طريق الانصاف في الابواب الفقهية
ومن تعصبه مع المحمية كما هو دأب
لشافعية فما نحن فيه اولى بذلك لنسبته
الى المشايخ اعظام والعلماء الكرام قدس
اسرارهم

وتنقيح آثار پر ذکر کیا اور ان سے اس قدر مبالغہ کا
تعجب ہے انہیں اتنا کہنا کافی نہ تھا کہ حدیث ہمارے
نزدیک درجہ صحت کو نہ پہنچی اور زیادہ تعجب
امام محمد بن ابی بن خدی سے ہے کہ وہ توسل فقہ میں
راہ انصاف چلتے ہیں اور دیگر شافعیہ کی طرح حنفیہ کے
ساتھ تعصب نہیں دیکھتے، تو یہ مسئلہ جس میں ہم بحث
کر رہے ہیں زیادہ انصاف و ترک افراط کے لائق تھا
اس لئے کہ یہ فعل اویاس سے منہم و علمائے کرام قدس
اسرارہم کی طرف منسوب ہے۔

پھر شیخ محقق حرر اللہ تعالیٰ نے در بارہ صلوة الرغائب خود ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک حدیث
بجاء اور جامع الاصول کتاب امام رزین سے نقل کی جس کی وضع اس لئے ہے کہ صحاح ستہ کی حدیثیں جمع کرے اور
اس کے آخر میں ابن اثیر سے نقل کیا،

هذا الحديث مما وجدته في كتاب سرور
ولم أجده في واحد من الكتب الستة و
الحديث مطعون فيه

یسی یہ حدیث میں نے کتاب رزین میں پائی اور صحاح ستہ
میں مجھے نہ ملی اور اُس پر جرح ہے۔

پھر فرمایا،

وقد وقع في كتاب بهجة الاسرار ذكر ليلدة
السنان في ذكر سيدنا وشيختنا القطب
لرباني ونوثر الصمداني الشيخ محي الدين
عبد القادر الحسيني الجليل في مرضي الله
تعالى عنه قال اجتمع المشايخ وكانت
ليلة السرغائب الى آخر ما ذكر من الحكاية

یعنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں حضور
پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر اقدس
میں صلوة الرغائب کا ذکر آیا ہے کہ شعیبہ رغائب
میں لا لیا رجم ہوئے الی آخر کلمات، نیز امام ابوالحسن
نور الدین علی قدس سرہ نے بسند خود حضرت
حایات سیدنا سیف الدین عبدالوہاب وستیہنا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن لہو حایة جمیعہا۔
 عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور جمیع صحابہ سے اللہ رضی ہو۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ رکعتیں بیٹھ کر بھی پڑھی ہیں

کما عند مسلم عن امر المؤمنین الصلوة
 من رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت بعد ما ذکر
 وترا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم
 یصلی رکعتین بعد ما یسلم وهو قاعدا
 ولا یحمد عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان
 یصلیہما بعد الوتر وهو جالس
 جیسے کہ مسلم میں ہے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز وتر
 ذکر کرنے کے بعد فرماتی ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سلام پھرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعات
 نماز ادا کرتے۔ اور امام احمد نے حضرت ابو امامہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعات
 نماز ادا فرماتے تھے (ت)

اور کبھی ان میں قنود قیام کو جمع فرمایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھتے رہے جب رکوع کا وقت آیا کھڑے ہو کر رکوع فرمایا
 فلا بن ماجہ عن امر المؤمنین ام سلمۃ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین
 خفیفتین وهو جالس فاذا اراد ان
 یرکع قام فکرم
 ابن ماجہ میں ام مومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا سے مروی ہے کہ رسالتنا صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم وتروں کے بعد دو رکعات نماز، خفصر
 کے ساتھ بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور جب آپ رکوع
 کا ارادہ فرشتے قیام فرماتے پھر رکوع کرتے (ت)

مگر بیٹھ کر پڑھنا دوامانہ تھا بلکہ اس بات کے بیان کے لئے کہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ خود ان
 نفلوں کا پڑھنا بھی اس بیان کے واسطے تھا کہ وتر کے بعد نوافل جائز ہیں اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ جتنے نوافل
 پڑھنے ہوں سب پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجعلوا آخر صلواتکم باللیل وترا۔ رواہ
 ابی داؤد
 اپنی نماز شب میں صبح سے آخر وتر رکھو۔ اسے

صحیح مسلم باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی الخ مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱/۲۵۶
 سنہ مسند احمد بن حنبل حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دار الفکر بیروت ۶/۵۳
 سنہ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی رکعتین بعد الوتر جالسا باب ماجاء فی رکعتین بعد الوتر جالسا آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۸۵
 صحیح مسلم باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی الخ مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱/۲۵۴

وجوه اذا ما اسفرت عن جمالها

اضاءت لها الاكوان من كل جانب

ومن ليرى الحب ما يستحقه

قد الله الذي لويات قطبوا جيب

ما نقله الشیخ قدس سره والسدی

مرآة العبد الضعیف عطر الله له فی البهجة

لکریمة لصبه هکذا ولعرق ملک انزل

الیلثة الی الامر وانا وص فحله الخ

نکلیا برطینی تمام طاکمہ اللہ زمین پر آئے در محبوبہ قد

سے مصافحے کئے، فرشتوں کے یہاں حضور کا نام پاک

شاید مشہود ہے (شاید کہ مشاہدہ والے ہیں اور

مشہود کہ سب طاکمہ ان کے پاس آئے قساں

تعلی ان قرآن الفجر کان مشہودا

تشہد المستحکمہ، دونوں شاہزادگان دو جہاں

نے فرمایا ہم یہ سن کر حضور پر نور کے پاس حاضر ہوئے

اور حضور سے عرض کی کیا آج کی رات حضور صلوٰۃ اترنا

پڑھی (یعنی جس کے انوار پہلے یہ شب شب رخسار ہی تھی کہ جب کی نوچدی شب جمہ تھی) حضور پر نور رضی اللہ

تعالی عنہ نے اُس پر یہ اشعار ارشاد فرمائے: جب میری آنکھ میری پیاریوں کے چہرے دیکھے تو یہ شب

رخسار میں میری نماں ہے۔ وہ چہرے کہ جب اپنے جمال کا جلوہ دکھائیں تو ہر طرف سے سارا جہان چمک اٹھے

اور جس نے محبت کا حق پورا نہ کیا وہ کبھی کوئی واجب نہ لایا (پیاریاں عالم قدس کی تعقیباں ہیں) واللہ

تعالی اعلم۔

۱۰۴۵ھ از ریاست جاوہر مکان جہانگیر خاں صاحب سرشتہ دار ۸ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علامہ دین کہ بعد وتر کے نفل جو پڑھے جاتے ہیں اُن کا بیٹہ کر پڑھنا بہتر ہے یا کھڑے

ہو کر؟ کتاب مالا بد مذہبندی میں صفحہ ۴۴ میں تحریر ہے کہ بعد وتر کے دو رکعت بیٹہ کر پڑھنا مستحب ہے۔

الجواب

کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، بیٹہ کر پڑھنے میں آداب ثواب ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں،

ان صلی قاتل فهو افضل و من صلی قاعد افضل فهو افضل و من صلی

قاعدا افضل فهو افضل و من صلی قاعدا افضل فهو افضل و من صلی

البحاوی عن عمر بن الخطاب بن حصین

ما شئت من الحسنی حدیث صلوٰۃ الخ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسلم عن احمد المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔
مسلم نے ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

امام نووی سہارچ پھر علامہ قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں،
ہاتان الركعتان فعلهما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالساً للبيان جواز لصلوة بعد الوتر وبیان جواز النفل جالساً ولم يواظب على ذلك شیء
ای دو رکعات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لئے بیٹھ کر ادا فرماتے تھے تاکہ وتر کے بعد جواز نماز اور بیٹھ کر جواز نفل کا اظہار ہو جائے، البتہ آپ نے اس پر ہمیشگی نہیں فرمائی دت،

بلکہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ نفل جلیلہ کر پڑھتے جب بھی ہمارے لئے کھڑے ہو کر پڑھا ہی افضل ہوتا کہ یہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے لئے فعل ہوتا اور ہمارے لئے صاف وہ ارشاد قوی ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور بیٹھے کا ثواب آدھا ہے، اور اصول کا قاعدہ ہے کہ قول فعل میں ترجیح قول کو ہے کہ فعل میں احتمال خصوصیت ہے نہ کہ یہاں تو تصریحاً بیاں خصوصیت فرمایا ہے۔ صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، "مجھے حدیث پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز آدمی ہے، میں حدیث اللہ میں ہاں ہوں تو خود بخود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا میں نے سر انور پر ہاتھ رکھا (اقول یعنی یہ خیال گزرا کہ شاید بخار وغیرہ کے سبب بیٹھ کر پڑھ رہا ہوں)

وهذا بحمد الله منزح نفيس واختم يستغنى به عما اهل الطيبى وابن حبيب و
الحمد لله رب العالمين، نفيس اور واضح جملے کے ساتھ ساتھ اس طرز گفتگو سے مستغنی کر دیتی ہے جو علامہ طیبی، ابن حجر اور

عمد (فوجدتہ یعمل جالساً فوضعت یدی) بعد الفراغ من الصلوة ثم رأیت
(تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا تو میں نے سر انور پر ہاتھ رکھ دیا) شاید یہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کا معاملہ ہو (باقی اگلے صفحہ پر)

سہ المرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب التصدیق لعل فصل اول مطبوعہ مکتب خانہ امدادیہ ملتان ۱۴۳/۲
صحیح مسلم باب جواز النفل قائماً وقعداً الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲۵۳/۱

واقاری و وقعوا فیما کان لہم منہ و حۃ
 ملا علی قاری نے کی اور یہ حضرات طرالت کے باعث

(بقیہ مشیہ صفحہ گزشتہ)

بن حجر جرم بہ وقال بعد فراغہ
 اذ لا یظن بہ الوضوء قبلہ (علی رأسہ)
 ای لیتوجه الیہ وکان کانت ہناک
 مانع من انت یحضر بین یدید
 ومثل هذا الایسوی خلاف الادب
 عند طائفة العرب لعدم تکلفہم
 وکمال تألفہم وکذا ید فی قولہم لہ
 انت دون انتم الذی ہو
 مقتضی حسن الاداب فی
 معرض الخطاب لایتوجہ عن
 قاشد العقاب وتکلف الطیب
 ہنا فی شرح الکتاب واوراد
 السؤال والجواب ونسب قلة
 الادب الی الاصحاب وقال علی
 وجہ الاطناب فانت قلت الیسی
 یجب علیہ خلافتہ ذلک
 توقیر الہ علیہ الصلوۃ والسلام
 قلت لہمدہ مدد رعنہ لا عن قصد
 بل لعدہ استغریب کونہ علی خلاف
 ما حدث عنہ واستبعد لا
 فارادہ حقیق ذلک فوضہ

پھر میں نے دیکھا کہ ابن حجر نے یہ کہتے ہوئے اس پر
 جزم کا اظہار کیا کہ یہ معاملہ فراغت کے بعد ہو کیونکہ
 اس سے پہلے ہاتھ رکھنے کے بارے میں سوچا ہی
 نہیں جاسکتا (آپ کے سر اقدس پر) یعنی آپ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اسکی طرف متوجہ ہوں اور گویا آپ کے
 سامنے آنے سے وہاں کوئی رکاوٹ تھی اور ایسے
 طریقے کو بعض عربوں کے ہاں عدم تکلف اور کمال محبت
 کی وجہ سے خلاف ادب تصور نہیں کیا جاتا اور اسی
 طرح بعض عربوں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے
 "انت" (تو) استعمال کرنا نہ کہ "انتم" (تم)
 جو کہ خطاب کے موقع پر حسن اداب کا مقتضی ہے اس
 کے قائل پر خطاب کا موجب نہیں بتایا علامہ طبری نے
 کتاب کی شرح میں اس مقام پر تکلف کرتے ہوئے
 سوال و جواب وار دیکھا اور صحابہ کی طرف قلم ادب
 کی نسبت کی اور طرالت سے کام لیتے ہوئے سوال
 کیا اگر تو کہے کیا ان پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی
 تعظیم و توقیر کے پیش نظر اس کے خلاف عمل لازم تھا
 جواباً کہا میں کہتا ہوں شاید ان سے یہ معاملہ
 عدم دانستگی میں بڑا ہو یا ممکن ہے کہ انہوں نے
 ان سے حادثہ شدہ واقعہ کے خلاف معاملہ کر
 نہایت ہی اجنبی اور بعید تصور کیا اور اس کی تحقیق کا
 (باقی اسکے صفحہ پر)

عنه و بالله التوفيق.

ایسی چیز میں واقع ہوئے جس سے محفوظ رہنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کے لئے مفید تھا (ت)

مضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اسے عبد اللہ بن عمر! کیا ہے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

یذکر علی رأسہ وذلک انکر صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یقولہ مالک الخ فسماء
ونسبہ الی ابیہ وکن اقول عبد اللہ
انت نصلی قاعدا فانه حال مقربا لجرعة
الاشکال، ثم رأیت ابن حجر قال
کان ذلک فی عذقہ یفقدہ المستغرب
الشئ المتعجب من وقوعه مع من
استغرب منه ذلک فلا یمافی المتعارف الا
ان ذلک خلعت الادب ونظیر ان بعض العرب
کان ربما لمس لحيته الشریفة عند مفادخته
معہ اھ وقد شوهد فی زماننا ان بعض
اجلاد العرب یسبک لحيته شویف مکة
ویقول انا فذلک یا حسن والمحال انه قد یكون
لغده محلقة فی اصبعه ۱۲ منه (م)

ارادہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ سر اقدس پر رکھ دیا اس لئے
سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسند کیا اور فرمایا
تجھے کیا ہو گیا ہے؟ الخ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
ان کا نام لیا اور ان کی نسبت ان کے باپ کی طرف کی
اور اسی طرح حضرت عبد اللہ کا توں کہ آپ بیٹے کو نماز
اور اذکار سے ہیں کیونکہ یہ حال جہت اشکال کو بخیر کر رہا
ہے پھر میں نے یہ سچ کو دیکھا کہ انہوں نے یہاں یہ
نکاح ہے کہ عربوں کی عادات میں سے ہے کہ جب کوئی
ان میں سے کسی سے ایسی چیز دیکھتا ہے جو نہایت
اجنبی ہو تو وہ ایسا ہی کرتا ہے تو یہ متعارف کے منافی
نہیں البتہ خلاف لایطہ جو خلاف ادب ہو اس کی نظیر
یہ ہے کہ بعض عرب گفتگو و ملاقات کے وقت آپ
کی فارسی مبارک کو مس کرتے تھے اھ اور ہاں سے دور
میں اس کا مشاہدہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ بعض بزرگ بڑے

شریف بیک کی وارثی پکڑ کر یہ کہتے ہیں اسے حسن میں تجھ پر خدا کا نکر اس کا جو تا اسکی، تخیلوں کے ساتھ لاکھ رہا
ہوتا ہے ۱۲ منہ (ت)

فت، حاشیہ کی یہ عبارت قرآنہ شرع مشکوٰۃ سے نقل کی گئی ہے مطالعہ کے لئے باب القصص فی العمل جلد سوم مطبوعہ
مکتبہ اہل بیت عمان ص ۱۵۹ طالعہ ہو۔

نذیر احمد سعیدی

میں نے سنا تھا کہ حضور نے فرمایا بیٹے کی نماز آدمی ہے اور خود حضور بیٹے کی پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا، اجل و لکنت لست کا حد منکون ہاں بات دہی ہے کہ بیٹے کا ثواب آدھا ہے مگر میں بخاری میں نہیں میرے لئے ہر طرح پورا کامل اکل ثواب ہے یہ میرے لئے خصوصیت و فضل رب الابرار ہے۔
مرقاۃ میں ہے،

یعنی ھد من خصوصاتی ان لا ینقص ثواب
صلواتی علی ای وجہہ تکون من جلداتی و
ذکک فضل اللہ یوتیہ من یشاء قال تعالیٰ
وکان فضل اللہ علیک عظیماً۔ و اللہ
تعالیٰ اعلم۔
آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ میری خصوصیت ہے کہ میری نماز
جس طریقہ پر بھی ہو اس کے ثواب میں کمی نہیں کی جاتی
کہ میری نماز میرے خاص تعلق سے ہے اور یہ اللہ
تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آپ کی ذات اللہ کس پرستہ
تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از بھنڈی بازار کارخانہ کرسی مرسلہ تھے خاں ولد احمد خاں مہار ۲۹ رجب ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صلوات التسلیم پڑھنے کی کیا ترکیب اور اس کا کیا وقت ہے؟

الجواب

اس نماز کی بہت فضیلت اور بڑا ثواب اور انکس میں بڑی معافی کی امید ہے وہ چار رکعت نفل ہے
کفر و وقت مکروہ میں ادا کی جائے یعنی صبح صادق کے طلوع ہونے سے آفتاب نکل کر بلند ہونے تک جائز نہیں
اور ٹیک دو پہر کو جائز نہیں اور جب آفتاب ڈوبنے کے قریب آئے کہ اُس پر نگاہ نہ کر سکتے ٹھہر نہ گئے
اُس وقت جائز نہیں نماز عصر کے فرض پڑھنے کے بعد شام تک جائز نہیں، جس وقت امام خطبہ پڑھ رہا ہو
اُس وقت جائز نہیں غرض جتنے وقت نفل نماز کی کراہت کے ہیں اُن اوقات سے بچ کر جس وقت چاہے پڑھے
اور بہتر یہ ہے کہ ٹھہرے پہلے پڑھے حکماً فی الہندیۃ عن المصنعات عن المصلی (جیسا کہ ہندوستان میں
مضمرات اور مصلی کے واسطے ہے۔ ت) اور افضل دن جمعہ کا ہے اور اُس کا مناسب طریقہ کہ ہمارے
ائمہ کرام کے مذہب سے موافق ہے یہ ہے کہ سبغناک اللہم پڑھ کر پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ

۱/ ۲۵۳ صبح مسلم باب جازائنا قلہ قائماً وقاعداً مطبوعہ فور محمد اصح المطابع کراچی
۳/ ۱۶۰ ۱۶۰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القصد فی اہل فصل ثالث مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان
۱/ ۱۱۳ ۱۱۳ ۱۱۳ فتاویٰ ہندیہ باب التاسع فی التواضل نورانی کتب خانہ پشاور

اللہ واللہ اکبر پھر الحمد وسورت پڑھے کہ یہی کلمہ دستس بار پھر رکوع میں تسبیحات رکوع کے بعد دستس بار پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سنا و لک الحمد کے بعد دستس بار پھر سجدہ میں تسبیحوں کے بعد دستس بار پھر سجدہ سر اٹھا کر دستس بار پھر دوسرے سجدہ میں اسی طرح دستس بار یہ ایک رکعت میں پچتر بار ہوا ، پھر دوسری رکعت کو کھڑا ہو کر الحمد سے پہلے پندرہ بار پھر الحمد وسورت کے بعد دستس بار پھر رکوع میں بدستور کہ یہ بھی پچتر ہوئے ، اسی طرح باقی دونوں رکعتوں میں بھی کہ یہ سب مل کر تین سو بار ہو جائیں گے ، سورت کا اختیار ہے جو چاہے پڑھے اور بہتر یہ کہ پہلی رکعت میں انھنک التکاثر دوسری میں والعصر تیسری میں قل یا ایہ الکفرون چوتھی میں قل ھو اللہ ، یہ نماز ہر روز پڑھے ورنہ ہر جمعہ ورنہ ہر عینے ورنہ سال میں ایک بار تو ہو جایا کرے اور نہ ہو تو عمر بھر میں ایک بار تو ہو جائے کہ اس میں بڑی دولت ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۴ از اردو نگلہ ڈاک خانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مسئلہ جناب محمد صادق علی صاحب رمضان ۱۳۳۰
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چار رکعت تراویح یا اور نوافل ایک نیت سے پڑھے قعدہ اول میں درود شریف و دعا اور تیسری رکعت میں سبحانک اللہم پڑھے یا نہیں ؟

الجواب

پڑھنا بہتر ہے ، درمیان میں ہے

لا یصلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی فی الامر بم قبیل الظہر والجمعة وبعدھا لا یتستفتح اذا قام الی الثالثۃ عنھا فی البواقی من ذوات الامر یصلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویستفتح ویعوذ ولو نذر الان کل شفیع صلوٰۃ ۛ
نہر اور جمعہ کی پہلی چار سنتوں اور بعد کی چار سنتوں کے پہلے قعدہ میں ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود شریف نہ پڑھا جائے اور تیسری رکعت میں ثنا بھی نہ پڑھی جائے اور باقی چار رکعتوں والی سنتوں اور نفلوں میں درود شریف پڑھا جائے ، تیسری رکعت میں ثنا اور تلوذ بھی پڑھا جائے گا اگرچہ اس نے نوافل کی نذر مانی ہو کیونکہ یہ جہذا جوڑا نماز ہے ۔ (ت)

مگر تراویح خود ہی دو رکعت بہتر ہے لانہ ھو المتواوٹ (کیونکہ طریقہ متواتر یہی ہے ۔ ت) تنویر میں ہے ، عشرون رکعتہ بعشر تسبیحات (یعنی رکعتیں دستس سلاموں کے ساتھ پڑھائی جائیں)

سہ درختار باب الترتب والنوافل مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی بھارت ۹۵/۱
سہ درختار " " " " " " " " ۹۸/۱

سراجیہ میں ہے :

کل تودیحة اربع رکعات بتسلیحتین
ہر ترویجہ چار رکعتوں کا دو سلاموں کے ساتھ
پڑھا جائے۔ (ت)

یہاں تک کہ اگر چار یا زائد ایک نیت سے پڑھے گا تو بعض ائمہ کے نزدیک دو ہی رکعت کے قائم مقام ہوگی
اگرچہ صحیح یہ ہے کہ جتنی پڑھیں شمار ہوں گی جبکہ ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا ہو۔ علیگیری میں ہے :

ان تعد فی الث نیتہ قد را التشهد اختفوا
اگر دوسری رکعت میں تشهد کی مقدار نمازی بیٹھ گیا
فیہ فعلی قول لجمۃ یجوز عن تسلیحتین
تو اس میں اختفات ہے اکثر علماء کی رائے یہ ہے
وہو الصحیح ہکذا فی فتاویٰ قاضی خان
کہ یہ دو سلاموں کے قائم مقام ہے اور یہی
صحیح ہے، فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے ۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشکوٰۃ مستور علی حسین صاحب از آئولہ عمل خیل حکیمان معرفت جناب حاجی علیم اللہ صاحب
۱۰۴۸ھ

۱۷ رمضان ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ رمضان شریف میں رکوں کے نیچے دن میں دو تین بالغ حافظ وغیرہ نماز
کے اندر قرآن مجید سنتے ہیں یہ امر مشروع ہے یا نہیں ؟ بظاہر کتب فقہیہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ نوافل روز میں
سزا پڑنا واجب ہے بلکہ واجب اس کے لڑکا ہو یا بالغ اس کی نماز کراہت تحریمی سے تو خالی نہ ہوگی یہ اور بات ہے
کہ لڑکے کے ذرا عاودہ واجب نہ ہو جیسا کہ لڑکا اگر نماز نفل کو فاسد کر دے گا تو جماعاً اس کے ذمے قضا
نہ آئے گی اور یہ اقتدار لڑکے کے پیچھے مختار مذہب کے موافق تو صحیح ہی نہیں ہے اس کے متعلق جواب یا صواب
بحوالہ تجارت کتب فقہیہ تحریر فرمائیے، اجماع جزیلی کے عند اللہ مستحق ہو جائے۔ بیخود اتوجروا

الجواب

یہ امر بالاتفاق مشروع و مشروع ہے مذہب صحیح پر تو اس لئے کہ وہ جماعت باطل ہے لان نفل
البالغ مضمون فلا یصح بناء الاقوی علی الاضعف کیونکہ بالغ کے نوافل اس کے ذمہ لازم ہو جاتا
ہیں لہذا اقویٰ کی بناء الاضعف پر صحیح نہیں۔ (ت) اور در مختار میں ہے :

سلفہ فتاویٰ سراجیہ باب التراویح مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ تجارت
سلفہ فتاویٰ ہندیہ فصل فی التراویح مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور
ص ۲۰
۱۱۸/۱

صلوۃ العید فی القصری تکررہ تحریر ماکانہ
اشتغال بمالایہ صبح

اور مذہب ضعیف پر اس لئے کہ دن کے نفل میں اختفا واجب ہے، حدیث میں ہے، صلوۃ النہار عجمًا
(دن کی نماز بتری ہے۔ ت) در مختار میں ہے و

یجہی اکام صوجوباً فی العجرو اولی
العث ثینت الی قولہ ویسئو فی غیرہا
کمتنفذ بالنہر ربک واللہ تعالی اعلم
امام فخر اور عشائین کی پہلی دو رکعتوں میں جہر کرے
(آگے چل کر لکھا) ان کے علاوہ میں امام بستر
پڑھے جیسا کہ دن کے نوافل کا معاملہ ہے۔
واللہ تعالی اعلم (ت)

مسئلہ از قصبہ اترونی ضلع علی گڑھ محلہ کٹرہ بر مکان شیخ عبدالحق صاحب رسالہ دار
مسئلہ شیخ عبدالحق صاحب زاہد نقاشی قادری ۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و صفیائے محققین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز فجر آفتاب طلوع ہونے پر جو
نوافل اشراق (دو لغایت چہر رکعت) اور ایک پردن پڑھے پر جو نفل مارچاشت (دو لغایت بارہ
رکعت پڑھے جاتے ہیں شرح مشکوٰۃ میں ان نوافل یعنی اشراق اور چاشت ہی کو نماز ضعیفی لکھا ہے، لیکن
ایک بزرگ شافعی مشرب نماز ضعیفی کو ان نوافل یعنی اشراق اور چاشت سے علیحدہ بتاتے ہیں اور خود بھی عرصہ
چالیس سال سے اشراق اور چاشت کے علاوہ نماز ضعیفی کے نوافل (دو لغایت آٹھ رکعت) علیحدہ پڑھتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے پرزوریت نے علیحدہ پڑھنا بتلایا ہے اور ملک سندھ میں عام آدمی نماز ضعیفی کے نوافل نماز اشراق
اور چاشت کے علاوہ علیحدہ پڑھتے ہیں اور بعض علمائے تصدیق کر لینا بھی ظاہر کرتے ہیں چونکہ اس مسئلہ میں
اختلاف قبح ہو گیا ہے اس لئے استفتاء ہے کہ صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور نماز ضعیفی، اشراق اور چاشت کے
نوافل کو کہتے ہیں یا علیحدہ نماز ہے؟ بینوا متوحدوا

الجواب

نماز ضعیفی وہی نماز چاشت ہے نوافل پڑھنے کا اختیار ہے تمام اوقات غیر مکروہہ میں اگر نوافل
ہی پڑھے کون منع کرتا ہے مگر شرعی معنی میں اپنی طرف سے ہمت کا ناغہ اور تشنیع و معیوب ہے ہر شخص

۱۱۴/۱	باب العیدین	مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی بھارت
۹۹/۱	کتاب الصلوۃ	فصل فی القراءۃ - مکتبہ عربیہ کراچی
۷۹/۱	باب صفۃ الصلوۃ	فصل بھارت - مطبع مجتہدانی دہلی بھارت

جانتے کہ ضحیٰ کا ترجمہ پاشت ہی ہے تو صلوٰۃ الغنی نہیں مگر نماز پاشت۔ اور ان دو کے سوا کسی تیسری نماز کا اصلاً کسی حدیث سے ثبوت بھی نہیں ومن ادلیٰ فعلیہ البیان (جو دعویٰ کرتا ہے وہ دلیل لاتے۔ ت۔ د اللہ تعالیٰ اعلم)

۱۰۵۵ھ از عثمان پور ضلع بارہ بنکی مستوفی محمد حسن یار خاں صاحب ۱۹ رمضان ۱۳۳۵ھ
 کیا جاتا ہے عیسائی دین کہ نماز تہجد میں خیر متین ترجیح صحیحین کے دیکھے سے بروایت چار رکعت اور آٹھ رکعت اور تیرہ رکعت نماز تہجد میں ہے، ایک شخص تہجد گزار اہل سے معلوم ہوا کہ بارہ رکعت تہجد کی اور ترکیب پڑھنے کی یہ ہے کہ اول رکعت میں ایک مرتبہ قل ہو اللہ شریف دوسری میں دو بار بارحمین میں بارہ مرتبہ یا ہر رکعت میں تین تین بار قل ہو اللہ شریف پڑھا جائے، یہ سب میں نہیں آتا کہ صحیح کون سا قاعدہ ہے اور تہجد میں گئے رکعت پڑھنا چاہئے اور بعد الحمد کے جیسا کہ نماز میں قاعدہ ہے کہ جو سورہ چاہے پڑھ سکے خیر متین میں قل ہو اللہ پڑھنے کا قاعدہ مسطورہ بالا نہیں لکھا ہے اور جو بعد وتر کے دو رکعت نفل پڑھتے جاتے ہیں ان کو بھی تہجد کے وقت میں پڑھنا چاہئے مثل وتر کے یا عشاء کے وقت ادا کرنا چاہئے؟ اور نماز صلوٰۃ التسبیح میں گزرتہجد سبحان اللہ والحمد للہ ولا یلہ الا للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ایک شخص کہتا ہے کہ ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار پڑھنا چاہئے۔ چار رکعت میں دو رکعت کی نیت کی جائے یا چار کی؟ دعائے ماثور کیا ہے معلوم نہیں اور کس موقع پر پڑھنی چاہئے؟ دعائے تہجد بغرض تصحیح مرسل سے یا مقلب القلوب قلبی الیک یا مصحف القلوب صرحت قلبی علی دینک وعلی عتقک اور خیر متین میں سنت فجر میں قل یا ایہ الکفرون اور قل ہو اللہ پڑھنے کو لکھا ہے اس ترکیب سے پڑھنا سنت فجر یا نفل میں جائز ہے یا نہیں؟ اور جیسا کہ فہرست میں بتقدیر سورہ پڑھنا جائز ہے اور سنن ابن ماجہ کے ترجمہ رفع الحاجہ کی دو جلدیں میرے پاس ہیں جن میں تہجد وغیرہ کا ذکر نہیں ہے بعد اول میں ہے اور ایک کتاب وغلیفہ میں قلیا اور قل ہو اللہ سنت میں پڑھنے کو لکھا ہے اور دوسری میں الم نشرح اور الم ترکیب لکھا ہے جو فرض و وتر میں بغرض تلاوت نیت لکھا ہے اور وتر میں اخیر رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنا ضرور ہے یا اور سورہ کو طاکر پڑھنے سے نماز ہو جائے گی؟ بینوا تو جروا

الجواب

عشاء کے فرض پڑھ کر آدمی سورہ پھر اس وقت سے صبح صادق کے قریب جس وقت آنکھ کھلے دو رکعت نفل صبح طلوع ہونے سے پہلے پڑھ لے تہجد ہو گیا اقل درجہ تہجد کا یہ ہے اور سنت سے آٹھ رکعت مروی ہے اور مشائخ کرام سے بارہ اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دو ہی رکعت پڑھتے اور ان میں قرآن عظیم ختم کرتے، غرض اس میں کمی بیشی کا اختیار ہے اتنی اختیار کرے جو ہمیشہ نیکہ سکیں اگرچہ دو ہی رکعت ہو کہ حدیث صیح میں فرمایا،

احب الاعمال الى الله اذومه وان قل يله الله تعالى كسب سے زیادہ پسند وہ عمل ہے کہ ہمیشہ جو اگرچہ تھوڑا ہو۔

قرارت کا بھی اختیار ہے چاہے ہر رکعت میں تین تین بار سورۃ اخلاص پڑھے کہ اس کا ثواب ایک ختم قرآن کے برابر ہے خواہ یوں کہ بارہ رکعتیں ہوں پہلی میں ایک بار، دوسری میں دو بار، یا پہلی میں بارہ دوسری میں گیارہ، اخیر میں ایک کہ یوں ۲۶ ختم مسترد آن کا ثواب ہو گا اور اپنی صورت میں جینے کا ہوتا۔ اور بہتر یہ ہے کہ جتنا قرآن مجید یا رب اس نماز میں پڑھ لیا کرے کہ اس کے یاد رہنے کا اس سے بہتر سبب نہیں۔ تہجد پڑھنے والا جسے اپنے اٹھنے پر اطمینان ہو اسے افضل یہ ہے کہ تو بعد تہجد پڑھے پھر وتر کے بعد فضل نہ پڑھے جتنے فاضل پڑھنا ہوں وتر سے پہلے پڑھ لے کہ وہ سب قیام اللیل میں داخل ہوں گے اور اگر گھٹنے کے بعد میں تو تہجد میں داخل ہوں گے۔

(۲) صلوۃ التسبیح میں سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ہر جگہ دس دس بار پڑھنا چاہئے، گیارہ بار بتانے والا غلط ہوتا ہے مگر برقیہ میں قرارت سے پہلے پندرہ بار ہے۔

(۳) صلوۃ التسبیح میں ہر رکعت کی نیت کی جائے۔

(۴) بعد دونوں درودوں کے قبل سلام یہ دعا پڑھے،

اللهم اني اسألك توفيق اهل الهدى	اے اللہ! میں تجھ سے اہل ہدی جیسی توفیق،
واعمال لبقين وهنا صحة اهل التوبة	اہل یقین جیسے اعمال، اہل توبہ جیسی نصیحت،
وعزم اهل الصبر وجد اهل الخشية	اہل صبر کا عزم، اہل خشیت کی محنت، اہل رغبت
وطلب اهل الرغبة وتعب اهل الورع	کی طلب، اہل ورع کی عبادت، اہل علم کا عرفان
وعرفان اهل العلم حق اخافك -	مانگتا ہوں کہ مجھے تیرا خوف نصیب ہو۔ اے اللہ!
اللهم اني اسألك مخافة تحب جزني	میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ مجھے
حسب معصيتك حق اعمل	ایسا خوف عطا فرما جو تیری نافرمانی سے روک لے

بطاعتك عملا مستحق به و صا لك و حتى
 اما صلاحتك بالنوبة خوفا منك و بحق اخلص لك
 الصبيحة جبالك و حتى اتوكل عليك في الاصور
 حسن ظن بك مبعوث خالق السورة
 ساتھ مجھے حسن ظن نصیب ہوا اے خالق نور! تیری ذات تمام محبوب اور نقائص سے پاک ہے۔ (ت)

۵۱، سنت فجر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی دینا اور سنت دی ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ کفرون اور دوسری میں اخلاص اور الم نشرح اور الم ترکیف پڑھنا مشائخ سے بطور عمل مروی ہے جس کا فائدہ و طبع اعداد ہے اور یہ کہ نوافل میں اختیار ہے جس طرح جو چاہے پڑھے۔

۶۱، وتر میں اخیر رکعت میں قل هو اللہ احد شریف پڑھنا ماثور ہے مگر ضرور نہیں جو چاہے پڑھے، بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سبح، سورہ بک الاعلیٰ یا انا انزلناہ اور دوسری میں کھرون تیسری میں اخلاص۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۵۶ امام نے ٹھہر کے وقت چار رکعت نماز سنت ادا کرنے کے بعد کلام دنیا کیا بعد اس کے نماز پڑھائی تو اس فرض نماز میں کچھ نقصان آئے یا نہیں؟ اور نماز سنت کا ثواب کم ہو جائے گا یا باطل ہو جائے گی؟

الجواب

فرض میں نقصان کی کوئی وجہ نہیں کہ سنتیں باطل نہ ہوں گی، یا اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے تو یہ لا بعد میں ہے۔

و لو تکلم بين السنة و الفرض لا يسقطه
 و لكن ينقص ثوابها۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 اگر کوئی سنتی و فرائض کے درمیان کلام کرتا ہے تو اس سے سنن ساقط نہیں ہو جاتی مگر ان کے ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۰۵۷ از ریاست جاوہر مکان عبد الجبار صاحب سرشت دار ۱۳۱۵ھ

کیا قرآن میں عدائے دین اس مسئلہ میں کہ سنتیں پڑھنے کے بعد اگر گفتگو کی جائے تو پھر اعادہ سنتوں کا کرے یا نہیں؟

الجواب

اعادہ بہتر ہے کہ قبل سنتوں کے بعد کلام وغیرہ افعال منافی تحریر کرنے سے سنتوں کا ثواب کم ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک سنتیں ہی جاتی رہتی ہیں تو تکمیل ثواب و خروج عن الاختلاف کے لئے اعادہ بہتر ہے جبکہ اس کے سبب شرکت جماعت میں خلل نہ پڑے مگر فجر کی سنتیں کو اُن کا اعادہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از سبیل جمعیت محلہ پنجابیاں متصل مسجد مرسلہ شیخ عبدالحکیم صاحب غزوہ جب ۱۳۱۰ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و معتمدین شرع متین ان مسائل میں :

(۱) ایک مسجد کہ اُس میں فجر کی نماز کے وقت بعد شروع ہو جانے جماعت کے اکثر نمازی آتے جاتے ہیں اور بعد حصول طہارت سنتیں فراداً کر کے شریک جماعت ہو جاتے ہیں مگر سنتیں فجر کی خلافت قاعدہ شریعہ ادا ہوتی ہیں صورت یہ ہے کہ ایام گرام میں اندرونی درجہ مسجد میں تو بسبب گرمی کے جماعت نہیں ہوتی اکثر اوقات دوسرے ساتیان مسجد میں ہوا کرتی ہے بسا اوقات اندرونی درجہ میں سنتیں ادا کرنے کے واسطے جانے کی گنجائش نہیں رہتی یا بسبب شدت گرمی کے نماری اندجانا بھی گوارا نہیں کرتا ایسی شکل میں بعض واقفین تو صحن مسجد میں سنتوں کی آڑ میں سلتیں پڑھ لیتے ہیں اور بھی پار پانچ شخص تہ رتیں دستاروں کے پڑھ سکتے ہیں مگر نمازی بعد کھانے والے زیادہ ہوتے ہیں سب لوگ آئستونوں لیں پاسے اور بعض لوگ جو جہدم واقعیت یا کم تو جہی کے اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے اور بعض اوقات شدت گرمی سے صحن مسجد میں نماز ہوتی ہے تو سنتوں بھی سنتوں کی آڑ کو نہیں ملے اکثر جہدم حامل کسی شے کے سنتیں پڑھی جاتی ہیں مگر آرزوئے اُس مسند فقیر کے کہ جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتیں فجر کی خارج از مسجد ادا کی جائیں کم کو جہدم موقع حاصل ہے کہ مسجد سے ملحق چار طرف مسجد کے چار کمرے مدرسہ کے ہیں اس طرح سے کہ فرش سے فرش ملے جہدم حاصل مابین مسجد اور مدرسہ کے صحنوں کی فصیلیں ہیں جو ایک ہا تختہ تختہ چوڑی اور ایک بالشت اونچی ہیں اور یہ جہدم مکانات مسجد اور مدرسہ ایک احاطہ کے اندر ہیں اگر ہر ایک صفت خواہ چٹائی صحن مدرسہ میں یا کسی کمرہ مدرسہ میں ملحق صحن مسجد کے واسطے ادا کرنے سنتوں فجر کے بجائیں اور وہ لوگ جو چپے آتے ہیں طہارت حاصل کر کے اُس چٹائی پر جہدم رسد میں خارج از مسجد بھی ہے سنتیں فراداً کر کے شریک جماعت ہوتے بایں تو سنتیں بھی حسب قاعدہ شریعہ ادا ہوں اور نمازیوں کی بھی سہولت کا باعث ہو مگر زید اس کو دینا پارنا جائز کہتا ہے ایک یہ کہ نمازی حسب مسجد کی فصیلوں پر جو وضو کرنے کا موقع ہے بیٹھ کر وضو کرے گا تو لا بد مسجد کے صحن میں سے گزر کر مدرسہ کے صحن میں جو چٹائی پہنچی ہے سنتیں ادا کرنے کے واسطے جائے گا تو یہ صورت خلافت شریعہ ہے اس وجہ سے کہ بعد از اذان مسجد سے خارج ہونا جائز نہیں اس گناہ کا مرتکب ہر گناہ سائل کہتا ہے کہ اگر ایسا ہی خارج ہر اسے تو اس بنا پر اور بھی مسائل متفرع ہوتے

ہیں تو یہ میں کہ پانی لینے کا گنہوں اور سقاوے اور پانی حاصل کرنے کا غسل خانہ یہ سب کہ احاطہ مسجد کے اندر میں مگر مسجد کے حدود و فسیوں سے باہر ہیں نمازی حسب عادت مروجہ زمانہ کے اکثر اول مسجد میں آتا ہے اپنا کپڑا وغیرہ مسجد میں رکھ کر مسجد کو پانی لے کر طہارت وغیرہ وغیرہ کرتا ہے بلکہ یہ عادات زمانہ کی عام مقامات کی مسجد کے موافق ہیں تو کیا یہ سب بعد اذان مسجد سے خارج ہونے کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں یا احاطہ مسجد کے بیرونی دروازہ سے نکلنے والا اور وہ بھی جو مسجد میں واپس آنے کا قصد نہ رکھتا ہو۔

(۲) دوسری وجہ ممانعت زید کی یہ ہے کہ صحن مدرسہ کا بھی فرش پختہ ہے اور چھوٹے لڑکے بعض برہنہ پا پیشاب کریا یا خانہ میں اور غسل خانہ میں جاتے ہیں اور اُسی فرش صحن مدرسہ پر ہو کر گزرتے ہیں اور فجر کو اکثر شہنم کی کچھ بھی فرش پر ہوتی ہے اور گناہ شب کی؛ ریش کی بھی نمی فرش پر ہوتی ہے پس ایسے مشکوک فرش پر چٹائی کا بچھا، چٹائی کا ٹکس کرنا اور نیز نمازیوں کی نماز غراب کرنا سے حالانکہ افضل عبادات کی نماز ہے مسائل کتاب ہے پس ایسے مشکوک کی وجہ سے صحن مدرسہ میں جو چٹائی بچھائی گئی ہے اس پر سنتیں ادا کرنا یا اُس پر سے وضو کر کے جس حالت میں کہ نمازی کے پیرو وضو کے پانی سے ہنوز خشک نہیں ہوئے ہیں گزرا کر مدرسہ میں سنتیں ادا کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟ اور وہ چٹائی جس ہوگی یا پاک قابل ادائے نماز نہ رہے؟ کسی نہ کسی کے جو وضو کر کے اس پر مشکوک فرش سے گرا ہے پاک رہی ہے یا پاک ہو جائیں گے؟ اور ایسی چٹائی کا بچھانے والا واسطے جہاں ادا سنتوں فجر کے طریقہ نیک کا جاری کرنے والا ہو گا اور ثواب پاسے گا، اُسی وجوہات مروجہ صدر جو باعث ممانعت زید کے ہیں، ان کی وجہ سے بعد اذان مسجد سے نمازیوں کے خارج کرنے کا اور مشکوک فرش پر سنتیں ادا کرنا یا نمازیوں کی نماز غراب کرنے کا باعث ہو کر عذاب پاسے گایا اس قسم کے مشکوک پیدا کر کے تمام نمازیوں کو تنگی میں ڈالنے والا ہو گا، بیان فرمائیے ثواب پاسے۔

الجواب

زید کے دونوں اعتراض باطل دہے معنی ہیں۔ مسجد سے بے نماز پڑھے باہر جانا دو شرط سے ممنوع ہے ایک یہ کہ وہ خود بے حاجت ہو ورنہ بلا شبہ جائز ہے مثلاً جس شخص کی ذات سے دوسری مسجد کی جماعت کا استفادہ وابستہ ہے وہ بعد اذان ملکہ خاص اقامت پر وقت باہر جاسکتا ہے یونہی جسے دوسری مسجد میں بعد نماز دینی سبق پڑھنا یا سنتی عالم کا وعظ سننا ہو اسی طرح پیشاب یا استنجے یا وضو کی حاجتیں۔ دوسرے یہ کہ مشرور جماعت تک وہ ایسی کا ارادہ نہ ہو ورنہ مضائقہ نہیں اگرچہ بے ضرورت ہی سہی۔

فی السور المجتار۔ کمرہ تحریر۔ للنفی
خروج من المسجد من غير قصد
در مختار میں ہے کہ نکلنا اس شخص کا جس نے نماز نہ پڑھی ہو اس مسجد سے جس میں اذان ہو چکی ہو

فيه جرى عن الغالب والمراد دخول الوقت
اذن فيه اولا الا لمن ينقطع به امر جماعة
اخرى او كان الحضور لمسجد حيد ولم
يعملوا حيد او لاستدلاله بالمراد او لسمع الوعظ
اولي حيد وصفت عزمة امت يعود بهرام
وفي المختار قوله للمبني هو ما في امت
ما حجة من ادراك الاذان في المسجد ثم
خرج لويخرج له حجة وهو لا يريد الرجوع
فهو منافق ام وفيه من لم يجر ولو كانت
الجماعة يخرجون لدخول الوقت المستحب
كالصباح مثلا فخرج ثم رجع وصل معهم
ينبغي امت لا يكره احقان وجزم بدلت
كله في النهي لانه كلامه عيب قوله لمن
ينقطع به له الخروج ولو بعد الشروع
في الاقامة فهو مبرور في تمام الدور و
انقضت في وشرح الوقاية ام مختصرا

مگر وہ تحریر ہے یہ غالب پر حکم ہے اور مرد و عورت
سے خواہ اذان ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو البتہ اس شخص
کو جانے کی اجازت ہے جس نے کسی دوسری جماعت
کا استفادہ کرنا ہے یا اپنے محلہ کی مسجد کی طرف جائے
اور اسی ایک دو یاں لوگوں نے نماز ادا نہیں کی یا استاد
سے سبق لینا ہے یا وعظ سنانا ہے یا کوئی حاجت
ہے تو وہ شخص دوبارہ آجانے کا ارادہ رکھتا ہو
تہرا مرد و عورت میں قولہ للمبني (یعنی اس پر نہیں
وارد ہے) سے مراد ابن ماجہ کی وہ روایت ہے
جس میں ہے کہ مسجد میں اذان کو پایا پھر بغیر کسی
حاجت و ضرورت کے پلاگیا اور واپسی کا ارادہ
بھی نہیں رکھتا تو وہ منافق ہے اور اسی میں بکر
ت سے بکر باعت لوگوں نے اس نے مؤخر
کی کہ وقت مستحب آجائے مثلاً صبح کی نماز، تو کوئی
شخص پلاگیا پھر لوٹ آیا اور ان کے ساتھ نماز ادا کی تو
اسے مکروہ نہ قرار دینا ہی مناسب ہے اور نہ ہی اس پر
کلام نماز کی وجہ سے جرم کا انبار کیا ہے، تا آن کا قول الا لمن ينقطع (مگر جس نے نماز کا انتظام کرنا ہے)
وہ محل مکتا ہے خواہ اقامت شروع ہو چکی ہو، اور اسی پر قوی در، قسمتی اور شرح وقایہ میں جس مذم
کیا گیا ہے اور اختصاراً (ت)

یہاں دونوں شرطوں سے ایک بھی مستثنیٰ نہیں سنتیں بحال قیام جماعت بیرون مسجد پڑھنے کا حاجت شرعی
ہونا بھی ظاہر اور قصہ رجوع بھی بدیہی تو عدم جواز و حصول گناہ کا حکم صریح باطل قطعی
فی الدر المنقذ اذا اخاف فوت الوقت
لاشتغاله بسنتها تركها
در مختار میں ہے جب نماز کی کسمن میں مشغولیت
سے وقت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو انہیں

والا دہل یصلیہا عند باب المسجد وقت
 مرد المختار فی خارج المسجد کما
 صرح بہ الفقہتانی وقال فی العنایۃ
 لانه لو صلاھا فی المسجد کان مختلفا فیہ
 عند اشتغال الامام بالظن یصلیہ وھو مکروہ
 ومثله فی النہایۃ والمعراج ^۲ مختصرین ۔

ترک کرے ورنہ ترک نہ کرے بلکہ انھیں مسجد کے دروازے
 کے پاس ادا کرے۔ رد المختار میں ہے یعنی مسجد سے
 باہر ادا کرے، جیسا کہ اس پر قسستانی نے تصریح کی ہے۔
 حنا یہ میں ہے اگر اس نے سہن مسجد میں ادا کیں تو
 یہ امام کے فریضہ میں مشغول ہونے کے وقت نوافل
 پڑھنے والا قرار پائے گا جو کہ مکروہ ہے۔ اس کی مثل
 نہایت اور معراج میں ہے اور دونوں کتابوں کی جہارت
 اختصاراً منقول ہے (ت)

بعینہ یہ صورت حسیدہ رحمہ اللہ بن عمر فاروق، فخر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت ہے ایک روز وہ ایسے وقت
 تشریف لائے کہ جماعت فجر قائم ہو چکی تھی انھوں نے ابھی سنتیں نہ پڑھی تھیں ان کی بہن ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا کا حجرہ مطہر مسجد سے ملا ہوا تھا جس کا دروازہ دین مسجد میں تھا وہاں چلے گئے اور سنتیں حجرہ میں
 پڑھ کر پھر مسجد میں آکر شامل جماعت ہوئے۔ امام اجل الوصف طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

حدثنا علی بن شیبۃ ثنا الحسن بن موسیٰ
 ثنا شیبہ بن عبد الرحمن عن یحییٰ بن
 ابی کثیر عن شریک بن اسلم عن ابن عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ جاءوا الامام یرضی
 الصبح ولہم ینصی لہ کعتین قبل صلوۃ
 لصلیہ فہلاھما فی حجرۃ حفصۃ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما ثم انہ صلی مع الامام ففی ہذا الحدیث
 عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ صلاھما
 فی المسجد لان حجرۃ حفصۃ مرفوعہ اللہ
 تعالیٰ عنہما من المسجد ^۳

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما آئے تو امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا آپ نے فجر
 کی دو سنتیں بھی ادا نہیں کی تھیں تو آپ نے حضرت
 حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں انھیں
 ادا کیا پھر امام کے ساتھ شریک ہوئے۔ اس حدیث
 نے واضح کر دیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
 فجر کی سنتیں مسجد میں ادا کیں کیونکہ حجرہ حفصہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما مسجد کا حصہ تھا۔ (ت)

۱۔ رد مختار باب ادراک الفریضہ مطبوعہ مطبعہ نوری بھارت ۹۹/۱۔

۲۔ رد المختار باب ادراک الفریضہ - ایچ ایم سیہ کمپنی کراچی ۵۶/۲

۳۔ شرح معانی الآثار باب الرجل یدخل المسجد الامام فی الصلوۃ مطبوعہ ایچ ایم سیہ کمپنی کراچی ۲۵۸/۱

بلکہ جب وہ مدارس متعلق مسجد و مسجد کے اندر ہیں اُن میں اور مسجد میں راستہ فاصل نہیں صرف ایک فاصل سے
صحنوں کا امتیاز کر دیا ہے تو اُن میں جانا مسجد سے باہر جانا ہی نہیں یہاں تک کہ ایسی جگہ متکلف کو جانا جب نہ
کر وہ گویا مسجد ہی کا ایک قطرہ ہے۔

یہی بات امام غزالی نے فرمائی کہ ام المؤمنین کا حجرہ
مسجد کا حصہ ہے۔ رد المحتار میں بتایا ہے کہ اگر
متکلف منارہ پر چڑھا تو بالاتفاق اس کا اعتکاف
فاسد نہ ہوگا کیونکہ منارہ مسجد کا حصہ ہے اس
کی دلیل یہ ہے کہ اس میں برودہ علی مثلاً بول وغیرہ
منہ ہے جو مسجد میں منع ہے تو یہ مسجد کے دیگر گوشوں
کی طرح ایک گوشہ ٹھہرا۔ (دست)

وهذا ما قال الامام الطحاوی ان حجرة
ام المؤمنین من المسجد فی رد المحتار
عن ابیہ انہ لو صعد ای المتکلف المنارة
لم یفسد بلا خلاف لانها منه لانه یمنع
فیها من کل ما یمنع فیہ من البول ونحوہ
فان شبہ نراویۃ من روایا المسجد۔

چٹائی کو اُن خیالات بعیدہ کی بنا پر غبس بنانا محض پیروی اودام ہے شرع مقرر نے دہرہ طہارت
ظاہر ایسی لیت و عمل کو اصلاً گنہگار نہ دی

جیسا کہ اس کی تفصیل طریقہ تحریر و حدیثہ ندیم میں
ہے اور اسے عبد الصمد غفر اللہ تعالیٰ عنہ "ما حل
من السكر لطلبہ سکر دوسر" میں بیان کیا ہے۔ (دست)

كما قصد فی الطريقة سجدیۃ و الخدیفہ
الندیۃ و بینہ العبد الضعیف غفر اللہ تعالیٰ
لہ فی لاجل من السكر لطلبہ سکر دوسر۔
رد المحتار میں تائید عائد ہے۔

اگر کپڑے یا بدن یا برتن کو نجاست لگنے میں شک ہے
تو وہ پاک ہوگا جبکہ نجاست کا یقین نہ ہو، یہی حکم
ان کنوؤں، عوضوں اور تالابوں کا ہے جو راستوں
میں بنائے گئے ہیں ان سے چھوٹے بڑے، مسلمان
اور کفار سبھی پانی حاصل کرتے ہیں (دست)

من شک فی انائه او ثوبہ او بدنہ اصابتہ
نجاسة او لا فھو طھر ما لم یستیقن و کذا
الاباس و الحیاض و الحجاب الموضوعۃ فی
الطرق و یستقی منها العطار و الکبائر
و المسلمون و الکفار۔

باب الرجل یخل بالمسجد والاسماء فی الصلوة الخ	باب الرجل یخل بالمسجد والاسماء فی الصلوة الخ	باب الرجل یخل بالمسجد والاسماء فی الصلوة الخ	باب الرجل یخل بالمسجد والاسماء فی الصلوة الخ
مطبوعہ: پرنسپل سید کبیر کراچی ۲۵۸/۱	مطبوعہ: پرنسپل سید کبیر کراچی ۲۵۸/۱	مطبوعہ: پرنسپل سید کبیر کراچی ۲۵۸/۱	مطبوعہ: پرنسپل سید کبیر کراچی ۲۵۸/۱
۴۴۶/۲	۴۴۶/۲	۴۴۶/۲	۴۴۶/۲
مصطفیٰ البانی مصر ۱۱۱/۱	مصطفیٰ البانی مصر ۱۱۱/۱	مصطفیٰ البانی مصر ۱۱۱/۱	مصطفیٰ البانی مصر ۱۱۱/۱

یہ ہے کہ نماز ہو گئی دسویں رکعتیں تراویح میں شریعوں کی مگر خلافت و مکروہ ضرور ہوئیں نیزہ کا قول لایکروہ (مکروہ نہیں۔ ت) خلافت صحیح ہے۔ غنیہ شرح فقیر میں قول المصنف ولا یکرہ لانتہ اکمل منہ لانت لہما ذکر فی الخلاصۃ وغیرہا نہ یکرہ (مصنف کا قول ذکر و نہیں کیونکہ یہ اکمل ہے خلاصہ فقیر کے مخالف کیونکہ وہاں لکھا ہے مکروہ ہے۔ ت) حلیہ شرح فقیر میں ہے :

وهو مشکل بانه خلاف القول واد قضاوا
بکراہۃ التزییۃ علی ثمان فی مطلق التطوع
لیلا فلا ینکونو قائلین بکراہۃہما کانت
منہ مسنونۃ اولی فلا جرم ان فی التصاب و
خرائۃ الفتاوی و الصحیحہ انہ لو تعد
ذلک یکرہ و اللہ تعالی اعلم۔

تعالی اعلم (ت)

مسئلہ از پالی سمیت مدرسہ پنجابیاں مدرسہ حافظ محمد احسان صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعت میں مسئلہ میں کہ رات کے چھ نماز تراویح حسب نریہ
ناجائز اور جس ماقظ کا سن چودہ سال کا جو وہ بلوت میں داخل ہے یا خارج ؟ اور شرعاً حد بلوغ کی بقاء
از روئے سن کے سال سے معتبر ہے ؟ بیتوا تو خبر دو

الجواب

مسئلہ میں خلاف مشائخ اگرچہ بحث ہے مگر اصح و ارجح و اقویٰ یہی کہ بالغوں کی کوئی نماز اگرچہ نفل
مطلق ہو تاہم بالغ کے چھ صحیح نہیں۔ ہاں یہ میں ہے :

البحث دامہ لا یجوز فی الصلوٰات
کتاب یہ

نہیں۔ (ت)

بکر الرافق میں ہے :

سے غنیہ مسئلہ شرح فقیر المصلیٰ فصل فی الزاغل مطبوعہ سہیل اکیڈمی ۵ ہجری ۲۰۵
سے التعلیق النجلی ثانی غنیہ المصلیٰ مع غنیہ المصلیٰ فصل فی السنن مطبوعہ مکتبہ قلندیہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۲۹۹
سے البدایہ بکر الرافق باب الامت مکتبہ عربیہ کراچی ۱۰۳/۱

وهو قول العامة كما في المحيط وهو ظاهر
 اكثر علماء كالمعنى قول ہے اور یہی ظاہر
 روایت ہے۔ (ت)

اور اقل مدت بلوغ پسر کے لئے بارہ سال اور زیادہ سے زیادہ سب کے لئے پندرہ برس ہے اگر اس میں سال
 میں اثر بلوغ یعنی نزال منی خوب خواہ بیداری میں واقع ہو چھا اور بعد تہی پندرہ سال کے شرعاً بالغ ٹھہر جائے گا
 اگرچہ اثر احد ظاہر نہ ہو۔

في التنوير بلوغ الفلاح بالانزال فاما له
 وجود فيها شئ منها فحتى يمتد خمس عشرة
 سنة به يفتى وادنى مدته له اثنتا عشرة
 سنة هو المختار اه مختصراً

پسر چارہ سالہ کا بالغ ہونا اگر معلوم ہو (اگرچہ یمنی کہ وہ خود اپنی زبان سے اپنا بالغ ہو جانا اور نزال منی واقع ہونا
 بیان کرتا ہو اور اس کی ظاہر صورت و حالت اس بیان کی تکذیب نہ کرتی ہو) تو وہ بالغ مانا جائے گا ورنہ نہیں۔

في الدر المختار فان مرافقاً بان بلغ هذا
 السن فقلنا بعد قال عمر بن الخطاب
 انظر كذا قيده في العمادية وغيرها
 بعد سنن عشرة سنة يشترط شرط اخر للصحة
 اقراره بالبلوغ وهو ان يكون بحال يحتشم
 مثله والا لا يقبل قوله شرح وهبانية
 وهما حينئذ كبالغ حكما فلا يقبل
 جحد ولا البسوخ بعد اقراره مع احتمال
 حاله الزوال والله سبحانه وتعالى اعلم

در مختار میں ہے اگر وہ اس عمر کو پہنچے کہ قریب البلوغ
 میں اور حلی کرتے ہیں کہ ہم بالغ ہیں تو ظاہر کوئی
 بات ان کی تکذیب نہ کرتی ہو تو ان کی تصدیق
 کی جائے گی، اسی طرح عمادیہ وغیرہ میں اسے
 متیقہ کیا گیا ہے اور بارہ سال کے بعد صحت اقرار
 بلوغ کے لئے ایک اور شرط مکانی گنی ہے کہ اسی
 طرح کے رد کوئی کو احتیاط چرتا ہو ورنہ ان کا دعویٰ
 قبول نہ ہوگا شرح وہبانیہ، اور اب وہ دونوں
 بالغ کے حکم میں ہوں گے احتمال کی وجہ سے اقرار کے
 بعد ان کا انکار بلوغ قابل قبول نہ ہوگا۔ (ت)

مسئلہ از اربعین مسئلہ یعقوب علی خاں
چرمی فرماید علمائے کرام دین مسند کہ غیر مقلدین
نماز تراویح را بدعت ظری قرار دادہ از بہت تخفیف
نمودہ یا ردہ رکعت میخوانند جائز است یا نہ؟ بینوا
توجروا۔

۱۲ ربیع الاخری شریف ۱۳۱۱ھ
علماء کرام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ غیر مقلدین
سنة میں تراویح کو بدعت ظہری (یعنی اللہ تعالیٰ عنہ)
قرار دیتے ہوئے ان میں تخفیف کر کے گیارہ کر لی
ہیں یا یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

تراویح سنت مؤکدہ است و نزدیکین بترک سنت
مؤکدہ نیر آثم شود و خاصہ چون ترک عادت غیر و
عدوش نزہت و عطا سے امت بست رکعت ست
و در روایت از امام مالک سی و شش رکعت فی
الدر المختار و الترویح سنۃ مؤکدہ
لمواظبة الخلفاء الراشدين و علی عشرون
سککۃ باز سنت امیر المؤمنین عفاً وق رضى الله
تعالى عنه عین سنت حضور پرورد سید عالم صلی الله
تعالى علیه وسلم ست سید عالم صلی الله تعالى علیه وسلم
بما حکم باقتدائے ابو بکر و عمر فرمود رضى الله تعالى
عنہما تاکید تام باتباع سنت خلفائے راشدین
نمود رضى الله تعالى عنہم احمد و ابوداؤد و
الترمذی و ابن ماجہ عن العصبی عن
بن ساریۃ ماضی الله تعالى عنہ قال
قال رسول الله صلی الله تعالى علیه وسلم
میکوبسنت و سنة الخلفاء الراشدين
المهديين یعضو علیہا بالنواجذ الترمذی

تراویح سنت مؤکدہ ہے، محققین کے نزدیک سنت
مؤکدہ کا تارک حرمہ گارہ ہے خصوصاً جب ترک کی عادت
بنائے، تراویح کی تعداد جمہور امت کے ہاں بیس
ہی ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک کے
ہاں ان کی تعداد چھتیس ہے۔ درمیان میں ہے
تراویح سنت مؤکدہ ہیں کیونکہ خلفاء راشدین نے
اس پر دوام فرمایا اور وہ بیس رکعات ہیں، پھر
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت رسالت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی سنت ہے کیونکہ
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی حضرت ابو بکر
اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتدایہ
اور خلفاء راشدین کی اتباع میں تاکید مل فرمائی
ہے۔ امام احمد ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے
حضرت عصبی بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر
میری اور خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے و انہوں
اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تمام کرو۔ ترمذی نے

وحسنه عن عبد الله بن مسعود و احمد
والترمذی وابن ماجه والروایاتی عن
حدیفة بن الیسن وابن عدی عن انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم قالوا
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قتلوا بالحدین من بعدی من اصحابی
فی بکود عسیر وانکم ایں بے پا کاں سنت
امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ را بکا لیس
روافض بدعت عمری نامند و متہوران ایشان
نہلیم اللہ تعالیٰ تفریح بفضلات حضرت والایش
کنہ جو البش محول بروز جز ست وسیعلم
الذین ظلموا ای مقالب ینقذون۔ نال
اللہ العفو والعافیة۔ واللہ بھخہ
وتعالیٰ اعلم۔

نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا اور
حسن کہا۔ احمد، ترمذی، ابن ماجہ و روایاتی نے
حضرت حدیفة بن یساک اور ابن عدی نے حضرت انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو! تم
میرے بعد میرے صحابہ اور جو ذکر کی اقداد کرنا۔
یہ دنیاک لوگ جو اہل تشیع کی نقل کرتے ہوئے حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کو بدعت عمری
کہتے ہیں اور ان میں سے کچھ دریدہ دہنی کرنے والے
حضرت کے عمل کو گمراہی کہتے ہیں اس کا حساب و
کتاب بروز جز ست و انھیں دینا سر کا عنقریب ظالم
جانیں گے کہ وہ کس طرف پٹا کھائیں گے۔ اللہ
تعالیٰ سے غور نہایت کا سوال ہے۔ واللہ
صیخہ و تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۶۳ از بگرام شریف محلہ میدان پورہ مرسلہ حضرت سید ابراہیم صاحب اذیقہ ۱۱۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں مہارے دین اس مسئلہ میں کہ تراویح میں پورا کلام اللہ تعالیٰ سُنت پڑھنا سنت
مذکورہ ہے یا سنت یا مستحب وغیرہ اور بعد سننے ایک پورے کلام اللہ شریف کے جو لوگ سورہ فیل سے
آخر تک دوبارہ پڑھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے یعنی ہر رات رمضان شریف میں تراویح بستی رکعتیں پڑھنا سنت
مذکورہ یا سنت یا مستحب وغیرہ ہے یا کیا ارشاد ہے کہ ایک رات اسی ماہ ہیام میں طبیعت میری نادبست
تمی تراویح ایک شب کی مجھ سے نہ ہوئی اب ان کی قضا کروں یا نہیں اور کروں تو کس وقت؟ بینوا
توجہ روا۔

الجواب

تراویح میں پورا کلام اللہ شریف پڑھنا اور سُنت مذکورہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ بعد ختم کلام مبارک بھی تمام

لیالی شہر مبارک میں جتنی رکعت تراویح پڑھنا سنتِ مکررہ ہے، تراویح اگر تادم ہو گئیں تو ان کی قضاء نہیں کل و ملک
مضمون بہ فی الکتاب الفقہیۃ (ان تمام پر کتب فقہ میں تصریح ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ علہ۔

مسئلہ ۱۰۶۴ از بگرام شریف محلہ میدانی پورہ مرشد حضرت صاحبزادہ سید ابراہیم میاں صاحبِ عالیہ دامت برکاتہم
۳۶ رمضان شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، اس مسئلہ میں تراویح میں بعد سورہ فاتحہ سورہ اخلاص پڑھنا جائز ہے یا مکروہ
بوجودیکہ امام اور شریک بھی بانٹا ہے؟ بیوقوف توجروا

الجواب

جائز ہے ہا کر اہست اگرچہ سورہ فیل سے آخر تک تکرار کا طریقہ بہتر ہے کہ اس میں رکعات کی گنتی یاد
رکھنی نہیں پڑتی۔ رد المحتار میں ہے:

في التجنيس واختار بعضهم سورة الاخلاص في كل ركعة وبعضهم سورة الفيل اي
البداءة منها ثم يعيد ها وهذا احسن
لئلا يشتغل قلبه بعد داسر كد رت
ورمخار میں ہے،

لاباس ان يقرأ سورة ويعيد ها في التنية
(انی قولہ) ولا يكره في النفل شي من ذلك
والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶۵ از شہر کمنہ بریلی مرشد مولوی شجاعت علی صاحب ۲۵ رمضان مبارک ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تراویح میں ختم قرآن شریف کے لئے ایک بار جہر سے بسم
پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ فقط بیوقوف توجروا

الجواب

ہاں۔ فی المسلم وشرح الفواتح البسملۃ مسلم اور شرح الفواتح میں ہے کہ بسم قرآن کی

مسئلہ رد المحتار بحث التراویح مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴۷/۲
مسئلہ رد مختار آخر فصل بحکم الامام مطبوعہ مجتہدانی دہلی بھارت ۸/۱

من القرآن آية فتقرأ في الحتم مرة على
هذا ينبغي ان يقرأها في التراويح بالجهود
مرة ولا تتأدى سنة الحتم دونها. والله
سبحانه وتعالى اعلم.

۱۰۶۶ھ از صاحب گنج گیا مرسلہ مولوی کریم رضا صاحب یکم ذیقعدہ ۱۲۱۲ھ

(۱) نماز تراویح کی جماعت اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سے شروع کرتے ہیں اور انسان تک ایک ایک سورہ
ایک ایک رکعت میں پڑھتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے انسان تک دوبارہ وسلسل رکعتوں میں پڑھتے
ہیں جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ہر ترکہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) کسی حافظ کو اس طور پر نماز تراویح کی پڑھانی کہ پہلے ایسی قوم کے ساتھ جو آٹھ رکعتیں تراویح منقولہ
پڑھ چکے ہوں بارہ رکعتیں ختم تراویح پڑھا کر پھر دوسری قوم کے پاس جس جو بارہ رکعتیں تراویح کی منقولہ
پڑھ چکے ہوں جا کر آٹھ رکعتیں تراویح کی پڑھانی جائز میں یا نہیں؟ مینو بالفقہ و
السنة والکتاب فوجروا من الله حسن العباد (فقہ اور کتاب و سنت کے مطابق جواب
عنایت کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم پاؤ۔ ت)

الجواب

(۱) جائز ہے

في الهندية بعضهم اختار قل هو الله احد
في كل ركعة وبعضهم اختار قراءة سورة
الاعلى الى آخر القرآن وهذا احسن
القولين لانه لا يشبه عليه عدد الركعات
ولا يشغل قلبه بحفظها كذا في التجنيس
والله تعالى اعلم

ہند میں ہے بعض نے ہر رکعت میں قل هو الله احد
کو اختیار کیا اور بعض نے سورہ فیل سے آخر
تک کو اور یہ احسن قول ہے کیونکہ اس صورت میں
عدد رکعات میں اشتباہ نہیں ہوتا اور نہ ہی
ان کے یاد رکھنے میں مصروف ہوتا ہے جیسا کہ تجنیس
میں ہے اور اللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۲) جائز ہے

في رد المحتار قال القهستاني فيقال ثلاث
صوات سبحن ذي الملك والملكوت سبحن
ذي العزة والعظمة والقدرة والكبرياء
والجبروت سبحن الملك الحي الذي
لا يموت مدوح قدوس رب الملكة
الروح لا اله الا الله نستغفر الله نسالك
الجنة ونعوذ بك من النار كما في منهج
العباد آملوا الله تعالى اعلم۔

رد المحتار میں ہے کہ قسمت فی نے کہا کہ تین دفع
یہ کلمات پڑھے جائیں: ملک و ملکوت کے مالک
تیری ذات پاک ہے اسے صاحب عزت و عظمت
اور جبروت و کبریا تیری ذات اقدس پاک ہے اے
مالک جو زندہ ہے اسی پر موت نہیں، تیری ذات
پاک ہے تو پاک و قدوس ہے ملائکہ اور جبریل کا
رب ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اللہ
تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے جنت کا سوال اور
دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تسبیح العباد اور اللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

(۳) اصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک بیسویں رکعت تراویح سنت عین ہیں کہ اگر کوئی شخص مرد یا عورت بن غدر
شرعی ترک کرے جتنا کہ کراہت و اسارت برابر ان کی جماعت کی رہے، یہ میں اقامت سنت کفایہ کہ اگر
اہل محلہ اپنی اپنی مسجدوں میں اقامت جماعت کریں اور ان میں بعض گھروں میں تراویح تنہا یا باجماعت پڑھیں تو
حرج نہیں اور اگر تمام اہل محلہ ترک کریں تو سب گنہگار ہوں، رد المحتار میں ہے،
اہل التراویح سنت عین فلو ترکھا
واحد کفر علیہ
رد مختار میں ہے،

والجماعة فيها سنة على الكفاية فـ
الاصل فلو ترکھا اهل مسجد اشوا، لا
لو ترك بعضهم۔
ان میں اجماع قول کے مطابق سنت کفایہ ہے، اگر
تمام اہل مسجد نے اسے ترک کیا تو گنہگار ہوں گے
اور اگر بعض نے ترک کیا تو گنہگار نہ ہونگے (ت)

۲۶/۲	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	بحث التراویح	رد المحتار
۲۵/۲	" " " "	"	"
۹۸/۱	مکتبہ النبی دہلی بھارت	فصل فی الترو و التراویح	رد مختار

ردالمحتار میں ہے ،

ظاہر کلامہم ہذا ان المسنون کفاۃ اقامت
بالجماعة فی المسجد حتی لو اقاموا صلاۃ جماعة
فی سوتہم ولم یقسم فی المسجد اثم الکلیۃ
یاں سنت کفایہ سے مراد یہ ہے کہ تراویح کو مسجد میں
جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے اگر قیام نے گھروں
میں جماعت کے ساتھ ادا کیس اور مسجد میں اور نہ کیس
تو سب گنہگار ہوں گے۔ (ت)

پس صورت مستفسرہ میں امام اور دونوں جگہ کے مقتدی تینوں فریق سے جس کے لئے یہ فعل اس وقت
کا موجب ہو اس کے قیام میں کراہت و اسارت ہے ورنہ فی نفسہ اس میں حرج نہیں بلکہ امام و بر دو قوم
کی مسجد میں جماعت تراویح جدا ہوتی ہے یہ گھروں پر بطور مذکور جماعت و افراد اڑھتے ہیں تو کسی پر مواخذہ
نہیں کہ ہرگز وہ مقتدیوں نے اگر بعض ترویحات تنہا اور بر سر فریق نے مسجد سے جدا پڑھیں مگر جبکہ ان کی مسجد
میں اقامت جماعت ہوتی ہے سنت کفایہ ادا ہو گئی ہاں امام و دونوں قوموں کو پوری تراویح پڑھنا تو یہ
بجراہت ہوتی اس سے صورت مستفسرہ خالی ہے۔

فی الہدیۃ اھام یمصلی التراويح فی مسجد
فی حقل مسجد علی الکمال زیجسوزک
المحیط المسرخصی والفتویٰ علی ذلک
کذا فی المضممرات
بندہ جس سے ایک امام دو مسجد میں قدم تراویح
پڑھتا ہے تو یہ باہر نہیں جیسا کہ مجید سرخسی میں ہے
مضممرات میں ہے کہ قوی اسی پر ہے۔

(ت)

اور اگر ان میں کسی فریق کی مسجد میں یہی جماعت بطور مذکور ہوتی ہے تو اس کے لئے کراہت ہے کہ اس کی مسجد
میں پوری تراویح جماعت سے نہ ہوئیں لہذا اس صورت میں یہ چاہئے کہ ایک فریق آٹھ یا بارہ رکعتیں دوسرے
امام کے پیچھے پڑھ کر باقی میں اس حافظ کی اقتداء کرے اور دوسرا فریق بارہ یا آٹھ رکعات میں دوسرے کا مقتدی
ہو کر باقی میں اس کا مقتدی ہو کہ اب دونوں مسجدوں میں پوری تراویح کی اقامت جماعت سے جو پاسے کی اور
اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ بعض ترویحات میں ایک امام کی اقتداء ہو اور بعض دیگر میں دوسرے کی ہاں یہ
نا پسند ہے کہ ایک ترویح میں دو رکعت کا امام اور جو دو کا اور

فی الحانیۃ اقاموا التراويح یا ما صلی
غایہ میں ہے تراویح دو اماموں نے پڑھائیں۔ ہر

کل امام تسلیمة بعضهم جوڑوا ذلك
والصحيح انه لا يستحب وانما يستحب
ان يصلى كل امام ترويحة ليكون موافقا
عمل اهل الحرمين في
سراج دہلی میں ہے

انما صلوا بامامين فالمتحب ان
يكون انصراف كل واحد على كمال
الترويحة فان انصرف على تسليمة لا يستحب
ذلك في الصحيحين والله تعالى اعلم

مسئلہ ۱۶۹ از بدایں حلقہ کٹرہ براہم پورہ مدرسہ شیخ عبد الغنی صاحب ۱۱ رمضان شریف ۱۳۱۳ھ
ایک شخص ایک مسجد میں فرض جماعت سے پڑھا کر تراویح بیس رکعت پڑھتا ہے پھر وہی شخص دوسری
مسجد میں تراویح بیس رکعت جماعت سے پڑھتا ہے کیا یہ امامت اس کی صحیح ہے نہیں، اور مقتدیہ کی مسجد
دیگر کی تراویح سوجاتی ہے یا نہیں، فقط۔

الجواب

فہم راجع میں امامت صحیح ہے تراویح سوجاتی ہیں مگر خلاف علماء و اختلاف نسبی و مخالفت طریقہ
متواتر سے بچنے کے لئے بے ضرورت اس سے احتراز کیا جائے۔

في الخاتمة والخلاصة والظهيرية وغيرها
اذ اهل التراويح مقتد يا بمن يصلى
المكتوبة او بمن يصلى نافلة غير التراويح
اختلفوا فيه والصحيح انه لا يجوز الله و
في الهندية امام يصلى التراويح

خاتمہ، خلاصہ اور ظہیریہ میں ہے کہ سب تراویح
ایسے شخص کے پیچھے پڑھی جو قرآن پڑھا رہا ہے
یا اس شخص کی اقتداء میں جس نے تراویح کے علاوہ
نافل پڑھا ہے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے
صحیح یہی ہے کہ براہم پورہ اور ہندوستان میں ہے کہ

لے فتاویٰ قاضی خاں باب التراويح مطبوعہ مطبع خشى نوکشتہ لکھنؤ، بھارت ۱۱۰/۱
لے سراج الوداع شرح قدوری
لے خلاصہ افتاویٰ الفصل الثالث في التراويح مطبوعہ مکتبہ جمعیہ دہلی ۶۴

فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال
لا یجوز کذا فی محیط السرخسی والفتوی
علی ذلک کذا فی المضمرات کذا فی امامة
التنویر والمدرو متفعل ہفت قرص فی
غیر التراویح فی الصحیحہ خانیہ و
کانہ لانہا سنۃ علی ہیأۃ مخصوصہ
فی راعی وضعہا الخاص بالخروج من العہدۃ
اح فی مراد المحتسرات ما ذکرہ المصنف
ہہنا فی لعل لما قدم فی شروط الصلوۃ
بقولہ وکفی مطلق نیۃ الصلوۃ لمفعل
وسنۃ و تراویح و ذکر الشرح ہنا کہ
المستند و لعل ہنا کہ من الحرام
ظاہر الروایۃ و قول عامۃ المشائخ
وصحیحہ فی الہدایۃ و غیرہ و رجحہ
فی الفتح و نسبہ الی المحققین رحمہم
والفتوی متی اختلف مزتج ظاہر الروایۃ
واللہ سبحانہ و تعالی اعلم۔

وہ امام کا دو مساجد میں تمام تراویح پڑھنا ہے جائز
نہیں، محیط سرخسی اور مضمرات میں ہے کہ فتویٰ
اسی پر ہے۔ تنویر اور در کے باب الامامت
میں ہے کہ نقل پڑھنے والے کی فرض پڑھنے والے کی
اقتدار تراویح کے علاوہ صحیح ہے خانیہ، کیونکہ
تراویح ہیئت مخصوصہ کے ساتھ سنت ہیں تو عہدہ پر
ہونے کے لئے ان میں اس وجہ مخصوص کی رعایت کرنا
ضروری ہے اور وہ احتیاط میں ہے مصنف نے جو کچھ
یہاں ذکر کیا ہے وہ اس کے خلاف ہے جو اس نے
شروط صلوۃ میں یوں ذکر کیا کہ نقل، سنت، اور تراویح
کے لئے مطلق نیت کافی ہے اور شارح نے وہاں
کہا کہ قیہ یہی ہے اور وہاں بجز سے نقل کیا کہ یہی
ظاہر روایت اور اکثر مشائخ کا قول ہے، ہدایہ
وغیرہ میں اس کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ فتح میں اس کو
ترجیح دیتے ہوئے اسے محققین کی طرف منسوب کیا
تو جب فتویٰ میں اختلاف ہو جائے تو ظاہر روایت
کو ترجیح ہوتی ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۰۰ از کتب میرٹھ کوٹھی حافظ عبد الحکیم صاحب بازار لال کرٹی مرسلہ مولوی اسمان اللہ صاحب
۲۴ ماہ مبارک ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح میں اس مسئلہ میں کہ جو اکثر جگہ رمضان شریف کے اخیر
عشرہ کے طاق راتوں میں نوافل میں شبینہ پڑھا جاتا ہے یعنی ایک یا ایک سے زیادہ راتیں جن میں قرآن عظیم

۱۱۶/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	فصل فی التراویح	لے فتاویٰ عالمگیری
۸۵/۱	مطبع مجتہدی دہلی بھارت	باب الامامت	سکھ در مختار
۵۹۰/۱	ایچ ایم سعید کینی کراچی	•	سکھ رد المحتار

ہوتا ہے اور یہ نوافل باجماعت پڑھے جاتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ کلام مجید باجماعت نوافل میں ترتیل کے ساتھ ہی کیوں نہ پڑھا جائے وہ بھی ممنوع ہے اور نیز کہتے ہیں کہ جماعت نوافل کی سوا تراویح کے اصلاً جائز نہیں ہے اور جس حدیث میں تہجد کے وقت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شرکت نوافل تہجد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے مروی ہے وہ ثابت صحت اقتدایک شخص کہ ہے، تیسری بات وہ یہ کہتے ہیں کہ سُنتیں فجر کی اگر رہ جائیں اور فرضوں میں کوئی شامل ہو جائے تو پھر اس کو وہ سنتیں نہ قبل طلوع آفتاب پڑھنی چاہئیں نہ بعد میں، ان تینوں مسائل کو امید ہے کہ شرح بیان فرمائیں۔ جزاک اللہ خیر الجزاء۔

الجواب

علاءے سفر منع کسل و لال اقل مدت ختم قسراً کی عظیم تین دن مقرر فرمائی مگر اہل قدرت و نشاط بہر عبادت کو ایک شب میں ختم کی بھی ممانعت نہیں۔ بہت اکابر دین سے منقول ہے،

كما بسطه المولى عبد الغنى النابلسى قدس سره القدوس فى المحديقة الندية وغيره
جیسا کہ اس پر تفصیل بحث علاء عبد الغنى نابلسی
قدس سره القدوس نے حدیقہ ندیہ اور دیگر علما
نے اپنی کتب میں کی ہے۔ (دست)

خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت میں قرآن شریف ختم کیا کما فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) نفل غیر تراویح میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہے ہی چار کی نسبت کتب فقہیہ میں کراہت لکھے ہیں یعنی کراہت تشریح جس کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ گناہ حرام کما بینا فی فتاوانا (جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں دی ہے۔ ت) مگر مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بات اعمیٰ ثابت ہے اور عوام فعلیٰ خیر سے منع نہ کئے جائیں گے علامہ امت و مکاتے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے، در مختار میں ہے،
احوالهم فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل
عوام کو تکبیرات اور نوافل منسل سے کبھی بھی منع
نہ کیا جائے کیونکہ پہلے ہی نیکیوں میں ان کی
رجعت کم ہوتی ہے، بحر۔ (دست)

اُسی میں ہے :

ولا يسمع العامة من التكبير في الأسواق
في ليلاء العشر وبه تأخذ بحره ومجتبى
وغیره ۛ

حدیثہ ندیہ میں ہے :

ومن هذا القبيل يهيئ الناس عن صلوة
المرغائب بالجماعة وصلوة ليلة القدر
ونحو ذلك وان صرح العلماء بالكراهة
بالجماعة فيها فلا يصح بذلك العوام لئلا
تقل من غبتهم في الخيرات وقد اختلفت
العلماء في ذلك فصنف في جوازها جماعة
من المتأخرين وابقاء العوام راغبين
في الصلوة او في من تنفرد به ۛ

عوام کو ان (ذوالحجہ کے) دس دنوں میں بازار
میں تکبیرات پڑھنے سے منع نہ کیا جائے، اسی پر
ہمارا عمل ہے، بحر، مجتبى وغیرہ (ت)۔

اسی قبیل سے نمازِ مرغائب کا جماعت کے ساتھ
ادا کرنا اور لیلۃ القدر کے موقع پر نماز وغیرہ بھی
ہیں اگرچہ علمائے اہل سنت نے ان کی جماعت کے بارے میں
کراہت کی تصریح کی ہے مگر عوام میں یہ فتویٰ
نہ دیا جائے تاکہ نیکیوں میں ان کی رغبت کم نہ ہو
علمائے اہل سنت نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے اور
متأخرین میں سے بعض نے اس کے جواز پر رکھا
سہی ہے، عوام کو نماز کی طرف راغب رکھنا انھیں
فہرت دلانے سے کہیں بہتر ہوتا ہے۔ (ت)۔

صبح کی سنتیں اگر پڑھیں اور فرشتوں میں شامل ہو گیا قبل طلوع وار تفاع شمس تو البتہ ان کی
اجازت نہیں اگر پڑھے گا گنہگار ہو گا اور بعد بلندی آفتاب اُن کا پڑھنا ممنوع نہیں ضرور مستحب ہے
کلام علمائے اہل سنت لا یقضی (ادا نہ کیا جائے) یعنی نفی مطالبہ ہے نہ مطالبہ نفی، رد المحتار میں ہے،
اذ فاتت وحدها لا تقضى قبل طلوع
الشمس بالاجماع اما بعد طلوع الشمس
فكذلك عندهما وقال محمد رحمه الله
تعالى: حب الى امت يقضيها الى
المزوال كما في الدرر قبيل

سہ در مختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱۱۷/۱
سُئلہ الحدیثہ المدیہ الخلق الثامن والاربعون من الاصل والفرع مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۵۰/۲

ہما قریب من الاتفاق لان قوله احب
فی دلیل علی انہ نولہ یفعل لا لوم علیہ وقال
لا یقضى وان قضی لا یاس بہ کذا فی الخبائریۃ
ومنہم من قال الخلاف فی انہ لوقضی کان
لعل مستداً اذ سنۃ کذا فی الغنیۃ یعنی فضلاً
عندہما سنۃ عندہ کما ذکرہ فی الکافی
اصحیل یح والہ تعالیٰ اعلم۔

یعنی شیعین کے نزدیک نفل مگر امام محمد کے نزدیک سنت۔ جیسا کہ الکافی لا سمیل میں ہے۔ (ت)

مسئلہ از سنبیل مرسلہ حکیم کفایت اللہ صاحب ۹ شوال ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زمین نے فرض عشاء ادا کیا اور تراویح جماعت سے اب
وتر جماعت سے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیٰ کیا ہے مع اللہ وحوالہ کتب بیان فرمایا جائے۔ بینوا
للہ توجروا عند اللہ۔

الجواب

جس نے فرض تہا پڑھے وتر کی جماعت میں شریک نہ ہو گا کما فی الغنیۃ وجامع الرموز ورد الحد
(جیسا کہ غنیۃ جامع الرموز اور رد المحتار میں ہے۔ ت) جس نے فرض کسی جماعت میں پڑھے ہوں اس کے باب
میں بھی علماء مختلف ہیں کہ وتر جماعت سے ادا کرنا اولیٰ ہے یا تنہا پڑھنا دونوں طرف ترجیحیں ہیں اور زیادہ
راحمان اس طرف ہے کہ جماعت افضل ہے۔

رجحہ الامام ابن الہمام وصحیحہ العلامة الخلیجی
فی الغنیۃ وقال خیر الرملی علیہ عامۃ
الناس الیوم یح والہ تعالیٰ اعلم
امام ابن الہمام نے اسے ترجیح دی، علامہ رملی نے
غنیۃ میں اس کی تصحیح فرمائی، اور حیر الدین رملی نے
فرمایا، آج لوگوں کی اکثریت اس پر ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

۵۳/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	باب اوراکہ الفریضہ	رد المحتار
ص ۴۱۰	سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی التراویح	غنیۃ المستملی
۶۹/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الترتیب والنوازل	منہ الخافق علی بحر الرائق بحوالہ الخیر الرملی

مسئلہ از پیلور ضلع بریلی مسئلہ حافظ کلن صاحب ۲۳ شوال ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ماہ رمضان شریف میں دو حافظوں نے ایک مسجد میں قرآن عظیم اس ترتیب سے سنایا کہ ایک حافظ نے اول مثلاً وکس تراویح میں ایک یا سو یا ڈیڑھ پارہ آخر سے سنایا اور پھر دوسرے حافظ نے آخر دس تراویح میں وہی پارہ ایک یا سوایا ڈیڑھ آخر کا پڑھایا یعنی بتہ اسے انتہا تک یہی طریقہ قرأت کا رکھا کہ جو کچھ پہلے حافظ نے پڑھا تھا وہی پارہ دوسرے حافظ نے پڑھا اور ایک ہی تاریخ پر مثلاً پچیس یا چھپیس تک دونوں نے ختم فرمایا پس از روئے ترغ مقرر کے یہ طریقہ قرآن شریف کے پڑھنے کا جائز ہے یا نہیں؟ یہو ابالکتب توجروا بغیر حساب (کتب سنت سے جواب دیکھتے اور بغیر حساب اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

یہ طریقہ مکروہ ہے اور اگر ثابت ہو کہ بعض مقتدیوں پر گراں گزرنے کا باعث تھا (اور ضرور ہوگا) تو سخت ممنوع ہے کیوں کہ ختم مسانت سے نادم ہیں تو ایک امر از سنت کے لئے مقتدیوں پر گراں کی گئی اور یہ ناجائز ہے و انما جمل عدم ترک ختم بکسل القوم لا یستفاد فساد یتزل لا نہ فتنہ (قوم کی کسمپرسی کی وجہ سے ایک ختم قرآن ترک نہیں کیا جائے، نہ کہ یہ سنت ہے اور اس سے نادم نہ ہو کر دیا جائے گا کیونکہ یہ فتنہ سے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بلندای افریقہ سائل حاجی حبیب اللہ و حاجی یعقوب علی ۲۴ محرم ۱۳۲۱ھ

رمضان المبارک میں جس نے نماز عشاء جماعت سے نہیں پڑھی ہے مسجد میں جاتے وقت جماعت عشاء ہوگئی تھی اور نماز تراویح کی کھڑی تھی میں نے جلدی سے نماز عشاء اور کی اب تراویح کی جماعت میں شامل ہو کر نماز تراویح اور کر سکتا ہوں یا نہیں؟ یا ایکیے پڑھایا ہے؟

الجواب

جس شخص نے نماز عشاء تنہا پڑھی وہ تراویح کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے تنہا نہ پڑھے، ہاں وتر کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جس نے فرض تنہا پڑھے ہوں وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔ درمختار میں ہے، فضیلہ و حدیثیہ امام احمد ای معسل فرض تنہا پڑھنے والا تراویح جماعت کے ساتھ پڑھے۔ الغرض وحدنک یصل التراویح مع الاحام۔ یعنی تنہا فرض اور کرنے والا تراویح امام کے ساتھ داگرتے۔

روالحماریں ہے،

اد الیصل الغرض معہ لا یتبعہ ف جب فرض امام کے ساتھ ادا نہیں کئے تو تو
الموتز آئمہ - واللہ تعالیٰ اعلم۔ میں اس کی افتادہ ذکر ہے۔ احو - واللہ تعالیٰ

اسلم - (ت)

۱۰۴۳ شملہ از فیض آباد محلہ کلاب گنج مرسلہ فیاض حسین ٹیکیدار پتھر ۲۳ رمضان المبارک ۱۲۳۱
حضور والا دست بستہ سلام مسنون کے بعد عرض ہے تا بعد از بختیریت ہے خوشنودی خراج اقدس
درکار از راہ شفقت مریدانہ معاف فرمایا جانکہ آج سے پچیس عرصہ نہ لگہ سکا اور آج پھر جو موقع ملا ہے وہ
خاص ضرورت سے براہ کرم شرع شریف کے مقدس قانون کے مطابق راستے صائب و حکم مناسب سے
اطلاع بخشی جائے۔ میرے وطن مادہ میں ایک بزرگ مفتی قوم میں سے از راہ خیر و برکت ختم قرآن شریف کے
دن بیسویں رکعت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مختلف صاکن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و خیرہ کے ساتھ تراویح ختم کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے ہیں لیکن اس زمانے کی نئی روشنی اس کے خلاف
ہے لہذا اس کے جواز کے متعلق جو آیات شریفہ کتب احادیث سے پائی جاتیں ان سے اطلاع بخشی جائے تاکہ
مفتی نقیب کو سمجھا دی جائیں۔ (۱) کرم و تہنیت مریدانہ پچیس ایک جواب با صواب عریضہ بذاسے شاد فرمایا جا
کیرکہ اس کی یہاں فوری ضرورت ہے، فقط

الجواب

یہ صورت بلاشبہ جائز و مباح ہے سب ابی داؤد میں الامتدادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پست آواز سے
پڑھتے دیکھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بلند آواز سے، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ کچھ یک
سورت سے پڑھا اور کچھ دوسری سورت سے لیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں صاحبوں سے
وجہ دریافت فرمائی، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، قد سمعت من ناجیت یا رسول اللہ میں
جس سے مناجات کرتا ہوں وہ اس پست آواز کو بھی سنتا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا،
یا رسول اللہ! وقط الوشان واطرد الشیطان یا رسول اللہ میں اس نے اتنی آواز سے پڑھتا ہوں
کہ اوٹھتا جاگے اور شیطان بھاگے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اکلم طیب یجمعہ اللہ

بعضہ فی بعض یا رسول اللہ قرآن مجید سب پاکیزہ کلام ہے کچھ یہاں سے کچھ وہاں سے ملا لیتا ہوں ارادۃ الہیہ پر ہی ہوتا ہے۔ فرمایا: کلکھ قد اصحابہ تم تینوں نے ٹھیک بات کی درست کام کیا۔ قادیانی خلاصہ میں ہے،

الانتقال من آية من سورة الى آية اخرى
من سورة اخرى او آية من هذه السورة
بينهما آيات مكررة في الغرائض اما في
النوازل لا يكره ان يقطع
غنیہ شرح غنیہ میں ہے،

قراءة آية من بين الآيات كقراءة سورة من
بين السور فكما لا يكون قراءة سورة متفرقة
من اثناء القرآن مغیر التالیف والنظم
لا يكون قراءة آية من كل سورة مغیرا
لہیکہ
آیات میں سے کسی آیت کا پڑھنا ایسے ہی ہے
جیسے سورتوں میں سے کسی سورت کا پڑھنا ہے تو جس
طرح متفرق سورتوں میں سے قرأت کرنا قرآنی
تالیف و نظم میں تبدیلی پیدا نہیں کرتی اسی طرح
سورت سے کسی ایک آیت کا پڑھنا تبدیلی پیدا
نہیں کرتا۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

اما خبر آيات متفرقة فلا يكره كما لا يكره
ضم سور متفرقة بدليل ما ذكرناه
من القراءة في الصلوة - والله تعالى
اعلم۔

مسئلہ از دعا پور محلہ بندہ قیامی ضلع بجنور، ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ مسئلہ اللہ دیا
جناب فیض انتخاب فضائل مآب جناب مولانا صاحب زادہ فضلم بعد آداب گزارش ہے کہ شخص جو
لہ سنن ابروداد باب رفع الصوت بالقراءة فی الصلوة العلیل مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۸/۱
لہ خلاصۃ الفتاوی الفصل الحادی عشر فی القراءة مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۹۴/۱
لہ غنیۃ المستمل شرح نیۃ المصلی تہات فیما یکرہ من القرآن فی الصلوة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۷۰
لہ رد المحتار آخر باب سجود التلاوة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۹/۲

صوم و صلوة کا پابند ہے مگر تراویح قصداً چھوڑ دیتا ہے اس کے واسطے وعید ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی تحریر کریں
کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں نہیں پڑھیں؟ ان پر وعید ہے یا نہیں؟

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْكَوَسَمْعُوْا وَسَمِعُوا الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدِيْنَ
عَضُدًا عَلَیْهَا بِالْاَوْجَادِیَّةِ

تم پر لازم ہے میری سنت کا اتباع اور خلفائے
راشدین کی سنت کا، اسے دانتوں سے مضبوط
پکڑو۔

اور فرمایا:

اَقْدُوْا بِاَذْنِیْنِ صَاحِبِیْ اَبِی بَكْرٍ وَعُمَرَ۔
ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی کرو جو
میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین شب تراویح میں امامت فرما کر بغیر فرضیت ترک فرمادی تو اس
وقت تک وہ سنت مزکورہ نہ ہوئی تھی، حسب امر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے اجزا فرمایا
اور عامہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر محبت برتے، اس وقت سے وہ سنت مزکورہ ہوئی نہ فقط فہرست
امیر المؤمنین سے، بلکہ ارشادات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ اب ان کا
تارک ضرور تارک کبھی نہ ہوگا۔ اور ترک کا عادی خاسق و عاصی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۶ھ از بنارس رام نگر مرسلہ حافظ امام الدین صاحب ۵ رمضان ۱۳۲۶ھ

جب احقر کا حافظ ہو گیا تو لوگوں نے اسی سے پڑھوایا مسجد کے پیش امام صاحب نے بڑی شہ رُوپے
احقر کو عنایت کئے جسے احقر نے اُسی وقت اپنے استاد محترم کی نذر کر دی میرے ایک بھتیجے بھائی کی خواہش
تھی کہ ان پانچ میں سے چندہ تبرک میں کچھ دوں مگر حضرت استاذی کی حالت بمقابلہ تبرک قابل ترجیح معلوم ہوئی
لہذا میں نے چندہ تبرک میں اس میں سے کچھ نہ دیا دوسرے سال معلوم ہوا کہ اب کے سال امام صاحب متعہ دیں گے
پھر سنا گیا کہ وہ ہی دیں گے، اس پر قوی خیال کی بنا پر سمجھا گیا کہ انھیں بھتیجے بھائی صاحب کی بدولت پانچ کر دیا
گیا ہے جس کی غرض کے مطابق چندہ تبرک میں نے نہیں دیا تھا اس لئے میں نے ان سے شکایت کی کہ استاذ

۱۔ سنن ابو داؤد ۲۔ خرباب فی لزوم السنۃ ۳۔ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۵۹/۶
۴۔ جامع الترمذی ۵۔ مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ۶۔ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی بھارت ۲۰۴/۲

میرسہ بھی ہیں اور آپ کے بھی پھر آپ ان کی بھلائی کے بجائے ان کی نقصان رسانی کے درپے کیوں ہیں ۱۹ اس پر بات بڑھی اور امام صاحب مسجد کے کافروں تک پہنچی ۱۹ اس کے بعد مجھے روپے کی گفتگو پر سخت افسوس ہوا اور دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کبھی میرا ثواب زائل ہو جائے اس لئے میں نے بااعلان کہا کہ صاحبو میں کوئی اجرت نہیں مقرر کرتا، یہ جس قدر باتیں ہوئی ہیں بھائی صاحب سے بات بڑھ جانے کے سبب ہوئیں پھر ختم کے دن امام صاحب نے سات ہی روپے دے جنہیں لیتے وقت اختر کے دل کی عجب حالت تھی مگر خیال نفع استاد مکرم لئے اور اُسی وقت اُن کی خدمت میں پیش کر دیا تاہم مجھے ہر وقت اس کا خطرہ رہتا ہے کہ اگر ہم اپنے لئے نہیں لیتے پھر بھی لیتے ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ اب استاد مکرم کو کھروسا رہتا ہو گا کہ اسے سات روپے ملیں گے اور یہ مجھے دے گا اور پھر اس سے میرا فلاں فلاں کام چلے گا لینے سے انکار کرتے بھی نہیں بنتا۔ شبینہ کیسا ہے جو ایک دن میں چند حفاظ مل کر ختم کرتے ہیں۔

الجواب

مولیٰ سبحانہ تعالیٰ ایسے بندوں کو برکت دے جو قرآن عظیم پر اجرت لینے سے بچیں آپ صاف کہہ دیں کہ محض ادائے سنت و حصول ثواب کے لئے پڑھتا ہوں کوئی معاوضہ نہ جانتا ہوں نہ سوگا اس کے بعد امام یا جو مسلمان کچھ خدمت کریں وہ اجرت نہیں لے سکتی کسی کا یہ سلاب، وراثت و زکوٰۃ و سعادتمندی و قناری امام قاضی حاکم میں ہے، الصریح یفوق الدلائل (صریح کو دلائل پر فوقیت ہے۔ ت) شبینہ کہ ایک یا چند مافضل کر کرتے ہیں مکروہ ہے، اکابر نے ایک ایک رات میں برسوں ختم فرمایا ہے مگر وہ خاص اپنے لئے نہ کہ جماعت میں جس میں ہر قسم کے لوگ ہوں خصوصاً اکثر بلکہ شاید کل وہی ہوں جو اسے بار بھیں اور مشعا شرعی شریک رہیں۔ حدیث صحیح میں ہے، اذا احدکم الناس فلیخفف (جب تم میں کوئی لوگوں کی آفت کراسے تو تخفیف سے کام لے۔ ت) اور ارشاد فرمایا، لا یسأم حتی تسأموا (اللہ تعالیٰ ثواب میں کمی نہیں فرماتا جب تک تم نہ اکتاؤ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰: از ادویا ضائع آلودہ مدرہ اسلامیہ مدرسہ عبدالحی صاحب مدرہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تراویح کے ہر چار رکعت پر یا تمنا تھا کہ دعا مانگنا

۱۵۹/۲	مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی بھارت	کتاب الہدیہ	۱۵۹/۲
۹۷/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب اذا صلی فی سطرل ما شمار	۹۷/۱
۲۴۷/۹	دار الفکر بیروت	حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۲۴۷/۹

چاہئے یا صرف تسبیح جلا ہوا تھا اٹھائے پڑھے؟

الجواب

تسبیح میں ہا تھا اٹھانے کی کیا ضرورت؟ ہاں کوئی دعا مانگے تو ہا تھا اٹھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسند سلیمہ از کلکتہ ماہنامہ حاجی ذکریا لینڈ مرسلہ شیخ روشن علی صاحب ۳ شوال ۱۳۳۷ھ
 ایک شخص جو اپنے کو اہلسنت سے کہتا ہے اس کا قول ہے کہ نماز تراویح کے اندر دو چیزیں ہیں ایک
 قراءت قرآن مجید کی جو کہ فرض ہے اور دوسری تراویح سنت مؤکدہ۔ جب نماز تراویح میں قرآن شریف پڑھا گیا
 تو دونوں مذکورہ بالا چیزوں سے ایک اور اجزائی ایک باقی رہ گئی ہے یعنی تراویح سنت مؤکدہ کا ثواب تو حاصل ہوا
 مگر قراءت کے ثواب سے محروم رہ گیا جو کہ فرض ہے اس لئے جماعت کے لوگ بعد نماز تراویح کے بیٹھ جائیں کسی
 سے قرآن شریف سن لیں تاکہ دونوں ثواب حاصل ہو جائیں، کیا یہ قول زیادہ کا صحیح ہے؟

الجواب

زیادہ کا قول محض باطل اور دین میں بدعت پیدا کرنا ہے اور شریعت مطہرہ پر افراط ہے، تراویح سنت
 مؤکدہ ہے صرف ایک آیت کا پڑھنا۔ نماز میں ہر مہینے نہ وقت میں فرض سے تمام قرآن مجید کی تلاوت خارج
 نماز خاص رمضان شریف میں فرض ہو یہ جہل کس ہے، جب تراویح پڑھیں اور ان میں قرآن عظیم پڑھا سنا
 دونوں سنتیں اور ان سے دونوں کا ثواب بعونہ تعالیٰ مل گیا بعد تراویح بیٹھ کر پھر قرآن مجید پورا مسنون فرض و مکمل
 نہ واجب نہ سنت مؤکدہ نہ غیر مؤکدہ، اگر کوئی کہے تو ایک مستحب ہے جیسے اور اوقات میں تلاوت اور اسے
 فرض یا واجب یا مؤکدہ سمجھنا حرام و بدعت، اور وہ قرآن کریم کہ تراویح میں پڑھا گیا اسے ناکافی سمجھنا سنت
 جہالت و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ رد المحتار میں ہے،

قراءة المختصر في صلوة التراويح سنة او
 صححة في الخاتمة وغيرها، وعزاه في
 الهداية الى اكثر الثواب، وفي الكافي
 الى الجمهور، وفي البرهان، وهو المروي
 عن ابي حنيفة والمنقول في الآثار
 کافی و ہندیہ میں ہے،

السنة في التراويح انما هو المختصر
 سلف رد المحتار باب التراويح والوافل
 تراویح میں مختصر قرآن سنت ہے تو قوم
 مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴۶/۷

مروۃ فلا یترک لکمل القومۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کی مستثنیٰ اور کاپی کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از قمبر کاشی پور محلہ قاضی باغ ضلع نئی آل مسئلہ جناب شیخ اللہ بخش و محمد وزیر خاں
۱۴ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قرآن شریف کے اندر جو ایک سو چودہ سورتیں ہیں اگر حافظ قرآن تراویح میں ہر سورہ میں بسم اللہ شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں، یا کیا نفع نقصان ہے؟ ایک شخص یہاں پھر سورہ میں بسم اللہ شریف ظاہر کر کے پڑھتے ہیں تو ان پر اعتراض واجب ہے یا نہیں؟ ان سے کہتے ہیں کہ آپ ہر سورہ میں بسم اللہ شریف پڑھتے ہیں ہم نے کسی حافظ اور عالم کو ظاہر کر کے بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

الجواب

نماز میں بسم اللہ شریف آواز سے پڑھنا منع ہے صرف تراویح میں جب ختم کلام مجید کی جائے سورہ بقرہ سے سورہ ناس تک کسی ایک سورہ پر آواز سے پڑھ لی جائے کہ ختم پورا ہو، ہر سورہ سے آواز سے پڑھنا منوع ہے اور مذہب حنفی کے خلاف۔ گفتارہ وغیرہ کے بعض حاملین نے جو اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے حماقت و جہالت ہے والتفصیل فی رسالتنا وصف الرحیم فی مسئلہ التراویح (اس کی تفصیل ہمارے رسالہ وصف الرجح فی مسئلہ التراویح میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از محرم پور ضلع باندہ شہر رگہ ڈبائی کوٹلی خواجہ صاحب مسئلہ عبد الرحیم ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز تراویح حافظ کے نہ ہونے سے سورۃ الموترکیف سے پڑھی جائیں بیسٹ رکعت، لیکن اس طریق سے کہ ایک ایک رکعت میں ایک سورہ دوسری میں قل ھو اللہ یہاں تک کہ بیس رکعت میں نو سورہ الموترکیف سے اور گیارہ سورہ قل ھو اللہ پڑھی جائیں مگر گیارہویں رکعت میں جبکہ سورہ اذا جاء پرچی جائے اور بارہویں میں قل ھو اللہ تو ایک سورہ بتت پڑھی میں رہ جاتی ہے اور اسی طرح سے سب انیسویں رکعت میں قل ھو اللہ اور چھویں میں ناس تو نقل رہ جاتی ہے اس صورت میں کچھ کراہت ہے یا نہیں؟ بینوا تو جہروا

الجواب

یہ دونوں صورتیں وجہ کراہت ہوں گی کہ پچ میں چھوٹی سورت کا چھوڑ دینا مکروہ ہے یہ آسان ہے کہ

وکتب رکعتوں میں سورۃ فیل سے سورۃ ناس تک پڑھے پھر انہیں کا اعادہ کرے۔

اما ما في الدر المختار، ولا يكره في النفل شي
من ذلك فمقطع النظر عما اورد على هذه
الكلمة لو ثبت ان النفل فيها ينشئ المستة
المؤكد بل هو مقابلها وقد قاله في
الدر المختار قبيله، وفي الحجة يقسم
في الغرض بالترسل حرفا حرفا في التراويح
بين وفي النفل ليلا، له ان يسرع
بعد ان يقرأ كما يفهم في العبدية
الاصح كراهة اطالة الثانية على الاولى في
النفل ايضا الخ قاله بالغرض فيما لم يسرد
فيه التخصيص من التوسعة كجوانه قاعدا
بلا عذر ومحوه - والله تعالى اعلم

در مختار میں جو ہے کہ ان میں سے کوئی شے نوافل میں
مکروہ نہیں، تو اس پر وارد شدہ اعتراض سے قطع نظر
کہتے ہوئے یہاں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نفل سنت
مکروہ کو بھی شامل ہے بلکہ وہ اس کے مقابل ہے۔
اس سے تصور اچھے درجہ میں سی بات کہی، مجہ میں
ہے کہ نفل میں قرأت آہستہ آہستہ حرف حرف
پڑھے اور تراویح میں ترسل و اسراع کے درمیان ریاض
اور رات کے نوافل میں اتنا تیز پڑھ سکتا ہے جو کچھ
آہستہ آہستہ میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ نوافل میں
بھی دوسری رکعت کو پہلی رکعت پر طویل کرنا مکروہ ہے
یہ حکم نفل کو فرض کے ساتھ ان امور میں ملحق کرنے
کے سارے جن میں نفل کے لئے تخصیص و امت
وارد نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۸۱ ازین پوری مسئلہ حکیم محمد احمد صاحب علوی شب ۱۰ ارشوال ۱۳۳۹ھ

کی فرماتے ہیں علامتے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شبینہ پڑھنا یعنی ایک شب میں قرآن مجید
ختم کرنا تراویح یا تہجد یا نفل میں جائز ہے یا نہیں اور جو شخص اس طرح پر کہ نہایت صحت اور قواعد کے ساتھ پڑھتا
پڑھتا ہے اس کی اقتدار میں اگر کچھ دگ ذوق و شوق اور خلوص و محنت سے داخل ہو کر شرکت کریں قرآن مقتدیوں
اور امام کی بابت کیا حکم ہے، نہ کہتا ہے کہ شبینہ مطلقاً جائز ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ حرام ہے صحابہ و
تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں کبھی نہیں پڑھا اور یہ جو بعض بزرگوں کی نسبت مشہور ہے کہ فلاں بزرگ نے ایک رات
میں اتنے اتنے ختم کئے بالخصوص حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت وہ شخص خصوصیات میں ان کا یہ

۸۱/۱	مسئلہ در مختار	فصل ویکبر الامام	مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی بھارت	۸۱/۱
۸۰/۱	مسئلہ	۰ ۰ ۰	۰ ۰ ۰	۸۰/۱
۳۵۶	مسئلہ غنیۃ المستمل	کرمیۃ المصلوۃ فصل فی بیان مایکروہ فعلی فی الصلوۃ	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	۳۵۶

فعل ہمارے نے تحت نہیں ہے، بلکہ کتا ہے کہ نفس شبینہ جائز اور مباح ہے بلکہ بزرگان دین کا معمول ہے یہ اور بات ہے کہ اگر منہیات شرع اس میں شامل ہوں یا لوگ اس کو اچھی طرح نہ سنیں بلکہ اس وقت بیٹھے باتیں کریں یا حقہ اور چائے پیے میں مشغول رہیں یا قرآن مجید ایسا غلط اور جلد جلد پڑھا جائے کہ سمجھ میں نہ آئے تو بیشک ایسی صورت ناجائز ہوگی بلکہ ایسی صورت اگر تراویح میں واقع ہو تو تراویح کے لئے کیا حکم نہ ہوگا کیا نفس تراویح ان طور میں کی وجہ سے ناجائز ٹھہرے گی؟ نزدیک کتا ہے شبینہ پڑھنے والے اور سنتے والے کو پانسو جوتے لگانے چاہئیں، اس سال رمضان مبارک ۱۴۳۹ھ میں ہم چھ مسلمانانِ مین پوری نے اپنے اپنے ذوق و شوق سے چند حافظ بلائے جو تہا حمد اور وصف پڑھنے والے تھے سب نے مل کر فضلِ مازیں ستائیں سو شب کو ایک قرآن مجید ختم کیا جس میں نہ منہیات شرعیہ تھے نہ کسی پر بار ہوا سب نے نہایت مستعدی اور سکون سے سنا اس پر نزدیک بہت غصہ آیا زید امام جامع مسجد ہے انھوں نے بالاطلاق ہم سب مسلمانوں پر اسی جامع مسجد میں بعد نماز مغرب بیٹھے پڑھ کر دے ہو کہ ماں بہن کی گالیاں دیں اور کتا شبینہ سُنا اور وہاں جانا سب گناہ ہے کوئی شبینہ کو جائز ثابت کر دکھائے تو پچاس روپیہ دوں گا ایسے شخص کی نسبت جو اس قسم کے سبب شتم مسلمانوں کو دے باز رہی اور فحش کلمات اس کے زبان زد رہتے ہوں اور مسلمانوں کو جو اس کے مقتدی نہیں ماں بہن کی گالیاں دے، چنانچہ اسس بنا پر وہ کلی مقتدی اس سے ناخوش ہوں گی کی حالت یہ تھی کہ: عیب و توجہ ہو

الجواب

فقیر ۲۹ شبان سے بوجہ علالت رمضان شریف کرنے اور شدتِ گرما گزارنے کو پہاڑ پر آیا ہوا ہے وطن سے مجبور اپنی کتب سے دور لہذا زیادہ شرح و بسط سے معذور مگر حکم مستوفیٰ نقل کیا ہے واضح و مبہوم شبینہ فی نصبہ قطعاً جائز و روا ہے اکابر ائمہ دین کا معمول رہا ہے اسے حرام کتنا شریعت پر افتر ہے، امام الاثر سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس برس کامل ہر رات ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا ہے۔ روا التمار میں ہے۔

قل، الحافظ الذہبی قد تواتر قیامہ	حافظ ذہبی نے فرمایا کہ آپ کا قیام العیل، تہجد
باللیل و تہجد و تعبد، ای و من	اور تہجد تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ یہی وجہ ہے
ثم کان یسعی بالوتد نکثرة قیامہ باللیل	کہ آپ کو وتد (کیل) کہا جاتا کیونکہ آپ کے
بل احیاء بقراءۃ القرآن فی رکعة ثلاثین	قیام العیل میں کثرت تھی بلکہ آپ تیس سال تک رات کو
سنة یث	ایک رکعت میں پڑھتے قرآن کی تلاوت کرتے (ت)

بلا دلیل شرعی کسی حکم کو بعض جہاد سے غاص مان لینا جرات ہے اور یہ گناہ کہ ان کا یہ فعل ہمارے لئے حجت نہیں اور اس کے خلاف بعض روایت ہے ان کا فعل حجت نہ ہوگا تو کیا نہ وہ عمر و کا ہوگا! جو اہل الفتاویٰ امام کرمانی پھر فتاویٰ علیگریہ میں ہے،

انہا یتمسکون بالاعمال اہل الدین ہے اہل دین کے افعال سے تمسک کیا جائے گا دلت،
 علامتے کرام نے فرمایا ہے سلف صالحین میں بعض اکابر دن رات میں دو ختم فرماتے بعض چار بعض آٹھ
 میزان الشریعۃ امام عبد رباب شرعائی میں ہے کہ سیدی علی مرتضیٰ قدس سرہ نے ایک رات دین میں تین رکعت
 ساٹھ ستر ختم فرماتے تھے آثار میں ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بایاں پاؤں رکاب میں
 رکعت قرآن مجید شروع فرماتے اور دسنا پاؤں رکاب تک نہ پہنچا کہ کلام شریف ختم ہو جاتا۔ بلکہ خود حدیث میں
 ارشاد ہے کہ داؤد علیہ السلام اپنے گھوڑے زین کرنے کو فرماتے اور اتنی دیوے کم میں مذبور یا توراہ مقدسہ ختم
 فرما لیتے۔ توراہ شریف قرآن عظیم سے حجم میں کئی حصے زائد ہے

والحدیث دواۃ احمد والبخاری عن ابی ہریرۃ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم قال خفف عنی دواۃ نصرۃ
 فكان یا صبر دواۃ ففصر فی القرآن
 من قبل ان تفسر دواۃ۔
 امام احمد اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث شریف روایت کی ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا حضرت
 داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے تلاوت آسان
 فرمادی تھی آپ سواری پر زین رکھے کا حکم دیتے اور
 زین رکھنا ہی قرآن پر زین رکھنے سے پہلے زبرد تلاوت
 کر لیتے۔ دلت،

یہ سب روایات اور ان سے زائد ہماری کتاب فیوض المکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ میں ہیں
 ان افعال کی عہد کو حجت نہ ماننا کیسی گستاخی ہے، جاہل وہ کہ اسوت اور حجت میں فرق نہ جاسنہ، ہم ان میں
 اقتدار پر قادر نہیں مگر وہ حجت شرعیہ فرمودہ ہیں کہ فی نفسہ یہ فعل جس سے کراہت یا ممانعت اگر آئے گی تو عرض

سلف فتاویٰ منیریہ کتاب الکتابیۃ الباب السابع عشر فی الفتنہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۲/۵
 سلف الیزان الکبریٰ فصل فی بیان بعض ما اطلعت علیہ من کتب الشریعۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱/۴۹

سلف صحیح البخاری کتاب الانبیاء قول اللہ اتیہا داؤد زبرا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۵/۱

ہے، اور وہ یہاں پانچ ہیں:

اول عدم لفظ یعنی جلدی کی وجہ سے معانی قرآن کریم میں تفکر و تدبر نہ ہو سکے گا، اصل وجہ منصوص فی الحدیث ہی ہے سنن دارمی والی داؤد و ترمذی وابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

لَمَّا يَعْقِلْهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقْصَلِ مَنَ ثَلَاثَ يَلَعٍ

جس نے تین رات سے کم میں قرآن مجید ختم کیا اس نے کچھ کرنے پر ٹھہرا۔
یہ وجہ صرف نفي افضلیت کرتی ہے جس سے کراہت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ ولہذا علیگیری میں کراہت مشہدہ کے قول کو بصیغہ ضعف و مرجوحیت نقل کیا

حدیث قال افضل القراءة ان يتدبر في معناه
حق قيل يكره ان يختم القرآن في يوم واحد
یہاں الفاظ یہ ہیں کہ افضل قرأت یہ ہے کہ اس کے معانی میں تدبر ہو جس کی یہ کہا گیا ہے کہ ایک دن میں ختم قرآن کریم نہ کرے۔ (ت)

اقول پھر یہ بھی ان کے لئے ہے موقوف معانی کریں یہاں کے ماہر لکھنا ہی دیر میں پڑھے تفکر

سے محروم ہیں ان کے لئے دیر بے سود ہے اور وہ مقصود لفظ ہے جس جلد سی سے مقصود ہے ان کے لئے مقدر جلدی ہی کا افضل جو پہلے کہ جس قدر جلد پڑھیں گے قرأت رات ہوگی اور قرآن کریم کے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں سو کی جگہ پانس حرف پڑھے تو ہزار کی جگہ پانچ ہزار نیکیاں ملیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَلِهَا لَا قَوْلَ الْاَ حَرْفٍ وَلَكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَكَلَامٌ حَرْفٌ وَ هِیْ حَرْفٌ وَ وَاوُ الدَّارِیُّ وَالْقَوْصُ حَرْفٌ وَ مُحَمَّدٌ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ
جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیاں، میں نہیں فرماتا کہ الف ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور یہ ایک حرف ہے۔ اے دارمی اور ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اسے صحیح کہا۔ (ت)

۱۱۹/۲ جامع الترمذی باب القراءة مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی
۳۰۶/۵ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع فی الصلوۃ الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور
۱۱۵/۴ جامع الترمذی باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن الخ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی

اور ہر ثواب فہم پر موقوف نہیں، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رب عزوجل کو خواب میں دیکھا عرض کی، اے میرے رب! کیا چیز تیرے بندوں کو تیرے عذاب سے نجات دینے والی ہے۔ فرمایا: میری کتاب۔ عرض کی: یا رب بظہم او بغیر فہم اے میرے رب! سمجھ کر یا بے سمجھ بھی۔ فرمایا: بظہم و بغیر فہم سمجھ کر اور بے سمجھ۔

دوم کسل، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان الله لا يسام حتى تساموا بیشک، اللہ تعالیٰ ثواب دیتے ہیں کسی نہیں فرماتا جب تک نہ اکتاؤ۔

اقول یہ وجہ عام عوام کو عام ہے اور احکام فقہیہ میں غالب ہی کا اعتبار ہوتا ہے کما بینا ہ فی رسالتنا کشف الہامین علی حکم مجاورۃ المحرمین و رسالتنا جمل النور فی نہیں النساء عن زیارة القور (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے رسالے کشف الرین علی حکم مجاورۃ المحرمین اور اپنے رسالے جمل النور فی نبی النساء عن زیارة القور میں بیان کیا ہے۔ ت) مگر اس وجہ کا مفاد صرف کراہت تنزیہی ہے، علماء نے تصریح فرمائی کہ کسل قوم کے سبب تراویح میں قرآن نہ پھوڑیں۔ تنزیہ الا بصاً و در مختار میں ہے ۱

الختم صرة مستة ولا یترک لحتم ایک دفعہ ختم تین سنت ہے لہذا اسے لکھل المقوم (مخلصا) قوم کی سستی کی بنا پر ترک نہ کیا جائے (مخلصا) اگر کراہت تحریم ہوتی اس سے اعتراز احتراز سنت پر مقدم رہتا اور مکروہ تنزیہی ہوا زواہات رکھتا ہے نہ کہ گناہ و حرمت کما حققنا ہ فی رسالتنا جمل مجملیہ ان المکروہ تنزیہیہ لیس بمعصیۃ (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالے جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیہیہ لیس بمعصیۃ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت)

سوم ہذر مرگھا سس کا ثنا۔ در مختار میں ہے ۱

یا قی الامام والقوم بالشنا، فی کل شفع امام اور مقتدی ہر شفع میں ثنا پڑھیں اور امام تشہد و یزید الامام علی التشہد (باعت یا قی بالذوات بحسن) الا ان یصل

۱/۲۴۷ سہ مسند احمد بن حنبل حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مطبوعہ دار الفکر بیروت

۱/۹۸ سہ در مختار باب الوتر والوافل مطبوعہ مطبع مجتہد دہلی بھارت

۱/۹۹ سہ آخر باب الوتر والوافل ایچ ایم سعید کتبچی کراچی

۲/۴۷ سہ در مختار آخر باب الوتر والوافل ایچ ایم سعید کتبچی کراچی

انقوصیاتی بالصلوات ویترک الدعوات و
 یجتنب المنکرات ہذا ردة القراءات و ترک
 قعود تسمیة و طمانینة و تسمیة و
 استراحة یلہ

اور دعائیں ترک کر دے، منوبات سے، بجناب کہ
 مشابہت زیادہ تیز قرأت کرنا، کعود تسمیہ کرنا،
 الطمان کے ساتھ نماز ادا کرنا، تسمیہ ورجلہ استراحت
 کا ترک کرنا۔ (ت)

بعض لوگ ایسا جملہ پڑھتے ہیں علیم یا حکیم، یعقلون، تعلسون غرض لفظ ختم آیت کے سو کچھ کلمہ
 میں نہیں آتا یہ نفس سنت کا فانی اور بدعت شنیعہ اور اسارت ہے۔

چہارم ترک واجبات قرآنہ مثل متصل یہ صورت گناہ و مکروہ تحریمی ہے۔
 پانچم امتیاز حروف قشایہ مثل ث س ص، ط، ت، ذ ظ و غیر بانہ رہنا، یہ خود محسوس و
 مفسد نماز ہے مگر ہندوستان کی جمالتوں کا کیا علاج، حفاظ و علماء کو دیکھا ہے کہ تراویح و نماز فراتس میں بھی
 اس کی رعایت نہیں کرتے، نمازیں مفت برباد جاتی ہیں انشاء اللہ و اننا الیہ مراجعون۔

مشبیہ مذکورہ سوال کہ ان غرامن سے خالی تھا اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ
 جماعت نفل میں تاخیر نہ ہوتی ہو کہ مکروہ ہے۔ مسلمانوں کو فحش گایاں دینا خصوصاً ماں بہن کی خصوصاً مسجد میں
 سخت فسق ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دہشتہ ہیں۔

لیس المؤمنین بالطمان ولا العی ولا الفاحش
 ولا البذی و لا اھوا و البخاری فی
 الادب المفرد و الترمذی و حسنہ و
 ابن حبان و المحاکم فی صحیحہما حسنہ
 ابن مسعود رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

مسلمان ہیں ہوتا بہت طمان کرنے والا بہت معنی
 کرنے والا نہ ہے جی فحش گو۔ اسے امام احمد، بخاری
 نے ادب المفرد میں الترمذی نے اسے حسن کہا۔
 ابن حبان اور محاکم نے اپنی اپنی صحیح میں تفسیر ابن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نصر صابرا اس کا عادی ہے اُس کے سخت فاسق معلن ہونے میں کلام نہیں اُسے امام بانا گناہ ہے اور
 اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھی گناہ اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ فتاویٰ تجر و غنیہ میں ہے،
 لو قد موافق یا ثنوں (اگر فاسق کو امامت کے لئے مقدم کر دیا تو تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔ ت)

۱/ ۹۹ مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی بھارت
 ۲/ ۱۹ ۱۰ این پبلی کتب خانہ رشیدیہ دہلی
 ۳/ ۵۱۳ سہیل اکیڈمی لاہور

۱/ ۹۹ مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی بھارت
 ۲/ ۱۹ ۱۰ این پبلی کتب خانہ رشیدیہ دہلی
 ۳/ ۵۱۳ سہیل اکیڈمی لاہور

تیسین الحقائق امام زینبی میں ہے، الا ان فی تقدیمہ الامامة تعظیمة وقد وجب علیہم اہانتہ
شروعاً (کیونکہ اس کی امامت کے لئے تقدیم میں تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت لازم ہے۔ ت) واللہ
تعالیٰ اعلم۔

۱۰۸۲ھ از گوسی شیعہ اعظم گڑھ علامہ کریم الدین پور مرسلہ جامع فنون عقیدہ و تعلیہ فقہ ملت مولانا حکیم
محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ مصنف بہار شریعت ۸ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ
مذکورہ وار برکت و امت برکات تم بعد سلام و نیاز غلامانہ معروض حافظ نے تراویح میں فاتحہ و سورۃ
توبہ کے درمیان اخوذ باللہ من النار ومن شر الکفار الخ بالجہر قعداً پڑھا اب دریاقت طلبت امر ہے
کہ نماز ہوئی یا نہیں؟ اور ہوئی تو کیسی؟ اگر نماز واجب الاعادہ ہو تو ان دونوں رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا
ختم کے پورا ہونے میں اس کا اعادہ بھی ضرور ہے یا کیا؟

الجواب

سورۃ توبہ شریف کے آغاز پر بجا ہے تسمیہ یہ قنود محمد ثابت ہوام سے ہے شرعاً میں اس کی اصل نہیں
خیر ہر دن نماز اس میں حرج نہ تھا۔ رہی نماز اگر سورۃ فاتحہ کے بعد یہی سورۃ توبہ شروع کی اور اس سے پہلے وہ
اخوذ پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی و جب اس دن روایہ سورۃ توبہ یہ سنیں: "بنی ترک ہوا مگر اعادہ تراویح
اعادہ قرآن لازم نہیں یہ جب تھا کہ تراویح باطل ہو جاتی اور اگر فاتحہ کے بعد کچھ آیات انحال پڑھ کر توبہ شروع کی
اور اس سے پہلے وہ تہذیب پڑھا تو اگرچہ کراہت تحریم و وجوب اعادہ نہیں مگر جماعت تراویح میں مثل جماعت فرائض و
واجبات یہ فعل مکروہ و خلاف سنت ضرور ہے اور اس کا جہر سے پڑھنا اور زیادہ نادانی و قلت شعور ہے ان
دو رکعتوں کا اعادہ اول سے قرآن عظیم کے اعادہ کی اصلاً حاجت نہیں۔ درمختار میں ہے،

الامام لا یشغل بغير القرآن وما ورد حمل امام قرآن کے علاوہ میں مشغول نہ ہو اور جو دعائیں
على النفل منصرفاً۔ وغیرہ منقول ہیں اس صورت پر محمول ہیں جب اکیلا
آدمی نفل پڑھ رہا ہو۔ (ت)

رد المحتار و علیہ میں ہے :

ما الامام فی الفرائض فلیذا ذکرنا من انہ فرائض میں امام کا معاملہ تو وہی ہے جو ہم ذکر کر آئے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعرفہ فیہا،
 وکنۃ الائمة من بعدہ الی یومنا ہذا
 فکان من المحدثات ولانہ تشقیل علی
 النجوم فیکثر، واما فی التلویح فاسکات فی
 التراویح فکذلک الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں ایسا
 فعل نہیں کیا اسی طرح آپ کے بعد آج تک ائمہ نے
 بھی نہیں کیا تو اب اس کے خلاف کرنا بدعت ہوگا
 اور دوسرا یہ بھی ہے کہ قوم پر عقل ہوگا لہذا مکروہ ہے
 رہا معاملہ ذوالقل کا تو اگر تراویح میں تو وہاں بھی یہی
 حکم ہے الخ دت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۸۳ لہذا ہر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی احمد جان صاحب مرسلہ محمد احمد خاں صاحب
 ۲۰ شوال ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص کہے کہ نماز تراویح میں قرآن شریف
 کے سنیے سے ذکر و ولادت یا سعادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سننا اچھا ہے، آیا یہ شخص غلطی پر ہے
 یا نہیں؟ بحوالہ کتب تحریر کریں۔

الجواب

اگرچہ قرآن عظیم و تملیل و تبجید و تسبیح و ذکر شریف حضور پر نور سیدہ اسمائین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سب ذکر الہی ہیں کیمہ و رفعتا لک ذکرک کی تفسیر میں حدیث قدسی ہے،
 جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فقد
 ذکرنی یعنی رب العزت عز و علا اپنے حبیب اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنے ذکر
 میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اسی نے میرا ذکر کیا۔ (مت)
 مگر قرآن عظیم اعظم طرق اذکار الہیہ ہے حدیث قدسی میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں رب عز و جل فرماتا ہے،

من شغلہ القرآن عن ذکری و مسائلتی
 عطیتہ افضل من اعطی السائلین،
 وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام
 جسے قرآن عظیم میرے ذکر و دعا سے روکے یعنی بجائے
 ذکر و دعا قرآن عظیم ہی میں مشغول رہے اسے
 مانگے والوں سے بہتر عطا کروں اور کلام اللہ کا فضل

سہرہ المختار فصل فی القراءۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵۴۵/۱
 سہرہ کتاب الشفاء الفصل الاول من الباب الاول مطبوعہ شریک صحافیہ دولت عثمانیہ ترکی ۱۵/۱

کفصل اللہ علی خلقہ ﷺ رواہ الترمذی سب کلام پر ایسا ہے جیسا اللہ عزوجل کا فضل اپنی مخلوق پر۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے وحسنہ۔

حسنی قرار دیا ہے۔ (ت)

مصر ص ۱۲۰ کا ایک ختم کہ سنت جلیلہ ہے اور مجلس مبارک حل مستحبات اور سنت مستحب سے بلاشبہ افضل، ہاں اگر کسی شخص کے لئے کوئی عارض خاص پیدا ہو تو ممکن کہ ذکر شریف ششنا اس کے حق میں قرآن مجید سننے بلکہ اصل تراویح سے بھی اہم ہو کہ ہو جائے مثلاً اس کے قلب میں عدد وحیم نے معاذ اللہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کچھ وسوسہ ڈالے امہ ایک عالم دین مجلس مبارک میں ذکر اقدس دربار ہے اس کا سننا اس وسوسہ کو دور کرے گا اور دل میں معاذ اللہ معاذ اللہ اُن کے جم جانے کا احتمال ہے تو قطعاً اس پر لازم ہوگا کہ ذکر شریف میں حاضر ہو کہ محبت و تعظیم حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام اصل کا رد و طار ایمان ہے معاذ اللہ یہ نہ ہو تو پھر نہ قرآن مفید نہ تراویح نافع، فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور درگزر کا سوال کرتے ہیں۔ ت)

مسئلہ ۱۰۸۳ از بینگاہ ضلیع پاکستان تھانہ راولپنڈی موضع پھرا مرسلہ مولوی محمدی صاحب م اشول ۱۳۲۱
چمی فرمایند علامتہ دین و مصنف شریعتیں اندریں اس مسئلہ میں علامتہ دین کیا فرماتے ہیں کہ باریہ رمضان
مسئلہ کہ دربارہ رمضان المبارک جماعت وتر نہ نمودن میں جماعت وتر میں شرکت نہ کرنا اور ہر روز جماعت
ہر روز از جماعت موجودہ بیرون رفتن شرعاً جائز ہو جودہ سے باہر چلا جانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
است یا نہ و تارک جماعت وتر نافست و فاجرو وتر کی جماعت کے تارک کو فاسق و فاجس و غیرہ
غیر آں خواندہ شود یا نہ؟ حسب شرح چمکست۔ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ شریعت کا حکم کیسے
بینوا تو جہووا۔ بینوا تو جہووا۔

الجواب

جماعت وتر نہ واجب ست نہ ہو کہ وتر ترک جماعت وتر نہ واجب ست نہ ہو کہ وتر ترک
او بیچ بڑہ کاری نیست بلکہ اختلاف درانست کہ کے ترک میں کوئی گناہ نہیں بلکہ اس مسئلہ میں اختلاف
افضل جماعت ست یا وتر تنہا گزاردن غی ہے کہ جماعت افضل ہے یا تنہا وتر ادا کرنا۔
الدر المختار ھل الافضل فی الوتر در مختار میں ہے کہ کیا وتر جماعت کے ساتھ افضل

اجتناب العمال عن فتاوی الجہال

(قنوت نازلہ پڑھنے کے بارے میں ایک فتوی کا رد)

۱۰۸۹ھ از شہر دین علماءی پرگز مرسل ضیاء الدین صاحب ۷۶ جمادی الاخری ۱۳۱۶ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ یہ وہابی سے اول چند رسائل عقائد و بابیت و
 گستاخی شان معلمان دین پر مشتمل طبع کئے جن پر علمائے کبیری وغیرہ نے ۱۳۱۴ھ میں اُس کی دہا بیت پر فتوی دیا
 اُس نے باصرہ جماعت اہلسنت مجبور ہو کر اپنے تحفظ کے لئے ربیع الاول ۱۳۱۴ھ اُس وقت ایک پرچم ہاتھ مار
 توبہ چھاپ کر شائع کر دیا جب اہلسنت اُس کی طرف سے ملٹی ہو گئے تو اُس نے اپنے اُسی زمانہ ساتھی دہا بیت
 کی تحریرات سے ایک تحریر حال کی بنا کر ظاہر کی جس کا تاریخی نام "خودی سوال" لکھا ہے جس سے وہی ۱۳۱۳ھ
 پیدا ہے اگرچہ آخر میں ۱۳۱۵ھ لکھ دیا ہے اس تحریر پر وہ طالب مباحثہ ہے اور چند شرائط بحث لکھے ہیں وہ
 تحریر خاص اُس کے قلم کی لکھی ہوئی مع توبہ نامہ و شرائط مباحثہ حضرات علمائے اہلسنت کے ملاحظہ میں حاضر
 کہ کے چند امور کا استفسار ہے،

(۱) اس تحریر میں جو حکم اُس نے قرار دیا کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا وقت فتنہ و فساد و غلبہ کفار جائز و باقی
 وغیرہ منسوخ ہے اور باقی کسی سختی مثل طاعون و دہا وغیرہ کے وقت جائز نہیں یہ حکم تفصیلی ہمارے
 اندک ہے یا اُس کا اپنا اختراع ہے۔

(۲) طاعون یا دہا کے لئے قنوت ماننے کو کذب و بتای بتانا علمائے کرام و فقہائے اعلام کی شان
 میں گستاخی ہے یا نہیں؟

(۳) اس تحریر کے مضامین الفاظ و طرز بیان و احوال و انشاء سے اس شخص کا یہ علم و باطن و منصب فتویٰ کے ناقابل ہونا ظاہر ہے یا نہیں۔

(۴) اگر ظاہر ہے تو نااہلی کو مفتی بنانا حلال ہے یا حرام اور اس کے فتوے پر عوام کو امتداد چاہئے یا نہیں،
 (۵) اُس نے اس تحریر میں جو مستندین تحریر میں لکھی ہیں اگر ان سے اُس کا مطلب ثابت نہیں تو آیا یہ امر صرف اُس کی جہالت و بے علمی سے ہے یا کہیں بہ دینا نئی اور عوام کو فریب دہی بھی پیدا ہوتی ہے؟
 (۶) جو اس تحریر ضروری سوال کو صحیح و درست بنا سکتا وہ جاہل و نا فہم ہے یا نہیں؟
 (۷) شرائط مباحثہ جو اُس نے لکھے ہیں وہ اُس کے اگلے اشتہار توبہ کے خلاف ہیں یا نہیں اور اُس سے اُس کی قدیم و ہدایت کی بوسیدہ ہوتی ہے یا نہیں، یعنی اُتو جھوٹا

الجواب

اللهم لك الحمد تحریرات مذکورہ نظر سے گزریں، ضروری سوال میں جو حکم اختیار کیا محض غرض تحقیق ہے ہمارے ائمہ کرام کی تصریحات کتب متونی دیکھتے تو عموماً یہ ارشاد ہے کہ غیر وتر میں قنوت نہیں ان میں وقت غلبہ کفار کا بھی کہیں استثنائے نہیں اور اگر تحقیقات جمہور شارعیین پر نظر ڈالنے تو مطلقاً نازل کے لئے قنوت لکھتے ہیں خاص فتنہ و غلبہ کفار کی ہرگز قید نہیں لگاتے عید شریعت میں ہے

قال ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنن عندنا فی صلوة الفجر من غیر ملیة فاذا وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا یاس بہ لے
 یعنی امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا نماز فجر میں ہمارے یہاں قنوت نہ ہونا اُس وقت ہے کہ کوئی بد و مصیبت نہ ہو جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نماز میں قنوت پڑھنا مضائقہ نہیں۔

شرح نقایہ برجہدی میں ہے، فی الملتقط قال الطحاوی فذکر نحوہ یعنی امام ناصر الدین حسینی سمرقندی نے ملقط میں امام طحاوی کا قول مذکور نقل فرمایا۔ بحوالہ اسی میں ہے،

وفی شرح النقایۃ معزیا الی النقایۃ وان نزل بالمسجدین نازلۃ فقت الامام علیہ السلام
 یعنی علامہ شمس نے شرح نقایہ میں بحوالہ نقایہ امام سروجی بیان کیا کہ اگر مسلمانوں پر (معاذ اللہ) کوئی سختی آئے تو امام قنوت پڑھے الخ

ص ۲۶۰	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	صلوۃ الوتر	ملہ غنیۃ المستمل شرع غنیۃ اصلی
۱۳۰/۱	نوکلشور بکھنؤ	فصل الوتر	ملہ شرح نقایہ برجہدی
۴۴/۲	مطبوعہ ایچ ایم سی کیٹ پی کراچی	باب الوتر والنواقل	ملہ بحوالہ اسی شرح کنز الدقائق

منہ الخالق میں ہے

کذا فی شرح الشیخ اسمعیل لکنہ عزاء
الی غایۃ البیان ولما وجد المسألة فیہا
فصلہ اشتبہ علیہ غایۃ السروجی لغایۃ
ابیان لکنہ نقل عن البایۃ ما نصہ اذا وقعت نازلة
قنت الامام فی الصلوة لجهریة وقال لعلی وی لا یقنت
عندنا فی صلوة الفجر فی غیر ملیۃ اما اذا وقعت فلا یسبہ
اور انہیں نے غایۃ امام عینی سے نقل کیا کہ جب کرکلی سختی واقع ہو امام قنوت پڑھے اور امام علی وی کا
وہی ارشاد ذکر فرمایا — اُسی میں ہے

(قوله ولہما انہ منسوخ) قال العلامة روح
أفندی هذا علی اطلاقہ مسلم فی غیر
النوازل واما عند النوازل فی القنوت
فی الفجر فینبغی ان یتبع بعد عدد محض
لان القنوت فیہا عند النوازل لیسب
بمنسوخ علی ما ہوا لہ تحقیق کما مشر الخ

اشباہ والنظائر میں ہے

فی فتح القدر انہ مشروعیۃ القنوت
لنوازل مستمرة لم تنسخ
اُسی میں ہے

ذکر فی السراج الوہاج قال الطحاوی

یعنی اسی طرح پر مسند شرح شیخ اسمعیل لندرد و الفجر
میں ہے انہوں نے اُسے غایۃ البیان علامہ القالی
کی طرف نسبت کیا مگر مجھے غایۃ البیان میں نہ ملا
شاید غایۃ السروجی سے اشتباہ ہو لیکن اس نے بیان
کے نقل کیا جس کی عبارت یہ ہے جب کرکلی سختی آئے تو امام
جہری تہذیب قنوت پڑھے اور علی وی نے فرمایا ہمارے نزدیک
جہری تہذیب نصیبت نہ پڑھے تاہم جب نصیبت نازل ہو تو جہری تہذیب
اور انہیں نے غایۃ امام عینی سے سختی واقع ہو امام قنوت پڑھے اور امام علی وی کا

یہی علامہ روح آفندی نے فرمایا جب سختی کسی شافعی
کے پیچھے نماز پڑھے تو نیز کسی نازلہ کے قنوت میں
اس کا اتبات نہ کرے کہ وہ ہمارے نزدیک منسوخ
سب نہیں بدوں کے وقت صبح میں ہمارے سب
اماموں کے ہاں مقتدی کو باتباع امام قنوت پڑھنا
چاہئے کہ تحقیق یہی ہے کہ سختیوں کے وقت نماز صبح
میں قنوت منسوخ نہیں

یعنی فتح القدر میں ہے کہ سختی کے لئے قنوت پڑھنے
کی شرعاً اجازت برابر پل آئی ہے منسوخ نہ ہوئی

سراج الوہاج میں امام علی وی کا وہ ارشاد ذکر کیا کہ کرکلی
بلا آئے تو قنوت فجر میں مرجع نہیں

۴۴/۷	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الترتب والنوازل	سنة المنہ النبی علی بحر الرائق
۴۵/۲	" " "	" " "	" " "
۲۶۱-۶۲/۲	مطبوعہ دارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی	رفع الطاعون	سنة الاشباہ والنظائر خاتمة فی الدعاء
۲۶۲-۶۳/۲	" " "	" " "	" " "

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں غایہ سروجی کا کلام نقل کر کے مثل علامہ ابراہیم علی شاریح غیہ فرمایا،
 فتكون مشروعية مستمرة وهو محمول
 قنوت من قنوت من الصحابة رضي الله تعالى
 عنهم بعد وفاته صلى الله تعالى عليه وسلم
 وهو مذهبنا وعليه الجمهور وقال الامام
 ابو جعفر الطحاوي رحمه الله تعالى انه
 يعني سختیوں کے وقت قنوت کا مشروع ہونا باقی ہے
 اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعد وفات اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو قنوت پڑھی اُس کا موقع
 یہی ہے یعنی سختی کے وقت پڑھتے تھے، ہمارا اور
 جمہور ائمہ کا یہی مذہب ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں
 کوئی فقہ یا بلا ہو تو قنوت میں مضائقہ نہیں۔

حاشیہ مراقی السید الطحاوی میں ہے :
 قوله وهو محمول انه اي حصول ناسخة
 قوله وهو مذهب اي القنوت للحادثة
 اس کا قول وہ موقع ہے الخ، یعنی سختی کے وقت۔
 اس کا قول وہ ہمارا مذہب ہے یعنی کسی سختی کے
 واقع پر۔ (دست)

درقمہ میں ہے :
 لا یقننت لغیرہ الا ناسخة یعنی در کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے مگر کسی سختی کے لئے۔
 فتح اللہ العین حاشیہ کنز العمال السید ابی السعود الاذہری میں امام طحاوی کا ارشاد مذکور کسی بلا کے
 وقت قنوت پڑھیں صرف نہیں نقل کر کے فرمایا،
 و ظاهره انه لو قننت في الفجر ليلية انه يقننت
 قبل الركوع مجموعی۔
 یعنی علامہ سیّد احمد عزی نے فرمایا امام طحاوی کے اس
 ارشاد سے ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی بلا کے سبب نماز
 فجر میں قنوت پڑھے تو رکعت سے پہلے پڑھے۔

طحاوی حاشیہ درمیں ہے :
 قال العلامة نوح بعد كلامه قد فعلی
 یعنی علامہ نوح نے ایک کلام ذکر کر کے فرمایا تو اس

۲۰۷	مطبع نور محمد تجارت کتب کراچی	باب الترواح و احکام	۲۰۷	مطبع مجتبیٰ دہلی	۹۴/۱
۲۰۸	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الترواح و النوازل	۲۰۸	ایک ایم سی بی کینی کراچی	۲۵۲/۱
۲۰۹	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الترواح و النوازل	۲۰۹	ایک ایم سی بی کینی کراچی	۲۵۲/۱

هذ لا يكون القنوت في صلوة الفجر عند وقوع النوازل منسوخا بل يكون محسورا مستمرا ثابتا ويدل عليه قنوت من قنوت من الصلوة بعد صلي الله تعالى عليه وسلم فيكون المراد بالنسخة نسخ عموم الحكم لا نسخ نفس الحكم قال في الملتقط قال الطحاوي ثم قال قال بعض الفضلاء هو مذهبنا وعليه الجمهور.

تقدیر پر بلائیں اترتے وقت نماز فجر میں قنوت منسوخ نہ ہوگی بلکہ باقی و ثابت ہوگی اور اس کی دلیل صحابہ کا بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قنوت پڑھنا ہے تو ہمارے علماء جو قنوت فجر کو منسوخ بتا سکتے ہیں اس کی مراد یہ ہے کہ سختی و غیر سختی ہر صورت میں قنوت کا عموم منسوخ ہو گیا نہ یہ کہ قنوت رجا ہی نہیں ملتا ہے جس سے امام طحاوی نے فرمایا کوئی فتنہ یا بلا ہو تو فجر میں قنوت پڑھ سکتے ہیں، بعض علماء نے فرمایا یہ حمار اور جھوٹا مذہب ہے۔

رد المحتار میں عبارات بکر و شرنبلالی و شرح شیخ اسماعیل و بنایہ و اشتباہ و غایہ وغنیہ ذکر کر کے فرمایا: قنوت النازل عندنا محتسب بصلوة الفجر سختی کے لئے قنوت ہمارے نزدیک نماز فجر سے خاص ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

قال الخطابی فيه دليل على جواز القنوت في غير الوتر قلت لكن يقيده بما اذا نزلت نازلة وحينئذ لا خلاف فيه.

یعنی نماز فرض میں قنوت خاص اس صورت میں ہے جب کوئی سختی اترے اُس وقت اُس میں خلافت نہیں،

کلام یہاں مسئلہ قنوت نازل اور اس کے اجماعی یا خلائی ہونے کے بحث میں نہیں۔

وقد تقد مرعن الشرنبلالی والحبلى و نوح أفندي والطحاوى بنسبة الجمهور والمشعقة بمحمول خلافت و افاد الامام ابن الهمام في العتق و تبعه الحلبي في الغيبة ان قنوت النوازل امر

پہلے شرنبلالی، حلبي، نوح أفندي اور طحاوی سے جمہور کی نسبت گزارش اختلاف کی طرف مشعر ہے، امام ابن ہمام نے فتح میں اور حلبي نے ان کی اتباع میں غیبت میں کہا کہ قنوت سب نازل اجتہادی معارض ہے اور دونوں طرف کے دلائل

لہ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار باب الوتر والتواضع مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۸۳/۱

مطلب فی قنوت النازلہ فیصلۃ البانی مصر ۴۹۱/۱

سہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت، الفصل الاول مکتبۃ المدینہ طمان ۱۷۹/۳

ذکر کئے۔ (ت)

مجتہد فیہ و ذکر کلام النظرین۔

کلام اس میں ہے کہ اولاً ای سب عبارات میں نازلہ بلیغہ حادثہ سب لفظ مطلق میں کسی میں خاص فتنہ و غلبہ کفار کی تخصیص ہیں نازلہ برہنہ زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو۔ اشباہ میں ہے ۱

قال في المصباح النازلة المصيبة الشديدة	مصباح میں ہے کہ قنوت نازلہ اس وقت پڑھی جائیگی
تموز باناس انتهى وفي القاموس النازلة	جب لوگوں پر شدید قسم کی مصیبت نازل ہو انتہی
الشديدة انتهى وفي الصحاح النازلة الشديدة	قاموس میں ہے نازلہ کا معنی شدیدہ انتہی صحاح
من شد اند الدھر تموز باناس انتهى	میں ہے کہ نازلہ اسے کہتے ہیں جو شدیدہ دھر میں
	لوگوں پر نازل ہوں انتہی۔ (ت)

خود مصنف ضروری سوال کو اقرار ہے کہ عند النازلة (سخت مصیبت کے وقت۔ ت) کی قید سے برہنہ بھی جاتی ہے بالینہ بر خلاف اطلاق تہ علما۔ اپنی طرف سے خاص فتنہ و فساد و غلبہ کفار کی قید لگانا اور کہنا کہ ہر ایک نازلہ نہیں کلام علما میں تصرف بجا ہے۔

ثانیاً میں اطلاق تہ احتیاج کرتا ہوں کلام علما میں صاف تعبیر مہم ہے عامرہ عبارت مذکورہ دیکھئے لفظ نازلہ یا بلیغہ نہرہ موضع سرط میں واقع ہوا کہ اگر کوئی عقی یا کسی قسم کی بلا آئے تو نماز فجر میں قنوت پڑھے یہ مراد ہر مصیبت ناس کو عام ہے لہذا لفظ ان التکرۃ فی حیث الشرح تعہد (کیونکہ علما نے تصریح کی ہے کہ نہرہ شرط کے تحت ہر نوعاً ہو سکے۔ ت) تو یہ کہ ان کے معنی میں وہ حکم لگا دینا کلام علما کا بجا نہ ہونا ہے۔

ثالثاً ابن حبان سے اپنی صحیح بالتعاسیم و الاذراع میں بطریق ابراہیم بن سعد عن الزہری عن سعید و ابی مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ۱

قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت
وسموا لا یقوت فی صلوة المصباح الا ان یدعوا	نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لئے ای کے فائدے
لقد صرنا دہلی قوم	کی دعا فرماتے یا کسی قوم پر ان کے نقصان کی دعا فرماتے۔
فتح القدر وغیرہ مرآۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ۱	دھوسند صحیحہ یہ سند صحیح ہے۔ خطیب بغدادی

سنة الاشباہ والنظائر	فائدہ فی الدعاء لرفع الطامعون	مطبوعہ دارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۲/۹۳-۲۶۲
مرآۃ شرح مشکوٰۃ	باب القنوت الفصل الثانی	مکتبہ ادبیہ ملتان ۸۲/۳
کلمہ	” ” ” ” ”	۱۸۲/۳

لے کتاب القنوت میں لبرنی محمد بن عبد اللہ انصاری ثنا سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت
لا یقنت الا اذ دعا لقومہ او دعا علی قومہ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے مگر جب
کسی قوم کے لئے یا کسی قوم پر دعا فرمائی ہوتی ۔

کتب ثلثہ مذکور میں ہے ، ہذا سند صحیحہ قالہ صاحب تنقیحہ التحقیق یہ سند صحیح ہے
صاحب تنقیح التحقیق نے اس کی تصریح کی ۔ امام زبلی نصب الرایہ میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کر کے فرماتے ہیں ،
قال صاحب التنقیح و سند ہذا صحیح
الحديثین صحیحہ و هما نص فی ان القنوت
مختص بالنازلۃ ۔
یعنی صاحب تنقیح نے کہا ان دونوں حدیثوں کی سند
صحیح ہے اور ان میں صاف تصریح ہے کہ قنوت قنوت
محببت کے ساتھ خاص ہے ۔

یہ دونوں حدیثیں بھی مطلق ہیں ان میں کوئی تخصیص فقہ و غلبہ کفار کی نہیں اور شک نہیں کہ شاذ رفع عن
رفع دہا ، زوال قنوت کے لئے دعا بھی دعا لقومہ کے اطلاق میں داخل کہ یہ بھی مسلمانوں کے لئے دعا ہے رفع ہے
تو صحیح حدیثوں سے اس کا جواب ثابت ہوا ۔

قال احمد یحمل المطلق علی التقييد قد
لیس هذا محله فامث ذکر واقعة عین
داخلہ فی اجمال بیان لا یحصر فیہا عند
احد علی انہ اما هو مسلك الشافعية و انت
تظهر من نفسك الاحتماد علی مذهب
الحنيفة وقد نبأت فی غصون كلامك انك
هنا بعدد اثبات مذهبهم
و صرحت فی آخر الرسالة
انہا علی اصول مذهب
اگر کوئی یہ علت بیان کرے کہ مطلق کو مقید پر محمول
کیا گیا ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ اس محل کا محل ہی
نہیں اگر کوئی مخصوص ایسا واقعہ ذکر کرے جو بیان
اجمال میں داخل ہو تو اس بات کا حصہ مخصوص واقعہ
میں کسی کے ہاں درست نہیں ، علاوہ ازیں یہ شوافع
کا مسلک ہے حالانکہ آپ بد مذہب خنفسیہ پر اعتقاد
کا اظہار کر رہے ہیں ، آپ کی یہ گفتگو آگاہ کہ وہی
ہے کہ آپ احناف کا مذہب ثابت کرنے کے واسطے
ہیں حالانکہ آخر رسالہ میں آپ نے یہ تصریح کی ہے

مع مرقاة شرح مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی مطبوعہ مکتبۃ امدادیہ طبعان ۱۸۲/۳

مع نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ باب احادیث القنوت فی الفجر مطبوعہ مکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۱۳۰/۲

اعامنا الاعظم ابي حنيفة النعمان رضي الله
تعالى عنه وعن مقلديه هم اهل بلنظك مع
ان الصحيح في المسئلة الاصولية قولنا
وقد اقمنا ائمتنا عليها براهين لا قيل
لاحد بها فيتم الالتزام ولا يبقى لاحد مجال
للإسلام۔

س ابغا مرقة شرح مشكوة میں ہے،

قال ابن حجر اخذ منه الشافعي انه ليس
القنوت في اخيرة ما ثرا المكتوبات لليلة
التي تنزل بالمسلمين عامة كوماه فقط
وطاعون او خاصة ببعضهم كاسر
العالم او الشجاع من تعدى بعضه و
قول الطحاوي لم يقل به فيها خبير
الشافعي غلط منه بل قنت على رضي الله
تعالى عنه في المغرب بمغنيين اء و
نسبة هذا القول الى الطحاوي على هذا
المناول غلط، اذ اطبق علماءنا على
جواز القنوت عند النافلة

اُسی میں ہے،

قال الامام النووي القنوت مسنون

یہ رسالہ ہمارے امام ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ کے
اور ان کے مقلدین کے اصولوں پر ہے اے یہ تمہارے
اپنے اتفاقاً ہیں باوجودیکہ صحیح مسئلہ اصول میں ہمارا
قول ہے ہمارے ائمہ نے اس پر ایسے دلائل قائم
کئے ہیں کہ کوئی ان پر قیل و قال نہیں کر سکتا، پس
الزام تمام ہوا اور اس کے بعد کسی کو کلام کی مجال و
طاقت نہیں (ت)

ابن حجر نے فرمایا کہ امام شافعی نے یہاں سے یہ
بات اخذ کی ہے کہ اس وقت تمام فراموش کی آخری
رکعت میں قنوت نازل پڑنا سنت ہے جب عام
مصیبت مسلمانوں پر مشکوہ با قنوت طاعون نازل
ہو یا عام مصیبت بعض لوگوں پر نازل ہو مثلاً
کسی عالم یا بہادر جس کے نفع کثیر ہوں، کا مقید
ہو جانا، اور امام طحاوی کا یہ قول نازل میں اس بات
کا قول امام شافعی کے علاوہ کسی نے نہیں کیا کہ
ان کی طرف سے غلطی ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے مقام مغنیوں پر مغرب کے وقت قنوت
پڑھی ہے اء اور اس قول کی اس طریق پر امام
طحاوی کی طرف نسبت کرنا غلط ہے کیونکہ ہمارے علماء
شدید مصیبت کے وقت قنوت نازل پڑتی ہیں (ت)

امام نووی نے فرمایا فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت سنت

فی صلوة الصبح دانت واما فی غیرہا ففیہ
ثلثة اقوال والصحيح المشهور انه اذا
نزلت نافلة كعدو او قحط او بلاء او عطش
او غير ذلك اهرق المسلمين ونحو ذلك ففتوا
فی جميع الصلوات المكتوبة والا فلا ذكره
الطیبي وفيه ان مسنونه فی الصبح غیر
مستفادة من هذا الحديث

دیکھ مولن علی قاری نے امام ابن حجر کی سے تصریح صریح نقل فرمائی کہ جس نازلہ کے لئے قنوت پڑھی جاتی ہے وہ بلاء و قحط و طاعون وغیرہ سب کو شامل ہے اور امام طیبی سے انھوں نے امام اجل ابو زکریا نووی سے نقل کیا کہ نازلہ میں قحط و بلاء و تشنگی وغیرہ سب داخل ہیں اور ان اقوال کو مسلم و مقرر رکھا اور بعض بیہن کہ خلاف مذہب سمجھے ان پر اعتراض کر دیا اسے برقرار رکھا بلکہ نازلہ کے معنی ذکر و نقل کے صاف فرمادیا کہ امام طحاوی کی طرف قنوت نازلہ کا انکار اس طرح نسبت کر دینا ٹھیک نہیں کہ اُس کے جواز پر تو ہمارے علم کا اتفاق سب سے صاف مفہوم کہ وہی نازلہ جس کے جس بھی میاں سوئے کہ قحط و بلاء و طاعون سب اس میں داخل ہیں اسی کے لئے ہمارے علماء جواز قنوت کے قائل ہیں۔

خاصاً کیوں راہ دور سے نشان معنی مقصود دیکھئے کلمات علماء سے صاف صریح تصریحیں لیجئے، اسی مرقاة شریف میں ہے۔

قال ابن المنذر و هذا يدل على ان القنوت
في الفرض ليس في جميع الاوقات بل اذا
نزلت بالمسلمين نافلة من قحط وغلبة
عدو وغير ذلك

علامہ ابن العساکر بن ابراہیم بن محمد مصری نے کتاب الاشباہ میں قاری و معنی و فتح کی عبارات کو نازل میں قنوت روا سے نقل کر کے فرمایا،

۱۷۹/۳	مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان	باب القنوت	ملہ مرقاة شرح مشکوٰۃ
۱۸۱/۳	"	"	ملہ " " "

فَلَقَمْتُ عَنْدَنَا فِي التَّخَالُفِ ثَابِتٌ وَهُوَ
الَّذِي عَابَرَهُمَا وَلَا شَكَّ أَنَّ الطَّاعُونَ مِنْ
أَشْدَّ النَّوَاحِلِ ۱

یعنی ان عباراتِ علمائے ثابِت ہوا کہ ہمارے نزدیک
بلوغت کے وقت قنوت پڑھنا ثابت ہے اور وہ بھی
ہے کہ اُس بلا کے دفع کی دعا کی جائے اور شک نہیں
کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے۔

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ نور الایضاح اور علامہ سید محمد دمشقی نے حاشیہ شرح تنویر
میں دفع طاعون کے لئے قنوت پڑھنے کی تصریح فرمائی اور انھیں بحر محقق صاحب بحر کا حوالہ دیا ان کی عبارت ان شاء اللہ
تعالیٰ عنقریب آتی ہے اور ثابِت نے زیر قول شارح مدقّق لا یقنّت لغيره الا لتخالُف (شدید مصیبت کے
غیر قنوت نہ پڑھی جائے۔ تفرمایا)

قَالَ فِي تَعْبَاهِ التَّخَالُفِ الشَّدِيدَةِ هُنَا
شَدَّ أَشَدَّ الْعَهْدِ وَلَا شَكَّ أَنَّ الطَّاعُونَ مِنْ
أَشَدَّ النَّوَاحِلِ شَاءَ ۲

صحاح میں ہے نازلہ اس مصیبت کو کہا جاتا ہے
جو شدید ہر میں سے ہو اور اس میں کوئی شک نہیں
کہ طاعون شدید ترین مصیبتوں میں سے ہے شاہادت۔

تنبیہ : ان بیانون سے حینِ اُمروشن ہوئے۔

اَوَّلُ یہ کہی عربیوں دو بار درج کے مثل ہر بار عامر کے لئے ثبوت صحیح بیہوشی کے اطلاق سے ثابت
ہے تو یہ یعنی مصنف "ضروری سوال" کا قنوت نوازل کو جائز و ثابت مان کر اُسے بعض نازلہ سے خاص کرنا اور
باقی کی نسبت کناجب تک شریعت سے کسی کام کی اصل منقطع وہ کام یا تو بہت ہو گا یا گناہ محض ہے معنی ہے
کیا اطلاقِ احادیث اس شخص کے نزدیک کوئی اصل شرعی نہیں کہ اس کے حکم کو بے اصل و گناہ، ثابِت ہے۔

دوم قنوت طاعون وہ پاک نہ صرف اطلاق کلام علی بلکہ ان کی صحت تعمیماً شامل جن میں خود امام اہل
ابو جعفر علی دیلمی داخل تو اس کی بنا پر زیر کا ادعا کہ نہ اقوالِ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت اور
ہمارے امام صاحب کے توابعین کے اقوال سے وہ ایک زائد بات ہے "صریحاً نا فہمی ہے۔

سوم اطلاق و علوم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتہد سے خاص کما یہ خاتم المحققین
صید ما الجدد قدس سرہ الامجد فی کتابہ المستطاب اصول الرشاد لقمہ مہانی الفساد
(جیسا کہ ہمارے والد گرامی خاتم المحققین قدس سرہ نے اپنی مبارک کتاب اصول ارشاد لقمہ مہانی الفساد

اختلاف اور ہمارے مذہب کے خلاف ہوتا اسے کذب و بہتان کہنا اس حالت میں بھی حلال نہ تھا نہ کہ اس صورت میں کہ خود ہمارے ائمہ و علماء کے بھی اطلاق و علوم و قصوں سب کچھ موجود اور اگر اسے قصوں نقل فعل کا منکر ٹھہرایے تو اول تو یہاں اس کا محض نہیں کہ اس قصوں کا مدعی کوئی تھا جس کے زو میں زید یہ الفاظ نکلتے۔

ثانیاً اور واضح ہو چکا کہ عدم نقل فعل زید کو مفید نہ اس کے مخالف کو مضر، تو اس کا ذکر محض قصوں نادانی ہے بالکل آفتاب کی طرح واضح ہوا کہ زید نے اس تحریر ضروری سوال میں نہ ہمارے متوی مذہب کے ظاہر پر عمل کیا نہ ہمارے شریعین اعلام کا توں لیا بلکہ اپنی طرف سے ایک نیا فتویٰ گھڑ دیا۔

بنی قد وقع ما یوھمہ فی کلام بعض اشعۃ الحدیث فی تقریر مذہب اکامہ احمد بن حنبل مرہی اللہ تعالیٰ عنہ و فی کلام بعض ائمتہ فی توجیہ مذہب بعض الصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ثم لو یعتمدہ ولا جعلہ مذہب علمائنا ولا ذکرہ فی تقریر کلامہم معہ کہ قد شہد سہیم صریح فی محتمل ان یکون القصر ہہنا وقعہ و لا لا حصراً و ایما کان فجعل ہذا مذہبہ لا سلف لزید فیہ فیما اعلمہ و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

ہاں مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل کرتے ہوئے بعض ائمہ حدیث کے کلام اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب کی توجیہ کرتے ہوئے ہمارے بعض ائمہ کے کلام میں کچھ ایسی گفتگو واقع ہوئی ہے جو ایسا وہم پیدا کرتی ہے پھر اس پر کسی نے اظہار نہیں کیا نہ ہمارے علماء کا مذہب سب درہبی یہ اسی کے کلام میں مذکور ہے باوجودیکہ ان کے علوم پر تصریح منقول ہے لہذا ممکن ہے کہ یہاں قصر اتفاقاً وقع ہو گیا ہو اور قصر مقصود نہ ہو جو بھی ہوا اسے ہمارا مذہب بنا دیا گیا میرے علم کے مطابق اس میں زید کے لئے کوئی فتوہ نہیں۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (ت)

”ضروری سوال“ کے اظہار خط کو اسی قدر بس تماثیلہ حاجت شریعہ ناقصوں قاصوں کی جہالتوں سفا بتوں کا شمار اپنا شیورہ نہیں بقولہ تعالیٰ و اعرض عن الجھلین (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ جاہلوں سے روگردانی کیجئے۔ ت) مگر امر متعلقہ بدین میں بعد سوال سائل بیان امر حق ضروری اور یہاں مصلحت دینی اس کی طرف داعی کہ جب ایک ایسا بے علم و کم فہم و مشکوک و متہم شخص اپنے آپ کو مفتی و مصنف بنائے ہوئے ہے اور بعض عوام اسے عالم و قابل افتخار سمجھتے ہیں تو اس کے پر جہل و نا اہل ہونے کا آشکارا کرنا ان شاء اللہ دین عوام کو نافع اور فضیلت و جہالت میں پڑنے کا دافع ہوگا و یا اللہ التوفیق زید کی ترکیب و بندش الفاظ و اشاد اعلیٰ میں اگرچہ خطا بائے فاحشہ موجود ہیں مگر ان سے تعرض و ب محصلین نہیں

لہذا انہیں چھوڑ کر اس کے باقی کثیر و بسیار اعلیٰ و جہالت سے صرف بعض کا اظہار کیا جاتا ہے،
جہالت ۱: حدیث مذکور ابن جہان کہ زید کے دعویٰ تخصیص کا صاف رد تھی براہ نادانی اپنی دلیل بنا کر لکھی اور
 اس پر فائدہ یہ بھی دیا کہ یہاں سے بھی گیا کہ کفار ظالم کریں تو نصرت چاہئے ظالموں کے لئے قنوت ثابت نہیں
 عقلمند سے پوچھ جائے کہ اس حدیث میں ظلم کفار کی تخصیص کہاں ہے اور اس کے ذکر سے سوا ضرر کے تجھے کیا
 فائدہ حاصل ہوا۔

جہالت ۲: قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں کہ منسوخ ہے و لہذا حکم
 دیتے ہیں کہ حنفی اگر فجر میں شافعی کی اقتدا کرے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ منسوخ میں پروی نہیں
 اس قدر پر تو کلیات ملتا متعلق ہیں، ہاں محل فطریہ ہے کہ یہاں عموم نسخ سے یا نسخ عموم۔ عموم نسخ یہ کہ نازلہ
 بے نازلہ کسی حال میں قنوت فجر کی مشروعیت باقی نہیں عموماً نسخ ہو گیا، اور نسخ عموم یہ کہ نازلہ و بے نازلہ ہر حال
 میں عموماً قنوت کا پڑھا جائے منسوخ ہو صرف بحالت نازلہ باقی رہا، نسخ عموم پر تو بہت احادیث صحیحہ و سنیہ
 ہیں جن کی تفصیل امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں افادہ فرمائی اور مسند احمد و صحیح مسلم و سنن نسائی و
 ابن ماجہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ان ما سول الله صلى الله عليه وسلم : قنوت شہدا یدعو علی احياء من احياء
 العرب ثم تركه نرا د ابن ماجه في
 صلوٰۃ الصبح و هو عند البخاری في
 صفیری بزيادة بعد الركوع و تركه
 تركه
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک
 نماز صبح میں قنوت پڑھی، عرب کے کچھ قبیلوں پر
 دُعائے بلاکت فرماتے تھے پھر چھوڑ دی۔ ابن ماجہ
 نے یہ اضافہ کیا کہ نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے۔
 بخاری کے معاذی میں یہ اضافہ ہے کہ قنوت رکوع
 کے بعد تھی پھر اسے ترک کر دیا، کے الفاظ کو انہوں نے ترک کر دیا

اور صحاح ستہ میں یحییٰ بن صبر بن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ترک کا سبب نزول آیہ تحریمہ لیس
 لك من الامر شي اذ يتوب عليهم اذ يعد بهم فانهم ظلمون ﴿﴾ آپ کے ہاتھ میں معاملہ نہیں چاہے تو

۱/ ۲۳۴ سنن صحیح مسلم باب استجاب القنوت فی جمیع الصلوات مطبوعہ نور محمد صغیہ المطابع کراچی
 ۱/ ۸۹ سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی القنوت فی صلوٰۃ الفجر - ایچ ایم سعید کمپنی راجی
 ۲/ ۵۸۶-۵۸۷ سنن صحیح بخاری باب غزوة ارجیس و دخل و ذکوان - قیدی کتب خانہ کراچی
 ۲/ ۱۶۸ سنن القرآن

اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے یا انہیں عذاب دے کیونکہ یہ ظالم ہیں۔ (ت) ہے، یہاں نفرد و طرف ہائی ہے اگر معنی آیت مطلقاً مانعت اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک فرمانا برہنہ ہے، ارتقاء شریعت ہو یعنی قرین قنوت اصل مشروع نہ رہی تو عموم فسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازلہ بھی غسوخ ٹھہرے گی، اور اگر معنی آیت ان خاص لوگوں پر دعائے ہلاکت سے مانعت ہو کہ ان میں بعض علم الہی میں مشرف باسلام ہوئے ہوں تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک انہیں کے بار میں ہوا نہ مطلقاً تو صرف فسخ عموم ہی ثابت ہوگا اور قنوت نازلہ مشروع رہے گی۔ یہی دونوں نظریں امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر پھران کی تسمیہ علامہ محقق علی نے شرح کبیر میں افادہ فرمائی، ان دونوں کتابوں اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے،

واذا ثبت الضغوة وجب حمل الذی عن النس من رواية ابی جعفر (هو الرازی) و نحوه (کدینا مر بن عبد اللہ خادم النس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ما نزل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقنت فی الصلوة حتی فارق الدنیا، اما علی معاد راب الرازی کشیدوا و هم قاله ابو نرعة و دینار و قد قیل فیہ ما قیل (او علی طول القیام فانه یقال علیہ ایضا او یحمل علی قنوت التواضع و یكون قوله (اے قول النس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ثم شرک فی الحدیث لا نحو (المراد فی الصحاح) یعنی الدعا علی اولئک القوم لا مطلقاً آھ مختصراً مزید امفی ما بین ہلالین۔

جب فسخ ثابت ہو تو اس روایت کو جسے حضرت انس سے ابو جعفر (رازی) یا اس کی مثل دیگر روایات (مشکوٰۃ دینار بن عبد اللہ حضرت انس کے خادم میں سے مروی ہے کہ رسالت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال تک فجر نماز میں قنوت پڑھتے تھے) یا غلطی پر ثبوت کیا جائے گا کیونکہ بقول رازی ابو زرہ کثیر انوہر ہیں اور دینار کے بارے میں بھی جو کچھ کہا گیا ہے وہ یہی کچھ ہے) یا طول قیام پر محمول کیا جائیگا کیونکہ قنوت کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے یا اسے قنوت نازلہ پر محمول کیا جائے گا اور ان (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قول دوسری حدیث (جو صحاح میں موجود ہے) میں کہ پھر اسے ترک کر دیا گیا یعنی قوم کے خلاف دعا ترک کر دی نہ کہ ہر دعا، اختصاراً اور میری طرف سے وہ اضافہ ہے جو ہلالین کے درمیان ہے (ت)

نیز کتابیں مذکورین میں ہے :

فیجب کون بقا، القنوت فی النوار مجتہدا
قیہ وذلک ان هذا الحدیث (ای حدیث
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطریق
حماد بن ابی سلیمان وابی حمزہ القصاب
عن ابراہیم عن عنقمة عنہ قال لریقت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فی الصبح الا شہرا ثم ترکہ لریقت قبلہ
ولا بعدہ ولفظ حماد لم یقبل ذلک ولا بعدہ
لم یؤثر عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من
قوله ان لا قنوت فی نازلہ بعد هذه
بل مجرد العدم بعد هذا فیتجه الاجتهاد
بان یظن ان ذلک امر ہولہ وقسوع
نازلہ بعد ہا تستدعی القنوت فتکون
شرعیۃ مستمرۃ وهو محصل قنوت من
لہجۃ بعد وواتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم، او ان یظن رفع الشرعیۃ نظرا الی
سبب ترکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وهو انه لما نزل قوله تعالیٰ لیس لك من
الامر شیء ترکہ واللہ سبحہ وتعالیٰ اعلم
اہ بزیدۃ۔

کا قول لیس لك من الامر شیء نازل ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو ترک کر دیا واللہ سبحہ و
تعالیٰ اعلم اہ بزیدۃ۔ (ت)

مصابیب کے وقت قنوت پڑھنے کو باقی رکھنے کے
معاصلے کو اجتہادی قرار دینا واجب ہے کیونکہ یہ حدیث
یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو طریقوں سے
مروی ہے حماد بن ابی سلیمان ابو حمزہ القصاب نے
ابراہیم سے انھوں نے عنقمة سے کہ رب کتاب صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں قنوت
پڑھا پھر آپ نے اسے ترک فرما دیا اس سے پہلے ہی
آپ نے قنوت فجر میں بھی نہ پڑھی اور نہ بعد میں۔ حماد
کے الفاظ یہ ہیں کہ اس سے پہلے بھی نہ دیکھا اور نہ بعد
میں اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ قول
منقول ہے کہ شدید مصیبت میں اس کے بعد قنوت
میں پڑھیں گے بلکہ اس کے بعد محض عدم

منقول ہوا اللہ اس معاملہ میں اجتہاد ہو گا
بایں طور کہ غالب گمان ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسی
شدید مصیبت ہی نازل نہ ہوئی جو قنوت کا تقاضا
دیتی لہذا قنوت دائمی ہو گی اور یہی محل ہے
اس قنوت کا جو حضور علیہ السلام کے صحابہ رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم سے منقول ہے یا بایں طور کہ گمان یہ

ہے کہ اس کا جواز ختم ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے ترک کے باعث ہے سبب یہ کہ جب اللہ تعالیٰ
نے اس کو ترک کر دیا واللہ سبحہ و

روشنی علم تو یہ ہے مگر مصنف "ضروری سوال" کی سخت نافرمانی کو دو وقت فی باتوں کو ایک کر دیا اور کچھ نہ سمجھا، خود اُسی کا ایک کلام دوسرے کو رد کر دے گا مسلک تو وہ اختیار کیا کہ قنوت نازلہ باقی ہے غسوخ نہیں اگرچہ نازلہ کے معنی خاص فتنہ و فساد و غلبہ کفار کے لئے ایک جگہ لکھا عند النازلہ بدعت نہیں بدعت اور دین میں نیا کام ہے۔ پھر لکھا "دلیل اوپر نسخ قنوت کے بدعت کے طور پر اور دلیل واسطے جواز قنوت کے عند النازلہ"۔ پھر لکھا بدعت کے طور پر غسوخ اور عند النازلہ غیر غسوخ۔ اور مزے سے وہی آیہ کریمہ اور وہی حدیث بکا الہ صحیحین ذکر کر کے کہہ دیا "اسی آیت سے اور حدیث متفق علیہ سے نسخ قنوت عموماً ثابت ہوا سو اسے قنوت وتر کے "ذی ہوشش سے پوچھا جائے کہ اس حدیث سے کس چیز پر قنوت نہ کر رہی؟ نازلہ پر اور زبور آیت کس قنوت کے بارے میں جو قنوت نازلہ میں اگر آیت و حدیث سے اسی کا نسخ ثابت ملتا ہے تو قنوت نازلہ کہاں باقی رہی؟ وہی تو مراحۃ ان سے غسوخ ہوئی، یہ طرفہ تماشا ہے کہ وہی غسوخ وہی باقی، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

جہالت ۳۱: حدیث طاریق، بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارہ انکار قنوت فجر (جس طرح معمول شافعیہ ہے) نسائی نے اس طرح روایت کی کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے۔

اور ترمذی و ابن ماجہ نے یہ کہ "میں نے اپنے چچا سے سنا ہے کہ میں نے اپنے چچا آپ نے حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے۔

ایک ہی حدیث مضمون ایک ہی صحابی ایک ہی مخرج اور مصنف "ضروری سوال" نے اسے بلفظ اول ذکر کر کے نسائی و ابن ماجہ و ابن ترمذی سب کی طرف نسبت کیا اور لفظ دوم کہے نسبت چھوڑ کر کہہ دیا: ان دونوں حدیثوں میں لفظ بدعت اور محدث کا دارو ہے۔ ایسی حدیث کو دو حدیثیں کہنا اصطلاح فقہ و رکنا اصطلاح حدیث پر بھی ٹھیک نہیں آسکتا یہ زید کی بے خبری و غفلت ہے۔

جہالت ۳۲: قنوت مذکورہ الحدیث فقیر و ائمہ مالکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حدیث مذکور سے بدعت بتا کر آجے حاشیہ جمایا "اللہ حکم بدعت کا یہ ہے کہ کل محدث بدعت و کل بدعت ضلالہ و کل ضلالہ فی النار" دہر نو پیدا چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی دوزخ میں جاسے گی۔ ت۔ قطع نظر اس سے کہ

۱۲۸/۱	ملفوظ مکتبہ سلفیہ لاہور	باب معنی المتأخنین فی القنوت	سلف سنن النسائی
۵۳/۱	امین کمپنی دہلی	باب فی ترک القنوت	سلف جامع الترمذی
۸۹	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب ما جاز فی القنوت فی صلوة الفجر	سنن ابن ماجہ

بعد اولی حکم بہ رحمت نہیں حکم بہ ہرقت ہے، اجتہادیات امر و نہی کو ایسے احکام کا مورد قرار دیں گے کسی بے باکی و جرأت ہے
عاشا انہ کرام اہلسنت کا کوئی مسئلہ خلافت و فی انہ کا مصداق نہیں وہ سب حق و ہدایت و سبیل جنت ہے۔

جہالت ۵ تا ۸ : حدیث عامہ بن سلیمہ ذکر کی،

قلنا کانس بن مالک ان قومایزعمون ان
السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہ یزل
یقنت فی العاجر فقال کذبوا انما قننت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہرا
واحد ایدعو علی احياء من احياء المشرکین
اور اس کا ترجمہ کیا "ہم نے پوچھا انس بیٹے مالک سے
یہ کہ مقرر ایک قوم گمان کرتی ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے نماز پڑھیں، سو
جواب دیا مالک نے کہ وہ لوگ اپنے گمان میں جھوٹے
میں سوائے اس کے نہیں کہ قنوت پڑھی آپ نے
میں ایک سو بھی بدعا کرنے کو اور قبیلوں کے قبیلوں سے مشرکین کے۔"

اولاً عبادۃ عرب میں زعم یعنی مطلق قویٰ بھی شائع یہاں تک کہ صحیح حدیث میں زعم جہر لی تک واقع۔
ثانیاً کلام نا محقق یا خلاف تحقیق بھی مراد ہو تو یہ حکم اس قائل کے نزدیک ہوتا ہے جو اسے جلفظ زعم
تعبیر کرتا ہے اس سے یہ مستفاد نہیں کہ معاذ اللہ خود بھی اسے مشکوک یا مظنون سمجھتا ہے، مزید سے زبردستی یزعمون
کے معنی یہ ہائے کہ جو قنوت پڑھتا ہے کہ دل میں تو یہی ہے شک و گمان کے مرتبے میں جانتے ہیں اور اسی بنا
پر کذبوا کا ترجمہ کیا کہ وہ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں یہ نیو جاکر اب اس پر غائد جزا اس حدیث سے یہ بھی
سمجھا جاتے کہ زمانہ تابعین میں قنوت کا قطع گمان ہی گمان تھا یقینی امر نہ تھا، پس متنی روایات اور روایات کے
خلاف میں وہ سب ظنیات ہونی چاہئیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ افسوس کہ جو کتنا چاہتا وہ بھی کہہ نہ پاتا
محققان سے پوچھا جائے کہ قائلان قنوت بالکیر و ثنائیس نے کس دن کہا تھا کہ قنوت فجر یقینی ہے یا مانان قنوت
غنیہ و جنبہ کب کہہ سکتے ہیں کہ عدم قنوت قطعی ہے مسائل اجتہاد یہ دونوں طرف ظنیات ہوتے ہیں پھر یہ کون سا
فائدہ آپ نے نکالا اور اس سے بحث میں کیا نفع حاصل ہو۔

ثالثاً اس سب سے قطع نظر کیے تو ای قوم یزعمون میں لفظ قوم نکوہ چیز اثبات میں ہے
جس کا مفاد عرف اس قدر ہو گا کہ کچھ لوگ بطور و جمیعاً قنوت مانتے ہیں اس سے کب لازم ہو کہ زمانہ تابعین
میں سب قائلان قنوت اسے اسی درجے میں جانتے ہیں۔

جہالت ۹ : حدیث ام الرضی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت فجر سے
عن القنوت فی الفجر
منع فرمایا۔

جس میں تین راوی ضعیف و شدید الضعیف ہیں ذکر کر کے تضعیف روایت کا جواب دیا کہ امام صاحب کی تحقیق کو
وہ مانع نہیں۔

”دوم یہ کہ انس بن مالک نے بدعت اور محدث کہا تو گمان یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس نہی کی ضرور خبر ہوگی
اگرچہ بدعت اور محدث کی جگہ لفظ نہی کا نہ ذکر کیا ہو اور اسی پر اکتفا کیا قطع نظر اس سے کہ بدعت یا محدث کے
قائل حضرت طارق شجعی ہیں نہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نوپیدا کئے سے اس گمان کی راہ کہ حدیث علی ضرور
ابھیں اس نہی کی خبر ہوگی انہوں نے صراحتہ نوپیدا ہونے کی وجہ ارشاد فرمادی تھی کہ میں نے سید عالم و عطاء کرام
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے پیچھے نماز پڑھی اسے فرزند آدم کی تکلیف تھی کہ میں نے سید عالم و عطاء کرام
نہیں سکتی نہ کہ اس سے گمان ہو کہ ضرور نہی معلوم ہوگی بلکہ انصافاً اس سے یہی قیادہ کہ نہی یا تو واقع ہی نہ ہوئی یا
ہوئی تو انہیں خبر نہ تھی ورنہ عدم فعل کا ذکر نہ کرتے صاف جواب دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو
اسے منع فرما چکے ہیں جواب مسند میں دس اقویٰ کار کیوں کی جاں

جہالت ۱۰ : ایک حدیث کی سند ذکر کی، ابن عبید اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
ترجمہ میں بھی لکھا ”انس نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نہ عام صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ صحابیت
درکنار مسعود سب سے مسلمان ہی نہ ہوا، جاہلیت میں مرا۔ اُسے رضی اللہ عنہ میں شامل کرنا کیسی جہالت اور
دانستہ ہو تو سخت تر آفت۔

جہالت ۱۱ : آگے لکھا فتح القدیر میں تحت حدیث عبد اللہ بن مسعود کے بیان کیا ہے چنانچہ

لویکن انس نفسه یقنن فی الصبح کما رواہ	خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر میں قنوت
الطبرانی واذا ثبت النسخ وجب حمل	نہیں پڑھتے تھے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے
الذی عن انس من روایۃ ابی جعفر اما	اور جب نسخ ثابت ہو گیا تو وہ روایت حضرت انس
علی العظمیٰ او علی طول القيام فانہ یقال	رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابو جعفر سے مروی ہے یا تو
عبدہ ایضاً فی الصبح عنہ علیہ الصلوۃ	اسے غلطی پر محمول کیا جائے گا یا طول قیام پر

والسلام افضل، الصلوة طول القنوت ای
انقیاد میں

کیونکہ حدیث صحیح میں اس پر قنوت کا اطلاق موجود ہے
کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز میں
افضل ترین عمل طول قنوت یعنی قیام ہے۔ (دست)

قطع نظر اس سے کہ تحت حدیث فلاں یا زیر آیت چنان اہل علم کے محاورہ میں اس معنی پر بولا جاتا ہے کہ
اُس آیت و حدیث کی تفسیر و شرح یا اس کی بحث میں ایسا کہنا یا یہاں بحث عند حدیث ابی جعفر رازی ہے اُسی کے
تحت اُسی کی بحث میں حدیث ابن مسعود و حدیث طبرانی وغیرہ مذکور ہیں نہ کہ ایک دوسرے کے تحت میں عبارت
فتح کا صاف مطلب جسے ہر حرف شناس عربی بے تکلف پہلی ہی نگاہ میں سمجھ لے یہ ہے کہ حدیث ابی جعفر میں جو
دو قنوت مذکور ہو چکے ہیں کہ وہ ہاں قنوت سے طول قیام مراد ہو کہ لفظ قنوت اس معنی پر بھی بولا جاتا ہے دیکھو
حدیث صحیح میں ارشاد انہو کہ بہتر نماز طول قنوت ہے یعنی جس میں قیام دیر تک ہو۔ مصنف تصردی سوالیسی
سیدس عبارت کے واضح معنی کو حاکم نہ سمجھا لفظ ایضاً کو کہ صراحتاً یقیناً کی طرف ناظر تھا اُس سے قطع نظر
کر کے، بعد سے ملایا اور ایضاً فی الصحیحہ کو مسند جداگانہ مٹھرایا و ہذا لفظ ایضاً پر نشان (دس) کہ علامت
فصل ہے لگایا اور عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا "کیونکہ وہ لفظ قنوت کا مقرر بولا گیا ہے اوپر طول قیام کے اور
بھی یہ حدیث کے وہ لفظ قنوت کا، سنہ حدودی ہے، محدث صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ افضل ترین
نمازوں کی وہ نماز ہے جس میں قنوت یعنی قیام دراز ہو" اس جہالت کی کچھ حد ہے اور ذرا یہ حسن اور بھی قابلِ لحاظ
کہ یہ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے "گویا یہاں اس کی بحث تھی کہ حدیث میں کہیں لفظ قنوت
آیا ہی نہیں۔

جہالت ۱۲: اسی عبارت فتح کے آخر میں تھا،

والاشکال نشأ من اشتراك لفظ القنوت
بین ما ذکر ویس الخضوع والسکوت
والدعاء وغیرہا۔

یہاں اشکال قنوت کے ان معانی میں اشتراک
کی وجہ سے پیدا ہوا ہے یعنی نہ کورہ شئ (طول
قیام، خضوع، سکوت اور دعاء وغیرہ کے
درمیان لفظ قنوت مشترک ہے۔ (دست)

یہاں ما ذکر سے مراد وہی طول قیام تھا اور اُس کے معطوفات خضوع و سکوت و دعاء وغیرہ یعنی قنوت کا

لفظ جبکہ ان سب معانی پر بولا جاتا ہے اس وجہ سے حدیث ابی جعفر میں قائلین قنوت فجر کو اشتباہ پیش آیا اس سے دعا سمجھ لئے حالانکہ مراد طول قیام تھا کہ ہمیشہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر میں قیام طول فرمایا یہ ایسے صاف معنی ہیں کہ عربی کا ہر مبتدی بدتامل سمجھ لے۔ اب مصنف صاحب کا علم دیکھتے عبارت صرف "ما ذکر تک نفل کی اور ترجمہ فرمادیا" اور جو مشکلیں پیدا ہوئی ہیں وہ لفظ قنوت کے مشترک المعنی کے سبب اور وجہ سے درمیان اُس چیز کے جو نہ کو رہی یعنی اپنے عمل پر پورا ہوا ترجمہ فتح القدر کی عبارت کا "گویا آپ کے نزدیک میں صرف شے واحد پر داخل ہوتا ہے معطوف کی حاجت ہی نہیں ما ذکر کے معنی یہ کہ اپنے عمل پر مذکور ہوئی ہے اسی پر مطلب تمام ہو گیا۔

جہاں لست ۱۳: سوال قائم کیا جب نسخ قنوت ثابت ہوا تو عندنا نازلہ جواز کہاں رہا " اور اس کے جواب میں لکھا "بواب بصورت اجمالیہ اجماعیہ یہ ہے فی فتح القدر و ترونا نفل کی بحث میں قولہ ان مشروعیۃ القنوت فی النازلۃ مستمرة لہر تنسخہ الخ تحقیق کے جائز ہونا قنوت کا بیچ وقت سختی فسخ نہیں " فتح القدر سے استناد اور قنوت نازلہ کے اجماعی ہونے کا ادعا بکف حیرانہ دارو کا تماشا ہے فتح القدر کی اسی عبارت میں صراحت فرمایا کہ نازلہ میں بقائے قنوت مجتہد فرسے فسخ ہونا نہ ہونا دونوں طرف نظر جاتی ہے وقد تقدّر فی بیان الجہود لہ اثباتیۃ (اس کے ساتھ ساتھ کہ جہاں نمبر ۱۱ میں ہو چکا ہے۔ ت۔ اسی عبارت منقولہ زیہ کے بعد بلا فصل فرمایا تھا "وبہ قال جماعة من اہل الحدیث" محدثین کی ایک جماعت نے یہی قول کیا ہے۔ ت۔ کہاں ایک گروہ محدثین کا توں ہونا اور کہاں جماعہ جہاں لست ۱۴: "تو قنوت دونوں حضرات نے نماز فجر میں پڑھی وہ بارادہ اصلاح ذرات البین کے تھی نہ بدعا" بدعائیں مگر دعائے وصول مکروہ اور شک نہیں کہ فریقین میں ہر ایک کو اپنی مغربی مکروہ ہوئی ہے اور شک نہیں کہ دونوں جماعتیں اپنا غلبہ اثباتی حقین مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہے،

انہ لاقنت فی صلوة الصبح انکر النیاس جب انہوں نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تو لوگوں نے
علیہ فقال انما استنصرنا علی عدونا۔ آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا ہم نے دشمن پر
دعا کی ہے۔ (ت۔)

محرر مذہب مستند امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الامار میں فرماتے ہیں :

قال ابراهيم (هو النخعي) وان اهل الكوفة
انما اخذوا القنوت عن علي رضي الله تعالى
عنه فقتل يدعوه على معاوية حين حاربته ،
واما اهل الشام فانما اخذوا القنوت عن
معاوية رضي الله عنه فقتل يدعوه على علي رضي
عنه حين حاربته قال محمد وبقول
ابراهيم نخذ وهو قول ابى حنيفة .

حضرت ابراہیم (نخعی) نے بیان فرمایا ہے کہ اہل کوفہ
نے قنوت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخذ
کی ہے کیونکہ انھوں نے اس وقت قنوت پڑھی جب
حضرت معاویہ سے ان کی جنگ ہوئی ، اور اہل شام
نے حضرت معاویہ سے قنوت اخذ کی ہے کیونکہ وہ بھی
جنگ علی رضی اللہ عنہ کے وقت قنوت پڑھا کرتے تھے ،
امام محمد نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم کے قول پر ہمارا عمل
ہے اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے ۔ (ت)

جہالت ۱۵ : ” بعید نہیں کہ ان حضرات نے قنوت اس مضمون کی پڑھی ہو کہ اللھم اھل بیت و
بین قومنا فانھم اخواننا بغوا عیننا (اے اللہ ! ہمارے اور قوم کے درمیان صلح پیدا فرما کیونکہ
وہ ہمارے بھائی ہیں انھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے ۔ ت) ، امیر المؤمنین کی طرف سے یہ قنوت
عمل کیا امیر معاویہ بھی خدا تعالیٰ کے رسول کے بھائی کے بھائی تھے یہ واضح ہے اور اس سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں زامانہ نہیں زمیں اپنے آپ کو مولیٰ علی کا ہمسر
سمجھتا ہوں ،

وانی لاعلم انه افضل منی و احق بالامر
ولکن لستم تعلمون ان عثمان قتل ظلما
وانا ابن عمه و ولیہ اطلب بدھ یلہ
رواہ یحیی بن سلیمان الجعفی استاذ
الامام البخاری فی کتاب صفین بسند جید
عن ابی مسلم الخولانی .

میں خوب جانتا ہوں کہ امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ مجھ سے افضل و احق یہ امامت میں مگر تمہیں
خبر نہیں کہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلماً
شہید ہوئے میں ان کا ولی اور ابن عم ہوں ان کا قصاص
مانگتا ہوں ۔ اے امام بخاری کے استاد یحییٰ بن سلیمان
الجعفی نے کتاب صفین میں سند جید کے ساتھ
ابو مسلم خولانی سے روایت کیا ہے ۔

جہالت ۱۶: خود ہی سوال میں لکھا: "جب قوت عند النازلہ ہوتی تو ہر مصیبت پر جائز ہوتی چاہے جس طرح قلت باران، سیلاب، زلزلہ، آندھی، امراض مختلفہ خاص کر وبا اور طاعون کہ وہ اشد النازلہ ہے" اور جواب دیا: "ہمارا تمہارا قیاس بیکار ہے ان مصیبتوں کے لئے شارع علیہ السلام نے جہاد طریقہ بتا دیا اور ان کا حکم بھی سننا دیا چنانچہ کتب فقہ ان سے معلوم ہیں الخ" اس کو قیاس بتانے کی جہالت اور مذکور ہو چکی مگر طاعون کو خود اشد النازلہ" سمجھنے سے رہا سہا اور بھی جمل کا پردہ کھول دیا جب قوت نازلہ ثابت اور طاعون سب سے سخت تر نازلہ ہے تو اس کے لئے بدلائل انص قوت ثابت اور بدلائل انص سے اثبات کو قیاس بتانا سخت جہالت اب مصنف ضروری سوال کی مثال اس کی جو شک کی طرح ہے جس سے کہا جائے والدین کو مارنا حرام ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: لا تقفل لہما أف ماں باپ سے ہوں نہ کہہ۔ جب ہوں کہنے سے مخالفت ہے تو مارنا اس سے سخت تر ہے درجہ اولیٰ منع ہے وہ کہے: ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ وغیرہ میں بیکار ہے "قرآن میں نہ کہیں والدین کو مارنے کی نصت نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

جہالت ۱۷: قلع نظر اس سے قلت و کثرت باران و سیلاب و زلزلہ و ریاح و امراض مختلفہ سب کے لئے جہاد طریقہ شارع صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں بتایا، اگر اس بیان پر مصنف سے مطالبہ کیا جائے تو خود ہی اپنی جہالت کا اقرار کرنا پڑے، بالفرض جہاد طریقہ، ارشاد ہی ہوئے ہوں تو سب کے لئے ایک طریقہ عام ہونے کی کیا مثال ہے پھر اس باب سے سوال اپنے الجہاد علم اور کیا حاصل ہوا۔

جہالت ۱۸: اشباہ والنظائر والے صاحب نے فرمایا ہے کہ مسئلہ ۹۹۹ نو سناد سے میں مصر النقاہرہ میں لوگوں نے مجھ سے پوچھا طاعون میں قوت پڑھنے سے، سو میں نے جواب دیا کہ اس کی تصریح کہیں نہیں میں حکم نہیں کر سکتا چنانچہ

قوله قلت حنه فی الطاعون سنة قسم و
تبعین و تسعیۃ بالقاء ہرقۃ فاجبت بافی
لہا املا صریحاً۔
ان کا قول کہ قاہرہ میں مجھ سے طاعون کی قوت پڑھنے متعلق
۹۹۹ء میں سوال کیا گیا تو میں نے جوابا کہا اس
پر تصریح میرے مطالعہ میں نہیں آئی۔ (ت)

صاحب اشباہ و نظائر کا انتقال ہر شتم رجب ۱۲۹۹ء کو ہوا۔ مورخ حوی شرح اشباہ و نظائر ثانی کتاب القوت
میں نقل فرماتے ہیں:

قد توفي المصنف رحمه الله لثمان مھین
مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات رجب ۱۲۹۹ء

من رجب سنة سبعين وتسعمائة ۱۰۹۹ھ میں ہوئی (ت)

آپ ۹۹۹ھ کا واقعہ اُن سے لکھا رہے ہیں حقیقتاً اشباہ میں یہاں سنۃ تسع وستين وتسعمائة یعنی ۹۹۹ھ نو سو انتہر ہے آپ ۹۹۹ھ بتا رہے ہیں۔

بہالت ۱۱۹: اور پھر بیان کیا (یعنی صاحب اشباہ نے) کہ اگر کوئی قنوت پڑھا چاہے تو اکیس دو رکعت نماز نفل کی نیت کر کے پڑھے چنانچہ

یقوت لطاعون لانه اشد انوازل بل ذکرہ ۱۰۹۹ھ قنوت پڑھے واسطے طاعون کے مقررہ بڑی سخت ہے غفلتوں سے مگر جماعت سے نہ پڑھے بلکہ پڑھے دو رکعتیں اکیلے اکیلے ادنیٰ نیت کرے دو رکعت نفل کی واسطے دفع طاعون پورا ہر عامل طلب

اشباہ والے کا۔

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت اشباہ کی نہیں بلکہ صاحب اشباہ سے تامل کی ہے اور اس میں بل ذکر کی ضمیر خود

عصہ ضروری سوال میں یونہی لکھا اور سنی ملی کی بنا پر بل ذکر کو زہری شہداء نے لکھا کہ اشباہ میں من اشد انوازل ام

عصہ حکذا بخطہ وصوابہ بل ذکر ۱۲ (م) یہ ان کی تحریر ہے اور درست بل ذکر ہے (ت)

عصہ حکذا بخطہ وصوابہ رکعتیں (م) یہ ان کی تحریر ہے درست "رکعتیں" ہے۔ (ت)

عصہ ظاہر اکیس طاعون حاشیہ مرقی، فلاح دیکھنے کو مل گئی اس میں انہوں نے فرمایا تھا،

فی الاشباہ یقوت لطاعون لانه من

اشد انوازل بل ذکر انہ یصلی

لہ رکعتین فرادی وینوی رکعتا

مرفع الطاعون ۱۰۹۹ھ

کی کی جاسے۔ (ت)

یہ صاحب اپنی خوش فہمی سے سمجھے کہ یہ سب عبارت فی الاشباہ کے تحت میں داخل ہے ۱۲ (م)

۱۰۹۹ھ غزیمون البصار شرح الاشباہ فی ثانی کتاب الوقت مطبوعہ دارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۰۸

۱۰۹۹ھ ۱۰۹۹ھ ۱۰۹۹ھ ۱۰۹۹ھ ۱۰۹۹ھ

۱۰۹۹ھ حاشیہ، الطاعون علی مرقی، فلاح باب الوتر فور محمد تجارت کتب کراچی ص ۶-۲

صاحبِ اشباہ ہی کی طرف سے جسے آپ نے چنانچہ ”کہہ کر عبارتِ اشباہ ہونے کا اشعار کیا اور بل ذکر کا مطلب کہہ نہ لہذا اُسے ترجمہ سے خارج کر دیا طرفِ سخت جمالتِ فاشیہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے مسئلے کو مسئلہ قنوت کا ترجمہ بنادیا کہ قنوت پڑھا چاہیے تو اکیلا دو رکعت نفل کی نیت کر کے پڑھے اور اسی لئے اپنی طرف سے ترجمے میں ”مگر“ تراش لیا کہ ”مگر جماعت سے نہ پڑھے“ حالانکہ کوئی کم علم بھی عبارتِ اشباہ خواہ عبارتِ مذکورہ ناقلِ عینِ الاشباہ دیکھ کر کسی طرح اس جمالت کا گمان بھی نہ کرے گا۔ اشباہ میں تو قنوت طاعونِ ثابت فرما کر نماز طاعون کا مسئلہ ہی جدا شروع فرمایا اور بعد اگانہ دلیلوں سے اُس کا ثبوت دیا۔

حیث قال صرح فی الغایۃ بانہ اذا نزل بالمساین
نارہ قنت الامامہ فی صلوة الخیر والقنوت
عندنا فی النار لہ ثابت ولا شک ان الطاعون
من اشد النوائز وفي السراج الموهج قال
الطحاوی لا یقنن فی الخیر عندنا عن غیرہ لیلۃ
فان وقعت فلا بأس بہ کذا فی الملتقط اتھی
فان قنت هل لہ صلوة قبل شہوہ بحسوف
مما فی منیۃ السفی فی بخسوف والظلمۃ
فی المہر واشتداد لریح المعطر والشرج
ولا فزع وعبور المرض یصلی وحدانہ
اتھی ولا شک ان الطاعون من قلیل ظهور
المرض فتنس لہ رکعتان فی ادی المختصوا
ثار باری، شدید خوف یا مرض عام الحق ہر جائے تو تنہا نماز ادا کریں انتہی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون
یسی مرض ہے جو عام لوگوں کو لاحق ہو جاتی ہے لہذا اس کے رفع کے لئے بھی دو رکعات تنہا ادا کرنا سنت
ہوگا اور مختصراً (ت)

اور ناقل نے بھی بل ذکر لکھ کر اُسے جدا کر دیا تھا مگر جب آدمی کو سہل سہل عمارت کا ترجمہ سمجھنے کی قیادت
نہ ہو تو عجیب ہے۔

جہالت ۲۰ : اس سے بھی سخت تر جہالت یہ کہ صاحبِ اَشْبَاح کا مطلب وہ ٹھہرایا کہ طاعون میں قنوت کی تصریح کہیں نہیں میں حکم نہیں کر سکتا " اور عبارت یہ نقل کی کہ یقیناً للطاعون جس کا آپ ہی ترجمہ کیا کہ قنوت پڑھے واسطے دفع طاعون کے : کیوں حضرت! کیا یہ حکم ہوا، واقعی جو بزرگوار اپنا ملک آپ نہ سمجھ سکے فوراً معذور ہے یہ سر دست بین جہالتیں ہیں اور شروع کلام میں اولاً سے خامناً اور اس کے تنبیہ میں اول سے چہرہ تک جو سخت وجہ توجہ سے "فردی سوال" کی بھائیں جہالتیں ثابت کی گئیں انہیں شامل کیجئے تو یہاں تک ۲۹ جہالات شدیدہ بیان ہوئیں اب عیسویں جہالت سب سے بڑھ کر سخاوت کا غلط ہو: فردی سوال کی ساری محنت و جان کا ہی اپنے دس ادعائے باطل کے اثبات کو تھی کہ قنوت وغیرہ کفار کے سو طاعون وغیرہ نازل کی قنوت کذب باطل و بہتان بے ثبوت و گناہ و بدعت و ضلالت و فی النار ہے جو اُسے ثابت مائے اس پر محکمِ عقل توبہ و استغفار سے ساٹھے پانچ ورق کی تحریریں دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کئے یہ سب کچھ لکھ لکھ کر اب چلتے وقت حاشیہ پر ایک فائدہ کا نشان دیا "فتہ زمانہ طاعون میں نماز پڑھنے کی ترکیب" اور تم میں لکھا "ہذا الکيفية بصلوة الطاعون (یہ نماز طاعون کا طریقہ ہے۔)۔ پچھلے دل میں نیت کر کے زبان سے کہے نوبت ان اصلي لله تعالى رکعتین صلوۃ النفل لدفع الطاعون متوجھا الى جهة النکبة الشریفة اللہ اکبر میں ستر جان کی رس کے لئے رت طاعون کی صورت و رکعات ادا کرتے ہوں اس حال میں کہ میں کعبۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔)۔ پھر دوسری رکعت کے آخر کو کتب میں جو قنوت ماثور ہو پڑے کہ مشتمل ہو اور طاعون کے اور اگر ایسی قنوت اس کو یاد ہی نہ ہو تو ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة عذاب النار پڑھے یہ آیہ وانی بدارہ جامع جمیع اومیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کے ارادے سب جانتا ہے چھپے دھو اگلا پھل لکھا لکھا یا بھولنا دکنار یہی یاد نہ رہا کہ "فردی سوال" کی تحریر کس غرض کے لئے تھی کس بات کا دعویٰ کا ہے اکار نما "اپنے زعم میں جنت کا راستہ کیا طریق نار تھا خود ہی کذب و بہتان بنانے لگے ضلالت و فی النار کی ترکیبیں بنانے لگے یا رب مگر اسے احتمال تو اس کے سوا کیلئے، طرز یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا "بارادہ دفع طاعون یا دبا کون سی قنوت ہے" اور جواب دیا تھا "کہیں پتا نہیں : اب یہ حکم ہوتا ہے کہ قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہو اور طاعون کے : اب خدا جانے کہاں سے اُس کا پتا لگ گیا۔ تصحیفات اعلیٰ یعنی جہالت کچھ ہے اور پڑھیں کچھ یوں تو ریادت و نقص و تبدیل ہر قسم کی غلط اس "فردی سوال" میں موجود ہے ہیں

علم یہ ترکیب بھی نئی ہے قنوت میں علامت مختلف ہیں کہ قبل رکوع ہے یا بعد آپ فرماتے ہیں خود رکوع میں پڑھے ۱۷ (م)
علم تحریر تہذیبی یونہی ہے جیسے کپڑوں میں پچ کو پچا مقبول دیکھتے ہیں ۱۸ (م)

”قَتَرْنَا عَذَابَ النَّارِ“ کو آیت بنادیا حالانکہ قرآن عظیم میں قتل کے بعد لفظ مریتا کہیں نہیں، من اشد التوازل سے من رُکڑا طعون کو اشد التوازل لے، کہا اور اپنے ہی پاؤں پر تیشہ مارا، عبارت اشباہ میں مسیحین کو تسعین بنایا مگر زیادہ اظہار علم کو تعصیفیں یہ ہیں شیبان بن فروخ کو اصل عبارت سند اور ترجمہ دونوں میں شیبان بن هرثمه کا یہ نام صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں خدا بنے کتنی جگہ آیا ہے اگر یہ کتابیں برقی تو ایسی غلطی شاید نہ ہوتی اللہم اشد دوطا تک علی مضر و جگہ آیا دونوں جگہ و طاکت بہنو بجائے تا بنایا اور قبیلہ قارہ کو کہ یہ لفظ بھی دو جگہ وارد ہوا تھا دونوں جگہ صاف فہرہ بحرف فابجائے قاف تحریر کیا اور سب میں اخیر کا لطیفہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مناجاست مروی ہے،

اللهم لا قابض لما بسطت ولا باسط لما قبضت ولا هادئ لما عصفت ولا مضل لمن هديت، ولا معطي لما منعت ولا مانع لما أعطيت، ولا مقرب لما باعدت ولا مباعد لما قربت
اے اللہ! جس چیز کو تو نے کھینچ لیا اسے کوئی سیٹھنے والا نہیں اور جسے تو نے بند کر دیا اسے کوئی کھولنے والا نہیں، اور جس کو تو نے ہدایت دی اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو تو نے گمراہ کیا اسے کوئی ہدایت دینے والا کوئی نہیں، اور جو تو نے عطا کیا اسے کوئی روک دینے والا نہیں، اور جو تو نے روک دیا اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور جس کو تو نے دور کر دیا اس کو قریب کرنے والا کوئی نہیں، جس کو تو نے قریب کیا اسے دور کر دینے والا کوئی نہیں (مت)

آپ اسے نکلتے ہیں اللهم لا قابض لما بسطت و یا باسط لما قبضت۔ اعلیٰ علم کی غلطی اس طرح کی نہیں ہوتی، اتنا بھی نہ سمجھا کہ یوں ہوتا تو یا قابض لما بسطت و یا باسط لما قبضت نصب کے ساتھ ہوتا نہ بالضم کہ برہر حصول معمولی کلمہ شبہہ مضاف ہو کر مفرد نہ رہا، ورنہ نصب واجب ہوا لقولک یا اھل الف جبال و یا اخیراھن مرید اور یہ جرح حدیث نقل کی جس میں یہ مناجات مذکور ہوئی

عَلَّہ یعنی چُورہ ۱۲ (د) عَلَّہ یعنی نشیب ۱۳ (د) عَلَّہ یعنی چُورہ ۱۴ (د)

سنن مسند الامام احمد بن حنبل حدیث عبد اللہ الزرقی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/۲۲۲
سنن دُرُغْشور تحت آیت ولکن اللہ حبیب الیکم ایمان مطبوعہ منشورات مکتبۃ آیت اللہ العظمیٰ قم ایران ۶/۸۹
سنن کنز العمال غزوۃ اُمد حدیث ۴۰۰۴ مطبوعہ موسستہ الرسالہ مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۱/۲۳۳

اقول والاول عدی اولی لقول رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اسلم** **ما لہما**
لہ وعدہ وعفی اللہ لہما واللہ ما انت
قلتہ ولکن اللہ قالہ رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ
واحمد واسطہ ابی فی لکیرہ لحاکم عسی
سلمۃ بن الاحکوم والوبکر بن ابی شیبۃ عن
حفص بن ایماہ لعفوری وابویعلی الوصلی
عن ابی ہریرۃ الاسلامی رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔

اقول میرے نزدیک پہلا احتمال اولیٰ ہے کیونکہ
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلم سے
اللہ تعالیٰ نے مصالحت فرمائی اور غفار کے لئے
اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمائی، خبردار! خدا کی قسم میں
نے یہ بات خود نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمائی
ہے۔ اس کو امام مسلم نے ابوسریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے در
طبرانی نے کسر میں اور امام حاکم نے سلم بن اکوع اور
ابو یزید ابی شیبہ نے خفاف ابن ایہار غفاری سے
اور ابویعلیٰ مومل نے ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مصنف ضروری سوال نے اپنی نادانی سے غفار واسلم کو ولید پر معلوف اور انجہ کے نیچے داخل
سمجھا گویا یہ قبائل انصار بھی مثل ولید وسلم وعیاش وضعفا سے مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دست گذار
میں گرفتار تھے ان سب کی نجات کے لئے دعا کرتے تھے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث سے بعد اسے صحیح بخاری
شریف صفۃ الصلوۃ میں بے ذکر غفار واسلم معلوف حدیث اول روایت فرمائی اور استغاثہ میں کہ اسے اس کے
ساتھ روایت کیا صاف فصل بتا دیا

حیث قال عن ابی ہریرۃ انت السیمی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت اذا
رفع رأسہ من الركعة الاخری یقول
اللهم انج عیاش بن ابی مریمۃ اللهم انج
سمیۃ بن ہشام اللهم انج الولید بن
اولید اللهم انج المستضعفین صحت
المومنین اللهم اشد دو طأنتک علی مفسد

جہاں فرمایا، ابوسریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام آخری رکعت سے
سراٹھاتے تو یہ کہتے اسے اللہ! نجات دے عیاش
بن ابی مریمہ کو، اسے اللہ! نجات دے سلمہ بن
ہشام کو، اسے اللہ! نجات دے ولید بن ولید کو
اسے اللہ! نجات دے مومنین میں سے ضعیفوں کو
اسے اللہ! تو اپنی سخت گرفت فرما، مفسد پر، اسے

اللهم اجعلها سنين كسنى يوسف وامن
 لنسبى صلى الله تعالى عليه
 وسلم قال غفاس عظم الله لهب
 واسلم سالها الله تعالى۔
 ارشد ان پر قوط مسقط فرما جس طرح يوسف علیہ السلام
 کے زمانے میں قوط ہوا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے فرمایا اغفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے
 مغفرت فرمائی ہے اور سلم سے اللہ تعالیٰ نے صلح
 فرمائی ہے۔ (ت)

فتح الباری و عمدة القاری و ارشاد الساری شروح صحیح بخاری میں ہے،

قوله و ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم الم
 حديث اخر وهو عند (البخارى) بالاسناد
 المذكور كانه سمعه هكذا ماورده كما سمعه
 من والى وقد اخرجه احمد كما اخرجه
 البخارى عليه
 قوله ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم
 یہ دوسری حدیث ہے اور یہ بخاری کے ہاں مذکورہ سند
 سے ہی مروی ہے۔ گویا انھوں نے، کسی طرح سن کر نقل
 کر لیا۔ اور معنی نے یہ بات زیادہ نکھی کر اس کو امام حمید
 نے بھی تحریر کیا جس طرح اس کو امام بخاری نے تحریر کیا۔

ذی ہوش نے یہ بھی ذکر کیا کہ روایت میں غفار مرفوع سے نہ نہ پر حلف کر نہ کر لیکن اعطاء
 روایت ضروری سوال میں و قد ہر خود بخود و ذریعہ ہے اسل، حلاط سے بھر دیا، علامہ عبارت
 یہ ہے ایک عام بیٹا مالک کا دو گھوڑے دو دو ٹپ پتھر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دیر لیا حضور نے فرمایا
 ہم کافر کا دیر قبول نہیں کرتے وہ اسلام تو نہ لایا مگر اس کا بھی نہ کیا اور بولا اسے حبیب خدا۔ یہ ہے مجھے ایک قوم
 ہے آپ چند اصحاب ہمراہ دو تو امید کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شتر یا چالیس
 جوان انصارتہ جو سب کے سب قرآن مجید کے حافظ تھے عامر کے ہمراہ کر دے اور ایک راہبر بھی ہمراہ سویا ن

عن سب انصارى نه تھے بعض مہاجر تھے تمیس میں ہے، کاى، ان شہم من الانصار و اربعة من امہا جوین
 (ن میں کثر انصار تھے و چار مہاجر تھے)۔
 (باقی، نگلے صفحہ ۵۱۶)

۱۳۶/۱ صحیح بخاری ابواب الاستسقاء باب دعا النبى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ مطہر قدیمی کتبى نہ کراچی
 ۲۶/۱ عمدة القاری شرح بخاری " " " " مطبوعہ دارۃ الطباعة المنیریہ بیروت
 ۲/۲ فتح الباری " " " " دار المعرفۃ بیروت
 ۲۳۶/۲ ارشاد الساری " " " " دار الکتاب العربیہ بیروت
 ۲۵۲/۱ تاریخ الخلفاء سریت المنذر بن عمرو الی ہر مکتوبہ مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت

پر مندر کو سردار کیا اور بنام عامر بن طفیل ایک خط لکھا اگر حوالہ مندر کے کر دیا، یہ صحابہ بر معونہ کے قریب پہنچ کر وہیں قیام کیا پھر ایک شخص کے ہاتھ وہ خط عامر بن طفیل کے پاس بھجوا دیا۔ جب وہ خط عامر بن طفیل نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا اور جھپٹ کر خط پہنچنے والے کو قتل کر ڈالا۔ پھر اپنے تمام حلیفوں اور قبیلوں کی کمک کے ساتھ ان صحابہ کو قتل کر ڈالا اور مندر کو زندہ قید کر لیا، قطع نظر اس سے اؤلا عامر بن مالک ابو ہریرہؓ نے ۱۰ سے حبیب خداؐ برگزیدہ کیا کہ یہ خاص کلمہ اسلامی تھا۔

ثانیاً "ہمراہ ہو لیا" سے ظاہر ہے کہ بطور خود ساتھ ہو لیا جائے گا نہ کہ حدیث میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلب سلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہبری کے لئے ہمراہ فرما دیا تھا۔

مقد اخراج الطبرانی من طریق عبد اللہ ابن لہیعۃ عن ابی الاسود عن عمروۃ قال ثم نعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المذنبین عمروۃ والعدی وبعث معہ المطلب السلی لیدلہم علی الطریق الحدیث ذکر فی الاصابۃ فی ترجمۃ المطلب ثالث رواہ اقدس خاص بنام عامر بن طفیل نہ تھا بلکہ وہ اس کے بعد وہی عامر کے نام تھے، نفیس میں ہے، وکتب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۷)

درج میں ہے، اکثر ایشاں، انصار بودند و بعضی از مهاجران (اس میں اکثر انصار تھے اور کچھ مهاجر تھے۔ ت) نیز نفیس میں ہے،

لہذا یکن لقماء المذکورون کلہم من الانصار بل کان بعضهم من المهاجرین مثل عاصم بن حمیرۃ مولی ابی بکر الصدیق و ماخۃ بن بدیل بن ورقاء الخ و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ذکر تمام قراء انصار تھے بلکہ کچھ مهاجر بھی تھے حبیب کو عامر بن قبیہ مولی ابوبکر الصدیق اور عاصم بن بدیل بن ورقاء الخ و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا جاتا ہے۔ (ت)

۲۲۵/۷ مطبوعہ دار صادر بیروت
۱۲۳/۲ مطبوعہ فورید رضویہ سکھ
۴۵۲/۱ موسسہ شعبان بیروت

سریر بر معونہ

سریر المنذر الی بر معونہ

سہ تاریخ النفیس

کتاب فی رؤساء نجد وہی عامرؒ اور آپ نے نجد کے رئیسوں اور بی عامر کے نام خط لکھا۔ تہ مدارج میں ہے،
مکتوبہ بڑا سا ہے نجدی عامر نوشتہ۔

مرابعا حافظ قرآن کے الگ یہ معنی کہ قرآن مجید سے کچھ یاد تھا تو اس میں ان صحابہ کی کیا خصوصیت! انھیں
قرآن نام رکھنے کی ضرورت نہیں ہو سکتی اور اگر یہ یاد نہ جس قدر قرآن عظیم اس وقت اترادہ سب ان سب کو یاد تھا تو اس
بکا کوئی ثبوت نہیں کہ انھیں قرآن رکھنے کی وجہ یہ کہ شب کو درس و تلاوت قرآن مجید میں کثرت مشغول رہتے۔ صحیح بخاری
میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: یتدارسون القرآن باللیل والیصلون (رات کو قرآن اور نماز پڑھتے۔ تہ)
عمدة القاری کتاب الجہاد باب العون بالمدویں ہے: سمواہ بکثرة قراءتہم (قرآن اس لئے انھیں
کہا گیا کہ کثرت سے قرآن پاک پڑھتے تھے۔ تہ)

مخاصاً عامر بن نفیل کے خاص اپنے قبیلہ بنی عامر نے ہرگز ملک نہ دی بلکہ صاف انکار کر دیا کہ تیرا چچا عامر بن
مالک انھیں اپنی پناہ میں لے چکا ہے ہم اس کا دربر گز نہ توڑیں گے۔ جواب لہ زیر میں ہے۔

استخرج عیدہ بھی عامر بن نفیل عیدہ، وقایہ
لنا نخذہ بابر، وقد عقد لہ عقد آجوا
انھوں نے صاف کہہ دیا ہم تیرے چچا کو اس کا دربر گز نہ توڑیں گے کہ جو اس سے ان مسلمانوں کو پناہ دینے کا
صاحب کر رکھا ہے۔ (تہ)

۲۵۲/۱	مطبوعہ موسسہ شبان بیروت	سرۃ المنذر بن عمرو الی ہرعمونہ	سکۃ تاریخ النجاش
۱۴۲/۲	• فہرست ضمیمہ سکھر	سرۃ ہرعمونہ	سکۃ مدارج النبوة
۴۳/۱	• قیدی کتب خانہ کراچی	کتاب الجہاد	سکۃ صحیح بخاری
۵۸۲/۲	• • • •	کتاب المغازی	صحیح بخاری
۲۴۰ و ۲۳۵/۳	• دار الفکر بیروت	از مسند انس رضی اللہ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۷۵/۲	• دار المعرفۃ بیروت	سرۃ ہرعمونہ	شرح الزرقانی علی المواب
۳۱۰/۱۴	• ادارۃ الطباعة المنیریہ بیروت	باب العون بالمد	سکۃ عمدة القاری شرح بخاری
۴۲۶/۱	• المکتب الاسلامی بیروت	سرۃ ہرعمونہ	سکۃ جواب لہ تہ

فت: صحیح بخاری میں یہ حدیث دو جگہوں پر منقول ہے اس میں یتدارسون کی جگہ یحیطون کا لفظ ہے البتہ بعینہ نہی
افانہ کے ساتھ یہ حدیث شرح الزرقانی میں موجود ہے خالفاً منہ۔ نذیر احمد سمیعی

سیرت ابن ہشام میں ہے،

استصغرہ علیہم بنی عامر فابوا ان یجیبوہ الی
مادعائہم الیہ وقالوا لن یخضر الی آخر
ما مر۔

عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف بنو عامر کو اپنی مدد
کے لئے پکارا تو انہوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار
کر دیا اور کہا کہ ہم تیرے چچا کا معاہدہ ہیں توڑیں گے؟

نہیں میں ہے،

استصغرہ عامر بن الطفیل بنی عامر علی المسلمین
فامتنعوا وقالوا لا یخضر ذمۃ الحب بوا
حدیث۔

عامر بن طفیل نے بنو عامر کو مسلمانوں کے خلاف کارروائی
کے لئے آواز دی تو انہوں نے انکار کیا اور کہا تیرے
چچا اور آپ کے ذمہ کو نہیں توڑیں گے؟

دارج میں ہے، اتنا ہی عامر از جنگ مسلمانان ابا آوردند (تمام بنو عامر نے مسلمانوں سے جنگ کر سنے
سے انکار کر دیا۔ ت)

سادساً عامر بن طفیل کا مخالف فرمان اللہ جس حرام بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنا بھی خلاف تحقیق
ہے بلکہ ان کا قاتل اور شخص تھا کہ بعد کہ اسلام لے آیا کسا دواہ الطبری عن ثابت البیانی عن انس بن
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کی روایت ہے، ثابت بن سنان سے انہوں نے انس بن مالک سے روایت کیا۔ ت)
اور بعد اللہ عامر بن طفیل کفر پر مراکسی صحیح البخاری عن اسحق بن ابی طلحہ عن انس بن مالک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ (جیسا کہ صحیح بخاری میں اسحق بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے روایت کیا۔ ت)۔

صحیح بخاری شریف میں ہے،

جعل یحد ثہم ما دواہ الی مرحل فاماہ من
حلقہ قطعہ۔

یعنی حرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کافروں کو پریم قدم
پہناتے اور ان سے باتیں فرما رہے تھے کہ انہوں نے
کسی کو اٹھایا اس نے پیچھے سے آ کر نیزہ مار دیا۔ ت)

امام غزالی نے فتح الباری میں فرمایا، المعروف اسم الرجل الذی قطعہ مجھے اس
مقبورہ دار، مکتبہ بیروت

۱۸۵/۲	مقبورہ دار، مکتبہ بیروت	سیرۃ بزمعونہ	سیرت ابن ہشام
۴۵۲/۱	• مومستہ شبنای بیروت	سیرۃ المتذلل الی بزمعونہ	سیرۃ تاریخ النہس
۳۴/۲	• تقریر رضویہ سکھر	سیرۃ بزمعونہ	سیرۃ تاریخ النبوة
۵۸۶/۲	• قدیمی کتب خانہ کراچی	غزوة ارجیع، عل و ذکوان	سیرۃ صحیح بخاری
۳۹۱/۸	• مصطفیٰ البانی مصر	۔ ۔ ۔ ۔	فتح الباری شرح البخاری

نیز وہ دوسرے واسطے کا نام معلوم ہوا۔ زرقانی شرح مواہب میں ہے :

فی اطراف من طریق ثابت عن انس امین
قاتل حوام بن ملحان سلمہ و ع مر بن اظہر
طرائی میں ثابت کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سعدوی ہے کہ عوام بن ملحان کا قاتل مسلمان ہو گیا اور
عامر بن لعل کفر پر مرا جیسا کہ پہلے فتح ابھاری سے گزرتی
سدا لعل ان سب سے قطع نظر کے بعد اس میں ایک غلطی یہ ہے کہ جب وہ خطا مرتبہ پڑھا آگ بگولہ ہو گیا۔
کتب سیر میں تصریح ہے کہ اس غیث نے فرمان اقدس دیکھا تک نہیں۔ سیرت ابن اسحق و سیرت ابن ہشام و
مروہبہ لدنیہ میں ہے : لعلات کا لہ یہ صحرالی لکھتے رہے جب اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط ملا تو اس نے
خط پڑھا۔

تھا دنیا بخت غلطی کا شمس یہ ہے کہ منذر کو زندہ قید کر لیا "حاکم منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین معرکہ میں
شہید ہوئے، معالم التنزیل میں ہے :

قتل المسلم بن عمرو و اصحابه الا ثلثة نفر
کانوا فی طلب ضالۃ لہم
منذ بن عمرو اس کے ساتھی شہید ہوئے معرفت وہ
تین بچے جو ایک گمشدہ کی تلاش میں گئے تھے۔ (۱) دت۔
مدارج میں ہے :

تمام اصحاب شہید شدند الا منذر بن عمرو باو گفتند اگر
نواہی ترا مان و ہم اد مان ایشان را قبول نہ کرد و
با ایشان مقاتلہ کرد تا شہید شد
سیرت ابن اسحاق و ہشام میں ہے :

لما رآہم اخذوا سبویہم ثوقا تکوہم
حتى قتلوا من عند اخرہم یوحہم اللہ
بب کفار نے مسلمانوں کو دیکھا تو کفار نے ان سے
تکراری چھین لیں و یحیران کو شہید کر دیا مگر انہوں نے

لہ شرح زرقانی علی مواہب سر یہ بزم موند
مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۶/۷۹
لہ مواہب لدنیہ "الکتب الاسلامیہ بیروت ۱/۲۲۶
تاریخ الخلفاء سر یہ مدبر بن عمرو الی بزم موند
مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۵۳
لہ معالم التنزیل سر یہ بزم موند
مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳۴/۲

ف : معالم التنزیل میں منذر بن عمرو کا ذکر دو جگہ (ص ۱۷۷ و ۱۷۸) پر نظر سے گزرا ہے وہاں یہ عبارت نہیں مل سکی
البتہ تاریخ الخلفاء میں معالم التنزیل کے واسطے سے بیحد ہی عبارت نقل کی ہے اس نے تاریخ الخلفاء سے حوالہ نقل کیا ہے۔
ذیر احمد

الاکعب بن نزید احاب بن دینار بن الجاس
فانهم تركوه وبه رفق فارتد من بين القتل
فعاث حتى قتل يوم لهندق شهيداً يوحى
الله به

اکعب بن نزید، دیسار بن نجار کے بھائی کو زخمی حالت میں
چھوڑ دیا اور لاشوں میں سے وہ زندہ رہا اور بعد
میں وہ اپنی زندگی میں جنگ خندق میں شریک ہوئے
اور وہاں وہ شہید ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ (ت)

مواہب میں ہے: اقبلوا الى اخرهم الاكعب بن نزید (انہوں نے سب کو شہید کر دیا صرف
اکعب بن نزید زندہ بچے اور)۔ تھیں میں ہے: اقبلوا الى اخرهم الاكعب بن نزید (انہوں نے
اکعب بن نزید کے علاوہ سب کو موقع پر شہید کر دیا)۔ ت خود حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمادی:

يا اخوانكم بقوا المشركين فاقتطعوا هذه
سبق منهم احدوا امهم قالوا بئنا بكم قومنا
انا قد رضينا ورضى عنا من فانا رسولهم
اليكم قد رضوا ورضى عنهم من وانا الخاكم
عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمہارے بھائی مشرکین سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید
ہو گئے ان میں سے کوئی نہ بچا اور انہوں نے شہید
ہوتے ہوئے یہ دعا کی کہ اسے ہمارے رب! ہماری
طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم
نہ تم سے رنجور ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے
راضی ہوا، حضور غیرہ السلام نے فرمایا میں ان کا پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں کہ وہ بھی اور اللہ بھی راضی ہوا۔ اس کے
حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

فریب و بی عوام جہالتہ اغلاط کثیرہ کے ساتھ فریب دہی عوام بھی ضروری سوال میں ضرور ہے:

فریب ۱: حدیث مذکور ابی جان ذکر کی جو صورتہ مطلق تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جمعہ
میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے نفع یا ضرر کی دعا فرمائی ہوتی تو مصنف "ضروری سوال" نے اس کا ترجمہ
لکھ کر معاً جوڑ دیا یعنی سوال اس کے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کسی مصیبت پر قنوت نہیں پڑھتے
تھے "جس سے عوام تمہیں حدیث میں کسی خاص مصیبت کا ذکر ہے اسی کے لئے قنوت پڑھنے کا ثبوت ہے

۸۵/۲	مطبوعہ دار الفکر بیروت	سریر بر مہونہ	سلسلہ سیرت ابن ہشام
۴۲۱/۱	المکتب الاسلامی بیروت	"	سلسلہ مواہب لدنیہ
۴۵۲/۱	مؤسسۃ تبیان بیروت	"	سلسلہ تاریخ انجیس
۱۱/۲	مطبوعہ دار الفکر بیروت	الاشہاد ابی بلع الخ	سلسلہ المستدرک علی الصحیحین کتاب الجہاد قول الشہداء

ماقی بے ثبوت ۱۰ اس مخالف سے جو فائدہ اٹھانا چاہا اسے ہمیں ظاہر بھی کر دیا کہ "اب یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو مار فخر میں نصرت چاہے طاعون یا وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں" حالانکہ ہر ابجد خواں عربی بتا سکتا ہے یہ محض دھوکا دیا ہے حدیث میں اصل کسی مصیبت خاص کا نام نہیں جس کے غیر پر لفظی قنوت ہو۔

قریب ۲ قنوت نازلہ خود بھی تو غیر مفسورخ مانی ہے اگرچہ خاص ایک نازلہ میں ہے۔ اب جو اس پر سند پیش کرتی ہوئی تو عدہ مرطوطی و علاء شامی و محقق سامی بحر طامی صاحب اشباہ و نامی کا دامن پکڑا کہ "چنانچہ عاشیدہ درختہ مرطوطی و شامی و اشباہ و النظار وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے" حالانکہ اوپر واضح ہو چکا کہ یہ علمائے کرام تو نہ صرف تعمیم نازلہ بلکہ خاص طاعون ہی کے لئے قنوت ثابت کر رہے ہیں جس کے سبب معذرتہ اس شخص کے نزدیک کذب و بہتان میں پڑے ہیں ان کے کلام پورے طور پر نقل نہ کرنا درکنار جو عبارت ان کے نام سے نقل کی اس میں دو کاسد و ایسیاں کہیں ایک یہ کہ خود ان کے ترجمہ کلام میں وہ الفاظ ملا دئے جو اپنے ساختہ مذہب کے مطابق تھے دوسرے یہ کہ ایک عربی عبارت اپنی طرف سے بنا کر اس کلام سے ملا دی اور سب کا ایک ساتھ ترجمہ کر دیا جس سے ناواقف کو دھوکا ہو کہ یہ سارا کلام ان علمائے کرام کا ہے، وہ نقل و ترجمہ غلط یہ ہے، وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وقد قننت ابو بکر الصديق وعمر وعلي وصعديا	ترجمہ اور فقر قنوت پڑھی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
فالقنوت في النزل ثابت واهم واغتم	اور حضرت علی اور حضرت معمر نے پس قنوت یہ پڑھو
قلت والنس وبالنس نزلت هات هو الذي	ہوئے سختی اور فساد اور فساد کفار اشرار کے ثابت
مذكور في الاحاديث ولا يقرب على	ہے سو سچ اور غنیمت جان اب کتابوں میں کہ مرو
غيره والله اعلم	نازلہ سے اس جگہ وہی نازلہ مراد ہے جو مذکور ہوا ہے

حدیثوں میں ۱۰ اور نہیں خیال کیا جاوے گا اور غیر اس نازلہ کے اعتقادی ہر ایک نازلہ نہیں۔
ترجمہ اصل میں فقرہ فساد و غلبہ کفار اشرار لفظی طرح دے کہ نہ یہ علم کہیں دیکھو جو با ست مولوی صاحب نے لکھی تھی وہی ان کتابوں میں لکھی ہے ورنہ اصل عبارت علماء میں نہ ان لفظوں کا اصل پتا نہ اس مضمون فساد کے سوا ترجمہ میں اس پیوند کا کوئی منشا پھر قلت سے آخر تک ایک عبارت عربی گھر کر عبارت سے ملا دی اور اس کا ترجمہ اردو کیا کہ ناواقف کم علم جانیں یہ قلت انہی علمائے کرام نے فرمایا ہے

عہ اس خوبی علم کو دیکھئے کہنا یہ مقصود ہے کہ لایقاس علیہ وغیرہ اور نازلہ اس پر قیاس نہ کیا جائیگا اور کہا یہ کہ لایقاس علی غیرہ نہ قیاس کیا جائیگا اور غیر اس نازلہ کے۔ (م)

میں اس کا وجود مفقود بلکہ بالتصریح اُس میں قنوت کا حکم دینا موجود اسے کس درجہ کی تحریف و بددیانتی و غلطی و غلط فہمی کا پتہ چلے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مخالفیت تو یہ نامہ خود اس ضروری سوال سے بھی پیدا ہوگا اُس میں اپنے طرفداروں کے ایک رسالے کی نسبت لکھا تھا کہ اُس میں سادات کرام و علمائے عظام کی شان و عظمت کے خلاف الفاظ کیلئے برتے گئے ہیں اُنہی میں یہ کمال و سب سے بڑی ادنیٰ میرے طرفداروں سے تو گویا بھی سے ہوتی ہیں مثلاً اُن کل حضرات بابرکات سے معافی چاہتا ہوں خواہ حضرات سادات و علمائے اہل سیرت خواہ اہل بیعت خواہ اُفقائی و دہان تو آج کل کے ملاح کو جو آپ کے طرفداروں نے کچھ الفاظ کیلئے لکھے اُس سے معافی چاہی اور ضروری سوال میں خود آپ اکابر سابقین علمائے عظام و فقہائے کرام و سادات فہم مثل امام ترمذی و امام ابن حجر و امام طبری و علامہ ابن عساکر و محققین اعیان دین بن نجیم و مولانا علی قاری و محقق مسید علامہ شامی و امثالہم کو معاذ اللہ کذب و بہتان کی طرف نسبت فرما رہے ہیں شاید یہ الفاظ کیلئے نہ ہوں گے۔

ثانیاً اُس میں لکھا تھا "واللہ باندہ میں ذابب اربہ ہتھ کو پتے دل سے حق جانتا ہوں" یہاں صراحتاً قنوت فجر کو کہ مذہب امام مالک و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے بدعت و ضلالت و فی النار بتایا وھر قنوت طاعون و دبا کو کہ مذہب و بہتان ہے باشران سفید سے تین نہ بھی کہے تو اندیشہ فیر کے یہاں اس کی صریح تصدیق موجود اور امام ابن حجر کی نے خود امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان مذہب میں اُسے ذکر فرمایا۔

ثالثاً اُسی میں لکھا تھا "جمہور علماء کا اتباع اختیار کیا ہوا ہے کہ کم نذر و نیاز عرفی میں جبکہ فقہائے کرام نے تصفیہ کر دیا ہے اور مستحسن کر رکھا ہے تو ہم انہی کی پیروی کریں یہ ایک اعتدالی مسئلہ ہے لیکن بندہ اپنے پُرانے خیالات سے باز آکر ادویہ کی نذر و نیاز عرفی جو فی زمانہ خاصا عوام میں مروج ہے کہ اس کو مستحسن جانتا ہوں سوائے اس کے میری تصانیف میں جو بات خلاف اقوال جمہور علماء ہو اُس کو واپس لیتا ہوں ورنہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ علمائے کرام کے مخالف کوئی مسئلہ نہیں کہوں گا" اور یہاں مذہب اہل تشیع و جمیع متون پر اقتضایانہ طریقہ مصرتہ جمہور شافعیین اختیار کیا سب کے مخالف مسئلہ لکھ دیا یہ ضروری سوال کی مخالفت نہیں۔

رابعاً شرائط بحث میں تو صراحتاً اس توہ کو توڑ دیا نذر و نیاز عرفی ادویہ سے کرام قدست اسرار ہم جو فی زمانہ مروج ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں اس پر کوئی نزاع قائم نہ ہوتی نہ اس کا کوئی تصفیہ اُس وقت کے فقہائے کرام نے کیا تو لاجرم قریباً سب میں جمہور علمائے متاخرین ہی کی پیروی کو لکھا اور ان کی مخالفت کا عہد کیا تھا اب شرائط بحث کی بحث میں قنوت ثلثہ کے متاخرین متعین سب کو مالا سنے طاق رکھ کر مخالفت لکھ دیا کہ سید دین میں اصول و فروع مسائل میں زمانہ خیر القرون کی ہوتی چاہئے یعنی صی پر و تا بعین

تین تابعین اور اس پر عمل بھی جاری تھا جو سنے و بایست پیدا ہونے کو اولاً و ثانیاً ضروری سوال ہی کی وہ
تقریریں کہ یہ ارشاد فقہا کذب و بہتان ہے اور وہ مذہب ائمہ بدعت و ضلالت و فی النار ہے کافی تھیں۔
مثلاً اگر شرائط بحث میں تو صاف صاف وہی معمولی تقریر و بایست کہ قرون ثلاثہ کی سند معتبر ہے باقی سب
باطل صراحۃً لکھ دی اور اس کے ساتھ اور تنگی بڑھادی کہ صحابہ و تابعین کی سند بھی مقبول نہیں جب تک اس پر
عمل نہ جاری ہو جو یہ باتیں ضرور و بایست کی ہیں۔

رابعاً اور شرط لگائی کہ کوئی مستند کسی کتاب میں بے سند مکتبہ بودہ بغیر اسناد کے تسلیم نہ کیا جائے گا۔
مترخص جتنا ہے کہ کتب فقہیہ متون و شروح و فتاویٰ کسی میں ذکر اسناد نہیں ہوتا تو اس شرط میں صاف بتا دیا کہ
کتب فقہیہ قابل عمل ہیں ان کا مسئلہ تسلیم نہ کیا جائے گا یہ اول نمبر کی و بایست غیر مقلدی ہے ان وجود
سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اپنی قدیم و بایست پر باقی ہے و العباد باللہ تعالیٰ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
مال حملہ ان تمام بیانات جلیلہ سے واضح ہوا کہ ضروری سوال کی تحریر ہمارے سامنے کرام کے خلاف
ہے وہ شراہر منظر سے بھری ہے جو اسے صحیح درست بتا ہے سخت جاہل و ناقص ہے ضروری سوال کا مصنف
علم دین سے بہرہ نہیں رکھتا وہ نہ عبارت سمجھ سکتا ہے نہ ترجمہ کی لیاقت رکھتا ہے پھر مطلب سمجھتا تو بڑا درجہ ہے
وہ خود پنا لکھا ہیں بھگتا نہ نافع و نہ مضر ہے تو اس سے سامنے ملتا ہے کہ کو بدن لکھنا، بڑھانا، نقصان
حوالہ کہ کچھ کچھ مطلب سنانا علاوہ ہے ایسا ہے علم و کج فہم مرکز فتویٰ دین کی قابلیت نہیں رکھتا نہ اس کے فتویٰ پر اعتماد
ہو سکتا ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و مستند امام احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتخذ الناس رؤسا جھالا غفلوا فافتوا
بغیر علم و فضل و اذلوہ
لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے ان سے مسئلے پوچھے
جائیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے آپ بھی
گمراہ ہوں گے اور ان کو بھی گمراہ بنائیں گے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ جو ایسے شخص کے فتوے پر اعتماد کرے گا گمراہ ہو جائے گا نیز اس کے اقوال و
کلمات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ فقہائے کرام کی شان میں گستاخ ہے ہر شادایت علماء کو کذب و بہتان بتاتا
اور مذہب بلیغ کو ضلالت و فی النار بتاتا اور تمام کتب فقہ کو مہمل و بیکار ٹھہرتا ہے اس نے اپنی توبہ توڑی
اور قدیمی و بایست اب تک نہ چھوڑی مسلمانوں کو اس کی صحبت سے احتراز چاہئے کہ کج فہم گمراہی میں پڑنے کا

سہ صحیح بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰/۱
صحیح مسلم باب رفع العلم و قبضہ الہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۳۴/۲

انزیدہ ہے ایسی حالت میں جو اس کی اعانت کرے اگر اسی کی بنیاد قائم کرتا ہے یاں اگر وہ پھر اندر نہ ہو ان تمام
 نزاکت سے تائب ہو اور ایک زمانہ عتد گزرے جس میں اس سے وہ باتیں صادر ہوں جن سے اس کی توبہ دوم
 کا برخلاف توبہ اول تھا ہونا ظاہر ہو تو اس وقت اس سے تعرض نہ کیا جائے گا مگر اس کے فتوے پر
 اعتماد پھر بھی نہیں ہو سکتا کہ اس قدر سے اس کا جہل زائل ہو کر عالم نہ ہو جائے گا لاکھوں عوام سنی المذہب
 بکھرا شدہ ایسے ہیں جن سے تمام علم میں کبھی کوئی بات بد مذہبی یا گستاخی شان ائمہ و فقہاء و کتب فقہیہ کے صادر ہی
 نہ ہوئی مگر جبکہ وہ بے علم ہیں مطلق نہیں بن سکتے۔ اللہ عزوجل خداوند سے پکارتے اور بظیل خاک پاتے بسندگان
 بارگاہ بیکس پناہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توفیق علم و عمل عطا فرمائے آمین
 آمین والحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و آلہ و صحبہ اجمعین اھیت۔
 واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ و جل مجدہ اور اللہ تعالیٰ پاک و بلند زیادہ علم و امان سے اور اس
 اتم و احکم کتبہ محمد المصطفیٰ و صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اتم اور زیادہ حکم ہے۔ اس کو کئی محدث معروف
 بحامد رضا لبریلوی عفی عنہ بمحمد النبی عامد رضا بریلوی نے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پیارے
 الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کوئی نئی محنت سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے
 معاف فرمائے۔ (دست)

فی الواقع یہ تفصیل کہ موت نازلہ جائز ہے مگر اس کا جو از صرف ایک نازلہ سے خاص باقی سس میں
 ناجائز ہمارے، نہ کرام کا بد سبب نہیں مصنف ضروری سوال کی تحریروں سے اس کی جمالت و بطلت صاف
 ظاہر ہے بیشک ایسے شخص کو مفتی خاص حلال نہیں نہ اس کے فتوے پر اعتماد جائز، مجیب سلم القریب المجیب نے
 جو امور بالجہد میں یکے ضرور قابل لحاظ و مستحق عمل ہیں مسلمانوں کو ان کی پابندی چاہئے کہ باذنہ تعالیٰ مصرت
 دینی سے محفوظ رہیں۔

و بآلہ العصمۃ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و بآلہ العصمۃ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ عبدہ المدب محمد رضا لبریلوی کتبہ عبدہ المدب محمد رضا لبریلوی
 عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۰۹۶ھ از دنگون کل نمبر ۲۵، دکان نمبر ۴۴ مسئولہ حافظ محمد یوسف صاحب ۵ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ
 ہمارے ہی حنفی ماہر لوگ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اس شہر میں ایک مسجد کا امام صاحب دو تین
 روز سے فجر کے فرض دوسری رکعت میں سمع اللہ لمن حمد کے بعد پڑھا تھا کہ قنوت پڑھتا ہے یعنی

مسئلہ ان کے واسطے دعا مانگتا ہے اور سب مقتدی لوگ بلند آواز سے پکارتے ہیں پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ ہمارے مذہب حنفی سے یہ امام صاحب کیسے ہیں اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے ؟

الجواب

اگرچہ متون میں مطلق حکم ہے کہ لا یقنت فی غیرۃ غیر وتر میں قنوت پڑھے۔ مگر محققین شراح نے باتحاد امام طحاوی وقت نازل و حدوث بلائے عام نماز فجر میں قنوت پڑھنے کی اجازت دی ہے لہذا یہ مسئلہ ایسا نہیں جس کی بنا پر اس عالم کے پیچھے نماز میں کچھ صریح ہو چکے ہو واقع میں سنی المذہب صحیح العقیدہ ہے اور اگر غیر مقلد ہے تو آپ ہی گمراہ بدین ہے اور اس کے پیچھے نماز ناجائز محض کما حقیقہ و فی المسئل الاکید عن الصلوۃ دس ۶ عدی التعلیل (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ المسئل الاکید عن الصلوۃ وراء التعلیل "میں تحقیق کی ہے۔ ت۔ ت۔ درمختار میں ہے۔ لا یقنت بعدہ کا الائناسزلۃ (صرف مصیبت میں قنوت نازل پڑھے۔ ت) غیر میں ہے۔ اھو مذہبنا وعلیہ الجہور (یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔ ت) رد المحتار میں کلام امام طحاوی نقل کر کے فرمایا :

هو حصریہ فی ان قنوت النازل عندہ
مختص بصلوۃ الفجر دون غیرہا عن الصلوۃ
الجہریۃ والسریۃ
یاس : اس بات کی راحت ہے کہ قنوت نازل صرف فجر کی نماز کے لئے مختص ہے دوسری جہری یا ستری نمازوں میں نہیں۔ (ت)

امام کو چاہئے کہ یہ قنوت بھی آہستہ پڑھے اور مقتدی بھی دعا ہی میں پڑھیں، ہاں اگر امام قنوت باواز پڑھے تو مقتدی میں کہیں مگر باواز نہ کہیں بلکہ آہستہ کہہ کر یا میں نماز میں مکر وہ ہے، پھر علماء کو اختلاف ہوا کہ یہ قنوت رکعت ثانیہ کے رکوع کے بعد ہو یا پہلے ۱۰ اور محقق یہ ہے کہ رکوع سے پہلے ہونا چاہئے۔ رد المحتار میں ہے :

هل المقتدی مثله اهل
القنوت قبل الركوع
کیا قنوت نازل پڑھنے میں مقتدی بھی امام کی طرح پڑھے یا نہیں، اور کیا قنوت رکوع سے قبل پڑھی جائے

۲۱/۱	مطبوعہ راجہ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الوتر والنوافل	رہ کنز بدقائق
۹۲/۱	مطبع مجتہائی دہلی	" " "	رہ الدر المختار
ص ۲۲۰	سہیل انکسٹری لاہور	صلوۃ الوتر	رہ غنیۃ المستمل شرح نیت المصلی
۲۹۶/۱	مصطفیٰ اہلبائی مصر	باب الوتر والنوافل	رہ رد المحتار

او بعداً لم امره والذي يظهر لي ان المقتدى
يتابع امره الا اذا ظهر من وقت وانتهى
بعد اسر كوع ثم رأيت الشويبلا في مسواقي
الفلاح صرح بانه بعدة واستظهر المحموي
انه قيد وظهر ما قلناه والله تعالى اعلم
اقول من الاحق بالقبول ما قال السيد
المحموي لقول المفتي ولما توجه ذلك
خبر ما بعد الركوع من كونه محلاً للقنوت
وقال ايضاً وهذا تحقيق خروج القومة
عن المحلية بالكلية الا اذا اقتدى به من
يقنت في لو تر بعد الركوع فانه يتابعه اتفاق
والله تعالى اعلم.

یا بعد میں، مجھے یہ تفصیل نظر نہیں آئی، مگر مجھے معلوم
ہوتا ہے کہ مقتدی امام کی اتباع کر کے لیکن جب
امام قنوت پڑھنے میں جھڑکے تو مقتدی کو پڑھنے
کو وہ آمین کہے اور قنوت رکوع کے بعد پڑھے اس
کے بعد مجھے شریعتی کا قول عراقی الصلاح میں ملاحظہ
میں انہوں نے رکوع کے بعد کی تصریح کی تہ و تموی
نے رکوع سے قبل کو ظاہر قرار دیا لیکن زیادہ واضح
یہی ہے جو میں نے کہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
اقول - مگر تموی کا قول زیادہ مقبول ہو
کیونکہ فتح القیصر کا قول یہ ہے کہ جب رکوع سے قبل
کو ترجیح ہے تو رکوع کے بعد قنوت کا محل درجہ اول
اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ قنوت قنوت کی محلیت ہے
یاد رہے تحقیق یہی ہے ہاں اگر کوئی کہے کہ میں
کہ وہ اس امام کی اتباع کرے اس میں اتفاق ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۹۹ از کراچی کاٹری حاطہ مولیدہ میں مولدہ دام باغ مرسلہ نور احمد ۹ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ
کیا حنفی امام نماز فجر میں دعائے قنوت و دیگر دعاؤں کو با واز بلند پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

حنفی مذہب میں وتر کے سوا اور نمازوں میں قنوت منع ہے متون کا مسئلہ ہے ولا یقنت فی
غیرہ (غیر وتر میں قنوت نہ پڑھے۔ ت) مگر جب معاذ اللہ کوئی بڑے عام مازلی جو جیسے طاعون و وبا وغیرہ
تو امام اجل علی وی و امام محقق علی الاطلاق وغیرہ شراح نے نماز فجر میں دعائے قنوت جائز رکھی ہے کہ فصلۃ
فی فتاویٰ (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تفصیل بیان کر دی ہے ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۰۰ سائل مذکر المصدر

حنفی امام مسعود اللہ و اہلین آہستہ حنفی طریقہ پر نہ پڑھے اور دعائے قنوت و دیگر دعاؤں کو شافعی

طریقہ سے پڑھے تو نماز اور ایسے امام کی اقتدار جائز ہے یا نہیں؟ یہ نیکل امام نے متواتر تین روز بغیر اطلاع مقتدیوں کے کیا جس سے مقتدیوں کی جدا گانہ حالتیں مثلاً کوئی رکوت میں کوئی قیام میں اور کوئی سجدہ میں تھا یہ نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب

(۱) بے صورت نماز ہو کوئی ایسا کرے گا موجب کراہت ہو گا اُسے منع کیا جائے گا اگر نہ مانے اُس کی اقتدار نہ کریں۔

۲۱ جس نے ۷۰ سے پہلے کوئی فعل کیا اور امام سے پہلے ہی فارغ ہو لیا اور پھر امام کا اُس میں ساتھ نہ دیا متجاوزہ قنوت ہو اور یہ رکوت میں گیا اور امام رکوع میں نہ آنے پایا تھا کہ اُس نے سر اٹھا لیا اور پھر امام کے ساتھ یا بعد رکوع نہ کیا تو ایسے مقتدی کی نماز نہ ہوئی اور نہ ہو گئی اور اُس میں جو بد نکل ہوئی اُس کا وبال امام کے سر پر نہ دینے تو جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو معاف رکھا ہے جبکہ جماعت کثیر ہو کہ مرقم کے لوگوں کا مجمع ہو گا بعض کو باعش و حشمت ہو گا کہ یہ کیا چیز ہے حالانکہ وہ بعد ختم نماز ہے نہ کہ عین وسط نماز میں اسلئے اطلاع مقتدیان ایسی نئی حرکت کس قدر باعش و حشمت ہے فسأل الله العفو والعافية والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۱۹۱ اگر اچھی بندہ صمدیہ ردہ و سبیلہ علی احمد علی و در تہ نہایت جزئی مرحنت مرسلہ شدہ لدہ جی ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

امام حنفی المذہب در وقت حدوث حادثہ و نازلہ طاعون و وبا در رکعت اخیر نماز فرض فجر دعا قنوت شفعیہ مع چند الفاظ دعا سے مزید افعی الوباء سدوز یا بقت روز غائد آیا وریں صورت ایں فعل امام مطابق مذہب جمہور حنفیہ است یا نہ اگر کہے ایں امام را باعث ترکب شدن فعل صدر و بانی و غیر مقلد خوانست پس حکم او چیست۔

کسی حادثہ یا طاعون کی وبا و غیرہ کے پھیلنے کے وقت پر حنفی امام فجر کی آخری رکعت میں دعا سے قنوت مردیہ اور اُس کے ساتھ چند مزید عربی الفاظ جو دفع بلا کے لئے تھیں یا سات روزہ پڑھے تو کیا یہ فعل جمہور احناف کے مطابق ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی شخص امام کے مذکور عمل کی بنا پر امام کو وبا بی اور غیر مقلد کہہ دے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب

قنوت در نماز حقیقی خنیفہ مثل امام طحاوی و امام ابن الہمام و غیر ہا خبر اسنے اعلام اتیانست کردہ اند عمل برویچ علامتہ بولایت۔

حنفی محققین مثلاً امام کماوی، امام ن امام وغیرہا بڑے حضرات نے مصیبت کے نزول پر قنوت نازلہ کے عمل کا اثبات کیا ہے اور اس معاصرین و ہدایت

اور غیر مقلدیت کا کوئی دخل نہیں، جو یہ طعنہ دے دے وہ جاہل ہے اسے سمجھنا چاہئے، اور عوام کے مجمع میں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جو عوام میں نفرت پیدا کرے اور غیبت بنے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے لئے نفرت کی بجائے خوشی کا سامان بنو۔ اسی لئے اگر کرام نے ایسی قرارت جو لوگوں میں معروف و مانوس نہیں ہے پڑھنے سے منع فرمایا ہے تاکہ لوگوں میں شکوک و شبہات کا فتنہ نہ بنے اگرچہ تمام قرامات برحق ہیں جیسا کہ علامہ ابراہیم علی کی غیدہ وغیرہ میں ذکر فرمایا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

وغیر مقلدی نثار دو ہر کہ بایں طعنے زندہ جاہل ست تقسیم
باید کرد آنجا کہ مجمع جو عوام باشد اقدام بایں کار نباید کرد
کہ باعث تنحیر و فتح باب غیبت نشود قل صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم بشر واکلا تنفروا انکم منع
فرمودہ اند کہ پیش جہاں قرار تھائے کہ گوش اد باو
آشنا نیست نخوانند تا منجر بفتنہ ایشان نشود اگرچہ
بہر قرار تھا یقیناً حق ست کہ فی غنیۃ العلامة
ابراہیم الحلبي وغیرہا واللہ تعالیٰ اعلم۔

منہ السلام از کتب ۳ مسئلہ محمد سعید اللہ گلی خطیب ذکر یا مسجد ۳ صفر ۱۳۳۹ھ

ما قولکم د اہم مضنکو (ملائے کرام اللہ تعالیٰ تمہارے فضل و کرم کو قائم و دوام فرمائے آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ت) نظر رسالت و سر و جنوں نے حاکم و انصاف سے اسلوب خطابہ و رہبانہ تمام مسلمانان عالم کو گھیر رکھا ہے بعض مفتین جہری فرض نمازوں میں باوازا ملندہ قنوت خوانی کا فتویٰ دیتے ہیں فتنہ فتویٰ مولوی کفایت اللہ دہلوی کا افادہ ہذا ہے ملائے احناف اہلسنت کے نزدیک :

- (۱) وقت نازل قنوت تمام جہری فرض نمازوں میں ہے یا صرف فجر میں ؟
- (۲) بعد سمع اللہ لمن حمد یا تمنا اٹھا کر پھر پڑھی جائے یا کسی طرح ؟
- (۳) یہ وقت اس کا مقتضی ہے یا نہیں کہ قنوت پڑھی جائے ؟ بیضاوا جس کا اللہ

الجواب

قنوت نازل امام طوسی وغیرہ شراح نے چار رکھی ہے اور ہمارے نزدیک بعد رکوع قنوت کا محل ہی نہیں قبل رکوع چاہئے کما نص علیہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیور (جیسا کہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیور میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) اس ہندوستان میں اسلام اس وقت خود مسلمان کھلانے والوں کے ہاتھوں سے سخت نزاع میں ہے قنوت کا وقت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

وہ رکعت ثانیہ میں بعد قراءت یا تہ اٹھا کر تکبیر کہیں اور امام و مقتدی سب آہستہ قنوت پڑھیں جس مقتدی کو یاد نہ ہو، آہستہ آہستہ آمین کہتا رہے واللہ تعالیٰ اعلم

مشتملہ از وحاشیہ پور محمد پوریاں ڈاک خانہ خاص ضلع بجنور مسئول غلام محمد صاحب شعبان ۱۳۳۹ھ
جناب مولوی صاحب رہنمائے گریبان دام اخلاص! بعد ادا اسے نیاز مندانہ کے معروض خدمت ہے
یہاں قصیدہ وحام پور میں زمرہ خلافت نے نماز میں ایک نیا طریقہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز
میں اخیر فرض میں رکوع کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور امام صاحب دعا باذان بلند پڑھتا ہے اور مقتدی
باذان بلند کئی کئی مرتبہ آمین کہتے ہیں بلکہ بیس بیس مرتبہ سے زیادہ مقتدی آمین کہتے ہیں بعد سجدہ میں جا کر
سلام پھیرتے ہیں۔ عالی جاہ! ہمارے امام صاحب حنفی کے طریقہ میں یہ نماز جائز ہے یا ناجائز؟ یا کہ کسی اصحاب
نے یا کہ انامین میں سے کسی نے پڑھی ہے؟ اور اس طریقہ سے نماز ہوتی ہے یا کہ فاسد ہو جاتی ہے؟ ہم
کو اس نماز میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

یہ طریقہ قنوت نازلہ کا ہے۔ مقتدی بہ حنفی کے شاف سب محض شراح نے اجازت دی ہے
اُس سے بھی چار باتوں میں مخالفت ہے۔

اول بعد رکوع ہمارے نزدیک محل قنوت ہی نہیں کہ حقیقہ المحقق علی الاطلاق فی
فتح القدیر (جب کہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت)
دوم امام کا جہر سے دعا پڑھنا مخالفت قرآن کریم و مذہب حنفی ہے۔
سوم یہ نہیں مقتدیوں کا آمین بالجہر۔

چہاں رم قنوت نازلہ ہمارے یہاں صرف نماز فجر میں ہے اور بعض کتب میں نماز جہر واقع ہوا
پانچوں نمازوں میں ہونا ہمارے یہاں کسی کا قول نہیں تو ہمارے نزدیک اس کے سبب تاخیر تسبیح لازم
آئے گی اور اس کے سبب نماز واجب الاعادہ ہوگی ایسی نماز میں شرکت نہ کی جائے جبکہ خاص حنفی جماعت
مل سکتی ہو اور شرکت کی ہو ظہر و عصر بلکہ عند التحقیق غیر فجر کا اعادہ کر لیں بلکہ فجر کا بھی جبکہ لوگ بعد رکوع قنوت
کر لیں کہ مذہب حنفی میں خلاف محل ہے اگرچہ شامی و شرنبلانی کو شبہ ہو اود مذہب میں صاحب قول
نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشتملہ از کوہ گسوئی کسر پٹ روٹی گودام مسئول عبد اللہ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کو عرصہ ایک سال سے میں شکار کرتا ہوں کہ

(۱) اس بجگہ اور دیگر شہروں میں ایک نماز روزانہ پڑھی جا رہی ہے جس کا ثبوت مجھ کو آج تک کسی نے نہ دیا اور یہ کہہ کر نال دیا کہ حدیث کی کتابوں میں دیکھو تو تم کو معلوم ہو جائے گا۔ نماز اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ ہر ایک فرضی نماز کی آخر رکعت میں بعد رکوع امام کچھ پڑھتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں اور استفسار کرنے پر کہ امام کیا پڑھتا ہے یہ جواب ملتا ہے کہ دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے اور اگر دعا سے قنوت کی عربی روایت کی جاتی ہے تو اس سے صاف جواب۔ سخت حیرت اور تعجب کا مقام، میں مسجد جانے سے قاصر بلکہ مستثنیٰ اس وجہ سے یہ مسئلہ حل طلب بہت ضروری ہے۔

(۲) اس فہرست کی نظر سے رُبع اولیٰ مظاہر حق "جند اول کتاب الصلوٰۃ باب القنوت مندرجہ ذیل حدیث گزیری جس سے بالکل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ نے امت کے لوگوں کو امر کیا ہو کہ وہ بھی اس کو پڑھا کریں بلکہ حدیث خود ظاہر کر رہی ہے کہ حضور نے بغیر انہی کے اس کو ترک کر دیا، فصل نقل کتاب مذکور۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی کے خلافت یا کن کے تحت دُعا فرمانے کا ارادہ فرماتے تو کبھی رکعت کے بعد سبح اللہ کہہ کر پڑھتے، اسے اللہ ولید، سہم بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کو نجات دے، اسے اللہ اقمید مضر کو سخت پکڑا، ان پر قحط نازل فرمایا کہ یہ سب علیہ السلام کے زمانہ میں قحط نازل ہوا اور یہ بددعا بلند آواز سے پڑھتے اور کبھی آپ کسی نماز میں یوں پڑھتے، اے اللہ! فلاں و فلاں پر لعنت فرما۔ اس سے مراد عرب کے بعض قبائل مراد ہوتے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ اے پیارے حبیب! یہ معاملہ آپ کے ذاتی اختیار میں نہیں ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت عاصم احول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا

و عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا امر ادا ان یبدعو علی احد او یدعو لاجد قنت بعد لمرکوع فرما قال ادا قال سمع اللہ لمن حمد کا ربنا یت الحمد اللہم انسج الولید و سلمۃ بن ہشام و عیاش بن ابی سہیۃ اللہم اشد دودھ تک علی مضر سنین کسختی یرحمت یرحمہ مذلت و کانت یقول فی بعض صلواتہ اللہم العن فلانا و فلانا لاجیاد من العرب حتی انزل اللہ لیس لك من الامم شیء الا یمۃ متفق علیہ و عن عاصم الاحول قال سئلت عن انس بن مالک عن القنوت فی الصلوٰۃ کانت قبل الم رکوع

او بعد قال قبلہ انما قنت رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد
الركوع شہرا افسہ کانت بعث
اناسا یقال لہم القراء فاصیبوا
قنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بعد الركوع شہرا ینعوا
علیہم متفق علیہ فصل ثانی کتاب مذکور
عن اجمہ جہاں قال قنت رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہرا
متابعا فی الظهر والعصر والمغرب
والعشاء وصلوۃ الصبح اذا قال مسلم
اللہ لمن حمدہ من الركعة الاخیرة
یدعو علی اخیاء من نفی سیم، سعل
و ذکر اوی وعصیۃ ویوقن من خلفہ
رواہ ابو داؤد، وعن انس ان النسبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا
ثم ترکہ۔ رواہ ابو داؤد والنسائی۔

کہ کیا نماز میں قنوت دو رکعت سے پہلے تھی یا بعد میں،
قرآنوں نے فرمایا پہلے تھی۔ حضور علیہ السلام نے
صرف ایک ماہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی کیونکہ آپ
نے قراء کی ایک جماعت کو تعلیم کے لئے بھیجا تو ان کو
راستہ میں شہید کر دیا گیا، تو اس واقعہ پر حضور
علیہ السلام نے ایک ماہ رکوع کے بعد قاتلین پر
بدعا فرمائی (متفق علیہ) کتاب مذکور کی دوسری
فصل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک
ماہ مسلسل ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں
قنوت پڑھی، اور جب نماز کی آخری رکعت کے رکوع
کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اس وقت
سرب کے قبائل ہی سلیم، رمل، ذکوان اور عصیۃ پر
بدعا فرماتے اور مقتدی آمین کہتے۔ اس کو ابو داؤد
نے روایت کیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ قنوت ایک
ماہ پڑھ کر پھر چھوڑ دی، انس کو ابو داؤد اور نسائی
نے روایت کیا ہے۔ (ت)

چونکہ حنفی مذہب کے مطابق آمین آواز سے کنارہ کا گیا ہے مگر اب تو پورے پندرہ منٹ آمین اس زور سے
کہی جاتی ہے کہ مسجد گونج اُٹھتی ہے بلکہ نماز جمعہ میں لوگوں کی کثرت سے آمین کا شور تو حد درجہ بڑھ جاتا ہے
اس بستی میں صرف ایک مسجد ایک قبرستان ہے، مذہب حنفی کے سب پیرو ہیں، امام مسجد جن سے
اس کا رواج ہوا ہر شخص کو مجبور کر رہے ہیں کہ اس کی ادائیگی اگر کوئی قاصر ہوگا اسلام سے خارج سمجھا جائیگا
اُس کا جنازہ مسلمان نہیں اٹھائیں گے جب تک ملازمت لوگ باہر سے آتے ہیں اُن کے لئے ایسا نادر شاہی
حکم بہت ہی گراں پور ہے اور بے وقت پردیس میں موت ہونے کے لحاظ سے مجبوراً ادا کر رہے ہیں
وہی مثل کڑی دوست مارے روئے نہ دے، اور خفیہ قہر درویش برجان درویش کے مصداق

الجواب

(۱) اصل مسئلہ متون یہ ہے کہ ترووں کے سوا کسی نماز میں دعائے قنوت نہیں، تنویز الا بصار وغیرہ میں ہے، ولایقت فی غیرہ (غیر میں قنوت نہ کرے۔ ت)، مگر امام غلاوی وغیرہ شراح نے معاذ اللہ کسی نازلہ یعنی عام مصیبت کے وقت اس کے دفع کے لئے بھی قنوت جائز رکھی اسی بارے میں حدیث ہے:

قلت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے چند قبائل کے شہر اعلیٰ عداۃ قتائل من الکفار (ت) خلافت قنوت ایک ماہ پر ہی۔

اس کے لئے کوئی دعا مخصوص نہیں بلکہ جو بلا مثل طاعون و دبا یا غلبۃ کفار والعیاذ باللہ تعالیٰ اس کے دفع کی دعا کی جائے گی تحقیق یہ ہے کہ قنوت صولت نماز فجر میں ہے و ما وقع فی بعض الکتب فی صلوٰۃ الجھر فمصحف من صلوٰۃ الفجر (جو بعض کتب میں آیا ہے کہ ہر والی نماز قنوتیہ جہر بدل گیا ہے اصل فجر ہے۔ ت) اور تحقیق یہ ہے کہ فجر کی دوسری رکعت میں بعد قنوت قبل رکوع بولان ما بعد الس رکوع قد خرج عن تعلیۃ القنوت کہ حقیقۃ المحقق فی الفتاویٰ (کیونکہ رکوع کے بعد قنوت کا عمل نہیں ہے جیسا کہ محقق نے اسے فتح میں ثابت کیا ہے۔ ت) اور امام مقتدی سبب آہستہ پر نہیں لایا دعا، و سنة ابدعہ، الا خفاء (کیونکہ وہ دعا ہے اور دعا کا طریقہ اخفاء ہے۔ ت) جی مقتدیوں کو یاد نہ ہو وہ آہستہ آہستہ آمین کہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اوپر بیان ہوا کہ اس قنوت کا جواز ہی ظاہر متون مذہب حنفی کے خلاف ہے نہ کہ معاذ اللہ اس پر ایسا اصرار کہ جو نہ کرے خارج از اسلام سمجھا جائے اور مسلمان اس کا جائزہ نہ اٹھائیں یہ ظلم اور اشد کلم ہے اور سخت کبیر ہے اور اللہ و رسول پر افتراء اور نئی شریعت دل سے گھڑنا اور مسلمانوں کو ناجائز معاذ اللہ کافربانا اور محکم ظاہر احادیث خود کافربنا ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد ہاء بہ احدیہما (رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں میں سے ایک اس کو اپنے پر وارد کرے گا۔ ت) اور آمین بالجہر مذہب حنفی میں کہیں نہیں، ہاں شراح وقت نازلہ قنوت اسی طریقہ پر ہوا رکھتے ہیں جس کی تحقیق اوپر بیان ہوئی اور حدیث فعل بھی مثل حدیث قولی حجت سے لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوا را یتعنونی اصل (اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

۴۱/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الترو والنوافل
۱۲۸/۱	۔۔۔۔۔	باب القنوت فی صلوٰۃ الفجر وغیرہ
۲۷۲/۱	مطبوعہ نشر السنۃ طہان	باب فی ذکر بالاذان والاماتۃ

والسلام نے فرمایا ہے کہ ایسے نماز پڑھو جیسے تم نے بچے پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (ت) اور ترک و عاوجہ قضائے حاجت یا بعض مخصوصین پر دعائے رب عزوجل کی ممانعت نفس دُعا سے منع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۶ از دینِ قریب سورت بخمدت جناب مولانا مولوی محمد موسیٰ احمد صاحبہ محدث سورتی (رحمہ اللہ تعالیٰ) و از ای بقرض تحقیق نزد فقیر ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۱۹ھ

کی فرمائے میں علامہ دین و مفتیان شرع متین اسی مسئلہ میں کہ دعائے قنوت کا کس مصیبت کے نازل ہونے کے وقت فرض بخمدت میں پڑھنا یا خاص کسی وقت کے فرض نماز میں پڑھنا شرع شریف سے ثابت ہے یا نہیں، خاص کر ایام و بایں طاعون میں اور اس کے پڑھنے کا محل فرض کی، فوری رکعت میں قبل رکوع کیا توہم میں امام اور مقتدی دونوں پڑھیں یا صرف امام یا واز بلند پڑھے اور مقتدی آمین آہستہ آہستہ کہیں بیٹھا تو جبراً۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ (اے اللہ تیرے لئے حمد ہے۔ ت) عام بلکہ عام متون مذہب میں دربارہ و تراشاد ہوا۔

و اذ یقنت فی غیرہ و کذا اصرحو ان الماصومہ لا یقیم امامہ العاقبت فی الصلۃ و عدوہ بانہ منسوخ وانہ محدث ہے
غیر توہم قنوت نہ پڑھے جیسا کہ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ مقتدی، اس امام کی جو فجر میں قنوت پڑھتا ہے پیروی اس معاملہ میں نہ کریں، اور انھوں نے وجہ یہ بتائی ہے کہ یہ منسوخ ہے لہذا یہ نئی چیز ہے۔ (ت)

اور مقتدین شراح مثل امام ابن الہمام و علامہ سروجی و امام عینی شارحین بدایہ و علامہ کنزی شارح نعت یہ و علامہ ابراہیم علی شراح غنیہ و علامہ زینی بن نجیم شارح کنز و علامہ شربلانی شارح نور الایصار و علامہ عطائی شارح تنویر و علامہ سیستانی شارح اشباہ و علامہ نوح آفندی و علامہ سید ابوالسعود ازہری عثمینی کنز و علامہ سید محمد شامی عثمینیان دروغیہ و بہجیت امام اجل حافظ الحدیث ابو جعفر طحاوی ہنگام نزول نازل مثل طاعون وغیرہ (وہ الیہ) بانہ تعالیٰ معرفت نماز فجر میں تجریر قنوت کی تیقین و تہقید اور اطلاق متون کی اس سے تہقید فرماتے ہیں غنیہ المستمل و مراقی الفلاح وغیرہ میں ہے :

وهو منہجہا و علیہ الجمیع و اذ وقد صحیح یہی ہمارا مذہب ہے اور جبر بھی اس کے قائل ہیں اور

اور اس بارے میں صحیح حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ میں
موجود ہے اور وہ حضرت انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اور حضرت امیر المومنین
صدیق اکبرؓ عارفِ رواق، علی مرتضیٰ اور امیر معاویہ
وغیرہم رضی اللہ عنہم کا قنوت کے بارے میں عمل
اس حدیث کے مطابق تھا، میں کتابوں پر وہ مسئلہ
نہیں جس میں کچھ ڈوپایا جائے۔ (ت)

پھر بر تقدیر قنوت بلا شبہ سبیل وہی ہے جو فاضل مجیبؒ کے الحیب نے اختیار فرمائی کہ امام و مقتدی سب
آہستہ پڑھیں۔

اقول ہمارے اکثر کرام سے متحرین اور ہمارے
مشائخ عظام نے وتر کی قنوت کے بارے میں بحث میں
فرمایا کہ یہ قنوت جہر پڑھی جائے یا آہستہ تو آہستہ
پڑھنا ہی بہتر ہے جیسا کہ چار یہ ہیں ہے اور یہی اصح
ہے جیسا کہ محیط میں ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ
قاسمی حاکم کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور یہ کہ
کیا مقتدی صرف آئین کہیں یا وہ بھی قنوت پڑھیں تو
ان کا قنوت پڑھنا صحیح و مختار ہے جیسا کہ محیط اور
ذکر شرح وغیرہ میں ہے۔ اور اس بات کی وجہ
یہ ہے کہ قنوت وتر ہو کہ اللهم انا نستعينك الخ
ہے کہ قرآن سے مشابہت ہے جیسا کہ فقہاء سنہ
بیان کیا ہے۔ لہذا جس طرح قرآن کا جہر کرتا ہے وہی
طرح قرآن کے مشابہ چیز کا بھی امام جہر کرے اور
جس طرح مقتدی قرآن کی قرات نہیں کرتا اسی طرح
قرآن کی مشابہت والی چیز کی بھی مقتدی قراست
نہ کرے جیسا کہ حمید، غنیہ، بحر وغیرہ میں تقریر کی گئی ہے

به الحديث في الصحيحين وغيرهما عن
انس وابي هريرة وغيرهما رضي الله
تعالى عنهم قالوا هو مسموع ماردوك
من قنوت امراء المؤمنين الصديق و
الفاروق والمرقضي ومعوية وغيرهم رضيوا
الله تعالى عليهم قنوت وليست المسئلة
مما تجرى فيه المساكنة.

اقول وما وقع من الخلاف بين ائمتنا
الكرام ومث ثلثنا الا علام في قنوت
الوتر هل يجهر به ام يسره وهو
المختار، كما في الهدية وهو لا يصح
كما في المحيط والصحیح، كما في شرو
الجامع الصغير لنقاضي خان واهل يومين
الماصور ام يقنن وهو الصحیح المختار
كما في المحيط والشرح المذکور
وغیرہما فانما منشوء ان لقنوت
الوتر اللهم انا نستعينك الخ شبهة
القرآن علی ما ذكره حكما يجهر
الامام بالقرآن فكذا بما فيه
شبهته وكما لا يقرء الصوتم القرآن
فكذا ماله شبهته

كما قرءه في الحلية و
الغنية والنعو وغيرها

ولا كذا لك قنوت التواضع وانما هو
دعاء محض فيترك فيه الامام و
العاموم ويخفيانه كما في الادعية فانه
هو المتداوب اليه في الدعاء
مگر اخفاء واجب نہیں کہ چہر گناہ ہو،

وقد صرحوا بانہ اذا جهر سہوا بشئ
من الادعية والاثنیة لا یجب علیہ
السجود كما فی رد المحتار ولو وجب
لوجب كما لا یخفی۔

جیکہ قنوت نوازل کا یہ مقام نہیں ہے وہ تو محض دعا
ہے جس میں امام اور مقتدی مساوی شریک ہیں لہذا
دونوں اس کو آہستہ پڑھیں گے جس طرح تمام
دعاؤں میں مستحب یہ ہے کہ آہستہ پڑھا جائے (ت)

جیکہ فقہاء نے تصریح کی ہے اگر کوئی شخص بھول کر
کوئی دعا و ثناء جہر سے پڑھے تو سجدہ سہو واجب
نہ ہوگا جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور اگر قنوت نازلہ
یاد دعا کا اخفاء واجب ہوتا تو اس کے جہر سے سجدہ
سہو واجب ہوتا جیسا کہ واضح ہے۔ (ت)

پھر اگر امام جہر کرے تو بغیر حثمت امامت مقتدیوں کا اس کی دعا پڑ آہستہ آہستہ کہنا ہی اس سے جدا اپنی اپنی متفرق
دعا میں مشغول ہونے سے اولیٰ ہے کہا استظہار العلامة الشامی (جیسا کہ علامہ شامی نے اس کو ظاہر قرار دیا
ہے۔ ت) رہا یہ کہ قول قنوت نازلہ پر اس کا محل فعل روع ہے بالبدن متابع بالذہن، علامہ نے مقتدیوں سے اس سے
باب میں کوئی قول منقول نہیں متاخرین شراح کی نظر مختلف ہوئی، علامہ شرنبلالی کے کلام سے بعد رکوع ہونا ظاہر، علامہ شامی
نے اسی کو اظہر کیا، علامہ سیستانی نے فرمایا قبل رکوع چاہئے، علامہ ازہری نے اس سے مقرر کیا۔ علامہ طحاوی نے
فرمایا مقتدیوں کے نظر تحمیر سے چاہے قبل پڑھے یا بعد۔ شرح نور الایضاح میں ہے،

قال الامام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ
تعالیٰ انما لا یقنن عندنا فی الفجر من غیر
بلیۃ فاما وقعت فتۃ اوبلیۃ فلا بأس بہ فعلہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای
بعد الركوع كما تقدم

امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک کسی
مصیبت و بلا کے نزول کے بغیر فجر کی نماز میں قنوت
نازلہ نہ پڑھی جائے، اور اگر کوئی فتنہ یا بلا واقع ہوئی ہو
تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے یعنی رکوع کے بعد پڑھے،
جیسا کہ پہلے گزرا ہے (ت)

فتح المعین میں بعد نفل قول امام طحاوی ہے،

فأهله أنه لو قنت في الفجر لبيته أنه
يقنت قبل الركوع

طحاوی حاشیہ مرقا میں ہے،

قال الحموي وينبغي ان يكون القنوت قبل
الركوع في الركعة الأخيرة ويكبر له

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر نفل بلا کے موقع پر
قنوت پڑھے تو رکوع سے قبل پڑھے۔ (ت)

حموی نے کہا ہے کہ مناسب یہ ہے قنوت آخری رکعت
کے رکوع سے قبل پڑھے اور اس کے لئے تکبیر بھی
کے۔ (ت)

قول شربلانی ای بعد الركوع (یعنی بعد رکوع۔ ت) پر لکھا، هذا يخالف ما قد مرنا من الحموي

(یہ حموی سے مروی کے خلاف ہے۔ ت) رد المحتار میں ہے،

الذي يظهر لي ان السقندري يتابع اعمامه
الا اذا جهروهم من وانه يقنت بعد الركوع
لا قبله بدليل ان ما استدلل به انك فعلى
على قنوت الفجر وفيه التصريح بقنوت بعد
الركوع حمله علما ونا على القنوت للسانلة
ثم رأيت الشربلاني في مراقي الفلاح صرح
بانه بعد واستظهر الحموي انه
قبله والاظهر ما قلنا

تجزئہ نزدیک ظاہر بات یہ ہے کہ مقتدی بھی امام کی
پیروی میں پڑھے لیکن اگر امام قنوت پڑھنے میں جہر کرے
تو بعد مقتدی حدیث آمین کے اور قنوت رکوع کے
بعد پڑھے۔ پتے نہ پڑھے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے
جس سے امام شافعی رحمہ اللہ نے فجر میں قنوت
پڑھنے پر استدلال کیا ہے اس حدیث میں بعد از رکوع
کی تصریح ہے۔ اس حدیث میں بعد از رکوع قنوت کو
قنوت نازلہ پر ہمارے علماء نے محمول کیا ہے، پھر
میں نے دیکھا کہ شربلانی نے مرقا الفلاح میں بعد از
رکوع کی تصریح کی ہے اور حموی نے قبل از رکوع کو نفل
قرار دیا ہے جبکہ زیادہ واضح وہ ہے جو میں نے کہا ہے

۲۵۲/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب ارتد والنوازل	فتح المعین
۲۰۶ ص	فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	باب الوتر	حاشیہ الطحاوی علی مرقا الفلاح
۲۰۷	"	"	"
۲۰۸	"	"	"
۲۹۹/۱	مصطفیٰ البابی مصر	مطلب فی القنوت للنازلہ	رد المحتار

طحاوی علی الدر المختار میں ہے :

قلت قد ورد فعله قبله وبه قال
الامام مالك وبعده وبه قال الامام
الشافعي فمقتضى النظر التخيير وذكر
الشربلاني انه يقتضى بعد الركوع

میں کہتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل
قبل از رکوع کے بارے میں مروی ہے یہ امام مالک کا قول
مسک ہے اور دوسری روایت میں حضور علیہ الصلوٰۃ
السلام کا عمل بعد از رکوع مروی ہے اور یہ امام شافعی کا
قول و مسک ہے، غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرح کا اختیار ہے، اور شربلانی نے بعد از رکوع کو ذکر

کیا ہے۔ (ت)

اقول اس قسمیہ نظر میں نظر ظاہر ہے

فليس اختلاف المجتهدين قاضيا بالتسوية
عندنا واما ان احدا القولين اليق بذهبنا
واقعد اصول.

ہمارے نزدیک مجتہدین کے اختلاف کا مطلب دونوں
طرح کی مساوات نہیں ہے جبکہ ہمارے مذہب اور
ہمارے اصول کی ایک قول تائید کرتا ہے تو وہ راجح ہے۔

ور فقیر کے نزدیک قرب والنسب حتمی علامہ محوی سے محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں فرمایا :

لما توجه ذلك خرج ما بعد الركوع
كونه محلًا للقنوت عند ابي حنيفة
رحمته الله تعالى انه لو سئل عن القنوت
فتذكره بعد الاعتدال لا يفتي

بب قبل كون قنوت پڑھنا ترجیح پا چکا ہے تو اس
دکوع کے بعد قنوت کا عمل نہ ہو گیا اسی لئے امام ابو حنیفہ
سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص قبل از رکوع قنوت پڑھے
کو قبول جائے اور رکوع سے کھڑے ہو جائے تو اسے قنوت پڑھنے
پر قنوت نہ پڑھے (ت)

ہاں اس میں شک نہیں کہ ہر فقیر قنوت فوازل مقتدی قنوت و بعدیت میں اتباع امام کرے گا اور اگر امام بعد رکوع
پڑھے تو یہ بھی بھری پڑھے گا

فانه اذا كان يتابعه في قنوت الوتر بعد
الركوع مع نفي المذهب انه قبل الركوع
فهد اولی.

کیونکہ جب وتر کی قنوت میں مقتدی رکوع کے بعد
پڑھنے میں امام کی پیروی کر سکتا ہے حالانکہ ہمارے
مذہب میں قبل از رکوع قنوت پر تصریح موجود ہے تو اس
قنوت نماز میں بطریق ادنیٰ امام کی پیروی کر سکتا ہے (ت)

ر حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۸۱/۱
کے فتح القدر باب صلوٰۃ الوتر - تدریس رضویہ مستحکم ۳۴۴/۱

فتح القدیر میں ہے :

هذا لا يحقق خروج القومة عن المحلية
بالكيفية الا اذا اقتدى بمن يقنت في الوتر
بعد الركوع فانه يتابعه اتفاقاً والله
تعالى اعلم۔
مستحکم کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مستند میں کہ دفع طاعون و وباء کے لئے نماز فجر میں قنوت پڑھنا
جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو روا

الجواب

وقت نزول فوازل و طلال مصائب اُن کے دفع کے لئے نماز فجر میں قنوت پڑھنا احادیثِ صحیحہ سے ثابت
اور مشرورِ حیات اس کی مستمر غیر منقطع۔

روى الامام البخارى و الامام مسلم في
صحيحيهما و الحافظ النسائي في سننه و الفظ
للبخارى قال اخبرنا احمد بن يوسف
ثنا عن ثقة عن التميمي عن ابى مجلز عن انس
رضي الله تعالى عنه قال قنت النسبي صلى
الله تعالى عليه وسلم شهر ايدعو على مرسل
وذكوا آن ولفظ المسند من طريق المعتمد
عن سليمان التميمي عن ابى مجلز عن انس
ما لك رضي الله تعالى عنه قنت رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم شهرا بعد
الركوع في صلوة لصبي يدعو على مرسل وذكوان
ويقول عصية عصت الله ورسوله وفي صحيحه

بخارى و مسلم نے اپنی صحیح میں اور حافظ نسائی نے
اپنی سنن میں اور بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ احمد بن
یوسف سے تبریٰ و راوندی سے تميمی اور انھوں نے ابو مجلز
سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
قنوت پڑھتے ہوئے رطل اور ذکر ان پر ایک ماہ بدعا
فرمائی، اور مسلم نے معتمر عن سلیمان التميمي عن ابى مجلز عن
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ الفاظ کہ، حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ایک ماہ فجر کی نماز میں رکوع کے بعد
رطل، ذکر ان اور عصیۃ کے خلاف قنوت کے ذریعہ
بدعا فرمائی اور فرمایا عَصِيْرَة نے اللہ اور اس کے رسول
کی نافرمانی کی اور امام مسلم کی صحیح میں بھی یہ ہے کہ محمد بن

لے فتح القدیر باب الصلوة مطبوعہ نوریہ رضویہ سکس ۳۴۲/۱
لے صحیح بخاری کتاب البخاری باب غزوة الرجیع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۸۴/۲
لے صحیح مسلم باب استجواب القنوت فی جمیع الصلوات الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲۳۴/۱

ایضا حدیثا محمد بن مهران الرازی
قد کتب اسنادہ عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ
حدیثہم ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قنت بعد الركعة فی صلوۃ شہرا ، اذا قال
سمع اللہ لمن حمدہ یقول فی قنوتہ اللھم
انجہ ابولید بن الولید ، اللھم نجہ سلمۃ
بن ہشام ، اللھم نجہ عیاش بن ابی ریحۃ ،
اللھم نجہ المستضعفین من المؤمنین ،
اللھم اشد ووطئ تل علی مضر ، اللھم
اجعلہا علیہم سین کسفی یوسف ، قال
ابو ہریرۃ ثم رأیت رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ترک الدعا بعد ، فقلت
ای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قد ترک الدعاء لہم ، قال فقیل وما
تراءہم قد قد شوا۔

حیران نے اپنی سند کے ساتھ ابوسلمہ سے انھوں نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور
علیہ الصلوۃ والسلام ایک ماہ رکوع کے بعد سمع اللہ
لمن حمدہ کہنے پر قنوت پڑھی اور قنوت میں یہ پڑھا اے
اللہ انجات دے ولید کو ، اے اللہ نجات دے
سلمہ بن ہشام کو ، اے اللہ نجات دے عیاش
بن ابی ریحہ کو ، اے اللہ نجات دے ضعیف ہشام
کو ، اے اللہ اپنی سخت پکڑ فرما مضر پر ، اے اللہ !
ان پر قحط مسلط فرما جتنے سال یوسف علیہ السلام کے
نہا نہ میں قحط نازل ہوا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو
دیکھا کہ آپ نے ہر دعا چھوڑ دی تو میں نے دل میں کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دعا چھوڑ دی اور کہا
کہ مجھے کد گیب کہ وہ حفاظ آگئے تمہارا کیا خیال
ہے۔ (ت)

عبد الرزق ، حاکم ، دارقطنی باسناد صحیح بطریق الامام باقر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روای:
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہ یسزل
یقنت فی الصبح حق مارق الدنیا۔
پڑھتے رہے۔ (ت)

یہ حدیث اور دیگر احادیث قنوت فجر، غلاف شافعیہ کہ انھیں فجر میں دوام قنوت کی دلیل ٹھہراتی ہیں
صریح نازل میں وارد ان پر محمول۔ پس حاصل یہ کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وقت
نزدول شد دوام قنوت پڑھی اور جب وہ بلا دفع ہو جاتی بوجہ ارتفاع ضرورت ترک فرماتے اور مشروعیہ

لہ صحیح مسلم باب استجاب القنوت فی جمیع الصلوات الا مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۲۷/۱
لہ اصنف عبد الرزاق باب القنوت حدیث ۳۹۶۳ - المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۰/۲
سنن الدارقطنی باب صفۃ القنوت الا مطبوعہ نشر السنۃ طان ۳۹/۲

اس قنوت کی کتب حنفیہ میں بھی مصرح جیسا کہ اشباہ و درمختار و بکراۃ فی غایت و ملتقطا و سراج و شرح نقایہ شمس و فتح القدیر ابن الہمام و کلام رئیس الحنفیہ امام ابو جعفر بن سلام طحاوی وغیرہ سے ثابت متنوں میں غیر وتر میں قنوت پڑھنا ممنوع ٹھہرا یا شارحین کرام نے قنوت نازل کو اس سے مستثنیٰ فرمایا۔

درمختار میں ہے کہ غیر وتر میں صرف قنوت نازل پڑھ سکتا ہے۔ اہل قنوت نازل امام جہری نماز میں پڑھے، اور بعض نے کہا تمام نمازوں میں پڑھے، اور بکراۃ فی غایت میں ہے کہ شرع نقایہ میں غایہ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ اگر مسئلہ نازل پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام نماز فجر میں قنوت پڑھے یہ امام احمد اور امام ثوری کا قول ہے اور جمہور محدثین نے کہا کہ قنوت نازل تمام نمازوں میں جائز ہے، اور اشباہ و النفل ر — "طاعون کو ختم کرنے میں دُعا کو نہ پڑھیں۔" ہر دو میں ۹۹۹ میں طاعون کے موقع پر مجھ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے جواب میں کہا کہ میں نے مصرح طور پر اس بارے میں نہیں دیکھا لیکن غایہ میں تصریح ہے کہ شمس نے اس بات کو صاحبین کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ اگر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام نماز فجر میں قنوت پڑھے، یہ امام احمد اور امام ثوری کا قول ہے اور جمہور محدثین نے فرمایا کہ تمام نمازوں میں قنوت جائز ہے انتہی، اہل فتح اختیار میں ہے قنوت نازل جاری ہے منسوخ نہیں ہے اور اہل حدیث کی جماعت کا یہ قول ہے اور انہوں نے ابو جعفر کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

فی الداء المختار ولا یقنت فی غیرہ الا انزلہ فیقنت الامام فی الجہریۃ وقیل فی الحکک وفي البحر الرائق فی شرح النقایۃ معنیاً الی الغایۃ وان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلوة الجہر وهو قول الثوری واحمد، وقال جمہور اہل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوات کلہا و فی الاشباہ والنظائر فائدة فی الدعاء برفق طاعون شلت عنہ فی طاعون سنة تسع وستین وتسعمائة بالعاقرة، فاجبت بانی لدا امرہ صریحا، ولكن صرح فی العایۃ وعزاء الشمنی الیہا ہانہ اذا نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلوة الفجر وهو قول الثوری واحمد، وقال جمہور اہل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوات کلہا انتہی، وفي فتح القدیر ابن مشروعۃ القنوت للنازلۃ مستمرة لم تنسخ، و یہ قال جماعة من اہل الحدیث وحملوا علیہ حدیث ابن جعفر

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہما ما زال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقنت حتی فارق الدنیا ای عند النوازل، وما ذکرنا من اخبار الخلفاء یقید تقریر نفعہم فذلک بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد قنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی محاربة الصحرابة رضی اللہ عنہم مسیلة الکذاب وعند محاربة اهل الکذب، وکذلک قنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ او کذلک قنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی محاربة معاویة رضی اللہ تعالیٰ عنہما، وقنت معاویة فی محاربة رضی اللہ تعالیٰ عنہما انتہی فانصت حدیث فی النازل ثابت وهو الدعاء برفعہا ولا شک ان طاعون من اشد النوازل قال فی المعصبات النازل المصیبة الشدیدة تنزل بالناس انتہی، و ذکر فی السراج الوہاج قال الطحاوی ولا یقنت فی الفجر عندنا من مفسر بلية فان وقعت بلية فلا یاس به کما فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانه قنت شهرا فیہا یدعو علی سہل و ذکوان و یحی لحياتہ ثم ترکہ کذا فی الملتقط انتہی (ملتقط)

مروی حدیث اسی معنی پر محمول کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تاحیات قنوت نازل مصیبت پر پڑتے رہے۔ اور خلفاء کے عمل کے بارے میں جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یہ عمل جاری رکھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلة کذاب سے صحابہ کی جنگ اور اہل کتاب سے جنگ میں قنوت پڑھی، اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھی اور ایسے ہی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کے دوران پڑھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگوں کے دوران قنوت پڑھی انتہی پس قنوت ہمارے ہمارے ہی مصیبت کو ختم کرنے کے لئے دعا کے طور پر ثابت ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ طاعون بھی بڑی مصیبت ہے، اور مصباح میں فرمایا کہ نازل لوگوں پر شدید مصیبت کے نزول کو کہتے ہیں انتہی، اور سراج الوہاج میں ذکر ہے کہ امام طحاوی نے فرمایا کہ نزول مصیبت کے بغیر نازل فیر میں قنوت نہ پڑھی جائے لیکن اگر مصیبت نازل ہو تو ہمارے نزدیک قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ماہ قنوت پڑھی اور اس میں رحل، ذکوان اور بنو لیحیان پر بدعا فرمائی اور پھر آپ نے ترک کر دی۔ ملتقط میں اسی طرح ہے انتہی ملتقطا۔ (ت)

یہاں سے ظاہر کہ اختلاف شافعیہ و حنفیہ دربار قنوت فجر کہ وہ علی الدوام حکم دیتے اور ہم انکار کرتے ہیں غیر نوازل میں ہے نہ قنوت نوازل میں اور بلاشبہ طاعون و وبا اشد نوازل سے ہیں اور ان کے علوم میں داخل کہا ضرور من الاشباہ (جیسا کہ استہزاء سے گزارشات) پس اگر امام ذوق طاعون و وبا کے لئے نماز فجر میں قنوت پڑھے تو اس کے جواز و مشروعت میں کوئی شبہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۰۴۔ جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جسے امام کے پیچھے نماز وتر میں بھی رکعتیں فوت ہوئیں اور قنوت بھی وہ جب اپنی باقی نماز پڑھنے کو کھڑا ہو تو اخیر رکعت میں دعا سے قنوت دوبارہ پڑھے یا وہی جو امام کے پیچھے پڑھی کالی ہے۔ بیوا تو مجھروا

الجواب

اُسی پر اتفاق ہے دوبارہ نہ پڑھے کہ کرا قنوت مشروع نہیں،

فی الدرد اما المسبوق فی قنوت مع امامه فقط اح فی س د المحت دلالتہ آخر صلوتہ و ما یقضیہ اولہا حکما فی حق لقراءۃ و ما اشہہا و اذا وقع قنوتہ فی موضعہ بیقین لا یکرر لان تکرارہ غیر مشروع شرح المینیۃ اللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دو ہیں ہے کہ مسبوق (جس کی کوئی رکعت جماعت سے رہ جائے) صحت امام کے ساتھ قنوت پڑھے اور رد المحتار میں ہے کہ اگر امام کے ساتھ کسی کی نماز کا آخری حصہ درجس کو قصار کر دے وہ قراۃ وغیرہ کے اعتبار سے مکمل نماز کا اولیٰ ہے، اور جب قنوت امام کے ساتھ اپنے محل میں ادا ہو چکی ہے تو اس کا تکرار نہ کیا جائے کیونکہ اس کا تکرار جائز نہیں، شرح غیہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۱۱۰۵۔ از وجہین ملاؤ گرا بیار مرسلہ محمد بن عبد اللہ علی ما صاحب از مکان میر غلام علی صاحب السسنت یکم ربیع الآخر ۱۳۰۴ھ

دوسرے مردم در آں مسجد کہ امام بجماعت تراویح مشغول تمام ست حاضر گردیدند آئنا نماز فرض بجماعت ادا نمایند یا بعد از گزشتہ خواندہ علی جماعت تراویح شوند و باز دو دو تین آدمی مسجد میں آئے تو امام نماز تراویح میں مصروف تھا کیا یہ آئے والے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے جماعت کرائیں یا صیغہ علیہ پڑھیں اور اس کے بعد

را ہمارا امام بخواند یا تہا چاکر امام را بجماعت فرض
نیافتہ، مینوا تو حورو

کے ساتھ فرض خوانہ کرنے کی وجہ سے وتر علیہ پڑھیں ؟ بیان کردہ احسبہ پاؤ - (ت)

الجواب

ہی "تہ تراویح مانع جماعت فرض نیست لایضا
جماعة انما یمنع اقامة جماعة اخرى ف
سماہا و مکانہا اذا کانت الاولی جامعۃ لکل
من یأتی الی المدخول فی نفسها و جماعة التراويح
لا تدعو من لم یصل الفرض الی المدخول فیها
فان الصحیح المعتقد بطلان التراويح قبل
اداء الفرض ولذا قال فی جامع الرموز
اذا دخل واحد فی المسجد و الامام فی
التراويح یصلی فرض العشاء الاول ثم یأتی بقیۃ
پس آتا کہ از پس رسیدند چون شرعاً نماز را بدست
فرض پیش از تراویح چراغ منور باشد از جماعت
حالانکہ چون امام در تراویح سست محراب مشغول باشد
پس عدول از او کہ مبدل بیات و بر نہیب صحیح و مخفی
بنامی کراہت سست کما نص علیہ فی مواضع
من ساد المحتار اینجا خود حاصل ست پس
بر نہیب صحیح ایناں را بیچ مانع از اقامت جماعت
نیست آری ہر قدر کہ تواند در از جماعت قوم
جماعت فرض بر پا کنند تا ہم غلیشتی از التباس
افعال و اشتغال بالی ایمن باشند و ہم براہل تراویح

تراویح کی جماعت، فرض کی جماعت کے لئے مانع
نہیں ہے کیونکہ دوسری جماعت کے لئے وہ موجودہ
جماعت مانع ہوتی ہے جو کہ تمام آنے والوں کے لئے
یہ پہلی موجودہ جماعت اپنے اندر داخل ہونے کی اہلی ہو
جبکہ بعد میں آنے والے ای لوگوں کو جنہوں نے فرض
نماز نہیں پڑھی، کے لئے یہ موجودہ جماعت تراویح دائمی
نہیں ہے کہ اس میں شامل ہوں، کیونکہ فرض ادا
کرنے سے قبل تراویح کا پڑھنا صحیح مذہب میں باطل ہے
اسی بنا پر جامع الرموز میں لکھا ہے کہ جب کوئی ایک
شخص جماعت تراویح ہوتے وقت آئے تو اس کو
پچھلے عشاء کے فرض پڑھنے ہوں گے اور اس کے بعد تراویح
کی جماعت میں شریک ہو۔ پس بعد میں آنے والے لوگ
جب اس بات کے پابند ہیں کہ وہ پچھلے فرض ادا کریں
اور بعد میں تراویح پڑھیں تو شرعاً ان کو فرض کی ادائیگی
جماعت کو اسے میں کیا مانع ہے خصوصاً جبکہ امام
تراویح پڑھاتے ہوئے محراب میں ہے تو بعد میں
آنے والے اپنی جماعت کو محراب سے ہٹ کر کرائیگی
جس سے پہلی جماعت کی حیثیت تبدیل ہو جائے گی
اور دوسری جماعت کی کراہت ختم ہو جائیگی جیسا کہ رد المحتار

مخصوصاً امام تالی قرآن لمیس نہایت ہذا کلمہ صما
لا یخفی علی من لہ مسام بالفقہ باز آنکس
کہ فرض جماعت گزارہ است خواہ خود امام بود یا امام
دیگر غیر ایں امام اقد، نمودہ اور امیرسد کہ درو تر بایں
امام اقد، آکنہ آرے ہر کہ فرض بہ تنہائی ادا نمود اور
درو تر ہم منفرد باید بود علامہ شامی در رد المحتار فرمود
لوصلاھا (یعنی صلوة العشاء) جماعتہم
غیرہا ثمرہ صلی الوتر معہ لا کراہۃ شامس
دین فقیر ایں مسئلہ را در فتاویٰ خود ہم ہر چہ تمام تر رنگ
تفصیل دادہ ام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کی تصریح کے مطابق صحیح اور مفتی بہ مذہب یہی ہے
جب کہ است کی وجہ خود بخود ختم ہو گئی تو ان لوگوں کی جماعت
کے لئے کوئی بھی مانع نہ رہا، ہاں لیکن حد تک ان کو
چاہئے کہ تراویح کی جماعت سے دور اپنی جماعت کریں
تاکہ آپس میں قرأت اور افعال میں اشتباہ نہ پیدا ہو
اور اطمینان قلبی سے نماز ادا ہو سکے، نیز تراویح کے
امام جو کہ تکبوت میں مصروف ہے کہ اشتباہ سے بچایا
جاسکے۔ فقہ سے مس رکھنے والے کو یہ تمام صحت
معلوم ہے اور پھر جو شخص عشاء کے فرض جماعت سے
ادا کر چکا ہو خواہ اپنی جماعت کرائی ہو یا کسی اور امام یا

اس تراویح والے کے ساتھ جماعت میں شامل ہوا ہو اس کو تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہونا جائز ہے،
ہاں جس نے فرض بغیر جماعت اکیلے پڑھے ہوں اس کو تراویح پڑھنے چاہئیں۔ علامہ شامی نے رد المحتار میں
فرمایا کہ اگر کسی نے عشاء کی نماز کسی دوسرے، مہ کے ساتھ پڑھ لی ہے، اس کو تراویح پڑھنے چاہئیں۔ علامہ شامی نے رد المحتار میں
ساتھ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے تو ریختے، جبکہ اس فقیر نے اس مسئلہ کو ہمہ پہلو تفصیل کے ساتھ اپنے فتاویٰ
میں بیان کر دیا ہے۔ (د) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۹ از اوجہین علاقہ گوالیار مرسلہ یعقوب علی خاں صاحب از مکان میر خادام علی صاحب سنٹ
۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ

بقلم نجمتہ رقم جہارت فتاویٰ صاحب چنی ترقیم
آمدہ است کہ ہر آنکس کہ نماز فرض جماعت گزارہ
است خود امام بود یا امام دیگر غیر ایں امام اقد
نمودہ اور امیرسد کہ درو تر اقد، آکنہ آرے ہر کہ
فرض بہ تنہائی ادا نمود اور درو تر ہم منفرد باید بود
طور علامہ شامی در رد المحتار فرمودہ است فقط صاحبہا

آپ کے مبارک قلم سے فتویٰ یوں جاری ہوا ہے کہ
جو شخص عشاء کی نماز یعنی فرض جماعت سے پڑھ چکا
ہے خواہ خود امام بنایا کسی دوسرے امام کے ساتھ
جماعت میں پڑھ چکا ہو اس کو اس امام کے ساتھ
با جماعت وتر پڑھنے کا اختیار ہے، ہاں جو شخص
اکیلے فرض ادا کرے اس کو وتر بھی اکیلے پڑھنے چاہئیں

در فوائد الاعمال تصنیف قاضی محمد تقی صاحب فیروز پوری
 کہ فیروز پورہ از توابع ملک میوات ست و ای کتاب
 در علم فقہ معتبرست ارقام فرمودہ کہ بعد نماز منسرخ
 درجہ واجبست پس سبب سنت جماعت واجب
 ترک نماز و سنت را و اسازد گئے وہ ابو دبل لازم و
 واجبست بعد ازانے نماز وتر ترائیک یا قیامہ ادا کند
 اگرچہ جماعت فرض بشمول نشہ باشد یہی سنت مسلم
 کتب الفقہ و در شری جلد اول صفحہ ۴۷۹ و در طحاوی
 جلد اول صفحہ ۲۹۷ و در المختار و ترکیۃ القیام مصنف
 مولانا صاحب جلد اول صفحہ ۱۷۱ و طبری نوشتہ است
 کہ اگرچہ جماعت فرض بدست نیامدہ باشد تاہم وتر
 را ضرور بجا عمت ادا سازد بدست پس بعد جماعت
 فرض وتر بجا عمت ادا نمودن درستست یا قطعی
 حکم منافعتست مطلق فرمایند و ای گستاخی کہ ازین
 احقر البریر رقتہ است معاف فرمایند و بخونس طول
 اصل عبارت موقوف داشتہ۔

ہیں یا جائز نہ ہونے کا قطعی حکم ہے، مطلق فرمائیں، اس فقیر سے اگر گستاخی ہوئی ہو تو معاف فرمائیں اور طرالت
 کے ذریعے اصل عبارت موقوف کر دی ہے (ت)

الجواب

اللهم ھد ینا الحق والصواب، مہربان
 حکم مسئلہ یہاں سنت کہ فقیر نے نوشتہ
 و انچہ از چار کتاب آوردہ اند کہ جماعت وتر
 مطلق منسوخ و رومی و طبری سنت و در
 پیشین یعنی عاشیہ شامی و طحاوی و در مختار
 زہسار ازین معنی نشانے نیست و

علامہ شامی نے رد مختار میں یونہی بیان کیا ہے فقہ
 حالانکہ فوائد الاعمال جو کہ قاضی محمد تقی فیروز پوری کی
 تصنیف ہے اور فیروز پور میروات کے علاقہ سے
 تعلق رکھتا ہے اور یہ کتاب علم فقہ میں معتبر ہے،
 اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ فرض کے بعد واجب کا
 درجہ ہے لہذا سنت جماعت کی وجہ سے واجب کو
 یعنی وتر ترک کرنا اور سنت یعنی تراویح کو ادا کرنا تک
 جائز ہو سکتا ہے اس لئے لازم ہے کہ وتر بجا عمت
 ادا کر کے باقی تراویح کو بعد میں پڑھے اگرچہ اس نے
 فرض اکیلے ہی پڑھے ہوں، یہی حکم کتب فقہ میں ہے
 اور شامی جلد اول صفحہ ۴۷۹ اور طحاوی جلد اول
 صفحہ ۲۹۷ اور المختار و ترکیۃ القیام مصنف مولانا
 عبد القیوم محدث دہلوی میں لکھا ہے کہ اگرچہ فرض جماعت
 سے ادا نہ کئے ہوں تب بھی ضروری ہے کہ وتر جماعت
 سے ادا کرے اب سوال یہ ہے کہ فرض با جماعت
 ادا نہ کئے ہوں تب بھی وتر جماعت سے ادا کرنا جائز

اسے اللہ! حق اور درستگی کی رہنمائی فرما۔ میرے
 مہربان اس مسئلہ کا حکم وہی ہو اس فقیر نے لکھا ہے
 اور انھوں نے جن چار کتابوں کے حوالے سے لکھا ہے
 کہ وتر کو جماعت سے پڑھنا مطلقاً ضروری ہے ان
 میں سے پہلی تین یعنی شامی، طحاوی اور رد مختار میں
 قطعاً اس مغموم کا کوئی نشان تک نہیں ہے اور

تزکیۃ القیام واقف تھا ہے ندیدہ بلکہ نامشخص شدہ ام
اگر از تصانیف شیخ محقق قدس سرہ العزیز ست
یقین دارم کہ اس حکم درہ برگزینا شد و چنان گمان
بر وہ آید کہ علمائے معتد پر شیخ مستند این چنین
کلامے بے سند پر خلاف اجماع رقم زند ضروری و
لابدی بودنش در کنار علمائے اختلاف ست کہ افضل
در وتر جماعت ست یا بخاندہ توحید تنہا گزاردن
انکہ اختا ہر دو قول را تصحیح فسد مردانہ طسرف
آنکہ در غنت ہا ہیں قول اخیر یعنی انضلیست
افضل را نہ سب قرار داد و شیخ محقق
در مابیت بالسنۃ ہوں را مختار گفت و
آنکہ انضلیست جماعت را مزج داشتند سچیہ
نکاشتند کہ جماعت در وتر ستے کیش نیست
بلکہ سنیت او از سنیت جماعت تراویح نازل
ست و در بحر الرائق وغیرہ ہیں بلفظ استجاب
تعبیر رفت۔ اینک عبارت در مختار
هل الافضل فی الوتر الجماعۃ
ام الحزب النصیحۃ۔ لیکن نقل
شامح الوہبانیۃ ما یقتضی
ام المذہب الشافعی و
اقرب المصنف وغیرہ
شیخ شرمایہ اختلافوا فی
الافضل فقال بعضهم

تزکیۃ القیام نام کی کتاب اس فقیر نے نہ دیکھی نہ سنی
اگر واقعی یہ کتاب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ہے
تو پھر مجھے یقین ہے کہ اس کتاب میں یہ حکم برگزینا
حضرت شیخ جیسے قابل اعتماد عالم کے بارے میں یہ
کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے ایسی بے سند
بات اور خلاف اجماع تحریر کر دی ہے چہ جائیکہ
انھوں نے ضروری اور لابی قرار دیا ہو۔ علماء میں
قرینہ اختلاف ہے بعض میں وتر جماعت پر ثناء افضل ہے
یا تنہا گھر میں جبکہ انہ کرام نے دونوں باتوں کو صحیح قرار
دیا ہے اور پھر تماشا یہ ہے کہ در مختار میں دوسرے
قول یعنی گھر میں اکیلے پڑھنے کے احکام کا مسلک قرار دیا
ہے اور شیخ محقق نے بھی اپنی کتاب مابیت بالسنۃ
میں اسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے اور وہ لوگ
جو وتر کو جماعت سے پڑھنے کو اصل کہتے ہیں ان کے
تزوید بھی وتر با جماعت سنیت سے زیادہ نہیں
بلکہ یہ سنیت ان کے ہاں تراویح کے سنیت سے کم درجہ
ہے اور بحر الرائق میں تو اس کو استجاب سے تعبیر
کیا ہے۔ در مختار کی جہاد شرع ہے کیا وتر کی جماعت
افضل ہے یا گھر میں پڑھنا۔ دونوں کی تصحیح موجود ہے
لیکن وہبانیہ کے شارح نے جو نقل کیا اس کا مقتضی
یہ ہے کہ دوسرا قول مذہب و مسلک سے اسی کو
مصنف وغیرہ نے ثابت کیا ہے اور شیخ عبدالحق
نے یوں فرمایا ہے علماء نے وتر کے بارے میں اختلاف

الافضل الجماعة وقال الأخسود
 الافضل انت يوتوفى متزلة منفردا
 وهو المختار. علامہ شامی قدس سرہ السامی
 فرمود مرجع الکمال الجماعة فی شروح
 العنیة والصحیح انت الجماعة فیہا
 افضل الا انت سنیتہا لیست کسنیة
 جماعة التزادیح اہ ملخصاً. علامہ
 طحاوی زیر قولش فی رمضان یصل الموتر
 بہا ای بالجماعة تحریر نمودہ ای استجابا
 کما فی البحر ولفہر ما سیاق لغاتہا
 فیہ سنة کالتزادیتہ پس روشن شد
 کہ نسبت کلام مذکور بایں علما غلط بودہ است
 و اگر از حکم ضروری و لازمی بودن جماعت قطع نظر
 نمودہ آید تا ہم نسبت بعلمائے شامی نسبت
 بخلاف است زیرا کہ اور مرادہ تعالیٰ تصدیق
 فرمودہ است کہ ہر کہ در شعبہ منفرہ بودہ
 و ترجم اقتدا کنند از علامہ شمس قہستانی آورد
 و اذالم یصل الفرض معہ لا یتبعہ
 فی الموتر باز خود گفت
 ینفی انت یكون قول القہستانی

کیا کہ افضل جماعت ہے یا افضل یہ ہے کہ گھر میں
 اکیلے پڑھے، اور یہ دوسرا قول ترجیح یا قہستہ ہے۔ علامہ
 شامی نے فرمایا ہے کہ کمال نے جماعت داسے قول
 کو ترجیح دی ہے۔ اور فیہ کی شرح میں ہے کہ صحیح یہ
 ہے کہ جماعت افضل ہے لیکن و ترکی جماعت سنت
 تراویح کی جماعت کی سنت کی طرح نہیں ہے اور علما
 اور علامہ طحاوی نے بات کے اس قول کہ رمضان
 میں و ترکی جماعت سے پڑھے کے بعد لکھا ہے کہ یہ
 استحباب ہے جیسا کہ بحر میں ہے اور ظاہر یہ ہے
 کہ جو ان سے آگے آئے گا کہ رمضان میں و ترکی جماعت
 سنت ہے جیسے تراویح سنت ہے۔ پس معلوم ہوا
 کہ مذکورہ بات ان علما کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے
 اور بدی اور ضروری حکم سے قطع نظر بھی علامہ شامی
 کی طرف اس بات کو منسوب کرنا ایک مخالفت
 چیز کو منسوب کرنا ہے کیونکہ انہوں نے تصریح کی ہے
 کہ اگر فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں تو وتر بھی
 جماعت سے نہ پڑھے اور علامہ قہستانی کے حوالہ سے
 انہوں نے کہا ہے کہ جب فرض امام کی اقتدا میں
 نہ پڑھے ہوں تو وتر میں اس کی اقتدار نہ کرے،
 اور علامہ نے خود فرمایا کہ علامہ قہستانی کا یہ کہنا کہ

۳۰۲	ص	ادارہ تعلیم رضویہ لاہور	الفصل السابع	لہ ثابت بالسنۃ
۵۲۵/۱		مصطفیٰ البابی مصر	باب الوتر والتواقل	لہ رد المختار
۲۹۷/۱		مطبعة دار المعرفۃ بیروت	باب الوتر والتواقل	لہ حاشیۃ الطحاوی علی الدردمختار
۵۲۴/۱		مطبعة مصطفیٰ البابی مصر	باب الوتر والتواقل	لہ رد المختار آخر باب الوتر والتواقل

معہ احتراز عن صلواتہا منفردا اصالو
 صلاہ جماعۃ مع غیرہ ثم صلی الوتر
 معہ لا کراہۃ تاملاً لہ و در وقت تار این
 مسئلہ را اصل ذکر ہے نیت۔ مصنف و شارح
 انظم اللہ تعالیٰ اجورہما و افاضہ
 علیہما خود ہما ہیں فومشتہ اند کہ ہرگز تراویح
 منفرد بود در جماعت وتر داخل می تواند شد
 حیث قالوا لہ یصلہا ای التراویح
 بالامام او صلاہا مع غیرہ لہ
 ان یصلی الوتر معہ ای مسئلہ
 را با مسئلہ ما چہ علاقہ کہ ایجب کلام
 در منفرد فی الفرض ست نہ منفرد فی التراویح
 و ضمیر در نیت کہ ہرگز تراویح
 تنہا گزارده است و در فسخ نیز
 منفرد بودہ باشد باز شارح رحمہ اللہ
 تعالیٰ سوائے آورده است کہ اگر ہمہ
 جماعت تراویح را ترک کردہ باشد آیا
 ایشان را بھی رسد کہ در جماعت گزارند
 اینجا بیچ سکے نمودہ امر مجراحت کتب
 فسخہ بود حیث قال بقی لہ
 ترکہا الحکل هل یصلونہ
 الوتر بجماعۃ فلیراجع آدیہ

اس امام کے پیچھے فرض نہ پڑے ہوں" کا مطلب یہ ہے
 اکیلے پڑے ہوں، لیکن اگر اس نے فرض کسی دوسرے
 امام کی اقتدار میں پڑے ہوں تو پھر وہ میں امام کے ساتھ
 جماعت میں پڑنے میں کوئی کراہت نہیں ہے، غرض کہ
 اور در مختار میں اس مسئلہ کا بالکل ذکر نہیں ہے مصنف
 اور شارح (اللہ تعالیٰ ان کے اجر کو عظیم فرمائے اور
 ان کے فوج کا ہم پر فیضان فرمائے) دونوں نے لکھا ہے
 کہ کسی نے صرف تراویح اکیلے پڑھی ہوں تو وہ وتر کی
 جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یوں فرمایا
 اگر اس نے تراویح امام کے ساتھ نہ پڑھی ہوں یا کسی
 اور امام کے ساتھ پڑھی ہوں تو اس کو اس امام کے
 ساتھ وتر پڑھنا جائز نہیں لیکن اس مسئلہ کا ہمارے
 مسئلہ کوئی تعلق نہیں کیونکہ ہمارا مسئلہ تو اکیلے فرض
 پڑھنے والے کے بارے میں ہے نہ کہ اکیلے تراویح
 پڑھنے کے بارے میں ہے، کیونکہ تراویح اکیلے پڑھنے
 کو یہ لازم نہیں کہ فرض بھی اکیلے پڑے ہوں۔ اس کے
 بعد شارح نے خود سوال اٹھایا کہ اگر تمام حاضرین نے
 تراویح با جماعت نہ پڑھی ہوں تو ان کو یہ جائز ہوگا
 کہ وہ وتر با جماعت ادا کریں۔ شارح نے یہ سوال بیان
 کر کے کوئی جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا اس بارے میں کتب
 کو دیکھا جائے، انہوں نے اس کو یوں بیان فرمایا
 یہ بات باقی ہے کہ اگر تمام حاضرین نے تراویح کی

علامہ جلی عثمیٰ در جواب اس سوال از اسے وفہم خود
چنان بحث کر دے کہ جماعت تراویح یکسر متروک باش
ماہم مقتضائے تعلیل آنست کہ جماعت وتر و باشد
لیراکہ اونما مستقل بنفساست و هذا
نصہ علی ما نقل العلامة الطحطاوی
قوله فلیراجع قضیة التعلیل فی
المسئلة السابقة بقولہم لانہا
تبعہ ان یصلی الوتر بجماعة فی هذه
المسئلة لانہ لیس بتبعہ للتراویح
ولا للعشاء عند الامام محمد بن عبد اللہ
تعالیٰ ای جائیز چنانکہ دینی کلام در
منفرد فی الفرض نیست فعلم بما یوہم
قوله ولا للعشاء بجور جماعة
الوتر و انت ترکوا جماعة الفرض
اصلا لکنہ کما علمت خلاف
المنقول وما کامن لبحث
انت یقبل علی خلاف
المنصوص لاسیما و هو غیر مستقیم
فی نفسه اذ لیس قضیة
التعلیل ما مر کما افناد
السلامة الشامی و احیاء
حیث قال قوله بقول الذی
یظہر انت جماعة الوتر

جماعت کو ترک کیا ہو تو وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتے
ہیں تو اس مسئلہ میں کتب کو دیکھا جائے۔ ہاں علامہ
جلی عثمیٰ نے از خود اس سوال کے جواب میں اپنی رائے
اور فہم سے یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ تراویح کی جماعت
متروک ہوگئی مگر اب وتر کی جماعت کو ترک نہ کریں اس
کی وجہ یہ ہے کہ وتر ایک مستقل طریقہ نماز ہے اور ان
کامران شبہ جیسا کہ علامہ طحطاوی نے ان کا بیان نقل
کیا ہے کتب کی طرف رجوع کروا کر اس علت کا قرینہ
ہے جو انہوں نے سابقہ مسئلہ میں بیان کی ہے کہ تراویح
تابع ہیں اس لئے اس کو جائز ہے کہ وتر باجماعت
پڑھے کیونکہ وتر نہ تراویح کے تابع ہیں اور نہ ہی
عشاء کے۔ امام صاحب کے قول میں رحمہ اللہ تعالیٰ
آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہاں بھی فرض ایکلے پڑھنے والے
کے بارے میں بات نہیں ہے۔ ہاں اس کا قول
”عشاء کے بھی تابع نہیں“ وہم پیدا کرتا ہے کہ وتر کی
جماعت جائز ہے اگرچہ سب حضرات نے فرض کی جماعت
کو ترک کر دیا ہو، لیکن آپ کو معلوم ہے کہ یہ بات نقل
کے خلاف ہے اور منقول کے خلاف کوئی بحث
قابل قبول نہیں ہوتی خصوصاً جبکہ وہ بحث خود بھی
درست نہ ہو، کیونکہ علت والا معاطوہ نہیں چریا
ہوا جیسا کہ علامہ شامی نے خوب بیان فرمایا جس
انہوں نے یہ کہا یہ بات باقی ہے الخ ان کا یہ
سوال اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ وتر کی جماعت

تبع لجماعة التزاديع وان كان
الموت ونفسه اصلا في ذاته
لا من سنة الجماعة في الموت
انما عرفت بالاشرا تابعة للتزاديع
عل انهم اختلفوا في افضلية
صلاتها بالجماعة بعد التزاديع
حكما ياتي الله ومن فقيه در قوی عربيه
که بحواب سوال مولوی محمد عبد اللہ صاحب
پنجابی هزاری بتاریخ نوردہم شہر ربیع الآخر
۱۳۰۶ ہجری نوشتہ ام ای مقام را باقصائے
مراتب تنقیح و توضیح رساندہ ام و باللہ التوفیق
سخی گفتن ماند از کتاب فوائد الاحمال مریدان معتبر
بودن کتابی نزد بعض معتقدین چیرے و معتبر
بودنش فی نفسہ چیزے دیگرست باز احتساب
کتابے مستلزم آن نیست کہ ہرچہ در مذکور
ست مختار و مندرست از ہمار و کتب احسن
تذریع یک کتابی نیابی کہ در بعض مواضع محال
نقد و تنقیح نہ اسستہ باشد تا بتالیف ما امد
ہستہ چہ رسد مؤلف اگر ای مسئلہ
را از پیش خود گفتہ است بچہ نیرزد ورنہ
برو لازم بود کہ نص کتاب آوردے یا لا اقل
نام کتاب برو سہ تنہا گفتنش کہ ہمیں
ست حکم کتب الفعتہ چگونہ قبول افستہ

تراویح کی جماعت کے تابع ہے اگرچہ وتر فی نفسہ مستقل
فاز ہے۔ کیونکہ وتر کی جماعت کا سنت ہونا یہ نقل
سے ثابت ہے کہ یہ تراویح کے تابع ہے یہ علیحدہ
بات ہے کہ علماء نے تراویح کے بعد وتر باجماعت
پڑھنے کی افضلیت میں اختلاف کیا ہے جیسا کہ
آئندہ آ رہا ہے اور کھ فقیر نے عربی فتویٰ جو کہ
مولوی عبداللہ صاحب پنجابی ہزارہی کے سوال
کے جواب میں بتاریخ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۰۶ء لکھا ہے
اس میں اس مقام پر جوہر اعلیٰ تنقیح و توضیح سے کام
لیا ہے واللہ التوفیق فوائد الاحمال کے متعلق بات کرنا
باقی ہے میرے مہربان کسی کتاب کا معتقدین کے
بان معتبر ہونا ایک بات ہے اور اس کتاب کی
پہلی حیثیت میں معتبر ہونا اور بات ہے نیز کسی کتاب
کے معتبر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں جو کچھ
موجود ہے وہ تمام معتبر و مختار ہو ہرگز ایسا نہیں
ہے کیونکہ ہرے ہرے اقوام کی کتابوں میں سے
کوئی بھی کتاب ایسی نہیں کہ اس کے بعض مقامات
قابل تنقید و تنقیح نہ ہوں، تو ہم نئے لوگوں کی
کتابوں کے بارے میں یہ کیسے کہ جاسکتا ہے کہ
ان میں سب کچھ درست ہے۔ فوائد الاعمال کے
مصنف نے اگر مسئلہ خود اپنی طرف سے کہہ دیا
تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے ورنہ ان پر لازم
تھا کہ کسی ایک کتاب کا ہی حوالہ ذکر کر دیتے اور

مالک و کتب فقہ حنفیۃ الفقہاء وغنیہ و شرح
 نقایہ و رد المحتار تنقیص بخلافش می یابیم
 باز اگر بر خاطر احباب گران نیاید سختی
 از نقد کلامش را غم و برہنگانی واضح و لائح
 گردد غم کہ این کلام حسب قصد از پایہ فقاہت
 دور و مہجور افتادہ است اولاً باید دانست
 کہ علماء را در وقت تراویح دو قول بذیل بطراز
 تصحیح است یکے آنکہ وقتش ما بین عشاء و ترست
 تا آنکہ بعد و تر و دانیہ و چنانکہ بیش از فرض روا
 نیست صحیحہ فی الخلاصۃ و راجحہ
 فی غایۃ البیان بآنکہ
 السامع المتواضع شہد علی
 البحر دوم آنکہ بعد عشاء تا طلوع
 فجر ہمیں سنت ارجحہ التصحیحین
 عزاء فی الکافی الی الجمہور
 و صحیحہ فی الہدایۃ و
 الخانیۃ و المعیط اھ شہد عن
 السزین بر مذہب اول ہمد کہ ا
 چیزے از تراویح باقی ماند و امام بو تر برخواست
 حکم ہمیں سنت کہ بر بقیہ تراویح
 اشتغال نماید و بجاعت و تر در نیاید
 زیرا کہ نزد ایشان پس از وتر وقت تراویح

صرف یہ کہ دینا کہ کتب فقہ کا یہ حکم ہے کیسے قابل قبول
 ہو سکتا ہے حالانکہ کتب فقہ مثلاً غنیۃ الفقہاء وغنیہ
 شرح النقایہ اور رد المحتار میں ہم اس کا خلاف
 پاتے ہیں پھر اگر دوستوں پر گراں نہ گزرے تو ہم اس کا
 تنقیدی جائزہ پیش کریں، اور ان پر واضح کر دیں کہ ان
 کے بیان کی کیا حیثیت ہے اور یہ کہ فقہ سے اس کا
 کوئی تعلق نہیں ہے اولاً معلوم ہوتا چاہئے کہ
 تراویح کے وقت کے بارے میں علماء میں اختلاف
 ہے اور اس میں دو قول ہیں جو کہ تصحیح کے معیار پر
 آتے ہیں: ایک یہ کہ تراویح کا وقت: نماز یعنی فرض
 عشاء اور وتر کے درمیان ہے اس بنا پر فرض سے
 قبل تراویح جائز نہیں جس طرح کہ وتر کے بعد جب نہ
 ہمیں اس قول کو صلاحد میں صحیح قرار دیا ہے، اور
 غایۃ البیان نے اس کو زمانہ بزمانہ منقول کہہ کر ترجیح
 دی ہے اھ۔ یہ شارح نے کمر سے نقل کیا ہے۔
 دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا وقت بعد از عشاء
 تا طلوع فجر ہے، یہی قول صحت میں رائج ہے اور
 کافی میں اس کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہے اور
 جلید، خانیہ اور محیط میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اھ۔
 یہ شارح نے زہبی سے نقل کیا ہے اب پہلے قول کے
 مطابق اگر کسی کی کچھ تراویح رہتی ہوں اور امام وتر
 شروع کر چکا ہے اس کو یہ حکم ہے کہ وہ امام کے

فوت می شود امام طاهری بن احمد بخاری
در خلاصہ فرمود یشتغل بالستر و یحیة
الفاثۃ لانه لا یسکنہ الا تیات بها
بعد الوتر و یرتد سبب دوم بہرہ دوم
تخیر است اما اختلاف در افضل افتاد ہر کہ
در وتر افراد را بہتر دانستہ نزد او اشتغال
بترویجہ فائزہ احسی باشد و ہر کہ جماعت
نیکوتر گشتہ پیش او جماعت وتر در ساقی
و ترویجہ فائزہ را پس انداختی خوشتر
و مانا کہ جمعی اسب باشد و فقیہ گویم
پروایح دوم جانب عدم محبت تراویح
بعد و تراست یعنی الف بر ا است آن
باشد و اللہ تعالی اعلم قال
فی الدر المختار وقتہا
بعد صلاۃ العشاء الی الفجر
قبل الوتر و بعدہ فی الاصح خلوقاتہ
بعضہا و قام الامام الی الوتر
او تر معہ ثم صلی ما فاتہ او قال
فی رد المحتار قوله خلوقاتہ
بعضہا الا تفسیر علی الاصح
لکنہ مبنی علی انت افضل
فی الوتر الجماعۃ لا المنزل

ساتھ وتر نہ پڑھے بلکہ بقیہ تراویح کو پہلے پڑھے کیونکہ اس
قول والوں کے ہاں وتر کے بعد تراویح کا وقت ختم
ہو جاتا ہے۔ امام طاہری بن احمد بخاری خلاصہ میں
فرماتے ہیں کہ وہ بقیہ تراویح ادا کرے کیونکہ وتر کے
بعد محسوس کو تراویح پڑھنا ممکن نہیں۔ اور دوسرے
قول کے مطابق اس کو دونوں طرح اختیار ہے کہ بقیہ
تراویح وتر سے پہلے پڑھے یا بعد۔ لیکن افضل ہونے
میں ضرور اختلاف ہے کہ جو لوگ وتر پہلے پڑھنے افضل
کہتے ہیں کہ تراویح پہلے پڑھے اور جو جماعت کو بہتر مانتے ہیں
انکے نزدیک پہلے وتر جماعت کے ساتھ پڑھ کر اسکے بعد قیامہ تراویح
پڑھے تسلیم ہے کہ پسیدہ امر یہی ہے لیکن ایک قول میں
وتر کے بعد تراویح جائز نہیں ہے، اس لئے یہ فقیر
کہتا ہے کہ اس قول کی رعایت زیادہ مناسب
ہے، واللہ تعالی اعلم۔ درمنہ میں کہا کہ تراویح کا
وقت عشاء کی نماز کے بعد تا طلوع فجر ہے وتر سے
قبل یا بعد اصح قول ہے۔ پس اگر کچھ تراویح رہ جائیں
اور امام وتر کے لئے کھڑا ہو جائے تو اسے چاہئے
کہ وہ امام کے ساتھ وتر پڑھے اور فوت شدہ تراویح
اس کے بعد پڑھے اور اس پر دو مختار میں کہا (قولہ
خلوقاتہ بعضہا لہ) یعنی باتیں کا قول کہ اگر کچھ
تراویح رہ جائیں، یہ اصح قول تفریع ہے لیکن یہ
تفریع اس بات پر مبنی ہے کہ وتر گھر کی بجائے

وفیہ خلاف سیناقی بقولہ او ترجمہ ای علی
وجہ ۱۰ فصلیۃ الخ بالجلد بریک مذہب رہ ہمیں
ست کہ بجا ست و تر شرک کنند و بر مذہب دیگر نزد
بعض افضل ہیں ست و نزد بعض اگرچہ اقد افضل
اما وجوب و لزوم اقد کہ صاحب فوائد نوشت مذہب
برج عدلے نیست نہ شمار از شرع برو سے دلیلی۔
ثانیاً قول اولیس بسبب سنت جماعت واجب
را ترک نماید و سنت را او اس سبب کے رد ا بود
طرف استدلالے ست اگر لفظ واجب صفت جماعت
ست ہا بہ غلط و باطل بالافستہ ایم کہ جماعت
و تر نزد بیچ کیے واجب نیست و اگر مضاف الیہ
است پس دلیل واضح الاختلال سخن در ترک
جماعت ست نہ در ترک و تر پس قول اول کے رد ا بود
کے رد ا بود الحاصل حکم سان ست کہ فقیر و فتوائے
پیشین فرشتہ لم و از رد و قدح محککات سکوت
اولی بود اگر ایضاً صواب و کشف ارباب مقصود
نہو دے باز در ضمن بیان مسائل نافذ کہ برو سے
کار آمد نفع خوبی ست کہ حامل بریں تحریری تواند شد
مہربا سخن برانچہ نقل منسردہ اند رواں کردم و تر
فقیر کتاب فوائد الاعمال بمندیہ ام ندانم کہ اصل
عبارتیں چیست و موفقیست کیست واللہ تعالی اعلم
پر بحث کرنے سے سکوت بہتر تھا۔ اگر درست موقف کی وضاحت اور شکوک کو دفع کرنا مقصود نہ ہوتا نیز بحث میں
ضمنی مسائل ہیں جو کہ بحث کے کار لانی میں مفید ہو سکتے تھے جی کی وجہ سے میں نے یہ بحث کی ہے ورنہ ضرورت نہ تھی

یا جماعت پر عین افضل سے اور اس میں اختلاف ہے جو
آگے آرہا ہے۔ اور اس کا قول کہ امام کے ساتھ و تر
پڑھے یعنی مستحب یہ ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایک
قول میں یہ متعین ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ و تر پڑھے
اور دوسرے مذہب پر افضل یہ ہے کہ و تر یا جماعت
نہ پڑھے ایک قول کے مطابق اور دوسرے قول کے
مطابق اگرچہ اقد اور جماعت افضل ہے تاہم
جماعت کا لازم ہونا اور واجب ہونا و تر کے لئے کسی
عالم کا مذہب اور قول نہیں جیسا کہ فوائد الاعمال دے
نے لکھا ہے اور نہ ہی شرع میں اس پر کوئی دلیل ہے۔
ثانیاً اس کا یہ کہ نہ سنت کی وجہ سے جماعت واجب
کا ترک کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے، یہ عجیب استدلال
ہے اس میں غلط و واجب اگر جماعت کی صفت ہے
تو یہ غلط اور باطل ہے کیونکہ و تر کی جماعت کسی کے
ہاں بھی واجب نہیں ہے اور لفظ واجب جماعت کا
مضاف الیہ ہے یعنی واجب کی جماعت تو پھر یہ دلیل
واضح طور پر غلط والی ہے کیونکہ بات تو ہو رہی ہے جماعت
کے ترک میں نہ کہ واجب یعنی و تر کے ترک میں اس کا
یہ کہنا کہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ کیسے جائز اور درست
ہو سکتا ہے الحاصل یہ کہ اس مسئلہ کا حکم وہی ہے
جو اس فقیر نے پہلے فتوے میں لکھا ہے، ایسی باتوں
پر بحث کرنے سے سکوت بہتر تھا۔ اگر درست موقف کی وضاحت اور شکوک کو دفع کرنا مقصود نہ ہوتا نیز بحث میں
ضمنی مسائل ہیں جو کہ بحث کے کار لانی میں مفید ہو سکتے تھے جی کی وجہ سے میں نے یہ بحث کی ہے ورنہ ضرورت نہ تھی

مہربانوں نے جیسے عبارت نقل کی اس کے مطابق میں نے تسلیم کر سکتے ہوئے جواب لکھ دیا ورنہ اس فقیر نے کتاب
فرائد الاعمال نہیں دیکھی اور نہ یہ معلوم کہ اصل عبارت کیا اور کتاب کا مصنف کون ہے، واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ: سرسہ مولوی محمد عبداللہ صاحب پنجاب بی ہزاری مدرسہ اول مدرسہ عربیہ بریلی

۱۹ ربیع الآخر شریعت ۱۳۰۹ھ

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کا کیا ارشاد ہے
ایسے شخص کے بارے میں جس نے فرض ایسے گھر میں
پڑھے یا کسی دوسرے امام کے ساتھ جماعت میں
پڑھے کیا وہ شخص باجماعت تراویح والے امام کے
پچھے وتر باجماعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور وتر
باجماعت رمضان کے تابع ہے یا فرض کی جماعت کے
تابع ہیں، بیان کردہ اجر پاؤ۔ (ت)

ما قولکم من حکمکم اللہ تعالیٰ فی الرجل
الذی اقتدی بالامام فی التراويح
وقد صلی الفروض فی
بیتہ او مع غیر ذلک الامام هل یصلی
الوتر بالجماعة ام لا والوتر بالجماعة
تابع لمضات ام لجماعة الفروض
بینوا وجروا۔

الجواب

جس نے فرض ایسے پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں
شریک نہ ہوں اور جس نے فرض جماعت ادا کئے ہوں اگرچہ
کسی دوسرے کی جماعت کے ساتھ پڑھے ہوں وہ اس
وتر پڑھانے والے کے ساتھ جماعت میں شریک ہو سکتا
ہے اگرچہ اس نے اس امام کے ساتھ تراویح نہ پڑھی
ہوں، یہی صحیح اور قابل اعتماد ہے، فقیر کی شرح غنیہ میں
علامہ براہیم حلبی نے فرمایا کہ جب فرض جماعت کے
ساتھ نہ پڑھے تو عین اللہ کریم ہی سے روایت ہے
کہ وہ تراویح اور وتر امام کے ساتھ نہ پڑھے اور یوں
اگر اس نے تراویح امام کے ساتھ نہ پڑھی ہو تو بھی وہ
وتر امام کے ساتھ پڑھے، اور ابو یوسف البانی نے فرمایا
کہ اگر امام کے ساتھ کچھ تراویح پڑھ لی ہوں تو اس کے
ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے اور یوں ہی اگر اس نے تراویح

من صلی الفروض منفرود الا ینخل
فی جماعة التوسعة من صلاھا
جماعة ولو خلف غیر هذا الامام
فله ان یأتم بہ فی التوسعة
اعوان لم یکت ادلک التراويح
معہ هو الصحیح المعتمد فی الفنیة
مشروع المنیة للسلامة ابراہیم
الحلبی اذا لم یصلی الفروض مع
الامام فحلت عین الاثمہ الکراہیة
انہ لا یتبعہ فی التراويح ولا التوسعة
وکذا اذا لم یتبعہ فی التراويح لا یتبعہ
فی التوسعة قال ابو یوسف البانی اذا صلی مع الامام
شیئ من التراويح یصلی معہ التوسعة کذا اذا

لویدلک معہ شیت منها وکذا اذا صلی
التراویح مع غیرہ لہ انت یصلی
الموتر معہ وهو الصحیح ذکرہ
ابواللیث وکذا قال ظہیر الدین
المروغنی فی لومصلی العشاء وحیدہ
فہ انت یصلی التراویح مع الامام
وهو الصحیح حتی لو دخل بعد ما صلی
الامام الفروض وشرع فی التراویح
فانہ یصلی الفرض اولاً وحده ثم
یتابعہ فی التراویح و فی القنیۃ
لو ترکوا الجماعة فی الفروض
یس لہم ان یصلوا التراویح جماعة
لاما تبہ للجماعة او وقال فی رد المحتار
عند قوله لو لم یصلہا (ای التراویح) بالامام
لہ انت یصلی الموتر معہ فی
التأخر خانیۃ عن القیمۃ انہ سئل
علی بن احمد عن مصلی الفروض و
التراویح وحده او التراویح فقط
هل یصلی الموتر مع الامام فقال لا ادر
مرأیت القہستانی ذکر تصحیح ما ذکرہ
المصنف (ای من جواز الموتر جماعة
لم یصلی التراویح منفرداً) و
الفروض جماعة قال الشافعی

جماعت سے کچھ بھی نہ پڑھی ہوں تو وہ شریک ہو سکتا
ہے، اور اگر اس نے ایسے ہی تراویح کسی دوسرے
امام کے ساتھ پڑھی ہوں تو وہ ترکی جماعت میں شریک
ہو سکتا ہے، یہی صحیح ہے اس کو ابو لیث نے ذکر
کیا ہے اور ظہیر الدین مروغنی نے بھی یہی کہا ہے کہ
اگر اس نے فرض اکیلے پڑھے ہوں تو تراویح امام کے
ساتھ پڑھ سکتا ہے یہی صحیح ہے حتیٰ کہ اگر وہ امام کے
فرض پڑھ لینے کے بعد اور تراویح میں شروع ہونے کے
بعد مسجد میں آیا تو اس کو چاہئے کہ پہلے اکیلے فرض پڑھ کر
بعد میں تراویح کی جماعت میں شریک ہو۔ اور قنیۃ میں
اگر کچھ لوگوں نے فرض کی جماعت ترک کر دی تو ان کو
تراویح جماعت نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ تراویح فرض
باجماعت کے تابع ہیں اور رد المحتار میں اس کے
قول پر اگر اس نے تراویح امام کے ساتھ نہ پڑھی ہوں
تو اس کو تراویح کے ساتھ پڑھنے کی اجازت ہے۔
تاریخانیہ میں تہ سے نقل ہے کہ علی بن احمد سے سوال
کیا گیا کہ وہ شخص جس نے فرض اور تراویح اکیلے پڑھے ہوں
یا صرف تراویح اکیلے پڑھی ہوں کیا وہ تراویح کے ساتھ پڑھ
سکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ نہیں پڑھ
سکتا۔ پھر میں نے تہستانی کو مصنف کی تصحیح ذکر
کرتے ہوئے پایا یعنی جس نے تراویح اکیلے اور فرض
جماعت سے پڑھے ہوں تو اس کو تراویح جماعت سے
پڑھنے کی اجازت ہے۔ علامہ رشائی نے مستدریاء کو

ثُمَّ قَالَ (يعني القهستاني) لكنه اذا لم يعمل الفرض معه لا يتبعه في الوتر ثم قلت وعزا القهستاني للمنية وهي منية الفقهاء لا منية المصل كما طنه بعنف المتصديين للفتوى في عصرنا فتسببه الى عدم مطابقة النقل للنقل عنه قال الشامي فتولاه (يعني المصنف) ولولم يصلها اي وقد صلى الفرض معه لكن ينبغي ان يكون قول القهستاني معه احتراز عن صلواتها منقردة قلت فيكون على وزان قول الغنية المدا اذا لم يدرك معه شيئا منها فانما اراد به الا فقر ولا يشمل الادراك مع غيره بدليل قوله عطف عليه وكذا اذا صلى التراويح مع غيره قال الشامي اما لو صلاه (يعني الفريضة) جماعة مع غيره ثم صلى الوتر معه لا كراهة تأمدا انتهى اقول معلوم انبغضت في قوله لا يتبعه لا امام مطلق لا لمخصوص

قهستاني نے پھر فرمایا، لیکن اگر فرض اس نے جماعت سے نہ پڑھے ہوں تو تو بھی باجماعت نہ پڑھے اور میں کہتا ہوں کہ اس بات کو قہستانی نے نیز کی طرف غصب کیا ہے یا در ہے کہ یہ غیۃ الفقہاء مراد ہے غیۃ المصل ہیں جیسا کہ بعض معاصر قری نوایسوں کو یہاں غلط فہمی ہوئی ہے اور انہوں نے نقل کو اصل کے مطابق نہ ہونے کی شکایت کی ہے علامہ شامی نے فرمایا کہ مصنف کا قول کہ اگر اس نے تراویح امام کے ساتھ نہ پڑھی ہوں یعنی فرض امام کے ساتھ پڑھے ہوں لیکن مناسب یہ ہے کہ قہستانی کا "معه" کنایہ تراویح کی پڑھنے کی صورت کو جدا کرنا ہے میں کہتا ہوں یہ غیۃ کے گزشتہ قول "جب امام کے ساتھ کچھ تراویح نہ پڑھے" کے بار پر ہے کہ اس سے مراد اکیلے پڑھنا ہے نہ کہ وہ معنی جس میں کسی دوسرے امام کے ساتھ پڑھنا شامل ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے دوسرے امام کے ساتھ پڑھنے کو علیحدہ عطف کے ذکر کیا ہے۔ اور علامہ شامی نے فرمایا اور اگر اس نے فرض کسی اور امام کے ساتھ جماعت میں پڑھا ہو اور پھر تراویح اس امام کے پیچھے پڑھے تو کوئی کراہت نہیں، غور کر۔ انتہی۔ میں کہتا ہوں یہ بات واضح ہے کہ "لا يتبعه" میں غیریہ کا مرجع خاص امام نہیں

هذا الامام فان من صلى الفريضة
منفرد ليس له ان يدخل في جماعة
لوتر لا مع هذا الامام ولا مع غيره
فكذلك في قوله معه وبالجملة
فالمستحصل ثبوت احد هما انت
المنفرد في العزم ينفرد في الوتر
او ما وقع في منهية الدر الفريد في
مسائل النجاة والقيام للعید للفاضل
المفتي محمد عنایت احمد عليه
مرحمة الاحد ان لم يصل الفريضة
بجماعة فله ان يدخل في جماعة
الوتر وعزاه لمناشئة الطحاوی فهو
وانا قد سراجعت المعزی ایه فلم
اجده ناصبا بما ظننتم قد تشتم من
بعض كلماته سائحة ذلك حيث قال
عند قول الدر المختار لو تركها العکل
یعنی جماعة التراويح هل يصلون
الوتر بجماعة فیدرج فی تفسیر التعلیل
فی المسئلة السابقة رای لوترکوا
الجماعة فی الفرض لم يصلوا
التراويح جماعة ، بقولهم لانها
تبع انت يصل الوتر جماعة
فی هذه الصورة لانه ليس متبعا

بلکہ کوئی بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ جس نے فرض اکیلے
پڑھے ہوں وہ کسی امام کے ساتھ وتر باجماعت نہیں
پڑھ سکتا خواہ یہ امام ہو یا کوئی اور ہو، اور اسی
طرح اس کے قول "معه" میں بھی ضمیر کا مرجع
عام ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں
حاصل ہوئیں، ایک یہ کہ جس نے فرض اکیلے پڑھے
وہ وتر بھی اکیلے پڑھے۔ در الفریض فی مسائل النجاة
والقیام والعید جو کہ فاضل مفتی محمد عنایت احمد علیہ الرحمۃ
کی کتاب ہے، کے منہر میں جو مذکور ہے کہ اگر کسی نے
فرض باجماعت سے نہ پڑھے پہل تو وتر کی باجماعت
میں شریک ہو سکتا ہے، اور اس بات کو انہوں نے
حاشیہ طحاوی کی طرف منسوب کیا ہے، تو یہ سہو ہے۔
حال انہیں نے حاشیہ طحاوی کو دیکھ ہی ہے میں غلط
میں یہ بات صراحتاً مذکور نہ پائی، ہاں علامہ طحاوی
کی ایک عبارت سے اس بات کی برآ آتی ہے،
جہاں انہوں نے درختار کے اس قول "اگر سب نے
باجماعت تراویح کو ترک کر دیا ہو تو کیا وہ وتر باجماعت سے
ادا کر سکتے ہیں، اس بارے میں رجوع کرنا چاہئے"
پر لکھا ہے کہ سابقہ مسئلہ کی تعلیل کی طرف رجوع
کرنے کا اشارہ ہے یعنی وہ سابقہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر
فرض باجماعت کو انہوں نے ترک کیا ہو تو تراویح
سے ادا نہ کریں "اس مسئلہ کی تعلیل یہ ہے، جس کو
انہوں نے یوں بیان کیا ہے، کیونکہ تراویح تالیف

للتراویح ولا للعشاء عند الامام
 رحمہ اللہ تعالیٰ انتہیٰ حبلی انتہیٰ
 فقد یوہم قوله "ولا للعشاء" جوازا
 التریب جماعۃ ولو لم یصل ہو بیل
 النکل الفرض بہا لکنہ کما علمت خلاف
 المنصوص فانہ الذی فی
 مراد المحتار عن شرح النقایۃ
 عن المنیۃ انت لم یحمل
 عن ما سرکات ادخل فی
 الروض علی هذا الایہام و اما
 ما ذکر انہ لیس بقیام عند
 الامام فنعمہ و نعم الجواب
 عنہ ما افاد الصولی المحقق
 ابن عابدین ان احالۃ فی
 ذاتہ لا تنافی کون جماعۃ تبعہ
 قلت الاتزی ان الظہر و
 العصر من اعظم الفروض
 المستقلة والجمع بینہما من
 توابع الوقوف بعرفۃ و لو فی حجة
 نافدة فانہم قال الشامی
 انہم اختلفوا فی افضیۃ صلاتہما
 بالجماعۃ بعد التراویح ع

ہیں و دوتر کو اس صورت میں جماعت کے ساتھ پڑھے
 کیونکہ دوتر تراویح کے تابع ہیں اور نہ ہی عشاء کے
 تابع ہیں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 انتہیٰ حبلی انتہیٰ اس میں اس کا قول کہ دتر عشاء کے تابع
 نہیں ہے و جم پید اگر تا ہے کہ اس کے یا سب کے
 فرض باجماعت پڑھے بغیر و ترک باجماعت پڑھنا
 جائز ہے لیکن یہ بات علماء کی نص کے خلاف ہے
 دو مختار میں شرح نقایہ سے اور اس نے غیر سے
 نقل کرتے ہوئے جو ذکر کیا ہے اگر اس کو گزشتہ
 مفہوم پر محمول نہ کیا جائے تو وہ اس وہم کا بہترین
 رد ہے اور یہ بیان کہ و ترا نام صاحب کے نزدیک
 عشاء کے تابع نہیں ہیں ہاں یہ درست ہے۔ اور
 اس کا بہترین جواب وہ ہے جس کو آقا محمد بن بابویہ
 نے بیان فرمایا ہے کہ دتر فی ذاتہ اصل ہیں اور ان کی
 جماعت کا عشاء کے تابع ہونا فی ذاتہ اصل ہونے
 کے منافی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کیا آپ نے نہیں
 دیکھا کہ عہد اربعہ عصر کے فرض عظیم اصل اور مستقل ہیں
 لیکن اس کے باوجود ان دونوں فرضوں کو مع تمام
 عرفات کے تابع قرار دے کر جمع پڑھا جاتا ہے خواہ
 فصل حج ہی کیوں نہ ہو۔ غور کہ علامہ شامی نے مآخذ
 کی اس عبارت پر کہ دتر کو تراویح کے بعد باجماعت
 پڑھنے کی افضلیت میں اختلاف ہے۔ پر فرمایا

ای فکات جماعته ادون حاله من جماعه
 التراویح المسونة عند الجمهور حتی
 لو ترکہا کل الشوا فکیف بجماعه العرض
 الواجبة علی الصحیح الرجیح فما یخ
 انت یكون تبعاف الجماعة وانت
 کانت اصلا فی الذات حتی
 افسد تذکرة السکوبات قلت علی
 انت التعلیل بالنقضیه المذکورة
 تعلیل بالنفی وهو عندنا من
 التعلیلات الفسدة کما مر حوا
 به فی الاصول و حصر العلة فی التبعية
 ممنوع محتاج الی البیان هذا
 والاخر انت من صریح الفرض
 بجماعة یجوز له الدخول فی جماعه
 لو ترسوا علی الفرض خلف هذا الامام
 او خلف غیره کما قررنا فی الشارح وسواء
 صلی التراویح وحده او
 خلف هذا الامام او غیره کما
 نصوا علیه قلت بل ومن لم
 یصلها من ساکما یشمله اطلاق
 قوله ولو لم یصلها بالامام
 به انت یصلی الوتر معه
 فانه یصدق بانقاء المقید و
 المقید جمیعاً و لیحضر اماماً ذکرنا
 انت جماعه الوتر هل هی تبع

یعنی وتر کی جماعت تراویح کی جماعت سے ادنیٰ ہے
 کیونکہ تراویح کی جماعت جموع کے ہاں مسنون ہے حتیٰ کہ
 اگر تمام لوگ تراویح کی جماعت کے تارک ہوں تو سب
 گنہگار ہوں گے، تو جماعت وتر کا فرض کی جماعت سے
 جو کہ رائج قول کے مطابق واجب ہے، کیا مقابلہ ہے؟
 پس یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وتر اگرچہ فی ذاتہ مستقل نماز ہیں
 لیکن ان کی جماعت عشا کی نماز فرض کے تابع ہے اس
 لئے اگر وتر کی جماعت میں یا آئے کہ عشا کے فرض
 باقی ہیں تو وتر فاسد ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ علامہ
 شامی کا متن کے قول مذکور کو ملت قرار دینا یہ تعلیل بالنفی
 ہے جبکہ ہم اضافہ کے ہاں تعلیل بالنفی فاسد ہے
 جیسا کہ اصول فقہ میں اس کی انھوں نے تصریح کی ہے
 پھر اس کہہ کر کہ جماعت کا فرض کے تابع بنانے
 کے لئے ہی ملت ماننا متعجب بیان ہے، اس کے
 محفوظ ذکر اس بحث سے حاصل شدہ دوسری چیز ہے
 کہ جس نے فرض باجماعت ادا کئے ہوں غوا کسی دوسرے
 امام کے ساتھ جماعت میں پڑھے تو اس کو اس امام کے
 ساتھ باجماعت وتر پڑھنا جائز ہے جیسا کہ علامہ شامی
 نے اس کی تصریح کی ہے غوا اس نے تراویح باجماعت
 اس امام یا کسی دوسرے امام کے ساتھ پڑھی ہوں یا
 تراویح اکیلے پڑھی ہوں جیسا کہ فقہائے اس کو صراحت
 بیان فرمایا۔ قلت (میں کہتا ہوں کہ) غوا اس نے
 تراویح سرے سے پڑھی ہی نہ ہوں کیونکہ اس کا یہ قول
 کہ اگر اس نے تراویح امام کے ساتھ پڑھی ہوں تو بھی وتر
 باجماعت پڑھ سکتا ہے" مطلق ہے، جو اس صورت کو

لجماعة التراويح امر لا، جعفر العاضلان
الحلبی واسطططاوی فی حواشی
الدرالی الثانی كما سمعت واستظهر
الشامی الاول قائلا انت سنة
الجماعة فی الوتوانا عرفت
تأیمة التراويح قلت وهذا
هو الاظهر فان مشروعية
جماعته لو كانت لاصالة فاصالته
دائمة لا تختص بزمضان، ثم
سأیت العلامة البرجندی
نعم فی شرحه لنفیة انت
الجماعة فیہ لما حکانت
بتبعیة التراويح علی ما هو
المشهور انه فقد ثبت روایتہ
واعتضد روایتہ و تروجہ
شہرة فانقطع النزاع، فاعلم
انت هذا حکله فیما لو تروک
الحکمل جماعة التراويح
كما قد صامت الغنیة
عن القنیة، أما اذا جتمع

بھی شامل ہے کیونکہ مقید کلام کی نفی سے قید و مقید
دونوں کی نفی بھی ہو سکتی ہے (جی سے تراویح نہ پڑھنے
کی صورت بھی سمجھی جاتی ہے)، اس کو نوٹ کر۔ لیکن مقلد
کا یہ بیان کہ وتر کی جماعت کیا تراویح کی جماعت کے
تابع ہے یا نہیں، تو علی اور طحاوی دونوں کا اجماع
یہ ہے کہ تابع نہیں ہے یہ بات انھوں نے درمختار کے
حاشیہ میں بھی ہے جیسا کہ تو سماعت کر چکا ہے، و
علامہ شامی نے پختہ احتمال یعنی تابع ہونے کو ہی ہر
قرار دیا ہے یہ کہتے ہوئے کہ وتر کی جماعت کا سنت
معلوم ہونا تراویح کے تابع ہونے کی وجہ سے ہے۔
میں کہتا ہوں کہ یہ علامہ شامی کا قول یا ظاہر ہے کیونکہ
اگر وتر کی جماعت خود اصل ہوتی تو پھر یہ جماعت پورا
سال ہوتی صرف رمضان کی تفصیل نہ ہوتی، پھر اس کے
بعد میں نے یہی بات علامہ برجندی سے صراحت پائی
کہ انھوں نے اپنی نقایہ کی شرح میں لکھا کہ وتر کی
جماعت تراویح کے تابع ہے جیسا کہ یہی مشہور ہے،
اس کی روایت ثابت اور ان کی روایت مضبوط اور
شہرت کو ترجیح ہے لہذا یہ اختلاف ختم ہو گیا ہے،
معلوم ہوتا چاہئے کہ یہ ساری بحث اس صورت میں
متنی جبکہ تمام نے تراویح کی جماعت کو ترک کیا ہو جیسا

عہ جواب امامی قولہ اما ما ذکرنا (م)

سہ رد المحتار باب التراويح والنافل
شرح نقایہ البرجندی فصل فی التراويح
مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
منشی ذکریہ بخش
۴۸/۲
۱۲/۱

القوم و تخلف عنهم
 ناسب ثم ادركوا الوتر مع الاسماء
 فلا شك انهم لهم الدخول في
 جماعة الوتر اذا كانوا اصلوا الفرض
 بجماعة كما سمعت ، نعم ذهب
 بعض كالاتمام على بن احمد
 وعين الانمة الكرابيسي الى
 تبعية لجماعة التراويح في حق
 كل متصل بمعنى ان من لم
 يدركها مع الامام لا يتبعه في
 الوتر ، لكنه كما علمت قول مرجوح
 قلت وبهذا التحقيق ظهر التوفيق
 بين كلام العلامة البرصدي المدد كونه
 كلامه الفاضل شيخنا زاده في
 مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر حيث
 قال لو لم يصلها (يعني التراويح)
 مع الامام صلى الوتر به لانه تابع
 لرمضات وعند البعض لانه تابع
 للترويح عنده ، وفي القيساني و يجوز
 ان يصل الوتر بالجماعة وان
 لم يصل شيئا من التراويح مع الامام
 وصلها مع غيره وهو الصحيح ثم ما في
 المجمع فانه صريح في ان القول

کہ ہم نے فقیر سے فقیر کے حوالے سے پہلے بیسیان
 کر دیا ہے لیکن اگر لوگوں کی جماعت تراویح سے
 کچھ لوگ رہ گئے ہوں اور یہ لوگ بعد میں اگر امام کو وتر
 کی جماعت میں پاتیں تو کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ وتر کی
 جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ انھوں نے فرض
 باجماعت پڑھے ہوں جیسا کہ توسن چکا ہے ، ہاں
 بعض حضرات جیسا کہ علی بن احمد اور عین الانمہ کرابیسی
 اس طرف گئے ہیں کہ وتر کی جماعت تراویح باجماعت تابع
 ہے لہذا ہر نمازی کے لئے فرض ہے کہ وہ تراویح باجماعت
 پڑھے بغیر وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو لیکن تو معلوم
 کر چکا ۔ یہ کہ یہ بات مرجوح ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس
 تحقیق سے ، علامہ بن ندی کے کلام اور فاضل شمس زاده
 کی تفسیر الانهر شرح ملتقى الابحر میں ذکر کردہ کلام میں
 موافقت واضح ہوگئی فاضل نے کہا کہ اگر اس
 نے تراویح امام کے ساتھ زمیمی پڑھی ہوں تو وہ امام کے
 ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے کیونکہ وتر کی جماعت رمضان کے
 تابع ہے ، بعض کے نزدیک وہ وتر امام کے ساتھ نہیں
 پڑھ سکتا کیونکہ ان کے نزدیک وتر کی جماعت تراویح کے
 تابع ہے ۔ اور قسطنطینی میں ہے کہ اگر کسی نے تراویح
 جماعت سے نہ پڑھی ہوں یا کسی اور امام کے ساتھ
 پڑھی ہوں تو وہ بھی وتر امام کے ساتھ باجماعت پڑھ
 سکتا ہے ، یہی صحیح ہے اور ۔ مجمع کا بیان اس بات
 میں صریح ہے کہ وتر کی جماعت کا تراویح کے تابع ہونے

بتبعية للتراوية قول مرجوح خلاف
الجمهور وصريح ما في البرجندی
انه هو القول المشهور ووجه التوفيق
ان التبعية في كلام المجمع ما خوزة
بالنظر الى كل احد في خاصة نفسه
ولذا بنى عليه منع من لم يدركها
مع الامام عن دخوله في التواتر وفي
كلام البرجندی بمعنى وقوعه بعد
اقامة الناس جماعة التراوية وان
لم يدركها بعض المقوم فليكن التوفيق
وبالله التوفيق ثم انما المجمع
بتبعيته لم يضاف الى جماعته
غير مشروعة الا فيه لاسب تبعيته
عما سواه مطلقا حتى ينافي تبعيته
لجماعة التراوية بل والفرض
فان فيه ما قد علمت ، فاذن لا خلاف
بين التبعتين الاعلى قول البعض
المرجوح ، هكذا ينسحق التحقيق و
الله تعالى وفي التوفيق ، نعم
وقسم في شرح المنية الصغير ،
ما نصه اذا لم يعمل الفروض
مع الامام قيل لا يتبعه في
لتراوية ولا في التواتر وكذا اذا لم
يصل مع التراوية لا يتبعه في التواتر
والصحيح انه يجوز ان يتبعه

کا قول مرجوح ہے اور جمهور کے خلاف ہے اور برجندی
کا بیان یہ ہے کہ یہ قول مشہور ہے۔ اعدوا الفت کی
وجہ یہ ہے کہ مجمع کے کلام میں جس تابع کو مرجوح کہا ہے
اس سے مراد وہ صورت ہے جبکہ تراویح کی جماعت
بالکل نہ ہوئی ہو اور کسی نے بھی تراویح کی جماعت سے
نہ پرہیز ہوں اسی لئے اس نے وتر کی جماعت میں شامل
ہونے کی حافت کی بنا اس بات کو بنایا ہے کہ امام
کے ساتھ تراویح نہ پرہیز ہوں ، جبکہ علامہ برجندی کا
یہ کہنا کہ وتر کی جماعت تراویح کے تابع ہونا مشہور
قول ہے اس سے مراد وہ صورت ہے کہ جب بعض
نے تراویح کی جماعت کی ہو اور بعض لوگ اس جماعت
سے رہ گئے ہوں۔ یوں توفیق ہو گئی اللہ کی دی ہوئی
توفیق سے پھر وتر کی جماعت کا مضام کے تابع
ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے بغیر وتر کی
جماعت جائز نہیں یہ مطلب نہیں کہ یہ کسی اور چیز کے
تابع نہیں تاکہ اس کا تراویح اور فرض کے تابع
ہونے کی نفی ہو سکے ، کیونکہ یہ مطلب اپنے میں اعتراض
ہے ، لہذا دونوں کے تابع ہونا ایک دوسرے کے
منافی نہیں ہے ماسوائے ایک مرجوح قول کے ،
تحقیق یوں چاہئے ، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔
ہاں خیر صغیر میں یہ بات مذکور ہے کہ جس نے غرض
با جماعت نہ پرہیز ہوں وہ تراویح اور وتر کی جماعت
میں ایک قول کے مطابق شریک نہ ہو اور وہ بھی
جو اس امام کے ساتھ تراویح کی جماعت میں شریک
نہ ہوا تو وہ بھی اس امام کے ساتھ وتر کی جماعت میں ،

فی ذلك كله حتى لو دخل بعد ما حصل
 الامام الفرض وشرع في التراويح
 فانه يصح الفرض اولاً وحده ثم يتابعه
 في التراويح وفي القنينة
 لو تركوا الجماعة في الفرض ليس
 لهم ان يصلا التراويح جماعة آخر
 فاولهم ذلك عند بعض الناس ان
 الحلبي صححه جواز اتباع الامام في
 التراويح لو يتسم في الفرض ، وانا
 اقول ليس هو رحمه الله تعالى
 من اصحاب التصحيح وانما
 وظيفته النقل عن ثمة لرحمة
 ومعلوم ان شرحه الصغير انما
 هو ملخص عن شرحه الكبير و
 هذه عبارة الكبير بمراي عين منكر
 لا ترى فيه تصحيحاً اصلاً ناظر الى هذا
 المتوهم وانما فيه تصحيحات الاول من
 الامام الفقيه ابى الليث بجواز اتباع
 الامام في التراويح سواء صلى التراويح
 كلها او بعضها معه او مع غيره او وحده
 منفرداً وهذا مجمل قوله يجوز ان
 يتبعه في ذلك كله والثاني
 عن الامام طهیر الدين
 المرويتي في لجواز اتباع
 في التراويح وان لم يتبعه في الفرض
 من جري شرح غيبة الصلي

شریک نہ ہو (لیکن یہ بات درست نہیں) کیونکہ ان
 مذکور تمام صورتوں میں وہ و تر امام کے ساتھ باجماعت
 پڑھ سکتا ہے، حتیٰ کہ امام کے فرض سے فارغ ہونے کے
 بعد اگر مسجد میں آیا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ پہلے
 اکیلے فرض پڑھ کر پھر تراویح کی جماعت میں شریک ہو جائے
 اور قنیر میں ہے کہ اگر لوگ فرض کی جماعت کے تارک
 ہوں تو وہ تراویح باجماعت امام کے ساتھ نہ پڑھیں۔
 اس سے بعض حضرات کو یہ وہم ہوا ہے کہ صلی نے
 فرض باجماعت کے بغیر ترک جماعت میں شرکت کو
 صحیح قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صلی رحمۃ اللہ علیہ
 اصحاب اہل بیت میں سے نہیں، ان کا کام صرف اتنے
 ترجیح کے قائل کرنا ہے اور یہ بات بھی واضح ہے
 کہ ان کی شرح صغیرہ ان کی کبیر شرح کا خلاصہ ہے
 اور کبیر شرح کی عبارت آپ کے سامنے ہے اس میں
 اس وہم کے متعلق کوئی تصحیح نظر نہیں آتی، اس مسئلہ
 میں صرف دو تصحیحات موجود ہیں ایک امام فقیہ ابراہیم
 کی جو کہ کسی طرح بھی تراویح پڑھ لینے والے کو خواہ
 اکیلے یا جماعت کے ساتھ اس امام یا کسی دوسرے
 امام کے ساتھ پھر یہ کہ تمام تراویح یا بعض باجماعت
 پڑھی ہوں، و ترک جماعت میں شرکت کے جواز کے
 بارے میں ہے اور اس کو بطور اجمال صلی نے اپنے
 اس قول سے تعبیر کیا کہ اس و ترک جماعت میں شرکت
 کی تمام صورتوں میں جائز ہے۔ اس بارے میں
 دوسری تصحیح امام نکیر الدین مرغینانی کی ہے جو کہ امام
 کے ساتھ تراویح کی جماعت میں شرکت کے جواز سے

وعليه يتفصح المذکور في
 الشرحين معاً حتى لو دخل بعد ما حصل
 الامام المصنف "فالتوهم المحاصل
 في عبارة الشرح الصغير انما منشوء
 ما وقع فيه ههنا من الاختصار
 المخل لا ترى انه اقتصر في التفریع
 المذکور كما صلبه الكبير على قوله يتابع
 في التوازیع ، ولو كانت مرادة بقوله
 في ذلك كله ما يشمل المتوهم السداد
 ايضاً والوتر ، وبالجملة فالمعروف المعلوم
 من تصحيحات الاثمة هو الذي بينه
 في الشرح الكبير ، وهذا المتوهم
 لا يعرف له تصحيح ولا ترجيح ، فلا
 يعارض ما نص عليه في منية
 الفقهاء وحكمه حکماً حباناً ما
 من دون ذکر خلاف فعليك بالتبصر
 والانصاف ولقد من تقول ان الامام
 معروف باللام وضمير يتبعه تراجع
 اليه والمعرفة اذ اريدت معرفة
 كانت المراد عين الاول غالباً فالمدعى
 اذالم يصل المصنف مع
 هذا الامام فله امت يتبعه
 في التوازیع لا يجب لاتباعه
 في التوازیع يكون اتباع هذا
 الامام بعينه في المصنف ،

متعلق ہے اس شخص کے بارے میں جس نے اس امام
 کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں۔ اسی تصحیح پر بغیر و کبیر
 شرحوں کی تفریع مرتب ہے کہ کوئی شخص امام کے فرض سے
 غارتا ہونے کے بعد مسجد میں آیا ، لہذا الشرح صغیر کی
 عبارت سے جو ہم پیدا ہوا اس حسن اختصار کی وجہ سے
 پیدا ہوا ، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ انھوں نے تفریع کیا
 کہتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ وہ فرض پڑھنے کے بعد امام
 کے ساتھ توازیع میں شامل ہو جائے۔ اور شرح کبیر میں بھی
 اتنا ہی ذکر ہے ، اور اگر اس کے قول "ان سب صورتوں
 میں وہ صورت بھی شامل ہوتی ہیں کا وہم جو اسے تو
 پھر تفریع میں توازیع میں شامل ہونے کے ساتھ وتر
 میں شامل ہونے کو بھی ذکر کرتے۔ الحاصل انہ کرم کی
 تصبیحات سے صرف وہی بات معلوم ہوتی ہے جو کہ
 شرح کبیر میں ہے حالانکہ وہم شدہ کی ، اس میں
 کوئی تصحیح یا ترجیح نظر نہیں آتی ، لہذا شرح کبیر کی عبارت
 خیر العقبار کی صریح عبارت کے معارض نہیں ہو سکتی
 جبکہ اس تہمہ میں جزمی حکم ہے اور اس میں کسی اختلاف
 کا اس بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے ، نتیجہ غور و فکر میں
 انصاف چاہئے ، اور تویہ بھی کہہ سکتا ہے کہ شرح صغیر
 کی عبارت میں لغتاً "الامام" معروف باللام ہے اور غلط
 تعبیر میں ضمیر کا مرجع وہی امام ہے ، اور اکثر طبع پر
 معروف موجب دوبارہ معروف ذکر کیا جائے تو وہی ایک مراد
 ہوتا ہے۔ تراسی قاصدہ کے مطابق معنی یہ ہو گا کہ جب
 اس خاص امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے تراسی امام مذکور
 کے ساتھ وتر باجماعت پڑھ سکتا ہے یعنی کسی امام کے

وهذا صحيح لا شك ويؤيد هذا
الفهرات الفهستاف لما قال
اذ لم يعمل الفرض معه لا يتبعه
في الوتر احتاج الشافعي الى
بأنه مرادة وان المقصود
مع امام ما لامع خصوص
هذا الامام، وان حبال
مجادل فقول الشرح الصغير
مطابق بتصحيح نقل هذا
التصحيح الذي لا يعمل
له اشواص في كتاب قبله
حتى في الكبير الذي كان
اصله، والله الموت فقد
تحرر بما تقررات الجماعة
الموتية لجماعة الفرض في
حق كل واحد من المصلين،
ولجماعة التواضع في
الجملة لا في حق كل،
ولرمضان بمعنى انها
تكره في غيره لسو حلال
بديل التداخيل بان
يقتدى اربعة بواحد
كما في الدرر الدار

ساتھ وتر پڑھنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ فرض
بھی اسی کے ساتھ باجماعت پڑھے ہوں، اور یہ مفہوم
بلا شک شہ صحیح ہے، اس مفہوم کی تائید قسستانی کے
اس قول سے ہوتی ہے جس کی مراد کو علامہ شامی نے
واضح کیا ہے، وہ یہ کہ جب قسستانی نے کہا جب امام
کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں تو وتر اس کے ساتھ نہ پڑھے
اس پر علامہ شامی نے مراد کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ اس
امام سے مراد کوئی امام ہے یعنی اگر کسی بھی امام کے ساتھ
فرض نہ پڑھے تو پھر وتر بھی جماعت سے نہ پڑھے، اگر
کوئی اس وہم پر بحث کا اصرار کرتا ہے تو اس کو یہ گہر دیا
جاسے کہ تصنیف شرح کا یہ صحیح کتباً باعث مطالبہ ہے کہ
اس نے یہ کیوں کہا جبکہ اس سے قبل کسی کتاب میں اس
صحیح کا نام و نشان نہیں ہے حتیٰ کہ ان کی اپنی کتاب
کبیر میں بھی نہیں اس تصنیف کا اصل ہے، واللہ الموفق
پس اس تقریر سے یہ بات صاف ہو گئی کہ وتر کی جماعت
فرض کی جماعت کے تابع ہے تمام نمازیوں کے لئے
اور وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے
کچھ نمازیوں کے لئے (یعنی بعض حضرات نے بھی تراویح
باجماعت پڑھ لیں تو دوسروں کو وتر کی جماعت میں شرکت
جائز ہے) اور وتر کی جماعت رمضان کے بھی تابع ہے
لیکن اس معنی میں کہ غیر رمضان میں یہ جماعت مکروہ ہے
جب یہ غیر رمضان میں وتر کی جماعت بطور دعوت و
اجتماع ہو یعنی چار افراد ایک امام کی اقتداء کریں تو مکروہ ہے

جیسا کہ در مختار میں دوسرے منقول ہے، حتیٰ کہ اگر تین آدمی وتر کی جماعت میں ایک امام کی اقتدار کریں تو یہ اصح قول کے مطابق جائز است جائز ہے، جیسا کہ علامہ طحاوی نے مراۃ الفلاح شرح نور الایضاح کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔ نور الایضاح علامہ شرنبلالی کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام علماء پر رحمت فرمائے۔ اس تحریر کو مضبوط کر ہو سکتا ہے کہ تجھے دوسری جگہ یہ مفصل بحث نہ ملے و ما توفیقی لا باللہ العظیم الخیر واللہ تعالیٰ سخرہ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتمم۔ (د ت)

مسئلہ دو رکعت تراویح کی نیت کی قعدہ اولیٰ قبول کیا تین پڑھ کر بیٹھا اور سجدہ کیا تو نماز ہوئی یا نہیں اور ان رکعتوں میں جو قرآن شریف پڑھا اس کا اعادہ ہو یا نہیں اور چار پڑھ لیں تو یہ چاروں تراویح ہوئیں یا نہیں؟ نیز اتوار

الجواب

صورت اولیٰ میں مذہب میں یہ نماز ہوئی اور قرآن طہیم جس قدر اس میں پڑھا گیا اعادہ کیا جائے،

رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی نے تین نفل ایک قعدہ کے ساتھ پڑھے مغرب کی نماز پر قیاس کرتے ہوئے جائز نہ رہا پاس ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ نفل جائز نہیں کیونکہ اس کی آخری رکعت جس کے بعد قعدہ کیا ہے وہ فاسد ہے کیونکہ وہ دو پر زائد ایک رکعت نفل رہ گئی جبکہ ایک رکعت نفل جائز نہیں لہذا اس آخری رکعت کے فساد سے پہلے دو رکعت بھی فاسد ہو جائیں گی۔ (د ت)

حتیٰ جائز اقتداء بثلثة یا ما صلا کراہۃ فی الاصلۃ کما فی حاشیۃ العلامة الطحطاوی علی مراۃ الفلاح شرح نور الایضاح للعلامة الشونبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العلماء جمیعاً اتقن هذا العمل لا تجز هذا التحریر فی غیر هذا التفسیر وما توفیقی الا بالعلیم الخیر واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتمم و احکم۔

فی رد المحتار لو تقطوع ثلاث بقعدة واحدة کان ینبغی الجواز اعتباراً بصلوة المغرب لکن الاصل عدمہ لانه قد فسد ما اتصل به القعدة وهو الركعة الاخيرة، لان التفل بالركعة الواحدة غیر مشروع فیفسد ما قبلہا۔

اور چار پڑھ لیں اور قعدہ اولیٰ نہ کیا تو مذہب مفتی پر یہ چاروں دو ہی رکعت کے قائم مقام گنی جائیں گی باقی اور پڑھ لیں

کما صرح به لرد المختار عن النور الفائق عن النور الهدی (جیسا کہ رد المحتار میں نور الفائق اس نے تراویح سے وضاحت کر دی گئی ہے۔ ت) وروغوں قہر سے کئے تو قطعاً چاروں رکعتیں ہو گئیں۔

وراکراہۃ ایضا کما یغنیہ التحلیل المذکور چار رکعت نفل دو قہروں اور ایک سلام سے جائز نہیں
فی رد المختار نعم الا فضل مثنی مثنی کما اور کوئی کراہت نہیں ہے جیسا کہ رد المحتار کی بنا پر کراہ
لا یخفی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حلت سے حاصل ہے تاہم نفل دو دو پڑھنا افضل
ہے جیسا کہ واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۲ از تجرالا پور ضلع سہارن پور مرسلہ سید یاد علی صاحب ۱۹ شوال ۱۳۰۰ھ
کی فرمائے ہیں علامتے دین اس مسئلہ میں کرام جماعت تراویح میں مشغول ہے اب چند آدمی آئے وہ فرض
جماعت سے پڑھیں تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ بینا توجروا

الجواب

صحیح ہے کہ کوئی حرج نہیں،

وہو فی مسجد محلۃ حیث لم یکرر والاذان وروغوں سے کراہت کا ہو وہ مسجد میں
وعد لواء عن المحراب کما ہو معروف ہے۔ (ت)

ملاحظہ فرمائیے

اذا کبرت بغیر اذان فلا کراہۃ مطلقاً وعلیہ اگر چہ محلہ کی مسجد ہی میں جبکہ دو بار اذان نہ دیں
المسلمون۔ (ت) اور جواب سے منکر جماعت کراہت جیسا کہ معلوم و
غیر میں ہے۔

عن ابی یوسف اذا لم یکن علی الطیئۃ الاولی لا یکرر والا یکرر وہو الصحیح وبالحدول
عن المحراب تختلف المہینۃ کسذا فی فتاویٰ البزازیہ۔
تمام لکھنؤ یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ جب دوسری
جماعت پہلی جماعت کی طرز پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ
ہے، یہی صحیح ہے، اور جواب سے بحث کر کے پہلی
جماعت کی طرز پر مل جاتی ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ایسے ہی ہے (ت)

مگر جہاں تک ممکن ہو جماعت تراویح سے دور جماعت کریں اور ان کا امام ضرورت سے زیادہ آواز بلند نہ کرے تاکہ غلط
وٹلیس سے ایمن رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سہ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار باب الامارۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۴۰/۱
سہ غنیۃ المستشرقین فی شرح نیت الحاصل فصل فی احکام المسجد۔ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۶۱۵

۱۳ انہار الانوار من یوصلوۃ الاسرار

(صلوۃ الاسرار کے پانی سے انوار کی نہریں)

(نماز غوثیہ کے ثبوت میں تحقیق رضوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۱۳ اردہلی کھڑکی فرانش خانہ مسجد حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ مرسلہ جناب مستطاب مولانا مولوی حافظ شاہ سسران قی محمد عمر صاحب قادری اور ترمذیہ ان اولی شریفین ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صلوۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور شرع میں جائز ہے یا نہیں، نیز اس کی روایت کو سہی اصل اور اسے بہجۃ الاسرار میں کسی فاسق جھٹی کا الحاق بتانا اور تصانیف شیخ اکبر و امام شہرانی کی نظیر دینا ہے کہ ان میں الحاق جو ہے اور کتا ہے کہ نماز فرض کے بعد قبلے سے انحراف اور کسی حراہ و ولی کی تعیین سمیت اور ہیأت نماز یا تعظیم اُس طرف چلنا تذلل و خشرع تمام کرنا برگز درست نہیں، اور کتا ہے آنجناب یعنی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتاب و سنت و سیرت صحابہ کے اتباع اور احکام شرع پر قیام اور محدثات سے اجتناب تمام اور طاعات میں اخلاص اور ہر حال میں خدا پر توکل و اعتماد میں استقامت کا ملہ تھی وہ ان امور کے خلاف کیونکر فرماتے کہ بعد نماز مغرب عراق کی طرف بتعظیم تمام چلو اور دل سے متوجہ ہو کر میرا نام لے کر حاجت چاہو یہ فعل کتاب و سنت و طریقہ خلفائے راشدین کے خلاف ہے اور سیرت و عمل صحابہ کے موافق نہیں اور تابعین و تبع تابعین و دیگر اسلاف کرام و ائمہ عظام سے اس کا مثل منقول نہیں، حوام کہ اسے عمل مشائخ کہتے ہیں قابل التفات نہیں مشائخ میں جو اہل علم فقہاء و ائمہ ہوئے کسی نے اس کے مثل تصریح نہ کی اور قول و فعل بعض غیر موثق پر عمل نہ چاہیے بلکہ سواد اعظم کا اتباع

چاہئے، صحابہ محبت و تعظیم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہم سب سے زیادہ اور گراں و حسنات پر بہت جریعت تھے
انگریز عل موجب ثواب و قربت الی اللہ ہوتا تو سلف کرام بلکہ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ کی
طرف کرتے، یہاں یہ کلام اس کا غلط ہے یا صحیح، بینوا تو جبر و

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اس کے اچھے
امتحان پر، زمین و آسمان کو عجائبات سے بھر لے، اور
اپنی قدرت و قضا میں جیسے چاہے بھرنے پر اور شکر
محیط صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ان کے انعامات
پر ایسا شکر جو ان کی بہترین نعمتوں کو پورا پورا اور ان
کی مزید عطاؤں کو ہماری طرف سے کفایت کرنے
اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے صاحبزادوں اور ازواج
اور اصحاب اور آپ کے علم، بزرگی اور بلندی کے
وارث ہمارے غوث اعظم پر جو آپ کے جہنم سے کو
بلند کرنے والے ہیں اور تمام اولیاء پر رحمت نازل کرے
ایسی رحمت جو ہمارے لئے اسرار کو مکمل دے اور
شریر لوگوں کی اذیت کو ہم سے پھیر دے، اور اللہ تعالیٰ
کے بیان حاضری کے دن کے لئے ذخیرہ بنے، اور میں
گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے
ایسی گواہی جو اس کی رضا کی موجب ہو، اور گواہی دیتا
ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ ہے
اور رسول ہیں جو حق کو خفا سے ظاہر کرنے والے ہیں
صلی اللہ تعالیٰ وسلم آپ پر اور اس کے دربار میں
تمام پسندیدہ بندوں پر، وہ صلوة جو اس کی کبریائی
کے شایان شان ہو اور وہ سلام جو اس کی بقا اور

الحمد لله على حسن بلائه ، ملا
اصفيه و ملا سمائه ، و ملا ماشاء
ف قدره و قضائه ، والشكر
للمصطفى عن نعمائه ، شكرا يوافي
حسن الاثمه . و يكا في عما يزيد عطائه ،
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بنائه ، و ازواجه و اصحابہ و
اجبائه و وارث علمہ و معبدہ و
سناثہ ، غوثنا الاعظم ساقی
لوائہ ، و مشایخنا الکرام و ساشو
اولیائہ ، صلوة تکشف لنا الاسرار ،
و تعرف عنا ذی الاشوار ، و تکوی عدۃ
بیوم لقائہ ، و اشهد ان لا اله الا
الله وحدہ لا شریک له شهادة
موجبة لرضائہ ، و اشهد ان
محمد عبده و رسوله الصادق
یا الحق بعد خفاثہ ، صلی اللہ
تعالیٰ وسلم علیہ ، و علی کل عبد مرضی
لیدیہ ، صلوة تأتي علی قدر کبریائہ ،
و سلام یدوم مبد و امانہ و

دوام تک دائم جو، آمین آمین اسے اللہ برحق آمین
 بندے پر رحم کرنے اور اس کی دعا کو سننے والے،
 اپنے جلیل القدر آقا کے سامنے حقیر اور ناتواں بندہ
 ابو محمد عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی مفتی قادری برکاتی بریلوی
 واللہ تعالیٰ اس کی شدت و سہولت میں لطف و
 مہربانی فرمائے، واللہ تعالیٰ سے امداد چاہتے ہوئے
 اور حق و صواب کے چہرے سے پردہ اٹھانے اور شک کے
 دور کرتے ہوئے جواب کا ایسا نام جو اس کی تحریر کے
 سال کو ظاہر کرے انہار الانوار من یہ صلوة الاسرار
 رکھتے ہوئے لکھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ذخیرہ اور ذریعہ
 اپنے دربار میں بنائے جس میں زمین اپنے رب کے
 نور سے چمک جائے۔۔۔۔۔ اور غروب
 روشنی ہو سکے، آمین، الحمد للہ رب العالمین، اسے
 اللہ حق و صواب کی رہنمائی فرما۔ (ت)

فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارہم العسزیزہ کی معمول اور قضا سے
 حاجات و معمول مرادات کے لئے عمدہ طریق مرضی و مقبول اور حضور پر نور غوث الکونین خیاثہ اشقتین
 صلوات اللہ وسلامہ علیہ جبرہ الکریم وعلیہ سے مروی و منقول، (اجل علما و اکابر کلا اپنی تصانیف علیہ میں آئے
 روایت کرتے اور مقبول و مقرر و مسلم معتبر رکھتے آئے، امام اجل جام البجل سیدی ابوالحسن نور الدین علی
 بن جریر لکھی شطنوفی قدس اللہ سرہ العزیز بندہ خود بہجۃ الاسرار شریف میں اور شیخ شیوخ علما۔ المندرجین محقق مولانا
 عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ زبڈۃ الآثار لطیف میں اور دیگر علما سے کرام و کلمہ سے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ
 اپنے اپنے اسفار خفیف میں اس جناب کا نام رکاب علیہ رضوان العزیز الوہاب سے راوی و ناقل کر ارشاد فرمایا،
 جو بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد
 فاتحہ سورۃ اخلاص یا زید بار پھر بعد سلام نبوی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوة و سلام عرض کرے پھر عراق شریف
 کی طرف گیارہ قسٹ دم چلے اور میرا نام یاد اور اپنی حاجت

بقائه، آمین، آمین، اللہ الحق آمین
 یا ساحم العبد و سامع دعائہ، قال
 العبد الدلیل، للمولی الجلیل،
 ابو محمد عبد المصطفیٰ احمد رضا
 المحمدی المفتی الحنفی القادری البرکاتی
 البریلوی، لطف بد اللہ فی شدتہ و
 مہربانہ، مستحینا باللہ فی دفع الارتياب،
 ورفع الحجاب، عن وجہہ الصواب،
 مسیما للجواب، بصلوۃ یعلم عام املاۃ،
 انہار الانوار من یہ صلوة الاسرار، جعلها
 اللہ ذخیرۃ لیدیہ، و ذریعۃ الیہ،
 یوم تشیق الاسرار بنور ربہا و جمیل
 ضیائہ، آمین، والمحمد للہ رب العالمین
 اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔

من صلی رکعتین (نہید فی روایۃ) بعد
 المغرب (وزاد) یقرأ فی کل رکعة بعد
 الفاتحة سورة الاخلاص احدى عشرة مرة
 ثم اتفقوا فی السعی واللفظ للامام ابی الحسن

ذکر کرے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی مراد پوری ہو۔ اسی بات میں "مغرب کے بعد" ان کی بات میں تادم ہے اور صاحب ہجرتہ سر اور صاحب ہجرتہ لائے "برکت میں فاتحہ کے بعد سورہ اہل میں گیارہ مرتبہ رات ذکر کیا، پھر شیخ عبدالحق نے بفضل اللہ ذکر کر، کو بھی اور اس نے صرف "قضى الله تعالى حاجته" ذکر کیا۔ (ت)

قال ثم يصل على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بعد السلام ويسلم عليه وينكسوف ثم يخطو الى جهة العراق احدى عشرة خطوة وينكسر سجدتين كحاجته فانها تقضى (مراد الشيخ) بفضل الله وكرمه (وقال آخر) قضى الله تعالى حاجته.

اسی طرح امام جلیل علامہ نبیل امام عبد اللہ یافعی کی طیب اللہ ثراہ صاحب خلاصۃ المفاحسہ فی اختصار مناقب الشیخ عبد القادر نے روایت کی "یعنی فاضل کمال مولانا علی قادری ہر وی تزیل منکے معطل صاحب شروع فقہ اکبر و مشکوٰۃ اکرم اللہ نزول نے زبنتہ الخاطر میں ذکر فرمایا زبیدہ مبارک میں اپنے شیخ و استاد احسن اللہ مشواہ کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا اور حضرت شیخ محقق نقضہ اللہ پرست سے اس نماز مبارک میں خاص ایک رسالہ نصیحتیں مجاہد سے اُس سے ثابت کہ حضرت و درج سراپا سعادت عامل شریعت کمال طریقت سیدی عبد الوہاب متقی مکی برد اللہ مغنیہ نے کتاب مستطاب ہجرتہ الاسرار کو مقدمہ و مقدمہ اور اس مبارک روایت کو مسئلہ و مسئلہ و باب اور مومن شیخ وحید الدین علی احمد آبادی علیہ رحمۃ الرحمن الہادی کہ سالہ و فوات امام اجل علامہ سید علی رحمہ اللہ تعالیٰ میں متولد ہوئے، حضرت شیخ خوش گویا باری علیہ رحمۃ الملک الباری کے مرید سعید اور حضرت شیخ محقق کے استاد مجید اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقامات رفیعہ و تصانیف کثیرہ پدید ہیں، بیضاوی و بآیہ و تلویح و شریح و قایہ و مقول و مختصر و

یہ تمام مولانا سراج الحق محمد عمر قادری ابن فاضل جلیل مولانا نسیم الدین دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "ریاض الانوار" میں نقل کیا ہے جو چاہے اسے دیکھے (ت) یعنی سالہ ۹۱۱ اور ان کی وفات ماہ صفر کے آخر ۹۹۸ (ت)

علیہ نقلاً برمتہا مولانا سراج الحق محمد عمر قادری حفظہ اللہ تعالیٰ ابن العاقل الجلیل مولانا سید الدین الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ ریاض الانوار من شاء، فلیرجع الیہا علیہ یعنی سلسلہ و وفاتہ لسلخہ صفر و شیعہ ۹۹۸ ۱۲

شروع عقائد مراقف وغیرہ پر روشنی مفید رکھتے ہیں اور کبرائے منکر میں نے بھی اپنے رسائل میں ان سے استناد کیا
 نہایت شہود سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اس پر بتا کید اکید تحریریں وترغیب فرماتے، یونہی شیخ نے
 اخبار آل خیار شریف اور مولانا ابوالحالی محمد سلی عالمہ اللہ تعالیٰ بلفظ نے جنہیں رسالہ مذکورہ شیخ محقق میں علمائے
 سلسلہ علیہ سے شمار کیا تحفہ شریف اور حضرت سیدنا مولانا اسد اوارہ صلیں جبل العلم والیقین حضرت سید شاہ حمزہ علیہ
 قادری فاضل حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاشف الاستار شریف میں اسے نقل وارشاد فرمایا اور امام یافعی بل اللہ
 تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے۔ ت) تصریح فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 الاکرم علیہ وسلم کے اصحاب کرام عظمیٰ اللہ صرناہم العاقبہ (اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو معطر فرمائے۔ ت)
 اس نماز کو محل میں لگاتے اور زبدۃ الامار میں اولیا سے طریقہ علیہ عالیہ روحت ارواحہم (ان کی رو میں معطر
 ہوں۔ ت) کے آداب میں فرمایا: "و ملائمتہ صلوۃ الاسرار التی بعد ہا التخلی احدی عشرۃ
 خطوۃ یعنی اس خاندان پاک کے آداب سے سب صلوۃ الاسرار کی مدامت کرنی جس کے بعد گیارہ قدم چلنا ہے۔
 ہا اینصہ اس کا احوال مشائخ کرام سے ہونا نہ ماننا آفتاب روشن کا نکلا کرتا ہے اور خود کو نسی راہ سب کران، نہ و
 اکابر کو خواہی خواہی مصلوۃ اور عیاذ بان۔ حتیٰ وناحق کو شکر اے، پھر یہ مقولان خدا صرف اپنی طرف سے نہیں
 کہتے بلکہ اسے خاص حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارشاد ہاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الانقیاد پر
 رد و ایراد، اگر انجانی سے نہ ہو تو معاذ اللہ وہ آتش سوزاں و بلا سے بے دریاں و قہر بے ایمان ہے جس کا مزہ اس
 دار القہر و الانقیاس میں نہ کھلے تو کل کیا دور ہے۔ " ان موعودہم الصبح الیس الصبح بقریب "۔
 (بیشک ان کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا مجھ قریب نہیں۔ ت) حضور خود ارشاد فرماتے ہیں:
 تکذیبکم لی سب قاتل لاویا کم و سبب لذهب
 قاتل اور تمہاری دنیا و عقیقتی دونوں کی بربادی ہے۔
 دیا کم و اخراکم۔
 والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور ان کا برائیت و علمائے امت کو قتل و روایت میں بھی غیر موقوف جانتا اسی دار الفتن ہندوستان میں
 آسان ہے جہاں نہ کسی مٹنے کو کلام نہ کسی زبان کی روک تھام۔ یہ امام ابو الحسن نور الدین علی شہنشاہی قدس سرہ

کہ بھتہ الاسرار شریف کے مصنف اور بزرگ حدیث بلند منزل اس روایت جلیلہ کے پہلے مخترع ہیں اجلہ علم و ائمہ قراءت اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں تمام اہل شمس الدین ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ ابو محمد شمس و علمائے قراءت سے ہیں جن کی حصص حصین مشہور و معروف و یار و اصحاب ہے اُس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں ہیں انہوں نے یہ کتاب بھتہ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پریمی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی اپنے رسالہ طبقات المستدرار میں فرماتے ہیں :

انی قرأت ہذا الکتاب اعنی بھتہ الاسرار
بمصر و کان فی خزانة سلطان المصرو علی
الشیخ عبد القادر و کان من اجلة مشایخ
مصر فاجاز فی روایتہ الخ
یعنی میں نے یہ کتاب بھتہ الاسرار مصر میں خزانہ شاہی
سے حاصل کر کے شیخ عبد القادر سے کہ اکابر مشائخ
مصر سے تھے پریمی اور انہوں نے مجھے اس کی روایت
کی اجازت دی الخ۔

امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث و فقہ رجال میں اُن کی جلالت شان عالم آشکار
اُس جناب کے معاصر تھے اور بآئنگہ حضرات صوفیہ کرام کے ساتھ اُن کی روشنی معلوم ہے سا محدث اللہ تعالیٰ
دایا (سم پروردگار پرانہ تعالیٰ زلی و ملے ت ۱۱۱۱) اور الحسن مدوح کی بیانات کہ اُن کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی
کتاب طبقات المرقمین میں اُن کی مدح و ستائش سے رطب اللسان ہوئے فرماتے ہیں :

علی بن جریو اللہ فی الشطون فی الامام الاول
لموالدین شیعہ القراء بالندیار المصوبیة
ابوالحسن اہلہ من شام ولد بالقاهرة
سنة سربم واربعمین وستمائة و تھسدر
للاقراء بجامع الانہری وغیرہ تکاشر
علیہ الطبقة و حضرت مجلس اقرائہ
فاعجب بقی ستمہ و سکوتہ و کان ذا عزم
یعنی علی بن جریو رحمہ اللہ شطون فی امام یکہ ہیں نور الدین لقب
ابوالحسن کنیت بقد مصر میں علمائے قراءت کے استاد
ہیں اصل اُن کی شام سے ہے ۶۳۲ھ میں قاہرہ
مصر میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر وغیرہ میں مسند اقرائہ
پر صدر مشیق کی بکثرت طلبہ ان کے پاس جمع ہوئے
میں اُن کی مجلس درس میں حاضر ہوا ان کی نیک روش
و کم سخن مجھے پسند آئی حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ

عہ بعینہ اسی طرح امام اجل جلال اللہ والدین سیوطی نے حسن الحضرۃ فی اخبار مصر و القاہرہ میں اُس جناب
کو الامام الاول کھا یعنی سب سے قبل امام ۱۲۱۲ھ فقر لہ (م)

بالشیخ عبد القادر الحلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
جسم الخیار و مناقبہ فی نحو ثلث مجلدات الحمد للہ

تہی مجلد کے قریب میں ہیں کہے ہیں۔
پڑنا ہر کہ نام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مثل سے یہ کلمات جلیلہ اُس جناب کی کمال و طاقت و عدالت و وقار و علم و جلالت
پر شہرہ و دلیل فصل ہیں اور خود امام احمد یعنی بے مثل امام یکتا لفظ اجل و اعظم تمام فضائل و مناقب جلیلہ کا
یکجا جامع اکمل و اتم ہے وہ جناب سند عالی رکھتے اور زمانہ اقدس حضور پُر نور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
نہایت قریب ہیں انھیں حضور اقدس تک صرف وہ واسطے ہیں قاضی القضاۃ امام اجل حضرت سیدنا ابو صالح نصر
قدس سرہ کے اصحاب سے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر تاج الملہ والدین جہد الرراق رحمۃ اللہ تعالیٰ
اور وہ اپنے والد ماجد حضور پُر نور سید السادات غوث الافراد قطب اورش غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و
مرید و صاحب دستگیر ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ زبدۃ الآثار شریفین میں فرماتے
ہیں یہ کتاب بھوۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قرات سے عالم معروف
و مشہور اور ان کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور۔ پیر ذہبی و ابن الجوزی کے وہ اقوال نقل فرمائے، و رسالہ
مذکورہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں اسی نام مبارک کے بارے میں مرقوم،

اتقی دلائل و اوضح مسائل و یریں باب کتاب حسنیہ
بھوۃ الاسرار مصنف الانوار کہ مقبرہ و مقرر و مشہور و مذکور
ست و مصنف اس کتاب از مشاہیر مشائخ و علمائے
میان و سے و حضرت شیخ یعنی حضرت غوث الاعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ واسطہ است و مقدم است
بر امام جہاد فی فہی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایشان نیز از
منتہان سلسلہ شریفہ و مہمان جناب غوث الاعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ عطا

ہیں، امام یافعی و علامہ علی قاری و حضرت شیخ محقق و بلوی و غیر جم اکابر کی امامت و جلالت و طاقت عدالت
سے کون آگاہ نہیں۔

لہ طبعات المقرنین
سلسلہ متعلق بصلوۃ الاسرار لعبد الحق الحدیث الدہلوی

۴۔ وکیف یصح فی الاعیان شئی اذا احتاج النهار الى دلیل

(جب روزِ روشنی دلیل کا محتاج ہو جائے تو پھر کسی چیز کا وجود کیسے ثابت ہو سکتا ہے)

بالجملہ ایسے اکابر کی روایات معتدہ کو بے وجہ وجہاً زد کر دینا یا سخت جہالت ہے یا خبیثہ و ضلالت و العیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ اور بے دلیل دعویٰ الحاق محض مردود اور نہ تصانیف ائمہ سے امان اٹھ جائے اور نظامِ شریعت و رسم و جوہم نظر آئے تو سند پیش کیجئے مخالفت کہہ دے یہ الحاق ہے، چلے تسکد استناد کا دورہ اذہ ہی بند ہو گیا، جیسا کہ کیا بزرگواران کچھ کہہ دینا قابل قبول ہو سکتا ہے، احاشاد کلام ادا جائے بے دلیل مطرود و ذلیل ہاں ہم کو مسئلہ کہ بعض کتابوں میں بعض الحاق بھی جوئے مگر اس سے سر کتاب کی ہر عبارت تو مطروح یا مشکوک نہیں ہو سکتی کسی خاص عبارت کی نسبت یہ دعویٰ زناہر مسحوح نہیں جب تک کہ جوہر اُس میں الحاق ثابت نہ کر دیں جس کے لئے امثال مقام میں صرف دو طریقے مقصور، ایک تو یہ کہ اُس کتاب کے معنی معتدہ و قدیم فیہ اس عبارت سے غای طیں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں اس عبارت کا نشان نہ ہو، حضرت

عنه اشارة الى انه قد يعلم ذلك بالرجوع الى المتكلمين والكتابر عند من لا يتهم ويحرف تاسرة باعتراف المعتري كما وقع لبعض المواضع، ويقبل اخرى اذا نص على ذلك من يرجع اليه لعظمه وفضله، ولا ينكر عليه نقضه وعدله وكذا لا يحكم به اذ العريات ذلك الا من طريق من عرف بالكدب كقول المحققين ان هذا موضوع اى في سند وضاع اذ كذا اب وهذا انما يعلى عدم الجزم لا لجرم بالعدم الا اذا ختم اليه دليل محرف سذوب قد يصدق والله تعالى اعلم ان صرف عدم يوم كافيه وتي ہے اور جزم بالعدم کا نہیں کیونکہ خبر ثابہ بھی کبھی سچا بول دیتا ہے ہاں اگر کوئی اور دلیل کے قریب جھوٹ ہے تو پھر جزم بالعدم کا فائدہ ہو سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بکرمات

یہ اس بات اشارہ ہے کہ الحاق کبھی خود مکمل کی طرف رجوع کرنے پر درسیں دیتے جس کے سامنے الحاقی عبارت ہے انکار کرنا جس کو کذب سے متهم نہیں کیا جا سکتا اور کبھی خود اقرار کرنے والے کے اعتراف سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بعض ایسے لوگوں سے اعتراف واقع ہو چکا اور کبھی ایسی معظّم اور افضل شخصیت جس کے دعویٰ اور عدل کی بنا پر اس کی بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے اور کبھی الحاق کا حکم تب کیا جاتا ہے جب کہ اس بات کو صرف جھوٹ بولنے میں مشہور شخص ہی بیان کرے جیسا کہ محدثین کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں من گھڑت اور کذاب راوی ہے، یہ آخری وجہ صرف عدم یوم کا فائدہ دیتی ہے اور جزم بالعدم کا نہیں کیونکہ خبر ثابہ بھی کبھی سچا بول دیتا ہے ہاں اگر کوئی اور دلیل کے قریب جھوٹ ہے تو پھر جزم بالعدم کا فائدہ ہو سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بکرمات

جناب شیخ اکبر و امام شعرائی قدس سرہا کی تصانیف میں الحاق یونیٹ ثابت ہوا، امام شعرائی رحمۃ اللہ علیہ لواقع الانوار میں فرماتے ہیں،

3

قدّم عليهما الاخوه الفاضل الشريف شمس الدين
السيد محمد ابن السيد ابي الطيب الحمد في
المتوفى سنة ٩٥٥ خمسة وخمسين
تسعمائة فذاكرته في ذلك فاخرج الى نسخة
من الفتوحات التي قابلها على النسخة
التي عليها خط شيخ محي الدين نفسه
بقونية فلم ادر فيها شيئا مما توقعته فيه
وحدثته فعلمت ان النسخ السخي
في مخرج ان كلها كتبت من النسخة السخي
وسواها عن الشيخ فيها ما يخالف حقا
اهل السنة والجماعة كما وقع له ذلك في
كتاب الفصوص وغيره

یعنی ہمارے دوست عالم شریف سید شمس الدین محمد
بن سید ابو الطیب مدنی جن کی وفات ۹۵۵ھ
میں ہوئی ہمارے یہاں آتے ہیں نے فتوحات
شیخ اکبر قدس سرہا کا تذکرہ کیا انھوں نے ایک نسخہ
فتوحات نکالا جسے انھوں نے اس نسخے سے مقابلہ
کیا تھا جو شہر قونیہ میں کہ شیخ اکبر قدس سرہا کا
وطن ہے خاص شیخ قدس سرہا کے دستخط شریف
سے ملتی ہے اس نسخے میں میں نے کہیں ان عبارتوں
کا نشان نہ پایا جن میں مجھے تردد تھا اور میں نے
فتوحات کے انتخاب میں قلم ادا کر دی تھیں تو مجھے یقین
ہو کہ اب جس قدر نسخے تھیں ہیں سب اسی نسخے سے
نقل ہوئے ہیں جس میں لوگوں نے عقائد اہل سنت و جماعت

کے خلاف عبارتیں شیخ رافضی کے مادی میں جیسا کہ ان کی فصوص وغیرہ کے ساتھ بھی ہیں واقع ہوا۔

اس کے بعد امام شعرائی نے دو تحریریں نقل فرمائیں جو عالم تہذیب سید شریف مدنی مرحوم نے نسخہ مذکورہ قونیہ پر
خود حضرت شیخ و دیگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے دستخطوں سے لکھی و لکھیں اور بیان کیا کہ یہ نسخہ خود حضرت شیخ اکبر رحمہم اللہ تعالیٰ
کاوقف فرمایا ہوا ہے شیخ نے اپنی علامت وقف یوں تحریر فرماتی ہے،

وقف محمد بن علی بن عربی الطائی
هذا الكتاب على جميع المسلمين

اور اُس کے آخر میں قلم شیخ رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہ تحریر ہے،
قدّم هذا الكتاب على يد منشئہ وهو
یہ کتاب بقلم مصنف تمام ہوئی اور یہ میرے

۱۳۳۸/۲ مطبوعہ مکتبۃ المثنیٰ بغداد

۱۳۳۹/۲

انسخة الثانية منه بخط يدى وكاتب
 الفراغ منه بكرة يوم الاربعاء الرابع و
 العشرون من شهر ربيع الاول سنة ست و
 ثلثين وستمائة وكتبه منشؤ
 خط سے دوسرا نسخہ ہے اس کی تحریر سے روز چہار شنبہ
 وقت صبح بتاریخ ہفت و چہارم ماہ مبارک ربيع الاول
 ۶۳۹ ھ فراغ لکھا ہوا ہے اس کے مصنف نے
 رحمانہ تعالیٰ

اور سید موصوف نے یہ بھی بیان فرمایا کہ سفتیس مجلد میں ہے اور اس میں اس نسخے سے جس میں محدوں نے
 عقاب شیعہ الحاق کئے عبارت زیادہ ہے اور اس کی پشت پر نام کتاب بخط مصنف علیہ الرحمہ لکھا ہے اس کے نیچے
 شیخ صدر الدین قزوئی رحمہ اللہ قلم کے خط سے یہ عبارت تحریر ہے

انشاء مولانا شیخ الاسلام و صفوة الانساب
 محی الدین بن عربی
 یہ کتاب ہمارے آقا سردار مسلمانان برگزیدہ جہاں
 محی الدین بن عربی کی تصنیف ہے

اور اس کے نیچے لکھا ہے و ملک هذه المجلد لمحمد بن
 میں آیا۔ اس کے نیچے شیخ صدر الدین محدور کے خط سے محمد بن ابی بکر تبریزی کی روایت کہ ان سے بطریق سماع حاصل
 ہوئی مکتوب ہے اور محمد بن اسحق قزوئی کی شرح دستخط یہ ہے

انتقل الى خادeme و ربيب نفعه محمد بن
 اسحق سنة سبعين و ثلثين و ستائة
 کتاب مصنف کے خادم و لطیف پروردہ محمد بن اسحق
 قزوئی کی طرف ۶۳۰ میں منتقل ہوئی۔

اشتی حاضر ہے کہ اس سے زیادہ کون سا نسخہ معتبر ہوگا خود قلم خاص حضرت مصنف قدس اللہ تعالیٰ سرور العزیز کی
 تحریر اور اس کے اول و آخر میں خود مصنف و دیگر علماء و عمامہ کے دستخط کثیر جب یہ نسخہ ان عبارات مشنیہ سے خالی
 بلا تراخ الحاق میں کیا شک رہا و الحمد لله سب الظالمین و لهذا مفتی سلطنت عثمانیہ حمزہ علیہ السلام سے روم علامہ
 ابوالسعود علیہ رحمۃ الملک الامود نے اپنے فتوے میں تصریح فرمائی کہ متقتنا ان بعض اليهود افتراء علی
 الشیخ قد صاب اللہ سوءا ہمیر یقین ہے کہ بعض یہودیوں نے یہ کلمات شیخ قدس سرہ پر افتراء لکھے ہیں۔
 کما نقله فی الدر المختار عن معنی وضاحتہ۔

اب کلام امام شہرانی کا حال سنئے، خود امام موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میزان میں فرماتے ہیں
 وقع فی ذلك من بعض الاعداء فانهم دسوا
 فی کتابی المسمی بالبحر المورود فی المواثیق
 یعنی مجھ پر واقع بعض اعداء کے ساتھ پیش آچکا ہے
 انہوں نے میری کتاب البحر المورود فی المواثیق

والعہود اموراً تخالف ظاہر الشریعة و داروا بہا فی الجامع الاثری وغیرہ و حاصل بذلک فتنۃ عظیمۃ و ما خمدت الفتنۃ حتی ارسلت لہم نسخۃ الحق علیہا خطوط العلماء وعتشہا العلماء فلم یجدوا فیہا شیئاً مما ینخالف ظاہر الشریعة مما دسہ الاعداء فانہ تعالیٰ یغفر لہم ویسا محہم ام۔

میں خلاف شرع باتیں الحاق کرویں اور اسے جامع اثری وغیرہ میں نے پھرے اور اس کے سبب بڑا فتنہ اٹھا اور فرو نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے ان کے پاس اپنا نسخہ جس پر علماء کے دستخط تھے بھیج دیا اہل علم نے تلاش کی تو اس میں وہ امور مخالف شریعت جو دشمنوں نے طے دے تھے اصلاح نہ پائے اللہ تعالیٰ کی مغفرت کرے اور درگزر فرمائے۔

خیر ایک طریقہ تو ثبوت الحاق کا یہ ہے دوسرے یہ مصنف کا امام متقدم و عالم متدین مستند ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کر کے تو اثر حقیقی اس کی طرف نسبت کیا گیا مرید معصیت یا بد مذہبی و ضلالت میں میں اصلاً تاویل و توجیہ کی گنجائش ہی نہیں تو اس وجہ سے کہ علماء تو علماء عام اہل اسلام کی طرف سے تحقق تو اثر و ثبوت قطعی کسی کسیرہ کی نسبت مقبول نہیں کیا لہذا علیہ الامام الاجل حجة الاسلام محمد الغزالی قدس سرہ العالی فی الاحیاء (جیسا کہ امام غزالی قدس سرہ نے احیاء العلوم میں اس کی تصدیق کی ہے۔ ت) ذکر دیں گے اور تحسیناً لظن الحاقی کہیں گے اور اسی سے ملتی ہے بات کا ایسا ضعیف و ردی ہو نا کہ کسی طرح عقل سلیم اس امام عظیم سے اس کا صدقہ منظور نہ کرے جیسے باب ذوی الارحام میں قبیل فصل صنف اولیٰ سراجی میں یہ عمل عبارت لاہ عندہما کل واحد منہم اولیٰ من فرع و فرع منہ و ان سئل اولیٰ من اصلہ (کیونکہ ان دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اپنی فرع سے اولیٰ ہے اور اس کی فرع اگرچہ نکل ہو اصل سے اول ہے۔ ت) جس کے لئے اصلاً کوئی محصل نہیں و لہذا علامہ سید شریف نے شرح میں نقل فرمایا

لہذا حصل منها معنی من ملاحقات بعض الطلبة القاصدین الخ اس کا کوئی معنی نہیں بنتا لہذا یہ بعض نادان طلبہ اہل الحاق کردہ عبارت ہے الخ (ت)

اور اسی قبیل سے ہے وہ عبارت جس میں کسی طاغوت زائفہ کے لئے کوئی غرض فاسد ہو اور امام مصنف اس

سہ المیزان الکبریٰ مقدمۃ الکتاب مطبوعہ مصطفیٰ ابا بی مصر ۹/۱

سہ السراجی فی المیراث باب ذوی الارحام ۲ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۹

سہ حاشیہ ضیاء السراج مع السراج بحر الشرح سید شریف مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

سے بڑی اور جا بجا خود اُس کا کلام اُس فرض مردود کے خلاف پر شاہد جیسے بعض خدا تائید رسول کا امام حجة الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی کی طرف سے اذات کلمات مذمت امام احمد مالک الاذکر کا شفع العظم سراج الابرار سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت کرنا حالانکہ اُن کی کتب متواترہ احیاء وغیرہ مناقب امام کی شاہد عدل ہیں اور مثل آفتاب روشن و بے نقاب کہ مانحن فیہ میں ان صورتوں سے کوئی شکل نہیں والحاصل اللہ رب العالمین، اگر منکر بھجہ الاسرار شریف کے نسخہ قدیر صحیح معتبرہ اس روایت سے خالی دکھا دیتا یا زبانی انکار کے سوا کوئی دلیل معقول قابل قبول ارباب عقول اُس کے یقینی خلافت و مخالفت عقیدہ اہل سنت ہونے پر قائم کر لیتا تو اُس وقت دعویٰ الحاقِ نزیب دیتا نہ کہ علی الرغم اُس کے ملا سے مابعد طبقة طبقة اُس روایت کو نقل فرماتیں اور مقررہ مسلم رکھتے آئیں اور بھجہ کا ایک نسخہ معتبرہ بھی اُس کے خلاف نہ ملے اور محض براہ سیدہ زہری الحاق کا ادعا سے باطل کر دیا جائے فن اصول میں جسے ادنیٰ مداخلت سبب اس پر کاشمیں واضح کہ مجرد امکان منافی قطع و یقین بالمعنی الاعم نہیں سبب تک احتمال ناشی عن دلیل نہ ہو۔ تمام نصوص قرآن و حدیث سے باتو دھو بیٹھے۔ اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ منکر کا تعارض نہ صرف جناب شیخ اکبر و امام شہداء قدس سرہا کی نظیر دینا کس درجہ لغو و بے عمل تھا کہ ان وہ روشن واقعہ قطعی ثبوت کہاں یہ زبانی شہ سے جملہ مبہوت، کاش منکر نے جہاں تعارض نہ کر کے نام لیا تھا وہاں وہ شہ فی کے قس مسطورہ بھی تسل کرنا تا کہ دعویٰ مدلل و ادعا سے

عنه ما ينسب الى الامام الغزالي يسود
ما ذكره في احياؤه المتواتر عنه حديث
ترجم الامامة الاميرة وقال واما
ابو حنيفة فنقد كامن ايضا عابدا
من هذا رعا بالله خائفنا منه
مرید اوجہ اللہ تعالیٰ یعلمہ الخاء و مخار۔
امام اعظم کے بارے میں جو امام غزالی کی طرف منسوب ہے
اس کا رد خود امام غزالی کا ذکر کردہ وہ کلام ہے جو
انہوں نے تواتر سے مروی احیاء العلوم میں نمونہ
اربعہ کے تراجم میں بیان کیا ہے اور انہوں نے وہاں
فرمایا کہ بیشک امام ابو حنیفہ بھی عابد زاہد عارف ہوتا
اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، اپنے علم کی بنا پر اللہ تعالیٰ
کی رضا کے طالب تھے الخاء و مخار (ت)

یعنی امام حجة الاسلام احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ابو حنیفہ خدا کی قسم عابد زاہد عارف باللہ تھے اللہ تعالیٰ سے
ڈرنے والے اور اپنے علم سے وجہ اللہ کا ارادہ رکھنے والے ۱۲

بے دلیل کا فرق کھل جاتا و اللہ العلیٰ العزیز العالی ۔

اور اس نماز کو قرآن و حدیث کے خلاف بتانا محض ہتھکنڈا، سرگرمی قرآن و حدیث میں کہیں اس کی مخالفت نہیں، نہ مخالفت کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کر سکا، ہر جگہ صرف زبانی ادعا سے کام لیا مگر یہ وہی بھالنت قبیحہ و سفاہتہ فقیر ہے جس میں فرقہ جدیدہ و طائفہ عادیہ قدیم سے بدلتا یعنی قرآن و حدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اس کی مخالفت بھی قرآن و حدیث میں نہ ہو، اتنی ذی ہوشوں کے نزدیک اوروہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں اور عدم ذکر ذکر عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شے کا نام ہے! ترمذی و ابن ماجہ و حاکم سنی مسلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ
حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور
حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور
جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے

یعنی اس میں کچھ مراخذ نہیں، اور اس کی تصریح قرآن و حدیث میں موجود ہے بل ذکر :
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْلُوا عَنْ أَشْيَاءَ أَنْ تُبَدِّلَكُمْ
تَسْوُكُمْ وَأَنْ تَسْلُوا عَنْهَا حِينَ يَنْزِلُ
الْقُرْآنُ تُبَدِّلَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ
غَفُورٌ رَحِيمٌ
اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی
جائیں تو تمہیں بُرائی لگے اور اگر قرآن اترتے وقت
پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے اُن
سے معافی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا
مہربان ہے۔

ف : یہاں سے المصنف نے علیہ الرحمۃ ایک فائدہ نفیسہ کا بیان شروع کر رہے ہیں جو چار احادیث اور ایک
آیت قرآنی پر مشتمل ہے جس سے بہت سی فروعات مثل عید میلاد النبی، گیارہویں شریف، نیجا، دسواں،
چہلم اور صلوة الاسرار وغیرہ کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ نذیر احمد سعیدی

سنة جامع الترمذی ابواب البیاس باب ما جاء فی بیس الغزاة مطبوعہ امی کینی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲۰۶/۱
سنن ابن ماجہ باب اکل الخبث والسم مطبوعہ ریح ایم سعید کینی کراچی ۲۴۹/۲
سنة القرآن ۱۰۱/۵

بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان کا حکم دیتے تو فرض ہو جاتیں اور بہت ایسی کو منع کرتے تو حرام ہو جاتیں پھر جو انہیں چھوڑنا یا کرتا گناہ میں پڑتا، اُس مانک مہربان نے اپنے احکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ تو بھول اور ہر عیب سے پاک ہے بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لئے کہ یہ مشقت میں نہ پڑیں تو مسلمانوں کو فرماتا ہے تم بھی اُن کی چھیڑ نہ کرو کہ پوچھو گے حکم مناسب دیا جائے گا اور تمہیں کو دقت نہ ہوگی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جن باتوں کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں، وار قطنی ابو نعیمہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

ان الله تعالى فرض فرائض فلا تضيعوها
وحرم حرما فلا تنهكوها، وحدودا فلا تعتدوها، وسكت عن اشياء من غير نهيان فلا تبسوا عنها۔
بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں بائیں نہ بننے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے فکر لے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

احمد بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ذروني ما تركتكم فانما هلك صفتك فان
قبلكم بكثره سؤلهم واختلافهم
على انبياءهم فادانهم صفتك شئت
فاجتنبوه واذا امرتكم بما صرفا توامنه
ما استطعتم۔
یعنی جس بات میں میں نے تم پر نصیحت نہ کی اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی امتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں گی جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اس سے بقدر قدرت بجالاؤ۔

احمد بخاری، مسلم سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۱۸۳/۴	مطبوعہ نشر السنۃ ملتان	باب الرضا	لے سنن دار قطنی
۴۲۲/۱	مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی	باب فرض الحج مرة في العمر حدیث ۴۱۲	لے صحیح مسلم
۲/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب اتباع سنت رسول اللہ	سنن ابن ماجہ
۲۴۶/۲	دار الفکر بیروت	از مسند ابو ہریرہ	مسند احمد بن حنبل

ثُمَّ اعْظُمُ الْمَسْلَمِينَ فِي الْمَسْلَمِينَ جَرْمًا مِمَّنْ
سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَحْضُرْ عَلَى النَّاسِ فَحُصِرَ
مَنْ أَجَلَ مَسْأَلَتَهُ ۖ

بیشک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا لگ بھگ
وہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اُس
کے سوال کے بعد حرام کر دی گئی۔

یہ احادیث باطلی نہ انصاری کہ قرآن و حدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں نہ اُن کی اجازت ثابت نہ مخالفت وارد
اصل جواز پر ہیں ورنہ اگر جس چیز کا کتاب و سنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع و ناجائز نہ ہو تو اس سوال کرنے والے
کے کیا خطا اُس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی۔ بالکل یہ قاعدہ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن و حدیث سے
جس چیز کی بھلائی یا ہارائی ثابت ہو وہ بھلی یا بُری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف و جائز و مباح و زوا
اور اسی کو حرام و گناہ و ناجائز و ممنوع کہنا شریعت مطہرہ پر افتراء۔

قَالَ سُبْحَانَكَ وَتَعَالَى لِقَوْلِكَ إِنَّمَا تَهْتَكُونَ
الْمَسْكُومَ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حُرَامٌ
لَتَعْتَدُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ
عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْعَلُونَ ۝

ہمارے رب تعالیٰ نے فرمایا اپنی زبانوں کا من گھڑت
جھوٹ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اللہ تعالیٰ
پر جھوٹ افتراء کرتے ہو بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر
افتراء کریں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ (ت)

اسی طرح اس نماز کو طہیۃ صلاۃ کہتے ہیں و صحابہ کرام کے خلاف کبھی بھی اسی معنا بہت قید پر مبنی
کہ جو فعل اُن سے منقول نہ ہو مگر اُن کے نزدیک ممنوع تھا حالانکہ عدم ثبوت فعل و ثبوت عدم جواز میں زمین و
آسمان کا فرق ہے، امام علامہ امین رحمہ قسطلانی شارح صحیح بخاری جواب لہنیہ و منہج لہنیہ میں فرماتے ہیں،
الفعل يدل على الجواز وعدم الفعل لا يدل
على المنع ۖ

کرنے کا جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ہی امت کی دلیل
نہیں۔

رافعیوں نے اس طائفہ جدیدہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اُس کے جواب میں شاہ عہد معزز مسابہلی
تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں،

نكرهون چیز سے دیگرست و منع فرمودن چیز سے دیگرست
مخصوصاً۔

نہ کرنا اور چھپنا ہے اور منع کرنا اور چھپنا
ہے مخصوصاً (ت)

سے صحیح بخاری باب ما يكره من كثرة السؤال
سُئِلَ الْقُرْآنُ ۱۶/۱۱۹

۱۰۸۲/۷ مطبوعہ جامع المطابع کراچی

سے مواہب اللدنیہ باب دہم مطامع ابو بکر رضی اللہ عنہ
سے تحفہ اثنا عشریہ باب دہم مطامع ابو بکر رضی اللہ عنہ

۲۶۹ ص سہیل ایدی لاہور

ہوتا ہے اور مصنف غلط سے منحرف نہ یا اللہ سبحانہ و تعالیٰ التوفیق۔

اسی طرح صحیح بخاری شریف میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طلب باران میں توسل کرنا مروی و مشہور حصین حصین میں ہے۔

وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بامیائہ خمر من
والصالحین من عبادنا خ۔
یعنی آداب دعا سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے

انبیاء سے توسل کرے۔ اسے بخاری و بزاز و حاکم
نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑے، اسے بخاری نے انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور سب سے زیادہ وہ حدیث صحیح و مشہور ہے جسے نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و طبرانی و
ابن خریزیمہ نے عثمان بن عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور طبرانی و بیہقی نے صحیح آئندہ ترمذی نے حسن بن زبیر
صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور حافظ امام عبد العظیم منذری و غیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو
مسلم و مقرر رکھا جس میں حضور اقدسؐ کا دو بیٹاں کا دو بیٹاں افضل صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علیہ و علیٰ آلائہم اجمعین نے
نامینا کو دعا تسلیم فرمائی کہ بعد نماز کہجے۔

اللهم انی استلک واتوجه الیک سید محمد
نبی الرحمة (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی
هذه لتقضى لی اللهم فشفعه فی
الہی امین تجربے، ثلثا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں
برسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ
مہربانی کے نبی میں یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے
سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ
میری حاجت رہا ابراہیم! ان کی شفاعت میرے حق میں
قبول فرما۔

اور بعض یہ ہے کہ بعض روایات حصین حصین میں لتقضى لی بصیغہ معروف واقع ہوا یعنی یا رسول اللہ! میں آپ کے توسل
سے خدا کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت روائی کر دیں۔

مولانا قاضی علی قاری علیہ الرحمۃ الباری حرر فی شرح حصین حصین میں فرماتے ہیں،
و فی نسخة بصیغۃ فاعل ای لتقضى الحاجۃ اور ایک نسخہ میں معروف کا صیغہ ہے یعنی تو میری حاجت روائی

۱۸	افضل المطابع انڈیا	آداب دعا	سید حصین حصین
۱۹۶/۲	ایسی کاپی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	ابواب الدعوات	سید جامع الترمذی

فی والمعنی تکون مبیال حصول حاجتی
ووصول مرادی فالاسناد مجازی ^{الہ}
اور یہ حدیث نفیس بیچ بذیل بطراز گراں بہا ہے تصحیح امام ابراہیم القاسم سلمین لخمی طبرانی کے پاس یوں ہے ا
ان رجلا کان یتخفف الی عثمان بن عفان
مرضی، اللہ تعالیٰ عنہ فی حاجۃ لہ،
فکان عثمان لا ینتفت الیہ ولا ینظر فی
حاجتہ، فخلقی عثمان بن حنیف مرضی اللہ
تعالیٰ عنہ فشکا ذلک الیہ، فقال لہ عثمان
بن حنیف، انت المیضۃ متوضا ثم انت
المسجد فوصل فیہ رکعتین ثم قل
اللهم الی اسألت واتوجه الیہ بنیہ محمد

فرما اور معنی یہ ہے کہ آپ میری حاجت روانہ کی کا سبب
بنیں۔ پس یہ اسناد مجازی ہے (د) (ت)

یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا امیر المومنین
نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر
غور فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے اس امر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا وضو
کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر ٹوں دعا مانگ،
الہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے
نبی سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے واسطے سے

عن امام منذری ترمذی میں فرماتے ہیں قال طبرانی بعد ذکر قصۃ محمد بنہ صحیح طبرانی نے اس حدیث
کی متعدد اسنادیں ذکر کر کے کہا حدیث صحیح ہے ۱۲۷ منہ (م)

عنه هكذا هو ههنا ثبت الصلوة فی نفس الحدیث
فی النسخة الصحیحة للترغیب الی من اللہ
تعالیٰ بہا علی هذا المحتاج ولعل عثمان بن
حنیف مرضی اللہ تعالیٰ عنہ اذ روی الحدیث
اقبہ كما هو واذا علم الرجل انہ الصلوة
كما هو المطلوب فی امثال المقام، واللہ
تعالیٰ اعلم ۱۲۷ منہ (م)

یوں ہی دویہاں نہ زکا ثبوت نفس حدیث میں ہے ترمذی
کے صحیح نسخہ میں ہے یہ نسخہ اللہ تعالیٰ نے اس محتاج کو
بطور احسان عطا فرمایا ہے ہو سکتا ہے کہ عثمان بن حنیف
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت کیا تو انہوں نے حدیث
کو درست بیان فرمایا اور جب انہوں نے آدمی کو
ترغیب دی ہو تو نماز کا لفظ زائد کر دیا ہو جیسا کہ
ایسے معصوم میں مطلوب ہوتا ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم ۱۲۷ منہ (د) (ت)

سہ ترمذی شرح حصین مع حصین صلوۃ الحاجۃ افضل للطالبین انڈیا ص ۱۲۵
سہ، ترغیب والترغیب فی الصلوۃ الحاجۃ ودعاہا مطبوعہ مطبعۃ البابی مصر ۱/۲۷۹

عسى الله تعالى عليه وسلم نبى الرحمة يا محمد
اى اتوجه بك الى ربى فتتقضى لى حاجتى
وتذكر حاجتك وروح الى حق اروح معك .
فانطق الرجل فقصم ما قال له . ثم
اى باب عشرين رضى الله تعالى عنه فجاء
البواب حتى اخذ له بيده فادخله على
عشرون بن عفا رضى الله تعالى عنه
فاجلسه معه على المنضدة ، فقال
حاجتك ، فذكر حاجته فقضاها له . ثم
قال ، ما ذكرت حاجتك حتى كانت
هذه الساعة وقال ما كانت لك من
حاجة فاذكرها ثم ان الرجل خسر
من عنده فلقى عشرون بن حنيف رضى الله تعالى
عنه . فقال له حراك الله خيرا ما كان ينظر
فى حاجتى ولا يلتفت الى حق كلمته فى . فقال
عشرون بن حنيف رضى الله تعالى عنه والله حب
كلمته ، ولكن شهدت من رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم واثابه من اجل ضرير فشكا
ليه ذهاب بصره ، فقال له النبى صلى الله
تعالى عليه وسلم ائت البيضاة فتوضأ ثم
صل ركعتين ثم ادع بهذا الدعوات . فقال
عشرون بن حنيف غفر الله ما تقربن وطال بين العبد
حق وحق عين الرجل كانه لو كان به ضرر قط

توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور کے توسل سے
اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت رہ
فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا شام کو پھر میرے
پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں ، حاجت مند نے
یوں ہی کیا پھر آستان خلافت پر حاضر ہوا دربان آیا
اور بات چکر کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین
سے اپنے ساتھ مسند پر بیٹھا یا مطلب پر چھا عرض کیا
خود را فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم
نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں
پیش آيا کر سہ ہمارے پاس پہنچا یا کر دے یہ شخص
وہاں سے کل کر عثمان بن حنيف رضى الله تعالى عنه سے
مدد اور کہا اللہ تمہیں دلا اسے خبر دے امیر المومنین کی
حاجت پر نظر اور میری طرف التفات نہ فرماتے تھے
یہاں تک کہ آپ نے ان سے میرے بارے میں عرض
کی عثمان بن حنيف رضى الله تعالى عنه نے فرمایا خدا کی قسم
میں نے تو تیرے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی
نہ کہا ، مگر بڑا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر
ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوں ہی اسے
ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعاء
کرے خدا کی قسم ہم انہیں بھی نہ پاسے تھے ہاتھ ہی
کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گیا کبھی اللہ دعا
ہی نہ تھا۔

تسلیم : ایہا المسلمون حضرات منکرین کی غایت دیانت سخت محل افسوس و عبرت اس حدیث جلیل کی عظمت رفیعہ و جلالت فیضیہ اور اس میں ہم اہل سنت و جماعت کے لئے ہوا اثر استمداد و التی و بہت کام تو ملے اندائے محبوبان خدا کا بکھڑا ہوا کیسا روشن و واضح دین و دلائل ثبوت جس سے اہل انکار کو کیسے مفر نہیں اب ان کے ایک بڑے عالم مشہور نے ہا و جو اس قدر دہلوی بلند علم و دین کے اپنے مذہب کی حمایت یجا میں جس صریح بیباکی و شجاعت چٹکی کہ کام فرمایا ہے انہیں اس سے شرم چاہئے تھی حضرت نے حصن حصین شریف کا ترجمہ لکھا، جب اس حدیث پر آئے اس کی تمام شریعت و عظیم عزت سے جرات نہ کرنے دی کہ نفسِ حق میں اس پر طعن فرمائیں اور ادھر پاس مشربِ ناخن بہ لہرِ جوشِ حبیبیت تاپ گسل ناچار عاشقِ کتب پر یوں بجومِ جرم کی تسکین فرمائی کہ :

ایک راوی اس حدیث میں عثمان بن خالد بن عمر بن عبد
متروک الحدیث است پناکدہ و تقریب موجود است
و حدیث راوی متروک الحدیث قابلِ حجت نمی شود۔
ایک راوی اس حدیث میں عثمان بن خالد بن عمر بن عبد
سچو متروک ہے جیسا کہ تقریب میں موجود ہے
اور متروک الحدیث راوی کی حدیث حجت کی قابل نہیں ہوتی۔

انا لله و نالیه سراجہ و نورہ و نور سید الانبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہ علی آلہ الامجاد کی طرف رجوع لاتے
ارشاد مقرر فی الانبیاء حضور پر نور سید الانبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہ علی آلہ الامجاد کی طرف رجوع لاتے
نہ کہ خواہی تو خواہی بزر و بزرگوار ایسی صحیح راجع حدیث کو جس کی اس قدر ائمہ محدثین نے ایک زبان تصحیح فرمائی
معاذ اللہ ماقول و مردود قرار دیجئے اور انتقام خدا و مطالبہ حضور سیدہ روز جزا علیہ افضل الصلوٰۃ و التثانیہ کا کچھ
خیال نہ کیجئے اب حضرات منکرین کے تمام ذلیلوں سے انصاف طلب کہ اس حدیث کا راوی عثمان بن خالد
بن عمر بن عبد اللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب مستند میں کہیں روایت نہیں ملی یا عثمان
بن عمر بن فارکس عبدی بصری ثقہ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ تمام صحاح کے رجال سے ہیں، کائنات
انتہائی نظر فرما لیتے کہ جو حدیث کی صحاح میں مروی اس کا مدار روایت وہ شخص کیونکر ممکن جو ابن ماجہ کے سوا کسی
کے رجال سے نہیں آئے جیسا کہ مشہور و متداول صحاح کی حدیث جن کے لاکھوں نسخے ہزاروں ہا دیں موجود
ان کی اسانید میں صاف صاف عن عثمان بن عمر کہ ابن عمر کا ابن خالد بن خالد
کس درجہ کی حیاء و دیانت سے لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور سنئے ابن ابی السنی عبد اللہ بن مسعود اور بزار عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِذَا فَعَلْتَ مَا يَآجِدُكَ بِسَهْوٍ فَلَا فَلَاحَ فَلَاحَ
يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى عِمَادًا فِي
الْأَمْرِ مِنْ تَحِيَّاتِهِ

جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چلا ہے
یوں نہ کرے اسے خدا کے بندو! روک لو کہ اللہ
تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک
لیں گے۔

بزار کی روایت میں ہے یوں کہ : اَعِينُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ بِدُكْرِ دَاوُدَ اسے خدا کے بندو!۔ سیدنا عسبد اللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان نفلوں کے بعد میں حکم اللہ (اللہ تم پر رحم کرے۔ ت) اور زیادہ فرماتے
رواۃ ابن شیبہ فی مہنغہ (اسے ابن شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ ت) امام نووی رحمہ اللہ
تعالیٰ اذکار میں فرماتے ہیں : ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیرتے ایسا ہی کیا، چھوٹا بڑا جانور نور رک گیا
اور فرماتے ہیں : ایک بار ہمارا ایک جانور چھٹ گیا لوگ عاجز آ گئے ہاتھ نہ لگائیں یہ یہی کلمہ کہا نور رک گیا
جس کا اس کلمے کے سوا کوئی سبب نہ تھا نقلہ سیدی علی القادری فی الحدیث الثمینیہ (ملاحظہ فرمائیے)
اسے حزن ثمنین میں نقل کیا۔ ت) امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور
سیدنا عیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِذَا اخْسِ احَدُكُمْ شَيْئًا وَاَرَادَ عَوْنًا وَاَوْهَادَ رَضِ
لَيْسَ بِهَا اَنْتِمْ قَلِيْقٌ يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُوْیْ
يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُوْیْ يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُوْیْ
فَاِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا يَرَاهُمْ

جب تم میں سے کوئی شخص سسناں جگہ میں بیٹے
جھوٹے یا کوئی چیز تم کو دے اور مدد مانگنی چاہے
تو یوں کہے : اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو
اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو! اے اللہ کے
بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

عہ جن کے سید و مولا و سند و ماویٰ حضور پر نور سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(باقی پر صفحہ آئندہ)

سنة المعجم الكبير مردی از عبد اللہ بن مسعود حدیث ۱۰۵۱۸ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/۲۶۴
الطاب العالیہ بزوائد المسانیہ الثمینیہ ۲/۲۳۹ - کشف الاستار عن زوائد البزار ۴/۳۲
مجموع الزوائد ۱۰/۱۳۲ اذکار للنووی ص ۱۰۱

سنة المصنف لابن ابی شیبہ مایعربہ الرجل حدیث ۹۶۶۹ مطبوعہ ادارة القرآن کراچی ۱۰/۳۹۰
سنة الاذکار للنووی باب ما یقول اذا فعلت دابة
سنة المعجم الكبير ماسند عتبہ بن غزو ان حدیث ۲۹۰ - مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/۱۱۵ و ۱۱۸

عقبہ بن غزوہ ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قد جرتب ذلک بالمتعین یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔
 رواہ الطبرانی ایضاً (اسے طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ ت) غاضل علی قاری علامہ میرگ سے وہ
 بعض علمائے ثقات سے ناقل ہذا حدیث حسن یہ حدیث سن۔ ہے۔ اور فرمایا مسافروں کو
 اس کی ضرورت ہے، اور فرمایا مشائخ کو ام قدست اسرار ہم سے مروی ہوا انہ مجرب قرون سے
 النجاشی یہ مجرب ہے اور مراد مٹی اس کے ساتھ مقرون۔ ذکرہ فی الحوزۃ الثمین (اس کو حرز ثمین
 میں ذکر کیا ہے۔ ت) ان احادیث میں جی بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے
 کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم سے دیا سے کرام سے قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم و افاضہ
 علیہنا انوار ہم یہی قول انظر واشهر ہے کما نص علیہ فی الحوزۃ الوصیۃ (جیسا کہ
 حرز الوصیہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ ت) اور ملکی کہ ہو گیا مسلمان صالح جن افراد ہوں و کیف کان
 توسل و نہ اکو مشرک و حرام اور منافی توکل و اخلاص ہا نہ معاذا اللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے۔
 تنبیہ یہاں تو حضرت منکرین کے انھیں عالم نے یہ خیال فرما کر کرم طبرانی بلاد ہند میں متداول نہیں
 ہے خوف و خطر خاص متن ترجمہ میں اپنے زور علم و دیانت و جوش قوتی و امانت کا جلوہ دکھایا فرماتے ہیں و اس حدیث
 کے راویوں میں سے عقبہ بن غزوہ ان رضی اللہ عنہ ای سے ہے لغز او حدیث اس کی ملاحضہ یہ یاد رکھنا ہے تقریب میں کہ نام ایک
 کتاب کا ہے اسرار الراجل کی کتابوں سے۔

اقول مگر بحمد اللہ آپ کا قوت و عدالت تو معلوم کیسا طشت از بام ہے خدا کی شان کہاں عقبہ بن غزوہ ان رضی اللہ عنہ
 کو طشتہ بالٹہ سے ہیں نہیں تقریب میں مجہول الحال اور میزای میں لا یعرف کہاں اور کہاں اس حدیث کے راوی عقبہ
 بن غزوہ ان بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مجاہد و مجاہد غزوہ بدر میں جی
 کی جلالت شان بدر سے روشن مہر سے انین یعنی اللہ تعالیٰ حمد و ارضاء مترجم صاحب دیباچہ ترجمہ میں معروف کہ حرز ثمین

(بقیہ مائیدہ صفحہ گزشتہ)

کما نص علیہ سیدنا الخضر علیہ الصلوٰۃ
 والسلام رواہ و نقلہ فی البہجۃ و
 الزبدۃ و التحفۃ و غیرہا ۱۱ منہ (م)
 جیسا کہ سیدنا خضر علیہ السلام نے اس کی تصریح
 کی اور نہیۃ الاسرار، الزبدۃ اور التحفۃ وغیرہ میں
 اس کو روایت کیا اور نقل کیا ۱۲ منہ (ت)

سید عالم اکبر، مسند عقبہ بن غزوہ ان حدیث ۲۹۰ مطبوعہ مکتبہ قیومیہ بیروت
 ۱۱۸/۱۰ صفحہ ۲۶
 سید حرز ثمین تراشی حسن حصین
 دعار، (کوب فی البحر افضل المطابع انڈیا)

اسی میں ہے :
 وقتیکہ فرواد آید کار حکیم در غایت تاریکی پس توفی پہنچے
 جب کوئی کام تاریکی کی گہرائی میں گرجائے تو آپ ہی ہر
 ازہر بگلا۔
 با میں پناہ دیتے ہیں۔ (ت)

اسی میں ہے :
 بسوئے دوست آوردن من ویر توست پناہ گرفتن من
 میری جائے پناہ، میری جائے امید اور میرے
 دور توست امیدداشتن من لیج
 مرغ آب ہی ہیں۔ (ت)

بالجملہ بندگان خدا سے ترسل کو اخلاص توکل کے خلاف نہ جانے کا مگر سخت جاہل محروم یا خال مسکا بر طوم
 رہا اس نماز مبارک کے افعال پر کلام، اولاً جب اس کی ترغیب خود حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 ارشاد سے ثابت تو بدعی تسنی کو کیا گنجی نش انکار، خود منکرین کی زبانیں اس شہادت میں ہمارے دل و زبان کی
 شریک ہیں کہ وہ جناب اتباع قرآن و حدیث و ائمہ سلف و مراعات سیرت صحابہ و اجتناب مجذبات
 شنیعہ و التزام احکام شرعیہ پر استقامت کاملہ رکھتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اس ضابطہ و امداد
 الہیہ بنحصار آمین (اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور اس کو راضی کرے اور اپنی نعمتوں سے دونوں جہاں
 میں ہماری امداد فرمائے آمین۔ ت)

ثانیاً وہ علماء اولیاء جن میں بعض کے اسمائے طیبہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہم نے ذکر کئے جنہوں نے
 یہ نماز پسند کی اجماعت دینی سنہ لی خود پر مبنی منکرین میں کون ای کے پاسے کا ہے؟ پھر ای کے کچے سے کیونکر مسلم ہو
 کر حکم شرع پر یہی چلے اور وہ سب معاذ اللہ گناہگار، فاسق، بدعتی گزرے اور ای اکابر کو غیر بروثق کہہ کر استبعاد
 سواد اعظم کی طرف بگاد ہی پڑانی قمیسی ہے سواد اعظم کا خلعت جب ہو کہ جہور افتاد دینی، فقہاء محدثین، عرفائے
 محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجماعی اس نماز سے مخالفت کرتے آئے ہوں جب منکرین وہ چار ائمہ معتہدین سے صحیح طور پر
 (جو ردیہ و دانستہ کذب و افتراء و ضلہ اسمائے کتب و علماء استناد بجا ہیل و اجزائے خاطر سے کہ داب قدیم
 اکابر منکرین ہے خالی ہو) اس نماز کریم کی مخالفت کا ثبوت نہ دے سکے نہ ابن شمار اللہ تعالیٰ قیام قیامت
 دے سکے تو سواد اعظم کا نام لینا صرف عوام کو دھوکا دینا ہے۔

ثالثاً ان صاحبوں کے اصول پر تو اس نماز کے جواز و اجابت اور منع و انکار کی قیامت و شاعت

پرتے طور سے (جسے معارضہ بالتقلب کہتے) سواد اعظم ائمہ و علماء محدثین و فقہاء کا اجماع قطعی ثابت ہو گا، پہلے معلوم ہو چکا کہ ان حضرات کے مذہب میں عدم ذکر و عدم ہے اور خود یہاں منکرین کے اذعان سے سواد اعظم کا یہی طبعی کسب لایقہفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) اب ہم کہتے ہیں کلات ائمہ میں اس نماز پر انکار جائز ہونا ہرگز مذکور نہیں۔
 ومن ادعی فعليه البيان ولا يستطيعه حتى يرجع القاص ظان (جو دعویٰ کرے اسی پر بیان لازم ہے جبکہ یہ اس کی استطاعت سے خارج ہے۔ ت) اور عدم بیان بیان عدم تو لاجرم اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اُن سب ائمہ کے نزدیک اس نماز مبارک پر انکار رد انہیں اور جس پر انکار ناجائز ہو گا وہ اقل درجہ مباح ہو گا فثبت المقصود وبهت العنود والحمد لله العلى المودود (مقصود ثابت ہوا، مخالفت مہرہ)
 ہوا، الحمد لله العلى المودود۔ ت)

سایعاً ان حضرات کی عجیب عادت ہے جواز کے عقو و قلا محتاج دلیل نہیں بلے دلیل خاص قبول نہیں کرتے اور عدم جواز کے لئے ان کے زبانی دوسرے ناشی و معاتے ہیں کاش جہاں یہ کہتے ہیں کہ توجہ لبراق و روش باد سب درست نہیں وہاں اس پر کوئی دلیل شرعی بھی قائم کرتے اور جب کچھ نہیں تو ہمارے لئے اصل جواب وہی ہے جو مدعیان ہے ثبوت کے مقابل و آن عظیم نے تعلیم فرمایا کہ قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین شیخ (فرمادیجئے اگرچہ برتہ دلیل پیش کرو۔ ت) اور سترے اتنا کہ تقریر میں جو اپنے لئے بات آسان کرنے کو ہیئت نماز و تذلل تام و انتہائے تکظیم کی قیدیں بڑھائیں وہ خود اسی پر مردود کہ ہرگز ترکیب صلوة الاسرار میں ان باتوں کا نشان نہیں، ہاں محبوبان خدا کی نفس تکظیم بیشک اہم و واجب است و اعظم قربات سے ہے۔

قال الله تعالى ومن يعظم حرمة الله
 فهو خير له عند ربه - وقال تعالى
 من يعظم شعائر الله فانها من تقوى
 القلوب ۵ وقال تعالى انا ارسلناك شاهدا و
 مبشرا و نذيرا ۵ لتؤمنوا بالله ورسوله
 انہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی حرمت والی
 چیزوں کی تکظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ
 کے ہاں بہتر ہے۔ اور نیز فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی
 نشانوں کی تکظیم کرے گا تو یہ قلبی تقویٰ ہو گا۔ اور نیز
 فرمایا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا، بشارت سنانے

۱۱/۲ سورہ القرآن

۲۰/۲۲ سورہ القرآن

۳۲/۴۲ سورہ القرآن

وتعزوه وتوقوه۔

والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجی سے تاکہ اسے ہمنوا

تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کا لاؤ (ت)

خود منکر نے کہا کہ صحابہ کرام تعظیم سید عالم علیہ السلام میں بہت سے زیادہ تھے بلکہ شاید اسی منکرین کو خبر نہیں کہ علمائے دینی نے روضہ منورہ کے حضور خاص ہیأت نماز قائم کرنے کا حکم دیا تو منکر کو اس قید کا اضافہ بھی کام نہ آیا بلکہ گناہ بے لذت ٹھہرا۔ لباب و شرح لباب کی عبارت عنقریب مذکور ہوگی بالفعل اختیار شروع مختار و فتاویٰ علیگیر کی تصریح ایسے فرماتے ہیں،

یتوجه الی قبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یعنی قبر شریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ویقف کما یقف فی الصلوة ویمثل صورتہ
طرف تو پر کرے اور ٹیٹ کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا
ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارک کا تصور باندھے۔
انکریمة البھیة اہ ملقطا۔

اہ ملقطا۔

اسے عزیز! اصل کاریہ ہے کہ مجربان خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے ولہذا بکثرت احادیث میں استاذ و شاگرد و علما و عام مسلمان کے لئے تواضع کا حکم ہوا جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے طبرانی معجم اوسط اور ابن ماری کامل میں ابزبرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

تعلموا العلم و تعلموا العلم السکينة والوقار
علم سیکھو اور علم کے لئے سکون و مہابت (وقار)
وتواضعوا لمن تعلمون منه۔
سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اُس سے علم سیکھو۔
تواضع کرو۔

سلف القرآن ۹۰۵/۴۸

سلف فتاویٰ ہندیہ کتاب المناسک مطلب زیارة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور ۱/۲۶۵
سلف الکامل فی ضعف الرجال من اسمہ عباد عباد بن کثیر ثقفی بصری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۴/۱۶۴۲

ف : مجربان خدا (مثلاً انبیاء، اولیاء، علماء، استاد اور شاگرد کہ وہ اللہ کے نبی، یہ اللہ کے ولی۔ وہ دین الہی کے قیم ہیں اور ملت الہیہ پر قائم) کی تواضع اور تعظیم کرنا درحقیقت خدا ہی کی تواضع اور تعظیم کرنا ہے ورنہ محض کسی دنیا دار یا کافر کی تعظیم جائز نہیں۔ نیز راجح

اور خطیب نے کتاب الجامع لاخوانی الراوی والسامع میں اُن سے یوں روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

تواضعوا لمن تعلمون منه وقواضعوا لمن تعلمونه ولا تكونوا جبابرة العلماء فيغلب جهلكم علمكم
جس سے علم سیکھتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو اور جیسے علم سکھاتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو اور حکمران نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہو جائے۔

بائشہد علماء نے تصریح فرمائی کہ غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے، فتاویٰ ہندیہ میں ہے : التواضع لغير الله حرام كذا في المطلة (غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے جیسا کہ قطعاً میں ہے۔ ت) قرأت وہی ہے کہ انبیاء و اولیاء و مسلمین کے واسطے تواضع اس لئے ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں وہ دین الہی کے قیم ہیں برکت الہیہ پر قائم ہیں عزت تواضع بسبب و نسبت ہے جو انہیں بارگاہ الہی میں حاصل تویہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی کے لئے ہوتی جیسے

پر خاتمہ ضرور علامہ برصغیر عجیب ریشنو (نہایت عجیب بات سن - س) :- ائمہ صوفیہ انما صائب اپنے مقلدوں میں فرماتے ہیں :

ایشان بجناب پیر خود شہد کہ محبت شہا بر محبت نہاد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غالب ست موجب
الفضائل میشود در جواب برنگاشتہ کہ محبت پیر
ہمیں محبت خدا و رسول ست و بسبب جذب کمالات
الہیہ کہ در باطن پیر ثابت ست می شود

چوں دیدہ عقل آمد احوال
معبود تو صبری ست اولی

انتہی بلطفہ (۱۲۷۴)

۱۔ الجامع لاخوانی الراوی باب ذکر ما یجبی للراوی والسامع دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۹۱

۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال من احمد عباد جہاد بن کثیر ثقفی بصری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۶۴۳/۴

۳۔ فتاویٰ ہندیہ الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک ۳۶۸/۵ - مورانی کتب خانہ پشاور

۴۔ غلوکات مرزا مظہر جان جاناں مجتہبائی دہلی ص ۱۸۲

صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی تعظیم و محبت بعینہ محبت و تعظیم سید عالم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کما نص علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر تصریح فرمائی، ایسی بہت سی احادیث ہیں جن میں ان کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، وہ احادیث اجنبی نہیں فصالحی شوارہ بیل معلومۃ الموارد۔

ہیں ان کا مورد سب کو معلوم ہے۔ (ت)

تواضع بغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذ اللہ کسی کافر یا دنیا دار غنی کے لئے اس کے سبب تواضع ہو کر یہاں وہ نسبت پرورد ہی نہیں یا مہر و سہہ تو ملحوظ نہیں، اسے عز و اکرام احادیث کثیرہ وغیرہ جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خشوع و خضوع بجا آواز نہ کرنا اس درجہ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو ان کے جمیع راستیاب سے خفا ہو، ابو داؤد و نسائی ترمذی ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،

قال اقیمت النسب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس و اصحابہ حولہ کانت علی رؤسہم الطیبت میں حاضر ہوں، حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں یعنی سر پہ کاسے گردنیں خم کئے بے حس و حرکت کہ پرندے ٹکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں اس سے بڑھ کر کھوت شوق کیا ہو گا!

ہند بن ابی بارہ و صاف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی عنہ کی حدیث علیہ اقدس میں ہے،

اذا تکلم اهلوق جلساؤا کانت علی رؤسہم الطیبت جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے تھے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے تھے

عجب ست باوجودت کہ وجود بھی مانہ (عجب ہے کہ تیرے وجود سے میرا وجود ہاتھی سے تیری گفتگو نافذ ہوتا و میری بات باتی ہے، تو بغضت اندر آئی و مرا سخن بمانہ

مولانا جامی قدس سرہ السامی نجات افس شریف میں لکھتے ہیں،

یکے از مشایخ گوید کہ میں و شیخ علی ہیتی در درمندی عیدہ نقادہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں اور شیخ علی ہیتی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تھے کہ اتنے میں بغداد کے

سے سنن ابو داؤد کتاب الطب باب الربل یتراوہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۳/۲

مسند احمد بن حنبل حدیث اسامہ بن شریک دار الفکر بیروت ۲۵۸/۲

سے المعجم الکبیر حدیث ہند بن ابی بارہ ۴۱۲ مکتبہ فیصلہ بیروت ۱۵۸/۲۲

گفت یا سیدی قال جلدك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من دعى فليجب وها انا ادعوك الى مستغنى گفت اگر مرا اذن کنند پیام زمانے سرور پیش از انست پس گفت سے ایم و باستر سوار شد شیخ علی بیٹی رکاب راست دی گرفت و من رکاب چپ تا بسرا سے آن شخص رسیدیم ہم مشایخ بظاہر و علماء اعیان آنجا بودند سلسلے پر کشید نہ بروی الارواح نعمتھا و مسئلہ بزرگ سرور کشیدہ و کس برداشتہ پیش آوردند دور آخر ساطعہ اند بعد ازاں آن شخص کہ صاحب دعوت بود گفت القبلہ و شیخ رضی اللہ تعالی عنہ سرور پیش انگذہ بود بیچ خورد و اذن نیز نداد و بچسک ہم خورد و اهل المجلس کان علی رؤسہم الطیر ہیبتہ

ایک بزرگ تشریف لائے اور انھوں نے عرض کی اسے آقا غوث اعظم، آپ کے بڑا بھائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دعوت دے اس کی دعوت قبول کی جائے، لو میں آپ کو اپنے گھر کے لئے دعوت دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملے تو آؤں گا، یہ فرما کر آپ نے کچھ دیر سر مبارک کو جھکایا پھر فرمایا میں آ رہا ہوں آپ گھوڑے پر سوار ہو سنے شیخ علی بیٹی نے دایاں رکاب اور میں نے بائیں رکاب پکڑا، حتیٰ کہ ہم سب اس شیخ کے گھر پہنچے تو وہاں پر ہندو کے مشائخ اور علماء اور خاص رگ موجود تھے دسترخوان بچھایا گیا جس پر مختلف قسم کی نعمتیں موجود تھیں اور ایک بھاری دھبہ تاجورت کو، اس آدمی اٹھا سنے ہوئے لائے جو اوپر سے اٹھایا ہوا تھا وہ دسترخوان کے قریب ایک طرف رکھ دیا گیا، اس کے بعد صاحب خانہ شیخ نے کھانا کھانے کو کہا تو حضرت غوث اعظم نے سر مبارک جھکایا نہ خود کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی ہمیں کھانے کی اجازت دی، اور کسی نے بھی نہ کھایا جبکہ تمام اہل مجلس ایسے خاموش سر جھکائے ہوئے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ (ت)

یعنی اہل مجلس کہ تمام ادویاء و علماء و علماء ہندو تھے ہیبت سرکارِ قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا اللہ کے سروں پر پرندے ہیں۔ مقصود اسی قدر تھی مگر ایسی جانفزا بات کا ناقص رہنا دل کو نہیں بھاتا لہذا تفریحِ قلوب سنت و فیضِ صدور بدعت کے لئے تمدنِ ایت فعل کروں، فرماتے ہیں:

حضرت نے مجھے اور شیخ علی بیٹی کو اشارہ فرمایا کہ اس تاجورت کو میرے سامنے لاؤ، وہ بھاری تاجورت ہم نے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا اس پر سے کپڑا ہٹاؤ، جب ہم نے دیکھا وہ اس شخص کا

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ علی بیٹی اشارتی فرمادے کہ سلسلہ را پیش آریہ برنا ستیم و آن را پیش بردا ستیم و پس گراں بود در پیش شیخ شاید فرمود تا سر آزا بکشایم دیدیم کہ فرزند آن شخصے بود تا بینا سے مادر زاد

پر جاسے بازو و مجزوم و مفلوج گشتہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وی را گفت قم باذن اللہ معافی آن کو رکب برخاست و وال و بنیاد براں بیچ آفتے نے فسر یاد از حاضران برخاست شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در انہوہ مردم بیرون آمد و بیچ خورد پیش شیخ ابوسعید قیلوی رقم و آن قصہ باو سے گفت شیخ عبد القادر ربیری ادا کلمہ والابریں و یحیی الصوفی باذن اللہ عز و جیل ست انتہی۔

تو انہوں نے فرمایا کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادر زاد اندھے اور کورھی کو تندرست اور فردسے کو زندہ اللہ کے اذن سے کرتے ہیں۔ (ت)

تو ادا قدرت تو داری ہرچہ خواہی کنی

مردہ را جانے دہی و در و در ماں کنی

(اسے قدرت واسے بنے قدرت سپہر پاسہ تو کرے، مردہ کو ہاں دیتا ہے اور در کو آرام دیتا ہے)

امام ابو ابراہیم عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کتاب الشفاء میں ہے،

واجب علی کل مومن متقی ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ذکر عندہ ان یخضع و ینحس و یشوق و یسکن من حرکتہ و یأخذ فی ہیبتہ و اجنلہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین ید یدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یتأدب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ لک

ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر آئے حضور و عشق بجالا ستے اور با وقت ہر جائے اور احضار کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لئے اُس ہیبت و تعظیم کی حالت پر ہو جاسے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبوہ اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھا یا ہے۔

ملہ نغمات اونس حالات ابو عمر و یحییٰ رحمہ اللہ علیہ مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی ایران ص ۵۲۰
ملہ کتاب الشفاء فصل و اعلم ان حرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعہ شریکۃ صحیفۃ ترکی ۳۲/۲

میں یہاں مسلک متوسط اور اُس کی شرح مسلک متوسط کی ایک نفیس عبارت کہ بہت فوائد جلیلہ پر مشتمل تھیں اور ذکر کرتا ہوں مولانا رحمۃ اللہ علیہ سیاحی اور فاضل علی قاری شرح میں فرماتے ہیں،

یعنی جبہ مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر نور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرنا اور مرتبہ اس طرف متوجہ ہو جائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو یا اینہم جو خیالی مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اُس کی معافی کے لئے ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال مغفرت و مہربانی و رافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل بدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مبراہ شریعت میں حاضر ہو تواضع و خضوع و خشوع و تذلل و انکسار و خوف و تار و جمیت و امتیاع کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا کو حرکت سے روکے دل اس مقصد مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے ادب و تعظیم حضور کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف منہ اور قبیلہ کو پیش کرے نگاہ زمین پر جائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت گریہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی حاضری و قیام و سلام بلکہ تمام افعال و احوال اور منزل و منزل کے قیام و ارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت و جلال و شرف و منزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سُنانے کی شست فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب شرم و حیا

فاد افرغ من ذلك قعود التوجه الى القبر المقدس و فرغ القلب من كل شئ من امور الدنيا، و اقبل بقلبك لما هو بعدد ليصلم قلبه للاستمداد منه صلى الله تعالى عليه وسلم، وليلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوہ صلى الله تعالى عليه وسلم و عطفه و رافته (ای شدت رحمتہ علی سائر العباد) ای یسأله فيما تجز عن امر الله من قلبه، ثم توجه ای بالقلب (القلب) هم مراعاة غاية الادب و قدم تجاه الوجه المشرف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذل و لا تكسار و الخشية و الوقار و الهيبة و الافتقار غاص الطير مكفوف الجوارح (من الحركات) فاد القلب (عن سوى مقصوده و مراده) و اضما بينه عن شانه (تأدب في حال اجلاله) مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة ناظرا الى الاسفل متمشلا بصوته الكريم في خيال ذلك مستشعرا بانته صلى الله تعالى عليه وسلم عالم بحضورك و قيامك و سلامك و بل بجمع افعالك و احوالك و ارتحالك و مقامك) مستحضرا عظمتہ و جلالہ و شرفہ و قدرہ صلى الله تعالى عليه وسلم ثم قال من غير رفع صوت (فقله تعالى ان الذين يظنون اصواتهم عند رسول الله الاية)

نبوی، متحلی، با نواع فضائل و فواضل لکھتے ہیں اور حاشیہ مکتوبات پر شاہ صاحب مذکور سے مرزا صاحب موصوف کی نسبت منقول،

ان کی جو قدر ہم جانتے ہیں تم کی جانو، ہندوستان کے لوگوں کے احوال ہم سے مخفی نہیں کیونکہ ہندوستان فقیر کا جاسے پیدائش و پرورش ہے اور عرب بھی میں نے دیکھا ہے اور اس کی سیر کی ہے اور ولایت کے لوگوں کے احوال بھی سنے ہیں تحقیق کی ہے کہ مرزا صاحب عورت، جو کہ شریعت و طریقت کے مرتبہ پر فائز ہیں اور کتاب سنت پر عمل پیرا ہیں اور صاحب حضرت کی رہنمائی میں محنت اور مضبوطی رکھتے ہیں، جیسے بلاد مذکورہ میں فی زمانہ کوئی نہیں ہے گزشتہ لوگوں (اسلاف) جس میں ہو سکتا ہے، کارروائی میں ان جیسے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں اس پر فنی زمانہ کی بات ہی کیا ہے (ہودت)

یہی جناب مرزا صاحب اپنے مکتوبات میں ایک مرید رشید کو (جن کی بی بی کی نسبت فرمایا، تھے پاک در خاک آن عیضہ کا شہدائیم بروقت مقدر سرسبز خواہ شد) ہم نے اس پاکیزہ کی مٹی میں ایک پاک بچہ کا شت کیا ہے جو مقررہ وقت پر سرسبز ہوگا۔ ت) تحریر فرماتے ہیں،

میں نے اور گھر والوں نے شاہجہان آباد کی طرف جو خط لکھا ہے وہ بشرط امن مبارک ہے اور تمہارے پیچھے تک ان شاہ فقیر و زانہ ایک گھڑی حلقہ ذکر سے قبل یا بعد باہر آکر آپ کی مستورہ بیوی کی طرف توجہ کرتا ہے ہو سکتا ہے تو روزانہ فیض کا متوقع ہو کر اس طرف منہ کر کے صبح کی نماز کے بعد میٹھا کرے تاکہ اس پاکیزہ کی جو میری بیٹی ہے کہ محبت کی تاثیر اس فقیر کے دل پر ہو۔ (ت)

انچہ قدر ایشان مامروم میدانیم شما چه دانید احوال مردم ہند بر ما مخفی نیست کہ خود مولد و مشاء فقیرست و بلاد عرب را نیز دیدہ ایم و سیر نموده احوال مردم ولایت از ثقات آنجا شنیدہ ایم و تحقیق کردہ عزیز سے کہ بر جادہ شریعت و طریقت و اتباع کتابہ سنت ہمچنین استوار و مستقیم باشد و در ارشاد طالبان شای عظیم و نفسہ قوی وارد و در بی حسد و زماں مثل ایشان در بلاد مذکور یافتہ نمی شود و در گذشتگان بلکہ در ہر جزو زمان و جود ایں چنین عزیزان کمتر جودہ است چه جاسے ایں زمان کہ پر فتنہ و فسادست انتہی

انچہ از قصہ خود و مردم خانہ بجانب شاہجہان آباد نوشتہ اند بشرط امن مبارک ست و تا رسیدن شما قصیدہ ای شاہ اللہ تعالیٰ بعد نماز یک دو گھڑی روز برآمدہ پیش از صلۃ یا بعد آن بجانب آن مستورہ شما متوجہ خواہ شد باید کہ ہر روز غنظلہ متوقع فیض رو بایں طرف کردہ بعد نماز صبح بنشینند کہ محبت ایں عیضہ کہ فرزند ماست در دل فقیر تاثیر کردہ است الخ

سلسلہ حاشیہ مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی از مجموعہ کلمات طلیات فصل چہارم مکتبہ شہادہ اولیہ مطبوعہ مجتہبی دہلی شمس
مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طلیات مکتوبہ سید ہفتم مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ص ۴

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں :

میری جان ! سلامت رہو ، اس جدائی کی مدت میں
تمہارے دور قحطے ملے ہیں جو عزیز جان ہیں ، غور کرو
کہ ہمارا انتظار کیا اثر کرتا ہے روزانہ صبح کی نماز کے
بعد مجھ فقیر کی طرف منہ کر کے بیٹھا کرو اور نادمہ نہ کرو ،
میں خود توجہ کیا کروں گا کسی دوسرے کی توجہ کی ضرورت
نہیں ، ان شاء اللہ عمر زیادہ اور عمر کا مزہ بھی پاؤ گے اور طاعت

جہاں ہی سلامت باطنی دریں مدت مفارقت دور قحطہ
شمار سید و حمید رہاں گردید باید دید کہ انتظار یا ماحیہ
میکند ، ہر صبح بعد نماز متوجہ فقیر فشینید بے نادمہ توجہ
می دہم از کسی توجہ نگیرید زیادہ عمر و مزہ عمر باد استی لخصا

انھیں مرا صاحب کے طغولات میں ہے ،

میرا خاص تعلق حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ الکریم سے قائم ہے اور فقیر کو آپ سے خاص
نیاز حاصل ہے ، فقیر جہانی عارضہ کے وقت آپ کی
طاف توجہ کرتا اور شفا پاتا ہے الخ

نسبت ما بجناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ سے رسد و فقیر ان نیاز سے خاص با بجناب ثابت
ست و در وقت عارضہ جہانی توجہ با بجناب حضرت
واقع می شود و بسبب حصول شفا میگردم الخ

شہادہ ولی اللہ صاحب سے خوب شرح رہا حیات میں اپنی یربائی تھی ، سے

آنا کہ زانو ناسس بھی بستند
فیض قدس از بہت ایشان میجو
بالجستہ انوار قدم پر بستند
در وازہ فیض قدس ایشان بستند

وہ ذات جس سے لوگ بھلائی چاہتے ہیں اور ان کے قدم کے انوار لباس بناتے ہیں ان کی
توجہ سے مقدس فیض کی غرا بیش کر کیونکہ وہ فیض قدس کا دروازہ ہیں)

پھر اس کی شرح میں لکھا ،

یعنی مشائخ کی ارواح طیبہ روح اور سر کی
صفائی میں انتہائی مفید ہیں (ت)

یعنی توجہ بار و ارج طیبہ مشائخ و در تہذیب روح
و سر نفع بیش دارد

۴۹	ص	سکے مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات	مکتوب چہل و دوم	مطبوعہ مطبعہ معینی دہلی
۵۸	ص	سکے طغولات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات طغولات	" " " "	" " " "
۱۹۴	ص	سکے مکتوبات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طیبات	مکتوب ہست دوم در شرح رہائش	" " " "
"	"	سکے شرح رہا حیات شاہ ولی اللہ	" " " "	" " " "

انہیں شاہ صاحب نے جماعت میں حدیث نفس کا یوں علاج بتایا،

بارود اح طیبہ مشائخ متوجہ شدہ و براستہ ایشان فاتحہ
خزانہ یا زیارت قبر ایشان رو و از انجا انجذاب
در یوزہ کنند
مشائخ کی ارواح کی طرف متوجہ ہوا اور ان کے لئے
فاتحہ پڑھو اور ان کی قبروں کی زیارت کے لئے جاؤ
اور وہاں سے فیض حاصل کرو۔ (ت)

تفسیر: امام علامہ ابن حجر کی مشافہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام
الاعظم ابی حنیفہ النعمان میں فرماتے ہیں،

يعزىزل العلماء وذوو الحاجات يزورون
قبر الامام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ويتوسلون عنده فی قضاء حوائجهم و
یرون نجر ذلک منهم الامام الشافعی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانه جاء عنده انه
قال انی لا تبرک بابی حنیفہ و اجئی الی قبره
فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین
وجئت الی قبره و سألت اللہ تسأل
عنده فتقضى سرئعا۔
یعنی ہمیشہ سے علماء اہل حاجت امام ابو حنیفہ رضی
تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی
حاجت رواں ہوں کہ بارگاہ الہی میں اُن سے توسل
کرتے اور اس سبب سے فوراً مرادیں پاستے ہیں
اُن میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے
ہیں میں ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تبرک کرتا ہوں
اُن کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش
آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کی طرف آکر
خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں ملتی کہ حاجت
روا ہوتی ہے۔

فقیر کہتا ہے خیر اللہ تعالیٰ لہ یہاں نکات غامضہ ہیں کہ اُن پر مطلق نہیں ہوتے مگر توفیق واسلے، جب
معلوم ہو گیا کہ حق جل و علا عز مجید کی طرف اُس کے مجربوں سے توسل محرم مقصود و سنت ماثورہ و طریقہ مامورہ
اور ہنگام توسل اُن کی جانب توجہ درکار زبان تک کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے سیتنا امام مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: دُعائیں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی طرف؟ فرمایا،

و لم تصرف وجهک عنہ و هو وسیلتک
کیوں اپنا منہ اُن سے پھیرنا ہے وہ قیامت کو تیر

اظہار گزارنے کی صورت سے حاصل تھا جائز ٹھہرا تو یہ چند قدم جانب عراق محترم پلن اسس وجہ سے کہ اس میں کوہر مخفی کا اظہار قوی ہے کیونکہ ناجائز ہوگا۔

مثال ظاہر مصنف خاطرہ لہذا جس امر میں جمع عزیمت و صدق ارادت کا اہتمام چاہتے ہیں وہاں اس کے مناسب احوال و جوارح رکھے جاتے ہیں کہ ان کی مدد سے خاطر میں اور انتشار و فح ہو اسی لئے نماز میں تغلف پر نیت قصہ جمع عزیمت علماء نے مستحسن رکھا کما فی المبسوط والہدایۃ والکافی والعلیۃ وغیرہا (جیسا کہ مبسوط، ہدایہ، کافی اور علیہ وغیرہ میں ہے۔ ت) شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں:

من جبلۃ الانسان انه اذا استقر فی قلبہ شئ جبرى حسب ذلک الامکان واللسان و هو قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت فی جسد ابت آدم مضافۃ الحدیث ففعل اللسان والاکان اقرب مظنة وخليفة لفعل القلب۔

انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی چیز اس کے دل میں جم جاتی ہے تو اعضا اور زبان اسی کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد مبارک کا کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے الحدیث پس زبان اور اعضا کی حرکت دل کے فعل کے تابع ہوتی ہے (ت)

اور یہی ہر سہ کرکیر تحریر کے وقت رخ یرین اور شہد میں انشتب شہادت سے اشارہ مقصد ہوا۔ شاہ ولی اللہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

الهیۃ المندوبۃ ترجمہ الی معانی، منها تحقیق الغرض کشف القدمین، ومنها معاکاة ذکر اللہ تعالیٰ باصابعہ و یسود حد و ما یعقلہ بجانہ کوفہ الیدین و الاشراق بالسبعۃ لیکون بعض الامر معاضدا لبعض اللہ ملخصا

مستحب حالت کئی معانی کی طرف راجع ہے، ایک شمع کا پایا جانا، جیسے قدموں کا برابر ہونا، اور ایک اللہ کے ذکر کی حکایت ہاتھ اور انگلیوں سے کرنا تاکہ دل میں جو کچھ ہے اس کی مطابقت ہو سکے، جیسے ہاتھ اٹھانا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا جس سے بعض افعال کی بعض سے تقویت ہوتی ہے اور غرض

اور اسی قبیل سے ہے دعا میں ہاتھ اٹھانا پھر سے پرمیخنا، شاہ ولی اللہ تصریح کرتے ہیں کہ یہ افعال رغبت باطنی کی تصویر بنانے کو ہیں کہ قلب اس پر غلبہ متنبہ ہو جائے اور حالت قلب ہیأت سے تائید پاسے۔

لہ حجتہ اللہ البالغہ الامور الہی و بہ منہا فی الصلوٰۃ

لہ " " " " اذکار الصلوٰۃ و ہیأتہا المندوب الیہا

کتاب مذکور میں ہے :

امدفع الیبدین ومسح الوجه بهما فتصویر
للرغبة ومطاهرة بین الھیأة النفسانیة
وما یناسبها من الھیأة البدنیة وتنبیہ
للنفس عن تلك الحالة ۛ

اور ہاتھ اٹھانا اور دھوا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر
طایر اپنی دُعا میں رغبت کا اظہار ہے اور ہیئت
نفسانی کی تصویر اور ہیئت بدنہ کی مناسبت ہے اور
نفس کو اپنی حالت پر تنبیہ ہے۔ (ت)

بعینہ ہی حالت اس چٹنے کی ہے کہ رغبت باطنی کی پوری تصویر بناتا اور قلب کو التجاذبِ تام پر متنبہ کرتا ہے جیسا
کہ اس عمل شریف کے بحالانے والوں پر روشنی، گو منکر محرم بنیر یا شمسِ ج
ذوقِ ایں سے نہ شناسی بخدا تا پشمشی
داسی شراب کا منہ ڈالتے چمکے بغیر نہ پاسکے گلی۔

والعالم متب نبیر علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمۃ ہے کہ جہاں انسان سے کوئی تصویر واقع ہو عمل صالح و پاک
ہو کر کرے اسی لئے جب ایک بار سفر میں آخر شب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرم رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نے نزول فرمایا اور آنکھ نہ کھل رہاں تک کہ آفتاب چمکا حضور نے وہاں نماز پڑھی اور فرمایا اس جگہ شیطان
حاضر ہوا تھا اپنے مرکبوں کو روک رہی تھے چلے آؤ پھر وہاں سے تیار فرما کر نماز قضا کی مسلمہ فی صحیحہ عن
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عرضنا مع نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما نستقیظ
حق طلعت الشمس فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیأخذ کل رجل براسه من اجلته فان
هذا منزل حضورنا فیہ الشیطان قلل ففعلنا ثم دعا بالماء فتوضأوا للحديث (حدیث کا ترجمہ
تمہی حدیث سے پہلے موجود ہے) یہاں بھی جب یہ محتاجِ دو رکعت نماز پڑھ چکا اور اب وقت وہ آیا کہ جہت توکل
کی طرف منہ کر۔ کہ اللہ جل جلالہ سے دُعا چاہتا ہے نفس نماز میں جو قلت حضور وغیرہ قصور سرزد ہوئے یاد آئے
اور سمجھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان کے دخل نے مجھ سے مناجاتِ الہی میں تعمیرِ کرا دئی ناچار ہٹتا ہے اور
پتہ ظاہر کہ جہت تو جہاں اس کے لئے اولیٰ و ایسریمینا و شمالا انصراف میں ترکِ توجہ اور رجعتِ تمہری بُدھ کی صورت
اور اقبالِ نشانِ اقبالِ فکان هو المختار۔

خاصنا خادمِ شرع جانتا ہے کہ صاحبِ شرع صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو بابِ دعا میں تغاؤل

سلسلہ مجتہد ابانہ الاذکار وما یتعلق بہا مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۷۵/۶
سلسلہ صحیح مسلم باب قضاء الصلوٰۃ الفاترہ نور محمد اصح الطالیع کراچی ۷۵/۱

پر بہت نظر ہے اسی نے استسقاء میں قلب پر دافرایا کہ تبدیل حال کی قال ہو

الد ر قطنی بسند صحیح علی اصولنا عن
اکامہ ابن الاکام ابن الامام جعفر بن
محمد بن علی بن یحییٰ بن ابیہ
انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استسقی وحوّل
مردم اذہ للیت حول القحط

ہمارے اصول کے مطابق دارقطنی نے صحیح سند کے
ساتھ امام ابن امام ابن امام جعفر بن محمد بن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ اپنے والد سے راوی ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (بارش
کے لئے دعا میں) چادر مبارک الٹی تاکہ لقطہ ختم
ہو جائے۔ (ت)

امام نووی شریع صحیح مسلم میں فرماتے ہیں
قالوا والتحویل شریع تفاؤ لا یتخیر الحال
من القحط الی نزول الغیث والخصب و
من ضیق الحال الی سعته

انہ کرام نے فرمایا کہ چادر الٹنا اس لئے مشروع ہے
کہ قحط سے بارش کی طرف اور تنگی سے خوشحالی کی
طرف حالت کو تبدیل کرنے کے لئے نیک نال بن سکے۔

اسی لئے بخیر الی کے بعد جو اس کے دفع شرک کی دعا تعلیم فرمائی ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ کروٹ بدلے
تاکہ اُس حال کے بدل جانے پر کسی م

مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ عن
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
مرفوعا اذری احدکم الرؤیا یکرہہا
فیبصق عن یسارہ ثلاث و لیستعذ بیا للہ
من الشیطان ثلاثا و یتحول عن جذبہ
الذی کان علیہ

مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام
نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نا پسندیدہ خواب
دیکھے تو تین مرتبہ بائیں جانب تھو کے اور اٹھو بائیں
میں الشیطان اربعہ مرتبہ پرٹھے اور اپنی کروٹ
دوسری جانب بدلے۔ (ت)

علامہ متاوی تیسیر میں لکھتے ہیں، تفاؤ لا یتحول تلك الحال (تاکہ اس سے نجات کئے

لہ سنن الدارقطنی کتاب الاستسقاء حدیث ۲ مطبوعہ نشر السنۃ طان ۶۶/۲
لہ شرح مسلم للنووی کتاب صلوة الاستسقاء نور محمد اصح المطابع کراچی ۲۹۲/۱
لہ صحیح مسلم کتاب الرؤیا " " " " ۲۴۱/۲
سنن ابو داؤد باب فی الرؤیا " " " " ۶۸۵/۲
لہ تیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث اذاری اصول کے تحت مکتبہ امام عثمانی برائیس ۶۶/۱

نیک فال بن سکے۔ (ت) اسی لئے ہنگام استسقا پشت دست جانبہ آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور بار نہ آنے کی فال ہو۔

مسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استسقی فاشار بظہر کفہ الی السماء
مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بارش کے لئے دعا فرماتے تو، پھیلے مبارک کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرماتے (ت)

اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے، طبعی گفتہ میں نیز برائے قفاد است بقلب تبدیل حال مثل صلیح و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در تحریل رد اشارت مست مطلوب کہ بطن سائب بجانب زمی گردد و بریزد انچه در دست از امطار روانہ تعالیٰ اعظم یلے

یہی نے فرمایا یہ عمل بھی حالت کو تبدیل کرنے کی نیک فال کے طور پر ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر تبدیل کرتے تھے جس میں بادلوں کے پیٹ زمین کی طرف برجانے اور بادلوں سے بارشیں ہونے کے مطلوب کی طرف اشارہ تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسی نے علما نے مستحب رکھا جب دفع بلا کے لئے دُعا ہو پشت دست ٹوسے سا ہو گو ہاتھوں سے آتش فتنہ کو بجھانا اور پوشش بلا کو دباتا ہے۔ اشعر میں ہے، گفتہ اند چون دما بجائے طلب و سوال چیزے از لہا بود مستحب است کہ گردانیہ شود بطی کنجا بجانب آسمان و ہر گاہ کہ بے دفع و منع فتنہ و بلا باشد پشت بآسمان دست بجانب آسمان کند از برآئے اطفائے ناز، فتنہ و بلا و پشت کردن قوت حادثہ و غلبہ آن تلیہ

علما نے فرمایا ہے کہ جب کسی نعمت کے حصول کوئی دُعا کی جائے تو مستحب یہ ہے کہ دعا میں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کیا جائے اور اگر کسی دفع شر کے لئے دعا کی جائے تو پھر ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف کیا جائے تاکہ فتنہ اور مصیبت کی شدت کم ہو اور حادثہ کی قوت و غلبہ پست ہو جائے۔ (ت)

صحیح مسلم	کتاب صلوٰۃ الاستسقا	مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی	۶۹۳/۱
اشعة اللمعات	~ ~ ~	نور محمد اصح المطابع کراچی	۶۹۳/۱
~ ~ ~	~ ~ ~	~ ~ ~	~ ~ ~

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاتھوں کے باطن میں
سوال کرو اور ہاتھوں کی پشت میں سوال نہ کرو اور
جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے
پر پھیر دو (ت)

ولا تشلوا بظہورها فاذا فرغتم فامسحوا
بہا وجوہکم۔

کے تحت میں لکھا :

تاکہ نیک حال ہو سکے کہ مطلوب پایا اور اس کو
برکت کے لئے چہرے تک پہنچایا جو کہ اعضا میں
افضل ہے اور اس سے تمام بدن میں سرایت
کرسے۔ (ت)

تفاوتاً باصابت المطلوب وتبرکاً یا بصالح
الی وجہہ الذی ہوا شرف الاعضاء و
منہ یسرک الی بقیۃ البدن

فاضل علی قاری نے حرمین میں فرمایا :

ہو سکتا ہے کہ یہ اس بات کا اشارہ ہو کہ دعا
قبول ہو چکی ہے اور وہ نفع بل اور حصول عطا کے لئے
سیک حال بن سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے
ہاتھوں کو خلار اور حلا میں خیر سے خالی نہ ٹھانے پر
میا فرماتا ہے۔ (ت)

لعل وجہہ انہ ایسأ الی قبول الدعاء و
تفاوتاً بدفع البلاء وحصول العطاء
فان اللہ سبغہ یستحیی ان یرد ید عبد
صفرائی عالیہ من الخیر فی الخلاء والملاء

اسی طرح صاحب شریع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقاصد شریع پر
محاذ فرما کر خاص اُن کے موافق یہ چلن مقرر فرمایا کہ لغی احواض و عطاء سے قربت و حصول اغراض و اقبالی اجابت
کے لئے قال حسن ہو واللہ تعالیٰ الموفق۔

سادساً مع مسلم شریف میں بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت کہ سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت نعمت اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی
کہ دیوار قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اسی کے خوشہ ہائے انگور دست اقدس کے قابو میں تھے

فتنہ و آئندہ سطور میں بلائیں لکھ اندر اختلافت کی اپنی جگہ ہے اور ہلالین سے باہر حدیث کی عبارت ہے۔ تذکرہ احمد

شرح التیسیر شرح ابی مع الصفیہ حدیث سلو اللہ کے تحت مکتبہ امام الشافعی الرافضی ۶/۶
سے حرمین حواشی حسن حسن حسن آداب الدعاء افضل للطایع انڈیا ۱۱

اور یہ نماز صلوٰۃ الکسوف تھی۔

وذلك قوله (بعد ما وصفت صلوٰۃ النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في الكسوف) ثم تأخر (يعني النبي صلى الله تعالى عليه وسلم) وتأخرت الصلوات خلفه حتى انتهينا (قال مسلم وقال ابو بكر يعنى ابن ابى شيبة شيخه حتى انتهى) الى النساء ثم تقدم وتقدم الناس معه حتى قام في مقامه فاتصرف حين انصرف وقد اضئت الشمس فقال (وقد احدث الحديث حتى قال) ما من شئ توعدونه الا قد سر اياته في صلوات هذه (لقد بحث بالنار وذكركم حين ايتمونى تأخرت وسيق الخبر الى اى قال) ثم جى بالجمله وذكركم حين ايتمونى تقدمت حتى قمت في مقامى ولقد حددت يدى وانا امر يد اى تناول من شرها (الحديث مختصر)

ان کا قول یہ کہ سورج گرہن کی نماز کو بیان کرتے ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں بیٹھے ہٹ گئے اور آپ کے پیچھے صفیں بھی ہٹ گئیں حتیٰ کہ ہم ہٹ گئے مسلم نے فرمایا کہ ان کے استاد ابو بکر ابن ابی شیبہ نے فرمایا ہم عورتوں کی صف تک پیچھے ہٹ گئے، پھر حضور علیہ السلام آگے بڑھے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ آگے بڑھ گئے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام اپنے پہلے مقام پر کھڑے ہوئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو گیا، پس انھوں نے کہا کہ راوی نے پوری حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا تھیں جن امر کا وہ دیا گیا میں نے نماز میں اس سب چیزوں کو دیکھا ہے (حدیث میرے سامنے آگ (جہنم) پیش کیا گیا یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اور واقعہ بیان کرتے ہوئے راوی نے کہا، پھر آپ نے فرمایا میرے سامنے جنت کو پیش کیا گیا اور یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس خیال سے کہ میں جنت کا پہلے حاصل کروں (الحديث مختصراً)۔ (ت)

اسی طرح جب ارباب باطن و اصحاب مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر جوہر تو سل عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں انوار و برکات و فیوض و غیرات اس جانب مبارک سے باہزاراں جوش و جہم پیہم آتے نظر آتے ہیں، یہ بیتا پانہ ان خوشہائے انور جنات نور و باغات سرور کی طرف قدم شوق پر بڑھتے اور ان عزیز مہمانوں کے لئے رحم باجہاں تلقی و استقبال بجالاتے ہیں سبحان اللہ کیا جائے انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات و غیرات کی طرف مسارعت کرے۔

ان جنت کو قاصداً اسی علی بصری

لہ اقص حقاً و ای الحق ادیمت

(اگر میں تمہارے قصد سے آؤں تو آنکھوں کے بل دوڑتا ہوا آؤں، تو حق ادا نہ کر سکوں اور کونسا حق ہے جو میں نے ادا کر دیا ہے)

رہے ہم عالمی جن کا حقد یہی شفقہ لسان و اضطراب ارکان ہے و بس نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) ہم اس امر تجلی میں ان اہل بصائر کے طفیل ہیں نظر و لاہض من کانس الکرامہ نصیب
(کریم حضرات کے پیادوں سے رہیں کا بھی حصہ ہے)

جیسے نماز کے اس کے اکثر افعال و احکام ان اسرار و حکم پر مبنی جو حقیقت صرف احوال سنیہ اہل قلوب پر مبنی پھر عوام بھی صورت احکام میں ان کے مشارک مثلاً نماز تہارہ میں اخفاء واجب ہو اور تجلی میں جہر کہ لیل آیت لطف ہے اور اس کی بجلی لطیف اور نہار آیت قہری ہے اور اس کی بجلی شدید پھر بجلی جہری بجلی ستری سے بہت قوی و گرم تر، لہذا تعدیل کے لئے تجلی قہری کے سب سے نرم تر بجلی تجلی رکھ گن اور لطفی کے ساتھ محرم، بقعد و عین میں باوجود نہایت حکم جہر ہوا کہ جو نہایت حاضرین اس ماحصل اور وہشت زائل اور قلب ہر شہود تجلی سے قدرے ذابل بھی ہو گا، لہذا ایک ہفتہ کی تقصیرات جمع ہو کر حجاب میں گونہ قوت پیدا کرتی ہیں تو گاہے گاہے یہ معاملہ مناسب ہو اور اپنی حرارت سے اُسے گلا دے جیسے اہل باطل و کثیفہ دیکھنے سے منع کرتے اور تاؤ را بغرض قریب اُسے علاج سمجھتے ہیں اور کسوف میں گرجا مت کثیر اور وقف طویل ہے پھر بھی اخفاء ہی رہا کہ وہ وقت نواہیہ تجلی جلال اور وقف طویل ہے جہر نہ ہو سکے گا، اسی لئے ہمارے نزدیک نماز جنازہ میں اصل قرأت نہیں کہ یہ طبیعت عظیم و تجلی جلال تجلی شدید قرآنی سے جمع نہ ہو اور جو قرأت کہتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شہت پر شدت بڑھ جائے گی۔ شب کہ آٹھ رکعت تک ایک نیت سے جائز اور دن کے چار سے زیادہ منع کہ سنت النہیہ ہے تجلی ششیافشیاف وارہ کرتے اور ہر ثانی میں اول سے قوی بھیجتے ہیں تو تجلی گرم نہاری کے ساتھ چار سے آگے تاب نہ آئے گی اسی لئے ہر دو رکعت پر جیسے طویل کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد واجب ہوتی کہ لطف جمال سے حظ اٹھالے اور پچھلی رکعتوں میں قرأت معاف کہ تجلیات برہمتی جائیں گی شاید دشواری ہو اور منفرد جہر واجب نہیں کہ بوجہ تنہائی و شہت و طبیعت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اُسے اُس کے حال و وقت پر چوڑا مناسب رکوع و سجود میں قرأت قرآن منور ہوتی کہ ان کی تجلی تجلی قیام سے سخت اشد دوسری تجلی شدید قرأت مل کہ

افراد ہوگی نیز خود میں قرأت ممنوع ہوئی کہ وہ آرام دینے کے لئے رکھا گیا تجلی قرآنی کی شدت مل کر اسے مقصود سے غالی کر دے گی اسی لئے رکوع کے بعد قمر کا حکم ہوا کہ اس کی بجلی قوی سے آرام لے کر تجلی اتوی کی طرف جائے ورنہ آپ نہ لگائے گا اسی بنا پر بین المسجدين الطینان سے بیٹھنا واجب کیا گیا کہ تجلی سجدہ ثانیہ اور اشہد واعظم ہوگی اشہد باشد کی قوائی سے بنیان بشری نہ منہدم ہو جائے۔ امام عارف باللہ عبدالحق باب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان میں نقل فرماتے ہیں:

انه وقع لبعض تلامذة سيدى جلال القادر
حيث رضى الله تعالى عنه انه سجد فصار
يفضله حتى صار قطرة ماء على وجهه
الارض في خذها سيدى عبد القادر
رضى الله تعالى عنه بقطنه ودفنها في
الارض وقل سبحان الله مرحم الماصل
بالتجلى عليه.

یعنی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مریدوں نے سجدہ کیا جسم ٹھکنا شروع ہوا یہاں تک کہ گوشت پرست پڑی پسلی کسی شے کا نشان نہ رہا صرف ایک بُند پانی کی زمین پر پڑی رہ گئی حضور پر نور نے روئی کے پھوسے سے اسے اٹھا کر زمین میں دفن کر دی اور فرمایا بسبح اللہ تجلی کے سبب اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

سے قسمت نگر کشتہ شمشیر عشق یافت

مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

(قسمت دیکھ کر عشق کی تلوار کے مقتول نے ایسی موت کو پایا جس کے لئے زندہ لوگ دعا کی آرزو کرتے ہیں)

سابقاً دیدہ انصاف بے غبار و صاف جو تو احادیث صحیحہ سے اس کا بھی پتا چلتا ہے کہ جہاں جانا چاہے اس طرف چند قدم قریب ہونا اور جہاں سے بُدائی مقصود ہو اس سے کچھ گام دور ہونا بھی نافذ بکار آمد ہوتا ہے جب کمال قریب و بُعد میسر نہ ہو۔ طبرانی نے معجم کبیر اور حاکم نے مستدرک میں بشرط شیخین ابوورداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کل شیء یتکلم بہ ابن آدم فانہ مکتوب عیہ فاذا اخط الخطیئة ثم احب ان یتوب الی اللہ عزوجل فلیات بقعة

آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہئے بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ پھیلا کر

مرآة قلیمد یدیه الی اللہ ثم یقول
 اللہم افرق الیوب انیک منها لا ارجع الیہا ابدا
 فانہ یغفر لہ ما لہ یرجع فی عملہ ذلک
 کہے الہی! میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا
 ہوں اب کبھی اوہر عود نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس
 کے لئے مغفرت فرمادے گا جب تک اس گناہ کو
 پھر نہ کرے۔

توبہ کے لئے بندہ پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضع مصیبت سے بُد اور محل طاعت و منزل رحمت یعنی
 آسمان سے قُرب حاصل ہو، جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نازہ انتقال قریب آیا بن میں تشریف
 رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر جبارین کا قبضہ تھا وہاں تشریف لے جانا طیسر نہ ہوا دعا قربانی کہ اس پاک زمین
 سے مجھے ایک سنگ پر تپ قریب کر دے۔ بخاری، مسلم، نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
 اور مل ملک الموت الی موسیٰ علیہا الصلوٰۃ
 والسلام (ہذا کہ الحدیث الی ان قال) نسأل
 اللہ انت یدنیہ من الارض المقدسة
 من مية بحجرک
 موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے
 ملک الموت کو بھیجا، پس حدیث کو بیان کرتے یہاں
 ملک بیان کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے
 سوال کیا کہ مجھے بیت المقدس کے اتنا قریب کر دے
 جتنا کہ پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔ (ت)

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں دیا ہے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں،
 نزدیک گردان مرا ازان اگرچہ بقدر ایک سنگ
 اندازہ ہا شد یک
 مجھے اس قدر نزدیک کر دے اگرچہ ایک پتھر کا
 اندازہ ہو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ہنگام حاجت سروسر عراق شریف کی عاضری متعذر لہذا چند قدم اس ارض مقدسہ
 کی طرف چلنا ہی مقرر ہو کہ مالک ید رک کلہ لا یتروک کلہ واللہ الحمد دقہ وجلہ (ہر کل عامل
 نہ ہو سکے تو وہ مکمل چھوڑا بھی نہ جاتے، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی عمدہ ہے۔ ت) رہی عدد
 یازدہ کی تخصیص اس کی وجہ ظاہر کہ ان اللہ تعالیٰ وترحب الموتی اللہ تعالیٰ طاق ہے طلاق کو

سہ المستدک علی الصمیمین کتاب الدعاء دعا قضاء الرین مطبوعہ دار الفکر بیروت ۵۱۶/۱
 سہ صحیح بخاری باب وفات موسیٰ علیہ السلام الخ - قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۸۴/۱
 صحیح مسلم باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام - نور محمد المطابع کراچی ۲۶۷/۲
 سہ اشعۃ اللمعات کتاب الفتن باب بدائع الفتن الخ - فوریر رضویہ سکھر ۴۵۳/۲
 سہ جامع الترمذی ابواب الوتر مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۶/۱
 مسند احمد بن حنبل حروری از ابن عمر رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۷۷/۲

دوست رکھتا ہے قالہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا الامام احمد عن ابن عمر
بسند صحیحہ و القزنی عن علی بسند حسن و ابن ماجہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین (یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے، اس کو امام احمد نے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے سند حسن کے ساتھ علی مرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت اور افضل الادوار و
اول الادوار ایک ہے مگر یہاں تکثیر مطلوب اور اس کے ساتھ تیسرے بھی ملحوظ لہذا یہ عدد مختار ہوا کہ یہ افضل الادوار
کا پہلا ارتجاع ہے جو خود بھی وتر اور مشابہت زوج سے بھی بعید کہ سو ایک کے اُس کے لئے کوئی کسر صحیح
نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی جو زوج حاصل ہوتا ہے زوج محض ہے نہ زوج الادوار کہ
اس کے دونوں حصص متساویہ خود افراد ہیں بلکہ غلو مرتبہ پر وہ بعینہ ایک ہے۔ مشاہدہ ولی اللہ حجۃ اللہ الباقہ
میں دیکھتے ہیں،

الشرح لم یخص عدد الا لحکم ترجع الی
اصول الاول ان الوتر عدد مصادف
لا یجاء زعنہ ما کان فیہ کفایتہ ثم الوتر
علی مراتب، وتر لثبہ الزوج کالتسعة
والخمسة فانہما بعد اسقاط الواحد
ینقسمان الی زوجین والتسعة وان لم
تنقسم الی عددین متساویین فانہما
تنقسم الی ثلثہ متساویۃ، واما الادوار
الواحد وحیدہ اقتضت الحکمة ان
یؤمر باکثر منہا اختتام عدد ا یحصل
یا لترفعہ کا الواحد یترفع الی احد عشر
ام منقطع۔

شرح شریعت میں عدد کی تخصیص صرف ایسے حکم
کے لئے کی جاتی جو کئی معانی کی طرف راجع ہوتا ہے
اول یہ کہ وتر ایسا مبارک عدد ہے کہ اس سے
تھا و اس وقت تک جا تر نہیں جبکہ اس وتر
میں کفایت موجود ہے پھر وتر کے کئی اقسام ہیں
ایک وتر زوج کے مشابہ ہوتا ہے جیسا کہ نوارہ
پانچ کا عدد کہ یہ دونوں ایسے ہیں کہ ان دونوں میں
سے ایک ایک کو سا قذا کر دیا جائے تو یہ دونوں
برا بر تقسیم ہو کر دو زوج بن جاتے ہیں اور نو کا
عدد خود اگرچہ دو جفت (زوج) پر تقسیم نہیں ہوتا
مگر تین مساوی عددوں پر تقسیم ہوتا ہے، تمام
وتروں کا امام (اصل) ایک کا عدد ہے اور حکمت
کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ عدد بڑھ کر واحد کی طرح ہو جائے مثلاً گیارہ ہو جائے اور منقطع

اس کے بعد فقیر گدائے سرکار قادریہ غفر اللہ لکل ذنب و خطیئۃ سرکار خوشیت مدار سے اس عدد مبارک کے
انتصاص پر بعض دیگر نکات جمیلہ حکیمہ جلیلہ پاتے ہیں کہ توفیق اللہ تعالیٰ رسالہ مبارک انہما را کا انوار من صہب
صلوۃ الاسرار میں ذکر کئے یہاں ان کا بیان زخیر خود میں لگاواں

فمن شاء فليرجع الى ذاك التحذير الانيق
والله سبحانه ولي التوفيق وبسبب اس مہ
التحقيق وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و
مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

اگر کوئی چاہے تو اس صاف ستھری تحریر کی طرف رجوع
کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور مجھے توفیق ملی
جیکہ اللہ کے قبضہ میں ہی تحقیق کی لگام ہے۔ اور صلوة
وسلام ہو ہمارے آقا محمد اور ان کی آل و صحابہ

سب پر۔ (تہ)

بالجملہ اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محذور شرعی نہیں، اور خود کوئی ساطرۃ دیانت و انصاف ہے کہ جو
امر حضور پر نور محمدی الملتہ بمقیم السنۃ، ملاذ العلماء، معاذ العرفاء، وآرث الانبیاء، ولی اللہ، طبع الارشاد،
مزجۃ الافراد، اہم الامم، مالک الازم، کاشف الغمر، علما الامر، قطب الاعلم، نورنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
ارضاء و جعل حوزنا فی الداس بن من ضاہد اللہ تعالیٰ ان کی رضا کو دونوں جہان میں ہماری جان کا موتی بنائے۔ (تہ)
ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب، کبار کباب قدس سرہم دشمنیت انوار ہم (ان کے اسرار
مقدس اور ان کے اہل اہم نام کئے جائیں۔ تہ) کہ یا یقیناً اعظم علماء و اجلہ کلا تھے اُسے بجا لائیں اور طبقہ
قطبۃ اولیاء و علمائے سلسلہ عالیہ قادریہ روح ارواح اہمجا بھا و اروی قلوبنا بناہل عیب بہب
(اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو معطر فرمائے اور ہمارے دلوں کو ان کے جاری چشموں سے سیراب فرمائے۔ تہ)
اسے اپنا معمول بنائیں اور ثنات علماء و کبار اولیاء اپنی تصانیف میں اُسے فعل و روایت کریں اہل اہم ہیں
اہل اہم ہیں اور منکرین منکرین کو اصل قدرت نہ سمجھو کہ آیت و حدیث تو بڑی چیز ہے کہیں دو چار علماء دیں و فقہائے
معتبرین ہی سے اُسس کا نڈ و انکار ہے اعانت کذب و اختلاق و مکابہ و شقاق مابت کر سکیں ایسی جمل
چیز جلیل عزیزہ کو محض اپنی ہوائے فساد و اصول ہستی کی بنا پر بلحاظ اصل مذہب شرک قطعی اور فاعلون مجوز
کو معاذ اللہ مشرک جنمی اور بخوف اہل حق تسلیل امر کو ہمارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتائے اور انکار ارشاد
سید الاولیاء و تفسیق علماء و عرفا کا وہابی حکیم گردن پر اٹھائیے وسیع علم الذین ظلموا ای منقلب
ینقلبون (اور اب جان جائیگے ظالم کس کس کو ڈپٹ پٹا کھائیں گے۔ تہ) اور حضرات منکرین کا یہ کہنا کہ صحابہ

تابعین سے منقول نہیں، صحابہ حبیب و تعلیم میں ہم سے زیادہ تھے تو اب ہوتا تو وہی کرتے۔
 اولاً وہی معمولی باتیں ہیں جن کے جواب علمائے اہلسنت کی طرف سے ہزار ہزار بار چوکے جیسے آفتاب
 روشن پر اطلاع منکوح ہوا ان کی تصانیف شریفہ کی طرف رجوع لاسے، علی الخصوص کتاب مستطاب اصول الرشاد
نقص مبانی الفساد و کتاب لا جواب اذا قلنا لا تاخذوا أموالكم من أموالهم و القیامہ و غیر ہا تصانیف
علیہ و تالیف خیر حضرت تاج الحقیقین سراج الدقیقین حامی السنن تاجی الفتن بقیۃ السلف تجلۃ الخلف
فرد المثل فخر الاکابر وارث العلم کابر ائمن کابر سیدی و والدہ حضرت مولانا مولوی محمد تقی علی خان صاحب محمدی ٹی
عنفی قادری برکاتی بریلوی اعظم اللہ اجرہ و ثور قبرہ و کس من سرہ و ذقناہ و اعطاک المسرة
و وقاہ المضرة و کمل معرة بجاه المصطفى و الہ الشرفا علیہ و علیہم الصلوٰۃ و الثنا
امین امین یا اہل التقوی و اہل المغفرة (اللہ تعالیٰ ان کا اجر بڑا کرے، ان کی قبر کو منور کرے،
 ان کے اسرار کو مقدس بنائے، ان کی بھلائی میں نصیب فرمائے اور ان کو سرور عطا فرمائے، اور ان کو
 ہر ضرر و تکلیف سے محفوظ فرمائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل کی وجاہت کی برکت سے علیہم
 الصلوٰۃ والسلام اسے تعوی اور مغفرت والراہت، اور فقیر خیر اللہ تعالیٰ بھی اس بحث اور اس کے امثال
 کو بروجر اجمال رسالہ آقاۃ القیامہ علی خاتمی القیامہ میں بھامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رسالہ
 ضیاء العین فی حکم تفصیل الابیہا عین و غیر ہا اپنے رسائل و مسائل میں بقدر کفایت منقح کر چکا و المحدث
 اللہ رب العالمین۔

شکایت یہاں تو ان ہمالیات کا کوئی عمل ہی نہیں، یہ نماز ایک عمل ہے کہ قصائے حاجات کے لئے
 کیا جاتا ہے اور اعمال مشائخ میں تجدید و احداث کی ہمیشہ اجازت، شاہ ولی اللہ ہرامع میں لکھتے ہیں،
 اجتہاد و ادراختراع اعمال تصریفیہ و اکشادہ است
 مانند اختراع اہلبارنہما سے قرابادین و ایس فقیر
 را معلوم شدہ است کہ در وقت صبح مسادق تا
 اسفار مقابل صبح شستن و چشم را باں نور و ختن
 و یا نور را گفتی تا ہزار بار کیفیت ملکیہ را قوت
 میدہد و احادیث نفس را می نشانزد
 جاری اعمال میں اجتہاد سے اختراع کا راستہ کشادہ
 ہے جیسا کہ طبیب حضرات کے ہاں قرابادین کے فوہ
 میں ہے اس فقیر کو معلوم ہے کہ صبح صادق تاروشنی
 بیشت اور منہ مشرق کی طرف کرنا اور آنکھوں کو صبح کے
 نور پر لگانا اور یا نور ہزار بار تک پڑھنے سے
 قوت ملکیہ حاصل ہوتی ہے اور دل کی باتوں پر آگاہی
 ہوتی ہے۔ (ت)

شاہ ہرامع شاہ ولی اللہ

اسی میں ہے :

چند نوع از کرامت از بیچ ولی اقا شاعر اللہ مشک
نمی شود از آنجمله ظهور تاثیر در اعمال تصرفیہ او تا عاقل
بغیر از او منتفع شوند احد مخلصا۔
چند کرامتیں ایسی ہیں جو کسی کی سے قبل انہیں ہو پاتیں
جو میں ایک یہ کہ اس کے جاری و عاقل و وظائف
کی ایسی تاثیر جو ان پر عمل پیرا کو اس کے فیض سے نفع
دیتی ہے احد مخلصاً دلت

خود شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبد الرحیم صاحب اور ان کے فرزند ارجمند شاہ عبد العزیز صاحب
نے ہر گونہ حاجات کے لئے صد ہا اعمال بتائے کہ تازہ بنے تھے جن کا پتا قردن ٹکٹ میں اصلانہ تھا بعض ان میں
فقیر نے اپنے رسالہ ہند العین فی حکو تقبیل اکابھا میں ذکر کئے، اور خود ان کی قول الجیل ایسی
باتوں کی حائزہ کفیل۔ جامع تر شئے شاہ ولی اللہ کتاب الاختباء فی سلاسل اولیا اللہ میں تصریح کرتے
ہیں کہ انہوں نے جو اہر خمسہ شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الہی کی سندیں اور اس کے اعمال کی اجازتیں اپنے
استاذ علم حدیث مولانا ابوطاہر دیوبند کی و شیخ محمد سعید لاہوری مرحومین سے حاصل کیں، جیٹ قال :

اس فقیر نے شیخ ابوطاہر گودی کے ہاتھ سے خرقہ پہنا
اور انہوں نے جو اہر خمسہ کے تمام وظائف کی اجازت
دی یہ اجازت ان کو اپنے والد شیخ ابراہیم گودی سے
اور ان کو اپنے شیخ احمد قشاشی سے اور ان کو شیخ
احمد ششناوی اور ان کو سید صبغتہ اللہ سے ان کو شیخ
وجہ الدین علوی گجراتی سے ان کو شیخ محمد غوث
گوالیاری سے۔ نیز خرقہ پایا شیخ ابوطاہر نے احمد علی
سے ان کی آخری سند تک۔ اور نیز فقیر جب حج کے
سفر میں لاہور پہنچا تو وہاں شیخ محمد سعید لاہوری کی
دست بوسی کی تو انہوں نے مجھے دعا سے سیفی کی
اجازت مرحمت فرمائی بلکہ انہوں نے ان تمام ولی

ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر گودی پوشیدہ
و ایصال فعل انچہ در جو اہر خمسہ است اجازت دادہ
عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکر دی عن الشیخ
احمد القشاشی عن الشیخ احمد الششناوی
عن السید صبغتہ اللہ عن الشیخ وحید
الدین علوی الکجراتی عن الشیخ محمد
غوث الکوالیاری و ایضاً لمسہا المشیخ
ابوطاہر عن الشیخ احمد النخعی بکند
الی آخرہ و ایضاً اس فقیر در سفر حج چون بلا ہوا
رسید و دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری دریافت
ایصال اجازت دعا سے سیفی دادہ بل اجازت

سلہ ہوامع شاہ ولی اللہ

سلہ الاختباء فی سلاسل اولیا مترجمنا طریقہ شطاریہ مطبوعہ آدمی برقی پریس دہلی ص ۱۳۷

جميع اعمال جواہر خمسہ و مسند خود بیان کردند و ایشان دریں زمانہ یکی از اعیان مشائخ طریقہ احسنیہ و شطاریہ بودند و چون کسی را اجازت می دادند او را دعوت رجعت نمی شود و محمد اللہ تعالیٰ بسند قتال الشیخ المعصم الثقہ حاجی محمد سعید لاہوری اخذت انظر لیسۃ الشطاریۃ و اعمال الجواہر الخمسۃ من السیفی و غیرہ عن الشیخ محمد اشرف لاہوری عن الشیخ عبد الملک عن الشیخ ابی یزید الساف عن الشیخ وجیبہ الدین الکجواتی عن الشیخ محمد غوث الکوالیاری انتہی

و اعمال کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں ، اور انہوں نے اپنی سند بھی بیان کی اور آپ اس زمانہ کے مشائخ شطاریہ احسنیہ کے سلسلہ کے خاص بزرگوں میں سے تھے ، اور جب آپ کسی کو اپنے سلسلہ کی اجازت دیتے تو پھر اس کو رجوع کی حاجت نہ رہتی واللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ، سند یہ شیخ برگ باوثر حاجی محمد سعید لاہوری نے فرمایا کہ میں نے سلسلہ شطاریہ اور جواہر خمسہ کے وظائف و اعمال سیفی وغیرہ ، شیخ محمد اشرف لاہوری انہوں نے شیخ عبد الملک ہارید نامی سے انہوں نے وجیبہ الدین کجواتی انہوں نے شیخ محمد غوث کوالیاری سے حاصل کئے ، انتہی (ت)

حضرات منکرین ذرا مہربانی فرما کر جواہر خمسہ پر نظر ڈال لیں اور اس کے اعمال کا ثبوت قرون ثلاثہ سے دے دیں بلکہ اپنے اصول مذہب پر ان اعمال پر بحث و شرک ہی سے بچ لیں جن کے لئے شاہ ولی اللہ جیسے سنی موجد محدث نہ سند لیتے اور اپنے مشائخ حدیث و طریقت سے اجازت حاصل کرتے ہیں زیادہ نہ سہی یہی دعائے سیفی جس کی نسبت شاہ ولی اللہ نے لکھا کہ میں نے اپنے شیخ سے اخذ کی اور اجازت فی اسی کی ترکیب میں لکھ کر جواہر خمسہ میں کیا لکھا ہے ،

ناد علی سات : ریاتین بار یا ایک بار پڑھو اور وہ پڑھے ، بار علی کو جو عجائب کے مظہر ہیں تو ان کو اپنے صاحب میں درکار پاسے گا ہر ریاضی اور غم ختم ہوگا آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی (ت) اور جب خدا نے ہدیہ اُن لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی اسے صاف بیان کر دیں گے لوگوں سے

ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخوانہ ، آل اینست ناد علیا مظهر العجایب قجسدہ عو نالک فی النوائب کل ہم و غم سینجلی بولا یتک یا علی یا علی یا علی یہ مسلمہ ، قال اللہ تعالیٰ اذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ

سہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم طریقہ شطاریہ مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ۱۳۸ ص
سہ فتوح الغیب ضمیمہ جواہر خمسہ مترجم اردو ناد علی کا بیان دارالاشاعت کراچی ۲۵۳ ص

اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملتِ محمدیہ ہذا ہم اللہ تعالیٰ الی العلة الخفية (اللہ تعالیٰ اس کی کثرت
 جبرع کو نزولِ ملک کی کثرت نہائی کرے) کہ جو لوگ نادعلی پر عین پر حائیں سیکھیں اس کی سندیں دین اجازتیں دین اس کے
 سلسلے کو سلاسلِ اولیاء اللہ میں داخل کر جائیں اس کے حکم دینے والوں کو دلِ کامل بتائیں اپنا شیخ و مرشد و مرجع
 سلسلہ بتائیں ان میں بعض کو بلفظ ثقت و اعیانِ مشائخ اور ان کی حقائق کو بکلمہ و مستبوس تعبیر فرمائیں انھوں نے
 غم و مصیبت و رنج و آفت کے وقت یا اعلیٰ یا اعلیٰ کنار وار کھایا نہیں اور اسے درد و غلیظہ بسنایا یا
 نہیں اور غیر خدا کا شریک فی العلم و شریک فی التصرف ٹھہرایا یا نہیں اور وہ اس سبب سے مشرک
 کافر ہے ایمان جہنمی ہوئے یا نہیں پھر جو ایسوں کو اپنا پیر جاتیں عالم امتِ عامی سنت و قطبِ زمان و
 مرشد دورانِ مائیں (جیسے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب) انھیں مقتداستے دین و پیشواستے مسلمین بتائیں
 ان کے علم و افضال و عرفان و کمال پر سچے دل سے ایمان دے (جیسے تمام اصناف و اکابر حضرات و بابیہ)
 انھیں ستید الحکماء و ستید العلما و قطب المقتضین فخر العرفاء المکملین اعظمہم باللہ و قبلہ ارباب تحقیق و کعبتہ
 اصحاب تدقیق و قدوة اولیاء و زبدة ارباب صفاء بلکہ امام معصوم و صاحب وحی تشریفی ٹھہرائیں (جیسے میاں
 اسماعیل دہلوی) اسی سبب صاحبِ برکت کی سنت یا علم یا یہ حضرات ایب مشرک شکر بخوشی پسند شکر آموز کو
 پیرو پیشوا و امام و مقتدا بنا کر ستید العلما و مقبول خدا بنا کر خود بھی کافر و مشرک و مستحقِ عذاب الیم و مملک
 ہوتے یا نہیں اور ان پر بھی مستند الرعایا ہاں لکھن کھن (کفر پر رضا مندی کفر ہے۔ ت) و مستند
 من شد فی کفر و وعداہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر اور اس کے عذاب پر شک کیا وہ کافر
 ہو گیا۔ ت) و حکم آیت کریمہ و من یتولہم منکوفانہ عنہم (تم میں سے جو جس سے محبت کرتا ہے وہ
 انھیں میں سے ہوگا۔ ت) و حدیث صحیح الصریح مع من احببت (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے)
 جاری ہو گیا یا نہیں بینوا تو جہروا۔ خیر یہ ترجمہ معترضہ تھا پھر اصل بحث یعنی دربارہ اعمالِ تجدید و اختراع
 کی طرف چلے، یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی انبیاء میں قصاستے حاجات کے لئے ختم خواجگانِ چشت
 قدست اسرار پہ کی ترکیب بتاتے اور اس کے آخر میں یوں فرماتے ہیں۔

سہ القرآن ۱۸۴/۲

سہ القرآن ۵۱/۵

سہ صحیح البخاری کتاب الادب باب علائق الحب فی اللہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۱۰/۲

دوسرے مرتبہ درود کو اتنے ختم نہ کنند اور قدر سے شیری
فاتحہ بنام خواجگان چشت علویا بخوانند و حاجت
از خدا سے تعالیٰ سوال نمایند یہیں طور ہر روز بخوانند
یا مشغذ ان شاء اللہ تعالیٰ در ایام معصودہ معصوم
بمصول انجام دے۔

مرزا مظہر جانجانا صاحب اپنے طوالت میں فرماتے ہیں،

دعا سے حزب البحر و خلیفہ صبح و شام و ختم حضرات
خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بحیثیت غسل
مشکلات باید خوانند۔

دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں،

ختم خواجہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ختم حضرت مجدد صاحب (رضی
اللہ تعالیٰ عنہم) صبح حلقہ ذکر کے بعد ضروری کریں۔

مکتوب آخر میں کہتے ہیں،

ختم حضرت خواجہ ابراہیم و ختم حضرت مجدد صاحب رضی اللہ تعالیٰ
عنہم نیز اگر یاراں جمع آئیں بعد از حلقہ صبح
براں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشایخ ست
و فائدہ بسیار و برکت بے شمار دارد۔

اور مرزا صاحب موصوف کے معمولات مستحق معمولات مظہری سے اس کی ترکیب یوں منقول،

اول دست برداشتن سورۃ فاتحہ کیا بخواند الخ
پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورۃ فاتحہ پڑھیں الخ (دست)

سنة الانبیا فی سہل اولیاء اللہ ذکر طریقہ ختم خواجگان چشت مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ص ۱۰۰
سنة طوالت مرزا مظہر جانجانا از مجموعہ کلمات طیبات لطوفات - مطبع مجتبیٰ دہلی ص ۷۴
سنة مکتوبات - - - - - مکتوب بست و ہشتم - - - - - ص ۴۱ و ۴۲
سنة ملفوظات - - - - - فصائح و دہایا - - - - - ص ۹۲
سنة معمولات مظہری - - - - - حاشیہ بر جہارت مذکورہ - - - - - ص ۷۷

اخیر میں لکھا:

بعد از ان از جناب خداے عزوجل حصول مطالبہ توسل اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے حصول کے لئے
ایں بزرگواراں باید خواست و تاسرا انجام مقصود اومت ان بزرگوں کے توسل سے دعا کرتی چاہئے تاکہ انجام
باید نمود الخ میں دائمی طور پر مقصد ظاہر ہو جائے (۱۰۱)

ان صاحبوں سے کوئی نہیں کہتا کہ یہ طریقے قرونِ ثلثہ میں کہاں منقول ہیں، ان میں کچھ ثواب یا تقرب الی اللہ
کی امید ہوتی تو صحابہ ہی بجالاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فاتحہ شیرینی پر دلاتے والحمد للہ
ہو وضوح الحق (حق کے واضح ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ ت۔

ثالثاً غیر صلوة الاسرار شریف تو ایک عمل لطیف ہے کہ مبارک بندہ اپنے حصول اغراض و دفع امراض
کے لئے پڑھتا ہے مزاج نرسی ان حضرات کی ہے جو خاص امور ثواب و تقرب الی اللہ میں جو شخص اسی نیت سے
کئے جاتے ہیں ہمیشہ تجدد و اختراع کو جائز مانتے اور ان حدیثات کو ذریعہ حصول الی اللہ جانتے ہیں وہ کون، شاہ
ولی اللہ، شاہ عبد العزیز، مرزا مظہر جانجی ناں، شیخ محمد واعظ ثانی، مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی خرم علی دہلوی
وغیر ہم جنہیں منکرین بدعتی و مگر اہ کہیں تو کس کے سر کر رہیں، خود مشاہد ولی اللہ قول الجلیل میں اپنے اور اپنے پیرانہ
مشائخ کے آداب طریقت و اشغال ریاست کی نسبت صاف لکھتے ہیں:

لقد ثبتت قعین الاداب والا تلت الاشغال یہ خاص آداب و اشغال ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے ثابت ہوئے۔ (نقد)

شاہ عبد العزیز صاحب حاشیہ قون الجلیل میں فرماتے ہیں، اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات و
ہیات واسطہ اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صالحی اللہ میں اور علوم حقہ کا عالم
دریافت کرتا ہے (۱) انی قولہ تو اس کو یاد رکھنا چاہئے انتھی بہ ترجمۃ البہ دہوری۔

مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیر المسلمین اسے نقل کر کے لکھتے ہیں، یعنی ایسے امور کو مخفیاً شرع
یاد داخل بہ عات سبب نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں انتھی۔

۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰											
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

میاں اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں :

اشغال مناسبہ بروقت و ریاضات طاعتہ برقرن جداید
می باشند و لہذا اعتقاد بروقت از اکابر ہر طسرق
و ترجمہ اشغال کو شششا کردہ اند بناء علیہ مصلحت
و بروقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب از ہی کتاب
برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت
ست تعیین کردہ شود الخ۔

ہر وقت کے مناسب وظائف اور ہر زمانہ کے لائق
ریاضتیں جدا جدا ہیں لہذا ہر زمانہ کے محققین نے ہر مسئلہ
کے اکابرین سے نئے وظائف حاصل کرنے کی
کوشش کی ہے اس بنا پر میں نے مصلحت دیکھی کہ وقت
کا تقاضا ہے کہ اس کتاب کا ایک باب نئے وظائف
اعمال میں جو اس وقت کے مناسب ہوں، کے لئے
معیّن کروں الخ۔

اب خدا جانے یہ حضرات بڑی کیوں نہ ہوئے اور انہیں خاص ان امور دینیہ میں جو محض تقرب الی اللہ کے لئے
کئے جاتے ہیں نئی نئی باتیں جو قرآن میں نہ حدیث میں نہ صحابہ میں نہ تابعین میں نکالنی اور عمل میں وئی اور ان سے امید
و مولی اللہ رکھنی کس نے جائز کی۔

مسئلہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
عہیہ وسلم من سنل عن عبدی فکتہد بجمہ
اللہ یوم القیمۃ بلجام من ماء اخرجہ
احمد و ابوداؤد و الترمذی و حنہ و المسنی
و ابن ماجہ و الحاکم و صحیحہ عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے
کوئی عی بات پوچھی جائے وہ اسے چھپائے اللہ تعالیٰ
روز قیامت اسے آگ کی لگام دے گا۔ اس حدیث
کو ابوداؤد، ترمذی نے تحسین کی۔ نسائی، ابن ماجہ،
حاکم نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے
صحیح روایت کیا۔ ۱۰۱۔

اب کیا فرماتے ہیں علی سے طرہ اسمعیلیہ ہذا مہم اللہ تعالیٰ الی الشریعۃ الحقۃ الابرہیمیۃ
(اللہ تعالیٰ شریعت حقہ ابراہیمیہ کی طرف۔ ان کی رہنمائی فرمائے۔) کہ دین خدا میں ایسی نئی باتیں نکالنا اور
یہ اقرار کر کے کہ کتاب و سنت سے اس کا ثبوت نہیں ان پر عمل کرنا اور انہیں موجب ثواب و قرب رب الارباب
سمجھنا بدعت سیئہ شنیعہ ہے یا نہیں اور یہاں حدیث من احدث فی امورنا حالیمس منه فهو

ص	مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور	قبیل باب اول	صراط مستقیم
۱۵۹/۲	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب گرامیہ منع العلم	سنن ابوداؤد
۸۹/۲	امین کمپنی کتب خانہ رشیدہ دہلی	باب ماجاء فی کتاب العلم	جامع الترمذی
۲۹۵، ۲۵۳، ۳۳۲، ۳۰۵/۲	دار الفکر بیروت	مروی از منہ ابوسعید رضی اللہ عنہ	مسند احمد بن حنبل

مرد (جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔ ت) و حدیث کل بدعة ضلالة (ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت) و کل ضلالة في النار (اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔ ت) و حدیث شروا الامور محدثاتها (سب سے بُری بات نئے امور میں۔ ت) و حدیث اصحاب البدع كلاب اهل النار (بدعت والے جہنم کے کتے ہیں۔ ت) و ارد ہوں گی یا نہیں، اور جن صاحبوں نے یہ باتیں ایک دفعہ نہیں آپ کیں، اور ان سے کرائیں، کتابوں میں لکھیں، زبانی بتائیں، حسب تصریح تقویۃ الایمان ان کے اصل ایمان میں خلل آیا یا نہیں، اور وہ بدعتی فاسق مخالف سنت قرار پائے یا نہیں، اور ان سے بھی کہا جائے گا یا نہیں کہ صحابہ ثواب و حسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے بھلائی بہتی تو وہی کر جاتے، اور میاں بشیر قنوجی یہاں بھی ہیئت عبادت کرتے تو قیغی بتائیں گے یا نہیں، پھر جو لوگ ان صاحبوں کو امام و پیشوا جانتے اور ان کی درجہ و تائش میں حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں (جیسے شاہ ولی اللہ دہلوی، مہاراج و معتقد مرزا مظہر صاحب اور شاہ عبدالعزیز و صاحب مرید شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل غلام و بادشاہ برہ شاہ صاحب اور تمام حضرات و بابائے مداحین و معتقدین جمیع صاحبان مذکورین) ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا بحکم حدیث من وقعه صاحب بدعة فقد اعلن على هداه الاسلام (جس نے بدعت والے کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانسنے میں مدد کی۔ ت) یہ سب کے سب قصور اسلام کے ڈھانسنے والے ہوئے یا نہیں، آیا یہ احکام صرف مجس میلا د

۳۷۱/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب الصلح	سید محمد بخاری
۷۷/۲	نور محمد اصح المطابع کراچی	کتاب الاقصیہ	محمد مسلم
۱۱۹/۱۰	دار صادر بیروت	کتاب آداب لغاضی	اسنی الکبری
۲۸۵/۱	نور محمد اصح المطابع کراچی	کتاب الجمعہ	سید محمد مسلم
۶/۱	ایچ ایم سید کمپنی کراچی	باب اجتناب البدع والبدل	سنی ابن ماجہ
۱۳۷/۳	غشورات مکتبہ آیۃ اللہ تم ایران	تحت آیۃ من یدی اللہ فہر المہتدی	سید درغشور
۲۸۵ ص	نور محمد اصح المطابع کراچی	کتاب الجمعہ	سید محمد مسلم
۲۷ ص	مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی	مشکوۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب السنۃ فصل اول	مشکوۃ المصابیح
۲۱۸/۱	مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت	فصل فی البدع حدیث ۱۰۹۴	کنز العمال
۳۱ ص	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی	فصل سوم	مشکوۃ المصابیح باب الاعتصام بالسنۃ
۲۱۹/۱	موسستہ الرسالۃ بیروت	حدیث ۱۱۰۲	کنز العمال فصل فی البدع

وغیرہ انہیں امور کے لئے ہیں جن میں مجربانِ خدا کی محبت و تعظیم جو باقی سببِ حلال و طیب، اور شاہِ عبدالعزیز صاحب نے کہ تصورِ برزخ کو اتنا پسند کیا کہ اسے سب سے زیادہ قریب تر راستہ خدا کا بتایا اور موسیٰ خرم علی صاحب نے اسے نقل کر کے مسلم رکھا یہ دونوں صاحب مع اصل کا تب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب پھر ان صاحبوں کے معتقدین و مداح سب کے سب مشرک و مشرک پرست ٹھہرے یا نہیں، یا یہ حضرات احکامِ شرع سے مستثنیٰ ہیں، اور تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان وغیرہما کی آیتیں حدیثیں صرف مومنین اہل سنت کو جو خاندانِ عزیزی سے نہ ہوں معاذ اللہ مشرک بدعتی بنانے کے لئے اتری ہیں، بیہودہ توجہ و اسہل اللہ ان صاحبوں کے یہ احداث و اختراع سب مقبول ہوں، اور ناجائز و بدعت ٹھہرے تو وہ نماز جو حضور پر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قضائے حاجات کے لئے ارشاد فرمائی صر

بہیں تغاوت رہا از کہا ست تا بکھا

(دیکھ راستہ کہاں سے کہاں تک ٹیڑھا ہے)

حق جل علاہ مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور اپنے مجربوں کی جناب میں معاذ اللہ بدعتیہ ذکر کے خصوصاً حضور سیدہ الطہورہیں مطلوب الطہورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اجمعین آمین۔ یہ ہے جو اس گمراہ فیضیاری کا دوریہ پر برکات و نعمات حضور پر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفسِ ہوا، صر
مگر قبول افتد زہے عز و شرف

گمراہے بے نوا فقیر ناسزا اپنے تاجدارِ عظیم الحمد للہ عظیم العطا کے لطفِ بہ منت و کرم سے عدت سے اس سے کاٹا لب کر حضور و عافیت و حسن عاقبت کے ساتھ اس دارِ ناپائدار سے رخصت ہوتے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزیزِ پسرتولِ ذہرا کے نسبتِ جگر علی مرتضیٰ کے نورِ نظر، حسن و حسین کے قوا بصر، قمی سنت الی بکر و عمر صلی اللہ تعالیٰ علیہما و علیہم و سلم یعنی حضور غوثِ صدیقی قلبِ ربانی و آہبِ اقبال و تعالیٰ الہامی حضور پر نور غوثِ اعظم قلبِ عالم محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء و قیل و حزن انی الدارین رضاء کی محبت و عشق و حقیقت و اتباع و اطاعت پر جائے آور جس دن یومِ ندموا کل اناس باھا صہم (جس دن ہر جماعت کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ ت) کا ظہور ہو یہ سراپا گناہ زیرِ لوا سے یکس پشہا سرکارِ قادریت ظلِ آلِ محمد پاسے،

قَالَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
 قَدِيرٌ بِحَمْدِ اللَّهِ وَقَدْ انْقَرَأَ مِنْ تَسْوِيدِ
 لِسَانِ خُلُوْنَ لِلْقُرْآنِ مِنْ شَهْرِ سِتِّينَا
 الْفَوْثِ الْفَاخِرِ أَعْمَى شَهْرٍ بِمِ الْأَخْوَافِ
 ثَلَاثَةَ مِجَالِسٍ مِنْ ثَلَاثِ عَدْوَاتٍ عَامِ الْهَفِ
 وَثَلَاثَ مَائَةِ وَخَمْسٍ مِنْ هَجْرَةِ سَسِينِ
 الْكَائِنَاتِ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَآلِ بْنِ الْوَارِثِ الْحَبِيدِ
 وَكَمَالِهِ أَفْضَلُ الْمَعْلُومَاتِ وَأَكْمَلُ التَّسْلِيمَاتِ
 وَأَمْرُكَ الْخَفِيَّاتِ وَأَنْتَ الْمُبْرَكَاتِ أَمِينَ أَمِينَ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
 عِلْمُهُ وَعِلْمُهُ جَلَّ مَجْدُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ.

میں مشک یہ اللہ تعالیٰ کے لئے آسان ہے اللہ تعالیٰ
 ہر چیز پر قادر ہے، بکمال اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے
 مسودہ سے ۵ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کو قرأت ہوئی
 یہ مسودہ بھی دن کی تین مجلسوں میں تیار ہوا۔ سید لکھنؤ
 پرائی کی آل پر اور آپ کے بیٹے جو آپ کی بزرگی اور
 کمال کے وارث ہیں پر افضل درود اور کامل سلام
 اور پاکسیزہ تعریفیں اور بڑی برکات ہوں
 آمین آمین اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین
 کے لئے ہیں اللہ سب سے زیادہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے
 اور اس کا علم بڑا ہے اور اس کی بزرگی مضبوط اور
 تام ہے۔ (ت)

۱۳ ازہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار

(صلوۃ الاسرار کی باد صبا سے غنچوں کے پھول)

(نمازِ غوثیہ سے متعلق اہم نکات اور اس کے پڑھنے کا طریقہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیرا شکر ہے اسے ایسی ذات جس کی طرف وسیلہ پیش کرنے سے کثیر گناہ معاف ہوتے ہیں اور تیری حمد ہے اسے وہ ذات کہ جس پر توکل سے شکستہ دلی ختم ہو جاتی ہے اسے اللہ امیں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ رحمت، سلامتی اور برکتیں نازل فرما اس پر جو تیری کائنات کا سپر اسٹار اور تیری مخلوق کا مہی اور تیرے حق کے لئے قائم لوگوں سے افضل اور تیری سہولت اور مہربانی سے کم مبعوث ہونے والے رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین اور ڈرنے والوں کے لئے آمان اور حاجت مندوں کی سہولت اور تانا امید ہونے والوں کے لئے بشارت رؤف رحیم نبی اکرم والے سخی، بلند مرتبہ، بڑے علم والے، غنی، تابندہ، حکمت والے، بُر و پار، نیکیوں کو بنانے والے، غلطیوں کو مٹانے والے، حاجتوں کو پورا کرنے والے، مرادیں

شکرا لک یا من بالتوسل الیہ یفہر
کثر الذنوب، وحمدک یا من
بالتوسل الیہ یجبرکرا لقلوب،
اسألك انت قصی و تسلم و تبارک
علی سراج، فکک، و ملجأ خلقت،
وافضل قائل بحقک، البعوث
بتیسیرک و سفقک، رحمة
للعالمین، و شفیع المذنبین،
وامانا سخا نفیث، و یسرا
للہائسین، و بشری للأسیفین،
محمد الغنی الرؤف الرحیم، الجواد البکریم،
العلی العلیم، الغنی الی الحکیم العلیم، مصحح
الحجرات، مقیل العثرات، قاضی الحاجات،

واھب المرادات ، صلى الله تعالى عليه
 وعلى آله الطاهرين ، واصحابه الطاهرين ،
 ورواجه الطيبات امهات المؤمنين ،
 واولياد ائمة الكاظمين الثامنين ، وائمة
 صفة المرشدین البصیرین ، لاسیما
 علی هذا لفظ الغفرید ، الغوث الصمد ،
 العیث المجید ، واھب النعم ، سائب
 النعم ، کاسب القدر ، صاحب القدر ،
 جود الجود وكرم کرم ، خلافة العرب ومعاذ
 العجم ، مناجاة العطاء ، مناجاة الرزایا ، القطب
 الربانی ، غوث الصمدی ، سیدنا مولانا ابی محمد علی
 الحسنی الحسینی الجیلانی ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
 امرہ ، وجعل حوزة فی الدارین ، میں میں
 یا ارحم الراحمین ، واشہد ان لا اله الا الله وحده
 لا شریک له ، واشہد ان محمداً عبده ورسوله الرحمة
 ارسلة ، صلوات الله وسلامه علیہ ، وعلى
 کل محبوب ومرض لدیہ ، اما بعد
 فقد بان لی ، بفاضل الکامل ، جمیل الشان ،
 جامع الفضائل ، والفخر الجسیم ، والشرف
 العظیم ، مولانا الشہ محمد ابراہیم القادری
 المدرسی المجدد آبادی ، جعلہ اللہ من اولی
 الایادی ، وحفظہ من شر الاعدای ، اجازة الصلوة
 الثوبیة ، المبارکة المرہیة ، المعروف عندنا
 بتسلوة الاسرار ، البجریة مراد القضاء الاولی
 ووفاء الاشرار ، تحسین ظن منہ یہذا العبد

برہقے والے ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین اور حق
 ظاہر کرنے والے صحابہ اور اس کی پاک ازواج پر جو
 مرضیہ کی باتیں ہیں اور اس کے کامل ، عارف اولیاء
 ہدایت یافتہ رہنما ، اس کی اُمت کے ایمنوں پر خیر
 ایسی کیا ، مغفرت ، غوث بزرگی والے ، برکت دینے والی
 بارش ، انعامات دینے والے ، محمدیوں کو بنائے دے
 تسلط دے ، سخنوں کے سخن ، کریوں کے کریم ، عرب و
 عجم کی چلنے پناہ ، عطیات دینے اور مصیبتوں کو دفع کرنے
 والے ، قطب ربانی ، خدائی مدد ، ہمارے آقا و مولیٰ
 ابو محمد عبد اللہ حسنہ حسینی جیلانی پر فضیلت غنیم اور جس
 کو وہ راضی کرے اور اس کو دونوں جہانوں میں ہمارے
 لئے محفوظ فرمائے بنائے آمین آمین یا ارحم الراحمین ،
 اور میں ہر دوسرے کو اللہ تعالیٰ و وحدہ لا شریک سے ہے اور
 گواہ ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے
 خاص بندہ ہے اور اس کے خاص رسول ہیں جن کو اس
 نے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں اور سلام
 ہرادر ہر اس پر جو اس کا محبوب اور پسندیدہ ہو ۔ ابابعد
 کامل فاضل ، اچھے اخلاق والے ، فضائل کے جامع ، بڑے
 فخر ، حلیم شرف والے ، مولانا شہ محمد ابراہیم قادری
 مداحی حیدر آبادی اللہ تعالیٰ ان کو صاحب قوت بنا
 اور ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمائے ، اے محمد سے
 درصوۃ خوشیہ مبارک پسندیدہ جو کہ ہمارے ہاں درصوۃ
 الاسرار کے نام سے معروف ہے کی اجازت طلب کی ،
 یہ درصوۃ الاسرار تھا سنا حاجت اور دفع شر کے لئے بہت
 مجرب ہے ، انھوں نے مجھے فقیر ، حقیر ، اپنے نفس پر ظلم

انظلام، انکشیروالاشام، الفقیر الاذل، الحقیر
 الارذل، عبد المصطفیٰ احمد رضا، المحمدی، السنی
 المحنف، انقادری البرکاتی البرینوی، نطف اللہ بہ،
 وعفا عن ذنبہ، واصلح عملہ، وحقق اصلہ،
 مع انی لست هنالک، ولا اهل لک، لکنی
 اجبتہ بالانقیاد، واجزته بالصراہ، سراجہ
 البرکۃ فی ولہ فی الدنیہ والاخرۃ، ان مرینہ
 تہی ہو اهل التقویٰ و اهل المغفرۃ، کما
 اجازتی بہا سیدی و مولای، و سندی
 و ماوای، شیخی و مرشدی، و کنزی
 و ذخری لیوئی و غدی، تاج الکاملین،
 سراج الواصلین، حضور السیدانہ
 الہ الرسول الاحمدی، المارہری، رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ بالرضی السرمندی، بحق روایتہ
 لہا و اجازتہ بہا عن شیخہ الاجل، و عمہ
 الاجل، الامام الاکمل، و اکرم الاشیل،
 و القصر الاجمل، فرد حصہ، و قطب
 دہرہ، ذی فیض العظیم و الفضل المبین،
 حضور ابی الفضل شمس الملوۃ والدین، السید
 الشاہ آل احمد اچھے میاں المارہری، رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ بالرضوان الایدی، عن ابیہ العزیز،
 النبیہ القطرین، البحر الطمطم، و البحر المصمم،
 دی القاء، و البقاء، و الوصول و النقا، حضور السید
 الشاہ حشرۃ العینی المارہری علیہ الرضوان
 الدائم من العلیٰ القوی، یستندہ المسلسل کا برا

کرنے والے نہایت گنہگار، عبد المصطفیٰ احمد رضا، محمدی
 سُنی حنفی قادری برکاتی برینوی کے ہارسے میں حسن ظن
 دیکھتے ہوئے یہ سوال کیا: اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی فرمائے
 اور ان کو معاف فرمائے اور ان کے اعمال کو درست کرے،
 حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں اور نہ ہی اس کا اہل ہوں
 لیکن ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں ان کو اس کی
 اجازت دیتا ہوں یہ امید کرتے ہوئے کہ دنیا و آخرت
 میں ہم دونوں کو ملے باعث برکت ہو! تقویٰ اور مغفرت
 کا مالک صوف اللہ تعالیٰ ہی ہے (ان کو میری طرف سے
 اجازت ہے جیسا کہ مجھے میرے آقا، مولیٰ، جئے احمد،
 ماوئی اور میرے شیخ، مرشد، سہارا، خزانہ اور میرے
 گن اور کل کے زید و رکابلیں کے تاج، واصلین کے
 چراغ، حضرت شاہ آلی رسول احمدی، مارہروی رضی اللہ
 عنہ نے مجھے اجازت دی جیسا کہ ان کو روایت اور اجازت
 ملی ان کے عظیم شیخ اور اُن کے بزرگوار چچا، کامل امام،
 وسیع کرم، خوبصورت چاند، اپنے زمانہ کے منفرد اور قطب
 عظیم حیف اور واضح نقیبت، حضرت ابوالفضل، ملت اور
 دین کے سورج، سید شاہ آل احمد اچھے میاں، مارہری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور ان کو اپنے والد گرامی عارف
 کامل، مضبوط فہم، بحر بیکراں، پختہ ماہر، صاحب بقاء
 و قیام، صاحب وصول و حضور، حضرت شاہ فخر
 عینی، مارہروی (ان پر اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا، سے
 اسلاف و راستہ سے ان کی مسلسل، سند سے،
 جوان کو بلند دربار، مضبوط چوکھٹ، مخلوق کے موضع
 دربار قادریہ (وہاں کے رہنے والوں اور وہاں کے

خدا پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہیں) سے حاصل ہوئی
کیونکہ "صوت الاسرار" کا ثبوت متعدد طرق سے
منقول ہے برگزیدہ و برابر سے جیسا کہ اس کو بہت
سے علمائے نے ذکر فرمایا ہے جن میں امام ابو الحسن
نور الدین علی بن جریر بھی صوفی شطونفی نے بحمد الاسرار
میں، اور امام اجل عسکری بن اسعد یافعی شافعی و
فاضل علی بن سلطان محمد القاری اہروی الملکی
اور شیخ محقق علماء ہند کے شیوخ کے شیخ عبدالحق
بن سیف الدین محمد شش و بڑی و غیر ہم رحمۃ اللہ

عن کابر، عن الحضرة الرفیعة، والسند
المنیحة، مرجع البریة، الحضرة القادرية، علی
حضارہ، وخذ ہدایا القادر، فان اصلہا
ما ثور بطرق عديدة، عن الحضرة السعيدة،
كما ذكرہ العلماء، منهم الامام ابو الحسن
نور الدین علی بن جریر، واما عن الصوفی الشطونفی
فی بہجة الاسرار والامام الاجل عبد اللہ بن
الاسعد الیافعی شافعی، والفاضل علی بن سلطان
محمد القاری اہروی الملکی، والشیخ المحقق شیخ

یاد رہے کہ یہ ابن جہضم نہیں ہیں جن کے ادیا، کرام
کے بارے میں خصوصی نظریات پر ذہبی نے اعتراض کیا کیونکہ
یہ غوث اعظم سے بہت پہلے کے ہیں اور یہ امام ذہبی
کے معاصر ہیں جبکہ ان کے اور غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے درمیان دو واسطے ہیں، انہوں نے
قاصی القضاة نصر کی انہوں اپنے والد اور ان کے والد نے
حضرت عبد الرزاق کی انہوں نے اپنے والد حضرت
غوث اعظم کی صحبت پائی جن کو خرد امام ذہبی نے
"طبقات القراء" میں ذکر فرمایا اور امام سیوطی
نے بھی "حسن الخضر" میں ذکر کیا، امام ذہبی کا
ابن جہضم کی طرف کتاب بحمد الاسرار کو خوب کرنا جب
درست ہوگا جب اس نام کی کوئی کتاب ان کی
ہو ورنہ یہ نسبت درست نہیں ہے بلکہ ان کو
اشتباہ ہوا ہے ۱۲

(ت)

بکے يجب ان یعلم انه ليس بابن جهم
الذي تكلم فيه الذہبی، وانه مع
الصوفية الكرام في الميزان وانه مقدم
علی سیدنا الغوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بزمان و هذا معاصر الذہبی و بینہ و
بین سیدنا واسطتان محب المولی ابا صالح
قاضی، القضاة نصر و محب ابا سید
عبد الرزاق و محب ابا سیدنا الغوث
الا عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و قد وصفه
الذہبی نفسه فی طبقات القراء بالامام
الا واحد و كذلك الامام العجلان السیوطی فی
"حسن الخضر" اما نسبة الذہبی کتاب
بہجة الاسرار الی ذلك فانت کامت له
الضماکت باسمه هذا، فذلك والا فاشتباه

عظیم واجب التنبیہ ۱۲ (م)

شیوخ علماء ہند عبد الحق بن سیف الدین المحدث
ابن ہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین انہ
قال سیدنا و مولانا لغوث الاعظم فی اللہ تعالیٰ عہ
من توسل فی شدة فرجت عہ و من استغاث فی
فی حاجۃ قضیت لہ و من سئل بعد المغرب
س رکعتین ثم یصل ویسلم علی النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یخطو الی جهة
العراق احدی عشرة خطوة ینکری فی اسی
قضى اللہ تعالیٰ حاجتہ قللت و فرجت
و قضیت تعتملان صیغة المجهول لواحد
غائبة ، وصیغة المعلوم للواحد المتکلم
و علی هذا ترجمة الشاہ ابی المطالی رحمہ
اللہ تعالیٰ فی التحفة القدیة ، و ایہا کان
قال ما یصل واحد ، اولہما تحتل الحقیقة
الباطنة الذاتیة و انظر شرح المستفادہ

علیم اجمعین سے منقول کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ جس نے کسی مصیبت میں میرا وسیعہ دیا تو اس
کی مصیبت ختم ہوگی ، اور جس نے اپنی حاجت
کے لئے مجھ سے مدد مانگی تو اس کی حاجت پوری
ہوگی ، اور جس نے نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں
پڑھ کر صلوۃ و سلام پڑھا اور پھر عراق کی جانب گیارہ
قدم میرا نام کہتے ہوئے چلا تو اللہ تعالیٰ اس کی
حاجت کو پورا فرمائے گا ۔ قللت "فرجت" اور
قضیت "دونوں صیغے ، واحد غیب منث بھول اور
واحد متکلم معلوم بن سکتے ہیں ، اور شہ
ابو البعالی نے "تھمتہ قادریہ" میں واحد متکلم
معلوم کا ترجمہ فرمایا ہے (یعنی میں اس کی
مشکل کشی در حاجت روائی کروں گا) بہر حال جو بھی
صیغہ ہو ما حاصل ایک ہے کیونکہ پہلا صیغہ ہر توبہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ذاتی باطنی حقیقت کا احتمال ہے جبکہ دوسرا

عہ و علی التی تثبت بالذات من دون عطاء
ولا الاستناد الی جعل و هذا محتمل بصفت
تکلم صیغہ و تعالیٰ بحسب ۱۲ (م)

عہ و علی التی حصلت بالعطاء و لا یثبت لہا
الابال جعل و هكذا جمیع صفات المخلوق
کالعدم و القدیة و لعل و العون حق
الوجود ۱۲ (م)

یہ بالذات ثابت ہے عطا ، اور جس کی طرف منسوب
نہیں ، اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفات سے مختص ہے
اور نہیں ۔ (ت)

یہ صرف عطا سے حاصل ہے اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ
کے عطا فرمانے پر ہے جیسا کہ مخلوق کی تمام صفات
ہیں مثلاً انسان کا علم ، قدرت ، عطا ، امداد حتیٰ کہ
مخلوق کا وجود بھی عطائی ہے ۔ (ت)

والاخرى تدعين للاخير والمرجع ما ذكره
 رضي الله تعالى عنه اخرا لقوله قضا الله
 تعالى حاجته ان الى ربك المنتهى ، ثم
 ان لمشايا خنا قد صلت اسرارهم ورحمنا
 الله تعالى بهم في هذا الصلوة طريقتين
 صفري ، وكبرى ، والمعمول عندنا
 لا سهل الا شمل من حيث السبع لكل احد
 من دون الاختصاص بالثغين في محبالي
 الشهود اليه ثمين في فيا في الوجود في الطريقة
 الانيقة الصفري ، صفتها بحيث يكون
 كالشرع للفظ الكريم ويتضمن مختارات
 هذا العبد الاشيم ، ان من عرضت له
 حاجة دينية او دنيوية صلى بحد صلوة
 المغرب بسنتها ركعتين من غير ريضة
 ناويا صلوة الاسرار تقربا الى الله تعالى و
 هدية لروح سيدنا الغوث الاعظم رضي الله
 تعالى عنه ، وان جدد لهما الوضوء فهو
 اصبوا ، وقد عهدنا ذلك من التبعي على الله
 تعالى عليه وسلم في صلوة الحاجة ، والا
 فهو يسبيل من الرخصة فان توجها فليحسن
 وضوءه هكذا امر النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم لك المكفوف بصره و احب
 الى ان يقدم صدقة فانها اسرع في

صيفة ، فاسري حاصل كرده حقیقت کا معین احتمال
 ہے لیکن بہتر وہ ہے جس کو خود حضور غوث اعظم نے
 بعد میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت
 پوری کرے گا کیونکہ تیرے رب کی طرف ہر چیز کی انتہی
 ہے ۔ پھر ہمارے مشائخ (رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے
 سبب ہم پر رحم فرمائے) نے اس نماز کے بارے میں
 دو طریقے بتائے ہیں ، ایک مختصر اور دوسرا طویل ہے ،
 اور ہمارے ہاں جو مروج ہے وہ آسان اور جامع
 اور ہر ایک کے مناسب ہے ۔ یہ مرتبہ شہود پر
 فائز لوگوں یا مرتبہ وجود میں غائبین کے لئے مخصوص
 نہیں ، یہ بہترین طریقہ اختصار والا ہے ۔ اس کا
 طریقہ ایسا ہے جو خود لفظ (صلوة الاسرار) کی شرح
 صاف ہے اور اس کا جز بندے کا پسندیدہ ہے کہ
 جس شخص کو کوئی حاجت پیش ہو خواہ وہ دینی ہو یا
 دنیوی ، تو وہ مغرب کی نماز کے بعد سنتوں کے ساتھ
 دو رکعت صلوة الاسرار کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی
 قربت اور حضور غوث اعظم کی روح کو بدیہ سکے پڑھے
 اور اگر اس کے لئے نیا وضو کرے تو یہ فور ہوگا کیونکہ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تاجنا کو یہ فرمایا تھا اللہ
 نیا وضو ضروری نہیں ، مجھے تو یہ پسند ہے کہ صلوة الاسرار
 پڑھنے سے پہلے کوئی صدقہ کرے کیونکہ یہ عمل کامیابی
 جلدی لاتا ہے اور مصیبتوں کے دروازوں کو خوب بند
 کرتا ہے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات کیلئے

عنه الافضل الاسرار ينص القران وهي

صدقہ میں افضل یہ ہے کہ پوشیدہ شے کیونکہ قرآن کا
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

الابحاح واسد لا بواب البلاء وقد امر الله
تعالى من ينسجى رسولہ ان یقد صوابین یدی
تجوہم صدقة ، فتجوى الله الحق صرات
هذه الصلوة تشتمل على تجوى النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم ايضا ، والوجوب
وان نسجى حمة من الله تعالى فلا مربية
في الاستجاب هذا ويقرأ فيها بعد الفاتحة
ما تيسر من القرآن فان قرأ الاخلاص
احدى عشرة مرة فهو احسن حق اذا سلم
حمد الله تعالى واشئى عليه بما هو اهلہ ،
فلا فضل الصبيغ الواردة عن النبي صلى الله

پہلے صدقہ دینے کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، تو اللہ تعالیٰ
سے مناجات میں اور زیادہ بہتر ہے باوجودیکہ اس
نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مناجات
موجود ہے، اگرچہ اس صدقہ کا وجوب منسوخ ہو چکا
ہے جس میں اُمت کی آسانی ہے مگر استجاب کے
طور پر جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس نماز میں
خاتمہ کے بعد کوئی آسان سُورت پڑھنے بہتر ہے کہ
سُورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے تو بہت اچھا ہے ،
نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا
اس کی شان کے مطابق بجاائے اور اس میں بہتر
وہ الفاظ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

تقی مصابح السوء كما في الحديث وفضلها
أكثر من ان تحصى والاحسن ان يتصدق
بزوجين بفضل ذلك ورد حديث وفضلان
شروجان وخبزان شروجان ومن لم يجسد
قودعتان شروجان والودعة خرصه ۱۲ (م)
عنه كقوله اللهم لك الحمد حمدًا يوا في
نعمت و يكا في مزيد كرمك وقوله اللهم
لك الحمد انت قيم السموات والارضين
ومن فيهن ولك الحمد انت
ملك السموات والارضين ومن
فيهن ولك الحمد انت نور السموات

یہ حکم ہے اور یہی بُرے احوال سے بچاؤ ہے جیسا کہ
حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں بہت زیادہ
فضیلت ہے اور بہتر یہ ہے کہ صدقہ میں جو دسے، دو
کی تعداد دے، دو پیسے، دو روٹیاں، اگر اور کچھ
چاہے تو کم از کم دو خر مہرے دے ۱۲ (م)

اور جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے
اسے اشد تیر سے ملے ایسی حمد و تیری نعمتوں کے برابر جو
اور مزید کرم کو کفایت کرے، اور حضور کا ارشاد
کہ تیری حمد کہ تو آسمانوں اور زمین کا نگران ہے اور
تیری حمد کہ تو آسمانوں اور زمین اور ان میں ہر چیز کا مالک
ہے، اور تیری حمد کہ تو زمین اور آسمانوں اور ان میں
(باقی، لکے صفحہ پر)

بظہور حمد و ثنا پڑھے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام سے
 بڑھ کر بہتر حمد اور اچھی ثنا کوئی نہیں کر سکتا، حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بہترین محامد میں
 ایک یہ ہے، اے اللہ! ہمارے رب! تیرے لئے
 کثیر خلیب، مبارک حمد جیسے تجھے پسند ہے اور
 تو راہی ہے، زمینیں اور آسمان اور ہر وہ چیز بھر کر
 جس کو تو چاہے۔ اور ان میں سے ایک اور یہ ہے، اے
 اللہ! تیرے لئے دائمی حمد جیسا کہ تیرا دوام ہے
 اور تیری حمد جو باقی رہنے والی ہو تیری بقا کے
 ساتھ، تیری ایسی حمد جو تیری مشیت کے بغیر ختم نہ ہو
 اور ایسی دائمی حمد جس کو بیان کرنے والا صرف رضا کا
 طالب ہو، اور تیرے لئے ایسی حمد جو آنکھ کی ہر پلک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قانہ لا یقدس
 احد ان یحمد الا احد ک الحمد احمد صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن احسنھا اللہم
 من سائلک الحمد الحمد اکثر اطیب من ریح
 فیه کما تحب من سنا و بر صی ملا السموات
 و صلا الارض و ملا ما شئت من شئ لعل
 و صہا، اللہم لک الحمد الحمد ادا ثما صم
 د و املک و لک الحمد الحمد احوالہ صم
 مخلوک و لک الحمد الحمد الامنتھ لک
 د و م شیتک و لک الحمد الحمد ادا ثما
 لا یرید قتلہ الا رضاک و لک الحمد الحمد ا
 عند عکک طرفہ عین و تنفس کل نفس،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہر چیز کا نور ہے اور مالک حمد ہے، اور آپ کا یہ قول
 اے اللہ! تیری مخلوق کے لئے تیرے امتحان اور تیرے
 حکمت والے حل پر تیری حمد۔ ہمارے گھر والوں کے لئے
 امتحان اور تیری کا دس زری پر حمد۔ اور خاص ہماری
 جانوں میں تیرے امتحان و کار سازی پر حمد۔ ہمیں
 ہدایت دینے پر تیری حمد اور ہمیں عزت دینے اور ہمیں
 مستور کرنے پر تیری حمد، قرآن سے تیری حمد اہل مال نے
 پر، عافیت دینے پر تیری حمد، حتیٰ کہ تو راہی ہو جائے
 تیرے لئے حمد ہے جب تو راہی ہو، اے تقویٰ اور
 مغفرت والو! اور ان جیسے دیگر الفاظ کثیرہ سے
 حمد پڑھے ۱۲ منہ (ت)

والارض ومن فیہن و ملک الحمد و قولہ
 اللہم لک الحمد فی بلائک و صنیعک الی
 خلقک و لک الحمد فی بلائک و صنیعک الی
 اهل بیوتنا و لک الحمد فی بلائک و صنیعک
 الی انفسنا حاصہ و لک الحمد بما ھدیتنا
 و لک الحمد بما اکرمت و لک الحمد بما
 سترت و لک الحمد بالقرآن و لک الحمد
 بالاهل و المال و لک الحمد بالمعافاة و
 لک الحمد حتی ترصی و لک الحمد اذا
 صصیت یا اهل التقوی و لعل المخفض الی
 غیر ذلک من صیغ کثیرہ ۱۲ منہ (م)

وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لَجَلَالٍ وَجَهْلٍ
وَعَظِيمٍ سُبْحَانَكَ وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
شُكْرًا وَلَكَ الْمَنُّ فَضْلًا، وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
كَمَا تَقُولُ وَخَيْرًا مِمَّا تَقُولُ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا
وَرَدَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ فَلْيَجْمَعْهَا أَوْ لِيَكْتَفِ
بَعْضُهَا، وَلِيُعْجِبْنِي أَنْ يَخْتِمَهَا بِقَوْلِهِ اللَّهُمَّ
لَا أَحْمَدُ شَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَشْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ
فَإِنَّهُ مِنَ أَجْمَعِ حَمْدٍ وَأَوْسَمِ ثَنَاءٍ عَلَيْهِ
سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى وَهُوَ لَوْ يَحْسُنُ مِنْ ذَلِكَ
شَيْئًا فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ تَنَازُلًا لِيَقْرَأَ الْفَاتِحَةَ
أَوْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ نِيَّةَ الثَّنَاءِ فَلَا يَجِدُ ثَنَاءً
أَفْضَلَ مِنْهَا ثَوَّلِي صَلَواتِي وَسَلَامِي عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدِي
عَشْرَةَ مَرَّةً أَذْكَاءُ لِيَسْتَجَابَ دُعَاؤُ الْآبَاءِ لَصَلْوَةِ
عَلَيْهِمْ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْرًا بِالسَّلَامِ
أَحْرَازًا لِلْفَضْلَيْنِ وَاحْتِرَازًا عَنِ الْخِلَافَاتِ
مِنَ الْعُمَّاءِ مِنْ كَرَةِ الْآخِرِ أَذْكَاءُ الْعَبِيدِ
يَخْتَارُهُنَّ لَصَلْوَةِ الْقَوْثِيَّةِ الْمَرْبُورَةِ عَنْ
سَيِّدَتِنَا الْقَوْثِ الْأَعْظَمِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ،
وَهِيَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى (سَيِّدَتِنَا وَمَوْلَانَا) مُحَمَّدٍ

اور ہر ساقی کے وقت جو، اور ایک اور یہ ہے، اسے
اللہ! تیرے لئے تیری ذات کے جلال اور تیری عظیم
سلطنت کے شایان شایان حمد ہو، اور ایک یہ ہے،
اسے اللہ! شکر بجا لانے کے لئے تیری حمد اور تیرا احسان
فضل ہے، اور ایک یہ ہے، اسے تیرے لئے وہ حمد
جو تونے فرمائی اور وہ بہتر جو ہم کرتے ہیں۔ ان کے
علاوہ دیگر جو احادیث میں مروی ہیں سب کو یا بعض
کو پڑھے۔ اور مجھے تو پسند ہے کہ تفر میں یہ حمد پڑھے۔
اسے اللہ! میں تیری ثناء کو بجا نہیں لاسکتا جس طرح
تونے خود اپنی ثناء فرمائی ہے کیونکہ یہ حمد بہت جامع
اور وسیع ہے۔ اور اگر کسی مذکورہ محامد میں سے کوئی
حمد یاد نہ آوے تو تین یا چار الحمد للہ پڑھے یا سورہ
فاتحہ یا آیتہ الکرسی حمد و ثنا کی نیت سے پڑھے، ان سے
بہتر ثناء نہ پاؤ گے، اور پھر آخر میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر درود سلام گیر رہ مرتبہ پڑھے کیونکہ درود
شرعی کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اور سلام کا بھی
حکم ہے تاکہ دونوں کی فضیلت ہو جائے۔ اور بعض علماء نے
دونوں میں سے ایک پڑھنا مکروہ قرار دیا ہے اس لئے
دونوں کو ٹا کر پڑھنے سے اس خلاف سے بچے گا۔
پھر مجھ بندہ کو یہاں درود غوثیہ جو آپ سے مروی ہے

حکمہ اعلم ان لفظہ سیدنا و مولانا حضرت
نویادات للتفخیر عن مابلقنا عن مشایخنا
وقد نرا امیر المؤمنین حمیر وابنه حمید اللہ

سیدنا و مولانا کا لفظ اس فقیر نے پڑھا یا ہے، یہ
لفظ ہمارے مشائخ کا نہیں، یہ اللہ فخر ہے صیاح
امیر المؤمنین عمر فاروق اور ان کے صاحبزادے عبداللہ
(باقی بر صغیر آئندہ)

معدن الجود والكرم وآله وسلم والعبد
يقولها هكذا اللهم صل على سيدنا ومولانا
محمد معدن الجود والكرم وآله الكرام
واسمه الكريم واسمه الكريم يا اكرم
الاكرمين وبارك وسلم ثم لي توجه
بقبلة الى المدينة الطيبة و
ليقل احدى عشرة مرة يا رسول الله
يا حي يا قيوم وامنك في قضاء
حاجتي يا قاضي الحاجات ثم يخطو
الى جهة العراق وهو من
بلاد نابين الشمال والمغرب افاده
سیدی حمزة مرقی اللہ تعالیٰ علیہ
والہی ایضا جهة المدينة المنورة وکربلاء و
العبد الضعیف قد استخرج جهة حضور بناد
من بلد تابرلی بالنموة الیهانیه علی ان
عرضها نحو ۱۰۰ و طولها ۱۰۰ و عرض بریلی

پسندیدہ ہے اور وہ یہ ہے: اے اللہ! ہمارے آقا و
مولیٰ محمدؐ جو د و کرم کی کان پر رحمت نازل فرما اور آپ کی
آل پر اور سلامتی نازل فرما۔ جس کو یہ بندہ یوں پڑھتا
ہے اے اللہ! ہمارے آقا و مولیٰ محمدؐ جو د و کرم کی کان
پر اور آپ کی برگزیدہ آل اور کریم بیٹے اور برگزیدہ امت
پر صلوة و سلام فرما اے برگزیدوں کے برگزیدہ اس کے
بعد دین منورہ کی طرف دلی توجہ کر کے گیارہ مرتبہ یوں
پڑھے یا رسول اللہ یا نبی اللہ! میری مدد کرو اور
اسے حاجات پوری کرنے والے! میری حاجت کے
برابر کرنے میں مدد فرماؤ۔ اور پھر عراق کی طرف قدم
برجھائے اور ہمارے ہاں عراق شمال مغرب میں ہے
یہ میرے آقائے حرم و رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے
اور یہی مدینہ منورہ اور کربلا معلیٰ کی بہت ہے۔ اور
اس جہہ ضعیف نے اپنے علاقہ بریلی سے دربار بغداد
کی جست جوی میرٹھی کی بنیاد پر متعین کی ہے یوں کہ بغداد
کا عرض ۱۰۰ اور اس کا طول مدعو اور بریلی کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۱)

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تجزیہ کے الفاظ میں زائد اضافہ
شامل کئے۔ اور ہمارے علماء نے بھی درود شریف میں
”سیدنا“ کا لفظ پڑھایا جیسا کہ دو محل میں ہے تو اس کے
غیر میں بھی جائز ہوگا، نیز دلائل اخیرتہ میں ترکی کا
قصہ معلوم ہے جبکہ ولایت بھی سیادت کے معنی میں ہے
تیسفیس درجے اور یکہ ثلث ۱۲ دت،
چوالیس درجے اور ۲۸ دقیقہ ۱۴ دت،

رضی اللہ تعالیٰ عنہما علی تلبیۃ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجار العلماء
نمیدہ السیادۃ فی الصلوۃ کما فی در المختار
فکیف فی غیرہا وقصۃ التری فی قراءۃ دلائل
الخیرات معلومۃ والولایۃ مثل السیادۃ ۱۲ دت،
علیہ ثلاث وثلاثون درجۃ و ثلث ۱۴ دت،
علیہ اربع و اربعون درجۃ و ثانی و عشرون دقیقہ ۱۴ دت

عرض البحر اور اس کا طول عظمیٰ ہے اس سے شمال
انحراف یعنی نقطہ مغرب سے نقطہ شمال کی طرف سطح
حاصل ہوا، اب خط زواں نکال کر اس پر قائم کی صورت
میں عمود مغرب کی طرف کھینچ جائے اور خط زواں اور عمود
پہلو اس طرح بنایا جائے کہ اس القاعدہ کو مرکز قرار دیا جائے
اور قوس کے پانچ جز بنائے جائیں اور اس القاعدہ اور



مغرب کی طرف سے پہلے قوس کو خط
کے ذریعے طے کیا جائے تو یہ خط دربار
بقاعدہ کی سمت ہوگی لیکن مزید ضرورت
نقطہ مغرب شمال کی جانب چار درجے

سے جیسا کہ میں نے جو میٹری کے متعدد طریقوں سے معلوم
کی ہے اور عرب کی طرف گیارہ قدم حادث کے مطابق
درمیانہ قدم چلے کر کیا کلام سے یہی کجا جا رہا ہے اور
بعض حوام کی طرح ذکر سے کہ وہ قدم چلے کی بجائے
بزرگ صرف تین یا چار انگشت آگے بڑھتے ہیں حالانکہ
یہ قدم کا قاعدہ نہیں نکلتا، جبکہ میں گیارہ قدم کے بارے
میں حکم ہے اس نے بغیر ضرورت اور بدعذر اس حکم سے
عدول نہیں کرنا چاہیے، اور یہ عدول غلط ہے۔ بلا ناگزیر

عظمیٰ کا و طولہا عظمیٰ الرقبۃ الانحراف التبتلی
اعنی من نقطة المغرب الى نقطة الشمال
سطح فیستخرج خط الزوال ویقیم علیہ
عمودا الى المغرب ویبدر علیہما قوسا
بجعل من اس القائمة مرکزاً فیجذبہما
انحرافاً ویصل خطا بین الرأس والخمس



الاول من یلی المغرب فهذا
الخط هو سمت حفرة
بقاعدہ اما السدینہ
لکریمة فاربع درج اعنی

مغرب من نقطة المغرب الى الشمال علی
ما استخرجت بعدة طرق رہبہ احدی
عشرۃ خطوط معتدلة معتدلة فانه
المتبادر من الکلام لا ما یفعله بعض الحوام
من انہم لا یرفعون قدم ما ولا یخطون
خطوطاً وانما یتقدمون کل مرة نحو شمس
اصابع اواربع فلس هذا من الخطیۃ فی شئ
وانما امرنا بالخط ما عدول عنہا بدون ضرورۃ

علی ثمان وعشرون درجۃ واحدی وعشرون دقیقه ۱۲
علی تسع وسبعون درجۃ وسبع وعشرون
دقیقۃ من قرنیص مرصد لدی ۱۲ (م)
علی ثانی عشرۃ درجۃ ومثلہا الدقائق ۱۲ (م)
علیہ اقتصار علی التخمین لعدم الحاجة الی
تدقیق الدقائق مع ما فیہ من الدقة ۱۲ (م)

۲۸ درجے اور ۲۱ دقیقہ ۱۲ (ت)
۴۹ درجے اور ۲۴ دقیقہ، لندن کی قرنیص مرصد گاہ
سے ۱۲ (ت)
۱۸ درجے اور ۱۸ دقیقہ ۱۲ (ت)
پانچ حصوں کو بیان کیا ہے کیونکہ دقیقہ بنانے کی وقت
سے ۱۲ (ت)

عذر ہو مثلاً جگہ تنگ ہو اور پورا قدم چلنے کی گنجی نشی نہ ہو
اور کھلی جگہ نہ ملے تو پھر حسبِ گنجی نشی قدم کا خاصہ مل جائے
اور اس سے بڑھ کر قابلِ اعتراض وہ صورت سے جو میں
نے بعض جہاں کو کرتے دیکھا کہ وہ دو رکعت پڑھتے تھے
دو سری رکعت کی قرأت کے آخر میں نماز میں ہی عراق
کی طرف منہ پھیر کر چلتے ہیں اور گیارہ قدموں کے بعد پھر
واپس پہلی جگہ پر لوٹ کر قبلہ ہو جاتے ہیں اور پھر نماز
کو مکمل کرتے ہیں ان غریبوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ طریقہ
مردیہ کے خلاف بھی ہے اور اس سے نماز بھی فاسد
ہو جاتی ہے، حالانکہ عبادت کو شروع کر کے توڑنا حرام
ہے۔ چونکہ نفل پر اور نفل شروع کرنے سے لازم ہو جاتا
ہے کہ اس وقت پر اور رکعتوں کی تفصلاً لازم ہے، جبکہ
اسے مسئلہ معلوم ہی نہیں تو قضا کیا کرے گا لہذا اس کو
دوہرا لگا ہے۔ ایسے ہی شخص کے ہاتھ میں حدیث شریف
اس نماز کو خرابی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ طریقہ
میں جیسا کہ میں نے سنا ۱۲ (ت)

کیونکہ چلنا، کثیر قل ہے ۱۲ (ت)

ایک باری عبادت کو توڑنا وقتی گناہ اور دوسرا گناہ قضا
کا ترک جو موت کے وقت ظاہر ہوگا انبیاء ذی اللہ تعالیٰ ۱۲
اس کی تحریک امام ابو نعیمہ سے والہ بن الاسود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اپنی کتاب علیہ میں کی ہے، اور ایسا ہی
ایک قول حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہے
کہ وہ چنبروں نے میری مکر توڑ دی ہے ایک جاہل عامل
نے اور دوسرے حشد و عالم نے ہم اللہ تعالیٰ نے
معا فی اور عافیت کے خواستگار ہیں ۱۲ (ت)

حين الحظا نعم ان كان في مضيق لا يجسد
مسغا للخطوات المعهودة ولا الخروج
الى مندوحة فليات بما استطاع واشد
شاعة من هذا ما رأيت بعضهم من أنه
يصل ركعتين حتى اذا كان في آخر قراءة الاخرى
انصرف الى العراق فتخطى ثم عاد الى مكانه
فتوجه نحو القبلة واتم الصلاة ولا يدري
المسكين ان هذا مع مخالفة للوارد
مفسد للصلوة وابل العمل حرام
ثم النفل يجب بالشروع فيلزمه القضا
وهو لا يوجب ولا يدري به
فيا شوم مرتين في الشن
هذا ورد في الحدِيث
المتحيد بغير فقد كالحمار
عنه في صفة هذا الصلاة من سيدنا العوض
الا اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا سمعت ۲ (م)
عنه لا في العشي عمل كثير ۱۲ (م)
عنه انما لا بطلان ما حضر الوقت وانما تسرك
القضا يظهر عند الموت والعباد ياتون في ۱۲ (م)
عنه اخرج ابو نعیم فی الحیة عن واثلة بن
الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واصله قول
علي كرم الله وجهه نعم ظهري اثبات
جاہل متنتك وعالم متنتك نسأل الله
العفو والعافية ۱۲ (م)

فِي الْإِبْرَاهِيمِيَّةِ "وَأَكْبِرَاتُ مِنْهُ شَيْخُهُ
الَّذِي عَلَيْهِ هَذَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ هَذَا لِيَكُنْ عِنْدَ
التَّخَلُّصِ عَلَى هَيْبَةِ الْهَيْبَةِ وَالْخُصُوعِ وَالْأَدَبِ
وَالْخُشُوعِ، وَأَنَا أَحِبُّ أَنْ تَخِيلَ كَأَنَّهُ حَاضِرٌ
فِي بَعْدَادٍ وَمَسْرُودٌ مَرَفُوعٌ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَهُوَ رَاقِدٌ فِيهِ
مُسْتَقْبِلُ الْقَبِيلَةِ الْكَرِيمَةِ وَالْعَبْدُ يَتَعَمَّدُ
كِرْمَهُ فَيُرِيدُ أَنْ يَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ
إِذَا يَعْتَرِيهِ الْحَيَاءُ مِنْ قَبْلِ الْمَحَاسِنِ
فَيَقِفُ حَيْرَانًا كَأَنَّهُ يَسْتَأْذِنُ
وَيَسْتَسْأَلُ الْعَبْدَ مَرَحِي اللَّهِ تَعَالَى
عَنْهُ بِمَعْنَى حِسْودِهِ وَ
وَيُبَشِّرِي مَقَالَتَهُ أَنْتَ لَمْ
يَكُنْ مَسْؤُولًا جَمِيدًا
وَأَنَا جَمِيدٌ، فَيَبْنِي هُوَ

میں آیا ہے کہ بغیر عبادت کرنے والا اس گدے کی طرح ہے
جو آگے کی چکی میں جتا جو۔ ایسا عمل کرنے والے سے بڑھ کر
اس کا وہ شیخ مجرم ہے جس نے اسے یہ طریقہ بتایا ہے ،
وہ حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ، اور قدم چلنے وقت
خشوع ، خضوع اور ادب و معیت کی کیفیت ہونی چاہئے ،
اور مجھے یوں پسند ہے کہ اس وقت یوں خیال کرے کہ
وہ بعد از شریف میں آپ کی مرقہ شریف کے سامنے فر
ہے اور اسے دیکھ رہا ہے اور یہ خیال کرے کہ حضور
خوش نظر ہی قرار میں قبلہ دوسوے ہوئے ہیں اور
قدم چلنے والا بندہ آپ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے آگے
بڑھنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے مگر اپنے گناہوں کے
پیش نظر آگے جانے میں حیا کرتے ہوئے حیران کھڑا
ہو رہا ہے اور گویا اب آپ سے بڑھنے کی اہازت طلب
کرتا ہے اور آپ سے شفاعت طلب کر رہا ہے کیونکہ
آپ کا بخود سما کیسے ہے اور آپ کی یہ بات بشارت
ہے کہ اگر میرا مرد خوب نہیں میں تو خوب تر ہوں۔ "قوم

عنه احمره الامام الشافعي في روح الله تعالى رجا
في بهجة الاسرار عن الشيخ القدوة ابو الحسن
عن القرشي قال قال سيدي الشيخ محي الدين
جهد القادر الجليل مرخص الله تعالى عنه اعطيت

امام شافعي نے بہجۃ الاسرار میں شیخ امام ابو الحسن علی
قرشی سے تخریج فرمائی ہے کہ میرے آقا حضرت شیخ
محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
بدرہ بصر تک و از ایک دفتر مجھے عطا کیا گیا جس میں میرے
(باقی بر صفحہ آئندہ)

كذلك وهو رضى الله تعالى عنه ينظر اليه و
يعلم فقره وحي لا اذ يجرى الكرم العبد
فيشفق للعبد الاثيم فكله رضى الله تعالى
عنه يقول اذنت لهذا الفقير المضطرب ان
يجهوا لي ثلاث خطوات، ويد كرفيها
اسمعي ولا ينحني لى منى عندي فاني
انا ضيقه وكفيل مهماته في الدنيا
والآخرة فيشط العبد ويتقدم على
اقدام الوجود قاتلا على كل خطوة
يا غوث الثقلين ويا كريم الظرفين
فانه رضى الله تعالى عنه حسنى الالب
حسينى الامم اغثنى واحدد فف
قضاء حاجتى يا قاضى الحاجات

بڑھانے والے کی اس کیفیت کو آپ دیکھ رہے ہیں
اور اس کے فقر و حیا کو جان کر آپ وسیع کرم فرمائیں گے
اور اس بندے گنہگار کی شفا عت فرمائیں گے، اور
گویا یہ فرمائیں گے کہ میں اس فقیر تنگ دست کو اپنی طرف
قدم بڑھانے کی اجازت دیتا ہوں، یہ پھٹے ہوئے میرا
نام ذکر کرے اور میرے پاس اگر آپے گنہگاروں کا فکر
نہ کرے کیونکہ میں دنیا و آخرت میں اس کی مشکلات کا
کفیل اور ضامن ہوں، تو بندہ یہ شکر کر خوشی کا، غبار
کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور ہر قدم پر وجہ دانی
کیفیت میں یا غوث الثقلین، یا کریم الطرفین پہنچاتا
ہے (کریم الطرفین اس لئے کہ آپ والدہ کی طرف سے
حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینى ہیں) اور کہتا ہے
میری راستہ رری میں میری مدد کرو اسے حاجات کو

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

سجلا بعد بصرف اسماء الصالحی و مریدى كالى
يوم القيمة وقيل لى قد وهوا لك سألت
لكا خا من نك رهل عندك
اصحبى احد افعال لا و عزرة مراب و
جلاله ان يدي على مریدی كاسماء على الارض
ان لو كن مریدی جید امانا جید و عزرة دبی و
جلاله لا برحت قدما ی من بین یدى دبی حق
یطلق دبی و بكم الى الجنة الحمد لله رب العالمین
الکرم عظیم والمرجاء عظیم ۱۲۴ھ (م)

ساتھیوں اور مریدین کے نام ہیں جو قیامت تک میرے
سلطے میں داخل ہوں گے مجھے کہا گیا یہ آپ کی ملکیت ہے
اور میں نے جہنم کے عازن فرشتے سے پوچھا کیا تیرے
پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے؟ تو اس نے
نفی میں جواب دیا۔ اس پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ مجھے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم کہ تمام مریدین
پر میرا ہاتھ ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان سایہ فگن ہے
اور فرمایا اگر میرا مرد خوب نہیں تو میں خوب تر ہوں، اور
سب ذوالجلال کی عزت کی قسم میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے
دربار سے حرکت نہ کروں گا جب تک مجھے اور تم سب کو جنت کا پیغام نہ مل جائے گا، الحمد للہ رب العالمین الکریم ۱۲۴ھ

ثم ليدع الله سبحانه وتعالى متوسلا اليه
بجاء سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه
وسلم ثم يحيى ابنه هذا السيد الكريم غوثنا
الا عظم رضي الله تعالى عنه ، وليراع آداب
الدعاء المذكورة في كلمات العلماء كالصالحين
الطيبين وغيره ومن احسن من فضلهما وجمع
شأنهما مقدما للمحققين امام المدققين
بعد لم ليرباني سيدي ووالدي قدس
سره الزكي في كتابه الشريفا حسن النوع
لا داب الدي و قد لخصها تعريفا حسنا

پُرکار کرنے والے۔ اسی کے بعد اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ
السلام اور ان کے صاحبزادے (غوث اعظم) کے
وسیطے سے دعا کرے، مذکورہ دعا میں ان آداب کا
خیال رکھ کر جو علی اکرام نے ذکر فرمایا ہے جیسا کہ حسن حسین
وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ مختلف دعاؤں کو جمع کرنے
اور تصلیت بیان کرنے والوں میں میرے والد گرامی
نے اپنی کتاب احسن احوال آداب الدعا میں
بہترین دعاؤں کو ذکر فرمایا ہے اور پھر ان کا خلاصہ
محققین کے امام، مدققین کے پیشوا، عالم ربانی میرے
آقا والد گرامی قدس سرہ نے اپنی بہترین کتاب

عن هو البهجة الزاخرة بالهدى والهدى
امراهم، حامى السفن ماحى عتباتهم
الفاضل الفاضل كامل، الحاج الزائر، المجتهد
المعتمد مولانا مولوی محمد تقی علی خان
المجدي السني الحنفی القادری البوکاری الیربانی
اجل حنف، حفرة شيخنا ومرشدنا بحر
الرحمة مولانا مولانا مولانا مولانا
الرسول الاحمدی مازہری قدس الله تعالى
سرهما وافاض علينا برهما وولد رحمة
الله تعالى متهم رجب تكلمه ونشاني حبيب
اعود وانهم فان تفقه على ابيه الفاضل اجل
العارف الاكمل مولانا مولانا مولانا
على خان قدس سره وصفت تعريفا

یہ گہرا سمندر، روشن چاند، بچنے والا تیر، صفت کی تھمت
وال اور فتنوں کو مٹانے والا، عالم باطل، کامل فاضل
الحاج اور عینہ منورہ کی زیارت والا، فقر کا جامع،
مولانا مولوی محمد تقی علی خان محمدی، حنفی، قادری،
برکاتی، بریلوی، خلیفہ اجل حضرت ہمارے شیخ، مرشد،
رحمت کے دیا، نعمت کے مالک، حضرت شاہ آل بریل
احمدی مازہری (قدس اللہ سرہما) اللہ تعالیٰ ان کی
بھلائی کا ہم پرفیضان فرمائے، آپ کی پیدائش ابتدا
رجب ۱۲۴۶ھ میں ہوئی، انھوں نے علمی اور عرفانی
ماحول میں پرورش پائی اور اپنے والد فاضل اجل عارف
اکمل مولانا مولوی محمد رضا علی خان قدس سرہ سے علم
حاصل کیا، اور ۱۳۵۲ھ کے قریب تصنیفات جلیلہ تصنیف
فرمائی، امدادی کتب میں سے یہ کتاب جو اہل البیان
(باقی بر صفحہ آئندہ)

فی باب الحج من کتابہ المستطاب جواهر
البیان فی اسرار الارکان و یبداً بیا اسرار
الراحمین ثلث فان من قاله ناداه ملک
مؤکل به ان اسرحم الراحمین قد اقبل
علیک و یبایدیع السموت والارض من
یاد الجلال والا کرام فانه اسم الله الاعظم
على قول و کذا تسبیح سید نادى النون
على نبینا، نکریم و علیه الصلوة والتسليم
و لیختتم به من ثلثا فانه خاتمة الدعاء
و مخصص الله تعالى به هذه الامة
المرحومة و بالصلوة والسلام على خاتمة
النبیین و الحمد لله رب العالمین لیکون
البدء و ختم کلامها بالصلوة على و هب
الصلوة على الله تعالى علیه و سلم، فان
الدعاء طائر و الصلوة جناحه فبدلک یتم
الجناحان ولان الصلوة علیه علیه الصلوة و

جو اسرار البیان فی اسرار الارکان کے باب الحج میں بیان
فرمایا اور دعا کی ابتداء میں "یا ارحم الراحمین" تین
مرتبہ کہے کیونکہ جو شخص یہ کہتا ہے تو اس کو فرشتے
جو اب میں کہتے ہیں کہ بیشک ارحم الراحمین تیری طرف
متوجہ ہے اور "یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال
والاکرام" بھی ابتداء میں پڑھے کیونکہ ایک قول کے
مطابق "یا اسم اعظم ہے، ایسے ہی حضرت سیدنا
ذی النون علیہ السلام کی تسبیحات باری تعالیٰ کو، ابتداء
میں پڑھے اور دعا کے آخر میں تین مرتبہ آمین کہے کیونکہ
یہ دعا کی مُرْسَب اور پُر خاتم اس اُنت مرحومہ کو علیہ
سے، اور دعا کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
دروود و سلام، اور الحمد لله رب العالمین پڑھے تاکہ
دعا کی ابتداء اور اس کا خاتمہ نمازی عطا کرنے والے
نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درود شریف پر ہو جائے
یہ اس لئے کہ دعا ایک پرنوس ہے اور درود شریف اس کا
پُر ہیں اور اس لئے بھی کہ درود شریف مقبول ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بے مثل ہے، اور ایک سورہ المد نشرح کی
تفسیر فرمائی ہے اور ایک سرور القلوب فی
ذکر المحبوب، اور ایک اصول الرشاد و
لغیب مبانى الفساد، اور اذاتہ، نام لما نعی عمل
المولود والقیام وغیر ذلک ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ
آفریقہ عدد ۱۶۹۷ میں چوٹی، رحمۃ اللہ علیہ
رحمۃ واسعۃ (ت)

جليلة تات خمسة وعشرين من اجلها هذا
الكتاب جواهر البيان الذي لم ير مثله في بابيه
والتفسير لكيفية لسورة الانشراح وتسود
القلوب في ذكر المحبوب و اصول الرشاد للغم
مبانى الفساد و اذاتة الاشهر لما نعی عمل
المولود والقيام وغير ذلك توفي صلوات الله تعالى
سنة ۱۶۹۷ رحمه الله تعالى رحمة واسعة (م)

السلام مقبولة لا شك فاد الاستجيب الطرفان
فان الله تعالى اعلم من ان يدع ما بينهما
وليكن الدعاء وتوافقات الله وترجيح الوتر
وليصل بعد كل مرة على النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم فانه لو يرثي اجيب للاستجابة
من الصلوة والسلام على هذا السبب الكريم
عليه وعلى آله افضل الصلوة والتسليم
وليجهت انت تخرج دعة فانه علم
الاجابة فان لم يرك فليتبك فمن تشبه
بقوم فهو منهم ثم المحتار عند عب ان
يبقى حيث الدعاء ايضا كما هو مستقبل
الجهة العراقية فابها كما اسمعك جهة
الشعواء الكرام ولا عليه ر ينحرف
الى القبلة وقد سأل ابو جعفر المنصور
ثلاث الخلفاء العباسية

عنه قال الفقير احمد رضا غفر الله تعالى
له ابنات سواج الحنفية عبد الرحمن
بن عبد الله السراج المكي عن مفتي الحنفية
جمال بن عمر المكي عن المولى عابد السندی
المدنی عن الشيخ صالح العتباتي عن محمد
بن سنة عن الشريف محمد بن عبد الله عن
محمد بن اركماش عن الحافظ بن حجر العسقلاني
عن ابی اسحق القوجی عن ابی المواهب م بیح

ترجیب دعا کے ابتداء وانتهاء میں درود ہوگا تو اللہ
تعالیٰ کے کرم سے بعید ہے کہ وہ درمیان میں دعا کو قبول
نہ فرمائے، اور دعا میں ترک کا لحاظ ہونا چاہئے کیونکہ
اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے اور ہر بار
درود شریف پڑھے کیونکہ درود شریف سے بڑھ کر کوئی
چیز مقبولیت کو حاصل کرنے والی نہیں ہے صلی اللہ تعالیٰ
علی النبی اکرم وآلہ افضل الصلوة والتسليم ۱۰ اور
کوشش کرے کہ دعا میں آئینوں کیونکہ یہی قبولیت
کی علامت ہے، اگر نہ آئے تو رونے والی صورت
بنائے کیونکہ جو کسی کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ بھی
انہی میں شمار ہوتا ہے پھر مجھے یہ پسند ہے کہ دعا کے
وقت بھی عراق کی طرف متوجہ رہے کیونکہ یہ جنت شفا
دوں کے سبب ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، لہذا اس
دعا میں قبل کی طرف متوجہ نہ رہنے میں کوئی مضائقہ
نہیں ہے۔ ابو جعفر منصور خلیفہ ثانی خاندان عباسی نے

فقیر احمد رضا غفرلہ لکھا ہے کہ مجھے خبر دی حنفیوں کے چراغ
عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج مکی نے، انہوں نے حنفیوں
کے مفتی جمال بن عمر مکی سے روایت کی، انہوں نے
آقا عابد سندی مدنی سے، انہوں نے شیخ صالح عتباتی
مدنی سے، انہوں نے محمد بن سند سے، انہوں نے شریف
محمد بن عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن اركماش سے، انہوں
نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے، انہوں نے ابو اسحق
قوجی سے، انہوں نے ابو المواهب ربیع بن ابی عامر
(تقیہ برصفر آئینہ)

عالم المدینۃ مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ
یا ابا عبد اللہ استقبل القبلة وادعوا ما استقبل
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال
لہم تصرون وجہک حبہ وھو وسیئتک ووسیلتہ
ابیک اذ مر علیہ سلام الی اللہ عزوجل یوم
القیامۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعک
اللہ تعالیٰ اذ فعلن فعل وکنت موقنا بقلبہ
(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بن ابی عامر یحییٰ بن عبد الرحمن بن مریم انا
الحسن بن علی بن عقیق اجازنا القاضی عیاض
ثنا القاضی ابی عبد اللہ محمد بن
عبد الرحمن الاشعری وابو القاسم
احمد بن یحییٰ الحاکم وخیر واحد فی الحارویہ
قالوا ابویہ بن احمد بن عیسیٰ بن علی بن
نا ابو الحسن علی بن فہر ابویہ محمد
بن احمد بن فرج ما ابو الحسن عبد اللہ بن
صائب نایعوب بن احمق بن ابی اسرائیل
نا ابن حمید قال ناظر ابو جعفر اصیر
المؤمنین ما کاد کما الحدیث و فیہ و
قال یا ابا عبد اللہ ما استقبل الحدیث
۱۲ منہ یحفظہ اللہ تعالیٰ
ابن ۱ - (م)

ایک دفعہ حضرت امام مالک عالم مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عنہ سے سوال کیا کہ میں قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ رہوں، تو امام
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے اپنا چہرہ نہ پھیر کر بلکہ وہ تیرا دتیر سے
باپ حضرت آدم علیہ السلام کا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ
کے دربار میں وسیلہ ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

یحییٰ بن عبد الرحمن بن مریم سے، انہوں نے کہا کہ مجھے
حسن بن علی خافقی نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے قاضی
عیاض نے اجازت دی، انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان
کی قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن اشعری اور ابو القاسم
احمد بن یحییٰ الحاکم وغیرہ سے مجھے اجازت دی اور انہوں
نے فرمایا کہ ہمیں بیان کیا ابو القاسم احمد بن عمر بن دہاش
نے انہوں نے کہا کہ مجھے بیان کیا ابو الحسن علی بن فہر ابویہ
محمد بن احمد بن فرج نے انہوں نے کہا کہ مجھے بیان کیا ابو الحسن
عبد اللہ بن خطاب نے انہوں نے کہا کہ مجھے بیان کیا
یعقوب بن یحییٰ بن ابی اسرائیل نے انہوں نے کہا کہ مجھے
بیان کیا ابن حمید نے اور کہا کہ ابو جعفر اصیر المؤمنین نے
امام مالک سے بحث کی اور پوری حدیث بیان کی اور اس
میں سب کو ابو جعفر نے کہا اسے ابو عبد اللہ (مالک) ہیں
کس طرف منہ کران الحدیث ۱۲ منہ اللہ تعالیٰ اس کی
حفاظت فرمائے۔ (د)

غیر مستعجل من سر یہ یقول دعوت فلاح
 یحب فی قضی اللہ تعالیٰ حاجتہ ما لہ
 یدع باثم او قطیعة رحم هذه صفتها و
 اللفظ لکریہ مکتوب فیہا بالحمرة ، و ما
 علیہ خط احمر فهو الادی بلعنا حن
 مشایخ قد است اسرارہم ، و ما دون
 ذلک فهو من هذا العبد الا شیم غفر
 اللہ تعالیٰ لہ ولیعلم من العارف
 انت ما ذکرته لا یزکف الی خلاف
 لسنۃ من الکلمات العلییة ، و لا
 فیہ علیہا مریدۃ اجنبیۃ ، و انما
 هو قصصیہ عطوی ، او قرضیہ
 صنوی ، او تبییہ مجمل ، او تعبیین
 افصل ، معتمد اف ذلک علی احادیث
 کثیرۃ ، اشترت الیہا فی جمل
 لیسیرۃ ، یعرفہا الساہر کالشمس
 فی ف ، و یمر الغافل کانت
 لہ یکث شی ، فعبادت بہ محمد
 اللہ عروسا ملیحۃ ، مکشوفۃ
 القاب عن عوارضہا الصبیحۃ ،
 بحلیتہا حلیمتہا ، ثم اجتلیتہا ،
 فالحمد للہ اولاً و آخراً ، و باطناً
 وظاہراً ، و العماہول من لطف مولنا
 انشاء محمد ابراہیم ، و غیرہ من
 اخوان القادریۃ علیہم المولی الکریم ،

طرف متوجہ ہو کر ان کو شفیع بنا اللہ تعالیٰ تیرے لئے ان کی
 شفاعت قبول فرمائے گا ، جو شخص دل یقین سے یہ دعا
 کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا
 بشرطیکہ عجلت سے کام لیتے ہوئے مایوسی کا اظہار نہ کرے
 کہ میں نہ دعا کی اور قبولی نہ ہوئی یہ دعا قبول ہوگی جبکہ
 اس میں کسی غناء یا قطع رحمی کا سوال نہ ہو "صلوۃ الاسرار"
 کا یہ طریقہ ہے (آپ کی طرف بھی کئی تحریریں) اصل منقولہ
 الفاظ سرخ سیاہی سے لکھے گئے ہیں اور جن الفاظ پر
 سرخ خط ہے وہ الفاظ ہمیں اپنے مشائخ کرام سے
 پہنچے ہیں ان کے علاوہ آقی الفاظ مجھ گنہگار بندے کے
 زاد کردہ ہیں اور عارف شخص ضرور جانے کہ میرے ذکر کردہ
 الفاظ اصل کلمات کے ذرہ بھر سوائے نہیں ہیں اور نہ ہی
 یہ کوئی اجنبی یا آقی ہے بلکہ یہ مخفی کی تصریح اور نسبت میں
 مراد کی وضاحت ہے یا پھر مجمل کا بیان یا التفصیل کی
 تعبیریں ہے اور یہ سب کچھ کثیر احادیث سے اخذ کردہ ہے
 جن کی طرف میں نے مختصر جملوں میں اشارہ کیا ہے جن کو
 ماہر خوب جانتا ہے جس طرح دھوپ اور سایہ کی معرفت
 رکھتا ہے اور غافل شخص کوئی توجہ کئے بغیر گزر جائے گا ،
 الحمد للہ ، صلوۃ الاسرار کا طریقہ ، و کشف دامن جس کے
 خوبصورت رخسار سے نقاب اٹھایا گیا ہر ، کی طرح
 واضح طور پر حاصل ہو گیا ، میں نے اس دامن کو زیورات
 سے آراستہ کر کے مزید جلا دی ہے ، الحمد للہ اولاد آفر
 باطناً و ظاہراً مجھے مولانا شاہ محمد ابراہیم (سائل) کی
 مہربانی سے موقع اور امید ہے کہ وہ اور دوسرے بہادر
 قادری بھائی (اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے) اس

ان لا يتسوا هذا الفقير في صالح دعائهم ،
غبت هذا الصلوة وفي سائر انائهم ، و
يسمحو له بسؤال المغفرة ، وكمال
لعافية في الدنيا والآخرة ، والعبيد
يدعونه ولهم ، و لدعائهم عن ذنوبهم
واظم لاسيما دعوة المسك لاخيه بظهور
الغيب ، طهرنا الله جميعا من كل عيب ،
ووقنا شؤرا الجهل والريب ، وحشرنا
طرا في الامة المحمدية ، والجماعة
المباركة التينية الشينة ، والزمرة
لكريمة القادسية القادرية ،
انه على ما يشاء قدير ، فنعم السمو
ونعم النصير .

لطيفة نظيفة : بامرہ رمی اللہ
تعالیٰ عنہ ان یحطوا حدی عشرۃ خطوۃ ،
خطوات لہذا بعدد مرۃ اختصا من
بالعصرۃ القادرۃ من نرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ . و لیس ان القادرین ہم احارۃ کون
العرس الشریف فی الحدی عشرۃ لکن لو اکن اعلم
سوا فی ذلک حتی صلیت فی شاطہن اسیاد

صلوة الاسرار کو پڑھنے کے بعد کسی مرحلہ پر بھی اس فقیر کو
اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں گے ، اور اس کے لئے مہربانی
فرماتے ہوئے مغفرت اور دنیا و آخرت میں عافیت
کی دعا کریں گے ، اور یہ بندہ بھی ان کے لئے دعا گو
رہے گا . حقیقت یہ ہے کہ ہتھیاریوں اور قلعوں سے
دعا مستغنی کر دیتی ہے خصوصاً وہ دعا جو پس پشت
مسلمان بھائی کے لئے کی جائے . میری دعا ہے کہ اللہ
تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے عیب سے پاک فرمائے
اور جمالت کے شر و شک سے محفوظ فرمائے اور ہم سب
کو اُمت محمدیہ میں اٹھائے اور اہل سنت و جماعت
کی مبارک اور قیمتی جماعت اور سلسلہ کبریہ قادریہ میں شامل
رکھے ، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے پس
وہ چاہے گا ، اور یہ دعا ہے .

پاکیزہ لطیفہ : حضور غوث اعظم کے حکم کے
مطابق گیارہ قدم چلے . وہ یہ یقین کرے کہ اس عدد کو
خاص خصوصیت دربار قادریہ سے حضور غوث اعظم
رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حاصل ہے ، اور یہ خیال
ذکر سے بعد میں قادری سلسلہ والوں نے گیارہویں شریف
کی مناسبت سے ایسا کیا ہے ، لیکن مجھے خود گیارہ
قدموں کا راز معلوم نہ تھا حتیٰ کہ ایک روز میں شاہجہاں آباد

محکم علی قاعدۃ دیوار الہند المعروفۃ بدہلی
وکان ذلک سنۃ اثنتین بعد الالف وثلثمائۃ
سین شہدت الیہا رحلی قاصد ریرۃ مسیدی
سلطان الشریح نظام الحق والذین قدس اللہ
تعالیٰ سواہ المکین ۱۲ منہ (۴)

یہ ہندوستان کا مرکزی مقام (ضلع) ہے جو دہلی کے نام سے
معروف ہے اور یہ واقعہ ۱۳۰۲ھ کا ہے جب میں وہاں
سیدی سلطان الشاہ نظام الدین قدس سرف کی
حاضری کے ارادہ سے گیا ۱۲ منہ (ت)

میں رات کے وقت صلوٰۃ الاسرار پڑھی اور میں پوری توجہ قلبی سے مصروف تھا اور میرا لکس راز کی طرف ذرا بھی التفات نہ تھا کہ میرے دل پر ایک عظیم راز دار کھل چکی۔ خدا کی قسم مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ کب اور کس طرح یہ عجب آئی جبکہ وہ میرے دل میں سرایت کر چکی تھی میں نے نمازت فارغ ہو کر غور و تأمل کیا تو دوسری مراد اور خواہش میری تمنا کے مطابق تھی وہ قلبی تھا کہ گیارہ کے عدد میں ایک دہائی اور ایک کا عدد ہے اور ۱۱ بچہ کے حساب سے، دس کا حرف "ی" اور

مات لیلة صلوٰۃ الاسرار وانا مقبل علیہا
یشترک قلبی ما کانت صی التفاتہ الی ذلك
اذا لمعت بارسقة سر جلیل، فب خاطر
کلیل، واللہ اعلم منی جاءت وکیف
جاءت ما شہرت بها الا وہی حليلة بیانی
فتأملتہا بعد الفراغ من الصلوٰۃ فذا
ہی کما اودوا شہر، وہی ان فب احد
عشر عقدا ووحدة، وھما بال حروف
یاء والفت والمجموع یا امنت

یعنی مکمل طور پر ۱۲ ائمہ (ت)

جب کوئی عدد ایک حرف والا نہ ہو تو وہاں ترکیب ضروری ہے اور ترکیب حسب ضرورت ہوگی اگر ترکیب شنائی کافی ہو شلائی کی ضرورت نہیں، اور شلائی کافی ہو تو رباعی کی ضرورت نہیں جیسا کہ ایک حرف والے کے لئے شنائی ترکیب کی ضرورت نہیں ہے پھر انہوں اور دہائیوں میں تنویم ہوگی، اور اسی طرح سنوے اور ہزار تک، لیکن خالص دہائیوں اور خالص سو کے لئے ترکیب کی ضرورت نہیں (کیونکہ ان کے لئے یا ایک حرف ہے شفا ترکیب شنائی تمام اکائیوں کی آپس میں ہو سکتی ہے مثلاً طَب، حَب، نَد، گیارہ میں جو کہ پہلے عدد ہے جس میں ترکیب شنائی کی ضرورت ہے اگرچہ کوئی دو حرف ملائے جاسکتے ہیں مگر ان حروف میں سے یہاں بعض کو لینا اور بعض کو نہ لینا بے مقصد ہے (باقی صفحہ آئید)

علم ای بجمیع اجزائہ ۱۳ (م)

علم اعلم ان ما لا یوجد له حرف و حسب
فالصیر فیہ الی الترتیب و یحب القصص علی
اخذ ما یمکن فلا یختار الثلاثی ما ا کم
الثانی ولا الرباعی ما ساع الثلاثی کما لا یختار
الثانی ما وجد حرف واحد ثم الحاجة الی
الترتیب اما تقع فیما بین عقد وعقد الی
مائة و فی العقود غیر الثمات المحصنة ایضاً
من مائة الی الف ثم تدور الی ما لا نہایة
له وذلك لان العقود والتمات لکل منھما
حروف معلومة فالترتیب الثانی مثلاً و انت
تصور بجمیع آیہ والی آیہ و کمثل طَب و ج و ن ہاد
و هو فی احد عشر و ہوا اول ما یحتاج الی ذلك لکن
احتیار بعض متہادون بعض ترجیح بلا مرجح

قدمت العقد وایک انت

ایک لاکھ انت سے اور اگر وہائی کو مقدم کریں تو دونوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والترکیب الطبعی ان یلقین العقد فیوضع
حرفه ثم حروف ما شاع علیه من الاتحاد و
هكذا یقدم الالف ثم الثانی ثم العشرات ثم
الاتحاد ویکو هذا الی الف وتسعة وتسعی
فلفظها غلطاً فاذا انشاد فیدور الامر فلفظها
بضم وثلثة آراء بضم ومانعة الفقف والالف
الف غم وھكذا الی ما لا نہایة له
یعرف ذلك من یعلم وقام الھیاءة
والنجوم ومن من فہذا الوصیة
لأمن من الالتباس فی غالب الصور
فان غلطاً المذكور مشاات کتب
من دون فقط لتعینت الحروف
لوضع الطبعی فالاول لا یمکن ان یکون
ع مہملۃ لانه لا یتقدم ظ ولا الثانی فی
ظ مہملۃ لانها لا یتقدم من ولا الثالث
من معجمۃ لانها لا تعقب ظ ولا الرابع
للمعجمۃ لانها لا تعقب من و تمام
الکلام فی مسائلنا الطیب
الاکسیر ۱۲ منہ (م)

اس نے طبعی ترکیب کو ملحوظ رکھ کر جو گادہ یہ کہ جو وہائی مقصد
ہو پہلے اسے پھر اکائی پر مقصود ہو، اگر ہزار ہو تو پہلے
ہزار پھر سو اور پھر وہائی اور پھر اکائی کو ترتیب وار ذکر
کر کے ترتیب دی جائے گی یہ ترکیب ایک ہزار نو سو سناؤ
تک کام دے گی، اس کے لئے حروف میں غلطی
سے مرکب ہوگا، اور اس پر ایک زائد ہو تو دو ہزار ہوگا
جس کے لئے حروف میں بغیر، اور تین ہزار بغیر، لاکھ
کے لئے قح، اور دس لاکھ کے لئے غم، اسی طرح
حقن، باب آگے جائے، جس کو علم نجوم اور ہیئت کی
رقم کی معرفت سے خوب جانتا ہے۔ اس ترکیب کا
ایک فائدہ یہ ہے کہ انسانی ہندسوں میں غلطی سے بچ
جاتا ہے کیونکہ مثلاً غلطی میں اگر نقطہ دہی کے جہیں
تو نہ کردہ حروف اپنی طبعی ترتیب کے لحاظ سے جگہ
جاسکتے ہیں کیونکہ غ کو ع اور ظ کو ط نہیں پڑ سکتے
کیونکہ اس ترکیب میں غ سے ع مقدم ہوتا ہے اور
ع مقدم نہیں ہو سکتا ہے، اسی طرح من سے ظ
مقدم ہے ظ مقدم نہیں ہو سکتا، اور آخری دو حروف
من، ط کو من، ظ نہیں پڑھا سکتا کیونکہ من ظ
کے بعد نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ظ بھی من کے بعد نہیں
ہو سکتا ہے، اس لئے کہ ایک ترکیب میں بڑے عدد والا آخر
پہلے اور چھوٹے والا بعد ہوتا ہے یہی ترکیب طبعی ہے اور
یہ پوری بحث ہمارے رسالہ الطیب الاکسیر میں ہے ۱۱ انت

عکس، و یا تند، و ای دلایج ب فکانت
فی ذلک اشارة الی معاملته مع حق الله تعالی
عنه مع السائلین و الفقراء المستعیشین
فانهم فی مقام نکتة مع کثرتهم
فی انفسهم، و اذا ارادو مسائل
حاجاتهم من الحضرة العلیة
توجهوا الی الوحدة و کان علیهم
افراغ القلوب من تشقت الخاطر
مع کونهم هنا علی مهج
واحدا، سواء منهم العاکف
والبید و عظیم الملت و عیدیم
الزاد فقد انتقد ابو جهمین
من الکثرة الی الوحدة و

حرفوں کا مجموعہ "یا" ہے اور اگر الٹ کریں تو مجموعہ "ای" ہے جبکہ "یا" خدا اور طلب کے لئے ہے اور "ای" قبول منظور کی کے لئے ہے تو اس طرح گیرہ کے عسد میں حضور غوث اعظم کا سوال اور ادا طلب کرنے کو گروں سے معاملہ بھر آتا ہے ذکر جس طرح "یا" میں "ی" دہائی اور تحریر اور اس کے بعد "انت" و "ت" ہے، یوں ہی سائلین کثیر تعداد والے کثیر مطالبہ کرنے والے ہے مطابقت کو دوبارہ عاید میں پیش کرتے ہوئے تحریر سے وحدت کی طرف متوجہ ہوں گے (کیونکہ آپ واحد ہیں) نیز یوں بھی کہ سائلین اور حاجت مند کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود غوث پاک کی طرف متوجہ ہونے میں یکساں ہیں خواہ دود شری سون یا دسیاق، شمش و ہوں یا گدا، تو قلبی مابین مختلف و شیر خزان سے زائد کا مختلف ایک، لہذا کثرت

علیہ وقوعہ ہفت علی قول انه کنعم مطلقا
ظاہر و الا فالقدیر یا سیدی هل تقضی
حاجتی الجواب ای واللہ ۱۲ منہ (م)

یہاں اس کا استعمال نعمت کی طرح ہے جیسا کہ ایک قول ہے ورنہ اصل میں "اے میرے آقا کیا آپ میری حاجت روائی فرمائیں گے" جواب میں ای واللہ ہے ۱۲ منہ (ت)

یہ جفری علم کی رقم کا طریقہ ہے جس میں اکائی کو دہائی پر مقدم کرتے ہیں مثلاً ہزار سو کے بعد گیارہ کا ذکر ان کی رستم میں ایقم "ہے اور نجومی رقم میں "تعب" ہے ۱۲ (ت)

یہ اضافت بظنی ہے یعنی اس کا ملک عظیم ہے اور اگر اضافت معنوی بنائی جائے تو عظیم بمعنی سلطان ہوگا جسے عظیم الروم ہے ۱۲ (ت)

علیہ و ذلک طریق الاسقام الجفریة
یقدمون فیہا الذحاد ثم عشرات الخ
ذلف و مائة و احد عشر یا رقاصہم
ایقم و یا الاسقام النجومیة غیب ۱۲ (م)
علیہ الاضافة بظنی ای عظیم ملکہ او
معنویة ذللعظیم بمعنی السلطان کعظیم
الروم ای سلطانہ ۱۲ (م)

هذا شأنه يا وحرمة الیاء
لاضطرابهوف الطلب و تخصیص
الفتاة یدل صلیهم من فتم و فیض
ببركة هذا النداء ، ثم هو مرفوع الله
تعالى عنه مستغرق فی بحار الوحدة
مرفیه مقامه عن مجامع العشرة
فاذا نودی بکشف بلاء اورشف عطاء دعاء
الکسر الی التزل من غیب الوحدة
لی مثله الکثرة و ذلك شأن
رای واکسریحکی التزل و
سکون ایاء لتسکین قدقم فکان
المعنی انهم تحركوا من
مقام الکثرة مضطربین و هو
یونحون متوجهین الی حمرة
الوحدة متحدین هنالك فی
الرفیة والرهبة و حکات
مرانی الله تعالی عنه ساکنین فی
مقام الوحدة فتزل منه الی
نادی العشرة لتسکین قلوبهم و
اصلاح خطوبهم والمخاض انه اذا ذلک
یجیب و سائله لا یغیب و من عجائب

کے بعد وحدت جیسے "ی" کے بعد الف "سے" دو طرفہ
سے ثابت ہے۔ یہ "یا" کے "ی" سے ہے پھر "ی" کی
حرکت، طالبین کے اضطراب، اور اس حرکت کا فتح ہونا
اسی "ی" کی برکت سے فتح و فیض کی علامت ہے، اور
"ای" کے اعتبار سے یہ کہ حضور غوث اعظم بحر وحدت
میں مستغرق ہیں اور کثیر اجتماعات سے آپ کا مقام
بندوبال ہے، جب آپ کو مصائب مٹانے و رعایا
نچھا کر کرنے کے لئے پکارا جاتا ہے تو آپ کو کرم و سخا
بجور کرتا ہے کہ آپ وحدت غیب سے تزل منزل فرما کر
کثرت مشاہد پر توجہ فرمائیں (یہ وحدت سے کثرت کی
طرف رجوع ہے جیسا کہ "ای" میں "لے" اور پھر
"ی" سے "ای" کا کسر (ذیر) تزل کی حکایت
سے اور "ی" کا سوئی طالبین کا پریشانی سے سکون ہے۔
معنی یہ ہوا کہ حاجت مند لوگ اضطراب کی حالت میں متفرق
طور پر مقام کثرت سے مقام وحدت کی طرف متوجہ
ہو رہے ہیں اور سب کے سب امید و خوف میں یکساں
ہیں اور آپ یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام
وحدت پر ساکن ہیں، پھر آپ نداء کرنے والے کثیر لوگوں
کی طرف تزل فرما کر ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں
اور ان کی پرانہ حالت کی اصلاح فرماتے ہیں غرضیکہ
جب آپ کو نداء دی جائے تو آپ جواب دیتے ہیں اور

عليه فانه ينتقل فيها من العقد الى

الواحد ۱۲ (ت)

عليه فان الواحد مقداره على الكثير ۱۲ (ت)

کیونکہ اس میں دہائی سے اکائی کا انتقال

سے ۱۲ (ت)

کیونکہ واحد کثیر پر مقدم ہے ۱۲ (ت)

صنعت الله سبحانه وتعالى ان اولى الحروف
فلا حروف فوقها ولا حروف اسفل
فلا حروف تحتها فمن ترقى من في فلا مظهر
له وراء | ومن تنزل من | فلا منزل
له تحت | فذللك انت سيدنا
مرضى الله تعالى عنه اخذ في النظر في بغاية
الغايات فتقطع مطايا الكمالين دون
سيرة في الله فذللك انت قد مر
على جميع الرقاب و لذل
قال رضى الله تعالى عنه الانس لهم
مشايخ ، والجن لهم مشايخ ، والملك
لهم مشايخ ، وانشيخ اسكن يسى و
لكل كتابين السماء والارض لا تفسر في باحد ولا
تقيسوا على احد وكذا ما استكمل المكملون
سيرة صفت الله و لذللك انت
عليه اي يجمع اولهم و اخرهم ۱۲ (م)

عليه ولا حاجة الى ابداء استثناء الانبياء و
الرسولين عليهم الصلوة والسلام فانه
مذكور في انحاء المسايين وكذا العجايب
والقابعون لهم باحسان لما عرفت في
مجلد ۱۰ لجملة فسيدنا رضى الله تعالى عنه
افضل الاولياء الا من قانده الدليل على
استثنائه ۱۲ (م)

عليه هذا كذللك ۱۲ منته (م) یہ بھی اسی طرح ۱۲ منہ (ت)

عليه هذا كذللك ۱۲ منته (م) یہ بھی اسی طرح ۱۲ منہ (ت)

سائل کو محروم نہیں کرتے ۔ اللہ تعالیٰ کے عبادت
میں سے سب کو آفت پہنچا دیتا ہے اور کسی کو بھی
حرف سے جس کے بعد کوئی حرف نہیں ہے اگر کوئی کسی
سے آگے بڑھنا چاہے تو آگے آگے ہی پائے گا ، اور اگر
کوئی آگے سے آگے بڑھے گا تو کسی سے آگے کوئی منزل
نہ پائے گا تو گیارہ کے حرف یعنی یا سے پتا چلا کہ آپ
دو طرفہ انتہائی مقاصد پر رسائی رکھتے ہیں اور تمام
کائناتیں حضرات سیر فی اللہ میں خوش انظم کی سیر فی اللہ
بست پچھے ہیں اسی لئے آپ کا قدم گردنوں پر ہے اور
اسی لئے آپ نے فرمایا کہ انسان اور جن اور ملائکہ کے
اپنے اپنے مشائخ ہیں جبکہ میں ان سب کا شیخ ہوں
اور میرے اور تمام مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا
فرق سب مجھے کسی دوسرے پر اور کسی دوسرے کو مجھ پر
قیاس رکھنا اور ایسے کسی کوئی کامل شخص آپ کی سیر فی اللہ
کو اللہ تعالیٰ سے کامل طور پر حاصل نہ کر سکا یہی وجہ ہے کہ

یعنی ان کے اول اور آخر سب کو جمع کریں گے ۲ (ت)
یہاں دنیا و مریلیں کے استثنائے کا اظہار ضروری
نہیں کیونکہ یہ بات تمام مسلمانوں کے ذہنوں میں مرکوز
ہے یوں ہی صحابہ و تابعین کا استثناء بھی معلوم ہے
حاصل یہ کہ خوش انظم رضى الله تعالى عنه تمام اولیاء
سے افضل ہیں مگر اس میں سے وہ برگ
مستثنیٰ ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود
ہے ۱۲ (ت)

ہدایتہ اقم وافر، وطریقہ انعم و
یسر، وکراماتہ اکثر و اظہر، حتیٰ لحد
یقل عشرہا ولا معشاشہا عن احد من
الاولیاء فیہ فعلو ذلک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم و آخر
دعوانا ان الحمد لله رب العلمین،
والصلوة والسلام علی خاتم النبیین، محمد
والہ وصحبہ اجمعین، وابنہ هذا الفرد
المکین، والعتوث النبیین، وعلیہما بہ
یا ارحم الراحمین، و اوفیٰ خاتمہ سابقین
من صفر الحیر یوم جمعہ المسامین، سۃ الف و
ثلثمائة وخمس، من ہجرة من فیہ اصوات
الجنس، و ردت لامرۃ من المغرب الشمس علی
اللہ علیہ و علی الہ اجمعین، واللہ اللہ رب العلمین۔

آپ کی رہنمائی اتم اور اکل ہے اور آپ کا طریقہ آسان
و آسان ہے اور آپ کی کرامات کثیر اور غالب ہیں حتیٰ کہ کسی
ولی کی کرامات آپ کی کرامات کی نسبت عشر عشر بھی
منقول نہیں جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے
جیسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا
ہے۔ ہمارا آخری اعلان ہے کہ سب تمہیں اللہ رب العلمین
کے لئے ہیں اور صلوة و سلام خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ
و علیہ اور آپ کی آل و صحابہ پر اور آپ کے اس حاکم بیٹے
اور واضح نواسٹ پر اور ان کے ساتھ ہم پر یا ارحم الراحمین
اس سال کا اختتام ۲ صفر بروز جمعہ ۱۳۰۵ھ کو ہوا
من ہجری و من ذات کی ہجرت خمس کو پانچ فی زری عطا
کے تیس دن کے بعد مغرب سے سورج واپس پٹا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحابہ اجمعین، الحمد للہ
رب العلمین۔ (ت)

وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح

(تراویح میں بسم اللہ سے متعلق رائج قول کو بیان)

(ختم تراویح میں ایک بار جہر سے بسملہ پڑھنے کا بیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۱۴ از ادعیا، مکان میرزا دم علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ حاجی ملا محمد سیقوب علی خاں صاحب

۲۶ ربیع ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں تمام بلاد ہندوستان میں کہ سب اہل سنت و جماعت بفضلہ تعالیٰ خفی اللہ سب ہیں ہمیشہ سے یہی رواج دیکھا سنا کہ تمام حفاظ قرآن تراویح میں بسم اللہ شریف سارے قرآن مجید میں کسی نہ کسی سورت پر بس ایک بار آواز سے پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ پیدا ہونے کے اس میں بہت جھگڑا اٹھاتے ہیں نیز کہ اس کا رسالہ مرسل خدمت والا ہے باتباع دو مولویوں گنگوہی و پانی پتی کے دعویٰ کرتا ہے کہ تراویح میں بسم اللہ بالجہر ہر سورت کے سورے پر یا سوا سورہ برأت کے از بس لازم ہے ورنہ ایک سوتیرہ اور کبھی کہتا ہے ایک سوچو آیت کا نقصان لازم آئے گا بسم اللہ کا جزویت اور غیر جزویت ہونا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک تراویح منقول ہے حنفیہ کے نزدیک بھی عمل سبیل القطع والتواتر ہے متفق علیہ، بلکہ اجماع امت متفق ہیں عمرو نے اس جہر سے انکار کیا اس پر زید نے اُسے کہا جسوئل نفسانی منہک میات کے ہوا اور خیر دین محمدی میں کر بندہ کراصول و قواعد وغیرہ سے برطرف ہوا، اس رسالہ میں ایک عبارت اور دو فتوے مولویین مذکورین سے نقل کئے صفحہ ۵ پر لکھا قاری عبد الرحمن صاحب پانی پتی تبیین الضاد ترجمہ تختہ تدریس میں فرماتے ہیں جان لو کہ جب اہل قراءت کا اس امر میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کا جو سورے یا نہیں، پس تمام قرآن کو تراویح میں پڑھنے

والے پڑھنا قاریوں کی قرات پڑھے جو ہم اللہ کو ہر سورت کا پڑھنا جانتے ہیں واجب ہے کہ ہم اللہ کو ہر سورت کے سرے پر پکار کر پڑھے ورنہ ختم قرآن مجید میں سے اس کو ایک سو چودہ آیتوں کا کم کرنا اور ترک کر دینا لازم آتا ہے اور جائز نہیں ہے، ان شہروں میں جہاں کے اکثر باشندے حنفی مذہب رکھتے ہیں اس کے خلاف دستور ہے، پس معلوم نہیں اس ترک و غفلت کا کیا سبب ہے فقط ہمنو، اپنی استفتاء مولوی رشید احمد گنگوہی، بسم اللہ کا جہر سے پڑھنا تراویح میں مضائقہ نہیں اور نماز میں اس سے کوئی قیاحت نہیں ہوتی یہ بھی قرات مذہب ہے اگر حضرت شخص کی اقتدار کو درست و مقبول ہے اور جو حسب مذہب حنفیہ پڑھے تاہم کوئی حلیہ نہیں سب حق پر ہیں مسئلہ مذہب صحیح و درست میں کسی حقا و قرآن مجید کو لازم ہے کہ پڑھا کریں ورنہ بموجب سند ان مولوی عبدالرحمان صاحب کے عند الخفص ختم میں نقصان رہے گا فقط واللہ اعلم کتبہ رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۱۲ پر لکھا استفتاء قاری عبدالرحمن متا پانی پتی از ماہ قرات سبہ کا زمانہ اجتہاد و عمل بالسنن کا زمانہ تابعین کا تھا اور مذہب مسائل اجتہاد یہ میں ہوتا ہے نہ منقول میں اور مدار قرات کا فقط روایت و صحت پر ہے اور ہر اسب اپنی اپنی قرات کی روایت صحیح رکھتے ہیں اس میں دخل مذہب کو نہیں ہے لہذا قرات میں کسی اہل ہوا کا خلاف نہیں ہے اللہ مذہب کا زمانہ قرات محتاج ایہ و محصور نہ تھے بلکہ قرات کے تھے اللہ قرات کو پڑھنا کی یہ مذہب رکھتے تھے حق سے بدھ صحت روایت کے، غرض صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پھر حاجت کسی مذہب اور کسی اجتہاد کی نہیں ہے اذ اصحاب الحدیث فہو مذہبی (جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے، قول اصحاب کا ہے جب حدیث روایت پر مذہب اربعہ میں ہو، پھر جو کوئی کسی مذہب کا کسی قاری کی قرات پڑھے گا اس کی قرات میں جو اس کی اتباع کرے جو کوہام ماہم کی قرات میں بروایت خفص بسم اللہ درمیان ہر سورت کے ثبات سے روایت، در نہیں حنفیہ کی کتب میں مالیت قرات عامہ و خفص کی استنباطا واقع نہیں ہے قرات تراویح میں بسم اللہ پر صاحب از ہوا والا پورا ختم روایت خفص میں نہ ہوا فقط واللہ اعلم بالاصواب، العبد عبدالرحمن عفی عنہ، صفحہ ۱۲ پر لکھا صلوٰۃ مفروضہ میں ختم مقصور نہیں اسی نے وہاں ہر لازم نہیں وہاں اتباع ابوحنیفہ کا چاہئے اور تراویح میں مقصور ختم کامل قرآن ہے وہاں اتباع قرآن مجید میں بسم اللہ کو جہراً پڑھنا ساتھ تاکہ کے جائز ہے ورنہ ختم میں نقصان لازم آتا ہے چنانچہ یہی تحریر کا سر نے بار بار قاری عبدالرحمان صاحب کی زبانی بھی سنی ہے، اب علماء سے عرض ہے کہ یہ بیانات و فتاویٰ صحیح ہیں یا غلط اور یہاں مذہب حنفی میں کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله سرّاً و جہاراً و لیلاً و نهاراً حمداً سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، مستند اور بلند دن و

رات کو بڑی جہیں اور زیادہ، بندہ درود اور اونچا
سلام اس ذات پر جس نے نماز میں بسم اللہ کو آہستہ
پڑھنا سنت فرمایا اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ
خالص سنت کو عوام کے شورش سے محفوظ رکھنے
والے ہیں آمین آمین یا ارحم الراحمین۔ (ت)

بسم اللہ شریف کا تراویح میں ہر سورت پر جہز مذہب حنفی میں لازم و واجب ہونا محض بے اصل و
باطل صریح اور خفیہ کرام پر افتراء قبیح ہے تحصیل سنت ختم فی التراویح کے لئے صرف ایک بار کسی سورت پر
جہز کرنے کی ہماری کتب میں صاف تصریح ہے ذیل ہے علم اور اس کے دونوں مقبولوں کی تحریر سراسر بے تحریر و
غیر صحیح ہے، مسلم الثبوت میں ہے،
البسلة من القرآن آية فتقرأ في
الختم مرة -

کبر راد اہمۃ واکثرا والصلوات البسیة
والحیات النامیة علی من سن فی الصلوة
اصرار القسمیة وعلی آلہ وصحبہ النفوس
الحامیة لبیضة السنة من العوغاء العامیة
آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

یعنی بسم اللہ شریف قرآن عظیم کی ایک آیت ہے
تو ختم میں ایک بار پڑھی جائے۔

ملک العلماء بحر العلوم اس کی شرح فوائذ الرحمۃ میں فرماتے ہیں،
یعنی اس کا پڑھنا ہے کہ بسم اللہ شریف تراویح میں
جہز سے ایک بار پڑھی جائے بے اس کے سنت
ختم ادا نہ ہوگی۔

علی ہذا ینبغي ان یقرء فی تراویح ما بعدہ
صورة ولا تتأدع سنة الختم
دوہا ہے

شرح مولانا ولی اللہ علی ہے،

من قال بكون البسلة جزء من القرات
من غیر تعیین المحدث او بجزئیہا لہ
فی اول کل سورة قال بوجوب قراءتہا
فیما یختم فیہ القرآن من الصلوة
کالتراویح الا ان الجمعة الاولى تقول
بوجوب قراءتہا جہراً مرة والثانیة

یعنی جو عالم بسم اللہ شریف کو جزو قرآن مجید مانتے ہیں
خواہ بے تعیین محل (جیسے علماء حنفیہ وغیرہم) یا یوں
کہ ہر سورت کی پہلی آیت ہے (جیسے علماء مشافعیہ)
ان سب کے نزدیک جس نماز میں قرآن مجید کا ختم
کیا جائے جیسے تراویح، اس میں بسم اللہ شریف کا
پڑھنا ضرور ہے مگر ہمارے ائمہ و جہور علماء کے نزدیک

فَقَوْلُ بوجوب قراءتها جهرا في اول كل سورة
سواء السجدة بـ

قرالاقارمولانا عبد الحليم الناصري میں ہے :

اعلانات التسمية آية من القرآن وكلها انزلت
لفصل بين السور وليست جزء من
الفاصلة ولا من كل سورة فالقرآن عبارة
عن مائة واربع عشرة سورة و آية وهي التسمية
فلا بد في ختم القرآن من قراءة التسمية مرة
على حد رواية سورة كانت وهذا كله عندنا على
المختار من اهل معتبرا

صرف ایک بار پڑھا اور شافعی مذہب میں سورۃ برأت کے
سوا ہر سورت کی ابتدا پر۔

یعنی بسم اللہ شریف سارے قرآن مجید میں صرف ایک
آیت ہے کہ سورتوں میں فصل کے لئے اتاری گئی نہ وہ
فاتحہ کی جز ہے نہ ہر سورت کی تو قرآن عظیم نام ہے
ایک سو چودہ سورتوں اور ایک آیت کا کہ وہ بسم اللہ
شریف ہے پس ختم قرآن میں بسم اللہ شریف کا کسی
سورت کے سرے پر ایک بار پڑھنا ضرور ہے یہ سب
ہمارے ائمہ کا مذہب مختار ہے اور مختصراً

جواب مسئلہ تو اسی قدر ہے ہو گیا مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ بیون رب قدیر جل بجلانہ تحقیق حق نصح و تخلص قول
ریح کے لئے چند افادات عالیہ لکھے جن سے توفیقہ تعالیٰ احکام مسئلہ کو نور انکشاف اور اوجام باطلہ کو ظلمہ انکشاف
مکملہ واللہ المعین وہ نستعین شریعتیہ و فارسیہ اور کسی سے نہ مدد طلب کرتے ہیں ۔ ت

أفادۃ اولیٰ : بسم اللہ شریف کے باب میں ہمارے ائمہ کرام بلکہ جمہور ائمہ صحابہ و تابعین و فہمیدیم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب حق و محقق یہ ہے کہ وہ کسی سورت قرآن کی جز نہیں بلکہ آگاہ آیت واحدہ ہے کہ تبرک و
فصل بین السور کے لئے مکرر نازل ہوئی ۔ امام عبد العزیز بن احمد بن محمد بخاری طبرستان اباری کہ اجلۃ ائمہ حنفیہ
ہیں کتاب التفتیح شرح حسامی میں فرماتے ہیں :

المصحیح من المذہب انہا من القرآن
لکنہا لیست جزء من کل سورة عندنا بیل
ہی آیت منزلة للفصل بین السور کذا ذکر
ابوبکر الرازی ومثله روی عن محمد رحمہ اللہ
تعالیٰ بـ

صحیح مذہب ہمارا یہ ہے کہ وہ قرآن کی جز ہے مگر ہر
سورت کی جز نہیں بلکہ یہ ایسی آیت ہے جو سورتوں میں
فصل کے لئے نازل کی گئی ہے یوں ابوبکر رازی نے ذکر
کیا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایسے ہی
مروی ہے ۔ ت

سہ شرح مسلم الثبوت ولی اللہ

سہ قرالاقار عاشر نوران نور

سہ کتاب التفتیح شرح حسامی

مقدمۃ الکتاب

مطبوعہ مطبع علیی دہلی
۶ فشی زکشتہ یکتو

ص ۹

ص ۶

امام محقق ابن امیر الحاج علیہ میں فرماتے ہیں،
المشہور عن اصحابنا انها ليست بأية من
الفاتحة ولا من غير هابل هي آية من القرآن
مستقلة نزلت للفصل بين السور

ہمارے اصحاب سے یہی مشہور ہے کہ بسم اللہ سورۃ
فاتحہ یا کسی اور سورۃ کی جز نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کی
مستقل آیت ہے جو سورتوں میں فصل کئے نازل
کی گئی ہے (ت)

علامہ ابراہیم علی غنیہ میں فرماتے ہیں،
ان هذا هبنا و هذا ذهب الجمهور وليست آية
من الفاتحة ولا من كل سورة

ہمارا اور جمهور کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ
یا کسی اور سورۃ کی جز نہیں ہے (ت)

امام ابو البرکات نسفی کزائد قن اور علامہ ابراہیم علی ملتی الاکبر اور علامہ محمد بن عبد اللہ غزی قرطاشی توبہ لابصار
میں فرماتے ہیں،

هي آية من القرآن انزلت للفصل بين السور
وليست من الفاتحة ولا من كل سورة

یہ قرآن کی آیت ہے جو سورتوں میں فصل کئے نازل کی گئی
ہے فاتحہ یا کسی اور سورۃ کی جز نہیں ہے (ت)

امام عینی عمدة القاری شریف بخاری میں فرماتے ہیں،

قال اصحابنا ان بسملة آية من القرآن انزلت
للفصل بين السور وليست من الفاتحة ولا من
اول كل سورة

ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ بسم اللہ قرآن کی آیت ہے
جو سورتوں میں فصل کئے نازل کی گئی ہے نہ تو یہ
فاتحہ کی جز ہے اور نہ ہی کسی سورۃ کا یہ اول ہے (ت)

اسی طرح بہت کتب میں ہے۔

افادہ ثانیہ، مجرد ذکر نزول ہرگز موجب تعدد نہیں ورنہ قانون تکرار نزول فاتحہ قرآن عظیم میں
اور سورۃ فاتحہ ماننے کو ان کے نزدیک فاتحہ محکمہ معطل میں نازل ہو کر بدینہ طیبہ میں دوبارہ اتری۔ علامہ حسن علی حاشیہ طویک

سہ حلیہ لعلی شرح غیۃ الفصل

مطبوعہ مہیل الیڈمی لاہور ص ۳۰۶

سہ غیۃ المستقل شرح غیۃ الفصل بیان صفۃ الصلوۃ

دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۵/۱

سہ طبعی الاکبر مع مجمع الانهر باب صفۃ الصلوۃ

مطبع معتبائی دہلی بھارت ۷۵/۱

در مختار فصل اذا اراد الشروع فی الصلوۃ

ادارۃ الطباعة المنیریۃ بیروت ۱۲/۱

سہ عمدة القاری شرح صحیح بخاری خطبۃ الکتاب

للمدک وغیرہا کما فصلہ العلماء الکرام فی
تصانیفہم ولا حاجة الی ايرادھا هنا فان
شہرة الکلام فیہ اغتناما عن اعادة تکرار
احد لہ المقال بتذکارہ۔

حک کی تیس، آیتوں کا ذکر اور ان جیسی اور احادیث
جی کو علماء کرام نے مفصل طور پر اپنی تصانیف میں
ذکر کیا ہے یہاں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے
کیونکہ اس بات کی شہرت نے ہمیں یہاں ذکر کرنے
سے مستغنی کر دیا ہے نیز ان کے ذکر سے بات لمبی ہوگی۔

افادۃ رابعہ: یونہی اُس پر اجماع اُمت کا بیان افتراء و بہتان، بلکہ علماء فرماتے ہیں صحابہ کرام
تابعین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع تھا کہ بسم اللہ شریف جسنے سورہ نہیں قول جزئیست اُن کے بعد
حادث و نو پسید ہوا، سیدی فقیہ مقرئ علی نوری سخا قس جیٹ النفع فی التقرارات المسبوع میں فرماتے ہیں:

هذا ان قلنا ان البسملة ليست بأية ولا
بعض آية من ادل الفاتحة ولا من
غيرہ وانما کتبت فی المصاحف للتيسير
والتبرک او انها فی اول الفاتحة لا ابتدا
الکتاب علی عادة اللہ جل وعز فی انشاء
کتبه وفي غیر الفاتحة لفصل بیت السور
قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یعرف
فصل السورة حتى ينزل علیہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم وهو مذهب مالک وابی حنيفة
والثوری وحک من احمده وغیرہ وانما تصرفه
مک فی کشفه وقال انه الذي اجمع علیہ
الصحيحة والآلئون والقول بغيره محدث
بعد اجماعهم و شنف
انقاض ابو مکر بن الطيب
بنت الباقلاني المالک البصري
نزول بغيره ادخل من خالفه

یتب ہے جب ہم یہ کہیں کہ بسم اللہ آیت نہیں اور
فاتحہ اور کسی سورہ کی جو نہیں اور یہ صرف مشران میں
برکت کے طور پر لکھی گئی ہے یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی
عادت کو یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام کتابوں میں بسم اللہ
سنتہ سنتہ، دینی ہذا سورہ فاتحہ کے ابتدا میں بھی ذکر
فرمائی اور باقی سورتوں کے ابتدا میں صرف سورتوں کے
درمیان فصل کے لئے ہے۔ جنت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
دو سورتوں کا فصل بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نازل ہونے
پر معلوم کرتے تھے، یہی امام مالک، ابو حنیفہ، ثوری
کا مذہب ہے، اور امام احمد وغیرہ سے یہی بیان کیا گیا
ہے، اور امام مکی نے اسی کو اپنی کتاب کشف میں اپنایا
ہے اور فرمایا کہ یہی وہ ہے جس پر صحابہ و تابعین کا
اجماع ہے، بسم اللہ کے بارے میں کوئی اور بات
اس اجماع کے بعد نئی چیز ہوگی، اور قاضی ابوبکر بن
طیب بن باقلانی مالک بصری نیز بغدادی نے اس
کی مخالفت کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے اور یہ

وكان امر من الناس بالمناظرة واد قهس
 قاضی بابر خود بحث کے ماہر اس میں وقت نظر
 رکھتے ہیں۔ (ت)

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرماتے ہیں،
 قال بعض اهل العلم ومن جعلها من كل
 سورة في غير الفاتحة فقد خرق الاجماع
 لانهم لم يختلفوا في غير الفاتحة
 بعض علماء نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ کو فاتحہ کے علاوہ
 کسی سورۃ کا جزو مانتا ہے وہ اجماع کا خلاف کرتا
 ہے کیونکہ فاتحہ کے بغیر کسی سورۃ کے بارے میں اختلاف
 نہیں ہے۔ (ت)

امام بدر الدین محمد عینی رحمۃ اللہ علیہ شریح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،
 فان قيل نحن نقول انها اية من غير الفاتحة
 فكذلك انها اية من الفاتحة قلت هذا قول
 يعقل به احد ولهذا قالوا ان عم الشافعي
 انها اية من كل سورة وما سبقه الى هذا
 القول احد لان الخلاف بين السلف انما هو
 في انها من الفاتحة او ليست يا اية منها
 ولم يعد لها احد اية من سائر السور
 اگر اعتراض کیا جائے کہ ہم بسم اللہ کو آیت مانتے ہیں
 تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ فاتحہ کی آیت ہے اور کسی اور
 سورۃ کی بھی آیت ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ کسی کا قول
 نہیں ہے اسی نے جمہور نے کہا کہ صرف امام شافعی
 کا یہاں یہ کہ یہ سورۃ کی آیت ہے جبکہ امام شافعی
 سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کی، کیونکہ اس سے پہلے
 اسلاف میں صرف یہ تھا کہ بسم اللہ سورۃ کی فاتحہ کی آیت
 ہے یا نہیں اور اس کو کسی نے اپنی سورتوں کا جزو نہیں مانتا۔

افادة خامسة، تمام مصاحف حنفیہ میں بسم اللہ شریف پر نشان آیت موجود ہے وہ بلاشبہ
 ان کے نزدیک آیت تامہ ہے، اب سورۃ بقرہ سے لے کر سورۃ ناس تک تمام سورتوں میں آیات حنفیہ کی گنتی
 بتائیے، دیکھئے تو کہیں بھی بسم اللہ شریف گنتی میں آئی ہے، مثلاً سورۃ احصاں چار آیت ہے بسم اللہ سے الگ
 ہی چار آیتیں ہیں، سورۃ کوثر میں تین آیتیں ہیں بسم اللہ سے بعد اسی تین آیتیں ہیں وعلیٰ هذا القیاس بخلاف سورۃ
 فاتحہ کہ سات آیتیں ہیں اور ان کے نزدیک انصحت علیہم پر آیت نہیں و لہذا ہمارے مصاحف

من غیرت النفع فی القراءات السبع باب البسطة مطبوعہ مطبعة البابی مصر ص ۵۷
 من فتح المعین علی شرح الکثر فصل واذا اراد الدخول الخ - ایچ ایم سعید کینی کراچی ۱۸۷/۱
 من حجة القاری شرح بخاری باب ما یقول بعد التکبیر مطبوعہ لادارة الطباعة الخیر بروت ۵/۲۹۲

میں اس پر نشانِ آیت عند الغیر دیکھتے ہیں نہ ○ یہ صاف دلیل واضح ہے کہ ہمارے قراء کے نزدیک بسم اللہ بقرہ سے ناسخ تک کسی سورت کی جز نہیں بلکہ ایک انھیں قاریوں کی کیا تخصیص سب کے نزدیک سوافاتحہ کے کہ مختلف فیہا ہے باقی تمام سورتوں کے شمار آیات سے بسم اللہ شریف خارج ہے یہ بھی اس ارشادِ علما کا پتہ دیتا ہے کہ قولِ جرئت ملامت و خلافِ اجماع ہے، امام ربیع بن یحییٰ پھر علامہ رابری فتح المعین میں فرماتے ہیں:

ان کتاب المصاحف کلہم عد و آیات السور
قرآن پاک کے تمام کاتبوں نے سورتوں کی آیات کو شمار
فاخر حوھا من حکل سورة و قل بعض اهل
کیا ہے اور انھوں نے بسم اللہ کو کسی سورت کی آیات
العلم الی اخرها من
میں شمار نہیں کیا اور بعض علماء نے گزشتہ قوں کا اٹھانے
نے آخر تک بیان کیا۔ (ت)

عمدہ میں امام عینی کا ارشاد گزرا، لہٰذا بعد ہا احد آية من سائر السور (ناسخ کو کسی نے باقی سورتوں کی آیت نہیں مانا۔ ت)

تنبیہ: شمار سے اخراج تو عدمِ جرئت میں صریح ظاہر ہے اور ادغال میں علما نے کرام نے جائز فرمایا کہ صرف ظن کی طرف مستند ہو تو مفید قطعیتِ جرئت نہ ہو سکے گا، امام ربیع بن یحییٰ نصب الرایہ اور امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں:

لعل باہریرۃ من انہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ابوہریرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
یقرأھا فطنھا من الفاتحة، فقال انھا احدی
کو پڑھتے ہوئے سنا تو خیال فرمایا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ
آیاتھا ونحن لا نکرانھا من القراءات،
کی خبر ہے تو انھوں نے کہہ دیا کہ یہ فاتحہ کی آیات میں
ولکن النزاع وقع فی مسئلتین احدهما انھا
شامل ہے، بسم اللہ کا قرآن کی آیت ہونے سے ہمارا
ایة من الفاتحة، والثانية ان لها
انتہا نہیں ہے صرف بحثِ دو مسئلوں میں ہے ایک یہ کہ
حکم فاتحہ کی دوسری آیات والا ہے کہ ہر دوسری کی
کیا یہ سورہ فاتحہ کی آیت ہے اور دوسرا یہ کہ کیا بسم اللہ کا
طرح پر ہی جاسکے گی یا نہیں، جبکہ ہم یہ کہتے ہیں یہ ایک
مستقل آیت ہے یہ سورہ فاتحہ کی آیات میں شمار نہیں،
یہ بات دلائل کو مطابق بنانے کے لئے ہے حالانکہ

حکم سائر آیات الفاتحة جہرا و سورا
و نحن نقول، انھا آية مستقلة قبل السورة،
ولمست منها جمعا بين الأدلة، و ابوہریرۃ
لہٰذا یخبر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم انه قال، ہی احدی آیاتھا،

وقد اوتها قبل العاتحة لا يدل على ذلك و
 اذا جاز ان يكون مستند الى هديرية قسوة
 النسيء على الله تعالى عليه وسلم لها ، وقد
 ظهر ان ذلك ليس بدليل على محل النزاع ،
 فلا يعارض به ادلتها الصحيحة الثابتة
 فالتحذير بكونه بدليل ليس بمرسوق ، لانه رواية بمارس صحيح ثابت مشهور و لائل كالمقابل ليس بمرسوق ، و قد
 افاد سادسك : جزئت لسم الله شريف كقطعي من محض جهالت اد تعري ت الله كرائم علمائے
 عظم سے غفلت ہے بلکہ جزئیت سورت در کما جزئیت قرآن بھی خبر متواتر نہیں ،

ولذا انكرها الامام الاوزاعي والامام مالك و
 بعض مشايخ ونسب المتقدمين بل وقصروا
 في التلويح وحواشي الكشاف وغيرهما انه
 المشهور من مذهب ابي حنيفة مرفوع ، الله
 تعالى عنه قال لقمت في ان عدا حريو حنة
 قال ان في امره ، لصحار اى بل هو قول ضعيف
 عندنا .

علامہ حسن علی حاشیہ طریح میں فرماتے ہیں ،
 قال الجهد المحقق في تفسير ابي حنيفة قال
 ابو حنيفة ومالك وجميعهم ان الله تعالى المعتبر
 التواتر في قرآن لا في نقله فقط وهو الحق

من عدة انصارى شرح بخارى احاديث البسطة في الصلوة مطبوعه اداره لطباعة المنيرة بيروت ۲۸۶/۵
 نصب الرتبة لاحاديث الهداية كتاب الصلوة المكتبة الاسلامية رياض الشيخ ۳۲۳/۱
 من التوضيح والتلويح مع حاشية علي بيان ادلة ابي حنيفة رشتي (لکھنؤ) کانپور ص ۵۰
 من جامع الرموز فصل صفة الصلوة مطبوعه مکتبه اسلاميہ کتب خانہ قاسم ايران ۱۵۱/۱
 من رد المحتار مطلب قرآنة البسطة بين العاتحة والسورة مطبوعه پک ایم مسجد کچي کراچی ۴۹۱/۱

اذعن الظاهر ان النقدا العليكن على
انه قرآن لا يصيد القرآنية والتواتر في نقل
البصا مل ليس على انه قرآن والادله مخالفت
فيه بل كتب في المصاحف لفصل والتبرك
بهآء

کیونکہ ظاہر بات ہے کہ اگر قرآن ہوتا منقول نہ ہو
تو پھر یہ کہ قرآن ہونا ثابت نہیں ہوگا۔ اور ہم نہ
کے نقل میں جو تواتر ہے وہ اس کے قرآن ہونے کا
تواتر نہیں ورنہ اس میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ ہم نہ کہ
قرآن میں سورتوں کے فصل اور تبرک کے لئے لکھا
گیا ہے الم دت

ہمارے ان کہ اثبات فرماتے ہیں بوجہ اثبات فی المصاحف و امر بالتجریۃ دلیل عقلی قائم فرماتے ہیں
نہ تواتر سمعی یا بحدی یہ کہ ہم اللہ شریف کا بزرگ قرآن عظیم ہونا تو ہمارے نزدیک دلیل عقلی سے ثابت ہے مگر جز سور
ہونا بزرگ نقلاً عقلاً کسی طرح قطعی نہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام اسے دلیل قطعی سے باطل اور بعض اخبار اہل و کوا کہ
موسم جزئیات واقع ہوئے مخالفت قاطع کے سبب نامقبول و مضحل بتاتے ہیں نہایت یہ کہ علمائے شاخیر رحمہم اللہ
تعال کہ قائلین جزئیات میں خود متکبر قطعیت ہیں۔ امام زہدی شافعی فرماتے ہیں، یہی صحیح ہے۔ امام عبد العزیز بن
الحکیم بخاری تحقیق میں فرماتے ہیں،

القول المتواتر لما ثبتت احدى من سورة
لهي ثبتت ذب

سبب عقل سورتہ ہم اس کو سورت کا جز ہونا ثابت
نہیں کرتا تو اس کا جز ہونا ثابت نہ ہوگا۔ دت

علامہ بخاری مسلم الثبوت اور علامہ بخاری رحمہم اللہ میں فرماتے ہیں،

لهي اثباتها جزء منها، فلا تثبت
الجزئية اذ قد سبق ان تواتر الجزئية شرط
لا ثبت

اس کا جز ہونا تو اس سے ثابت نہیں، لہذا جزئیات
ثابت نہ ہوگی کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے جزئیات
کے اثبات کے لئے جزئیات کا تواتر شرط ہے۔ ات

انہیں میں ہے،

وعارضه القطع، وهو عدم تواتر الجزئية
الدال على عدمها في الواقع فيضمحل المظنون

بسم اللہ کے جز ہونے کی قطعی دلیل معارض ہے ورنہ
وہ جزئیات کے تواتر کا نہ ہونا جو کہ فی الواقع جز نہ ہونے

سہ تمہ حاشیہ چلی علی التوضیح والتلویح بیان اول اربعہ حاشیہ ۱۶ متعلق ص ۵۰ مطبوعہ نیشنل لٹریچر فاؤنڈیشن لاہور ص ۵۵
مطبوعہ نیشنل لٹریچر فاؤنڈیشن
۶ ص
مطبوعہ نیشنل لٹریچر فاؤنڈیشن
۱۳/۲ ص

وهذا هو الجواب عن الاخبار الاحاد التي
توهم الجزئية بل يجب ان تكون هذه
الاخبار مقطوع السهو والالتواترات الخ

کی دلیل ہے پس قطعی امر کو رد قرار پائے گا، یہ جزئیت
کا وہم پیدا کرنے والی اخبار احاد کا جواب ہے ہذا
ان اخبار کا سہو قطعی ہے ورنہ اگر بسم اللہ سورۃ کا جز
ہو تو تواتر سے ثابت ہوتی۔ (ت)

علامہ ابراہیم علی غیر شرح غیر میں فرماتے ہیں،
لا یثبت کو بیایۃ من کل سورۃ من السور
بل لا یس قطعی کما فی سرائیات واجماع
الصحة علی ثبوتہا فی المصحف لا یلزم
منہ ابیۃ من کل سورۃ بل الاثر منہ
مما لا یروا بتجرید عن غیر القرآن انہا
من القرآن وہ نقول انہا آیۃ منہ نزلت
لفصل بین السورۃ۔

قطعی دلیل کے بغیر اس کا تمام سورتوں میں سے کسی کا جز
ہونا اور آیت ہونا ثابت نہیں ہو سکتا جس طرح ہتی
آیات کے بارے میں ہے، اور صحیح کرام کا اسس کو
مصحف میں لکھنے پر اجماع ہونا اس بات کو مستلزم
نہیں کہ کسی سورۃ کی آیت ہے بلکہ قرآن کو غیر سے
مبرا رکھنے کے حکم سے اتنا لازم آتا ہے کہ بسم اللہ قرآن
کی آیت سے اس کو فصل کے لئے نازل کی گئی ہے۔

علامہ بحر الفوائد بن بنیم صری شرح مسار پھر علامہ سید محمد امجدی سامی فتح الحقائق حاشیہ بحر الرائق میں
فرماتے ہیں،

ہی قرآن لتواتر فی محلہا ولا کفر بعدہ
تواتر کونہ فی الاوائل قرآنۃ

بسم اللہ قرآن ہے کیونکہ تواتر سے قرآن میں شامل
چلی آ رہی ہے لیکن سورتوں کی ابتدائی آیت ہونے
کے انکار سے کفر لازم نہیں آئے گا کیونکہ یہ بات تواتر
ثابت نہیں۔

علامہ سید ابوالسعود الزہری فتح اللہ المعین میں فرماتے ہیں،

ثبوت قرآنیتہا لا علی سبیل التواتر ولهذا
علل فی التہرید من تکفیر جاحدہا بعدہ
بسم اللہ کے قرآن ہونے پر تواتر نہ ہونے کی وجہ
سے اگر کوئی اسس بات کا انکار کرے تو کفر

ملہ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی مسئلۃ البطلان لقرآن مطبوعہ مطبعۃ امیریۃ بلاق مصر ۲/ ۱۵
ملکہ غنیۃ المستفی صنفۃ المصلوۃ مطبوعہ سبیل الیڈمی لاہور ص ۳۰۷
ملہ فتح الحقائق حاشیہ علی البحر الرائق فصل اذا اراد الذخول فی المصلوۃ مطبوعہ جامعہ اسلامیہ کراچی ۱/ ۳۱۲

تواتر کو دیکھ کر انا...
 علامہ سیدی احمد رضاوی مصری حاشیہ مراقی الفلاح شرح تورات البیاض میں فرماتے ہیں،
 لانہ وان تواتر کتابہ فی الصحیح لیس...
 یتواتر کو نہ قرآن...
 علامہ شہاب خاچی عنایہ العاضیہ کفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں،

ولہذا تواتر تسمیہا قرآن و آیۃ بالنقل عن...
 علیہ، لقولہ والسلام اذ لو تواتر لخصر...
 جہد ہا و ہولایکفر بالافتاق...
 بسم اللہ کا نام قرآن یا سورۃ کی آیت، تواتر سے حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول نہیں اور اگر یہ بات
 تواتر سے ثابت ہوتی تو اس کا انکار کفر ہوتا حالانکہ
 باتفاق یہ کفر نہیں ہے۔ (ت)

اُسی سے امام قرطبی رحمہ اللہ سے ہے،
 المسألة اجتہادية ظنية لا قطعية كما ظنہ
 بعض الجهلة من المتفہم...
 اُسی میں تفسیر امام سہین سی بالوجہ سے ہے،
 مطلوب ہذا الظن لا القطع...
 اس مسئلہ میں ظن مطلوب ہے یقین مطلوب نہیں (ت)

اُسی میں امام حجر الاسلام محمد غزالی شافعی سے ہے،
 انہ اقامہ الدلیل علی اذکفاء بالظن فیما
 ہمارے بحث میں جو دلیل پیش کی گئی ہے وہ صحت ظن
 کا فائدہ دیتی ہے۔ (ت)

امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں،

۱۸۷/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل واذا اراد الذہن فی الصلوۃ	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۸۷/۱
۱۸۷/۱	فصل فی بیان سنن الصلوۃ	فصل فی بیان سنن الصلوۃ	فصل فی بیان سنن الصلوۃ	۱۸۷/۱
۱۸۷/۱	دار صادر بیروت	بحث البطلۃ	دار صادر بیروت	۱۸۷/۱
۱۸۷/۱	"	"	"	۱۸۷/۱
۱۸۷/۱	"	"	"	۱۸۷/۱
۱۸۷/۱	"	"	"	۱۸۷/۱

البسملۃ اية من الفاتحة عملاً وظناً لا قطعاً
 لم نقله عنه القاری فی المرقاۃ .

بسم اللہ کا سورہ فاتحہ کا جز ہونا قطعی ہے قطعی اور قطعی
 نہیں ہے الخ اس کو علامہ علی قاری نے مرقاۃ میں
 ان سے نقل کیا ہے (ت)

علامہ سفاقی غیث النفع فی القراءات السبع میں فرماتے ہیں،

ان المحققین من الث فحیۃ و عزاء الماوردی
 للجمهور علی انه اية حکماً لا قطعاً قال
 النووی والصحیح انہا قرآن علی سبیل
 الحکم ولو كانت قرآن علی سبیل القطع
 لکفرنا فیہا وهو خلاف الاجماع

محققین شافعیہ نے اور ماوردی کے بیان کے مطابق
 ان کے جمہور نے کہا ہے کہ بسم اللہ کا فاتحہ کی جز ہونا
 حکمی بات ہے قطعی نہیں ہے، اور امام نووی نے
 فرمایا صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ کا قرآن ہونا حکمی ہے
 اور اگر قطعی ہوتا تو ہم مخالفت کو کافر کہتے جبکہ یہ بات
 اجماع کے خلاف ہے۔ (ت)

اسی میں شرح منہاج النووی تصنیف امام جلال الدین علی شافعی سے ہے ۱

البسملۃ منہا ای من الفاتحة عملاً لانہ
 صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعدھا اية صہا
 صحیحہ بن خزیمۃ والمحاکمہ دیکھی فی ثبوتھا
 من حیث الصلۃ الظن

بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا حقہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ و
 السلام نے اس کو فاتحہ کی آیت شمار کیا ہے جس کی
 ابی خزیمہ اور حاکم نے تصحیح کی ہے اور اس کے علی ثبوت
 کے لئے قطعی ہی کافی ہے۔ (ت)

اقادہ سابعہ ، اقول وبانہ التوفیق قرآن عظیم کے ختم میں لا اقل ایک بار بسم اللہ شریف
 پڑھنے پر تمام قراء کا اجماع قطعی ہے کہ ابتداء تلاوت سورت خیر رات میں اتیاق بسطہ جمع علیہ سے پھر ہر دو سورت
 کے درمیان اثبات و حذف میں قراء مختلف ہیں امام تاجی حنفی بروایت قالون اور امام عبد اللہ بن کثیر حنفی و

حنبل شروع تلاوت اگر ابتدائے سورت کے علاوہ کہیں وسط سے جزو بسم اللہ کی حاجت نہیں بہتر ہے چار اگر ابتدائے
 سورت سے ابتدائے تلاوت آغاز کرے تو بسم اللہ باجماع پڑھے پھر ابتدائے تلاوت میں جو سورتیں آتی ہیں
 ان پر بسم اللہ پڑھنے نہ پڑھنے میں اختلاف ہے ۱۲ (م)

سلفہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل اول مطبوعہ مکتبہ امدادیہ طاب
 سلفہ و سلفہ غیث النفع فی القراءات السبع علی ما شیرہ سراج النصار باب البسملۃ مطبوعہ مکتبۃ الباب فی مصر ص ۵۹

وامام عاصم بن یحییٰ کوئی و امام علی بن حمزہ کسی کوئی پڑھتے اور امام مدنی بروایت ورکش اور امام عبد اللہ بن عامر شامی و امام حمزہ بن حبیب زیات کوئی و امام ابو عمرو بن العلاء بصری حذف کرتے ہیں تو اگر جلسہ واحد میں کوئی شخص مسترد آن عظیم یا بتدائے واحد ختم کرے تاہم ایک بار بسم اللہ شریف باجماع قرار پڑے گا اور تکرار میں اختلاف رہے گا۔ غیث النفع میں ہے :

لا خلاف بینہم فی ان القاری اذا احتتم
قراءتہ باول سورۃ غیر برادۃ انہ یبسم
سواء کان ابتداء عن قطع او وقف (الی
ان قال) : واختلفوا فی اثباتہا بین السورتین
سواء کانتا صرتین او غیر صرتین فاثبتہما
قانون والمکی وعاصم وعلی وحذفہا
حمزۃ ووصل السورتین (الی قوله) : وانما
اختلفوا فی الوصل ولم یختلفوا فی الابتداء
لانہا صومۃ فی الصحاح فمن بترکہا
فی الوصل لولعیات بہا فی الایستاد الخلف
الصحاح وخرق الاجماع الخ۔

کے بارے میں یہ اختلاف کیا ہے، اور ابتداء کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے میں اختلاف نہیں کیا، کیونکہ بسم اللہ قرآن میں ملکی ہے لہذا اگر کوئی دونوں سورتوں میں وصل کہتے وقت بسم اللہ کو ترک کرے اور سورۃ سے ابتداء کرتے وقت بھی ترک کرے تو صحاح اور اجماع کے خلاف اور کتابہ کو کسے گا الخ (ت)

سراج القاری شرح شاطبیہ میں ہے :

اخبارنا سراجا لا یسلوا بین السورتین
وہم قانون والنکافی وعاصم وابن کثیر
والباقرین لا یسلوا بین السورتین لان
هذا من قبیل الاثبات والحذف أحط ملخصاً۔

معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگوں نے کوئی دو سورتوں میں
بسم اللہ پڑھنے کا قول کیا ہے اور وہ قانون، نکافی،
عاصم اور ابن کثیر ہیں اور باقی لوگوں نے ان دونوں سورتوں
میں بسم اللہ نہ پڑھنے کا قول کیا ہے کیونکہ یہ معاملہ اثبات
وحذف والا ہے احط ملخصاً (ت)

غیث النفع فی القراءات السبع علی حاشیہ سراج القاری باب البسمۃ مطبوعہ معطفۃ البابی مصر ص ۲۵
سراج القاری شرح شاطبیہ ابن القاصح مطبوعہ معطفۃ البابی مصر ص ۸۸

عن اهل العلوم والفصل (یہ تمام اہل فہم اور اہل عقل کے ہاں واضح ہے چہ جائیکہ اہل علم و فضل پر واضح نہ ہو ت) اور یہی ہے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اس مسئلہ میں مذہب کو دخل نہ ماننا محض جہالت و سخت مغالبت ہے بلکہ حقیقتاً قرأت قراءتے جزئیت میں کچھ دخل نہ دیا و اثر کوں قصوں نے الٹا سمجھ لیا، آخر امام قرطبی وغیرہ کا ارشاد سن چکے کہ مسئلہ بتدایہ ہے۔ علامہ ہماری و علامہ بکر فرماتے ہیں،

اس کو نصف اہل علم اور قراء حضرات نے ترک کیا ہے اور وہ ابن حار، تافہ اور ورشس کی رویت کے مطابق ابو عامر اور حمزہ ہیں، اور مطیل اوسر، ابوالہدیہ قدس سرہ نے غیر فاتحہ کے بارے میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرات کے ساتھ ثابت ہے کہ سورتوں کو پڑھنے میں آپ نے بسم اللہ کو ترک فرمایا کیونکہ قراء حضرات کی قرات متواترہ ہیں اور ممکن نہیں کہ سورتہ کو پڑھتے وقت اس کے اول (بسم اللہ) کو چھوڑ دیں لہذا ضروری ہے کہ بسم اللہ سورتوں کا جز نہیں، ادیر باتہ اس کی شاکہ ہے کہ صحیح طور پر مروی حدیث میں ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز میں بسم اللہ کا جہر نہیں فرمایا، اگر تیرا یہ اعتراض ہو کہ باقی قراء حضرات نے بسم اللہ کو سورتوں کے ساتھ پڑھا ہے اور جب قراء حضرات کی قرات متواترہ ہے تو اس سے ثابت ہو کہ بسم اللہ کا سورتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و علی آہ و

(ترکھا نصف القراء) وہم ابن حار و ن ذہر بروایۃ الورث و حمزۃ و ابو عیسیٰ و قال مطیلم الاسرار الالہیۃ قدس سرہ فی غیر الفتحۃ (و تواتر الہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم (ترکھا) عند قراءۃ السورۃ لان قراءۃ القراء متواترۃ زو لا یصح عند قصد قراءۃ سورۃ ان یتزلزل اولھا) فیجب ان لا تكون جزاء یشہد علیہ ما روی فی الخبر الصحیح عدم الجہر بہ فی الصلوۃ فان قلت قد قراہ اباقوی من القراء فتواتر قراءۃ تہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ الصلوۃ والسلام فیجب ان تكون جزاء قل (و تواتر قراءتھا عند) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (لقراءۃ) القراء (الاخرین) لا یتکلم کونھا، جزء (مہا) لہذا ان یتکلم لتبطل کمالا مستعد ذہب

مجہد سے متواتر ہو گا اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورتوں کا جز ہے، تو جواب میں کہا کہ باقی قراء حضرات کی قرات سے حضور علیہ السلام کی قرات کے متواتر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ سورتوں کا جز ہو جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبرک کے طور پر پڑھا ہو جیسا کہ احمد باللہ کا حکم ہے، مدت اسکی طرح اور کتب میں ہے مگر جمالی نہانہ کو خبر نہیں۔

اب نظر نہ کیجئے تو حذف صراحت مافی و منافی جزئیت ہے کہ اگر خبر ہوئی تو حذف کیے ہو سکتی، اور اثبات، صلا
مفید جزئیت نہیں کہ اثبات اخذ پر بھی اجماع قرآن ہے اور نہ بھی مثل اثبات بسملہ متواتر حالانکہ باجماع مسلمین قرآن
نہیں، کیفیت النفع میں ہے،

لا خلاف بین العلماء ان القارئ مطلوب منه
فی اول قرآن ان یتعوذ
شرح الشاطبیہ لابن القاصم میں ہے،

الاستاذ ذیل القرآن باجماع وقوله مسجد
ای مطلقاً جمیع القرآن
اعوذ باللہ قرأت شروع کرنے سے قبل بالاجماع پڑھی
جائے، اس کے قولی مسجد کا معنی تمام قرآن کے نزدیک
تمام قرآن کے شروع میں (د)۔

تو مجرد اثبات و روایت متواترہ قرآن سے عند التحقيق بجزئیت قرآن پر بھی جرم نہ ہو سکتا نہ کہ خاص جزئیت سورت پڑ
ولہذا علمائے عالم جیسا کہ اثبات و تواتر تعوذ پڑا جماع کے اس کی عدم قرآنیت پڑا جماع رکھتے ہیں یعنی اثبات و
تواتر بسملہ یک بار مطلق پڑا جماع ذکر اس کی قرآنیت میں اختلاف رکھتے ہیں تو مجرد اثبات قرآن و تواتر روایت سے
جزئیت پر دلیل لانی محض باطل ہے، ہاں جس قسم اس پر اس کے سوا ایک دلیل قطعی قائم ہوئی جس کا ذکر اوپر
گزارا جہور متقابل قرآنیت ہوئے اور جزئیت سورت پر کوئی دلیل قطعی نہیں لہذا جہور ائمہ جانب جزئیت نہ گئے، بلکہ اللہ
تعالیٰ میں تقریر سے مثل آفتاب روشن ہو گیا کہ ائمہ قرأت کا اثبات متواتر اصلاً مفید جزئیت نہیں، اس بنا پر حضور پر نور
سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تواتر جزئیت کا ادعا ہے باطل و گنہگار، سے قرأت
قول بالجزئیت بھی ثابت نہیں ہو سکتا بالحدیث کہنا حق ہے کہ اثبات و حذف دونوں متواتر قطعی اور یہ کہ باطل کہ جزئیت و
عدم دونوں القطع مروی کہ اثبات و جزئیت میں شرق و غرب کا فرق ہے اس پر ایک دلیل جلیل واضح روشن یہ بھی ہے
کہ تقاضا کی جزئیت بعض احادیث احادیث سے احتجاج و استناد کی طرف تھکے اور اس بنا پر کہ ثبوت قطعی نہیں ظہیر مسئلہ
کی تصریحیں کر گئے دفع احقر اہل کے لئے یہاں کفایت ظن کے قابل ہوئے جیسا کہ بھی کلمات امام محمد رحمہ اللہ و امام
مادر رحمہ اللہ و امام نووی رحمہ اللہ و امام ابن حجر وغیرہ سے مذکور ہوا اثبات قرأت ثبوت جزئیت جوتا اسی پر تعبیر
کرتے ظہیر کہ ظہیر کی طرف کیوں آتے ہذا کلمہ جلی واضح عند کل من له فہم و عقل فوضلاً

عن غیث النفع فی القراءات السبع باب البسملۃ
مطبوعہ دار البیان مصر ص ۸۸
یہ تذکار المتقری شرح الشاطبیہ لابن القاصم
ص ۱۶

افادۃ ثامنہ اقول روایت اثبات کا اثبات بجزئیت عند المسلمین سے بھی پہلے علقہ

ہونا تو ظاہر ہو چکا اور ہم یہ بھی ثابت کر آئے کہ شمار آیات و سورتیں دلیل واضح ہے کہ قراءہ المسلمین بھی بجزئیت سورتیں مانتے تاجم اب اگر الفرض کسی طریقہ سے ثابت بلکہ متواتر بھی ہو کہ امام عاصم کا مذہب بجزئیت تھا تو وہ جہاں تک اس میں ہیں کلام نہیں مذہب میں ہم ان کے مقلد نہیں نہ ان کی قراءت کا اختیار۔ برخلاف مذہب ان کے مذہب پر عمل کر کے انہیں پر دلیل روشن درکار ہو تو نسخے شک نہیں کہ ہمارے ائمہ نے قراءت عاصم و روایت حفظ اختیار فرمائی اور شک نہیں کہ باوجود اجماع نماز سریر و جہر یہ سب میں ہمارے یہاں اختفاء بسط کا حکم اور شک نہیں کہ مذہب امام پر نماز جہر میں ایک آیت کے سہرا اختفاء پر باطلاق سجدہ اور عذر پر اعادہ لازم تو قطعاً ثابت کہ حفظ و عاصم اگرچہ بجزئیت فاتحہ کی طرح بجزئیت بر سورت بھی مانتے ہوں مگر ان کی قراءت اختیار کر سکتے ہیں علی قول بجزئیت پر مجبور نہ کیا و نہ ضرور جہر میں جہر تفسیر علی الفاظ کا حکم ہوتا اور اس کا ترک سجدہ سہو یا اعادہ جاتا پھر بعد فاتحہ سر سورت پر اتیان بسط میں عامر متون مذہب مثل یہ ۔۔۔ آیات و تقایہ و اصلاح و غرر و طسعی الابر و تنزیل و تفسیر ہا انکار محض پر ہیں اور اسی پر مدافع و شرح و تقایہ و درود و جوہر و نیزہ و مجمع الانوار و غیرہ شروح نے مثنیٰ فرمائی، محققین کے نزدیک اگرچہ اس کا حاصل کراہت نہیں صحت نفی نہایت ہے کہ مینا کا فی فتاویٰ العطا یا لمبویۃ ف فتاویٰ لمبویۃ (جیسا کہ ہم سے ہے فتاویٰ العطا یا لمبویۃ فی فتاویٰ لمبویۃ) میں بیان کیا ہے کہ تاجم اگر اختصار قراءت عاصم اختیار بجزئیت لازم کرتا تو نفی نہایت اور التزام ترک بسط میں نفی کراہت پر اجماع حنفیہ ناکافی تھا ابھی مسلم و قویٰ جسے کسی جگہ کہ شہرت پڑے وقت اس کے اول سے ایک آیت چھوڑ دینا بجا معنی ہے سیدہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانیہ صغیر میں فرماتے ہیں :

فیہ ہجرتی من القراءات و ذلک لیس من اعمال المسلمین ان نقلوا التامی عن النہر صحت الکامافی باب سجود التلاوة۔ اس میں بعض قرآن کا ترک لازم آئے گا۔ حالانکہ یہ بات مسلمانوں کے عمل سے بعید ہے اور اس کو عمار شافعی نے باب سجود التلاوة میں نہر کے حوالے سے امام صاحب سے نقل کیا ہے۔ (د)

پس آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ ہمیں علی قول بجزئیت پر مجبور کرنا ہمارے ائمہ کرام کے اجماع تام کے خلاف اور محض اپنے ذہن کی تراشیدہ بات ہے قصد عدم قصد ختم سے تفرق محض جہالت اختیار قراءہ عاصم موجب علی بجزئیت نہیں تو ختم میں کیا نقصان اور اگر ہے تو فرض میں وجوب جہر کیوں نہیں کیا فالق میں ہم مسترآن

بغزت مامم نہیں پڑھتے نہ ختم میں اتنا ہی ہے کہ سنت ناقص رہی یہاں تو واجب ترک ہو گیا ہے۔

افادہ تاسعہ **اقول** بطور من غرہ علی التثنی ان فیہ کما اختلاف قراء روایت جزئیت و عدم جزئیت ہے تاہم جس نے ختم میں ایک بار بسم اللہ شریف پڑھی اس نے یقیناً کلام اللہ ختم کیا نقص اگر ہوا تو روایت میں نہ کہ قرآن میں، تو دور سے قرآن کا ثواب نہ ملنا کیا معنی کیا سنت یہ ہے کہ مثلاً امام مامم کی روایت تذاویع میں پوری کی جائے یا یہ کہ قرآن عظیم کا ختم کامل ہو، اگر اول، نو تو محض باطل اور شرعاً مظهر پر کھلا افتراء کس دلیل شرعی کا حکم ہے کہ خاص فلاں روایت کا استہام مسنون اور ثانی ما فلو رد ہی حق ہے تو قرآن عظیم تو بالقطع والیقین یوں بھی ختم ہو گیا پھر کامل ثواب نہ ملنا معنی یہ کیا بعض روایات پر قرآن کامل ہے بعض پر منی ذلہ ناقص، عاش فہر طرح تمام و کامل ہے ورنہ لازم آئے کہ بعض جگہ ہر عرض میں حضور پر نور سید العالمین و حضرت جبریل روح الامیں صلی اللہ تعالیٰ علیہا وسلم میں ناقص قرآن کا دور ہوا برقراری کے پاس ناقص قرآن رہا کہ ہر قرأت میں بہ نسبت دوسری کے کچھ نہ کچھ ثبات و حذف ہے اپنے نزدیک تمامی عند اللہ تمامی کہ مستلزم ہیں اور جب عند اللہ تمامی تو نقص ثواب کا ذکر رب العزت کی جناب میں سوائے عمن ہے ان اللہ لا یغنی عنہ آخرو المخبیین (بیشک اللہ تعالیٰ نیک کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا، مگر کہنے کو یہ ہے کہ قرآن فی نفسہ نامکمل ہے مگر مثلاً امام مامم کے نزدیک پورا نہ ہوا۔)

اقول دو حال سے خالی نہیں یا تو قراء کے نزدیک روایات آخر بھی متواترہ نہیں اور ان میں ایک کا اعتبار اس بنا پر کہ اپنے اساتذہ پر یونہی پڑھا ان کے نزدیک اپنی ہی روایت متواتر ہوئی یا تو اتر باقی پر اطلاع نہ ملی علی الاطلاق بلاشبہ امام مامم پر یہ اعتقاد فرض کرکلام الہی پر ختم ہو گیا اگرچہ ان کی روایت پوری نہ ہوئی اور ثواب کامل اسی پر مشروط تھا نہ خاص ان کی روایت پر نہ علی الثانی جب ہم پر جسیرہ وزہ ماجہ نیم ماد کی طرح ہی روایات کا تواتر و مشور ہو گیا تو امام مامم کا نہ جاننا، طبع نہ ہونا کچھ حجت نہیں، فرض نہ مامم کی روایت پر ثواب محصور نہ مامم کے خیال کی تعلیل ضرور جبکہ بالقطع والیقین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا اختلاف بتواتر ما ثور، کیا مزہ کی بات ہے کہ امام مذہب بلکہ اصحاب امام الامم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب تو محض اپنے اس زعم باطل پر چھوڑا جائے کہ اذا جاء الحدیث فلو صدقہ (جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔) قول اختلاف ہے اور امام مامم کا ایک خیال کہ عدم اطلاع پر مبنی ہذا اس پر مجبور ایسا ضرور کہ اس کے مقابل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر قطعی بھی نامعلوم۔

ہاں اگر عوام نے حفظ دین عوام کریم و صحبت قربانی کے جابلوں کے سامنے قراءت غریبہ و وجہ عجیبہ نہ پڑھیں کہ
مبادا وہ انکار یا طعن یا استہزاء کی آفت میں نہ پڑیں و درمختار میں ہے،

یجوز بالروایات السبع لکن الاولی ان
لا یقرء بالغریبۃ عند العوام صیاسة
لدى سہرؑ

رد المحتار میں ہے،

قوله یجوز بالروایات السبع ، مل یجوز
بالعشر ایضا کما نص علیہ اهل الاصول
قوله بالغریبۃ ای بالروایات الغریبۃ و
الامالات ، لان بعض السہماء یقولون
ما لا یعلمون یتقون فی الاثم والشقاء ،
ولا ینبغی ملائمة ان یحسم العوام علی
ما فیہ نقصان دینہم ، ولا یقرء عندہم
مثل قراءة ابن جعفر وابن عمرو عن
بن حمزة و انکافی صیانة لدى سہم
فلعلہم لیستخفون او یصحکون وان کان
حکال القرءات والروایات صحیحة قطعیة
ومتأثنا احتاروا قراءة ابن عمرو وحفص
عن عاصم اخرج الترمذی خانیة عن
فتاویٰ المعجزةؑ

اسی طرح سلکیرہ وغیرہ میں ہے۔

افادۃ حادیہ عشر اقول جن مصلحت کے لئے یہاں علما نے پیش عوام روایت غریبہ کی

تو دت سے منع کیا، مسئلہ بسملہ میں انصاف دیکھئے تو ہمارے بلاد میں خاص صورت اخفاء میں ہے کہ یہاں کے تمام حفاظ و قرار و سامعین عامہ مسلمین کے کان ہر صورت پر جہر بسم اللہ سے آشنا نہیں وہ اسے سنی کر مخالفت کریں گے طعن و اعتراض سے پیش آئیں گے تمہارے زعم میں یہ اعتراض اس امر پر ہو گا جو قرآن فقرنا حضور پر نور سیدہ یوم المنشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر ہے، اور دوسرا امر جس کے وہ عادی ہیں بھی، اخفاء تم خود بھی مقرر ہو کہ وہ بھی حق و صحیح اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسا ہی متواتر ہے تو کسی کو کیوں نہ لیجئے اور عکس کر کے مسلمانوں میں فقرہ عوام میں شور و شکر کیوں پیدا کیجئے اب اپنے زعم باطل پر تم خود اس کے باعث ہوتے ہو کہ امر متواتر عن المعصیۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مسلمانوں سے انکار و اعتراض کرنا کیا اسی کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے، کیا اسی بقاری یا ملہ ہوتا رہ گیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ جب تک بات نئی بیگانہ تازی نہ اکر اکثر مسلمینی کے گوش نا آشنا نہ ہو شہرت نام کا ذریعہ نہیں ہوتی مگر پناہم بخند لکھ قاریان قرآن اقرآن سے شہرت نام کی نیت رکھیں، علامہ کرام ایسے عمل پر ترک افضل کہ راستہ دیتے ہیں نہ کہ ترک مساوی، امام علامہ جلال الدین زلمی نصب الراية میں نقل فرماتے ہیں :

دگر کی تالیف قلبی اور ان کو جہت رکھنے کے لئے افضل کو ترک کرنا انسان کے لئے جائز ہے تاکہ لوگوں کو فخر نہ ہو جائے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کی عمارت کو اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر قائم رکھا تاکہ قریشی تو مسلم ہونے کی وجہ سے اس کی نئی بنیادوں پر تعمیر و فخر کی نگاہ سے نہ دیکھیں تو آپ نے اجتماع کو قائم رکھنے کی مصلحت کو مقدم کیا، اور جیسا کہ حضرت ربیع نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز میں اختلاف کی بنا پر کہلا کر انہوں نے فرمایا کہ غلط کرنے میں شر ہے، اسی لئے امام احمد وغیرہ نے بسم اللہ اور ترک وصل وغیرہ کے بارے میں اس کی تصریح کی ہے، یہ وہ محاسن ہیں جن میں افضل سے عدول کر کے جائز مفضل کو

یسوع بلا فساده ان یترک الافضل لاحسن التلویف
القلوب واجتماع الکلمۃ هو ما من الشیخ، کما
قولہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ما، البیت علی قواعد ابراہیم لکون
قریش کا مواحدی عہد، لاجلیۃ، و خوش
تظہیر ہم بذلک، و رای تقدیم مصلحت
الاجتماع علی ذلک، ولما انکر العربیہ علی
ابن مسعود اکمالہ الصلوٰۃ خلف عثمان،
قال الخلفاء شر، وقد فعل احمد وغیرہ
علی ذلک البسملة فی وصل التور وغیرہ
ذلک مما فیہ العدول عن الافضل الی
الجائز المفضل مرعاة لاختلاف المامون
او تقریفہم الستة و امثال ذلک و
هذا الاصل کیسی فرقہ

الذرائع علیہ
 اختیار کیا گیا ہے تاکہ مقتدی حضرات کی تائید قلبی اور
 ان کی سنت سشناسی وغیرہ کا پاس کیا جاسکے، یہ بات فقہ کے سبب باب کے لئے بڑا ضابطہ ہے۔ (ت)
 یہ سب اس تقدیر پر تھا کہ فرض باطل قلعیت جزئیات مان لی جائے ورنہ حق و تحقیق کا ایضاً پہلے ہو چکا اس
 تقدیر پر قاری و قاری اس تغیر و اثرات فقہ کی حدیں بتائیں یہاں تو بدلتے عوام اس غیر قصدی الزام سے بھی
 محفوظ اور تغیر و یقاع، خلاف و لیے مستند ممتد سے محفوظ کسا کا یحییٰ واللہ الہادی (جیسا کہ
 مخفی نہیں) اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ (ت)

افادۃ ثانیہ عشر یہاں تک دعویٰ قلعیت جزئیات و لزوم نقصان ختم کا رد صحت کو
 بحمد اللہ جاسی و جود ظاہر ہوا البتہ تعالیٰ جہد و اخفا کی طرف چلے، تذاویک میں جہر بسند کا حضور پر نور سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح اخترا ہے تو اتر درکنار زہار
 کسی حدیث احادیث سے بھی اس کا ثبوت نہیں، جہر فی التزاویک توجہاً مطلقاً کسی نماز میں حضور والا صلوات اللہ
 و سلامہ علیہ کا بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا ہرگز ہرگز متواتر نہیں، تو اتر کیسا نفس ثبوت میں سخت کلام و نزاع
 ہے، امام حافظ عقیل کتاب الفتن میں لکھتے ہیں،

لا یصح فی الجہر بالبسملة حدیث
 مستند - ذکرہ فی عمدۃ القاری -
 بسم اللہ میں کوئی حدیث مستند صحیح نہیں، اسے
 عمدۃ القاری میں ذکر کیا گیا۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں،
 لا یصح فی الجہر حدیث - ذکرہ فی
 حنایۃ القاضی -
 جہر تسمیہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ اسے
 حنایۃ القاضی میں ذکر کیا گیا۔

یہی امام دارقطنی جب جہر شریف لے گئے کسی مہری کی درخواست سے دربارہ جہر ایک جہز
 تصنیف فرمایا بعض مالک نے قسم دے کر پوچھا کہ اس میں کون سی حدیث صحیح ہے آخر براہ انصاف
 اعتراف فرمایا کہ،

کل ما روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہر میں جو کچھ

۲۲۸/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ	۲۲۸/۱	سبب نصب لایۃ حدیث البدایہ کتاب الصلوۃ
۲۸۸/۵	ادارۃ الطباعت المنیریہ بیروت	۲۸۸/۵	سبب عمدۃ القاری باب ما یقول بعد التکبیر
۲۱/۱	دار صادر بیروت	۲۱/۱	سبب حنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی بحث البسملة

امام شریکائی نے نیل الاوطار میں ذکر کیا ہے۔

فی نیل الاوطار

امام زلیخی تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں،

الحاصل ان احادیث البھر لم تثبت بشیء اثره
السید الاثر ہری فی المفتاح۔

امام زلیخی نصب الراية میں فرماتے ہیں،

فهذه الاحادیث كلها ليس فيها صريح صحيح
وليس مخرجة في شیء من الصحيح ولا
المسند ولا السنن المشهورة وفي روايات
الکذا ابون و الضعف والمجاهيل الخ

امام عینی عمدة القاری میں فرماتے ہیں،

احادیث البھر ليس فيها صريح بخلاف
حدیث الاحف، فانه صحيح صحيح ثابت
مخرجه في الصحيح والمسند، مسروقة و
السنن المشهورة۔

بہرکہ حدیثوں میں کوئی حدیث صحیح و صریح نہیں بخلاف
حدیث اخفا کہ وہ صحیح و صریح اور صحیح و
مسند و سنن مشہورہ میں ثابت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد چاروں ائمہ مذہب اور بخاری و مسلم و ابوداؤد
وترغی و نسائی و ابن ماجہ چھوں ائمہ حدیث اور دارمی و طحاوی و ابن خزیمہ و ابن سببان و دارقطنی و طبرانی و
ابو یعلیٰ و ابن عدی و بیہقی و ابوالخیر و ابن قیثم و ابن کثیر و ابوالکثیر و ابوالکثیر و ابوالکثیر و ابوالکثیر
باسانید کثیر و مصرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں،

میں نے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی کے پیچھے
نماز پڑھی ان میں کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہ سنا

صیبت خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و خلف ابی بکر و عمر و عثمان علم اسم
احد، منهم یقرأ بسم اللہ الرحمن

- | | | |
|-------|---------------------------------|---|
| ۱۲/۱ | مطبوعہ مکتبہ امیر برہ لولاق مصر | تبیین الحقائق فصل اذا اراد الدخول فی الصلوة |
| ۲۵۵/۱ | مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ | نصب الراية لاحادیث الدرایہ کتاب الصلوة |
| ۲۹۱/۵ | ادارۃ الطباعة الخیریہ بیروت | عمدة القاری النور الرابع اختلاف الفقهاء فی البسطة |

وسم في الجهر فليس بصحيح - ذكره الاعام
البرقي عن التتقيق عن مث يخه عن
الدارقطني والمحقق في الفتحة
امام ابن الجوزي نے کہا :

ليرى به عنده صلى الله تعالى عليه وسلم
في الجهر شيء ذكره القاري في السرقاة .

یہاں تک کہ تتبع میں احادیث جہر لکھ کر فرما گئے :

هذه الاحاديث في الجملة لا تحسن بمن له
علم بالنقل ان يعارض بها الاحاديث
الصحيحة ، ولولا ان يعرض للصفة شبهة
عند سماعها فبطلت بصحة الكائن
الاضراب عن ذكرها اولي ، ويكفي في بعضها
اعراض المصنفين للمسانيد ، والسنة
عن جبهه وسها .

روایت کیا گیا ہے اس میں کچھ صحیح نہیں ۔ اس میں کو
امام زبیری نے اپنے مشائخ کی تصنیف قرار دے کر دارقطنی
سے نقل کیا ہے اور محقق نے فتح القدیر میں ذکر کیا ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہر لیس اللہ میں کوئی
روایت صحیح نہیں ۔ اسے ملا علی قاری نے مرقاۃ میں
ذکر کیا ۔

ان احادیث کو صحیح احادیث کے معارض قرار دینا
نقل کے فن میں علم والے کو درست نہیں ۔ اگر ان روایات
کو فقیہ شمس کر غلط فہمی کی بنا پر صحیح گمان کرنے کا عندیہ نہ ہو
تو ان کو ذکر نہ کرنا مناسب تھا ، اور ان روایات کے
ضعف پر دلیل تمام مسانید و سنن کے مصنفین کا ان
کو ذکر نہ کرنا ہی کافی ہے ۔

د ت

خلاصہ یہ کہ وہ احادیث نہ احادیث صحیحہ کے مقابل نہ ذکر کے قابل ، ولہذا مصنفان مسانید و سنن نے
ان کے ذکر سے اعراض کیا نقلہ فی نصب الراية اس کو نصب الراية میں ذکر کیا گیا ہے ۔ ت ، نو و پیشوائے وہابیہ
ابن القیم نے اپنی کتاب مسمی بالہدی میں لکھا ،

وبصحيح تلك الاحاديث غير صحيح وصحيحها
غير صحيح - نقله اعام الوهابية الشوكافي

ان حدیثوں میں جو صحیح ہے وہ جہر میں صریح نہیں اور جو
جہر میں صریح ہے وہ صحیح نہیں ۔ اس کو وہابیوں کے

۲۵۹/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ	لے نصب الراية لاحادیث البدایہ کتاب الصلوة
۲۸۶/۲	مکتبہ امیر اہل بیت	لے مرقاۃ شرح مشکوۃ باب القراۃ فی الصلوة
۳۵۸/۱	مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ	لے نصب الراية بحوالہ التتقيق کتاب الصلوة
۲۲۸/۲	مصطفیٰ البابانی مصر	لے نیل الاوطار باب ما جاء فی بسم اللہ الخ

وہ بسم اللہ شریف کا جہزہ فرماتے تھے وہ بسم شریف
 آہستہ پڑھتے تھے یہ امام مسلم کے الفاظ تھے، امام احمد
 نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور دوسروں نے اپنی
 صحیح سندوں کے ساتھ جیسا کہ فتح القدیر نے بیان کیا ہے
 جی کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ حضرات بسم اللہ کا جہزہ فرماتے
 تھے ماوراء بن خزیمہ، طبرانی، ابوالکیم کے الفاظ یہ ہیں کہ
 وہ بسم اللہ کو پرشیدہ پڑھتے تھے، اور ابن ماجہ کے
 الفاظ یہ ہیں کہ، کہ وہ سب بسم اللہ کا اختصار
 فرماتے تھے۔ (ت)

الرحیم ^{لحم} هذا الفم مسلم وفي لفظ الامام احمد
 والنسائي وابن حبان في صحيحه وغيرهم
 باسناد عن شرحه لم يصح كما افاده في الفتا
 كانوا لا يجهرون ببسم الله الرحمن الرحيم
 وفي لفظ لايت خزيمة والطبراني وابي نعيم
 كانوا يسرون ببسم الله الرحمن الرحيم
 ولاين حاجه فكلهم يخفون بسم الله
 الرحمن الرحيم

یہ حدیث سخیل ہے جس کی تخریج پر چاروں ائمہ مذہب اور چھٹوں اصحاب صحاح متفق ہیں بلکہ طبرانی
 نے انھیں سے روایت کی،

ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 كان يسرب بسم الله الرحمن الرحيم ويكسر
 وعمر وعثمان وعليه
 حشك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وابوبكر وعمر
 وعثمان وعلي رضي الله تعالى عنهم بسم الله شریف آہستہ
 پڑھتے تھے۔

امام احمد امام ابو حنیفہ و امام محمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و غیر ہم ابن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے راوی، قال،

- سے صحیح مسلم باب حجة من قال لا يحكم بالسطر مطبوعہ فور محمد اصح المطابع کراچی ۱۴۲/۱
 سلمہ مسند احمد بن حنبل مروی از انس بن مالک رضی اللہ عنہ - دار الفکر بیروت ۲۰۵، ۱۴۹/۲
 فتح القدیر باب صفة الصلاة • مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۵۲/۱
 سے صحیح ابن خزیمہ معنی قول انس رضی اللہ عنہ انهم كانوا يسرون الم مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۹/۱
 سے سنن ابن ماجہ باب افتتاح القراءات مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی ۵۹ ص
 سے المعجم الکبیر مروی از انس رضی اللہ عنہ حدیث ۴۹ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۵۵/۱
 صحیح ابن خزیمہ معنی قول انس رضی اللہ عنہ انهم كانوا يسرون الم مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۵۰/۱
 فت، طبرانی کبیر اور صحیح ابن خزیمہ میں عثمان و علی رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں۔ نیز احمد

سمعنی ابی وانا اقول بسم الله الرحمن الرحيم
فقال ای بنی ایاک والحدث قال ولم ارا احدا
من اصحابی رسول الله صلی الله تعالی
علیه وسلم کان یقض الیه الحدث فی
الاسلام یعنی منہ قال وصلیت مع التیمی
صلی الله تعالی علیہ وسلم ومع ابی بکر
ومع عمر ومع عثمان فلم اسمع احدا
منهم یقولها ولا تفلها انت اذا صلیت
فقل الحمد لله رب العالمین

یعنی مجھے میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ شریف
پڑھتے سنا، فرمایا اسے میرے بیٹے! بدعت سے
بچو۔ ابی عبد اللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابہ میں ان سے زیادہ کسی کو اسلام
میں نئی بات نکالنے کا دشمن نہ دیکھا، انھوں نے
فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابوبکر
صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
ساتھ نماز پڑھی کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہیں
سنا تم بھی نہ کہ جب نماز پڑھو الحمد للہ رب العالمین
سے شروع کرو۔

انہی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی امام کو بسم اللہ جہر سے پڑھتے سنا، پکار کر فرمایا،

یا عبد الله انی حدیث خلف رسول الله صلی
الله تعالیٰ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کے دیکھے نمازیں پڑھیں ان میں کسی کو بسم اللہ جہر
سے پڑھتے نہ سنا، اس کو امام اعظم رحمہ اللہ نے
روایت کیا اسے فتی میں ذکر کیا گیا۔

امام اعظم و امام محمد و امام احمد و امام طحاوی و امام ابو عمر ابی عبد اللہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے راوی،

الجهر بسم الله الرحمن الرحيم قسرا
الاعراب

بسم اللہ شریف آواز سے پڑھنی گواروں کی
قراۃت ہے۔

۱/۲۳	• جامع الترمذی باب ما جاء فی ترک الجہر بسم الله الرحمن الرحيم	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۵۹
۱/۵۹	• مستنصر ابن ماجہ باب افتتاح القراءات	• نور محمد اصح المطابع کراچی	ص ۵۸
۱/۲۵۳	• مسند الامام الاعظم بیان عدم الجہر بالمسحور	• مکتبہ نوید رضویہ سکس	۱/۲۵۳
۱/۱۴۰	• فتح القدیر باب صفة الصلوة	• ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱/۱۴۰
۱/۳۱۱	• شرح معانی الآثار باب قراءات بسم الله الرحمن الرحيم	• ادوار القرآن الخ کراچی	۱/۳۱۱
	المصنف ابن ابی شیبہ من کان لا یحکم بسم الله الرحمن الرحيم		

نیز اسی جناب سے مروی ہوا :

لہر بجھر السبحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بالبسملۃ حتی مات۔ ذکرہ المحقق فی
الفتح۔

آئم بسند صحیح عکرمہ تابعی شاکر و خاص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :
ابو ابراہیم بن جہر ت بعسم اللہ الرحمن الرحیم۔
سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی :

حدثنا احمد بن حنبلہ بن کثیر بن شظیر ان
الحسن مثل عن الجہر بالبسملۃ فقال
انما یفعل ذلک الاحواب۔

ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں امام ابراہیم رحمہ اللہ سے راوی : الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم
بدعت۔ بسم اللہ شریف جہر سے کہنا بدعت ہے۔ آئم انہیں سے راوی :
ما اور کت احمد ای جہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم
والجہر بہا بدعت ہے۔

سبحان اللہ ! حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو اترو گناہی حضرات عالیہ کے نزدیک کچھ بھی
ثبوت ہوتا تو کیا یہ اجلہ صحابہ و تابعین صاف اللہ سے بدعت بتاتے یا گناہوں کا فعل کر سکتے تھے و لکن الجہلۃ
یقولون ما لا یصلحون (لیکن جاہل لوگ غیبر معلوم باتیں کرتے ہیں۔ ت) نہایت کہ امام الفقہ امام المذہب
اودہ الاولیاء و احمد المجتہدین سیدنا امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار جہر بسم اللہ کا قول سخت مجرور
مخبرنا اور اس کے اخفا کو افضل و ادنیٰ سمجھنا تمہر عقائد اہل سنت جانا محدث و لکن فی کتاب السنہ میں بسند
صحیح راوی :

سلف فتح القدیر باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۵۲

سلف نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ بحوالہ سنن سعید بن منصور کتاب الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/۲۵۸
سلف مصنف ابن ابی شیبہ من کان لا یجہر بسم اللہ الخ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۴۱۱
سلف نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ بحوالہ آئم کتاب الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/۲۵۸

ہے نمازیں اخفا کی کرے اور بیرون نماز بھی اتبار قاری خاص صرف پر وجہ اولیت ہے و بطور وجوب و لزوم و
ضرورت۔

لما قد متان القرآنات كلها حقة باليقين
لا احتمال فيها للخطأ ولا في بعضها لبعضها
ولا جبر في شيء منها لاجتماع افراد صالح
يؤد التلخيص الى التفسير بخلاف المجتهدين
الخلافة فان المجتهد يخطئ ويصيب فلا
نقد وعباعتقدنا انه صواب يحتل الخطأ
الى ما ظنت انه خطأ يحتمل الصواب والاش
لفقت لربما اتفقوا الا قول حلى فساد العمل۔
کوہم خطا بجہیں گے اس کو نہیں اپنائیں گے کیونکہ ہم اعتقاد کے پابند ہیں اگرچہ فی الواقع اس کی خطا کا احتمال
ہے اور یہاں اجتہاد کی مسائل میں مختلف مجتہدین کے اجتہاد کو اپنانا عمل میں فساد پیدا کر دے گا۔ (ت)
مجتہد شریعہ قدوری پر کفایہ شرح ہدایہ پر رد المحتار مبنیہ ہے۔

لا یجہر بها فی الصلوة عندنا خلافا لشافعی
وفی خارج الصلوة اختلاف الروایات۔ و
المشایخ فی النعوذ والتسمیة قبل یخفی
النعوذ دون التسمیة والصحیح انه یتحیر
فیہما وکن یتبع امامہ من القراء
وہم یجہرون بہما الا حمزة صانہ
یخفیہما۔
ہمارے نزدیک نماز میں جہر نہیں ہے، امام شافعی
اس کے خلاف ہیں اور خارج از نماز بسم اللہ اور
احوذ باللہ میں مشایخ اور روایات کا اختلاف ہے
ایک قول میں احوذ باللہ کو مخفی اور بسم اللہ کو جہر کے
ساتھ لیکن صحیح یہ ہے قاری کو اختیار ہے کہ دونوں
کو آہستہ پڑھے یا بلند پڑھے، لیکن ائمہ قراء میں
اپنے امام کی اتباع بہتر ہے امام حمزہ جہر کے قائل
نہیں ہیں باقی ائمہ جہر کے قائل ہیں (ت)

بھم اللہ تعالیٰ یہ خیالات جدیدہ و باہر کے رد میں ہمارے علماء کا قصص صریح ہے۔

افادہ سابعہ عشر اقول وباللہ التوفیق حقیقت امر یہ ہے کہ روایات قراء

لہذا المختار بجزاء الکفایۃ عن المجتہد فصل واذا اراد الشروع فی الصلوة الخ مطبوعہ دار الایم سیدہ کنی کراچی ۱۴۰۱ھ

طبقة فطیحة قرآناً فترتاً بذکرہ تدبیر و تعلیم و تعلی تلامذہ عن الشیوخ ہیں تو یہ جہر و اخفا اوقات تعلیم و اقران کی خبر دیتے ہیں نہ خاص حال نماز کی حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تو طریقہ تعلیم قرآن عظیم معین رہا کہ تلامذہ پڑھتے سنتے سنتے تہذیب کر نمازوں میں شریعت کی سیکھتے جس میں سوال و جواب و تعلیم و تعلم کا کوئی موقع نہیں، بیرون نماز بھی قراءت شیعہ کا دستور تھا بلکہ اسے ناکافی سمجھتے اگرچہ یہاں ممکن تھا کہ جو طرزِ اداء تلمیذ کی سمجھ میں نہ آتا وہ دریافت کر لیتا استاد و اعادہ کر دیتا، اتفاق شریف میں ہے،

اوجه التحمل عند اهل الحديث السماع من لفظ الشيخ والقراءة عليه، والسماع عليه بقراءة غيره، والمناولة والاجازة، والمكاتبة والعرضية والاعلام والوجادة، فاما غير الاولين فلا ياتي ههنا يعلم مما سئل ذكره، واما القراءة على الشيخ فهي المستعملة سلفاً وخلفاً، واما السماع من لفظ الشيخ فيحمل ان يقرب به ههنا لا بالصحابة رضى الله عنهم انما اخذوا المقرآن من في السبى صلى الله تعالى عليه وسلم لكن لم يأخذ به احد من القراء والمنم فيه ظهري لان المقصود ههنا كيفية الاداء وليس كل من سمع من لفظ الشيخ يقدر على الاداء كهيأته، بخلاف الحديث فان المقصود فيه المعنى واللفظ لا بالهيئات المستعملة في اداء القرآن، واما الصحابة فكانت فصاحتهم وطباعهم السليمة تقتضي قدرتهم على الاداء كما سمعوه من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لانه نزل به ففهم، وما يدل للقراءة على الشيخ

محدثین کے ہاں اپنے شیخ سے حدیث اخذ کرنے کے کئی طریقے ہیں، شیخ کے الفاظ کو سنتا، شیخ پر پڑھنا، دوسرے شاگرد کو پڑھتے ہوئے سنتا، لکھے ہوئے کو لینا، مرویات کی اجازت لینا، لکھنا، وصیت کے طور پر اپنا اطلاع حاصل کرنا، شیخ کے لکھے ہوئے کو پہچان کر یاد کرنا، لیکن قرآن کی قراءت کے بارے میں پہلے دو طریقوں کے علاوہ دوسرے طریقے جائز ہیں جیسا کہ اس کی وجہ ہم بیان کریں گے، یہاں قراءت میں شیخ پر شاگرد کا پڑھنا ابتداء سے آج تک مروج ہے اور شیخ سے سنتا بھی یہاں جائز ہو سکتا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے قرآن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سن کر اخذ کیا ہے، لیکن قراءت حضرات نے اس طریقہ کو نہیں اپنایا اس کی وجہ یہ ہے کہ قراءت میں ادائیگی کی کیفیت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ استناد کی ادائیگی کی کیفیت کو محض سنتے پراخذ کر لے، لہذا قراءت میں یہ طریقہ منع ہے مگر حدیث میں معاملہ اس کے برخلاف ہے کیونکہ یہاں معنی یا لفظ مقصود ہوتے ہیں لیکن ادائیگی والی کیفیت قرآن کی طرح یہاں معتبر نہیں ہے، ہاں صحابہ کرام کا معاملہ

عروض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القرآن
 علی جبریل فی مصلی کل عام ۱۹ھ
 ایک سے کیونکہ وہ اپنی فصاحت اور رسالتی ہجے کی بنا پر
 حضور علیہ السلام سے بہت سن کر قرأت کو اسی کیفیت سے
 ادا کرنے پر قدرت رکھتے تھے اور اس نے بھی کہ قرآن ان کی لغت میں نازل ہوا ہے، اور قرآن کو ادا کرنے میں شیخ
 کو سنانے والا طریقہ اس نے بھی جانتا ہے کہ ہر سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان میں جبرائیل علیہ السلام کو
 قرآن سناتے تھے ادا کرتے،

اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اگرچہ بسبب کمال افتادہ حضور فاعل کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نہایت
 استعداد و نفس قوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر سیکھا مگر وہ بھی بطور تعلیم و تکمیل
 نظام و باطن و ظہر و حکم و حکمت تھانہ یوں کہ صحت نمازیں قرأت اقدس سے لفظ یاد کر لے، اسی بہ کرام و دل میں
 آیتیں مع ان کے علم و عمل کے سیکھتے جب ان پر قادر ہو جاتے و کس اور تعلم فرماتے۔ اسی طرح امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس میں سورۃ بقرہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی جب حم فرمائی پانچ سو ذرا
 کیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آٹھ سال میں پڑھی کہ جس قدر تدریس و تدریس و تدریس، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسودہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قابل :

كُنَّا ذُنُفَرًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وسلم عشر آيات من القرآن لم نعلم من
 العشر التي مرلت بعد ذلك حتى نعلم ما فيها
 فقليل لشريك من العمل قال نعم
 بحرم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن کی دس
 آیات کا علم حاصل کرتے تو اس کے بعد والی دس آیات
 کی تعلیم حاصل نہ کرتے جب تک پہلی آیات میں بیان شدہ
 اعمال کو معلوم نہ کر لیتے۔ شریک سے پوچھا گیا کہ آیات کے
 بیان شدہ اعمال سیکھنا مراد ہے، تو انہوں نے کہا ہاں

ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ابو عبد الرحمن علی سے راوی، قال :

حدثنا من كان يقرئنا من اصحاب رسول الله
 صلى الله عليه وسلم منهم كان يقرأون
 من رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عشر آيات ولا يأخذون في العشر الاخرى
 صحابہ کرام میں سے جو حضرات ہمیں قرأت پڑھاتے انہوں نے
 فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دس آیات
 پڑھتے اور ان کے بعد و کس آیات کو اس وقت تک
 اخذ نہ کرتے جب تک پہلی دس آیات کے علم و عمل کو

حتى يعلموا ما في هذه من العلو والعمل واما
علماء العلو والعمل في

نہ سیکھ لیتے، یوں ہم علم اور عمل دونوں کو حاصل
کرتے۔ (د ت)

ابن سعد طبقات میں بطریق عبد اللہ بن جعفر عن ابی الیاس عن میمون اور امام مالک موطا میں بلائاً راوی،
ابن ابی نعیم تعلیم البقرة فی ثمان سنین
جیشک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ البقرہ
کو آٹھ سال میں سیکھا۔ (د ت)

خطیب بغدادی کتاب رواۃ مالک میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال،
تعلوہم البقرة فی اثنی عشر سنة علما
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ البقرہ کو بارہ سال
میں سیکھا، جب انہوں نے اسے ختم کیا تو ایک
اونٹ ذبح کیا۔ (د ت)

تو ظاہر ہوا کہ یہ روایات جہود اخفاءات خارج از نماز کی نقل ہیں اب بحمد اللہ تعالیٰ اس ارشاد علماء کا راز واضح
ہوا کہ بیرون نماز اتباع امام قراءت مناسب ہے اس کی نظیر منیر مسئلہ تعوذ ہے عامۃ قرا کا اس کے جسم پر
اتفاق ہے، امام اجل ابو عمرو دانی نے اس پر احتجاج اہل اداء نقل فرمایا، امام عابدت پائندہ شاطبی نے باوصف
حکایت خلافت تصریح فرمائی کہ بارہ سال بعد و رواہ اس کا، دعا نہیں مانے۔ تیسیر باب ذکر الاستعاذہ
میں ہے۔

لا اعلو خلافاً بین اهل الاداء فی البعہر مہما
عند قضاہ القرن وعدم الابداء بروز
الاجزاء و غیرہا فی مذہب الجماعۃ اتباع
لنہی واقتداء بالنسۃ۔
ذاتی نفس اور سنت کی اتباع میں قرآن کی ابتداء میں
اور پاروں وغیرہ کی ابتداء میں تفاوت شروع کرتے
وقت جمیعاً کہ ایک جماعت کا مذہب ہے۔ احمد ذہبی کو
جس سے پڑھنے میں اہل اداء ایسی قرار حضرات کا اختلاف
نہیں ہے۔ (د ت)

عند یون جاءت الروایۃ علی محمد فصلہا ۱۲
اگرچہ تعوذ کے بارے میں مختلف صورتیں مروی ہیں ۱۲ منہات

۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب فضائل قرآن ۱، ۵۵ حدیث ۹۹، ۷۸ مطبوعہ دارۃ القرآن کراچی ۱۰/۲۰

۲۔ موطا امام مالک باب ما جاء فی القرآن مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ۱۰/۱۹

۳۔ رواۃ مالک الخطیب بغدادی
۴۔ تیسیر باب ذکر الاستعاذہ

حرز الامانی و وجہ التہائی میں ارشاد فرمایا :۔

اذا عارذت الدہر تقصر فاستعد

جہاں من الشیطان ہادئہ مسجلاً

(تو زندگی بھر جب بھی قرآن کی قراءت کرے تو احوذ باللہ کو بلند آواز سے پڑھ، مسجلاً :۔)

سراج القاری میں ہے :

”قوله مسجلاً ای مطلقاً لجمیع القراء و اس کا قول مسجلاً یعنی تمام قراء حضرات کے نزدیک فی جمیع القراءت“
پھر فرمایا :۔

واختفاؤه فصل آیات وعسا تنسا

و کھر من قی کا لہدی فیہ احیلاً

اس کی شرح میں ہے :

یعنی امام قرہ اور تافہ سے احوذ باللہ کا حنا مروی ہے
مصل کی حد سے مراد کی طرف ”آیات“ کے الفاظ سے
تافہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور باقی حضرات نے
احوذ باللہ کو جہر مانا ہے اور باقی حضرات یہ ہیں ابن کثیر،
جو ترمذی، ابن عساکر، عاصم اور امام کسائی۔ باطنی طور پر
اس نظم کا یہ مقصد ہے : اور ظاہر میں انہوں نے یہ تنبیہ کی ہے
کہ جی ائمہ کی طرف قراءت منسوب ہے انہوں نے اختفا
کا انکار کیا ہے اور اس پر غل نہیں کیا بلکہ انہوں نے
احوذ باللہ کا جہر کیا ہے اور یہاں اول میں مطلقاً کہہ کر تمام
قرآن میں قعود کے جہر کی طرف اشارہ کیا ہے (ت۔)

ای دو ای اختفاء المتعود عن صحنۃ و قاطع اشار
الی صحنۃ بانفاذ من فصل والی :۔ لا تفت
من آیاتہ و جہر بہ الباقون و ہم ابن کثیر و
ابو عساکر و ابن عساکر و عاصم و الکسائی
ہذا هو المقصود من هذا النظم بالباطن
وبہ بظہر علی ان من ترجمہ قراءتہ الیہم
من الائمة ابو الاختفاء و لہ یا خذ وایہ بدل
اختفاء بال جہر للجمیع و لذ لک امر بہ
مطلقاً فی اول الباب :۔ ملخصاً

۱۰ ص	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	باب الاستعاذہ	سکھ حرز الامانی و وجہ التہائی
۳۰ ص	” ” ” ”	باب الاستعاذہ	سکھ سراج القاری المندی شرح منظومہ حرز الامانی
۱۰ ص	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	باب الاستعاذہ	سکھ حرز الامانی و وجہ التہائی
۳۶ ص	” ” ” ”	باب الاستعاذہ	سکھ سراج القاری المندی شرح منظومہ حرز الامانی

ہب کون عاقل کے گاکر یہ اہل حق جمیع اہل ادا نماز وغیر نماز سب کو شامل وہ سب تمام قراء کے طور پر نمازیں بھی احوذ بکھر پڑتے تھے ناشائکد قضا یہ روایات و نقل سب حمل روایت و تلاوت بیرون نماز سے متعلق ہیں کاجرم شرح میں فرمایا،

قوله فاستعد جهاراً هو المختار لما أثر القراء وهذا في الاستعداد القاري على المقصود
او محضرة من يسمع قراءته مما من قراء خالياً وفي الصلوة فالأخف، واولى
اس کے قول چھ دائرہ تمام قراء حضرات کا قول ہے یہ اس صورت میں ہے جب قاری استاذ کے سامنے یا مجلس میں پڑھے۔ لیکن اگر کوئی شخص خلوت میں یا نماز میں قراءت کرے تو پھر اخفاء کرنا اولیٰ ہے (ت)
اہم دلیل جلال سیرکی اتفاق میں کتاب النشر تمام القراء محمد محمد ابی الجزری سے ناقل،

المختار عند أئمة القراءة الجهر بها وقيل
يسر مطلق وقيل فيمأ بعد العائنة وقد
أطلقوا اختيار الجهر وقيدوا أبو شامة
بقيد لا بد منه وهو أن يكون بحضرة من
يسمعه لأن الجهر به يعود أصلاً
القراءة كالجهرب بالتبعية وتكبيرات العيد
ومن فوائد إنا السامع ينصت للقراءة
من أولها لا يظوته منب شئ وإذا أخفى القارئ
لم يعلم السامع بها إلا بعد امت فاته
من الحقر وشئ وهذا المعنى هو العاصف
باب القراءة في الصلوة وخارجها
لا علم نہ ہونے کی وجہ سے کچھ سماع ابتداء فوت ہو جائے گا۔ نماز اور خارج نماز احوذ باللہ کے بارے میں یہی وجہ فرق ہے۔ (ت)

افادہ خامسہ عشر قرآنیہ بسم اللہ ضروری ہے مگر وہ ہرگز من حیث الودایہ ثابت

نہیں بلکہ کئی بت مصاحف و اجماع علی التجرید سے ولیدہ واجب امام ولی صالح قدس سرہ المجید نے قصیدہ میں فرمایا:

وبسمل یعنی السورتین بسنة

بحال نموھا دریة و تحملا

(دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ سنت صحابہ سے ثابت ہے جس کو انھوں نے جاری رکھا، فعل و نقل کے طور پر)

شارح علامہ نے صاف تصریح فرمادی کہ امر ادا بسنة النبی نموھا کتابیة الصحابة لہذا فی المصحف (سنة النبی نموھا سے مراد صحابہ کرام کا بسم اللہ کو مصحف شریف میں لکھا ہے۔ ت، پھر اس کا حاصل بھی صرف اس قدر کہ بسم اللہ کلام الہی ہے نہ یہ کہ ہر سورت کی جڑ سے یا ختم میں ہر جگہ اسی کا بھرا لازم کسا مسوفی الا فادۃ السادسة (جیسا کہ چھٹے افادہ میں گزارشات، اور حسب اسے چھوڑ کر نفس روایت معنی متعارف کی راہ لیجئے اور صرف اس کی صحت کو مناط مان کر اثبات مدعا کا حوصلہ کیجئے تو یہ بعض باطل و بوسس، ظال فقہ صحت روایت پر مذہب و قراءات ہونے سے کیا مقصود ہے۔ آیا یہ کہ صرف اس قدر سے قرآنیت ثابت ہو جاتی ہے تو قطعاً مردود کہ قرآنیت بے دلیل قلمی یقیناً مفقود، افادۃ ششم میں اس کا بیان موجود۔

أقول میں متا یوں، قرآن ہونا محض شہرت سے اگرچہ قراء سبعہ سے منقول ہو ثابت نہیں ہوگا جب تک قلمی قراء سے تمام اجزاء منقول نہ ہوں، اگرچہ قراء کا بعض اجزاء کے بارے میں علم نہیں تو متواتر ہونے کے لئے تیسرے ہاں قراء ضروری بھی نہیں ہے۔ (ت)

أقول ولا نسلم انه فی القرآن حق عند السبعة ما لم یثبتوا ان اشتہار سبیل القرآن متواتر قطعاً بجمیع اجزائه وان لم یقفنا نہ عن قراءات بعضہ فلیس من شرط المتواتر قراءۃ عندک۔

القرآن میں ہے :

لا خلاف ان کل ما هو من القرآن یجب ان یکون متواتراً فی اصلہ و اجزائه و اما فی محملہ و وضعہ و ترتیبہ فکذا عند محقق اہل السنۃ للقطع بان العادة تقضی بالتواتر فی تفاصيل مثله لامنت هذا

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو کچھ قرآن کا حصہ ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اور اس کے تمام اجزاء متواتر ہوں، قرآنی حصہ کا محل، مقام اور ترتیب بھی اسی طرح متواتر ہونا اہلسنت کے محققین کے ہاں ضروری ہے کیونکہ اس معاد میں تفصیل عادتاً قراء سے ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ

المعجر، العظيم الذي هو اصل الدين القوي
والعراطة المستقيم ما تنوفاً للدواعي على
نقل جسمه وقد صيله فنا نقل أحاد أولهم
يتواتر يقطع بأنه ليس من القرآن قطعي الخبر
اور اگر یہ امر کہ جب روایت صحیح ہو تو نہ کریں گے صرف اسی قدر پر پڑنا جائز سمجھیں گے تو اولاً یہ بھی چاروں
مذہب میں باطل تہمور محققین شراہ و محدثین و فقہاء اصولیین اس کے بطلان کے قائل

اقول كيف لا وانما الكلام في قراءة قرأنا و
هي موقوفة على ثبوت قرأيت الموقوفة
على تواترها والا فلا شك في جواز قراءة
الاحاد بل الشواذ للاحتجاج بها في حكم
كغير الواحد الاستثنا دها على مسئلة
ادية مثلاً في لم يفتقد قرأيتها و لم
يرحمها و الاحرم باجماع مسيرين كما
عليه في غيث النغم عن
ابن القاسم النويري في شرح
طيبة المشوع عن الامام ابن حجر
في التمهيد -

اقول یہ کیسے نہ ہو جبکہ بحث قرآن ہونے کے لیا تاکہ
قراءت میں ہے قراءت بطور قرآن کا ثبوت اس کے
قرآن ہونے پر اور قرآن ہونا موقوف ہے اس کے تواتر
پر اور نہ محض قراءت کا جواز تو احاد بلکہ شاذ سے بھی
ثابت ہو جاتا ہے جبکہ اس کے کسی حکم کا استدلال
کرنا ہو مگر خبر واحد کا حکم ہے یا اس کو کسی ادب کے
بے استناد بنانا مقصود ہو بشرطیکہ قرآن
نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اس سے قرآن ہونے کا وہم
پیدا ہو، ورنہ قرآن ہونے کا استناد کرنا تمام مسلمانوں
کے اجماع پر زام ہے جیسا کہ اس کے تصریح غیث نفع
میں ابوالقاسم نویری کے قول سے کی ہے کہ انھوں نے
طیبة النشر کے شرح میں امام ابو حنیفہ کے حوالہ سے کہ انھوں
نے تمہید میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

غیث النغم میں ہے :

مذہب الاصولیین و فقہاء المذاہب
الاربعة والمحدثین والقسواء ان
التواتر شرط في صحة القراءة ولا تثبت

اہل اصول چاروں فقہاء کرام، محدثین اور فسر
حضرات کا مذہب یہ ہے کہ قرآن کی قراءت کے طور پر
متواتر ہونا ضروری ہے، اور محض صحیح سند سے ثابت ہونا

ثانیاً اگر بالفرض یہ مسلم بھی ہو تو اس سے حاصل کتا جو از قرأت نہ ہو وجہ قرآنیت، یہ محض ایک امر اند
و خارج ہے جس سے لزوم و ضرورت ثابت ہو سکے نہ بحال ترک کسی عاقل کے نزدیک حکم نقصان ختم کی راہ ہے،
اللهم الا عند معصوم نایذ العقول لا یسمع اے اللہ اگر جو معصوم بدل عقل ہو جو بات کو نہ سنے نہ دیکھے
ما یقال ولا یدعی ما یقول۔
کہہ دیا کہہ دے۔ (ت)

بالجہ یہاں تین چیزیں اثبات جہلیں کتابت معاصرت روایت منصوصہ۔
اول قرآن و لا بحث سے محض پر رازاں جس سے جزئیات سورہ و کتا قرآنیت کا اثبات بھی ظاہر ابطلان
ثانیاً روایات جہر و اثبات سب بیرون نماز کی حکایات اُس سے مطلق نماز یا خاص تراویح پر مسلم
ما قابل التفات۔

تالیث بعض باطل بدور متاخرہ اوجائے نقصان ختم میں یوں بھی کلام کے خلاف و اثبات انوں طور پر قرآن تمام
دوم ثبوت قرآنیت پر ضرور دلیل مبین مگر ما شا جزئیات سورہ و جہر فی الصلوٰۃ سے علاقہ نہیں نہ کر کر نزول
تعدد آیات پر دلیل معقول تو ایک بار پر اقتصار میں نقصان ختم کا رسم مخدول۔

سوم کی دو صورتیں ہیں، تو اترا یا مجروحیت اور سرانیکہ و بارہ جہر فی التراویح یا در باب جزئیات
بسم اللہ شریف میں تو انھیں تو سب سے ادا و قرآنیت ہی نہیں۔ بجز یہ کہ رسد اور پھر نہ کر و جزئیات سورہ میں
نفسی صحت معصوم نہ تھا تہہ کشہ خود قاطلان جزئیات صحت طہیت اور تافین طہیت اور عندہ تحقیق استقامت طہیت خود نشیہ جزئیات و ہذا
معاہدہ و تابعین و جمہور محدثین کو اس سے اسکار اور قول جزئیات کے محدث و نو پیدا ہونے کا صاف انکار ہاں صرف
دربارہ فاتحہ بعض اخبار آحادہ کو کہ عندہ تحقیق غفلت قاطع کے سبب مجبور و مجروحیت روایت پر اقتدار
قناعت باطل و مقصور، پھر علی التسلیم اُن سے ثابت ہو گا تو وہ امر جدید جو دوسرے مخالف کے علوم و خصوص و دونوں کا
مخالف و رد شدیدی یعنی صرف جزئیات فاتحہ تو بر سر ثبوت پر جہر کے لئے یہ تعلیم سورہ طار و جو اور فاتحہ کے ساتھ قرآن
جہر میں اسفار کس وجہ سے اس نے تخصیص تراویح کو باطل کیا یہ تو امور ثابت تھے و لو بوجہ جن میں مخالف کے لئے
اصلی سند کوئی صورت کسی پہلو پر اُس کی مستند اور یہیں سے واضح کہ مسئلہ کو منصوصہ قطعیہ اجماعیہ غیر جہتہ
ماننا مذہب کو اس میں دخل نہ جانتا محض جہل مسترد اب نہ رہا مگر یہ جہل بلا نہ ظلم نہ اعلم کہ جزئیات سورہ یا جہر فی التراویح
مذہب عامہ اور اُن کی قرأت کے آخیر جہر و اخبار نماز میں اُن کا اتباع لازمہ اول از قرأت راقبہ او تحت
اور ثانی محض جہل و سفاہت مخالفت تصریح از حقیقت غرض حفاظت حقیقہ پر سر سرورت پر جہر جہر محض ظلم و قہر
ہر شرع سے اس پر دلیل قائم بلکہ دلائل شرعیہ اصلہ و فرعیہ ہمارے قول پر حاکم ہمارے ہی قول کی تاخیر و راعی مصالح شرعیہ
ہمارے ہی قول کی طرف اُمی و نہ الحمد والمنة والصلوة والسلام علی نبینا سید الانس والجنۃ و آلہ وصحبہ
صوات الجنۃ آمین!

تذییل

الحمد للہ آفتاب عالم تاب ہے حق و صواب ہے نقاب و حجاب ہے شک وارتباب جلوہ فرمائے منظر احباب ہر اب
کیا جس جہت کہ مشروبات زائدہ و لغویات بے فائدہ کے رد و ابطال میں تفسیر وقت کیجئے زید بے قید اپنی شدت جہالت و
قوت سفاقت کے باعث خود اس قابل نہیں کہ اس کی بات قابل التفات ہو اس نے کوئی مطلب روشن علم پر تحریر
نہ کیا نہ ورتن قضا و شور تعارض نے بجایا اپنا ہی لکھا خود رد کر دیا ہنر و اجتر او مکار پروا فتر اسب و شتم علما سے کرام
ہست اللہ الحوام کے ماوراجو باتیں اہل مقصد میں طعیں اپنے وہ نون قہر عوں ہی کے کلام سے اخذ کیں قہر عین میں
گنگوہی صاحب نے طرہ متاشا کیا کہ اول تو اپنے پیشوا جناب قاری صاحب کا صاف رد لکھ قاری صاحب نے
فرمایا تھا اس مسئلے میں مذہب کو کچھ دخل نہیں ہنسگوہی صاحب فرماتے ہیں قید یہ باطل ہے میں دخل نہ ہوں کیا معنی
صریح اجتہاد یہ ہے جس کا مذہب جسہ نام، غلط کا مذہب اختفاء ہے جس کی پیروی یکے درست و بجا ہے
قاری صاحب چہر فی الختم اگرچہ نماز میں تو جس کی روایت ہے، ماحکم کی خرافات سے منع قول میں الرسول روج
صحیح ہے، گنگوہی صاحب حدیث نہیں کہ جس کی اس سے نکل اجتہاد سے، ہاں مذہب سب بجا ہیں
یوں ہی و بشاد ہے، قاری صاحب یہ اُن امور سے جن میں نزاع کی گنجائش ہی نہیں یہاں تک کہ مذہب
بھی خلاف سے کنارہ گزریں، گنگوہی صاحب قبلہ یہ لاف ہے صاف گرفت ہے، خود ائمہ سنت نزاع کر رہے
ہیں، خود امام اعظم کا صریح خلاف ہے، قاری صاحب یہاں چاروں مذہب میں صرف صحیح روایت پر
طرح کار ہے، گنگوہی صاحب حضرت چاروں و کنار خود اپنے مذہب میں اس سے انکار ہے، قاری صاحب
جب مسئلہ بروایت صحیح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منع ہوتا ہے چنانچہ خلاف ابوحنیفہ باقی ہی کب رہا، اذ
صحیح الحدیث فیہو مذہبی (جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔ ت) قول احناف ہے تو
بعد صحیح روایت خلاف و مخالف سے مطلع صاف ہے گنگوہی صاحب قبلہ یہ تو بدایت مردود خلاف امام اعظم
قطعا موجود، قاری صاحب بعد صحیح روایت کسی مذہب کی کیا حاجت یعنی کوئی خلاف کرے بھی تو کی قابل
سماعت، گنگوہی صاحب واہ حضرت سب حق و بدایت جس کی اقتداء کرو ابتداء کی بشارت، عنس رض
اؤ تو قاری صاحب کے خیالات کا رد کلی فرما کر اخیر میں سارا دھڑا قاری صاحب کے سر و سر اکر یہ شب کچھ ہے
مگر حافظوں پر وہی ضرور جو حضرت قبلہ قاری صاحب کو منظور، ملک خدا سے غالب کا حکم جناب قاری صاحب
کا جو ہر صورت پر جہر بسم اللہ نہ کرے گا ختم کامل کے ثواب سے محروم پھرے گا۔

اقول ان سب خرافاتوں کا رد بالغ و طرز بازنہ و طرز طرح سے افادات میں گزرا یہاں حضرت **اولاً** اتنا دریافت کرنا ہے کہ جب سب مذہب حق تھے سب کا اتباع ہدایت سب کے اقتدا کی عام اجازت تو اب حفاظ پر خاص ایک ہی کا اتباع کیوں لازم و ضرور ہو گیا جنھیں کا خلافت تو پہلے بھی معلوم ہی تھی اس وقت تو آپ یہی فرما رہے تھے کہ اس میں عیب نہ اس میں حرج۔ اب قاری صاحب کے فرمان میں کیا کسی تانہ وحی نے نزول کیا جس نے ایک حق کو ناحق، ایک ہدایت کو ضلالت، ایک جائز کو ناجائز کر دیا۔

ثانیاً یہ آپ فتویٰ لکھ رہے ہیں یا کوئی اپنی خانگی نہایت قاری صاحب کا فرمان حدیث ہے یا آیت یا فقہی روایت، کون سی شرعی جہت۔

ثالثاً ثبوت تو دیکھئے کہ مذہب جنھیں تمام سو میں جزیئت لبائل تھا۔

رابعاً پہلے اسی سے پہلے کہ امام جنھیں کو منصب اجتہاد حاصل تھا۔

خامساً مسئلہ اجتہاد یہ ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے فتویٰ میں ذکر فرمان پانی پت تک جو کچھ لکھا سب پر پانی پھیر لیے اور اگر ہاں تو آپ اجتہادیات میں امام اعظم ملت امام ائمہ امت کے متقدم ہیں یا مجتہد معاصر پانی پت کے، باتباع ہوا عقیدہ امام کو آگ دکھانا، پانی پت کی خاک پر دھونی رمانا، کس نے مانا اور یوں بھی کہ تو آپ کو اپنی ذات کا اختیار مسلم حنفیہ کو ان کے خلاف امام فتویٰ بتانا ایسا سستہ، افسوس کہ آپ نے اول تو تقلید جنھیں کو ایسا چھوڑا کہ سب مذہب بجا سب پر مل روا، آخر میں پکڑا تو ایسا پکڑا کہ امام کا ابداع متروک و مہجور، اور عقیدہ پانی پت کی پت رکھنی ضرور، اس شتر گردی کی کیا سند، خلعت علی اکامہ و بکلت عن النقد (شیر پر تلے کیا، اور بکری کے ڈر سے پیشاب لگیا۔) خیر انھوں نے تو سبب و حلی بگڑی، قاری صاحب پر ڈھال کر ان کی ڈھال پکڑی۔ قاری صاحب کی کسے قرآن سے بہت کچھ کہنا ہے۔

یہ کہ وہ بھی کوئی سند نہ لاسکے، ایک کتاب کی عبارت بھی نہ دکھاسکے، اور معاذ حق جانتا ہے کہ محل فتویٰ میں ادعائے دلیل، دلیل و دلیل۔

دوم سند دکھانا کہاں کا خوب جانتے تھے کہ یہ بکے خلافت مذہب کے، لہذا وہ راہ چلے کہ اتباع مذہب کا جملہ ای نہ رہے، اتنی عمر آئی خیر مقدموں سے معرض ہیں، ترک تقلید پر معرض ہیں، انھیں گمراہ و مفسد بتایا کرتے ہیں، تحریر و تقریراً جل کٹی سنایا کرتے ہیں، اب کہ اپنا اجتہاد دکھایا، وہ کچھ فرمایا کہ انھیں بھی شرمایا، بعد صحبت روایت کسی مذہب کی کیا حاجت، حل بالحدیث ہی طالی اخصاف ہے، جب حدیث صحیح ہو پھر کیا خلافت ہے، فہو مینذھی حدیث صحیح ہی میرا مذہب ہے۔ تہ، خود قول احناف ہے، زمانہ قراء زمانہ اجتہاد و عمل بالسنہ گزرا، تخصیص دلیل ہے کہ جب وہ تقلید آیا محل بالسنہ نے منہ چھپایا، حالانکہ تقلید ائمہ ہی عمل بالسنہ ہے، اس کا خلافت صریح فقرہ ہے

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

موسم اذا صح الحديث تؤسّس لیا مکتب فقہ و صحت حدیثی میں فرق نہ کیا، خاص اس باب میں فقیر کا رسالہ انفس الموهبی فی معنی اذا صح الحديث فهو مذہبی مطالعہ کیجئے کہ مطلب کیجئے۔ شک و شبہ کی غفلت دوسے۔

چہارم اگر تلقی و القائے بیرون نماز میں صحت روایت جہر مراد، چشم مار و شن دل ماسدا، اس سے تراویح پر حکم غلط اعتقاد، اور اگر خود مطلق نماز یا خاص تراویح میں روایت جہر کی صحت مقصود تو ممنوع و مردود، افادہ ۱۳۴۷ء یاد کیجئے اور خدا انصاف دے اذا صح الحديث سے اپنے عکس مراد کا فرقہ لیجئے کہ حدیث صحیح ہمارے ہی ساتھ اور خصوص تراویح میں تو آپ یک دست خالی ہاتھ۔

پنجم مذہب کو دخل نہ ہونے کی بھی ایک ہی کوئی بجز کسی روایت صحیحہ کا وجود، مسئلہ کو مجتہد فیہانہ دیکھتے ہیں تو یا جہت مردود و کتب مغلطہ خلا فیہ دیکھتے ہزاروں مسائل اجتہادیہ میں ہر فرقہ یا ایک ہی کے پاس ایک یا چند روایات صحیحہ موجود، ہاں نص قطعی مشہور متواتر دیکھا سکے کہ بسم اللہ ہر سورت کا جہر ہے یا ختم تراویح میں ہر سورت پر اس کا جہر جانتے تو یہ کہنا ٹھکانے سے ہوتا کہ مذہب مسائل اجتہادیہ میں متساوی نہ ہوتو قولیں اور سب اس کی قدرت نہیں تو محض زبانی ادعاؤں سے مذہب صحیحہ رو بہ جہتے ماسدا یہ ہوس ہی ہوس ہے۔

ششم جزیئیت جمیع سورتیں، مختلف اللہ قراءت آپ نے کہیں دیکھی یا محض جہی جودت، افادہ ۳۷۷ء ملاحظہ ہو کہ اور اسے فاتحہ میں قول جزیئیت حادث وہے اصل ہے، افادہ ۵ معلوم ہو کہ سورۃ بقرہ سے سورۃ ناس تک بسم اللہ باتفاق قراءت سورت سے خارج امامت فصل ہے۔

ہفتم ایک سو چودہ آیتوں کی کمی کس حساب سے جی، قرآن عظیم میں کُل سورتیں اسی قدر ہیں اور برات میں بالاجماع بسم اللہ نہیں تو بسائل اوائل ایک سو تیرہ ہی رہیں، حفاظ بالاتفاق ایک بار جہر کے حامل، تو آپ کے طور پر بھی صرف ایک سو بارہ ہی کا نقصان حاصل، چودہ کس گھر سے آئیں، کیا خذ و خلع بھی دوسو تیں شمار فرمائیں، بالفرض کوئی جاہل حافظ مطلقاً تارک جہری سہی تاہم کیا برات مستثنیٰ ہو کر بھی گنتی چودہ کی چودہ ہی رہی، اس سے تو زید بیچارہ آپ کا مقلد ہی اچھا رہا جس نے کہیں کہیں اپنے خیال سے تیرہ کہا۔

ہشتم یہ تو اہل ابواکراہی یا طغری کی خوب ہی عایتیں فرمائیں قراءت امر متولی ہے نہ اجتہادی نہ اس میں کسی بد مذہب کا خلاف نہیں، سبحان اللہ مگر گمراہوں کا خلاف فروعات ظنیہ اجتہاد سے مخصوص یا وہ اشقیاء، صریحاً بد مذہب منکر صدق و نصوص دیکھنے یا مقلد کی لائنداری ماعلیٰ لسانک یہ جہی سہ فاکست لائندری (افسوس ہے اسے استاد معلوم ہوتا ہے تجھے سمجھ نہیں جو تیری زبان پر جاری ہے) پس اگر تو سمجھ نہیں رکھتا برات،

امت (یہ امت دوسری امت سے بڑی۔ ت) کلام اللہ نہیں اس میں تعریف نبوی اللہ تعالیٰ نے یوں تاراج کیا
امتہ ہی اس کی من اشتکرت (یہ امت تمہارے ان کے سے زیادہ پاکیزہ۔ ت) یہیں شاہ صاحب نے ان
ملاحظہ کا زعم نقل فرمایا کہ:

لفظ و بیک قبل از لا تحزن ان الله معنا نیز
ساقط کردہ اند و لفظ عن ولایت علی بعد از یں
آیت وقفوہم انہم مسئولون و معنکہ
منو امیۃ بعد خیر من الف شہر و علی بن
ابی طالب بعد و کفی اللہ المؤمنین القتال
و آل محمد از یں لفظ و سیعلم الذین ظلموا
آل محمد منقلب ینقلبون و لفظ علی بعد از
و کل قوم عہاد و ذکر کل ذلک ابن شہر
اشوب المازندرانی فی کتاب المثالب لہ و
علی ہذا القیاس کلمات بسیار و آیات بے شمار را
کردہ اند بلغصاً

تمت قریب اللہ تعالیٰ اپنے علم کو ظالموں کے بارے میں ظاہر فرمائے گا کے بعد آل محمد پر ظلم کرنے والے پر چھا
دیا۔ اور ہر قوم کے لئے ہادی کے بعد لفظ "علی" بڑھا دیا۔ یہ سب کچھ ابن شہر اشوب المازندرانی نے اپنی
کتاب "المثالب" میں ذکر کیا، اور اسی طرح انہوں نے بہت سے کلمات اور بہت سی آیات بڑھا دیں۔ ات
نیز کلینی نے امام جعفر صادق سے روایت کی انہوں نے امتہ ہی اس کی جگہ امتہ ہی از کی پڑھا۔
راوی کہتا ہے میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں کیا امتہ ہے، فرمایا ہاں خدا کی قسم میں نے کہا رنگ تو
اس کی پڑھتے ہیں، حکارت سے باتھ جھٹک کر فرمایا اس کی کیا۔

و ہم آپ کے زعم میں ہم امتہ شریف کا بخیر و ہر سورت ہونا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت صحیح ہو چکا

۱۳۰	ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	تمتہ الباب در دلائل شیعہ از باب چہارم	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱	۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱	۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱	۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱	۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱	۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸	۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳	۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷	۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲	۵۵۳	۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷	۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱	۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳	۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷	۵۷۸	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸	۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳	۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷	۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲	۶۱۳	۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷	۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱	۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳	۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷	۶۳۸	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸	۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳	۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷	۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲	۶۷۳	۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷	۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱	۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳	۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷	۶۹۸	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸	۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳	۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷	۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲	۷۳۳	۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷	۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱	۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳	۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷	۷۵۸	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸	۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳	۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷	۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲	۷۹۳	۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱	۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷	۸۰۸	۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳	۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷	۸۱۸	۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵	۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸	۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲	۸۳۳	۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷	۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱	۸۴۲	۸۴۳	۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲	۸۵۳	۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷	۸۵۸	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱	۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷	۸۶۸	۸۶۹	۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳	۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷	۸۷۸	۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵	۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸	۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲	۸۹۳	۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷	۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱	۹۰۲	۹۰۳	۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶	۹۰۷	۹۰۸	۹۰۹	۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲	۹۱۳	۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷	۹۱۸	۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱	۹۲۲	۹۲۳	۹۲۴	۹۲۵	۹۲۶	۹۲۷	۹۲۸	۹۲۹	۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲	۹۳۳	۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷	۹۳۸	۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱	۹۴۲	۹۴۳	۹۴۴	۹۴۵	۹۴۶	۹۴۷	۹۴۸	۹۴۹	۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲	۹۵۳	۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷	۹۵۸	۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱	۹۶۲	۹۶۳	۹۶۴	۹۶۵	۹۶۶	۹۶۷	۹۶۸	۹۶۹	۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲	۹۷۳	۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷	۹۷۸	۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱	۹۸۲	۹۸۳	۹۸۴	۹۸۵	۹۸۶	۹۸۷	۹۸۸	۹۸۹	۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲	۹۹۳	۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷	۹۹۸	۹۹۹	۱۰۰۰
-----	---	--------------------------	---------------------------------------	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	------

اور آپ تصریح کرتے ہیں کہ باتفاق مذاہب اربعہ یہاں صرف صحت روایت پر مدار ہے ائمہ حنفیہ کا حال تو افادہ ۸ میں ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے کیونکر آپ کے اس مدار کا دمار نکالا، مالکیہ سے فرجئے وہ کیا فرماتے ہیں، ہمارے یہاں تو باوصف چہر سوراخا ہی کا حکم تھا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مشہور یہ کہ فرضوں میں بسم اللہ ہرگز پڑھے ہی نہیں، نہ آواز سے نہ آہستہ، روایت اباحت ضعیف ہے۔ پڑھے گا تو نماز مکروہ ہوگی، ہاں نفلوں میں اختیار کیا انہیں اپنے شہر مبارک مدینہ طیبہ کے امام قراءت حضرت نافع کا حال معلوم نہ تھا کہ بروایت قانون بسم اللہ پڑھتے ہیں، علامہ زرقانی مالکی شرح موطائے امام مالک میں فرماتے ہیں:

المشہور من عند مالک کراہتہا فی امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ
الفرض ہے فرضوں میں یہ مکروہ ہے (ت)

مقدمہ عشودینہ علامہ عبد الباری منوئی رفاعی مالکی میں ہے:

المشہور فی البسملۃ والتعوذ، کراہۃ فی البسمانہ اور اعموذ باللہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ان
العریضۃ دون النافلۃ وعن مالک القول کا پڑھنا فرضوں میں مکروہ ہے نفلوں میں مکروہ نہیں اور
بالاحاطۃ امام مالک سے ایک قول میں مباح ہے۔ (ت)

عمدة القاری میں ہے:

قال ابو عمر قال مالک لا تقر البسملۃ فی الفرض مع ولا جہر، وفي النافلۃ ان شاء فعل، وامن شاد ترک تہ
ابو عمر نے کہا کہ امام مالک نے فرمایا بسم اللہ کو فرضوں میں
دبلند آواز سے پڑھنا پسند آواز سے، اور نفلوں میں
پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار ہے۔ (ت)

ذرا اس تقریر کو بھی اپنے مدار سے تطبیق دیجئے۔

یا زوہم تا شائز و ہم تقریر شریع میں یہ فقرات عجیب ہیں کہ زمانہ قرار سبب زمانہ اجتہاد تھا
زمانہ تابعین تھا ائمہ مذہب تا زمانہ قرار محتاج الیہ و معصوم نہ تھے بلکہ فقہ قرار کے تھے قرار کا مذہب پوچھنا عجیب
ہے۔ ان فقرات کو مقصود میں بھی کچھ دخل ہے یا برائے بیت ہیں جب آپ کے نزدیک اس مسئلے میں مذہب کو اصل
دخل ہی نہیں تو زمانہ قرار زمانہ اجتہاد ہو یا عصر تعلیم، قہر تابعین ہو یا وقت جدید، ائمہ مذہب اس وقت

سہ شرح از زرقانی علی الموطا

سہ المقدیمۃ فی العرواح الممالکیۃ للشماوی

سہ عمدة القاری شرح بخاری باب ما یقول بعد التکبیر حدیث ۱۳۱ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ النیریۃ بیروت ۵/ ۲۸۴

محتاج الیہم ہوں یا بیکار، معدودے چند ہوں یا بے شمار، قراءے سامی ہوں یا لائق، قاری مجتہد ہوں یا مقلد، ان امور سے علاقہ ہی کیا رہا اور ان کے خلاف بھی ماننے تو تعداد کی، قوتائے سامی میں اس سے پہلے میں چار سطر کی تقریر کی متعلق کہ زمانہ ترجیح یا بعین و محدثین تک چار میں عصر مذہب نہ تھا مجتہدین بکثرت تھے جب اور مذہب صدر میں ہو گئے مذہب، اہل حق ان چار میں محصور ہو گیا، اور بھی ہے کہ وہ بھی محل سے یوں ہی بیگانہ و اجنبی ہے۔

ہم مذہب ہم ثبوت تو دیکھتے کہ قراء سب عصر مطلق تھے اگر مجتہد فی المذہب بھی ہوئے تو مذہب پوچھنا کیوں طاقت ہونے لگا۔

یہ سید ہم اُس زمانہ میں عدم عصر و کثرت مجتہدین مسلم مگر کیا اُس وقت کا ہر فرد بشر یا ہر عالم اگر کسی فی کا ہر فقیہ و مجتہد تھا اس کا تو زعم نہ کرے گا مگر سخت الحق جاہل یا اختساب کو عام نہ تھا اصل نہ تھا اس کا بھی مدعی نہ ہو گا مگر بے خبر غافل۔ کیا امام ابو یوسف، امام محمد وغیرہ حنفیہ اور امام اشوب و امام قاسم وغیرہ مالکیہ میں معدود نہیں و کتب طقات ملاحظہ ہوں، اور جب یقیناً قطعاً تعلیل بھی تھی اختصاص بھی تھا تو اس وقت کے قاریوں کا مذہب پوچھنا کیوں حق ہوا۔

تو خود ہم در فن تاریخ سرگامے دار، فرما رہے ہیں بھی کمال کہتے ہیں۔ ت، ائمہ مذہب بعد قراء کے تھے شہب جانے دیکھے بدوری میں غلام کیے سات میں چار ہمارے امام سے دفاع متاخر میں، امام ابو یوسف و ابن ہشام نے ۱۵۵ یا ۱۵۷، امام حمزہ زہدیت نے ۱۵۷ یا ۱۵۸، امام افیہ دہلی نے ۱۶۹، امام مسلم کسائی نے ۱۸۹، امام الائمہ ابو حنیفہ نے ۱۵۰ میں انتقال فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پوریہ امام کئی تو ہمارے امام سے پالیس پچاس برس چھوٹے ہیں، امام کی ولادت ۸۰ یا ۸۱ میں ہے اور ان کی ۱۱۹ میں۔ یہ ہمارے امام کے صاحب صغیر سیدنا امام محمد کے اقارب سے ہیں، دونوں صاحبوں نے ایک ہی سال انتقال فرمایا جس پر خلیفہ ہارون رشید نے کہا تھا میں نے رے میں فتح و غلبہ دونوں دفن کر دئے، اب کون جاہل کہے گا کہ امام عظیم امام محمد کے بعد ہوئے ہیں۔

بستم ائمہ مذہب محتاج الیہ و محصور نہ تھے یہ خاص ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرمایا یا مطلق، اول تو اہل عقل سے حاصل چاہیے بھی نا محصور نہیں ہو سکتے اور ثانی اس سے بڑھ کر شیعہ و باطل، زمانہ صحابہ سے آج تک کوئی وقت ایسا نہ گزر کہ ائمہ کی طرف احتیاج نہ ہو ہر زمانے میں مقلدین کا عدد مجتہدین سے بدرجہا زیادہ رہا ہے

عصہ جگہ ایک قول میں ولادت امام ۶۱ ہے کہانی و حیات الاعیان (جیسا کہ و حیات الاعیان میں ہے۔ ت، یوں تقریباً ۶۰ برس چھوٹے ہوں گے ۱۲ د م)

قرآن سے بے نیازی کیونکہ ممکن علیہ علم کی طرف حاجت تو جنت میں بھی ہوگی حالانکہ وہاں احکام تکلیفی نہیں، حدیث میں ہے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان اهل الجنة يحتاجون الى العلماء في الجنة وذلك انهم يردون الله تعالى في كل جمعة فيقولون لهم تمنوا على ما شئتم فيلتمتمون الى العلماء فيقولون ماذا نتمنى فيقولون تمنوا عليه كذا وكذا فيهم يحتاجون اليهم في الجنة كما يحتاجون اليهم في الدنيا۔ مروا بن عساکر عن جابر بن عبد الله وصلى الله تعالى عنهما۔

بے شک اہل جنت جنت میں علماء کے محتاج ہوں گے یوں کہ ہر جمعہ کو انھیں اللہ تعالیٰ کا ریدار نصیب ہوگا مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرمائے گا جو جی میں آئے مجھ سے مانگو (اب جنت سے مکان میں جا کر کون سی حاجت باقی ہے کچھ کچھ میں نہ آئے گا کیا مانگیں) علماء کی طرف منہ کر کے کہیں گے ہم کیا تمنا کریں وہ فرمائیں گے اپنے رب سے یہ مانگو تو لوگ جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے۔ اس کو بن عساکر نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا۔

اللهم انی سألک بعلماء امۃ حبیبک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یرزقنا منہم فی الدنیا والآخرۃ وترزقنا بحماہم عندک العلوان فم والقہر الخاشع والعفو والعفیۃ والمعصۃ وصل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد لله رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دنیائے دینیہ سے دیکھنے سے دعا کرتا ہوں کہ تو ہم پر ان کے وسیلے سے دنیا و آخرت میں رحم فرما اور ان کو ہر عیب و کوتاہی سے محفوظ رکھ دے اور ہر برکت سے ہمیں نافع علم، خشوع والذل، عافیت اور مغفرت عنایت فرما اور درود و سلام اور برکت جیسا کہ آقا و مولیٰ محمد اور ان کی آل اور صحابہ پر فرما، آمین واللہ اللہ رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

ماخذ و مراجع

سین دی بیری

مصنف کتاب

نام کتاب

۱.

۳۱۶	جلال الرحمن بن عمر بن محمد السند اوی المعروف بالفاس	۱- الاجزاء فی الحدیث
۳۳۶	ابو العباس احمد بن محمد الفاطمی الحنفی	۲- الاجناس فی الفروع
۶۸۳	عبدالله بن محمد (بن سرور) الحنفی	۳- الاختیار شرح المختار
۲۵۶	محمد بن یحییٰ البغاری	۴- الادب المفرد للبغاری
۹۲۳	شهاب الدین احمد بن محمد القسطلانی	۵- ارشاد الساری شرح البغاری
۹۵۱	ابو سعد دکنی نیکو بھادی	۶- ارشاد الحقن السلیم
۱۲۲۵	مولانا عبدالحق بکر العلوم	۷- ادرکان الادب
۹۷۰	شیخ رین الدین بن ابراہیم بن نجیم	۸- الاستبصار والنظار
۰۵۲	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۹- اشعة اللمعات
۳۸۲	علی بن محمد البزدری	۱۰- اصول البزدری
۹۴۰	احمد بن سلیمان بن کمال بات	۱۱- الاصلاح للوقایہ فی الفروع
۷۶۹	قاسمی مدد الدین محمد بن بید اللہ الشمل	۱۲- آکام المرجان فی احکام الجہان
۷۵۸	قاسمی بردہ بن مدنی ابراہیم بن علی الطرسوسی الحنفی	۱۳- انفع الوسائل
۰۶۹	حسن بن محمد الشرنبلالی	۱۴- اعداد الفصاح
۷۹۹	امام یوسف الارادیل شافعی	۱۵- ازار الائمة الشافعیہ
۹۴۰	احمد بن سلیمان بن کمال باشا	۱۶- الايضاح للوقایہ فی الفروع
۳۳۲	عبدالله بن محمد بن بشران	۱۷- امانی فی الحدیث
۳۶۳	احمد بن محمد المعروف بابن السنی	۱۸- اویجاز فی الحدیث
۳۰۷	احمد بن جلال حسن الشیرازی	۱۹- انقباب الروایات

۴۲۸	نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین النیشابوری	۴۲	استقصیر لیشابوری
۹۱۱	ابوزکریا یحییٰ بن شرف التوادری	۴۳	تقریب القرب
۸۴۹	محمد بن محمد بن امیر الحاج اعلیٰ	۴۴	التقریر و التفسیر
۱۰۳۱	عبدالرؤف السنادی	۴۵	المبصر السنادی
۴۴۳	فخر الدین عثمان بن علی الزلیلی	۴۶	تجیین عثمانی
۸۵۲	شهاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی	۴۷	تقریب سنده
۹۰۴	ابو طاهر محمد بن یعقوب شیرازی	۴۸	توضیح مقاصد
۱۰۰۳	شمس الدین محمد بن عبد الله بن حمد الترمذی	۴۹	توضیح الامتداد
۲۹۴	محمد بن نفع الروزی	۵۰	تعلیم تصویر
۴۶۳	ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی	۵۱	تألیف نفع
۴۴۳	محمد بن اسحق السمرقانی الهندی	۵۲	التوضیح فی شرح الهمدیه
<u>ج</u>			
۲۶۹	ابو یحییٰ محمد بن یحییٰ الترمذی	۵۳	جامع الترمذی
۹۶۲	شمس الدین محمد الخراسانی	۵۴	جامع الرموز
۲۵۶	امام محمد بن اسماعیل البخاری	۵۵	الجامع معجم
۸۹	امام محمد بن حسن الشیبانی	۵۶	المعجم لشمس الدین
۲۶۱	مسعود بن عجاج القشیری	۵۷	المعجم معجم
۵۸۶	ابو نصر محمد بن محمد العتباتی	۵۸	جامع لفقہ جوامع احمد
۸۴۳	شیخ محمد بن محمد بن اسرار بن یحییٰ	۵۹	جامع الفضول
۳۳۰	ابو الحسن عبید الله بن حسین الکندی	۶۰	الجامع کبیر
۰	راشد بن ابی رافع بن ابی بکر الخدری	۶۱	جوامع الخدری
۹۸۹	احمد بن یحییٰ بن احمد بن یحییٰ	۶۲	جوامع رجب
۵۶۵	راشد بن ابی بکر بن محمد بن یحییٰ	۶۳	جامع لفقہ
۸	ابو عبد الله بن محمد بن محمد بن یحییٰ	۶۴	المعجم سیرة
۲۴۳	ابو یحییٰ بن یحییٰ بن یحییٰ	۶۵	المعجم و التقریب فی حدیث
۹	عبد الرحمن بن ابی عبد الله بن یحییٰ بن یحییٰ	۶۶	جامع لفقہ فی حدیث

- ٤٤ - حاشية على سورة
 ٤٥ - حاشية ابن شبيب على التبيين
 ٤٦ - حاشية على سورة
 ٤٧ - حاشية على الدرر الملتصق
 ٤٨ - حاشية على العقدة والعشوائية
 ٤٩ - الحاشية لسعدى أفندى
 ٥٠ - الحديقة الهندية شرح طريقة محمدية
 ٥١ - الحادي، قدسى
 ٥٢ - حصر المسائل في المفردات
 ٥٣ - حيلة الادبيات
 ٥٤ - حيلة الجنى
- محمد بن مصطفى برسيه افندى
 احمد بن محمد السبلى
 علي بن محمد بن محمد بن محمد
 قاضي محمد بن فراموز ملا خسرو
 مؤتمه سبلى
 سعد الله بن عيسى افندى
 عبد الحى بن عيسى
 قاضى جمال الدين احمد بن محمد فوج قاضى الحسينى
 امير ابراهيم نصير بن محمد السمرقندى، عيسى
 ابراهيم احمد بن عبد الله الاصمى
 محمد بن محمد ابن امير الحاج

خ

- ٥٥ - فرائد الروايات
 ٥٦ - حواشي الفوائد
 ٥٧ - حواشي التبيين
 ٥٨ - خلاصة اسرار
 ٥٩ - خلاصة الفوائد
 ٦٠ - خيرات الحسان
- قاضى جكى الحنفى
 طاهر بن احمد عبد الرشيد بنى رى
 حسين بن محمد السمعاني السميقي
 حسان الدين علي بن احمد علي الرازي
 طاهر بن احمد عبد الرشيد بنى رى
 شهاب الدين احمد بن حجر المكي

د

- ٦١ - البداية في تخرىج احاديث البداية
 ٦٢ - البداية (دور الحكام)
 ٦٣ - البداهة
 ٦٤ - الدر المنير
- شهاب الدين احمد بن علي بن حجر العسقلاني
 قاضي محمد بن فراموز ملا خسرو
 علاء الدين الحنفى
 علاء الدين عبد الرحمن السمرقندى

ذ

- ٨٨ - ذخيرة العقبة
 يوسف بن جفيدة الجلي (جلي)
 ٨٩ - ذخيرة الفتاوى
 بربان الدين محمود بن احمد
 ٩٠ - زم العيبة
 عبد الله بن محمد ابن ابى الدنيا القرشي
 ٩٠٥
 ٦١٦
 ٢٨١

ح

- ٩١ - الرحيبة
 محمد بن ابي ماعين دمشقي
 ٩٢ - رد المحتار
 ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن دمشقي
 ٩٣ - رموز لامة في اختلاف لامة
 ابو مروان عبد الملك بن حبيب السلمي (القرشي)
 ٩٤ - رغائب القرآن
 شيخ دين ابي بن نعيم
 ٩٥ - رقيق النشاء في دقت لعصر النشاء
 عثمان بن سعيد الدارمي
 ٩٦ - رد على الجمية
 ١٢٥٢
 ٤٨١
 ٢٢٩
 ٩٤٠
 ٢٨٠

ش

- ٩٤ - زاد العقدة
 شيخ الاسلام محمد بن احمد السيباني المتوفى داخل القرن السادس
 ٩٨ - رد العقدة
 كمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الهمام
 ٩٩ - زبدة التوابع
 محمد بن محمد القرشي
 ١٠٠ - زبدة دات
 امام محمد بن حسن الشيباني
 ٨٦
 ١٠١٦
 ١٨٩

س

- ١٠١ - السراج الموضح
 ابو بكر بن علي بن محمد الحداد الحنفي
 ١٠٢ - السنن لابن ماجة
 ابو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجة
 ١٠٣ - السنن لابن منصور
 سعيد بن منصور الخراساني
 ١٠٤ - السنن لابن داود
 ابو داود سليمان بن اشعث
 ١٠٥ - السنن للشافعي
 ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب الشافعي
 ١٠٦ - السنن للبيهقي
 ابو بكر احمد بن حسين بن علي البيهقي
 ٨٠٠
 ٢٤٣
 ٢٤٣
 ٢٤٥
 ٣٠٣
 ٣٥٨

السنن للدارقطني
السنن للدارقطني
ش

١٠٤ - سنن

١ - شرح الاماميين للهودي

٢ - شرح الاماميين للهودي

٣ - شرح الاماميين للهودي

٤ - شرح الاماميين للهودي

٥ - شرح الاماميين للهودي

٦ - شرح الاماميين للهودي

٧ - شرح الاماميين للهودي

٨ - شرح الاماميين للهودي

٩ - شرح الاماميين للهودي

١٠ - شرح الاماميين للهودي

١١ - شرح الاماميين للهودي

١٢ - شرح الاماميين للهودي

١٣ - شرح الاماميين للهودي

١٤ - شرح الاماميين للهودي

١٥ - شرح الاماميين للهودي

١٦ - شرح الاماميين للهودي

١٧ - شرح الاماميين للهودي

١٨ - شرح الاماميين للهودي

١٩ - شرح الاماميين للهودي

٢٠ - شرح الاماميين للهودي

علي بن حنبل الدارقطني
عبد الله بن عبد الرحمن الدارقطني

٣٨٥

٢٥٥

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

شمس الدين عبد الله بن محمد الدارقطني

٩٤٣

١١٤

٩٤٨

١٠٩٩

٥٩٢

١٠٩٢

١٠٩٢

١٠٩٢

٩٣١

٢٨٠

٩٤٦

٣٢

٩٢١

١٢٥٢

٩٥٩

١١٢٢

٢٢

٩٤٦

٩٣٢

٤٢٤

١٩	محمد بن محمد بن محمد بن أبي شحنة	١٣ شرح الهداية
٥٠٢	مبارك بن محمد بن أبي بكر	١٣٤ - شرح الاسطوخودوس
٢٥٨	أبو بكر أحمد بن حسين بن علي البستي	١٣٥ - شعب الايمان
٢٨	محمد بن منصور الخفجي الأسدي الجاني	١٣٦ - شرح جامع الصغير
٥٢٩	عمر بن عبد العزيز الحنظلي	١٣٧ - شرح جامع الصغير

ص

٢٩٢	أحمد بن محمد بن حماد الجعفي	١٣٨ - شرح كوكبي
٢٥٣	محمد بن جنان	١٣٩ - صحيح بن جنان
٢	محمد بن أحمد بن أبي خزيمة	١٤٠ - صحيح ابن خزيمة
٦٩٠ تقريباً	أبو فضل محمد بن عمر بن خالد القرشي	١٤١ - المسندون

ط

١٣٠٢	سيد أحمد الطحاوي	١٤٢ - طحاوي عن والده
٣٠٤	سيد أحمد الطحاوي	١٤٣ - طحاوي عن علي لراقي
٩٨	محمد بن بهر بن السعد بن بكر	١٤٤ - الطريقة المحمدية
١٣٤٦	محمد الدين طبري محمد بن منصور	١٤٥ - طريقة القلبية

ع

٨٥٥	علامه جلال الدين أبي محمد محمد بن أحمد الغففي	١٤٦ - عمدة القاري
٤٨٤	أحمد بن محمد بن محمد بن أبي بكر	١٤٧ - المدينة
٠٩٩	شهاب الدين الخفاجي	١٤٨ - حاشية الخفاجي
٢٤٨	أبو عبد الله محمد بن محمد المصنف	١٤٩ - غير منقائل
١٧٥٢	محمد أمين ابن عابد بن الشامي	١٥٠ - حقوق المدينة
١٣٠	كمال الدين محمد بن أحمد المشير لعل شكري	١٥١ - مقدمة

غ

- ١٥١ - غاية البيان
 ١٥٢ - عرارة الحكم
 ١٥٣ - غريب الحديث
 ٥٢ - غزير حيون البصائر
 ١٥٥ - غنية ذو الأحكام
 ١٥٦ - غية المستنير
 ٤٥٨ - شيخ قوام الدين أمير كاتبه ابن أمير الاتقاني
 ٨٨٥ - قاضي محمد بن فرامرز طاهري
 ٢٢٠ - أبو الحسن علي بن سيفرة البغدادي المعروف بأثرم
 ١٠٩٨ - أحمد بن محمد الحميري المكي
 ١٠٦٩ - حسن بن عمار بن علي الشربلاني
 ٩٥٦ - محمد إبراهيم بن محمد الخليلي

ف

- ١٥٤ - فتح باري شرح البخاري
 ١٥٨ - فتح القدير
 ١٥٩ - فتاوى النسي
 ١٦٠ - فتاوى بزاذية
 ١٦٠ - فتاوى محمد
 ١٦٢ - فتاوى خيرية
 ١٦٣ - فتاوى سراجية
 ١٦٣ - فتاوى صدر بن حمزة
 ١٦٥ - فتاوى غياثية
 ١٦٦ - فتاوى قاضي خان
 ١٦٤ - فتاوى هندية
 ١٦٨ - فتاوى طبرية
 ١٦٩ - فتاوى دولهية
 ١٤٠ - فتاوى الكبرى
 ١٤١ - فقه، مذكر
 ١٤٢ - فتح الميعين
 ٨٥٢ - شهاب الدين أحمد بن علي ابن حجر العسقلاني
 ٨٩ - كمال الدين محمد بن عبد الواحد بابن العام
 ٥٣٤ - محمد بن أبي النسي
 ٨٢٤ - محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز
 ٠٨١ - علامه خير الدين بن أحمد بن علي الرمل
 ٥٤٥ - سراج الدين علي بن عثمان الادوشي
 - علامه بن حمزة السفدي
 - داود بن يوسف الخطيب الحنفي
 ٥٩٣ - حسن بن منصور قاضي خان
 - جمعيت علماء اهل السنة قريب عالمكير
 ٩ ٩ - ظهير الدين ابوبكر محمد بن احمد
 ٥٢٠ - عبدالرشيد بن ابني حنيفة الاولواحي
 ٥٢٦ - امام صدر الشهيد حسام الدين عمر بن عبد العزيز
 ١٥٠ - الامام الاعظم ابني حنيفة نعمان بن ثابت، كوفي
 - سيد محمد ابني السعد الحنفي

٩٢٨	ربيع الدين بن علي بن احمدات فني	١٤٣ - فتح طبعين شرح قرّة العين
٩٢٨	محيي الدين محمد بن علي بن عربي	١٤٣ - الفترحات المكية
١٢٠٥	عبد الصلي محمد بن نظام الدين الكندي	١٤٥ - فواتح الزجرات
٤٢	قاسم بن محمد بن عبد الله الجلي	٤٧ - نواهد
٢٥٢	محمد امين ابن عابدين شامي	١٤٤ - فخر مختصة
٠٣	عبد اروف مساوي	١٤٨ - فيض التقدير شرح ابي معاذ الصغير
٤٤	اسماعيل بن عبد الله الخلقب ليمرية	١٤٩ - فخر سميرة

ق

٨٤	محمد بن يعقوب الفيروز بادي	١٨٠ - نقاسوس
٩٢٨	علاء الدين الدين بن علي المظلي	١٨١ - قرّة عين
٩٥٨	نجم الدين محمد بن محمد بن بدي	١٨٢ - القنية
		٨٣ - القرنين

ك

٣٣٣	عالم شهيد محمد بن محمد	١٨٣ - الكافي في الفروع
٣٦٥	ابو عبد الله بن عدي	١٨٥ - الكمال لابن عدي
٩٤٣	سيد عبد الوهاب الشعراي	١٨٦ - بكرت لاجر
١٨٩	امام محمد بن حسن الشيباني	١٨٤ - كتاب الآثار
١٨٢	امام ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم الانصاري	١٨٨ - كتاب الآثار
	ابو الحارث كس محمد بن علي	١٨٩ - كتاب الامام في آداب في علم
٢٣٠	ابو نعيم احمد بن عبد الله	١٩٠ - كتاب اسوك
٠٥٠	عبد الرحمن بن محمد عماد الدين بن محمد العمادي	١٩١ - كتاب الهدية لابن عماد
	لابي عبدة	١٩٢ - كتاب بطور
٣٢٤	ابو محمد عبد الرحمن بن ابي حاتم محمد الرازي	١٩٣ - كتاب العلي على رب نعت
١٨٩	امام محمد بن حسن الشيباني	١٩٣ - كتاب الاصل
	ابو بكر بن ابي داود	١٩٥ - كتاب الموسوعة

١٩٧ - كشف الاسرار	٣ - طاهر مدین عبدالعزیز بن احمد البخاری
١٩٨ - كشف الرمز	٣ - خلاصة المقدسی
١٩٨ - كشف الاستار عن زوائد البزار	٢٠٠ - امین الدین محمد و باب بن و بان ان مشقی
١٩٩ - كز معال	٩٠٥ - علاء الدین علی امین الدین بن عبد الله
٢٠٠ - الكفایة	٨٠٠ - جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی تقریبا
٢٠ - كف ارمات	٢٠٣ - شهاب الدین احمد بن محمد علی
٢٠٢ - كذا في	٢٠٠ - حیدر الله بن احمد بن محمد
٢٠٣ - الكنى للحاكم	٢٠٥ - ابو عبد الله الحاكم
٢٠٣ - الكواكب الدرای	٢٠٩ - شمس الدین محمد بن یوسف اشافق الكزانی
٢٠٥ - كتاب لروح و التعلیل	٣٥٣ - محمد بن جابر النعمی
٢٠٦ - كتاب مداری	٩٨ - یحیی بن سعید القطان
٢٠٦ - كتاب المعصی	٢٠١ - حیدر الله بن محمد بن عبد الله
٢٠٨ - كتاب لرح	٨٠ - كذا في
٢٠٩ - الكشاف عن حقائق التنزيل	٥٣٨ - حیدر الله بن محمد بن عبد الله
<u>ل</u>	
٢١٠ - كتاب التفتیح	١٠٥٢ - طاهر شیع حیدر الله بن عبد الله
٢١١ - كتاب لرحان فی الاسرار	٩١١ - طاهر مدین الدین عبد الرحمن بن محمد السیوطی

م

٢١٢ - مارتق الامار	٩٠١ - امین الله بن عبد الله بن عبد الله
٢١٣ - مسوط خواهر	٣٠٣ - یحیی بن محمد بن حسن البخاری
٢٠٣ - مسوط اسرار	٢٠٣ - شمس الدین محمد بن احمد السرخسی
٢٠٥ - محرم ادر شمس الدین	٩٩٥ - نور الدین علی ابن دانی تقریبا
٢١٢ - مجمع بکرا لرحان	٩٠١ - محمد بن عبد الله بن عبد الله
٢٠٤ - محرم النوار	٥٥٠ - احمد بن موسی بن عیسی
٢٠٨ - مجمع الاسرار	٨٠ - امین الله بن محمد بن سیهان المعروف بداره آندری

٦١٦	امام بريان الدين محمود بن تاج الدين	٢١٩ - المحيط البرداني
٦٤١	رضي الدين محمد بن محمد السرخسي	٢٢٠ - المحيط الرضوي
٥٩٣	بريان الدين علي بن ابي بكر المغربي	٢٢١ - مخازن النوازل
٦٦٠	محمد بن ابي بكر عبد القادر الرازي	٢٢٢ - مخار الصالح
٦٢٣	ضياء الدين محمد بن عبد الواحد	٢٢٣ - المخارة في الحديث
٩١١	علامه جلال الدين السيوطي	٢٢٣ - المختصر
٤٣٤	ابن الحاج ابي عبد الله محمد بن محمد العبيدي	٢٢٥ - مدخل الشرح الشريف
١٠٦٩	حسن بن حمار بن علي الشربلالي	٢٢٦ - مراقي الفلاح بآداب الفصاح شريفة نور الانياس
١٠١٣	علي بن سديد بن علي قاري	٢٢٤ - مرقاة شرح مشكوة
٩١١	علامه جلال الدين السيوطي	٢٢٨ - مرقاة الصعود
	ابراهيم بن محمد النفسي	٢٢٩ - مستقصى الحقائق
٣٠٥	ابو عبيد الله الحاكم	٢٣٠ - مستدرک للحکم
٤١٠	ابو عبد الله محمد بن احمد النفسي	٢٣١ - مستقصى
١٠١٩	محمد بن عبد البهارى	٢٣٢ - مسلم الثبوت
٢٠٢	سليمان بن داود الطيالسي	٢٣٣ - مسند ابي داود
٣٠٦	احمد بن علي المرسلي	٢٣٣ - مسند ابي يعلى
٢٣٨	حافظه اسحق بن رابعية	٢٣٥ - مسند اسحق بن رابعية
٢٣١	امام احمد بن محمد بن حنبل	٢٣٦ - مسند امام احمد بن حنبل
٢٥٢	ابو بكر احمد بن عمرو بن عبد الله بن الزبارة	٢٣٤ - مسند الزبارة
٢٩٣	ابو محمد عبد بن محمد حميد الكشي	٢٣٨ - مسند عبد بن حميد
٥٥٨	شهر دار بن شيرازي الديلمي	٢٣٩ - مسند الفردوس
٤٤٠	احمد بن محمد بن علي	٢٤٠ - مصابح الخير
٤١٠	حافظه الدين عبد الله بن احمد النفسي	٢٤١ - المصنف
٢٣٥	ابو بكر عبد الله بن محمد احمد النفسي	٢٤٢ - مصنف ابن ابي شيبة
٢١١	ابو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعائي	٢٤٣ - مصنف عبد الرزاق
٦٥٠	امام حسن بن محمد الصنعائي الهندي	٢٤٣ - مصابح البرقي

٢٢٥ -	معركة الصحابة	٢٢٠ -	ابراهيم احمد بن عبد الله الصباني
٢٢٦ -	المعجم الاوسط	٢٢٠ -	سليمان بن احمد الطبراني
٢٢٧ -	المعجم الصغير	٢٢٠ -	سليمان بن احمد الطبراني
٢٢٨ -	المعجم الكبير	٢٢٠ -	سليمان بن احمد الطبراني
٢٢٩ -	معراج الدراية	٢٢٩ -	قاسم الدين محمد بن محمد البخاري
٢٣٠ -	مشكاة المصابيح	٢٢٢ -	شيخ دلي الدين العراقي
٢٣١ -	الغنى في الاسرار	٢٩١ -	شيخ عمر بن محمد الجبازي الحنفي
٢٣٢ -	المغرب	٢١٠ -	ابو الفتح تاج الدين عبد السيد المطري
٢٣٣ -	مختصر القدوري	٢٢٨ -	ابو الحسين احمد بن محمد القدوري الحنفي
٢٣٤ -	مناجيات الجنان	٩٣١ -	يعقوب بن سیدی علی
٢٣٥ -	المفردات للامام راغب	٥٠٢ -	حسين بن محمد بن مفضل الاصفهاني
٢٣٦ -	القدرة العشادية		ابو العباس عبد الله بن ابي العشاوي المالكي
٢٣٧ -	المسقط (في فتاوى ناصري)	٥٥٦ -	ناصر الدين محمد بن يوسف الحسيني
٢٣٨ -	مجمع الزوائد	٨٠٤ -	نور الدين علي بن ابي بكر البيهقي
٢٣٩ -	مناقب الكوردي	٨٢٤ -	محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز
٢٤٠ -	المسقط (في الحديث)	٣٠٤ -	عبد الله بن علي بن جبارود
٢٤١ -	المسقط في فروع الفقه	٣٣٣ -	الحاكم الشيرازي محمد بن محمد بن احمد
٢٤٢ -	منحة الخلق	١٢٥٢ -	محمد بن ابي عبد الله بن عاصم الشامي
٢٤٣ -	منح الفقهاء	١٠٠٣ -	محمد بن عبد الله التمر تاشي
٢٤٤ -	ملحق الابحار	٩٥٦ -	امام ابراهيم بن محمد الحلبي
٢٤٥ -	منهاج	٦٤٦ -	شيخ ابو بكر ياكوب بن شرف الزواوي
٢٤٦ -	مجمع البحرين	٦٩٢ -	منظر الدين احمد بن علي بن ثعلب الحنفي
٢٤٧ -	المبتقى		شيخ عيسى بن محمد بن ايساخ الحنفي
٢٤٨ -	المبسوط	٢٥٦ -	عبد العزيز بن احمد الحلواني
٢٤٩ -	مسند في الحديث	٥١٠ -	الحافظ الفقيه نصر بن ابراهيم الهروي

٢٦٢	يعقوب بن شيبان السدي	٢٤٠ - المسند الكبير
٤٠٥	سعيد الدين محمد بن محمد الكاشغري	٢٤١ - غية المصلي
١٤٩	امام مالك بن انس المدني	٢٤٢ - مرقا امام مالك
٨٠٤	نور الدين علي بن ابي بكر الهيثمي	٢٤٣ - موارد النعمان
٦٢٢	احمد بن مظفر الرازي	٢٤٣ - مشكلات
٢٤٩	ابن ابي ابن محمد الشافعي	٢٤٥ - منب
٩٤٣	عبد الرزاق الشافعي	٢٤٦ - ميزان الشريعة الكبرى
٤٢٨	محمد بن احمد الذهبي	٢٤٤ - ميزان الاعتدال
٢١٠	احمد بن موسى ابن مردويه	٢٤٨ - المستخرج على صحيح البخاري
٣٢٤	محمد بن يعقوب الخزاز الكلي	٢٤٩ - كلام الاخلاق

www.alukah.net/bibliothèque

ن

٤٢٥	عبد الله بن مسعود	٢٨٠ - النهاية مختصر الوقاية
٤٦٢	ابو محمد عبد الله بن يوسف النخعي الزبيدي	٢٨١ - نصب الراية
١٠٦٩	حسن بن عمار بن علي الشربلالي	٢٨٢ - نور الايضاح
٤١١	عصام الدين حسين بن علي السخاقي	٢٨٣ - النهاية
٦٠٦	محمد الدين مبارك بن محمد الجزري ابن اشير	٢٨٢ - النهاية لابن اشير
١٠٠٥	عسمر بن نعيم المصري	٢٨٥ - الشعر الفائق
٢٠١	بشام بن عبيد الله المازني النخعي	٢٨٦ - قواعد في الفقه
١٠٣١	محمد بن احمد المعروف ببشامجي زاهد	٢٨٤ - نور العين
٣٤٦	ابو الليث نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي	٢٨٨ - التوازل في الفروع
٢٥٥	ابو عبد الله محمد بن علي الحكيم الترمذي	٢٨٩ - نوادر اصول في معرفة اخبار الرسول

ز

٢٩٠	الواني في الفروع	٤١٠	محمد بن أحمد الشافعي
٢٩١	الوجيز في الفروع	٥٠٥	أبو حامد محمد بن محمد الغزالي
٢٩٢	الوقاية	٦٤٣	محمود بن سعد الشافعي
٢٩٣	الوسيط في الفروع	٥٠٥	أبي ساه محمد بن محمد الغزالي

هـ

٢٩٤	الهداية في شرح البداية	٥٩٣	برهان الدين علي بن أبي بكر المرغيناني
-----	------------------------	-----	---------------------------------------

ي

٢٩٥	اليواقيت والجواهر	٩٤٣	سيد عبد الوهاب الشافعي
٢٩٦	ينابيع في معرفة الأصول	٤٩٩	أبي عبد الله محمد بن رمضان الرومي